بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفسیر قرآنِ عزیز

(۴)

سورۂ انعام، سورۂ اعراف، سورۂ انفال اور سورۂ توبہ

مرتّبہ

مسعود احمد

بی، ایس سی۔

امیرِ جماعت المسلمین

جماعت المسلمین (رجسٹرڈ)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فہرست مضامین

سورۂ انعام

عنوان	صفحہ
توحید	۶
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلّی۔	۵۰
غیب کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔	۹۴
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر جمیل۔	۱۳۲
پھل کے مسائل	۱۶۸
کونسا ذبیحہ حلال ہے؟	۲۰۰
کونسا ذبیحہ حرام ہے؟	۲۰۶
علامات قیامت . . .	۲۸۸
فرقہ بندی کی مذمت . . .	۲۹۵
توحید	۳۰۹

سورۂ اعراف

صرف منزل من اللہ کی اتباع ضروری ہے۔ ۳۲۰
کفار کو تنبیہ ۳۲۷
آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت۔ ۳۳۴
لباس کو زینت کے لئے اتارا گیا ہے۔ ۳۵۱
لباس کے متعلق جملہ مسائل۔ ۳۵۳
نماز کے لئے زینت ضروری ہے۔ ۳۷۴
اعراف ۴۱۴
کفار کی افتراء پردازیاں . . . ۴۲۷
دعاء کے آداب ۴۳۵
ایمان امید و بیم کے درمیان ہے۔ ۴۴۶
حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات ۴۵۵
حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات ۴۶۰
حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات ۴۶۶
حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات ۴۷۳
حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات ۴۷۷
حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات ۵۰۲
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ضروری ہے ۵۵۰
فلاح کے حصول کے ذرائع۔ ۵۵۷
حلال و حرام چیزیں۔ ۵۶۰
امر بالمعروف و نہی عن المنکر۔ ۵۸۰
بنی اسرائیل کی بدبختی۔ ۵۹۰
عہد الست۔ ۶۰۳
دنیا کی طرف مائل ہونے والے کا حشر ۶۰۸
اسمائے حسنیٰ۔ ۶۱۶
قیامت کا بیان۔ ۶۲۵
علم غیب کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ تعالیٰ کے ۶۳۲
توحید کا بیان۔ ۶۳۷
عفو و درگذر۔ ۶۴۹
سجدۂ تلاوت کے آداب ۶۶۴

سورۂ انفال

عنوان	صفحہ
جنگ بدر کا حال۔	۶۶۷
بین المسلمین تعلقات۔	۶۸۴
اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دل کا دہل جانا۔	۶۸۹
جنگ کے لئے مشورہ۔	۶۹۱
فرشتوں کی جنگ میں شرکت۔	۷۰۰
جنگ میں پیٹھ پھیرنا کبیرہ گناہ ہے۔	۷۰۸
اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی بات ماننا ضروری ہے۔	۷۱۶
امر بالمعروف ونہی عن المنکر۔	۷۲۴
مال غنیمت کی تقسیم۔	۷۵۲
اختلاف کی مذمت۔	۷۶۹
جنگ کے لئے تربیت اور ساز و سامان کی تیاری	۷۹۳
بین المسلمین محبت بہت ضروری ہے	۸۰۱
قیدیوں کے متعلق احکام الٰہی۔	۸۲۱
ہجرت کے متعلق جملہ مسائل۔	۸۳۱

سورۂ توبہ

مشرکین سے بیزاری کا اعلان۔ ۸۳۷
جہاد فی سبیل اللہ کی فضیلت۔ ۸۶۹
جنگ حنین کا حال۔ ۸۸۸
جزیہ کے مسائل۔ ۹۱۲
جنگ موتہ کا حال۔ ۹۱۰
یہود و نصاریٰ کی باطل باتیں۔ ۹۱۶
شریعت سازی شرک ہے۔ ۹۱۷
زکوٰۃ نہ دینے والے کی سزا۔ ۹۲۷
حرمت والے مہینے۔ ۹۳۵
جنگ تبوک۔ ۹۴۳
مدینہ منورہ کی طرف ہجرت۔ ۹۶۹
منافقین کی ریشہ دوانیاں۔ ۹۸۳
زکوٰۃ کے مصارف۔ ۱۰۰۵
تکذیب رسل کا انجام۔ ۱۰۲۶
مؤمنین آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ ۱۰۳۴
جنگ برائے نفاذ قوانین الٰہیہ۔ ۱۰۳۹
منافقین کے خصائل۔ ۱۰۴۵
مسجد ضرار۔ ۱۱۰۶
مشرکین کے لئے استغفار کی ممانعت ۱۱۱۹
حضرت کعب بن مالک رضؓ سے مقاطعہ۔ ۱۱۳۰
جہاد کی فضیلت۔ ۱۱۴۳
مؤمنین کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رحم و کرم ۱۱۶۹

سورۃ الانعام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بے حد مہربان اور بہت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ
الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ، ثُمَّ الَّذِیْنَ
كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ ۱
هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِیْنٍ
ثُمَّ قَضٰۤى اَجَلًا وَاَجَلٌ مُّسَمًّى
عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۲

وَهُوَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَفِی الْاَرْضِ یَعْلَمُ سِرَّکُمْ وَجَهْرَکُمْ وَیَعْلَمُ مَا تَکْسِبُوْنَ ۳

ترجمہ ہر قسم کی تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا، جس نے تاریکیاں اور روشنی بنائی، پھر بھی جو لوگ کافر ہیں وہ (دوسروں کو) اپنے ربّ کے برابر قرار دے رہے ہیں ① وہی ہے جس نے (اے انسانو) تم کو مٹی سے پیدا کیا، پھر (تمہارے مرنے کا) ایک وقت مقرر کیا اور ایک وقت اس کے ہاں اور مقرر ہے، پھر بھی (اے لوگو) تم (اللہ کے متعلق) شک میں مبتلا ہو ② آسمانوں میں اور زمین میں وہی ایک اللہ ہے (جس کی ہر چیز پر بادشاہت ہے) وہ تمہاری پوشیدہ باتوں کو بھی جانتا ہے اور ظاہر باتوں کو بھی جانتا ہے اور جو عمل تم کر رہے ہو ان سے (بخوبی) واقف ہے ③

معانی و مصادر (یَعْدِلُوْنَ) عَدَلَ، یَعْدِلُ، عَدْلٌ و عُدُوْلٌ (ض) راستہ سے ہٹ جانا۔
عَدَلَ، یَعْدِلُ، عَدْلٌ و عَدَالَۃٌ و مَعْدَلَۃٌ (ض) انصاف کرنا، برابر کرنا۔
(اَجَلٌ) اَجَلَ، یَاْجَلُ، اَجَلٌ (س) مؤخر کرنا (اَجَلٌ = مقررہ وقت)
(مُسَمًّی) سَمّٰی، یُسَمِّیْ، تَسْمِیَۃٌ (باب تفعیل) نام رکھنا، مقرر کرنا۔
(تَمْتَرُوْنَ) اِمْتَرٰی، یَمْتَرِیْ، اِمْتِرَاءٌ (باب افتعال) شک کرنا۔

تفسیر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ) سب تعریف اللہ تعالےٰ کے لئے ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا (وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ) اور جس نے تاریکیاں بنائیں اور روشنی بنائی (ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ) پھر بھی کافر دوسروں کو اپنے رب کے برابر سمجھتے ہیں۔ اپنے رب کو چھوڑ کر دوسروں کی طرف مڑ جاتے ہیں۔ انہیں اللہ تعالےٰ کے حقوق اور صفات میں شریک کرتے ہیں۔ اور

اللہ تعالےٰ سے بھی مانگتے ہیں دوسروں سے بھی مانگتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے سامنے بھی جھکتے ہیں، دوسروں کے سامنے بھی جھکتے ہیں حالانکہ اس قسم کے تمام کام صرف خالق کے لئے مخصوص ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ ان کے شریک کسی چیز کے خالق نہیں تو پھر وہ کیوں ان کو اللہ تعالےٰ کے حقوق اور صفات میں شریک کرتے ہیں۔ جو خالق ہے وہی عبادت اور اطاعت کا مستحق ہے، جو خالق ہے وہی مدد کرسکتا ہے، جو خالق ہے وہی بگڑی بنا سکتا ہے۔ مخلوق کو کسی قسم کا اختیار نہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ۝

(الفرقان - ۳)

(پھر بھی) لوگوں نے اس کے علاوہ دوسرے الٰہ بنا لئے حالانکہ وہ کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ تو خود پیدا کئے گئے ہیں۔ وہ اپنے نقصان اور نفع کے بھی مالک نہیں اور نہ ان کے اختیار میں مرنا ہے، نہ جینا اور نہ مر کر اٹھ کھڑا ہونا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِى الْاَرْضِ رَوَاسِىَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِىْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

(لقمٰن - ۱۰ و ۱۱)

اسی نے آسمانوں کو جیسا کہ تم انہیں دیکھتے ہو بغیر ستون کے پیدا کیا اسی نے زمین میں پہاڑ گاڑ دئے تاکہ زمین تمہیں لے کر ڈگمگا نہ جائے اور اسی نے زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلا دئے اور (اے کافرو) ہم ہی نے بادل سے پانی برسایا پھر (ہم ہی نے) زمین میں ہر قسم کی عمدہ عمدہ چیزیں اگائیں۔ تو (اے کافرو) یہ تو اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں ہیں، اب تم مجھے بتاؤ اس کے علاوہ جو (تمہارے شریک) ہیں انہوں نے کیا پیدا کیا، حقیقت یہ ہے کہ یہ ظالم صریح گمراہی میں ہیں۔

مشرکین جن لوگوں کو اللہ تعالےٰ کا شریک بناتے ہیں انہوں نے کوئی چیز بھی پیدا نہیں کی تو پھر وہ کیسے اللہ تعالےٰ کی صفات اور حقوق میں شریک ہو سکتے ہیں، اتنی سی بات بھی ان لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتی اور وہی بے عقلی کی باتیں کئے چلے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ

اور (اے رسول) اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور

اللّٰہُ ثُمَّ اَنّٰی یُؤْفَکُوْنَ ۔ اَللّٰہُ یَبْسُطُ
الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَیَقْدِرُ
لَہٗ اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۔ وَلَئِنْ
سَاَلْتَہُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً
فَاَحْیَا بِہِ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِ مَوْتِہَا
لَیَقُوْلُنَّ اللّٰہُ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ بَلْ اَکْثَرُہُمْ
لَا یَعْقِلُوْنَ ۔

(العنکبوت ۔ ۶۱ تا ۶۳)

سورج اور چاند کو کس نے مسخر کیا تو یہ جواب دیں گے کہ اللہ تعالےٰ نے (اس بات کو تسلیم کرنے کے بعد) پھر یہ کہاں الٹے چلے جا رہے ہیں۔ اللہ ہی اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور (جس کے لئے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے، بے شک اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔ اور (اے رسول) اگر آپ ان سے پوچھیں کہ بادل سے پانی کون برساتا ہے اور پھر اس کے ذریعہ زمین کو اس کی موت کے بعد کون زندہ کرتا ہے تو یہ ضرور جواب دیں گے کہ اللہ، آپ کہئے کہ سب تعریف اللہ کے لئے ہے (جو یہ کام انجام دیتا ہے) لیکن ان میں سے اکثر لوگ سمجھتے نہیں (کہ جو یہ کام نہیں کر سکتے وہ مشکل کشا کیسے ہو سکتے ہیں)۔

الغرض جو خالق ہے وہی مالک ہے وہی کارساز ہے، وہی معبود ہے وہی حاکم ہے۔ ہر قسم کی تعریف اسی کو زیبا اور سزاوار ہے۔

اللہ تعالےٰ نے تاریکیاں بھی پیدا کیں اور نور بھی پیدا کیا۔ اچھی اور بری تمام چیزوں کا وہی خالق ہے۔ دوسرا کوئی خالق نہیں۔ گمراہیوں کا بھی وہی خالق ہے اور نور ہدایت کا بھی وہی خالق ہے۔ وہی گمراہی سے نکال کر نور ہدایت کی طرف لے آتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُہُمْ مِّنَ
الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ۔

(البقرۃ ۔ ۲۵۷)

ایمان والوں کا دوست اللہ ہے جو انہیں (گمراہی کی) تاریکیوں سے نکال کر نور (ہدایت) کی طرف لے آتا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

الٓرٰ کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ اِلَیْکَ لِتُخْرِجَ
النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ بِاِذْنِ
رَبِّہِمْ اِلٰی صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ ۔

(ابراھیم ۔ ۱)

الٓرٰ (اے رسول) ہم نے یہ کتاب آپ کی طرف (اس لئے) نازل کی ہے تاکہ آپ (اس کے ذریعہ) لوگوں کو ان کے رب کے حکم سے گمراہی کی تاریکیوں سے نکال کر

روشنی کی طرف لے آئیں (یعنی) زبردست اور تعریف والے (اللہ) کے راستہ کی طرف لے آئیں۔

گمراہیاں تو بہت اور بے شمار ہیں لیکن نور ہدایت صرف ایک ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے گمراہیوں کے لئے "ظلمات" یعنی جمع کا صیغہ استعمال کیا اور ہدایت کے لئے "نور" یعنی واحد کا صیغہ استعمال کیا۔ نور ہدایت صرف ایک ہے اور وہ اسی واحد و یکتا کی طرف سے نازل ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۙ

(المآئدۃ ۔ ۱۵)

(اے اہل کتاب) بے شک اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور (ہدایت) یعنی روشن کتاب آچکی ہے۔

کیونکہ نور ہدایت صرف ایک ہے لہذا فوز و فلاح کے کئی راستے نہیں ہو سکتے۔ فوز و فلاح کا بس ایک ہی راستہ ہے اور وہ اسلام ہے۔ فرقہ وارانہ مذاہب اور ملل اللہ تعالےٰ کے راستے نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالےٰ کا راستہ تو بس صرف وہی ہے جو اس نے اپنے رسول کے ذریعہ ہمیں بتایا ہے۔ اسی کی پیروی سے نجات مل سکتی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

(الاعراف ۔ ۱۵۷)

الغرض جو لوگ رسول پر ایمان لائے، انکا احترام کیا، ان کی مدد کی اور اس نور کی پیروی کی جو ان پر نازل کیا گیا ہے وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

آگے فرمایا (هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰٓى اَجَلًا) وہی ہے جس نے نہ صرف آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا بلکہ اے انسانوں تم کو بھی پیدا کیا۔ پھر تمہارے لئے دنیا میں رہنے کی ایک میعاد مقرر کی (وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ) پھر اسی نے ایک وقت اپنے پاس اور بھی مقرر کر رکھا ہے یعنی قیامت کا دن۔ اس کا علم صرف اسی کو ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب آئے گی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ۭ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ۭ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ۭ

(النازعٰت ۔ ۴۲ تا ۴۴)

(اے رسول) لوگ آپ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں کہ وہ کب واقع ہوگی۔ تو اس کے (وقت کو) بتانے کے سلسلہ میں آپ کس (خلجان) میں ہیں۔ اس کا علم تو آپ کے رب پر منتہی ہوتا ہے۔

آگے فرمایا (ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ) اے انسانو، پھر بھی تم اللہ تعالےٰ کی وحدت، قدرت اور بادشاہت کے متعلق شک کرتے ہو۔ وہی بادشاہ ہے اور اکیلا بادشاہ ہے۔ (وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ) آسمانوں میں بھی وہی الٰہ اور بادشاہ ہے اور زمین میں بھی وہی الٰہ اور بادشاہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ وَّهُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ○ وَتَبٰرَكَ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○

(الزخرف - ۸۴ و ۸۵)

اور (اے رسول) وہی ہے جو آسمانوں میں بھی الٰہ ہے اور زمین میں بھی الٰہ ہے اور وہ علم والا اور حکمت والا ہے۔ اور (اے رسول) بابرکت ہے وہ ذات جس کی بادشاہت ہے آسمانوں میں بھی، زمین میں بھی اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اس میں بھی اور (اے رسول) قیامت کا علم اسی کو ہے اور اسی کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے۔

آگے فرمایا (يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ) وہ تمہارے بھیدوں کو بھی جانتا ہے اور ان باتوں کو بھی جانتا ہے جن کو تم ظاہر کرتے ہو اور وہ جانتا ہے جو کچھ تم کما رہے ہو۔

عمل

اے لوگو، خالق کائنات صرف اللہ تعالےٰ ہے لہذا اللہ تعالیٰ کی صفات اور اس کے حقوق میں کسی کو شریک نہ کیجئے۔

اے لوگو، آپ کو یقین ہے کہ آپ کو موت آئے گی، اس کا وقت مقرر ہے، اسی طرح آپ قیامت پر بھی یقین رکھیئے کہ اس کا وقت مقرر ہے اور وہ اپنے مقررہ وقت پر جس کا علم سوائے اللہ تعالےٰ کے کسی کو نہیں آکر رہے گی۔ جس طرح آپ اپنی موت کے مقررہ وقت میں شک و شبہ نہیں کرتے اسی طرح قیامت کے مقررہ وقت میں بھی شک و شبہ نہ کیجئے۔

اے لوگو، اللہ تعالےٰ کو آپ کے ظاہر اور پوشیدہ تمام اعمال و خیالات کا علم ہے لہذا اس سے ڈرتے رہیئے۔ اپنے اعمال کی بھی اصلاح کیجئے اور اپنے عقائد و خیالات کی بھی اصلاح کیجئے۔ دل کو بدعقیدگی کفر و شرک، نفاق و عناد، بغض و کینہ اور تمام روحانی امراض سے پاک کیجئے۔

وَمَا تَاتِيهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ
رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿٤﴾
فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ
فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا
بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٥﴾ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ
اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ
مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ مَا لَمْ
نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ
عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا وَّجَعَلْنَا

الْاَنْهٰرُ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَ اَنْشَاْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِیْنَ (۶)

ترجمہ اور (اے رسول) (جب کبھی) ان کے رب کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی ان کے پاس آتی ہے تو یہ اس سے منہ موڑ لیتے ہیں (۴) (اور اے رسول) جب حق ان کے پاس آیا تو انہوں نے اُسے جھٹلا دیا (اور اس کا مذاق اڑانے لگے) تو (انہیں خبردار ہو جانا چاہیئے کہ) جس حق کا یہ مذاق اڑا رہے ہیں (اس حق کی پیشینگوئیوں کے مطابق) وہ خبریں (جو ان کی تباہی کے متعلق ہیں) عنقریب ان کے سامنے (حقیقت ثابتہ بن کر) آنے والی ہیں (۵) کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے ہم نے کتنی قوموں کو ہلاک کر دیا، حالانکہ ہم نے ان کو زمین میں ایسی قوّت و تمکنت عطاء کی تھی کہ (اے کافرو) تم کو ان جیسی قوت و تمکنت عطا بھی نہیں کی، ہم نے ان پر آسمان سے موسلا دھار پانی برسایا اور (یہی نہیں بلکہ) ہم نے ان کے لئے نہریں بنائیں جو ان کے (مکانوں کے) نیچے بہتی تھیں، پھر ہم نے ان کو ان کے گناہوں کے سبب ہلاک کر دیا اور ان کے بعد دوسری قومیں پیدا کر دیں (۶)

معانی و مصادر (اَنْبَآؤُا) نَبَاٌ، یَنْبَاُ، نَبْاٌ و نُبُوْءٌ (ف) بلند ہونا، کسی پر طلوع ہونا، نکلنا (اَنْبَآؤُا = نَبَاٌ کی جمع: خبریں)

(قَرْنَ) قَرَنَ، یَقْرِنُ، قَرْنٌ (ض) قَرَنَ، یَقْرُنُ، قِرَانٌ (ن) جمع کرنا، ملا دینا

(قَرْن: ایک زمانہ کے لوگ، جماعت)

(مِدْرَارًا) دَرَّ، یَدُرُّ، دَرٌّ (ض.ن) زیادہ ہونا (مِدْرَارٌ = بہت زیادہ بہنے والا)

(اَنْشَاْنَا) اَنْشَاَ، یُنْشِئُ، اِنْشَآءٌ (باب افعال) پیدا کرنا۔

تفسیر کفار کی ہمیشہ سے یہ عادت رہی ہے کہ وہ آیات اور معجزات کو دیکھ کر بھی ایمان نہیں لاتے۔ یہی عادت کفار کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَمَا تَاْتِیْهِمْ مِّنْ اٰیَةٍ مِّنْ اٰیٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِیْنَ) جب کبھی ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی آتی ہے تو یہ اس سے منہ موڑ لیتے ہیں۔ اس نشانی کو دیکھ کر بھی ان کے دل اللہ تعالےٰ اور اس کی کتاب کی طرف مائل نہیں ہوتے۔ کائنات میں بے شمار نشانیاں ایسی موجود ہیں جو اللہ تعالےٰ کے وجود اور اس کی توحید کی طرف دعوت دیتی ہیں لیکن یہ ان سے اعراض کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَكَاَیِّنْ مِّنْ اٰیَةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَمُرُّوْنَ عَلَیْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ؛ (یوسف - ۱۰۵)

اور (اے رسول) آسمانوں میں اور زمین میں کتنی ہی نشانیاں ہیں (جو اللہ کی توحید پر دلالت کرتی ہیں) یہ ان کے پاس سے ہو کر گذرتے ہیں لیکن اُن سے روگردانی کرتے ہیں (ان کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے کہ ان کے ذریعہ ایمان کی توفیق ہو)۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاٰیَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَیْتَةُ اَحْیَیْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ یَاْكُلُوْنَ ؛ (یٰسٓ - ۳۳)

اور (اے رسول اگر ان کو دوبارہ زندہ ہونا ممکن نہ نظر آئے تو) مردہ زمین (میں) ان کے لئے نشانی ہے، ہم اس کو زندہ کرتے ہیں پھر اس سے غلہ اگاتے ہیں پھر یہ اس میں سے کھاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاٰیَةٌ لَّهُمُ الَّیْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ؛ (یٰسٓ - ۳۷)

اور ان کے لئے (اللہ کی قدرت کی) ایک نشانی رات بھی ہے، اس میں سے ہم دن کو کھینچ لیتے ہیں تو ان پر تاریکی چھا جاتی ہے۔

آگے فرمایا (فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ) جب قرآن مجید جو سراسر حق ہے ان کے پاس آیا تو انہوں نے اس کو جھٹلا دیا۔ اس کی معجزانہ فصاحت و بلاغت اور حکیمانہ قوانین کو دیکھ کر انہیں چاہئے تھا کہ اس پر ایمان لے آتے اس کی بتائی ہوئی باتوں پر یقین کرتے اور اپنی اصلاح کرتے لیکن اس کے برخلاف انہوں نے اس کا مذاق اڑایا (فَسَوْفَ یَاْتِیْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا

مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ) عنقریب وہ سب باتیں اور خبریں جن کا یہ مذاق اڑا رہے ہیں ان کے سامنے آجائیں گی۔ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے کہ قرآن مجید نے جو خبریں دی تھیں وہ سب حق تھیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ۝ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝

(الجاثیۃ - ۳۲و۳۳)

اور جب کہا جاتا تھا کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت میں کچھ شک نہیں تو تم کہا کرتے تھے ہم نہیں جانتے کہ قیامت کیا چیز ہے، ہم محض گمان کرتے ہیں ہمیں یقین نہیں، تو جو عمل وہ کرتے تھے (اب) ان اعمال کی برائی ان پر ظاہر ہوگئی اور جس (عذاب) کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے اس نے انہیں گھیر لیا۔

آگے فرمایا (اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ) کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی ہی امتوں کو ہلاک کر دیا حالانکہ ان کو زمین میں ہم نے ایسا استحکام دیا تھا کہ اتنا استحکام ان کفار کو نہیں دیا، (وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا) ان پر ہم نے موسلا دھار بارش کی تھی (وَجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ) اور ان کے نیچے نہریں جاری کر دیں لیکن وہ ہماری نافرمانی سے باز نہ آئے (فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ) تو ہم نے ان کے گناہوں کی سزا میں ان کو نیست و نابود کر دیا (وَاَنْشَاْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ) اور ان کے بعد دوسری جماعتیں پیدا کر دیں۔ اسی طرح اگر یہ کفار اپنی سرکشی سے باز نہ آئے، قرآن مجید پر، رسول پر اور قیامت پر ایمان نہ لائے تو ہم ان کو بھی نیست و نابود کر دیں گے اور ان کے بعد دوسری قوم کو لے آئیں گے۔ انہیں چاہیے کہ گذشتہ قوموں کی تاریخ سے عبرت حاصل کریں اور عذاب الٰہی کو دعوت نہ دیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّاَفْـِٕدَةً فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ اَبْصَارُهُمْ وَلَآ اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى

ہم نے ان کو اتنی قوت اور مضبوطی عطا کی تھی کہ (اے کفار مکہ) اتنی قوت اور مضبوطی ہم نے تم کو عطا نہیں کی، ہم نے ان کو کان، آنکھیں اور دل (سب کچھ) دئے تھے لیکن جب انہوں نے اللہ کی آیات کا انکار کیا تو ان کے کان، ان کی آنکھیں اور ان کے دل ان کے کچھ کام نہ آئے اور جس چیز کا وہ مذاق

وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝
(الاحقاف - ۲۶ و ۲۷)

اڑایا کرتے تھے اس چیز نے ان کا احاطہ کر لیا۔ اور (اے کفار مکہ) تمہارے اردگرد کی (بہت سی) بستیوں کو ہم نے ہلاک کر دیا، ہم نے بدل بدل کر (اپنی) نشانیاں ان کو دکھائیں تاکہ وہ (کفر سے) توبہ کر لیں (لیکن انہوں نے توبہ نہیں کی)۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَكَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا رُسُلِيْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝
(سبا - ۴۵)

اور (اے رسول) ان سے پہلے جو لوگ گذر چکے ہیں انہوں نے بھی (اپنے رسولوں کی) تکذیب کی تھی اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا تھا یہ تو اس کے دسویں حصہ کو بھی نہیں پہنچے، انہوں نے میرے رسولوں کو جھٹلایا تھا (دیکھ لو) میرا عذاب کیسا رہا (جب وہ باوجود دس گنا طاقت کے اپنے کو عذاب سے نہیں بچا سکے تو یہ اپنے کو کیا بچائینگے)۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ۝
(الحج - ۴۵)

الغرض کتنی ہی بستیاں ہیں جن کو ہم نے اس لئے ہلاک کر دیا کہ وہ ظالم تھیں (دیکھ لو) وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں (بہت سے) کنویں بیکار پڑے ہیں اور (بہت سے) عالیشان محل (ویران پڑے ہیں)۔

عمل

اے لوگو، انفس و آفاق میں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور توحید کی جو نشانیاں نظر آتی ہیں ان سے اعراض نہ کیجئے۔ ان کو دیکھ کر اپنے خالق کو پہچانئے اور اس کی توحید پر جم جائیے۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی خبروں کی تصدیق کیجئے۔ ان کا مذاق نہ اڑائیے کہیں ایسا نہ ہو کہ جس طرح گذشتہ امتیں جو بہت طاقتور ہونے کے باوجود ہلاک کر دی گئیں آپ کو بھی ہلاک کر دیا جائے۔

وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ
قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ
لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ
اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۷ وَقَالُوْا لَوْلَآ
اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ وَلَوْ اَنْزَلْنَا
مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ۝۸
وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ
رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا
يَلْبِسُوْنَ ۝۹ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ

بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ
بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا
كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۱۰ قُلْ
سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ
انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الْمُكَذِّبِيْنَ ۱۱

ترجمہ (اور اے رسول) اگر ہم آپ کی طرف کاغذ پر لکھی ہوئی کتاب اتار دیں، پھر یہ اس کو اپنے ہاتھ لگا کر (بھی دیکھ) لیں تو یہ کافر لوگ یہی کہیں گے کہ یہ تو کھلا جادو ہے ۷ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ان پر کوئی فرشتہ کیوں نہیں نازل ہوا (جو ان کی تصدیق کرتا، تو اس کا جواب یہ ہے کہ) اگر ہم فرشتہ نازل کر دیتے تو پھر کام ہی تمام ہو جاتا پھر (یقیناً عذاب الٰہی نازل ہوتا اور) انہیں (بالکل) مہلت نہ ملتی ۸ اور اگر ہم کسی فرشتے کو رسول بنا کر (بھیجتے) تو اس کو بھی انسانی شکل ہی میں بھیجتے، اس طرح ہم ان کو پھر اسی شبہ میں ڈال دیتے جس شبہ میں یہ اب مبتلا ہیں ۹ اور (اے رسول آپ ان کے مذاق سے آزردہ نہ ہوں) آپ سے پہلے بھی رسولوں کا مذاق اڑایا جاتا رہا ہے پھر ان میں جو لوگ (رسولوں کا) مذاق اُڑاتے تھے ان کو اس مذاق (کے وبال) نے جو وہ کیا کرتے تھے آگھیرا ۱۰ (اے رسول) آپ ان سے کہئے کہ

زمین میں سیر و سیاحت کرو، پھر (اپنی آنکھوں سے) دیکھو کہ مکذّبین (رسالت) کا کیا انجام ہوا۔ ۱۱

معانی و مصادر (لَبَسْنَا) (یَلْبِسُوْنَ) لَبَسَ، یَلْبِسُ، لَبْسٌ (ض) مختلط کرنا اور مشتبہ بنا دینا۔

(حَاقَ) حَاقَ. یَحِیْقُ، حَیْقٌ و حُیُوْقٌ و حَیْقَانٌ (ض) احاطہ کرنا، نازل ہونا۔

تفسیر اوپر گذر چکا ہے کہ کفار کے سامنے جب کبھی بھی کوئی نشانی آتی ہے تو وہ اس سے منہ موڑ لیتے ہیں۔ اس کو دیکھ کر طرح طرح کے بہانے بناتے ہیں اور ایمان نہیں لاتے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَیْكَ كِتٰبًا فِیْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَیْدِیْهِمْ لَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ) اور اے رسول، اگر ہم آپ پر کاغذ پر لکھی ہوئی کوئی کتاب نازل کرتے، پھر یہ کافر اس کو ہاتھ لگا کر اچھی طرح دیکھ لیتے تب بھی ایمان نہیں لاتے بلکہ یہ کہہ دیتے کہ یہ تو بس کھلا ہوا جادو ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۔ وَاِنْ یَّرَوْا اٰیَةً یُّعْرِضُوْا وَیَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۔ (اقتربت الساعۃ - ۱و۲)

قیامت قریب آگئی اور چاند شق ہوگیا (جو رسول کی صداقت کی ایک کھلی نشانی ہے) (لیکن کافروں نے اسے نشانی تسلیم نہیں کیا اسے جادو قرار دیا) اور (اے رسول) اگر یہ (کوئی اور) نشانی بھی دیکھیں تو یہی کہیں گے یہ جادو ہے جو ہمیشہ سے ہوتا چلا آیا ہے۔

اللہ تعالےٰ نے جو بات کہی تھی شق القمر کے معجزے نے اس کی صداقت پر مہر لگا دی۔ شق القمر کا معجزہ دیکھ کر کفار نے یہی کہا کہ یہ جادو ہے۔ اسی طرح اگر لکھی لکھائی کتاب نازل ہوتی تب بھی یہ اُسے جادو ہی کہتے (وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْهِ مَلَكٌ) اور اے رسول، کافر یہ کہہ رہے ہیں کہ اس رسول پر کوئی فرشتہ کیوں نہیں نازل ہوا (وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِیَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا یُنْظَرُوْنَ) بات یہ ہے کہ اگر ہم فرشتہ نازل کرتے اور یہ پھر بھی ایمان نہ لاتے تو انہیں مہلت نہیں ملتی بلکہ فوری طور پر عذاب نازل ہوتا اور ان کا کام تمام ہو جاتا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

لَوْ مَا تَاْتِیْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۔ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِیْنَ ۔ (الحجر - ۷و۸)

(اور) اگر تو (اپنے دعویٰ میں) سچا ہے تو ہمارے پاس فرشتوں کو کیوں نہیں لے آتا (اے رسول) ہم فرشتوں کو حق کے ساتھ (مناسب وقت پر ہی نازل کرتے ہیں)

پھر اس وقت کافروں کو مہلت نہیں دی جاتی۔

فرشتہ کا بھیجنا گویا اتمام حجّت اور آخری تنبیہ ہوتی ہے۔ آخری تنبیہ کے بعد پھر سوائے عذاب کے اور کیا رہ جاتا ہے۔ یہ تو اللہ تعالےٰ کا بڑا رحم وکرم ہے کہ فرشتہ نازل نہیں ہوا ورنہ یہ کبھی کے نیست و نابود ہو گئے ہوتے۔

کفار کے اس مطالبہ کا ذکر اللہ تعالےٰ نے ایک اور جگہ بھی کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا (الفرقان - ۷)	اس پر کوئی فرشتہ کیوں نہیں اتارا گیا جو اس کے ساتھ مل کر لوگوں کو عذاب الٰہی سے) ڈراتا۔

الغرض کفار یہ مطالبہ کرتے تھے کہ رسول کے ساتھ کوئی فرشتہ ہوتا جو تبلیغ کے کاموں میں ان کے ساتھ تعاون کرتا یا فرشتے ہی کو رسول بنا کر بھیجا جاتا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ) اگر ہم رسول یا معاون کسی فرشتہ کو بناتے تو اس کو آدمی ہی کی صورت میں بھیجتے اور جب ہم اس کو آدمی کی صورت میں بھیجتے تو انہیں پھر قدرتی طور پر وہی شک ہوتا کہ انسان انسانوں کے ڈرانے کے لئے کیسے آسکتا ہے۔ وہ اس کو انسان سمجھ کر اس کی باتوں کو تسلیم نہیں کرتے اور نتیجہ کچھ نہیں نکلتا۔

اللہ تعالیٰ کی سنت یہی ہے کہ وہ انسانوں کے ڈرانے کے لئے کسی انسان ہی کو منتخب کرتا ہے۔ کسی فرشتے کو نہیں بھیجتا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا (بنی اسرآئیل - ۹۵)	آپ کہہ دیجئے اگر زمین میں فرشتے اطمینان سے چلتے پھرتے ہوتے (اور آباد ہوتے) تو ہم ان پر آسمان سے فرشتہ ہی رسول بنا کر نازل کرتے۔

آگے فرمایا (وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ) اور اے رسول، اگر یہ آپ کا مذاق اڑاتے ہیں تو آپ رنجیدہ نہ ہوں۔ آپ سے پہلے بھی رسولوں کا مذاق اڑایا گیا تھا پھر جن لوگوں نے مذاق اڑایا تھا ان کو اس چیز نے آگھیرا جس چیز کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے یعنی جس عذاب کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے آخر اس میں گرفتار ہو گئے (قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ) اے رسول، آپ ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ ذرا زمین میں سفر کر کے دیکھو کہ تکذیب کرنے والوں کا کیا انجام ہوا، وہی انجام تمہارا بھی ہوگا۔ اب بھی وقت ہے، سنبھل جاؤ اور ایمان لے آؤ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ۔ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ۔

(الحج - ۴۵ و ۴۶)

الغرض کتنی ہی بستیاں ہیں جن کو ہم نے اس لئے ہلاک کر دیا کہ وہ ظالم تھیں (دیکھ لو) وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں (بہت سے) کنویں بیکار پڑے ہیں اور (بہت سے) عالیشان محل (ویران پڑے ہیں) تو (اے رسول) کیا ان لوگوں نے زمین میں سیر و سیاحت نہیں کی تاکہ (ان بستیوں کا عبرت ناک انجام دیکھ کر) ان کے دل ایسے ہو جاتے کہ ان سے (اپنے انجام کو) سمجھ لیتے اور کان ایسے ہو جاتے کہ ان سے (نصیحت کی بات) سن لیتے (اے رسول) بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا۔

(محمد - ۱۰)

(اے رسول) کیا انہوں نے زمین میں سیر و سیاحت نہیں کی تاکہ یہ (اپنی آنکھوں سے) ان لوگوں کا انجام دیکھتے جو ان سے پہلے (گذر چکے) ہیں اللہ نے انہیں نیست و نابود کر دیا (تو کیا) ان کافروں (کو نیست و نابود نہیں کر سکتا، ضرور کر سکتا ہے اور اگر یہ کفر سے باز نہ آئے تو ان) کا بھی ان ہی جیسا حال ہو گا۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالےٰ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لائیے۔ ان کی باتوں پر یقین کیجئے۔ ان کی بتائی ہوئی کسی بات کا مذاق نہ اڑائیے۔

اے لوگو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب نہ کیجئے۔ آپ زمین میں سفر کر کے دیکھ لیجئے کہ ان لوگوں کا کیا حشر ہوا جنہوں نے اپنے رسول کو جھٹلایا تھا کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کا بھی وہی انجام ہو۔ ان کے بُرے انجام سے عبرت حاصل کیجئے۔

قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ، قُلْ لِّلّٰهِ، كَتَبَ عَلٰى
نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ، لَيَجْمَعَنَّكُمْ
اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ
اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ
فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَهٗ مَا
سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ
وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۳﴾ قُلْ
اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ
يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ، قُلْ اِنِّيْٓ
اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ
اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ
الْمُشْرِكِيْنَ ۱۴ قُلْ اِنِّيْٓ
اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ
عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۱۵ مَنْ
يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ
رَحِمَهٗ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ۱۶

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ
فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ وَاِنْ
يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۱۷ وَهُوَ الْقَاهِرُ
فَوْقَ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْحَكِيْمُ
الْخَبِيْرُ ۱۸ قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ
شَهَادَةً قُلِ اللّٰهُ شَهِيْدٌ
بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَاُوْحِيَ اِلَيَّ
هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ

وَمَنْ بَلَغَ ۚ اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ
اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى ۭ
قُلْ لَّآ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ
اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِيْ بَرِيْۗءٌ
مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝۱۹

ترجمہ (اے رسول) آپ ان سے پوچھئے کہ آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ کس کا ہے (پھر اے رسول، آپ خود ہی) بتا دیجئے کہ (سب کچھ) اللہ کا ہے، اللہ نے اپنے نفس پر رحم (و کرم) کو لازم کر لیا ہے (ورنہ اب تک تو یہ کبھی کے ہلاک کر دئے گئے ہوتے) بہر حال اللہ ان کو قیامت کے دن جس کے آنے میں کوئی شک نہیں ضرور جمع کریگا (اور پھر ان کو ضرور سزا دیگا) اور اے رسول) جو لوگ اپنی جانوں کو نقصان پہنچا رہے ہیں (ان کے متعلق آپ کسی قسم کا افسوس نہ کریں) یہ ایمان نہیں لائیں گے ۱۲ رات اور دن (کے تمام اوقات) میں جو مخلوق بھی (کائنات میں) پائی جاتی ہے سب اسی کی ہے اور وہ سننے والا، جاننے والا ہے ۱۳ (اے رسول آپ ان سے) پوچھئے کیا میں آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے اللہ کے علاوہ کسی اور کو (اپنا) مددگار بناؤں، حالانکہ (صرف) اللہ ہی ہے جو (سب کو) کھلاتا ہے اور اُسے کوئی نہیں کھلاتا (بھلا جو کھانے کا محتاج ہو وہ کیا کسی دوسرے کی مدد کریگا، اے رسول، آپ) کہہ دیجئے کہ مجھے تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلے اسلام لاؤں (تو بتاؤ اسلام لاکر اور مسلم بن کر میں اللہ کے علاوہ کسی اور کو مددگار بنا سکتا ہوں۔ اے رسول، آپ ان کا کہنا ہرگز نہ مانیں) اور مشرکین میں سے نہ ہو

جائیں (۱۴) (اے رسول آپ ان سے) کہہ دیجئے کہ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے (قیامت کے) بڑے دن کا عذاب کا خوف ہے (۱۵) جو شخص اس دن عذاب سے بچا لیا گیا تو گویا اللہ نے اس پر بڑا رحم کیا اور یہ (بڑی) کھلی کامیابی ہے (۱۶) اور (اے رسول) اگر اللہ آپ کو کسی نقصان میں مبتلا کرے تو اس کو اللہ کے علاوہ دور کرنے والا کوئی نہیں اور اگر اللہ آپ کو خیر سے نوازے (تو وہ ایسا کر سکتا ہے کیونکہ) وہ ہر چیز پر قادر ہے (۱۷) وہ اپنے بندوں پر غالب ہے اور وہ (بڑی) حکمت والا اور (ہر چیز سے) باخبر ہے (۱۸) (اے رسول، آپ ان سے پوچھئے کہ گواہی کے لحاظ سے سب سے بڑی ہستی کون سی ہے (پھر خود ہی) بتا دیجئے کہ اللہ (کی) وہی میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے (کہ میں اس کا رسول ہوں) اور یہ کہ میری طرف یہ قرآن نازل کیا گیا ہے تاکہ میں اس کے ذریعہ تم کو اور جس جس کو وہ پہنچے ڈراؤں، (اے رسول آپ ان سے پوچھئے) کیا تم شہادت دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ اور بھی الٰہ ہیں (اگر وہ شہادت دیں تو آپ ان سے) کہہ دیجئے کہ میں شہادت نہیں دیتا (بلکہ آپ ان سے صاف صاف) کہہ دیجئے کہ صرف اللہ ہی ایک الٰہ ہے اور میں تمہارے شرک سے جو تم کر رہے ہو (بالکل) بیزار ہوں (۱۹)

معانی ومصادر

(یُصْرَفْ) صَرَفَ، یَصْرِفُ، صَرْفٌ (ض) پھیر دینا، دفع کرنا۔
(کَاشِفٌ) کَشَفَ، یَکْشِفُ، کَشْفٌ (ض) کھولنا۔
(بَرِیْءٌ) بَرِیَ، یَبْرَیُ، بُرُوْءٌ وبَرْءٌ وبُرْءٌ (س، ف، ک) اچھا ہونا (بَرِیْءٌ خالص، بے قصور، تہمت سے بری)
بَرِئَ، یَبْرَءُ، بُرُوْءٌ وبَرَاءٌ وبَرَاءَةٌ (س) عیب یا قرض سے سلامت ہونا۔

تفسیر

توحید کی تعلیم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے (قُلْ لِّمَنْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ) اے رسول، مشرکین سے پوچھئے آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے بتاؤ اس کا مالک کون ہے (قُلْ لِّلّٰهِ) پھر آپ خود ہی بتا دیجئے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا ہے، وہی اس کا مالک ہے، دوسرا کوئی اس کا مالک نہیں ہے اور نہ کوئی اس کی ملکیت میں اس کا شریک ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِیْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِیْرٍ ۔

(سبا- ۲۲)

(اے رسول آپ مشرکین سے) کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ جن (کے مشکلکشا ہونے کا تمہیں دعویٰ ہے انہیں (مشکلکشائی کے لئے) پکارو (وہ تمہاری مشکلکشائی نہیں کر سکیں گے) وہ نہ تو آسمانوں میں ذرہ برابر چیز کے مالک ہیں اور نہ زمین میں اور نہ ان (کی

پیدائش اور انتظام) میں اللہ کے ساتھ ان کی شرکت ہے اور نہ ان میں سے کوئی اللہ تعالےٰ کا مددگار ہے۔

یہ سوال ایسا تھا کہ مشرکین بھی اس کے سامنے دم نہیں مار سکتے تھے۔ ان کا جواب بھی یہی تھا کہ اس تمام کائنات کا مالک صرف اللہ تعالےٰ ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۔ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ، قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۔ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۔ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۔

(المؤمنون ۔ ۸۴ تا ۸۷)

(اے رسول) آپ (ان سے) پوچھیے کہ زمین اور جو کچھ زمین میں ہے (یہ سب) کس کا ہے، اگر تم جانتے ہو (تو بتاؤ) یہ لوگ جواب دیں گے (یہ سب) اللہ کا ہے تو آپ ان سے پوچھیے کہ پھر تم نصیحت کیوں حاصل نہیں کرتے۔ (اور اے رسول، آپ ان سے یہ بھی) پوچھیے کہ بتاؤ ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا مالک کون ہے۔ یہ جواب دیں گے اللہ، تو آپ ان سے کہیے کہ پھر (اللہ سے ڈرتے کیوں نہیں (کیوں اس کے ساتھ شرک کرتے ہو)۔

لیکن اس اقرار کے باوجود وہ شرک میں مبتلا تھے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ) اللہ تعالےٰ نے اپنے نفس پر رحم وکرم کو لازم کرلیا ورنہ ان مشرکین پر کبھی کا عذاب نازل ہوگیا ہوتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا رحم وکرم ہے کہ انہیں ڈھیل دے رہا ہے۔ اسی ڈھیل کے زمانہ میں ان کو شرک سے توبہ کرنے کا موقع دیا گیا ہے۔ اگر فوراً عذاب نازل ہوتا تو توبہ کرنے کا موقع انہیں نہ ملتا اس مہلت کے باوجود جو لوگ توبہ کرکے ایمان نہ لائے اور دنیا میں ان پر عذاب الٰہی نازل ہوا تو انہیں یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ وہ عذاب سے بچ گئے۔ (لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ) اے رسول، آپ ان سے کہہ دیجئے کہ اللہ تعالےٰ ضرور تم کو قیامت کے دن جمع کرے گا اور پھر تم کو اس شرک کی سزا دیگا۔ تم سزا سے نہیں بچ سکتے اگر دنیا میں سزا نہیں ملی تو آخرت میں تمہارے لئے دائمی سزا ہے۔ اس سے تم بچ نہیں سکتے۔

اللہ تعالےٰ کی اس ٹھوس دلیل اور ان کے اپنے اعتراف کے بعد کوئی ذی عقل آدمی تو ایسا نہیں ہو سکتا کہ ایمان نہ لائے مگر (اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ) جن لوگوں نے نادانی سے اپنے آپ کو نقصان پہنچانے ہی کی ٹھان لی ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

آگے فرمایا (وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ) رات میں اور دن میں جو چیز بھی اس کائنات میں اپنا وجود رکھتی ہے سب اسی خالق کائنات واحد و یکتا کی ملکیت ہے اور وہی اکیلا ہے جو ہر حال میں سننے والا اور ہر حال میں ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔

ان صفات میں اللہ تعالےٰ کا کوئی شریک نہیں اور جب ان صفات میں کوئی اللہ تعالےٰ کا شریک نہیں تو کارسازی، مشکل کشائی، حاجت روائی اور مراد پوری کرنے میں کون اس کا شریک ہو سکتا ہے۔ کوئی نہیں ہو سکتا۔ وہ اکیلا کارساز، مشکل کشا اور حاجت روا ہے (قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ) اے رسول، آپ مشرکین سے پوچھئے کیا میں آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے اللہ کے علاوہ کوئی دوسرا کارساز بناؤں (وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ) حالانکہ دوسرے سب کھانے پینے کے محتاج ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ ہی کھلاتا پلاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو کوئی کھلاتا پلاتا نہیں اور نہ وہ کھانے پینے کا محتاج ہے۔ اسے کسی چیز کی حاجت و ضرورت نہیں جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے:۔

اَللّٰهُ الصَّمَدُ — وہ بے پرواہ ہے (نہ اسے کسی چیز کی پرواہ اور نہ کسی چیز کی ضرورت)۔
(قل ھو اللہ احد۔ ۲)

آگے فرمایا (قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ) اے رسول، ان سے کہہ دیجئے مجھے تو یہی حکم ملا ہے کہ میں سب سے پہلے اللہ تعالےٰ کے سامنے سر تسلیم خم کر دوں، اسی کا ہو جاؤں، اپنے کو خالص اسی کے حوالہ کر دوں اور کسی دوسرے کی طرف رُخ نہ کروں (وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ) اور اے رسول، یہ مانیں یا نہ مانیں آپ ہرگز مشرکین میں سے نہ ہو جانا۔ آپ توحید خالص پر جمے رہنا اور (قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ) اے رسول آپ ان سے یہ بھی کہہ دیجئے کہ مجھے تو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنی ہے۔ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے قیامت کے بڑے دن کے عذاب سے ڈر لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ، لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ، يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ .
(ویل للمطففین ۔۴ تا ۶)

کیا انہیں (اس بات کا) خیال نہیں کہ یہ (ایک دن دوبارہ زندہ کر کے) اٹھائے جائیں گے۔ (یعنی) ایک (بہت) بڑے دن۔ جس دن تمام لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہونگے۔

اس یوم عظیم کی مقدار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ، لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ، مِّنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ ، تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ

ایک سوال کرنے والے نے اس عذاب کا سوال کیا جو واقع ہو کر رہے گا۔ کافروں سے اس کو کوئی دور نہیں کرنے والا۔ (وہ عذاب)

كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ
(سال سائل - ۱ تا ۴)

سیڑھیوں والے اللہ کی طرف سے (نازل ہوگا) جس کی طرف فرشتے اور روح (الامین) چڑھتے ہیں، (وہ عذاب) اس دن (نازل ہوگا) جس دن کی مقدار پچاس ہزار سال (کے برابر) ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَلَا فِضَّةٍ لَا يُؤَدِّيْ مِنْهَا حَقَّهَا اِلَّا اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ صُفِّحَتْ لَهٗ صَفَائِحُ مِنْ نَارٍ فَاُحْمِيَ عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَيُكْوٰى بِهَا جَنْبُهٗ وَجَبِيْنُهٗ وَظَهْرُهٗ كُلَّمَا بَرَدَتْ اُعِيْدَتْ لَهٗ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيُرٰى سَبِيْلُهٗ اِمَّا اِلَى الْجَنَّةِ وَاِمَّا اِلَى النَّارِ (صحیح مسلم کتاب الزکوۃ باب اثم مانع الزکوٰۃ جزء اول ص ۳۹۳)

ہر سونے اور چاندی کے مالک کے لئے جو ان میں سے ان کا حق ادا نہیں کرتا قیامت کے دن آگ کی تختیاں بنائی جائیں گی، پھر ان تختیوں کو دوزخ کی آگ میں گرم کیا جائیگا، پھر ان تختیوں سے اس کے پہلو پر، اس کی پیشانی پر اور اس کی پیٹھ پر داغ دیا جائیگا۔ جب کبھی یہ تختیاں ٹھنڈی ہو جائیں گی تو انہیں دوبارہ گرم کر لیا جائیگا (یہ سزا اُسے) اس دن جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے (برابر ملتی رہے گی) یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائیگا پھر اُسے یا تو جنت کا راستہ بتا دیا جائیگا یا دوزخ کا راستہ بتا دیا جائیگا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قیامت کا دن پچاس ہزار سال کا ہوگا۔

آگے فرمایا (مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ) جس شخص سے اس دن عذاب ٹل گیا تو اس پر اللہ تعالےٰ نے بڑا ہی رحم کیا اور یہ کھلی کامیابی ہے۔ عذاب کا ٹل جانا اور جنت کا مل جانا ہی درحقیقت کامیابی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ
(والسماء ذات البروج - ۱۱)

(اور) جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لئے ایسی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں (اور) یہ (بہت) بڑی کامیابی ہے۔

آگے فرمایا (وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ) اور اے رسول اگر اللہ تعالیٰ آپ کو کسی مصیبت میں مبتلا کرے تو اس کے سوا اس کو دور کرنے والا کوئی نہیں (وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ) اور اگر وہ آپ کو کوئی بھلائی پہنچانا چاہے تو وہ پہنچا سکتا ہے۔ اسے

ہر قسم کی قدرت ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مشکل کشا کوئی نہیں سوائے اللہ تعالےٰ کے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ (النمل ۔ ۶۲)

(اے رسول، ان سے پوچھیے) بتاؤ وہ کون ہے جو پریشان حال کی فریاد رسی کرتا ہے جب وہ اُسے پکارتا ہے اور (پھر) اس کی مصیبت کو دور کرتا ہے اور وہ کون ہے جو زمین میں خلیفہ بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے۔ (جو یہ کام کر سکے؟ ہرگز نہیں، لیکن) تم لوگ نصیحت کم ہی حاصل کرتے ہو۔

آیت زیر تفسیر سے یہ بھی معلوم ہوا بھلائی پہنچانا بھی اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے کیونکہ بھلائی پہنچانے کے لئے ہر چیز پر قادر ہونا ضروری ہے اور ایسا کوئی نہیں سوائے اللہ تعالےٰ کے لہٰذا اللہ تعالےٰ کے علاوہ کوئی بھلائی نہیں پہنچا سکتا (وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ) اللہ تعالےٰ اپنے بندوں پر غالب ہے اور وہ حکمت والا اور باخبر ہے۔ اُسے معلوم ہے کہ کون کس چیز کا مستحق ہے لیکن اس کی عطاء اور بخشش بے ضابطہ واقع نہیں ہوتی بلکہ حکمت کے ساتھ ہوتی ہے (قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً) اور اے رسول، ان سے پوچھیے بتاؤ گواہی کے اعتبار سے سب سے بڑا قابل اعتماد کون ہے (قُلِ اللّٰهُ شَهِيْدٌۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ) آپ ان سے کہہ دیجئے کہ سب سے بڑا قابل اعتماد گواہ اللہ تعالےٰ ہے اللہ تعالےٰ میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے۔ اسکی گواہی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں لہٰذا اب مزید کسی گواہی کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ (النسآء ۔ ۷۹)

آپ کو تو ہم نے لوگوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے اور (اس بات پر) اللہ ہی گواہ کافی ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ (الفتح ۔ ۲۸)

(اور اے ایمان والو) وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا تاکہ اللہ اس (دین) کو تمام دینوں پر غالب کرے اور (اپنے رسول کی تصدیق کے لئے) اللہ ہی گواہ کافی ہے۔

(وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ) اور یہ قرآن میری طرف اس لئے

وحی کیا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ میں تم کو بھی ڈراؤں اور جن جن کو یہ قرآن پہنچے ان کو بھی ڈراؤں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو الٰہ مانے گا اللہ تعالےٰ اُسے سخت عذاب میں مبتلا کریگا۔

اللہ تعالےٰ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کا یہ پیغام براہ راست بلاواسطہ بھی پہنچایا اور امت کے ذریعہ بالواسطہ بھی پہنچایا۔ آپ نے اپنی امت کو حکم دیا!

بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَۃً (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ما ذکر عن بنی اسرائیل جز ۴ ص ۲۰۷) میری طرف سے پہنچاؤ خواہ ایک ہی آیت سہی۔

آیت زیر تفسیر اور مندرجہ بالا حدیث کی رُو سے ہر مسلم پر اس کی معلومات کے مطابق تبلیغ فرض ہے۔

(اَئِنَّکُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰی) اور اے مشرکین، کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ اور بھی الٰہ ہیں (قُلْ لَّآ اَشْهَدُ) اے رسول آپ کہہ دیجئے اگر تم گواہی دیتے ہو تو دو میں تو اس بات کی گواہی نہیں دیتا (قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ) اور اے رسول آپ یہ بھی کہہ دیجئے کہ وہ تو صرف ایک الٰہ ہے اور جو شرک تم کر رہے ہو میں تو اس سے بری ہوں۔ میرا دامن اس شرک سے پاک ہے۔ الٰہ تو بس ایک ہے، اور وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ آسمانوں میں بھی وہی الٰہ ہے، زمین میں بھی وہی الٰہ ہے، ساری کائنات میں بس وہی ایک ہی الٰہ ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

وَهُوَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِی الْاَرْضِ اِلٰهٌ وَهُوَ الْحَكِیْمُ الْعَلِیْمُ ؕ (الزخرف ۔ ۸۴)

اور (اے رسول) وہی ہے جو آسمانوں میں بھی الٰہ ہے اور زمین میں بھی الٰہ ہے اور وہ علم والا اور حکمت والا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ؕ (الانبیآء ۔ ۲۵)

اور (اے رسول) ہم نے آپ سے پہلے جو رسول بھی بھیجا اس کو ہم نے یہی وحی کی کہ میرے سوا کوئی الٰہ نہیں لہذا (صرف) میری عبادت کرو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ؕ (البقرۃ ۔ ۱۶۳)

اور اے لوگو، تمہارا الٰہ تو بس ایک الٰہ ہے (اور وہ رحمٰن اور رحیم ہے) اس رحمٰن و رحیم کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں۔

عمل

اے لوگو، زمین و آسمان میں جو کچھ ہے سب اللہ تعالیٰ کا ہے، وہی ہر چیز کا خالق ہے، وہی ہر ایک کو رزق مہیا کرتا ہے لہذا صرف اسی کو کارساز بنائیے۔

اے لوگو، اللہ تعالےٰ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیجئے اپنے کو اسی کے سپرد کر دیجئے، اسکی نافرمانی سے بچئے تاکہ آپ قیامت کے عذاب سے بچ سکیں۔

اے لوگو، نفع و نقصان پہنچانے والا صرف اللہ تعالےٰ ہے لہذا صرف اسی کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھیئے۔

اے لوگو، قرآن مجید کے پیغام کو گھر گھر پہنچائیے۔ توحید کو پھیلائیے اور ہر قسم کے شرک سے بیزاری کا اظہار کیجئے۔

الَّذِينَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ
يَعْرِفُونَهٗ كَمَا يَعْرِفُونَ
اَبْنَآءَهُمْ ۘ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا
اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۲۰
وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى
عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ
بِاٰيٰتِهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۲۱

ترجمہ جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ رسول کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں (لیکن) جو لوگ اپنی جانوں کو نقصان پہنچا رہے ہیں وہی ایمان نہیں لاتے ۲۰ اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ افتراء کرے یا اس کی آیتوں کو جھٹلائے، بے شک ایسے لوگ (کبھی) فلاح نہیں پا سکتے ۲۱

معانی و مصادر (يُفْلِحُ) اَفْلَحَ، يُفْلِحُ، اِفْلَاحٌ (باب افعال) فلاح پانا، کامیاب ہونا، نجات پانا۔

تفسیر اوپر ذکر تھا کہ اللہ تعالےٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا گواہ ہے اور وہ گواہ کافی ہے۔ لیکن منکرین رسالت کب اس بات کو ماننے والے تھے لہذا ان کو قائل کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ) جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے یعنی یہود و نصاریٰ وہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ آخری نبی کی جو علامات اور صفات توریت و انجیل میں دی ہوئی ہیں ان کے ذریعہ انہیں آپ کی رسالت میں ذرا سا بھی شبہ نہیں کرنا چاہئے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ (الاعراف - ۱۵۷)

(یعنی میں اپنی رحمت ان لوگوں کے لئے لکھوں گا) جو رسول، نبی امی کی پیروی کریں گے جن (کی بشارت اور جن کے ذکر جمیل) کو وہ اپنے ہاں توریت اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکار جلیلہ اور صفات محمودہ توریت و انجیل میں موجود تھے اہل کتاب ان کے ذریعہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان گئے تھے لیکن پھر بھی انہوں نے آپ کو رسول ماننے سے انکار کیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ○ (البقرۃ - ۸۹)

اور جب ان لوگوں کے پاس اللہ کی طرف سے (وہ) کتاب آگئی جو ان کی کتاب کی تصدیق کرتی ہے اور جس پر ایمان لانے اور جس پر عمل کرنے کا وعدہ کر کے یہ پہلے کافروں پر فتح (پانے کی دعائیں) مانگا کرتے تھے تو انہوں نے اس کے آنے اور اس کو پہچان لینے کے بعد اس کا انکار کر دیا، ایسے کافروں پر اللہ کی لعنت ہے۔

لیکن اہل کتاب میں سے وہ لوگ جو منصف مزاج تھے اور جو واقعی حق کے متلاشی تھے انہوں نے آپ کو پہچان کر آپ کی رسالت کی تصدیق کی اور پھر وہ آپ کی رسالت کے گواہ بن گئے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ

اور (اے رسول ہمیں معلوم ہے کہ) کافر یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ رسول نہیں ہیں آپ کہہ

وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ
(الرعد - ۴۳)

دیجئے کہ (مجھے کسی گواہی کی ضرورت نہیں) میرے اور تمہارے درمیان بس اللہ کی اور اس شخص کی جس کے پاس کتاب (الٰہی) کا علم ہے گواہی کافی ہے۔

الغرض اے انسانو، توریت اور انجیل بھی موجود ہیں اور توریت اور انجیل کا علم رکھنے والے بھی موجود ہیں توریت اور انجیل کو خود پڑھ کر دیکھ لو کہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات موجود ہیں یا نہیں اور اگر خود نہیں پڑھ سکتے تو ان لوگوں سے پوچھ لو جو توریت اور انجیل کا علم رکھتے ہیں اور اس علم کی بنیاد پر آپ کی رسالت کے گواہ بن گئے ہیں۔ اس ٹھوس گواہی کے بعد اے انسانو، تم کو ایمان لے آنا چاہئے اور اگر تمہیں اب بھی یہ عذر ہو کہ سب اہل کتاب ایمان کیوں نہیں لائے تو سن لو کہ (اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ) جو لوگ اپنی جانوں کو نقصان میں ڈالنے پر ہی تل گئے ہیں بس وہی ایمان نہیں لاتے۔ اے لوگو، کتاب کی گواہی اور اہل کتاب میں سے جو ایمان لے آئے ہیں ان کی گواہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے لئے بڑی ٹھوس اور دوہری شہادت ہے لہذا جو ہٹ دھرم لوگ ایمان نہیں لائے ہیں ان کو بہانہ نہ بناؤ اور ایمان لے آؤ۔

جو لوگ اپنا نقصان آپ کر رہے ہیں وہ بڑے نادان ہیں۔ ایسے نادانوں کی بات ماننا اور ان کے نقش قدم پر چلنا دانائی نہیں ہے۔

یہودیوں نے ایمان نہ لانے کے بہت سے بہانے تراش رکھے تھے۔ ان میں سے ایک یہ تھا کہ

مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ۔ اللہ نے انسان پر کوئی چیز نہیں اتاری۔
(الانعام - ۹۱)

اللہ تعالے نے ان کی افتراء پردازی اور تکذیب کے سلسلہ میں فرمایا (وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ) اور اے رسول اس سے بڑا ظالم اور کون ہوگا جو اللہ تعالے کی طرف جھوٹ باتیں منسوب کرے یا اس کی آیات کو جھٹلائے۔ (اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ) بے شک یہ لوگ بہت بڑے ظالم ہیں اور ظالم کبھی فلاح نہیں پا سکتے۔

عمل

اے لوگو، حق کو پہچان لینے کے بعد اس کا انکار نہ کیجئے۔ یہ یہودیانہ روش ہے اس

سے باز رہیئے۔

اے لوگو، جس بات کو آپ نے خود بنالیا ہو اس کو اللہ تعالےٰ کی طرف منسوب نہ کیجئے۔
جان بوجھ کر اللہ تعالےٰ کی آیات کا انکار نہ کیجئے۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ
نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَيْنَ
شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ
تَزْعُمُوْنَ ۲۲ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ
اِلَّآ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا
كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ۲۳ اُنْظُرْ كَيْفَ
كَذَبُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ
عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۲۴

ترجمہ اور جس دن ہم ان سب کو جمع کریں گے تو (اس دن) ہم ان مشرکین سے پوچھیں گے وہ تمہارے شریک کہاں ہیں جن (کے الٰہ ہونے) کا تم دعویٰ کرتے تھے ۲۲ پھر (اس دن) ان مشرکین کے پاس کوئی عذر نہیں ہوگا سوائے اس کے کہ وہ کہیں گے اللہ، ہمارے ربّ کی

قسم ہم مشرک نہیں تھے (۲۳) (اے رسول، آپ) دیکھئے کہ کس طرح وہ اپنے اوپر جھوٹ بولیں گے، پھر اس وقت جو کچھ وہ (دنیا میں) افتراء کرتے تھے سب ان کے پاس سے گم ہو جائے گا ۲۴

معانی و مصادر (تَزْعُمُوْنَ) زَعَمَ، یَزْعُمُ، زُعْمٌ و مَزْعُمٌ (ف، ض) دعویٰ کرنا۔ (فِتْنَةٌ) فَتَنَ، یَفْتِنُ، فَتْنٌ وفُتُوْنٌ (ض) فتنہ میں ڈالنا، فتنہ میں مبتلا ہونا (فِتْنَةٌ آزمائش، حجت، کفر، گمراہی، عذاب)۔

تفسیر اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَیَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ اَشْرَكُوْٓا اَیْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِیْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ) اور اے رسول جس دن ہم ان سب کو جمع کریں گے تو اس دن ہم مشرکین سے پوچھیں گے! بتاؤ وہ تمہارے الٰہ کہاں ہیں جن کے متعلق تمہارا دعویٰ تھا کہ وہ اللہ تعالےٰ کے شریک ہیں (ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِیْنَ) تو اس کے جواب میں ان کے پاس اور کوئی حجت نہیں ہو گی سوائے اس کے کہ وہ یہ کہیں گے اللہ کی قسم جو ہمارا رب ہے ہم تو مشرک نہیں تھے، ہم نے کسی کو بھی اللہ کا شریک نہیں بنایا تھا (اُنْظُرْ كَیْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ) اے رسول، دیکھئے یہ کس طرح اپنے اوپر جھوٹ بولیں گے۔ جو کام نہیں کیا تھا اُسے اپنی طرف منسوب کریں گے (وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ) اور جو افتراء پردازیاں انہوں نے دنیا میں کی تھیں وہ سب ان سے گم ہو جائیں گی۔ جن باتوں کو انہوں نے خود اختراع کر کے اللہ تعالےٰ کی طرف منسوب کیا تھا اب وہ سب باتیں غائب ہو جائیں گی۔

جن باتوں کو انہوں نے خود اختراع کیا تھا ان میں سے بعض کا ذکر قرآن مجید میں ملتا ہے مثلاً

۱ شرک کرنا اور بعض چیزوں کو حلال یا حرام کر لینا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

سَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَیْءٍ ۔

(الانعام۔ ۱۴۸)

(اے رسول، شرک کی تردید سننے کے بعد) یہ مشرک کہیں گے اللہ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے اور نہ ہمارے آباء و اجداد اور نہ ہم کسی چیز کو (خود) حرام کرتے۔

ان کے اس جواب میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِیْنَ یَشْهَدُوْنَ

(اور اے رسول، آپ ان سے) کہئے کہ (اگر

اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا فَاِنْ شَهِدُوْا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ۔

(الانعام - ۱۵۰)

تمہارے پاس علمی سند نہیں ہے تو) اپنے گواہوں کو ہی لے آؤ جو یہ گواہی دیں کہ بیشک ان چیزوں کو اللہ نے حرام کیا ہے، پھر اگر وہ گواہی دے بھی دیں تو (اے رسول) آپ ان کے ساتھ گواہی نہ دینا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ۔

(یونس - ۵۹)

اے رسول آپ ان سے پوچھیے بتاؤ جو رزق اللہ نے تمہارے لئے نازل فرمایا ہے اس میں سے تم نے (اپنی طرف سے) کسی چیز کو حرام ٹھہرالیا اور کسی چیز کو حلال ٹھہرالیا (یہ کہاں تک مناسب ہے، اے رسول) آپ ان سے پوچھیے کیا اللہ نے تمہیں (اس بات کی) اجازت دی ہے یا تم اللہ پر بہتان لگاتے ہو۔

(۲) اللہ تعالےٰ کے علاوہ کئی اور ہستیوں کی عبادت کرنا اور ان کو اللہ تعالےٰ کے ہاں سفارشی ماننا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۔

(یونس - ۱۸)

اور (اے رسول) یہ لوگ اللہ کے علاوہ ایسے لوگوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ ان کو نفع پہنچا سکتے ہیں اور (اپنی صفائی میں) کہتے ہیں کہ (ہم ان کو مشکل کشا نہیں سمجھتے بلکہ) یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں (سفارشی سمجھ کر ہم ان کی عبادت کرتے ہیں، اے رسول) آپ (ان سے) پوچھیے کیا تم اللہ کو آسمانوں اور زمین میں ایسی چیز کے وجود کی خبر دیتے ہو جس کے وجود کا اُسے تو کوئی علم نہیں، وہ پاک ہے اور جو یہ کر رہے ہیں اس سے

(بہت) بلند و بالا ہے۔

۳ اپنے باطل معبودوں کی نذر و نیاز کرنا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

وَيَجْعَلُونَ لِمَا لَا يَعْلَمُونَ نَصِيبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُونَ ○

(النحل - ۵۶)

اور (اے رسول) جو رزق ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے یہ ان لوگوں کا حصہ مقرر کرتے ہیں جن کی حقیقت تک سے یہ واقف نہیں (تو اے کافرو) اللہ کی قسم جو افتراء پردازیاں تم کر رہے ہو ضرور تم سے ان کے متعلق پوچھا جائیگا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيلَةٍ وَّلَا حَامٍ وَّلٰكِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يَفْتَرُونَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ :

(المآئدۃ - ۱۰۳)

اللہ نے نہ تو یہ چیز مقرر کی ہے کہ کسی اونٹنی کے کان چیر کر بتوں کے نام پر چھوڑ دیا جائے اور پھر اس کا دودھ نہ پیا جائے، نہ یہ چیز مقرر کی ہے کہ کسی اونٹ کو بتوں کے نام پر چھوڑ دیا جائے اور پھر اس پہ بوجھ نہ لادا جائے نہ یہ چیز مقرر کی ہے کہ جو اونٹنی اور پہ تلے دو مادہ بچے جنے اُسے بتوں کے نام پر چھوڑ دیا جائے اور نہ یہ چیز مقرر کی ہے کہ کسی اونٹ کی نسل سے چند بچے لے کر پھر اسے بتوں کی نذر کر دیا جائے اور اس پر سواری نہ کی جائے، (ان چیزوں کے متعلق) کافر اللہ پر جھوٹا بہتان لگا رہے ہیں (بات یہ ہے کہ) ان میں سے اکثر بے عقل ہیں (کہ ایسی بیہودہ باتوں کو اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں)۔

۴ اپنی اولاد کو غیر اللہ کی بھینٹ چڑھانا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ

اسی طرح بہت سے مشرکین کو ان کے شریکوں نے اولاد کو قتل کرنا بھی اچھا کر کے

لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ؛

(الانعام - ۱۳۷)

دکھایا ہے تاکہ وہ ان کو ہلاکت میں ڈال دیں اور ان کے دین کو ان پر خلط ملط کر دیں، اگر اللہ چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے (اے رسول) آپ ان سے اور ان کی افتراء پردازیوں سے کنارہ کش رہیے۔

⑤ اللہ تعالیٰ کی اولاد تجویز کرنا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ، هُوَ الْغَنِيُّ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ بِهٰذَا اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ . قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ؛

(یونس - ۶۸ و ۶۹)

کافر کہتے ہیں کہ اللہ نے بیٹا بنایا ہے (نہیں) وہ اس بات سے منزّہ ہے (کہ اس کے اولاد ہو) وہ غنی ہے آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اس کا ہے، (اور اے کافرو) تمہارے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں (کہ اس کے اولاد ہے) کیا تم اللہ کے متعلق ایسی بات کہتے ہو جس کا تمہیں کوئی علم نہیں (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ جو لوگ اللہ پر جھوٹ افتراء کرتے ہیں وہ فلاح نہیں پا سکتے۔

الغرض مشرکین کے معبودان باطل اور ان کی نذریں و نیازیں وہاں ان کے کچھ کام نہ آئیں گی لہٰذا جھوٹ بول کر وہ اپنا پیچھا چھڑانا چاہیں گے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کے علاوہ نہ کسی کو الٰہ بنائیے اور نہ اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی کی نذر و نیاز کیجئے۔

اے لوگو اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات اور حقوق میں کسی کو شریک نہ کیجئے۔ یہ لوگ جن کو آپ اللہ تعالیٰ کا شریک سمجھتے ہیں آپ کے کچھ بھی کام نہیں آئیں گے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ وَ
جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً
اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ
وَقْرًا ۭ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ
لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْكَ
يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ
الْاَوَّلِيْنَ ٢٥ وَهُمْ يَنْهَوْنَ
عَنْهُ وَيَنْــَٔوْنَ عَنْهُ ۚ وَاِنْ

يُهْلِكُونَ إِلَّآ أَنفُسَهُمْ وَمَا
يَشْعُرُونَ ﴿٢٦﴾ وَلَوْ تَرَىٰٓ إِذْ وُقِفُوا
عَلَى النَّارِ فَقَالُوا يَٰلَيْتَنَا نُرَدُّ
وَلَا نُكَذِّبَ بِـَٔايَٰتِ رَبِّنَا
وَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢٧﴾
بَلْ بَدَا لَهُم مَّا كَانُوا يُخْفُونَ
مِن قَبْلُ، وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا
لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَإِنَّهُمْ لَكَٰذِبُونَ ﴿٢٨﴾
وَقَالُوٓا إِنْ هِىَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا

وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ (۲۹) وَلَوْ
تَرَىٰ إِذْ وُقِفُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ
قَالَ أَلَيْسَ هَٰذَا بِالْحَقِّ
قَالُوا بَلَىٰ وَرَبِّنَا قَالَ فَذُوقُوا
الْعَذَابَ بِمَا كُنتُمْ تَكْفُرُونَ (۳۰)
قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا
بِلِقَاءِ اللَّهِ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَتْهُمُ
السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوا يَا حَسْرَتَنَا
عَلَىٰ مَا فَرَّطْنَا فِيهَا وَهُمْ

يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ
اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ۳۱ وَمَا
الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّ
لَهْوٌ، وَ لَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ
لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ، اَفَلَا
تَعْقِلُوْنَ ۳۲

ترجمہ

ان میں سے بعض لوگ ایسے ہیں جو (بظاہر) آپ کی باتوں کو بڑے غور سے سنتے ہیں حالانکہ ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دئے ہیں کہ وہ سمجھ نہ سکیں اور ان کے کانوں میں بوجھ ڈال دیا ہے (کہ سن نہ سکیں) اگر یہ تمام نشانیاں بھی دیکھ لیں تب بھی ان پر ایمان نہیں لائیں گے (ان کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے ان کی فطرت سلیمہ ضائع ہو چکی ہے بلکہ) ان کافروں کی تو یہ حالت ہو گئی کہ جب آپ کے پاس بحث کرنے آتے ہیں تو (ان کے پاس اور کوئی جواب نہیں ہوتا سوائے اس کے کہ وہ) کہتے ہیں یہ تو اگلے لوگوں کے قصّے کہانیاں ہیں ۲۵ یہ لوگ دوسروں کو بھی قرآن مجید سے روکتے ہیں اور خود بھی اس سے دُور رہتے ہیں (یہ کسی کا کیا بگاڑ رہے ہیں) اپنے آپ ہی کو ہلاک کر رہے ہیں لیکن انہیں اس کا شعور نہیں ۲۶ (اے رسول) اگر آپ (انہیں اس وقت) دیکھیں جس وقت انہیں دوزخ کے کنارے کھڑا کیا جائیگا تو (آپ دیکھیں گے اس وقت) یہ لوگ اس

طرح کہ رہے ہوں گے اے کاش ہمیں پھر (دنیا میں) لوٹا دیا جائے تو (اب) ہم اپنے رب کی آیتوں کو نہیں جھٹلائیں گے بلکہ (ان پر) ایمان لے آئیں گے ۲۷ (اپنی بے ایمانی کا یہ اقرار کسی اور وجہ سے نہیں) بلکہ (صرف اس وجہ سے ہے کہ وہ کفر و نفاق) جس کو یہ پہلے چھپایا کرتے تھے اب ان کے سامنے عیاں ہو چکا ہے (اور سب اس سے واقف ہو گئے ہیں) اور (اللہ کو تو یہ بھی علم ہے کہ) اگر ان کو (دنیا میں) لوٹا دیا جائے تو یہ پھر وہی کام کریں گے جن کی انہیں ممانعت کی گئی تھی اور اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں ۲۸ کافر کہتے ہیں کہ (جو کچھ ہے) بس یہی دنیا کی زندگی ہے (اس کے بعد کوئی زندگی نہیں) اور ہم دوبارہ زندہ نہیں کئے جائیں گے ۲۹ اور (اے رسول) اگر آپ ان کو اس وقت دیکھیں جس وقت یہ اپنے رب کے سامنے کھڑے کئے جائیں گے (اور) اللہ (ان سے) فرمائیگا کیا یہ (دوبارہ زندہ ہونا) حق نہیں ہے (تو آپ دیکھیں گے کہ) یہ لوگ جواب دیں گے ہمارے رب کی قسم (بالکل) حق ہے، اللہ فرمائے گا تو جس چیز کا تم (دنیا میں) انکار کیا کرتے تھے اس (کے انکار) کی سزا کا (اب) مزا چکھو ۳۰ جن لوگوں نے اللہ کی ملاقات کو جھٹلایا بلاشبہ وہ بڑے نقصان میں ہیں (اور وہ قیامت کو جھٹلاتے ہی رہیں گے) یہاں تک کہ ایک دن قیامت ان پر ناگہانی طور پر واقع ہو جائے گی (اس وقت یہ) کہیں گے ہائے افسوس ہم نے قیامت (کے معاملہ) میں بڑی کوتاہی کی، (اس دن) وہ اپنی پیٹھوں پر اپنے (برے افعال کے) بوجھ اٹھائے ہوں گے (اور) خبردار ہو جاؤ جو بوجھ وہ اٹھائے ہوئے ہوں گے وہ بہت برے بوجھ ہوں گے ۳۱ (اے لوگو سن لو) دنیا کی زندگی لہو و لعب سے زیادہ اور کچھ نہیں البتہ جو لوگ پرہیزگار ہیں ان کے لئے دارِ آخرت (بہت) بہتر ہے، تو کیا (اے کافرو) تم (اتنی بات بھی) نہیں سمجھتے ۳۲

معانی و مصادر

(اَکِنَّۃ) کَنَّ، یَکُنُّ، کَنٌّ و کُنُوْنٌ (ن) چھپانا (اَکِنَّۃ = کِنَانٌ اور کِنٌّ کی جمع، پردے)۔

(یَفْقَھُوْا) فَقِہَ، یَفْقَہُ، فَقَہٌ و فَقُہَ، یَفْقُہُ، فَقَاھَۃٌ (س، ک) فقیہ ہو جانا، جاننا

فَقِہَ، یَفْقَہُ، فِقْہٌ (س) سمجھ جانا۔

(وَقْرٌ) وَقَرَ، یَقِرُ، وَقْرٌ (ض) کان میں ثقل ہونا (وَقْرٌ = بوجھ)

(یَنْئَوْنَ) نَأْی، یَنْئِیْ، نَأْیٌ (ف) دور رہنا (نَاءٍ اسم فاعل ہے)۔

(اَسَاطِیْرُ) سَطَرَ، یَسْطُرُ، سَطْرٌ (ن) لکھنا (اَسَاطِیْرُ = جمع اُسْطَارٌ اور اُسْطُوْرٌ کی: وہ چیزیں جو لکھی جائیں)

(اَسَاطِیْرُ = جمع اُسْطُوْرَۃٌ کی = بے اصل کہانیاں)۔

(فَرَّطْنَا) فَرَّطَ، یُفَرِّطُ، تَفْرِیْطٌ (باب تفعیل) کم کرنا، کوتاہی کرنا۔

تفسیر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ) ان مشرکین میں بعض ایسے ہیں جو آپ کی باتوں کو غور سے سنتے ہیں لیکن ان کی سمجھ میں کچھ نہیں آتا (وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا) وجہ اس کی یہ ہے کہ ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دئے ہیں تاکہ وہ آپ کی بات سمجھ نہ سکیں اور کانوں میں بوجھ ڈال دئے ہیں تاکہ وہ نیک نیتی کے ساتھ سن نہ سکیں۔ انہوں نے ہٹ دھرمی کی، حق کے ساتھ عناد رکھا اور حق پوشی کی تو ہم نے اس کے نتیجہ میں ان کے دلوں پر غفلت کے پردے ڈال دئے اور کانوں میں تعصب کے بوجھ ڈال دئے۔ نہ وہ ہٹ دھرمی کرتے اور نہ اس کے فطری نتائج رونما ہوتے (تفصیل کے لئے سورۂ بقرہ کی آیت ۷ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)

آگے فرمایا (وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا) یہ لوگ اتنے ہٹ دھرم ہیں کہ اگر تمام معجزات بھی دیکھ لیں تب بھی آپ کی بات پر ایمان نہیں لائیں گے (حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ) ان کی ہٹ دھرمی تو یہاں تک بڑھ گئی ہے کہ تمام معجزات دیکھنے کے باوجود جب یہ کافر آپ کے پاس آئیں گے تو آپ سے جھگڑیں گے اور آپ کی باتوں کے متعلق یہی کہیں گے کہ یہ تو بس اگلوں کے افسانے ہیں۔ حقیقت کچھ نہیں (وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْـَٔوْنَ عَنْهُ) اے رسول، ان لوگوں کی یہ حالت ہے کہ آپ کی بات سے دوسروں کو بھی روکتے ہیں اور خود بھی اس سے دور رہتے ہیں (وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ) اور یہ ایسی باتوں سے کسی کو ہلاکت میں نہیں ڈال رہے سوائے اپنی جانوں کے، اپنا نقصان آپ کر رہے ہیں لیکن انہیں شعور نہیں (وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ) اور اے رسول، اگر آپ ان کو اس وقت دیکھیں جس وقت یہ دوزخ پر لا کھڑے کئے جائیں گے تو آپ دیکھیں گے یہ کہہ رہے ہوں گے! اے کاش ہم دنیا میں واپس کر دئے جائیں تو اپنے رب کی آیتوں کو نہ جھٹلائیں اور ایمان والوں میں سے ہو جائیں اور اے رسول، یہ بات بھی وہ کسی اور وجہ سے نہیں کہہ رہے ہیں (بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ) بلکہ صرف اس لئے کہہ رہے ہیں کہ جس نفاق کو وہ پہلے دنیا میں چھپایا کرتے تھے اس حق کو چھپانے کا انجام ان پر ظاہر ہو گیا۔ انہیں معلوم ہو گیا کہ حق پوشی کی سزا میں ان کے لئے کیسا عذاب تیار کیا گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ	بے شک جو لوگ اللہ کی نازل کردہ شریعت میں سے کسی بھی حکم کو چھپاتے اور اس کے ذریعے تھوڑا سا فائدہ حاصل کرتے ہیں ایسے لوگ

بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۔

(البقرۃ ۔ ۱۷۴)

اپنے پیٹوں میں کچھ نہیں بھر رہے سوائے آگ کے، قیامت کے روز اللہ ان سے بات نہیں کریگا اور نہ ان کو پاک کرے گا (کہ گناہوں کی سزا دینے کے بعد انہیں جنت میں داخل کردے) بلکہ ان کے لئے (دائمی) دردناک عذاب ہوگا۔

آگے فرمایا (وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ) اور (اے رسول) ان کی یہ تمنا کہ انہیں دنیا میں واپس بھیج دیا جائے بالکل بے حقیقت ہے۔ اگر انہیں دنیا میں واپس کر دیا جائے تو یہ پھر وہی کام کریں گے جن سے ان کو منع کیا گیا تھا، حقیقت یہ ہے کہ یہ بالکل جھوٹے ہیں، ان کی تمنا دفع الوقتی کے سوا اور کچھ نہیں۔

آگے فرمایا (وَقَالُوْٓا اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ) اور اے رسول کافر کہتے ہیں کہ ہماری دنیاوی زندگی ہی بس زندگی ہے، اس کے علاوہ کوئی اور زندگی نہیں اور ہم دوبارہ زندہ نہیں ہوں گے (وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ) اور اے رسول، اگر آپ انہیں اس وقت دیکھیں جس وقت یہ اپنے رب کے سامنے کھڑے کئے جائیں گے تو آپ دیکھیں گے کہ ان کا رب ان سے سوال کریگا بتاؤ کیا یہ دن حق نہیں ہے تو یہ جواب دیں گے! اے ہمارے رب کی قسم کیوں نہیں، یہ بالکل حق ہے۔ اللہ تعالےٰ فرمائے گا تم دنیا میں اس دن کا انکار کیا کرتے تھے تو اب اس انکار کی سزا بھگتو (قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ) جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو جھٹلایا وہ یقیناً خسارے میں رہیں گے۔ (انہیں کسی طرح یقین نہیں آتا کہ قیامت حق ہے بلکہ وہ برابر قیامت کی تکذیب میں مشغول ہیں اور مشغول رہیں گے) (حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا) حتیٰ کہ ایک دن وہ آفت کی گھڑی اچانک ان پر وارد ہو گی تو اس دن کہیں گے ہم نے اس گھڑی کے معاملہ میں جو کوتاہی کی اس پر افسوس (وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ) اس وقت یہ اپنی پیٹھوں پر اپنے گناہوں کے بوجھ اٹھائے ہوں گے، اے لوگو، خبردار ہو جاؤ بہت برا بوجھ ہے جو وہ اٹھائے ہوں گے (وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ) کافر دنیا ہی کی زندگی کو سب کچھ سمجھتے ہیں حالانکہ دنیا کی زندگی کچھ نہیں محض کھیل تماشہ ہے، جس طرح کھیل تماشہ ذرا سی دیر میں ختم ہو جاتا ہے اسی طرح یہ دنیا کی زندگی ختم ہو جائے گی اور آخرت کی زندگی ہمیشہ باقی رہے گی (وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ) اور آخرت کا گھر انہی لوگوں کے لئے بہتر ہوگا جو تقویٰ شعار ہوں گے تو کیا اے دنیا کے لوگو تم اتنا بھی نہیں

سمجھتے کہ دنیا کی خاطر آخرت کو تباہ کرتے ہو۔ دنیا کی زندگی کی بے ثباتی کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ

(الحدید۔ ۲۰)

(اے لوگو) جان لو کہ دنیا کی زندگی تو محض کھیل و تماشہ، (زیب و) زینت، آپس میں فخر (ومباہات) اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے سے زیادہ بڑھ جانے کی خواہش ہے، (اس کی مثال ایسی ہے) جیسے بارش کہ اس سے اُگنے والی کھیتی کسانوں کو کتنی اچھی لگتی ہے پھر وہ لہلہانے لگتی ہے (تو اور زیادہ خوشی کا باعث ہوتی ہے لیکن) پھر تم دیکھتے ہو کہ وہ زرد ہو جاتی ہے، پھر چورا چورا ہو جاتی ہے اور آخرت میں تو عذاب شدید بھی ہے اور اللہ کی مغفرت اور رضوان بھی ہے (تو اب تم خود فیصلہ کر لو کہ تمہیں کونسی چیز چاہئے) اور (اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ) دنیا کی زندگی تو بس دھوکے کا چند روزہ سامان ہے (اس کی خاطر آخرت کو نہ بگاڑو)۔

عمل

اے لوگو، دنیا میں اچھے عمل کیجئے۔ مرنے کے بعد عمل کا سلسلہ ختم ہو جائیگا اور اچھے عمل کرنے کے لئے دوبارہ دنیا میں آنے کی تمنا پوری نہیں ہو گی۔

اے لوگو، قیامت کے دن اللہ تعالےٰ سے ملنے کا پورا یقین رکھیئے۔ اگر دنیا میں آپ توحید اور سنت پر کاربند نہیں رہے تو قیامت کے دن سوائے حسرت کے اور کچھ نہیں ہو گا۔

اے لوگو، دنیا کی زندگی عارضی ہے اور آخرت کی زندگی باقی رہنے والی اور بہتر ہے لہذا آخرت کی زندگی کے لئے تقویٰ اختیار کیجئے۔ اللہ تعالےٰ سے ڈر کر اس کی نافرمانی سے بچتے رہیئے۔

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ
يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ
وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ
يَجْحَدُوْنَ ۳۳ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ
رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا
عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰٓى
اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا وَلَا مُبَدِّلَ
لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ، وَلَقَدْ جَآءَكَ
مِنْ نَّبَاِئِ الْمُرْسَلِيْنَ ۳۴

وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ
اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ
اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ
اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ
بِاٰيَةٍ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ
عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ
مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۳۵ اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ
الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ۘ وَالْمَوْتٰى
يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ

يُرْجَعُونَ ﴿۳۶﴾ وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ
عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ
اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يُّنَزِّلَ
اٰيَةً وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۷﴾

ترجمہ (اے رسول) ہمیں معلوم ہے کہ جو بات یہ کہہ رہے ہیں اس سے آپ کو صدمہ ہوتا ہے۔ (لیکن آپ کو صدمہ نہیں ہونا چاہئے اس لئے کہ) یہ ظالم آپ کو نہیں جھٹلاتے بلکہ یہ تو درحقیقت اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں (انہیں جھٹلاتے ہیں) (۳۴) (اے رسول) آپ سے پہلے بھی رسولوں کی تکذیب کی گئی ہے اور انہیں اذیت پہنچائی گئی ہے (لیکن وہ تکذیب اور اذیت پر) صبر کرتے رہے یہاں تک کہ ان کے پاس ہماری مدد پہنچ گئی (آپ بھی ہماری مدد آنے تک صبر کرتے رہیئے، مدد ضرور آئے گی) اللہ کی باتوں کو بدلنے والا کوئی نہیں ہے اور (اے رسول) آپ کے پاس نبیوں کے حالات بھی پہنچ چکے ہیں (جن میں آپ کے لئے کافی تسلی کا سامان ہے لہذا آپ اطمینان سے فرائض تبلیغ ادا کرتے رہیں، کسی کے طعن و تشنیع کی مطلقاً پرواہ نہ کریں) (۳۴) اور اگر کافروں کی روگردانی آپ پر شاق گذرتی ہے (اور آپ معجزہ دکھانے کے خواہشمند ہیں) تو اگر آپ سے ہو سکے تو زمین میں کوئی سرنگ تلاش کرلیں یا آسمان پر (چڑھنے کے لئے کوئی) سیڑھی تلاش کرلیں پھر ان کے لئے کوئی معجزہ لے آئیں (لیکن اے رسول جب اللہ کی مشیت میں ان کے لئے ہدایت نہیں ہے تو معجزہ سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا) ہاں اگر اللہ چاہتا تو سب کو ہدایت پر جمع کر دیتا (معجزہ کی ضرورت نہ ہوتی) لہذا (اے رسول، معجزہ کا مطالبہ کرکے) آپ نادانوں میں سے نہ ہو جانا (۳۵) (حق کو تو) وہی قبول کرتے ہیں جو سنتے ہیں (ان لوگوں کی مثال مُردوں کی سی ہے، نہ مُردے سنتے ہیں نہ یہ سنتے ہیں) مُردوں کو تو اللہ (قیامت کے دن) اٹھائے گا پھر وہ اس کی طرف لوٹ کر جائیں گے (اس سے پہلے ان کو سنانا اور ان

سے منوانا آپ کے لئے ممکن نہیں) (۳۶) کافر کہتے ہیں رسول پر اس کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں نازل ہوتی، (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ اللہ نشانی نازل کرنے پر قادر ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے (کہ نشانی نازل نہ کرنے میں کیا مصلحت ہے) (۳۷)

معانی و مصادر (یَحْزُنُ) حَزَنَ، یَحْزُنُ، حُزْنٌ (ن) رنجیدہ کرنا۔
(یَجْحَدُوْنَ) جَحَدَ، یَجْحَدُ، جَحْدٌ و جُحُوْدٌ (ف) انکار کرنا، تکذیب کرنا۔
(کَبُرَ) کَبُرَ، یَکْبُرُ، کُبْرٌ و کُبَارَۃٌ (ک) قدر میں بڑا ہونا۔ شاق گذرنا۔
(تَبْتَغِیْ) اِبْتَغٰی، یَبْتَغِیْ، اِبْتِغَاءٌ (باب افتعال) تلاش کرنا۔
(نَفَقًا) نَفَقَ، یَنْفُقُ، نَفْقٌ (ن) بل میں داخل ہونا یا بل سے نکلنا۔ (نَفَقٌ = سرنگ)
(سُلَّمًا) سُلَّمٌ = سیڑھی۔

تفسیر کفار مکہ مسلسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلاتے اور آپ کا مذاق اڑاتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی تکذیب سے رنجیدہ ہوتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے ان آیات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی اور صبر کرنے کی تلقین فرمائی۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِیْ يَقُوْلُوْنَ) اے رسول ہمیں معلوم ہے کہ کفار جو باتیں آپ سے کہتے ہیں وہ آپ کو رنج پہنچاتی ہیں لیکن آپ کو رنج نہیں کرنا چاہیئے (فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ) اس لئے کہ یہ ظالم آپ کو نہیں جھٹلاتے، یہ تو اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلاتے ہیں (وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰۤى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا) اور اے رسول، آپ سے پہلے بھی رسولوں کو جھٹلایا گیا ان رسولوں نے کفار کی تکذیب اور ایذا دہی پر صبر کیا اور وہ صبر کرتے ہی رہے یہاں تک کہ ان کے پاس ہماری مدد پہنچ گئی (وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ) اور اے رسول، اللہ کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں۔ اس کی باتیں اٹل ہیں۔ اس کی سنت غیر متبدّل ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا وَّلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ۔

(فاطر ۔ ۴۳)

تو کیا یہ اگلوں کے (ساتھ جو ہمارا) دستور (رہا ہے اس) کے منتظر ہیں تو (اے رسول) آپ اللہ کے دستور میں نہ کوئی تبدیلی پائیں گے اور نہ آپ اللہ کے دستور میں کوئی تحویل پائیں گے (جس طرح اور قوموں پر عذاب آیا

ان پر بھی آئے گا۔

آگے فرمایا (وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِیُ الْمُرْسَلِیْنَ) اور اے رسول آپ کے پاس گذشتہ رسولوں کے قصے پہنچ چکے ہیں۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ وقت مقررہ پر اپنے رسولوں کی مدد کرتا رہا ہے۔ اسی سنت کے مطابق وہ آپ کی بھی مدد کریگا۔ آپ گھبرائیں نہیں، آزردہ نہ ہوں۔

اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں کئی مواقع پر گذشتہ رسولوں کے ساتھ جو استہزاء ہوتا رہا اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کیا تاکہ آپ کو یہ اطمینان رہے کہ تمام رسولوں کے ساتھ ایسا ہوتا رہا ہے۔ یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِیْ شِیَعِ الْاَوَّلِیْنَ ۔ وَمَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ۔
(الحجر ۔ ۱۰ و ۱۱)

اور (اے رسول) آپ سے پہلے بھی ہم گذشتہ امتوں میں رسول بھیجتے رہے ہیں۔ پھر ہوا یہی کہ جب کبھی ان کے پاس رسول آیا وہ اس کا مذاق اڑاتے رہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنْ یُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ ۔ وَقَوْمُ اِبْرٰهِیْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ ۔ وَّاَصْحٰبُ مَدْیَنَ وَكُذِّبَ مُوْسٰی فَاَمْلَیْتُ لِلْكٰفِرِیْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ فَكَیْفَ كَانَ نَكِیْرِ ۔
(الحج ۔ ۴۲ تا ۴۴)

اور (اے رسول) اگر یہ آپ کو جھٹلاتے ہیں تو (یہ کوئی نئی بات نہیں اس لئے کہ) ان سے پہلے قوم نوح، (قوم) عاد اور (قوم) ثمود بھی (اپنے اپنے رسولوں کو جھٹلا چکے ہیں۔ اور قوم ابراہیم اور قوم لوط نے بھی (جھٹلایا تھا) اور اہل مدین بھی جھٹلا چکے ہیں اور موسیٰ کو بھی جھٹلایا گیا تھا پھر میں نے کافروں کو (کچھ عرصہ تک) مہلت دی پھر انہیں پکڑ لیا تو (دیکھ لو) میرا عذاب کیسا (سخت) تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب بھی کی جارہی تھی اور آپ سے معجزہ کا مطالبہ بھی کیا جا رہا تھا جیسا کہ تین آیتیں چھوڑ کر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَیْهِ اٰیَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۔ (الانعام ۔ ۳۷)

کافر کہتے ہیں رسول پر اس کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں نازل ہوتی۔

کفار کے اعراض اور معجزہ کے بار بار مطالبے سے ہو سکتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی یہ خواہش ہوتی کہ معجزہ دکھایا جائے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَیْكَ اِعْرَاضُهُمْ

فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِیَ نَفَقًا فِی الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِی السَّمَآءِ فَتَاْتِیَهُمْ بِاٰیَةٍ)

اور اے رسول، اگر آپ کو ان کی روگردانی شاق گذرتی ہے اور اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ ان کو معجزہ دکھایا جائے تو اگر آپ سے ہو سکے تو زمین میں کوئی سرنگ ڈھونڈ لیں یا آسمان پہ جانے کے لئے کوئی سیڑھی تلاش کر لیں اور پھر ان کے لئے کوئی معجزہ لے آئیں۔ معجزہ کا دکھانا تو ہمارے ہاتھ میں ہے اور کب دکھایا جائے یہ ہماری حکمت پر منحصر ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ،

(الرعد - ۳۸)

(اے رسول، آپ کے معجزہ نہ دکھانے پر بھی ان لوگوں کا اعتراض کرنا صحیح نہیں اس لئے کہ) اللہ کے حکم کے بغیر معجزہ دکھانا کسی بھی رسول کے اختیار میں نہیں تھا، (اللہ کے ہاں) ہر (کام کا) مقررہ وقت لکھا ہوا ہے (معجزہ کا بھی وقت مقرر ہے اور وہ اپنے مقررہ وقت پر ہی صادر ہو سکتا ہے، اس سے پہلے نہیں۔

اے رسول، آپ یہ نہ سمجھئے کہ معجزہ دکھانے کے بعد یہ سب ہدایت پر آجائیں گے ہدایت تو ہماری مشیت پر موقوف ہے (وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى) اور اگر اللہ تعالےٰ چاہتا تو ان سب کو بغیر معجزہ ہی کے ہدایت پر جمع کر دیتا لیکن یہ اس کی مشیت کے خلاف ہے۔ ہدایت تو اللہ تعالےٰ کے قوانین ہدایت پر موقوف ہے۔ جو شخص ان قوانین کے مطابق ہدایت کو تلاش کریگا وہ ہدایت پالے گا اور جو شخص ان قوانین کی خلاف ورزی کریگا اُسے ہدایت نہیں مل سکتی خواہ اُسے کتنے ہی معجزے دکھائے جائیں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَقَالَ اِنِّيْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَضْحَكُوْنَ ۙ

(الزخرف - ۴۶ و ۴۷)

اور (اے رسول) ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس بھیجا، (جب وہ ان کے پاس پہنچے) تو انہوں نے کہا میں رب العالمین کا رسول ہوں۔ پھر جب انہوں نے ان کو نشانیاں دکھائیں تو وہ ان نشانیوں کا مذاق اڑانے لگے۔

گذشتہ امتوں کے حالات کا آپ کو علم ہے۔ انہیں معجزے دکھائے گئے لیکن وہ پھر

بھی ایمان نہیں لائے لہذا اے رسول، ان کو بھی معجزہ دکھانا بے فائدہ ثابت ہوگا (فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ) اور جو چیز بے فائدہ ہو اس کی خواہش کر کے آپ نادانوں میں سے نہ ہو جانا۔ معجزہ میں تاخیر مصلحت پر مبنی ہے، ہو سکتا ہے کہ اس مہلت کے زمانہ میں بہت سے لوگ ایمان لے آئیں اور ہلاکت سے بچ جائیں۔ معجزہ کا دکھانا ہماری طرف سے ایک تخویف اور تہائیہ ہوتا ہے۔ معجزہ دیکھ کر بھی اگر کافر ایمان نہیں لاتے تو پھر عذاب میں تاخیر نہیں ہوتی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ۭ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ۭ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ○
(بنی اسرآئیل ۔ ۵۹)

اور (اے رسول) (مطلوبہ) معجزہ بھیجنے سے ہمیں کوئی امر مانع نہیں سوائے اس کے کہ اگلوں نے معجزوں کو جھٹلا دیا تھا (معجزے دیکھ کر بھی ایمان نہیں لائے تھے) مثلاً ہم نے (قوم) ثمود کو اونٹنی دی تھی جو کھلی (نشانی) تھی لیکن انہوں نے اس پر ظلم کیا (اور ایمان نہیں لائے) اور ہم تو (مطلوبہ) معجزات صرف اس لئے بھیجتے ہیں کہ (کافروں کو) ڈرائیں (کہ اگر وہ مطلوبہ معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے تو عذاب سے ہلاک کر دئے جائیں گے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے آگے فرمایا (اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ) اے رسول، بات کا جواب تو وہ دیتے ہیں جو سنتے ہیں جو سنتے ہی نہیں وہ جواب کیا دیں گے۔ ان کی حالت بالکل مُردوں کی سی ہے۔ جس طرح مُردے نہیں سنتے۔ یہ بھی نہیں سنتے۔ مُردوں کو سنانا انسان کے اختیار میں نہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاۗءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ۭ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○
(النمل ۔ ۸۰ و ۸۱)

(اور اے رسول) نہ آپ مُردوں کو (اپنی آواز) سُنا سکتے ہیں اور نہ بہروں کو (اپنی) آواز سُنا سکتے ہیں (خصوصًا) ایسی حالت میں کہ وہ پیٹھ پھیر کر چلے جا رہے ہوں۔ اور نہ آپ اندھوں کو ان کی گمراہی سے نکال کر سیدھا راستہ بتا سکتے ہیں، آپ تو بس ان لوگوں کو سُنا سکتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لے آتے ہیں اور مسلم بن جاتے ہیں۔

آگے فرمایا (وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ) اور اے رسول، مردے تو بس اس ہی دن انسان کی بات سُن سکیں گے جس دن اللہ تعالیٰ ان کو زندہ کریگا پھر وہ سب اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ قیامت سے پہلے کوئی انسان کسی مُردے کو اپنی بات نہیں سُنا سکتا۔ اے رسول، کافر روحانی طور پر مُردہ ہو چکے ہیں۔ یہ اگر آپ کی بات سُنکر ایمان نہیں لائے تو افسوس کرنے کی ضرورت نہیں۔ مُردوں کی طرح یہ آپ کی بات بس قیامت کے دن ہی سُن سکیں گے لیکن وہاں آپ کی بات سننا اور ایمان لانا نفع بخش نہیں ہوگا۔

آیت زیر تفسیر سے معلوم ہوا کہ مُردے نہیں سنتے لہذا یہ عقیدہ رکھنا کہ مُردے سنتے ہیں اس آیت کی رُو سے کفر ہے۔

اُن بزرگوں کے متعلق جن کو کفار نے اپنا مددگار و مشکل کشا سمجھ رکھا تھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ۝ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ۝

(الفاطر - ۱۳ و ۱۴)

وہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے، اسی نے سورج اور چاند کو مسخر کر دیا، ہر ایک ایک وقت مقرر تک چل رہا ہے، یہی اللہ تمہارا رب ہے، بادشاہت اسی کی ہے اور (اے لوگو) جن جن کو تم اللہ کے علاوہ (مدد کے لئے) پکارتے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔ اگر تم ان کو پکارو تو وہ تمہاری پکار نہیں سن سکتے اور اگر سُن بھی لیں تو تمہاری دعاء کو قبول نہیں کر سکتے اور قیامت کے دن وہ تمہارے شرک کا انکار کریں گے اور (اے رسول) اللہ جیسی تمہیں کوئی خبر نہیں دے سکتا۔

آگے فرمایا (وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ) اور اے رسول کافر کہتے ہیں کہ ان پر ان کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نازل نہیں ہوئی (قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً) اے رسول، آپ ان سے کہہ دیجئے کہ بے شک اللہ تعالےٰ قادر ہے کہ کوئی نشانی نازل کر دے۔ یہ اس کے اختیار میں ہے۔ میرے اختیار میں نہیں ہے۔ وہ نشانی نازل کرنے میں تاخیر کر رہا ہے۔ یہ تاخیر اس کی مصلحت پر مبنی ہے (وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ) لیکن ان میں سے اکثر اللہ تعالےٰ کی مصلحت کو نہیں جانتے اس لئے طرح طرح

کے اعتراض کرتے ہیں اور مذاق اڑاتے ہیں۔

عمل

اے لوگو کسی شخص کو ہدایت پر لانا آپ کے بس کی بات نہیں، ہدایت کا ملنا اللہ تعالےٰ کی مشیت پر موقوف ہے لہذا اگر کوئی شخص باوجود آپ کی کوشش کے ہدایت قبول نہیں کرتا تو آپ اپنی ناکامی پہ آزردہ نہ ہوا کریں۔

اے لوگو، یہ عقیدہ رکھیئے کہ مُردے نہیں سنتے ہیں لہذا آپ کا ان سے خطاب کرنا لغو ہے اور یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ سنتے ہیں کفر ہے۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ
وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ
اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ، مَا فَرَّطْنَا
فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى
رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ۳۸

ترجمہ (اے انسانو) زمین میں جتنے چوپائے ہیں اور دو بازوؤں سے اُڑنے والے جتنے پرند ہیں یہ سب تمہاری طرح جماعتیں ہیں (ان سب کا حال لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے) ہم نے اس کتاب میں کسی بھی چیز کا حال لکھنے میں کوتاہی نہیں کی، پھر (قیامت کے دن) یہ سب اپنے رب کے پاس جمع کئے جائیں گے ۳۸

معانی ومصادر (دَآبَّة) دَبَّ، يَدِبُّ، دَبٌّ ودَبِيْبٌ (ض) رینگنا۔ (دَآبَّةٌ = رینگنے والا جانور۔ سواری اور بار برداری کا جانور)۔
(طٰئِرٍ) (يَطِيْرُ) طَارَ، يَطِيْرُ، طَيْرٌ وطَيَرَانٌ وطَيْرُوْرَةٌ (ض) اڑنا۔

تفسیر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ) اور اے لوگو، زمین میں جتنے بھی چوپائے چلتے پھرتے ہیں اور جتنے بھی پرند اپنے دونوں بازوؤں پر اڑتے رہتے ہیں یہ سب تمہاری ہی طرح جماعتیں ہیں۔ جس طرح تمہیں شعور وادراک عطاء ہوا ہے ان کو بھی عطاء ہوا ہے، جس طرح تمہیں خواہشیں دی گئی ہیں انہیں بھی دی گئی ہیں۔ کیا ان کا وجود اللہ تعالےٰ کی قدرت کی نشانی نہیں ہے؟ تم جتنا بھی

ان کی تخلیق اور فطری عادات پر غور کروگے اتنا ہی تم حیرت میں پڑ جاؤگے۔ ایسی حیرت انگیز نشانی کے ہوتے ہوئے کسی اور نشانی کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَ النُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ (یونس ۔ ۱۰۱)

(اے رسول) آپ ان سے کہیئے کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے (ذرا) اس کو (غور سے) دیکھو (تو تمہیں اللہ کی توحید کی بہت سی نشانیاں نظر آجائیں گی) لیکن جن لوگوں کو ایمان لانا نہیں ہوتا ان کے کام نہ نشانیاں آتی ہیں اور نہ بار بار اللہ کے عذاب سے ڈرانا کام آتا ہے۔

آگے فرمایا (مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ) ہم نے ہر چیز کو لوح محفوظ میں لکھ رکھا ہے، کوئی چیز ایسی نہیں ہے کہ جو لکھنے سے رہ گئی ہو، ہم نے لکھنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ مخلوقات کی بے شمار انواع ہیں اور ہر نوع تعداد میں بے شمار ہے لیکن کسی نوع کا کوئی فرد اللہ تعالےٰ کے علم سے باہر نہیں۔ ان کو دوسرا کوئی نہیں جانتا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ۔ (المدثر۔ ۳۱)

آپ کے رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

آگے فرمایا (ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ) یہی نہیں کہ یہ سب جانور اللہ تعالیٰ کی کتاب میں لکھے ہوئے ہیں اور اللہ تعالےٰ کے علم میں ہیں بلکہ ان سب کو قیامت کے دن ان کے رب کے پاس جمع کیا جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوْقَ اِلٰى اَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى يُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم الظلم جزء ۲ ص ۴۳۱)

قیامت کے دن تم سے حق داروں کے حقوق ادا کرائے جائیں گے حتیٰ کہ بے سینگ والی بکری کا بدلہ سینگ والی بکری سے لیا جائیگا

اس حدیث سے قیامت کے دن جانوروں کے جمع کئے جانے کا مقصد بخوبی معلوم ہوتا ہے۔

عمل

اے لوگو، اپنے دائیں اور بائیں، آگے اور پیچھے، نیچے اور اوپر غور سے دیکھئے۔ اللہ تعالیٰ کی کتنی نشانیاں بکھری ہوئی ہیں۔ ہر نشانی اس بات کا پتہ دیتی ہے کہ اسکا کوئی خالق ہے، ہر نشانی اپنے خالق کی توحید اور یکتائی کی گواہ ہے۔ چوپائے ہوں یا پرند سب اسی ایک الٰہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔ لہٰذا اپنے الٰہ کو پہچانئے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیجئے۔

وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا صُمٌّ
وَّبُكْمٌ فِي الظُّلُمَاتِ، مَنْ يَّشَإِ
اللّٰهُ يُضْلِلْهُ وَمَنْ يَشَأْ يَجْعَلْهُ
عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ (۳۹)

ترجمہ جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ بہرے اور گونگے (لوگوں کے مانند) تاریکیوں میں (پڑے ہوئے) ہیں (ضلالت اور ہدایت اللہ کے اختیار میں ہے) اللہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے صراط مستقیم پر لے آتا ہے ۳۹

معانی ومصادر (صُمٌّ) صُمَّ، یَصَمُّ، صَمٌّ وصَمَمٌ (ف) بہرا ہونا (صُمٌّ = اَصَمُّ کی جمع = بہرے)۔
(بُكْمٌ) بَكِمَ، یَبْكَمُ، بَكَمٌ وبَكَامَةٌ (س) گونگا ہونا (بُكْمٌ = اَبْكَمُ کی جمع = گونگے)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِي الظُّلُمَاتِ) جو لوگ ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں ان کی مثال ان بہرے اور گونگے لوگوں جیسی ہے جو تاریکیوں میں گھر گئے ہوں۔ تاریکی کی وجہ سے انہیں راستہ نظر نہیں آتا، گونگے ہونے کی وجہ سے وہ پوچھ نہیں سکتے اور بہرے ہونے کی وجہ سے وہ کسی کی پکار کو سن نہیں سکتے۔ الغرض وہ کسی طرح بھی تاریکیوں سے نجات نہیں پا سکتے اور نہ منزل مقصود تک پہنچ سکتے ہیں۔ بالکل یہی حالت اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلانے والوں کی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کر کے ضلالت کی ایسی تاریکیوں میں جا پڑے ہیں کہ ان سے نکل کر نور ہدایت حاصل کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ جس طرح گونگا اور بہرا تاریکیوں سے نہیں نکل سکتا اسی طرح یہ لوگ جو روحانی طور پر گونگے اور بہرے ہیں

گمراہیوں سے نہیں نکل سکتے (مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ وَمَنْ يَشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ) اللہ تعالےٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے صراط مستقیم پر لگا دیتا ہے۔ اگر کوئی شخص تاریکی میں گھر گیا ہو تو اسے اس سے نکلنے کے لئے جدو جہد کرنی ہوگی، کسی کو پکارنا ہوگا تاکہ اس سے راستہ معلوم کر سکے، کوئی راستہ بتائے تو اُسے غور سے سننا ہوگا۔ اگر کوئی شخص تاریکی میں گھرنے کے بعد ایسی کوئی کوشش نہیں کرتا تو وہ تاریکی میں پڑا رہے گا۔ مادّی تاریکی سے نکلنے کے لئے بھی کوئی طریقہ ہے جس پر عمل کئے بغیر تاریکی سے نجات حاصل نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح جو شخص روحانی تاریکیوں میں پڑا ہوا ہو اُسے بھی جدو جہد کرنی ہوگی، اپنی روحانی صلاحیتوں کو کام میں لانا ہوگا اور وہ طریقہ اختیار کرنا ہوگا جو ہدایت کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ نے مقرر کر رکھا ہے، لیکن جو شخص ایسا نہیں کرتا وہ اللہ تعالےٰ کے قوانین ضلالت کے مطابق گمراہی میں مبتلا ہوگا اور یہ اس کا اپنا قصور ہوگا کہ اس نے کوئی کوشش نہیں کی بلکہ اپنی صلاحیتوں پر تعصب اور ہٹ دھرمی کے پردے ڈال لئے۔ برخلاف اس کے جو تعصب اور ہٹ دھرمی کے پردے چاک کر دیگا اور خلوص کے ساتھ کوشش کریگا وہ اللہ تعالےٰ کے قوانین ہدایت کی متابعت کرتے ہوئے راہ راست پا لے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا۔

(النسآء - ۱۱۵)

اور جو شخص ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد رسول کی مخالفت کرے اور مؤمنین کے راستے کے علاوہ کسی اور راستے پر چلے تو ہم اُسے اُدھر ہی جانے دیں گے جس طرف جانے کے لئے اس نے رُخ پھیر لیا ہے، پھر ہم اُسے دوزخ میں داخل کریں گے اور وہ بہت بری جگہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ۔

(التوبۃ - ۱۲۵)

اور رہے وہ لوگ جن کے دلوں میں (نفاق اور حسد کی) بیماری ہے تو (نئی سورت نازل ہونے سے) ان (کے نفاق اور حسد) کی گندگی میں اضافہ ہوتا ہے اور انہیں جب موت آتی ہے تو اس حالت میں آتی ہے کہ وہ کافر ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ۔

(یونس ۔ ۱۰۰)

کسی شخص کو خود اس بات کی قدرت نہیں کہ وہ بغیر اللہ کی توفیق کے ایمان لے آئے، اللہ تو (کفر و شرک کی) گندگی کو انہی لوگوں پر ڈالتا ہے جو (اللہ کی نشانیوں کو) سمجھتے نہیں (اور نہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۔

(العنکبوت ۔ ۶۹)

اور (اے رسول) جو لوگ ہمارے (راستے) میں (آنے کی) کوشش کرتے ہیں ہم ضرور ان کو اپنے راستے دکھا دیتے ہیں (جن کے ذریعہ وہ صراط مستقیم پر پہنچ جاتے ہیں) بیشک اللہ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے (اور ان کی مدد اور راہنمائی کرتا رہتا ہے)۔

الغرض ہدایت اور گمراہی انسان کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے اور یہ نتیجہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے۔

عمل

اے لوگو، خلوص کے ساتھ راہ ہدایت کو تلاش کیجئے۔ اپنی روحانی صلاحیتوں کو تعصب اور ہٹ دھرمی کے پردے ڈال کر بیکار نہ کیجئے۔

قُلْ أَرَءَيْتَكُمْ إِنْ أَتَىٰكُمْ
عَذَابُ اللَّهِ أَوْ أَتَتْكُمُ السَّاعَةُ
أَغَيْرَ اللَّهِ تَدْعُونَ إِنْ كُنتُمْ
صَٰدِقِينَ ﴿٤٠﴾ بَلْ إِيَّاهُ تَدْعُونَ
فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ إِلَيْهِ
إِنْ شَآءَ وَتَنسَوْنَ مَا
تُشْرِكُونَ ﴿٤١﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَآ
إِلَىٰٓ أُمَمٍ مِّن قَبْلِكَ فَأَخَذْنَٰهُم
بِالْبَأْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ

يَتَضَرَّعُونَ ﴿۴۲﴾ فَلَوْلَآ إِذْ
جَآءَهُم بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا
وَلَٰكِن قَسَتْ قُلُوبُهُمْ
وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَٰنُ مَا كَانُوا
يَعْمَلُونَ ﴿۴۳﴾ فَلَمَّا نَسُوا۟ مَا
ذُكِّرُوا۟ بِهِۦ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ
أَبْوَٰبَ كُلِّ شَىْءٍ حَتَّىٰٓ إِذَا
فَرِحُوا۟ بِمَآ أُوتُوٓا۟ أَخَذْنَٰهُم
بَغْتَةً فَإِذَا هُم مُّبْلِسُونَ ﴿۴۴﴾

فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۴۵

ترجمہ (اے رسول ان سے) پوچھیے بتاؤ کہ اگر تم پر اللہ کا عذاب آجائے یا قیامت واقع ہو جائے تو کیا تم (اس وقت بھی) اللہ کے علاوہ کسی اور کو پکارو گے؟ اگر سچے ہو (تو بتاؤ) (۴۰) نہیں بلکہ تم اس وقت صرف اللہ کو پکارو گے، اور جن جن کو تم (اللہ کا) شریک بناتے ہو سب کو بھول جاؤ گے، پھر اگر اللہ چاہے گا تو جس عذاب کو دور کرنے کے لئے تم اسے پکارو گے وہ اس عذاب کو دور کر دیگا (۴۱) اور (اے رسول) ہم نے آپ سے پہلے بہت سی امتوں کی طرف رسول بھیجے (تو جو لوگ ان پر ایمان نہیں لائے) ہم نے ان کو سختیوں اور تکلیفوں میں مبتلا کیا تاکہ (وہ ان عذابات سے عبرت پکڑیں، تکبّر وعناد چھوڑ کر) گڑگڑائیں (اور توبہ کرکے ایمان لے آئیں) (۴۲) تو ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب ہمارا عذاب ان پر آیا تو وہ گڑگڑاتے لیکن ان کے دل تو سخت ہو گئے اور جو اعمال وہ کر رہے تھے شیطان نے ان کو ان کی نظروں میں مزین کرکے دکھایا (لہٰذا وہ اپنی بداعمالیوں میں اور مگن ہو گئے) (۴۳) پھر جب انہوں نے اس نصیحت کو جو انہیں کی گئی تھی (کلیّۃً) فراموش کر دیا تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دئے، یہاں تک کہ جب وہ ان چیزوں میں جو ان کو دی گئی تھیں خوب مگن ہو گئے تو ہم نے ان کو اچانک پکڑ لیا، پھر وہ مایوس ہو کر رہ گئے (۴۴) پھر ان لوگوں کی جنہوں نے ظلم کیا تھا جڑ کاٹ دی گئی (وہ نیست ونابود کر دئے گئے) اور ہر قسم کی تعریف تو اللہ رب العالمین کے لئے ہے (جو غالب ہے کبھی مغلوب نہیں ہوتا) (۴۵)

معانی ومصادر

(تَنْسَوْنَ) (نَسُوْا) نَسِيَ، يَنْسٰى، نَسْيٌ نِسْيَانٌ ونِسَايَةٌ ونِسْوَةٌ (س) بھولنا۔

(بَأْسَآء) بَؤُسَ، يَبْؤُسُ، بَأْسٌ (ك) سخت اور بہادر ہونا (بَأْسَاءُ = لڑائی۔ سختی)۔

(ضَرَّآءَ) ضَرَّ، یَضُرُّ، ضُرٌّ (ن) نقصان پہنچانا (ضَرَّآءُ = کمی، شدت، قحط)۔
(قَسَتْ) قَسَا، یَقْسُوْا، قَسْوَۃٌ وقُسُوٌّ وقَسَاوَۃٌ وقَسَاءَۃٌ (ن) سخت ہونا۔
(مُبْلِسُوْنَ) اَبْلَسَ، یُبْلِسُ، اِبْلَاسٌ (باب افعال) ناامید ہونا، غمگین ہونا۔
(دَابِر) دَبَرَ، یَدْبُرُ، دَبْرٌ ودُبُوْرٌ (ن) گذر جانا، بعد میں آنا (دَابِرٌ = جڑ، تابع، ہر چیز کا آخری حصہ)۔
(بَغْتَۃً) بَغَتَ، یَبْغَتُ، بَغْتٌ (ف) ناگہانی طور پر پہنچنا (بَغْتَۃً = ناگہانی)

تفسیر شرک کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (قُلْ اَرَءَیْتَکُمْ اِنْ اَتٰىکُمْ عَذَابُ اللّٰہِ اَوْ اَتَتْکُمُ السَّاعَۃُ اَغَیْرَ اللّٰہِ تَدْعُوْنَ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ) اے رسول، مشرکین سے کہئے اگر تم اس بات میں سچے ہو کہ تمہارے یہ شرکاء تمہاری مصیبت میں کام آتے ہیں تو بتاؤ اگر اللہ تعالےٰ کا عذاب تم پر نازل ہو جائے یا قیامت کی گھڑی تم پر واقع ہو جائے تو اس سے نجات حاصل کرنے کے لئے تم اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی اور کو پکارو گے (بَلْ اِیَّاہُ تَدْعُوْنَ فَیَکْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَیْہِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِکُوْنَ) نہیں بلکہ اس وقت تم صرف اللہ تعالےٰ کو پکارو گے پھر اگر وہ چاہے گا تو اس مصیبت کو جس کو دور کرنے کے لئے تم نے اُسے پکارا تھا تم سے دور کر دے گا اور اگر نہیں چاہے گا تو نہیں دور کریگا۔ تمہارے خود ساختہ معبود تمہارے کچھ کام نہیں آئیں گے بلکہ جن جن کو تم اللہ تعالیٰ کا شریک بناتے ہو اس وقت ان سب کو بھول جاؤ گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰہُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَہٗ وَمَا لَھُمْ مِّنْ دُوْنِہٖ مِنْ وَّالٍ ۝
(الرعد - ۱۱)

اور جب اللہ کسی قوم کو مصیبت میں مبتلا کرنا چاہے تو پھر وہ مصیبت ٹل نہیں سکتی اور نہ اللہ کے علاوہ کوئی ان لوگوں کی مدد کر سکتا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:-

وَلَئِنْ سَاَلْتَھُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰہُ قُلْ اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اِنْ اَرَادَنِیَ اللّٰہُ بِضُرٍّ ھَلْ ھُنَّ کٰشِفٰتُ ضُرِّہٖٓ اَوْ اَرَادَنِیْ بِرَحْمَۃٍ ھَلْ ھُنَّ مُمْسِکٰتُ رَحْمَتِہٖ، قُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ عَلَیْہِ یَتَوَکَّلُ الْمُتَوَکِّلُوْنَ ۝ (الزمر - ۳۸)

اور (اے رسول) اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو یہ ضرور جواب دیں گے کہ اللہ نے (تو اے رسول، پھر آپ ان سے) پوچھیئے بتاؤ اگر اللہ مجھے تکلیف پہنچانے کا ارادہ کرے تو کیا جن (معبودوں) کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ اللہ کی (بھیجی ہوئی) تکلیف کو دور کر

سکتے ہیں یا اگر اللہ مجھے رحمت سے نوازنا چاہے تو وہ اس کی رحمت کو روک سکتے ہیں (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ میرے لئے اللہ کافی ہے، (میرا اسی پر بھروسہ ہے) اور (صحیح معنوں میں) بھروسہ کرنے والے اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝

(یونس - ۱۰۷)

اور (اے رسول) اگر اللہ آپ کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے علاوہ اس تکلیف کو دور کرنے والا کوئی نہیں اور اگر وہ آپ کو بھلائی پہنچانی چاہے تو اس کے فضل وکرم کو روکنے والا کوئی نہیں وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے فضل سے نوازتا ہے، وہ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

آگے فرمایا (وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ) اور اے رسول، ہم نے آپ سے پہلے جو امتیں گذری ہیں ان کے پاس بھی رسول بھیجے تھے لیکن جب انہوں نے اپنے رسولوں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو سختی اور تنگی میں مبتلا کیا تاکہ وہ گڑگڑائیں اور اپنے کفر سے توبہ کرلیں (فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ) تو اے رسول، پھر ایسا کیوں نہیں ہوا کہ جب ہمارا عذاب ان پر واقع ہوا تو وہ گڑگڑاتے لیکن وہ نہیں گڑگڑائے بلکہ ان کے دل بجائے نرم ہونے کے سخت ہوگئے اور شیطان نے ان عملوں کو جو وہ کر رہے تھے مزین کر دیا لہذا وہی اعمال ان کو اچھے معلوم ہوئے اور انہوں نے ان کو چھوڑ کر توبہ نہیں کی (فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ) پھر جب وہ اس چیز کو جس کے ذریعہ ہم نے ان کو نصیحت کی تھی بھول گئے تو ہم نے ان پر ہر قسم کی نعمتوں کے دروازے کھول دئے (حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ) یہاں تک کہ ان نعمتوں میں جو انہیں دی گئی تھیں مگن ہو گئے تو ہم نے ان کو اچانک اپنی گرفت میں لے لیا، ہمارا عذاب ناگہانی طور پر نازل ہوا اور وہ مایوس ہو کر رہ گئے (فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا) پھر جن لوگوں نے ظلم کیا تھا ان کا کلیتہً استیصال کر دیا گیا اللہ تعالیٰ کا یہ دستور ہے کہ وہ مجرموں

کو فوراً عذاب میں مبتلا نہیں کرتا بلکہ ان کو ڈھیل دیتا ہے تاکہ اس مہلت کے زمانے میں یا تو توبہ کر کے اپنی اصلاح کرلیں یا گناہوں میں اور زیادہ آگے بڑھ جائیں تو پھر ان کو پکڑ لے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:-

هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَئُوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا

(الفتح - ۲۵)

یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا، تم کو مسجد حرام (جانے) سے روک دیا اور قربانی کے جانوروں کو بھی ان کی (مقررہ) جگہ پر پہنچنے سے روک دیا تو اگر مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں جن کو تم نہیں جانتے تھے اور جن کو تم (لاعلمی میں) پامال کر دیتے تو ان کی طرف سے تم کو نادانستہ نقصان پہنچ جاتا (مکہ میں نہ ہوتے تو جنگ کرا کے اللہ ابھی تم کو غلبہ دے دیتا لیکن اُسے تاخیر منظور تھی) تاکہ وہ جس کو چاہے (اسلام کی توفیق دے کر) اپنی رحمت میں داخل کرلے اور اگر (مکہ کے مسلم کہیں) علیحدہ ہو گئے ہوتے تو پھر ان (مکہ والوں) میں سے جو کافر تھے ہم ان کو دردناک عذاب دیتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ

(آل عمران - ۱۷۸)

اور جو لوگ کفر کر رہے ہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ ہم جو انہیں ڈھیل دے رہے ہیں یہ ڈھیل ان کے حق میں بہتر ہے، (نہیں) ہم تو اس لئے ڈھیل دے رہے ہیں کہ یہ اور گناہ کرلیں (پھر) ان کے لئے ذلیل و خوار کرنے والا عذاب ہے۔

آخر میں فرمایا (وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ) اللہ تعالےٰ کو اختیار ہے جو چاہے کرلے، کوئی اُسے روکنے والا نہیں۔ وہ جس کو چاہے عذاب سے بچا لے اور جس کو چاہے عذاب میں گرفتار کر دے۔ وہ قادر مطلق ہے لہٰذا ہر قسم کی تعریف اسی کو سزاوار ہے جو تمام جہانوں کا مالک بھی ہے اور ان پر پوری طرح اقتدار بھی رکھتا ہے۔

عمل

اے لوگو، ہر مصیبت اور مشکل کے وقت صرف اللہ تعالیٰ کو پکاریئے۔ وہی مصیبت دور کر سکتا ہے اور وہی مشکل کو رفع کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی نہیں جو مصیبت کو دور کر سکے اور مشکل کو رفع کر سکے۔

اے لوگو، اللہ تعالےٰ کے ساتھ شرک کرنے اور اس کی نافرمانی کرنے کے زمانے میں اگر آپ پر نعمتوں کے دروازے کھول دئے جائیں تو اس دھوکے میں نہ آئیے کہ اللہ تعالےٰ آپ کے ان افعال سے راضی ہے۔ نہیں بلکہ ان نعمتوں کو خطرے کا پیش خیمہ سمجھیئے اور اپنی اصلاح کر لیجئے۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ
سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ
عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ
اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ، اُنْظُرْ كَيْفَ
نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ
يَصْدِفُوْنَ ۴۶ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ
اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً
اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا
الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ۴۷ وَمَا نُرْسِلُ

الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ
وَمُنْذِرِيْنَ ۚ فَمَنْ اٰمَنَ وَ
اَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ
وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۴۸ وَالَّذِيْنَ
كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ
بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۴۹

ترجمہ اے رسول، ان سے) پوچھئے بتاؤ اگر اللہ تمہاری سماعت اور تمہاری بصارت چھین لے اور تمہارے دلوں پر مہر لگا دے تو اللہ کے علاوہ وہ کونسا الٰہ ہے جو یہ چیزیں تمہیں (پھر) عطاء کر دے، (اے رسول) دیکھئے ہم کن کن مختلف طریقوں سے اپنی آیات کو بیان کر رہے ہیں لیکن یہ لوگ پھر بھی منہ موڑے چلے جا رہے ہیں ۴۶ (اے رسول، آپ ان سے) پوچھئے بتاؤ اگر اللہ کا عذاب تم پر (خفیہ طور پر) اچانک آجائے یا علی الاعلان (خبردار کرنے کے بعد) آئے تو کیا ظالموں کے علاوہ کوئی اور بھی ہلاک ہوگا؟ ۴۷ اور (اے لوگو) رسولوں کو تو ہم بس خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجتے ہیں (داروغہ بنا کر نہیں بھیجتے) تو جو (ان پر) ایمان لے آئے اور اپنی اصلاح کر لے تو اُسے (قیامت کے دن) نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ کوئی غم ۴۸ اور جو لوگ ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے تو ان کے فسق (و فجور) کی وجہ سے ان کو عذاب

میں مبتلا کیا جائے گا (۴۹)

معانی و مصادر (یَصْدِفُوْنَ) صَدَفَ، یَصْدِفُ، صَدْفٌ (ض) رکنا۔ اعراض کرنا۔
(جَهْرَةً) جَهَرَ، یَجْهَرُ، جَهْرٌ و جِهَارٌ و جَهْرَةٌ (ف) اعلان کرنا، کھول دینا۔
(یَحْزَنُوْنَ) حَزِنَ، یَحْزَنُ، حَزَنٌ (س) غمگین ہونا۔

تفسیر توحید کا اثبات اور شرک کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ) اے رسول، ان سے کہئے بتاؤ اگر اللہ تمہاری سماعت اور تمہاری بصارت کو لے جائے اور تمہارے دلوں پر مہر لگا دے تو اللہ کے علاوہ کونسا الٰہ ہے جو یہ نعمتیں تمہیں عطاء فرما دے۔ کوئی نہیں۔ صرف اللہ تعالےٰ ان نعمتوں کا عطاء کرنے والا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔
وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ○
(المؤمنون۔ ۷۸)

اور وہ (اللہ) ہی ہے جس نے تمہارے کان، (تمہاری) آنکھیں اور (تمہارے) دل بنائے لیکن تم شکر کم ہی کرتے ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
اَلَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ○ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ○ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ○
(الٓمّٓ تنزیل۔ ۷ تا ۹)

جس نے ہر چیز کو (بہت) اچھا بنایا (اور اسی نے) اس کو پیدا (بھی کیا) اور اسی نے انسان کی پیدائش کو مٹی سے شروع کیا، پھر ایک حقیر پانی کے خلاصہ سے اس کی نسل کو پیدا کیا، پھر اسی نے اس کی درستی اور اصلاح کی اور اس میں اپنی روح پھونک دی پھر اسی نے (اے لوگو) تمہارے کان (تمہاری) آنکھیں اور (تمہارے) دل بنائے مگر تم بہت ہی کم شکر کرتے ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ○
(ھل اتی علی الانسان۔ ۲)

ہم نے اس کو ایک مخلوط نطفے سے پیدا کیا، (پھر) ہم اس کی جانچ پڑتال کرتے رہے یہاں تک کہ ہم نے اُسے سننے والا اور دیکھنے

والا (انسان) بنادیا۔

اللہ تعالیٰ ہی ان نعمتوں پر کلی اختیار رکھتا ہے۔ دوسرا کوئی اختیار نہیں رکھتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ، فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝

(یونس - ۳۱ و ۳۲)

(اے رسول آپ ان سے) پوچھئے کہ تم کو آسمان اور زمین سے رزق کون دیتا ہے؟ (تمہارے) کانوں اور (تمہاری) آنکھوں کا مالک کون ہے؟ کون بے جان سے جاندار کو پیدا کرتا ہے اور کون جاندار سے بے جان کو پیدا کرتا ہے اور کون ہے وہ جو (کائنات کے) تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے یہ لوگ جواب دیں گے کہ اللہ تو (پھر اے رسول آپ ان سے) کہئے کہ پھر تم (اللہ سے) کیوں نہیں ڈرتے یہی اللہ تو تمہارا ربّ برحق ہے (صرف اسی کو رب مانو اور اسے اچھی طرح جان لو کہ) حق (آ جانے کے بعد (اس کو نہ ماننا) گمراہی کے سوا اور کچھ نہیں (اور اے مشرکو بتاؤ جب تم حق کو تسلیم کرتے ہو) تو پھر حق سے انحراف کیوں کرتے ہو۔

الغرض مشرکین سے جو سوال کیا گیا وہ ان کے شرک پر بہت بڑی ضرب تھی۔ وہ خود بھی معترف تھے کہ یہ باتیں کسی کے اختیار میں نہیں ہے۔ ان کے اس اقرار کو ہی بنیاد بنا کر اللہ تعالےٰ نے واضح کر دیا کہ جو شخص یہ کام نہیں کر سکتا وہ الٰہ نہیں ہو سکتا اور جو شخص الٰہ نہیں ہو سکتا تو پھر وہ کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ اس کے اختیار ہی میں کیا ہے کہ وہ کچھ کر سکے۔ وہ خود مخلوق ہے اور مخلوق کا یہ کام نہیں کہ وہ کسی کی مشکل کشائی یا حاجت روائی کر سکے اور جب یہ بات ہے تو پھر ان کو الٰہ بنانا، ان کی نذر و نیاز کرنا اور ان کی عبادت کرنا یہ تمام لغو اور سراسر شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ۝

(پھر بھی) لوگوں نے اس کے علاوہ دوسرے الٰہ بنا لئے حالانکہ وہ کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ تو خود پیدا کئے گئے ہیں، وہ اپنے نقصان اور نفع کے بھی مالک نہیں اور نہ

(الفرقان۔ ۳) ان کے اختیار میں مرنا ہے، نہ جینا اور نہ مر کر اُٹھ کھڑا ہونا۔

آگے فرمایا (اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ) اے رسول، آپ دیکھئے کہ ہم توحید کے دلائل کو کس کس طرح مختلف انداز میں بیان کرتے ہیں تاکہ یہ کسی طرح سمجھ جائیں لیکن یہ پھر بھی سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ ان دلائل سے روگردانی کرتے ہیں (قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ) اے رسول، ان سے پوچھیے بتاؤ ؟ اگر اللہ تعالیٰ کا عذاب تم پر اچانک اس طرح آجائے کہ تمہیں خبر بھی نہ ہو یا پہلے سے وقت کا اعلان کر کے آجائے تو ظالم لوگوں کے علاوہ کوئی اور بھی ہلاک ہوگا۔ نہیں بلکہ ظالم ہی ہلاک ہوں گے لہذا ظالموں کو ہوشیار ہو جانا چاہئے اور شرک سے توبہ کر کے توحید خالص کو قبول کر لینا چاہیئے (وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ) اور اے لوگو، ہم رسولوں کو اسی لئے بھیجتے ہیں کہ وہ خوشخبری سنا دیں اور عذاب سے ڈرا دیں (فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ) تو جو شخص ہماری آیتوں پر ایمان لے آئے اور اپنی اصلاح کر لے تو ایسے ہی لوگوں کو خوشخبری ہے کہ انہیں آخرت میں نہ خوف ہوگا اور نہ غم (وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ) اور جو لوگ ہماری آیتوں پر ایمان نہ لائیں بلکہ ان کی تکذیب کریں تو وہ عذاب میں مبتلا ہوں گے محض اس لئے کہ انہوں نے تکذیب کر کے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔

عمل

اے لوگو، آپ کی سماعت، بصارت اور سمجھ بوجھ کا اللہ تعالیٰ ہی خالق اور مالک ہے۔ وہ جب چاہے یہ چیزیں آپ سے چھین سکتا ہے۔ دوسرا کوئی نہیں جو یہ چیزیں آپ کو عطاء کر دے لہذا جو لوگ یہ کام نہیں کر سکتے ان کو حاجت روا نہ بنائیے اور نہ ان کی پرستش کیجئے۔

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ
خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ
وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ
اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ
قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى
وَالْبَصِيْرُ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ٥٠
وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ
اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ
لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ

وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۵۱

ترجمہ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں غیب (کی باتیں) جانتا ہوں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں، میں تو بس ان (احکام کی) پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کئے جا رہے ہیں (اور اے رسول) آپ ان سے پوچھئے (بتاؤ) نابینا اور بینا برابر ہو سکتے ہیں؟ (ہرگز نہیں ہو سکتے تو پھر میں اور تم بھی برابر نہیں ہو سکتے، مجھے جو سیدھا راستہ نظر آ رہا ہے، میں کس طرح اسے چھوڑ کر تمہاری مثل نابینا بن جاؤں جنہیں راستہ ہی نظر نہیں آ رہا)، آخر (تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ) تم غور نہیں کرتے (۵۰) اور (اے رسول) آپ اس (قرآن) کے ذریعہ ان لوگوں کو ڈرائیے جو (قیامت کے دن) اپنے رب کے سامنے جمع کئے جانے سے ڈرتے ہیں (اور جو جانتے ہیں کہ اس دن) اللہ کے علاوہ نہ کوئی (ان کا) دوست ہو سکتا ہے اور نہ سفارش کرنے والا، تاکہ وہ (آپ کے ڈرانے سے) ڈر جائیں (اور متقی بن جائیں) (۵۱)

معانی و مصادر (خَزَآئِن) خَزَنَ، يَخْزُنُ، خُزْنٌ (ن) جمع کرنا۔ چھپانا (خَزَآئِن خَزَانَةٌ اور خَزِيْنَةٌ کی جمع = مال جمع کرنے کی جگہیں)

(شَفِيْعٌ) شَفَعَ، يَشْفَعُ، شَفَاعَةٌ (ف) سفارش کرنا۔

تفسیر توحید کا اثبات اور شرک کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ) اے رسول، کہہ دیجئے کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے نہیں ہیں کہ میں ان خزانوں میں سے جو چاہوں، جب چاہوں اور جس کو چاہوں دے دوں۔ خزانوں کا مالک بھی وہی ہے اور خزانوں میں سے دینے والا بھی وہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان خزانوں کا مالک و مختار کسی کو نہیں بنایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (المنٰفقون ۔ ۷)

آسمانوں کے اور زمین کے تمام خزانوں کا مالک تو اللہ ہی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ

اور کوئی چیز ایسی نہیں جس کے خزانے ہمارے پاس موجود نہ ہوں لیکن ہم اس کو مقررہ مقدار

(الحجر - ۲۱)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۔

میں اتارتے ہیں۔

اللہ جس کی چاہتا ہے روزی فراخ کردیتا ہے اور (جس کی چاہتا ہے) تنگ کردیتا ہے۔

(النمل - ۶۵)

آگے فرمایا (وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ) اور اے رسول، آپ یہ بھی کہہ دیجئے کہ میں غیب نہیں جانتا۔ غیب کا علم تو صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ آسمانوں میں اور زمین میں جو لوگ ہیں ان میں سے کوئی بھی غیب نہیں جانتا سوائے اللہ کے اور (جن کو یہ لوگ اللہ کا شریک بناتے ہیں) انہیں تو یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ (زندہ کر کے کب اٹھائے جائیں گے۔

(وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ) اور میں یہ بھی نہیں کہتا کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تم ہی جیسا انسان ہوں البتہ یہ فرق ضرور ہے کہ میرے پاس وحی آتی ہے اور تمہارے پاس نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۝

(الکہف - ۱۱۰)

(اے رسول) کہہ دیجئے میں تم ہی جیسا ایک انسان ہوں (البتہ) میری طرف یہ وحی آ رہی ہے کہ تمہارا الٰہ بس ایک الٰہ ہے، تو جو شخص اپنے رب سے ملاقات کی امید رکھتا ہو اُسے چاہیئے کہ اچھے عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

میرے پاس وحی آتی ہے اور تمہارے پاس نہیں آتی لہٰذا میں وحی کے خلاف کچھ نہیں کرسکتا اور نہ کچھ کہہ سکتا ہوں بلکہ (اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ) میں تو اس وحی کی اتباع کرتا ہوں جو میری طرف آتی ہے۔ جو اس میں ہوتا ہے میں وہی کہتا ہوں اور وہی کرتا ہوں۔ وحی کے ذریعہ مجھے جو کچھ معلوم ہوتا ہے، تمہیں نہیں معلوم ہوتا اور جو کچھ میں دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھتے (قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ) اے رسول، آپ ان سے پوچھیئے کیا اندھا اور بینا دونوں برابر ہو سکتے ہیں، اندھے کو راستہ نظر نہیں آتا لہٰذا وہ چل نہیں سکتا، بینا کو راستہ نظر آتا ہے

لہذا وہ چل سکتا ہے ۔ کافر اندھے ہیں کہ ان کو راہ حق کا علم نہیں، رسول بینا ہے، اُسے بذریعہ وحی راہ حق معلوم ہو جاتی ہے لہذا وہ کیسے نابینا کی طرح حیران و سرگردان پھر سکتا ہے وہ تو ضرور وحی کے ذریعہ بتائے ہوئے راستہ پر چلتا ہے ۔ (اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ) تو اے کافر کیا اتنی بات بھی تم سوچ سمجھ نہیں سکتے (وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ) اور اے رسول، اس وحی کے ذریعہ ان لوگوں کو ڈرایئے جو اپنے رب کے پاس جمع ہونے (کے دن) سے خائف رہتے ہیں اس دن ان کے رب کے سوا ان کا کوئی کارساز نہیں ہوگا اور نہ ان کے لئے کوئی سفارش کرنے والا ہوگا ہو سکتا ہے آپ کے ڈرانے سے وہ لوگ متقی بن جائیں ۔ اللہ تعالےٰ سے ڈر کر اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بچنے کی کوشش کریں ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ۔ (قٓ ۔ ۴۵)

آپ اس شخص کو قرآن کے ذریعہ نصیحت کرتے رہیئے جو (عذاب کی) وعید سے ڈرتا ہے ۔

آیت زیر تفسیر سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ سے وہی ڈرتے ہیں جو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونے سے ڈرتے ہیں ۔ جس شخص کا بھی قیامت پر صحیح ایمان ہوگا وہ یقیناً اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا اور اس کی نافرمانی سے بچے گا ۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کے خزانے اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں ۔ اس نے کسی کو ان کا مالک و مختار نہیں بنایا لہذا صرف اللہ تعالیٰ ہی سے مانگیئے، وہی داتا ہے ، وہی گنج بخش ہے ۔

اے لوگو، صرف وحی الٰہی کی پیروی کیجئے یعنی صرف قرآن مجید اور احادیث صحیحہ پر عمل کیجئے ۔

اے لوگو، دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ ہی کارساز ہے ۔ آخرت میں بھی وہی کارساز ہوگا ۔ نہ وہاں کوئی دوسرا کارساز ہوگا اور نہ کوئی سفارش کرنے والا سوائے اس صورت کے کہ اللہ تعالےٰ کسی کو سفارش کرنے کی اجازت دیدے ۔

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ
رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ
يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ، مَا عَلَيْكَ
مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا
مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ
فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ
الظّٰلِمِيْنَ ۵۲ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ
بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ
اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْ بَيْنِنَا، اَلَيْسَ

اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ۵۳ وَ
اِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ
بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ
كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ
الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ
سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ
مِنْ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۵۴ وَكَذٰلِكَ
نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ

سَبِیْلُ الْمُجْرِمِیْنَ (۵۵)

ترجمہ اور (اے رسول) آپ (اپنی مجلس سے) ان لوگوں کو نہ نکالئے جو صبح وشام اللہ کو پکارتے ہیں اور اس کی رضاء کے طلب گار رہتے ہیں، ان (کافروں) کے حساب کی آپ پر کوئی ذمہ داری نہیں اور نہ آپ کے حساب کی ان پر کوئی ذمہ داری ہے، اگر آپ نے ان (مؤمنین) کو نکال دیا تو آپ ظالموں میں سے ہو جائیں گے (۵۲) ہم ان میں سے بعض لوگوں کی بعض کے ذریعہ آزمائش کرتے ہیں (یعنی غریبوں کے ذریعہ مالداروں کی آزمائش کرتے ہیں تو ہوتا یہ ہے) کہ (مالدار غریبوں کے متعلق اس طرح) کہتے ہیں کیا یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہم لوگوں میں سے (چن کر) احسان کیا ہے (یہ لوگ تو درحقیقت شکرگذار بندوں سے ناواقف ہیں اس لئے اس قسم کی جہالت کی بات کرتے ہیں) تو کیا اللہ بھی شکرگذار بندوں سے ناواقف ہے (کہ ناواقفی میں وہ ان پر احسان نہ کرے) (۵۳) اور (اے رسول) جو لوگ ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں جب وہ آپ کے پاس آئیں تو آپ (ان سے اس طرح) کہا کریں "تم پر سلامتی ہو" تمہارے رب نے اپنے نفس پر رحمت کو لازم کرلیا ہے (وہ یہ) کہ تم میں سے جو شخص نادانی سے کوئی برا کام کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کرلے اور (اپنی) اصلاح کرلے تو اللہ (اسے معاف کردیگا کیونکہ وہ) بڑا معاف کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے (۵۴) اور (اے رسول) اس طرح ہم اپنی آیتوں کو (واضح طور پر) علیحدہ علیحدہ بیان کررہے ہیں (تاکہ نیک لوگوں کا راستہ ظاہر ہوجائے تو آپ اس پر عمل کرسکیں) اور مجرمین کا راستہ ظاہر ہوجائے (تو آپ اس سے بچ سکیں) (۵۵)

معانی ومصادر (نَطْرُدُ) طَرَدَ، یَطْرُدُ، طَرْدٌ (ن) جلاوطن کرنا، دور کرنا۔
(غَدَاوۃ) غَدَا، یَغْدُوْا، غُدُوٌّ (ن) صبح کے وقت جانا (غَدَاوۃ = غَدَاۃٌ کی جمع، صبح)۔
(عَتِیٌّ) عَتِیَ، یَعْتٰی، عَتًا (س) اندھیرا کردینا (عَتِیٌّ = جمع عَشِیَّۃٌ کی، شام، مغرب تا عشا)
(تَسْتَبِیْنَ) اِسْتَبَانَ، یَسْتَبِیْنُ، اِسْتِبَانَۃٌ (باب استفعال) واضح ہونا، واضح کرنا، ظاہر کرنا۔

شان نزول حضرت سعدؓ فرماتے ہیں:۔

كُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہم چھ آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

سِتَّةَ نَفَرٍ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُطْرُدْ هٰؤُلَآءِ لَا يَجْتَرِئُوْنَ عَلَيْنَا قَالَ وَكُنْتُ اَنَا وَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَرَجُلٌ مِنْ هُذَيْلٍ وَ بِلَالٌ وَرَجُلَانِ لَسْتُ اُسَمِّيْهِمَا فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَقَعَ فَحَدَّثَ نَفْسَهٗ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ! وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ (صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی فضل سعد بن ابی وقاصؓ جزء ۲ ص ۳۶۵)

ساتھ تھے۔ مشرکین نے کہا ان لوگوں کو آپ (اپنی مجلس سے) نکال دیجئے تاکہ یہ ہم پر جرأت نہ کر سکیں اور (وہ چھ آدمی یہ تھے) میں، ابن مسعود، ہذیل کا ایک آدمی، بلال اور دو آدمی اور تھے جن کا نام میں نہیں لے رہا ہوں۔ (اگر آپ انہیں نکال دیں تو ہم آپ کی مجلس میں آکر بیٹھیں گے اور آپ کی بات سنیں گے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں جو خیال اللہ نے چاہا کہ آئے وہ آیا، آپ سوچ رہے تھے (کہ کیا کرنا چاہئے) تو اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی: وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ (اور اے رسول، آپ ان لوگوں کو اپنی مجلس سے نہ نکالئے جو صبح و شام اللہ کو پکارتے رہتے ہیں اور اس کے چہرے کے طالب ہیں)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ) اور اے رسول، آپ اپنی مجلس سے ان لوگوں کو نہ نکالئے جو صبح و شام اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں اور اس کی رضاء کے طلب گار رہتے ہیں (مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ) کافروں کے حساب کی آپ پر کوئی ذمہ داری نہیں اور نہ آپ کے حساب کی ان پر کوئی ذمہ داری ہے۔ اگر وہ ایمان لانے کے لئے یا آپ کی بات سننے کے لئے غیر معقول شرطیں پیش کرتے ہیں تو آپ ان کی شرطوں کو تسلیم نہ کریں۔ ان کو مؤمن بنانا آپ کی ذمہ داری نہیں کہ آپ ان کی ہر شرط کو مان لیں۔ آپ کی ذمہ داری تو صرف دین الٰہی کا پہنچا دینا ہے اور بس۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَذَكِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ؕ

آپ نصیحت کرتے رہئے، آپ تو بس نصیحت کرنے والے ہیں، ان پر داروغہ نہیں۔

(ھل اتٰک حدیث الغاشیۃ۔ ۲۱ و ۲۲)

آپ سے یہ نہیں پوچھا جائیگا کہ یہ ایمان کیوں نہیں لائے بلکہ ان سے پوچھا جائیگا کہ وہ ایمان بعمیوں نہیں لائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
اِنَّ اِلَیْنَآ اِیَابَھُمْ ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا حِسَابَھُمْ ۝
(ھل اتٰک حدیث الغاشیۃ - ۲۵ و ۲۶)

بے شک ان (سب) کو ہمارے پاس لوٹ کر آنا ہے۔ پھر ہم کو ان (سب) کا حساب لینا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَیَوْمَ یُنَادِیْھِمْ فَیَقُوْلُ مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِیْنَ ۝
(القصص - ۶۵)

اور (وہ دن یاد کرو) جس دن اللہ ان (کافروں) کو پکارے گا پھر فرمائے گا بتاؤ تم نے رسولوں کو کیا جواب دیا تھا؟۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
فَاِنَّمَا عَلَیْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَیْنَا الْحِسَابُ ۝
(الرعد - ۴۰)

آپ کی ذمہ داری تو بس یہ ہے کہ آپ (احکام الٰہی کو) پہنچا دیں پھر حساب لینا ہماری ذمہ داری ہے۔

نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم نے بھی مؤمنین کو حقیر سمجھ کر اسی قسم کی فرمائش کی تھی۔ انہوں نے کہا تھا:۔
وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِیْنَ ھُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ
(ھود - ۲۷)

اور ہمیں تو یہ نظر آتا ہے کہ تمہاری پیروی کرنے والے صرف ظاہر بین اور وہ لوگ ہیں جو ہم میں سب سے زیادہ حقیر (مانے جاتے) ہیں۔

نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔
وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّھُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّھِمْ وَلٰكِنِّیْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْھَلُوْنَ ۝
(ھود - ۲۹)

اور نہ میں (تمہاری) یہ خواہش پوری) کر سکتا ہوں کہ جو لوگ ایمان لے آئے ہیں انہیں (اپنی مجلس سے) نکال دوں، بے شک وہ اپنے رب سے ملاقات کرنے والے ہیں (اور جس دن وہ اپنے رب سے ملاقات کریں گے اس دن ان کا رب انہیں اور بھی زیادہ عزت و بزرگی سے سرفراز فرمائے گا، میں انہیں نادان اور ظاہر بین نہیں سمجھتا) بلکہ میں تو تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ نادانی کی باتیں کر رہے ہو۔

آگے فرمایا (فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ) اے رسول، اگر آپ نے ان فقراء مؤمنین کو اپنی مجلس سے نکال دیا تو آپ ظالموں میں سے ہو جائیں گے۔ آپ کی مجلس میں تو اللہ والوں کی قدر و قیمت ہونی چاہیئے نہ کہ دنیا داروں اور کافروں کی کافروں کے ایمان کی امید موہوم میں اپنے وفا داروں کو اپنے سے دور کر دینا ان کی حق تلفی ہے اور یہ کسی خوشنما بہانے سے بھی جائز نہیں (وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا) اور اسی طرح ہم نے پہلے بھی بعض لوگوں کے ذریعہ بعض لوگوں کی آزمائش کی تھی۔ فقراء کو ایمان کی دولت سے سرفراز فرمایا تھا اور دولت مندوں کو ایمان کی توفیق سے محروم کر دیا تھا تاکہ دولت مند ان فقراء کو دیکھ کر یہ کہیں کیا یہی وہ لوگ ہیں جن کو ہم میں سے اللہ تعالیٰ نے ایمان کی دولت دے کر احسان کیا ہے۔ کیا ایمان کی دولت کے لئے یہی بے حقیقت لوگ رہ گئے تھے۔ کیا اللہ تعالیٰ کا دین اتنا حقیر ہے کہ وہ فقراء کے حصہ ہی میں رہ گیا ہے۔ دنیا کے مال و دولت سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں سرفراز فرمایا ہے تو ایمان کی دولت بھی ہمیں ہی ملنی چاہیئے تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ) کیا اللہ تعالیٰ کو اپنے شکر گذار اور ایمان کے قدردان بندوں کا علم نہیں۔ اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ کون ایمان کی دولت کا قدردان ہے لہذا اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کی بنیاد پر ان فقراء کو اسلام لانے کی توفیق بخشی۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے کفار کی درخواست کو ٹھکرا دیا اور اپنے ایمان والے بندوں کی عزت افزائی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ) اور اے رسول، جب وہ لوگ جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے ہیں آپ کے پاس آئیں تو آپ ان سے کہا کریں "سَلَامٌ عَلَيْكُمْ" تم پر سلامتی ہو، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مؤمنین کے لئے دعائے سلامتی کرنے کا حکم دیا۔ اس آیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء کی اہمیت اور برکت بھی معلوم ہوئی اور مؤمنین پر اللہ تعالیٰ کی بے پایان رحمت کا بھی علم ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۔

(التوبة - ۱۰۳)

(اے رسول) آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لیا کریں (تاکہ) اس کے ذریعہ آپ ان کو پاک وصاف کرتے رہیں اور آپ دعا بھی کیا کریں اس لئے کہ آپ کی دعاء ان کے لئے موجب تسکین ہوتی ہے، اللہ (دعاؤں کا) سننے والا اور جاننے والا ہے۔

الغرض مؤمنین کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائے خیر وسلامتی بڑی بابرکت اور

موجب سکون و مسرت ہے۔

آگے فرمایا (كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ) اور اے رسول، ان مؤمن بندوں سے یہ بھی کہہ دیجئے کہ تمہارے رب نے اپنے نفس پر رحمت کرنا لازم کرلیا ہے اور یہ اس کی کتنی بڑی رحمت ہے (اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ) کہ تم میں سے جو شخص بھی نادانی سے کوئی گناہ کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کرلے اور اپنی اصلاح کرلے تو اللہ تعالیٰ اسے معاف کردے گا کیونکہ وہ بڑا معاف کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ كِتَابًا قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ الْخَلْقَ اِنَّ رَحْمَتِيْ سَبَقَتْ غَضَبِيْ فَهُوَ مَكْتُوْبٌ عِنْدَهٗ فَوْقَ الْعَرْشِ (صحیح بخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ بل ھو قرآن مجید جزء ۹ ص ۱۹۶)

اللہ نے مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے ایک کتاب لکھی (اور اس میں یہ لکھا) میری رحمت میرے غضب پر سبقت کرتی ہے۔ یہ چیز اللہ کے پاس عرش کے اوپر لکھی ہوئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت بڑی وسیع ہے۔ وہ تو ہر ایک پر رحمت کرنا چاہتا ہے لیکن انسان خود ہی اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت سے اپنے آپ کو محروم کرلیتے ہیں۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے نمونہ کے مطابق اپنی زندگی گذاریں تو اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت کے مستحق ہوسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت کو حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بس ایک شرط لگائی ہے اور وہ ہے اتباع رسول۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا

اور میری رحمت تو ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے البتہ میں اپنی رحمت ان لوگوں کے لئے لکھوں گا جو تقویٰ اختیار کریں گے اور زکوٰۃ ادا کریں گے اور ہماری آیتوں پر ایمان لائیں گے (یعنی میں اپنی رحمت ان لوگوں کے لئے لکھوں گا) جو رسول نبی امی کی پیروی کریں گے جن (کی بشارت اور جن کے ذکر جمیل) کو وہ اپنے ہاں توریت اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں، جو انہیں نیک کام کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں، جو پاکیزہ چیزیں ان کے لئے

النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝
(الاعراف - ۱۵۶ و ۱۵۷)

حلال قرار دیتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام کرتے ہیں اور جو ان (کی پیٹھوں) کے بوجھ اور ان (کی گردنوں) کے طوق ان سے اتار کر پھینک رہے ہیں الغرض جو لوگ ان پر ایمان لائے ان کا احترام کیا، ان کی مدد کی اور اس نور کی پیروی کی جو ان پر نازل کیا گیا ہے وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

الغرض جو لوگ عقائد اور اعمال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتے ہیں وہ اللہ تعالےٰ کی رحمت کے مستحق ہیں ۔ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ ۝
(الاعراف - ۵۶)

(اور نیکی کرتے رہو اس لئے کہ) اللہ کی رحمت نیکی کرنے والوں کے قریب ہوتی ہے۔

دونوں آیتوں کے ملانے سے نتیجہ یہ نکلا کہ اتباع رسول ہی درحقیقت نیکی ہے اور جو کام سنت کے مطابق نہ ہو وہ نیکی نہیں ہے۔

آگے فرمایا (وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ وَلِتَسْتَبِیْنَ سَبِیْلُ الْمُجْرِمِیْنَ) اور اے رسول، ہم اپنی آیات کو واضح طور پر علیحدہ علیحدہ اس لئے بیان کر رہے ہیں تاکہ لوگ ان کو بآسانی سمجھ سکیں اور مجرمین کا راستہ سب پر ظاہر ہو جائے تو وہ حق و باطل میں تمیز کر سکیں۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالےٰ کے نیک بندوں کو حقیر نہ سمجھئے۔ ان کی عزت اور خاطر تواضع کیجئے۔

اے لوگو، اپنے گناہوں سے توبہ کرتے رہا کیجئے۔ توبہ کرنے کے بعد پھر گناہ نہ کیجئے بلکہ اپنی اصلاح کر لیجئے۔

اے لوگو، قرآن مجید حق و باطل میں تمیز کرنے کا ذریعہ ہے لہٰذا قرآن مجید ہی کے ذریعہ سے آپ حق اور باطل میں تمیز کرنے کا عہد کیجئے۔

قُلْ إِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَعْبُدَ
الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ
اللَّهِ، قُلْ لَا أَتَّبِعُ أَهْوَاءَكُمْ،
قَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَمَا أَنَا مِنَ
الْمُهْتَدِينَ ﴿٥٦﴾ قُلْ إِنِّي عَلَىٰ بَيِّنَةٍ
مِنْ رَبِّي وَكَذَّبْتُمْ بِهِ مَا
عِنْدِي مَا تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ
إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ، يَقُصُّ
الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ الْفَاصِلِينَ ﴿٥٧﴾

قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِیْ مَا
تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِیَ الْاَمْرُ
بَیْنِیْ وَ بَیْنَكُمْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ
بِالظّٰلِمِیْنَ ۵۸

ترجمہ (اے رسول، آپ) کہہ دیجئے جن لوگوں کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو مجھے ان کی عبادت سے منع کر دیا گیا ہے (اور اے رسول، آپ یہ بھی) کہہ دیجئے میں تمہاری خواہشات کی پیروی نہیں کر سکتا، اگر میں ایسا کروں تو میں گمراہ ہو جاؤں گا اور ہدایت پانے والوں میں سے نہیں رہوں گا ۵۶ (اے رسول آپ) کہہ دیجئے میں اپنے رب کی طرف سے دلیل پر قائم ہوں اور تم نے اس کو جھٹلا دیا ہے (تو) جس عذاب کی تم جلدی کر رہے ہو وہ میرے پاس نہیں ہے، حکم کسی کا نہیں چلتا سوائے اللہ کے، وہ سچی بات بیان کرتا ہے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے ۵۷ (اے رسول، آپ) کہہ دیجئے جس (عذاب) کی تم جلدی کر رہے ہو اگر وہ میرے پاس (یا میرے اختیار میں) ہوتا تو میرے اور تمہارے درمیان کبھی کا فیصلہ ہو چکا ہوتا، اللہ ڈھیل دے رہا ہے، یہ اس کا رحم و کرم ہے لیکن وہ ظالموں سے غافل نہیں ہے، بلکہ وہ) ان ظالموں سے خوب واقف ہے (وقت مقررہ آنے پر وہ ان کو سخت سزا دے گا) ۵۸

معانی و مصادر (یَقُصُّ) قَصَّ، یَقُصُّ، قَصَصٌ (ن) بیان کرنا، قدم بقدم چلنا۔ (فٰصِلِیْنَ) فَصَلَ، یَفْصِلُ، فَصْلٌ (ض) قطع کرنا۔ ممیز کرنا۔ فیصلہ کرنا۔

تفسیر ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے پھر اپنی توحید کو بیان کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ) اے رسول کہہ دیجئے

کہ مجھے منع کر دیا گیا ہے کہ میں ان ہستیوں کی عبادت کروں جن کو تم اللہ تعالےٰ کے علاوہ اپنی مصیبت میں پکارتے ہو اور جن سے تم مدد طلب کرتے ہو (قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ) اے رسول، کہدیجئے کہ تم تو یہ چاہتے ہو کہ میں تمہارے معبودانِ باطل کی پرستش کروں لیکن میں تمہاری خواہشات کی پیروی نہیں کر سکتا (قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ) اگر میں تمہاری خواہشات کے مطابق تمہارے معبودانِ باطل کی پرستش کروں تو اس صورت میں گمراہ ہو جاؤں گا اور پھر میرا شمار ہدایت یاب لوگوں میں سے نہیں ہوگا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ۔ (الانعام - ۵۰)	کہہ دیجئے کہ میں تو اس وحی کی اتباع کرتا ہوں جو میری طرف آتی ہے۔

آگے فرمایا (قُلْ اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ) اے رسول کہہ دیجئے کہ میں اپنے رب کی طرف سے کھلی دلیل پر قائم ہوں اور یہ دلیل قرآن مجید میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ، اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ، اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ، فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا سَنَجْزِي الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ، (الانعام - ۱۵۶ تا ۱۵۸)	اور اس کتاب کو بھی ہم ہی نے نازل کیا ہے یہ بڑی بابرکت کتاب ہے (اس میں بھی وہ احکام موجود ہیں جو تم کو پڑھ کر سنائے جا چکے ہیں) لہذا تم اس کتاب کی پیروی کرو اور (اللہ سے) ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے اور (اس کتاب کو ہم نے اس لئے بھی نازل کیا ہے تاکہ تم کہیں یہ نہ کہو ہم سے پہلے دو جماعتوں (یعنی یہود و نصاریٰ) پر کتاب اتاری گئی تھی اور ہم اس کے پڑھنے اور سمجھنے سے قطعاً غافل تھے (اس پر عمل کیسے کرتے) یا تم کہیں یہ نہ کہو کہ اگر ہم پر کتاب نازل ہوتی تو ہم ان سے زیادہ ہدایت یاب ہوتے تو (اب تمہاری اس حجت کو ختم کرنے کے لئے) تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے دلیل بھی آگئی ہے اور ہدایت اور رحمت بھی، تو (اب) اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ کی آیات کی تکذیب کرے اور (لوگوں کو) ان سے برگشتہ کرے، ہم عنقریب ان لوگوں کو جو ہماری آیتوں

سے (لوگوں کو) برگشتہ کرتے ہیں ان کے اس عمل پر سخت سزا دیں گے۔

قرآن مجید ایک ایسی دلیل اور برہان ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے کسی دوسری دلیل و برہان کی ضرورت ہی نہیں۔ قرآن مجید کی مثل کوئی کتاب لانے سے دنیا عاجز ہے تو پھر اس کے کلام الٰہی ہونے میں کیا شبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۝

(بنی اسرآئیل - ۸۸)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمام انسان اور جنات اس قرآن جیسی کوئی کتاب لانے کے لئے جمع ہو جائیں تو وہ اس جیسی کتاب نہ لا سکیں گے اگرچہ وہ (اس کام میں) ایک دوسرے کے مددگار ہی کیوں نہ ہوں۔

آگے فرمایا (وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ) اے رسول، کہہ دیجئے کہ میں تو دلیل و برہان پر قائم ہوں اور تم نے اتنی زبردست معجزانہ دلیل کو جھٹلا دیا ہے تو بے شک تم عذاب کے مستحق تو ہو اور تم مطالبہ بھی کر رہے ہو کہ عذاب آئے لیکن (مَا عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ) جس عذاب کی تم جلدی کر رہے ہو وہ میرے پاس نہیں اور نہ مجھے اختیار ہے کہ میں جب چاہوں تم پر عذاب نازل کر دوں (اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ) حکم تو بس اللہ تعالےٰ کا چلتا ہے۔ جب اس کا حکم ہوگا عذاب آئے گا، نہ میرے چاہنے سے کچھ ہوگا اور نہ تمہارے چاہنے سے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝

(القصص - ۷۰)

اور وہ اللہ ہی ہے کہ اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، دنیا اور آخرت میں اسی کی تعریف ہے، حکم اسی کا (چلتا) ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

آگے فرمایا (يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ) اللہ تعالیٰ حق بیان کرتا ہے۔ اس کی ہر بات میں سچائی ہے اور وہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ جب وہ فیصلہ کرے گا کہ عذاب آئے تو عذاب آجائے گا۔ اس کی حکمتوں کو وہی خوب جانتا ہے۔ وہی جانتا ہے کہ تاخیر عذاب میں کیا مصلحت اور حکمت ہے (قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِيَ الْاَمْرُ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ) اے رسول کہہ دیجئے کہ اگر وہ عذاب جس کی تم جلدی کر رہے میرے قبضہ میں ہوتا تو کبھی کا عذاب آگیا ہوتا اور میرے اور تمہارے درمیان کبھی کا فیصلہ ہو گیا ہوتا۔ لیکن اللہ تعالےٰ ڈھیل دے رہا ہے اور اسی میں اس کی مصلحت ہے لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ اللہ تعالےٰ ظالموں سے غافل ہے۔ (وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ) اللہ تعالےٰ

غافل نہیں ہے بلکہ وہ ان ظالموں سے بخوبی واقف ہے، وہ وقت مقررہ پر ان پر ضرور عذاب نازل فرمائے گا۔

عمل

اے لوگو، صرف اس چیز کی پیروی کیجئے جو اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول پر نازل فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کے خلاف کسی کی خواہشات کی پیروی ہرگز نہ کیجئے۔

اے لوگو اس پر یقین رکھیئے کہ حکم دینے اور فیصلہ کرنے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔ اگر کسی اور شخص کو بھی اختیار ہوتا تو اس کے اور اس کے مخالفین کے درمیان فوراً فیصلہ ہو جایا کرتا اور جھگڑا ختم ہو جایا کرتا۔

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ
لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ؕ وَيَعْلَمُ
مَا فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَمَا
تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا
وَلَا حَبَّةٍ فِىْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ
وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا
فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۹﴾ وَهُوَ الَّذِىْ
يَتَوَفّٰكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ
مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ

فِيهِ لِيُقْضَىٰ أَجَلٌ مُّسَمًّى
ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُم
بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٦٠﴾ وَهُوَ
الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَيُرْسِلُ
عَلَيْكُمْ حَفَظَةً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ
أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا
وَهُمْ لَا يُفَرِّطُونَ ﴿٦١﴾ ثُمَّ رُدُّوا
إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ ۚ أَلَا
لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ أَسْرَعُ

الحسبین (۶۲)

ترجمہ غیب کی کنجیاں اللہ کے پاس ہیں انہیں کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے، خشکی اور تری کی تمام چیزوں کا اُسے علم ہے، کوئی پتہ نہیں جھڑتا مگر وہ اللہ کے علم میں ہوتا ہے، زمین کی تاریکیوں میں ایک دانہ بھی ایسا نہیں اور نہ کوئی تر اور خشک چیز ایسی ہے جو روشن کتاب میں (لکھی ہوئی) نہ ہو (۵۹) وہی ہے جو رات کے وقت (نیند میں) تمہیں وفات دیتا ہے اور جو کچھ تم نے دن کے وقت کیا تھا اللہ اُسے (اچھی طرح جانتا ہے، پھر (رات ختم ہونے کے بعد) دن کے وقت وہ تم کو (اٹھا کر) کھڑا کر دیتا ہے تاکہ (اس طرح زندگی کی) مقررہ میعاد پوری ہو جائے، پھر تمہیں اسی کی طرف لوٹنا ہے، پھر وہ تمہیں بتائے گا کہ تم (دنیا میں) کیا کرتے رہے تھے (۶۰) وہ اپنے بندوں پر غالب ہے، وہی تم پر محافظ (فرشتوں) کو مامور کرتا ہے (جو زندگی بھر تمہاری حفاظت کرتے ہیں) یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کی موت آتی ہے تو ہمارے فرشتے اس کی روح قبض کر لیتے ہیں اور وہ کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرتے (۶۱) پھر وہ سب (وفات یافتہ انسان) اپنے مولائے حقیقی، اللہ کی طرف لوٹائے جائیں گے، خبردار ہو جاؤ حکم اسی (مالک حقیقی) کا چلتا ہے (حکمرانی اسی کی ہے) اور وہ سب سے زیادہ جلد حساب لینے والا ہے (۶۲)

معانی ومصادر (تَسْقُطُ) سَقَطَ، یَسْقُطُ، سُقُوطٌ و مَسْقَطٌ (ن) گرنا۔
(رَطْبٍ) رُطْبٌ، یَرْطُبُ، رَطَابَةٌ ورُطُوبَةٌ (ف ک) تر ہونا۔
(رَطْبٌ = تر)
(یَابِسٍ) یَبِسَ، یَیْبَسُ، یَبْسٌ (س) خشک ہونا (یَابِسٌ = خشک)۔
(جَرَحْتُمْ) جَرَحَ، یَجْرَحُ، جَرْحٌ (ف) جرح کرنا، کمانا، زخمی کرنا، زخمی ہونا (جَرْحٌ (ض) زخم پہنچنا)۔
(اَلْقَاهِرُ) قَهَرَ، یَقْهَرُ، قَهْرٌ (ف) غالب ہونا۔
(حَفَظَة) حَفِظَ، یَحْفَظُ، حِفْظٌ (س) حفاظت کرنا۔ (حَفَظَةٌ = حُفَّاظٌ، حافظ کی جمع)
(اَسْرَعُ) سَرِعَ، یَسْرَعُ، سُرْعَةٌ وسَرَعٌ وسَرْعٌ وسَرَاعَةٌ (س ک) جلدی کرنا۔

تفسیر ان آیات میں بھی اللہ تعالیٰ نے توحید کے دلائل کو جاری رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ) اور اے رسول،

غیب کی کنجیاں تو اللہ تعالےٰ کے پاس ہیں، انہیں کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ تعالےٰ کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ○

(النمل - ۶۰)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ آسمانوں میں اور زمین میں جو لوگ ہیں ان میں سے کوئی بھی غیب نہیں جانتا سوائے اللہ کے اور (جن کو یہ لوگ اللہ کا شریک بناتے ہیں) انہیں تو یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ (زندہ کر کے) کب اٹھائے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ○

(یونس - ۲۰)

اور یہ کافر یہ بھی کہتے ہیں کہ ان پر ان کے رب کی طرف سے کوئی معجزہ کیوں نہیں نازل ہوتا تو (اے رسول) آپ کہہ دیجئے غیب (کا علم) تو اللہ ہی کو ہے (اسی کو معلوم ہے کہ مطلوبہ معجزہ کب واقع ہوگا) لہذا تم بھی انتظار کرو اور تمہارے ساتھ میں بھی انتظار کرتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَفَاتِحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ: اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ○

(صحیح بخاری کتاب التفسیر ابواب التفسیر سورۃ الانعام جزء ۶ ص۷)

غیب کی کنجیاں پانچ ہیں! (۱) قیامت کا علم اللہ ہی کو ہے، (۲) وہی بارش برساتا ہے، (۳) وہی جانتا ہے کہ رحموں میں کیا ہے، (۴) کوئی نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا، (۵) اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کس سرزمین میں مریگا۔ بے شک اللہ ہی علیم و خبیر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَفَاتِيْحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا اللّٰهُ لَا يَعْلَمُ مَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا يَعْلَمُ مَتٰى يَاْتِي الْمَطَرُ اَحَدٌ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا

غیب کی کنجیاں پانچ ہیں! انہیں کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے (۱) اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ بچہ دانیاں کیا سکیڑتی ہیں، (۲) اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا، (۳) اللہ کے

تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا یَعْلَمُ مَتٰی تَقُوْمُ السَّاعَۃُ اِلَّا اللّٰہُ (صحیح بخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ عالم الغیب فلا یظھر علیٰ غیبہ احدا جزء ۹ ص۱۴۲)

سوا کوئی نہیں جانتا کہ بارش کب ہوگی، (۴) اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ کس سرزمین میں اس کی موت آئے گی اور (۵) اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی۔

الغرض غیب کی کنجیاں پانچ ہیں انہیں کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ تعالےٰ کے اور جو ان کنجیوں کو جانتا ہے وہی سب کچھ جانتا ہے اور جو ان کنجیوں کو نہیں جانتا وہ غیب میں سے بھی کچھ نہیں جانتا جس طرح کنجیوں کے بغیر قفل نہیں کھلتا، اسی طرح بغیر ان پانچ کنجیوں کے غیب کے خزانہ کا قفل نہیں کھل سکتا اور کیونکہ یہ پانچ کنجیاں صرف اللہ تعالےٰ کے پاس ہیں لہذا صرف وہی غیب کا علم رکھتا ہے، دوسرا کوئی غیب کا علم نہیں رکھتا۔ عالم الغیب اللہ تعالےٰ اور صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، دوسرا کوئی عالم الغیب نہیں ہو سکتا۔

حضرت ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں:۔

كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَارِزًا یَوْمًا لِلنَّاسِ فَاَتَاہُ جِبْرِیْلُ ..... قَالَ مَتَی السَّاعَۃُ قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْھَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّآئِلِ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب سوال جبریل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الایمان جزء اول ص۱۹ و۲۰ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب الایمان ما ھو و بیان خصالہ جزء اول ص۲۳ وروی مسلم نحوہ عن عمر رضؓ فی کتاب الایمان جزء ۱/۲۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن لوگوں کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں جبریل آپ کے پاس آئے ..... جبریل نے پوچھا قیامت کب آئے گی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! جس سے پوچھا جا رہا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ اس بات کا علم نہیں رکھتا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قیامت کے وقت کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہیں تھا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے وقت کا علم نہیں تھا تو پھر اور کسی کو کیسے ہو سکتا ہے۔

الغرض غیب کے خزانے کا علم ہونے کے لئے مع دوسری چار باتوں کے قیامت کے وقت کا علم ہونا ضروری ہے اور کیونکہ ان چیزوں کا جو کہ غیب کے خزانے کی کنجیاں ہیں کسی کو علم نہیں تو کوئی بھی غیب کو نہیں جانتا اور نہ جان سکتا ہے۔ غیب کی کنجیوں کا مالک صرف اللہ تعالےٰ ہے لہٰذا وہی عالم الغیب ہے۔ اسی کو ہر قسم کے غیب کا علم ہے (وَیَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ) اور اے رسول

وہی جانتا ہے جو کچھ خشکی میں ہے اور جو کچھ تری میں ہے (وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا) کوئی پتہ نہیں گرتا مگر اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہوتا ہے (وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ) اور زمین کی تاریکیوں میں جو دانہ کہیں پڑا ہوا ہو وہ اور ہر تر اور خشک چیز روشن کتاب میں لکھی ہوئی ہے یعنی ہر چیز اللہ تعالےٰ کے علم میں ہے اور اسی علم کی بنیاد پر روشن کتاب یعنی لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

كَتَبَ اللّٰهُ مَقَادِيْرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِخَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ قَالَ وَعَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ (صحیح مسلم کتاب القدر باب حجاج آدم و موسیٰ علیہما السلام جزء ۲ ص ۲۵۵)

اللہ تعالےٰ نے خلائق کی تقدیریں آسمانوں کی اور زمین کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے لکھ لی تھیں اور (اس وقت) اس کا عرش پانی پر تھا۔

الغرض لوح محفوظ میں ہر جاندار اور بے جان، جمادات اور نباتات، جن وانس وغیرہ کی پیدائش سے لے کر ان کے فنا ہونے تک کے تمام حالات لکھے ہوئے ہیں۔ یہ ایک بڑا طولانی سلسلہ ہے جس کا علم کسی کو نہیں ہو سکتا سوائے اللہ تعالےٰ کے اس کو ان تمام باتوں کا علم ہے اور وہی عالم الغیب ہے۔

آگے فرمایا (وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ) اور اے لوگو، وہی ہے جو رات کے وقت تمہیں وفات دے دیتا ہے یعنی تمہاری روحیں قبض کر کے تمہیں سلا دیتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا اَوٰى اَحَدُكُمْ اِلٰى فِرَاشِهٖ فَلْيَنْفُضْهُ بِصَنَفَةِ ثَوْبِهٖ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِيْ مَا خَلَفَهٗ عَلَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ: بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ اَرْفَعُهٗ، اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَارْحَمْهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصّٰلِحِيْنَ (صحیح بخاری کتاب التوحید ۹/۱۴۵ وکتاب الدعوات باب التعوذ والقراءۃ عند المنام جزء ۸ ص ۸۸ وصحیح مسلم کتاب الذکر باب یقوم عند المنام جزء ۲ ص ۳۵۹ وفی روایۃ المسلم وَيُسَمِّ اللّٰهَ)

جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بستر کی طرف آئے تو بسم اللہ کہہ کر اپنے کپڑے کے ایک کونے سے تین مرتبہ جھاڑے اس لئے کہ اسے نہیں معلوم کہ اس کے اٹھ جانے کے بعد اس پر کون آیا ہے، پھر یہ دعاء پڑھے:۔ باسمك ربی ..... الخ (یعنی اے میرے رب، میں نے تیرے نام کے ساتھ اپنا پہلو رکھا اور تیری توفیق ہی سے اس کو اٹھاؤں گا۔ اگر تو میرے نفس کو روک لے تو اس پر رحم فرما اور اگر تو اسے چھوڑ دے تو اسکی اس چیز سے حفاظت کر جس چیز سے تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت

کرتا ہے۔

حدیث بالا کی خط کشیدہ عبارت سے یَتَوَفّٰکُمْ بِالَّیْلِ کے مطلب کی وضاحت ہوتی ہے۔ نیند میں نفس کو نکال کر روک لیا جاتا ہے اور بیداری کے وقت اُسے چھوڑ دیا جاتا ہے۔

آگے فرمایا (وَیَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ) اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم نے دن کے وقت کیا کیا کیا تھا، تمہارے تمام اعمال اللہ تعالےٰ کے علم میں ہیں (ثُمَّ یَبْعَثُکُمْ فِیْهِ لِیُقْضٰٓی اَجَلٌ مُّسَمًّی) پھر اللہ تعالےٰ رات ختم ہونے کے بعد تمہیں اٹھا دیتا ہے تاکہ اس طرح تمہاری زندگی کی مقررہ میعاد پوری ہو جائے (ثُمَّ اِلَیْهِ مَرْجِعُکُمْ ثُمَّ یُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ) پھر تمہیں قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کے پاس لوٹ کر جانا ہے پھر وہ تمہیں بتائے گا کہ تم دنیا میں کیا کیا کرتے رہے تھے۔ تمہارے تمام اعمال اللہ تعالےٰ کے علم میں ہیں اور انہی کی بنیاد پر جزاء و سزا کا فیصلہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ قَضٰٓی اَجَلًا وَاَجَلٌ مُّسَمًّی عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۝ وَهُوَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَفِی الْاَرْضِ یَعْلَمُ سِرَّکُمْ وَجَهْرَکُمْ وَیَعْلَمُ مَا تَکْسِبُوْنَ ۝

(الانعام - ۲و۳)

وہی ہے جس نے (اے انسانو) تم کو مٹی سے پیدا کیا، پھر (تمہارے مرنے کا) ایک وقت مقرر کیا اور ایک وقت اس کے ہاں اور مقرر ہے، پھر بھی (اے لوگو) تم (اللہ کے متعلق) شک میں مبتلا ہو۔ آسمانوں میں اور زمین میں وہی ایک اللہ ہے (جس کی ہر چیز پر بادشاہت ہے) وہ تمہاری پوشیدہ باتوں کو بھی جانتا ہے اور ظاہر باتوں کو بھی جانتا ہے اور جو عمل تم کر رہے ہو ان سے (بخوبی) واقف ہے۔

الغرض دو وقت مقرر ہیں ایک موت کا وقت اور دوسرے حساب و کتاب کا وقت۔ انسان موت سے پہلے اپنی زندگی میں جو عمل کرتا ہے حساب و کتاب کے مقررہ وقت پر اُس سے ان اعمال کے متعلق باز پرس ہوگی (وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ) اور اے انسانو، اللہ تعالےٰ کے لئے یہ کام مشکل نہیں، وہ اپنے بندوں پر غالب ہے، بندے اس کے سامنے عاجز بے بس اور لاچار ہیں (وَیُرْسِلُ عَلَیْکُمْ حَفَظَةً) اور اے انسانو، وہی ہے جو تم پر حفاظت کرنے والے فرشتے (باری باری سے) بھیجتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ یَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ۔

(الرعد - ۱۱)

اللہ کی طرف سے انسان کے آگے پیچھے (چند) نگہبان (مقرر) ہیں جو اللہ کے حکم سے ان کی حفاظت کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ مَلٰٓئِكَةٌ بِالَّيْلِ وَمَلٰٓئِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُوْنَ فِيْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ وَصَلٰوةِ الْفَجْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيْكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ فَيَقُوْلُ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَاَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ.

(صحیح بخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ تعرج الملٰئکۃ والروح الیہ جزء ۹ صـ ۱۵۲)

تم میں رات اور دن کے فرشتے ایک دوسرے کے پیچھے (باری باری سے) آتے رہتے ہیں۔ عصر اور فجر کی نماز میں وہ سب جمع ہو جاتے ہیں، پھر وہ فرشتے جو رات کو تم میں رہے تھے اوپر چڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ باوجود اس کے وہ تم سے خوب واقف ہوتا ہے ان سے پوچھتا ہے تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں: ہم نے ان کو چھوڑا تو وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جب ہم ان کے پاس گئے تھے جب بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

آگے فرمایا (حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ)

اے انسانو، دن اور رات کے فرشتے تمہاری حفاظت کرتے رہتے ہیں اور تمہیں ہلاکت سے بچاتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آجاتا ہے تو ہمارے فرشتے اس کی روح قبض کر لیتے ہیں اور وہ کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرتے۔ نہ وقت سے پہلے جان نکالتے ہیں اور نہ وقت مقررہ پر جان نکالنے میں تاخیر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ.

(اذا جاء ک المنٰفقون - ۱۱)

جب کسی شخص کی موت (کا وقت) آجاتا ہے تو پھر اللہ اس کو ہرگز مہلت نہیں دیتا اور (اے لوگو) جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے بخوبی واقف ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ.

(النحل - ۶۱)

جب ان کا مقررہ وقت آجاتا ہے تو وہ (اس وقت سے) نہ ایک گھڑی پیچھے رہ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔

الغرض فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرتے بلکہ وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم ملتا ہے۔ وہ وقت مقررہ پر انسانوں کی جان نکالتے ہیں (ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰهُمُ الْحَقِّ) پھر یہ وفات یافتہ انسان قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹائے جائیں گے جو ان کا حقیقی کارساز ہے (اَلَا لَهُ الْحُكْمُ) حکم اسی کا چلتا ہے، قیامت کے دن اسی کی حکومت ہوگی اور وہی انسانوں سے ان کے اعمال کا حساب لے گا (وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ) اور وہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

(الاعراف ۔ ۵۴)

خبردار ہو جاؤ مخلوق اسی کی ہے (لہٰذا اسکی مخلوق میں) حکم بھی اسی کا (چلتا ہے) (اور) اللہ رب العالمین بہت بابرکت ہے۔

عمل

اے لوگو، غیب کا علم صرف اللہ ذوالجلال والاکرام کو ہے۔ کسی دوسرے کو عالم الغیب نہ سمجھئے۔

اے لوگو، اللہ تعالےٰ آپ کو وفات دینے والا ہے، پھر قیامت کے دن آپ کو زندہ کر کے تمام اعمال آپ کو بتائے گا پھر ان اعمال کے مطابق جزا و سزا کا فیصلہ کریگا لہٰذا آپ اچھے عمل کیجئے تاکہ آپ اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بچ جائیں۔

اے لوگو، قیامت کے دن آپ کو مولائے حقیقی کی طرف لوٹایا جائیگا، اس دن کا وہی مالک ہے اس دن وہی حساب لے گا لہٰذا اپنے مولائے حقیقی کو ناراض نہ کیجئے۔

قُلْ مَنْ يُّنَجِّيكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ
الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا
وَّخُفْيَةً لَئِنْ اَنْجٰنَا مِنْ هٰذِهٖ
لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿٦٣﴾
قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ
كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ
تُشْرِكُوْنَ ﴿٦٤﴾

ترجمہ (اے رسول، آپ ان سے) پوچھیے بتاؤ خشکی اور تری کی تاریکیوں سے تمہیں کون نجات دیتا ہے جب گڑگڑا گڑگڑا کر خفیہ آواز سے تم اُسے پکارتے ہو (اور اس طرح دعا کرتے ہو کہ) اگر اس نے ہمیں اس (مصیبت) سے نجات دے دی تو ہم ضرور اس کے شکرگذار (بندے) بن جائیں گے ﴿٦٣﴾ (اے رسول، آپ) کہہ دیجیے کہ اللہ ہی تم کو اس مصیبت سے اور ہر تکلیف سے نجات دیتا ہے، پھر بھی تم (اس کے ساتھ) شرک کرتے ہو ﴿٦٤﴾

معانی و مصادر (يُنَجِّيْ) نَجّٰى، يُنَجِّيْ، تَنْجِيَةٌ (باب تفعیل) نجات دینا۔

(خُفْيَةً) خَفِيَ ، يَخْفٰى ، خَفَاءٌ وخُفْيَةٌ (س) چھپانا۔
(كَرْبٌ) كَرَبَ ، يَكْرُبُ ، كَرْبٌ (ن) بٹنا ، تنگ کرنا ، تکلیف یا عمر زیادہ ہونا۔

تفسیر ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے پھر توحید پر زور دیا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً) اے رسول مشرکین سے پوچھیے ! بتاؤ وہ کون ہے جو تم کو خشکی اور تری کے اندھیروں سے نجات دیتا ہے جبکہ تم گڑگڑا کر چپکے چپکے اسے پکارتے ہو، اس سے اپنی نجات کے لئے دعائیں مانگتے ہو اور اس سے اس بات کا عہد کرتے ہو کہ (لَئِنْ اَنْجٰنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ) اگر اس نے ہمیں اس مصیبت سے نجات دیدی تو ہم ضرور اس کے شکرگذار بندے بن جائیں گے (قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَ مِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ) اے رسول، آپ ان سے کہہ دیجئے کہ اس مصیبت سے اللہ تعالیٰ ہی تم کو نجات دیتا ہے اور صرف اسی مصیبت سے نہیں بلکہ ہر مصیبت اور ہر تکلیف سے وہی نجات دیتا ہے پھر بھی تم اس کے ساتھ دوسروں کو شریک بناتے ہو۔

تمہیں یہ اقرار ہے کہ بحر و بر کے اندھیروں میں اللہ تعالےٰ ہی دستگیری فرماتا ہے، تمہارا عمل بھی اس کی شہادت دیتا ہے کہ جب تم مصائب کی تاریکیوں میں گھر جاتے ہو تو صرف اسی کو پکارتے ہو، دوسروں کو بھول جاتے ہو، اس سے عہد و پیمان کرتے ہو کہ آئندہ زندگی میں بس اسی کی شکرگذاری کرتے رہو گے لیکن جب وہ نجات دے دیتا ہے تو اپنے عہد و پیمان کو بھول جاتے ہو اور وہ شریک جن کو مصائب کی تاریکیوں میں تم بھول گئے تھے تمہیں پھر یاد آجاتے ہیں اور پھر عام حالات میں انہی سے مرادیں مانگنے لگتے ہو، ان ہی کی دہائیاں دیتے ہو، ان ہی سے مدد مانگتے ہو، ان ہی کو مشکل کشائی کے لئے پکارتے ہو حالانکہ جو مصائب کی تاریکیوں میں تمہارے کام آسکتا ہے وہی عام حالات میں بھی تمہاری دستگیری کرسکتا ہے اور جو مصائب کی تاریکیوں میں تمہاری مدد کرنے سے قاصر ہے وہ عام حالات میں بھی تمہاری کارسازی اور مشکل کشائی نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ، اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ !

(النمل ۔ ۶۲ و ۶۳)

(اے رسول، ان سے پوچھیے) بتاؤ وہ کون ہے جو پریشان حال کی فریاد رسی کرتا ہے جب وہ اُسے پکارتا ہے اور (پھر) اس کی مصیبت کو دُور کرتا ہے اور وہ کون ہے جو زمین میں تمہیں خلیفہ بناتا ہے ؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے (جو یہ کام کرسکے ؟ ہرگز نہیں) لیکن تم لوگ نصیحت کم ہی حاصل کرتے ہو۔ (بتاؤ) وہ کون ہے جو خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں تمہیں

راستہ بتاتا ہے اور وہ کون ہے جو اپنی رحمت سے پہلے خوشخبری دینے والی ہوائیں بھیجتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے؟ (جو یہ کام کر سکے؟ ہرگز نہیں) اور اے (رسول،) اللہ اس شرک سے جو یہ لوگ کر رہے ہیں بلند و بالا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَ تَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ۝

(الانعام ۔ ۴۰ و ۴۱)

(اے رسول، ان سے) پوچھیے بتاؤ اگر تم پر اللہ کا عذاب آجائے یا قیامت واقع ہو جائے تو کیا تم (اس وقت بھی) اللہ کے علاوہ کسی اور کو پکارو گے؟ اگر سچے ہو (تو بتاؤ) نہیں بلکہ تم اس وقت صرف اللہ کو پکارو گے اور جن جن کو (اللہ کا) شریک بناتے ہو سب کو بھول جاؤ گے پھر اگر اللہ چاہے گا تو جس عذاب کو دور کرنے کے لئے تم اسے پکارو گے وہ اس عذاب کو دور کر دیگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝

(یونس ۔ ۱۰۷)

اور (اے رسول) اگر اللہ آپ کو تکلیف پہنچائے تو اس کے علاوہ اس تکلیف کو دور کرنے والا کوئی نہیں اور اگر وہ آپ کو بھلائی پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کو روکنے والا کوئی نہیں، وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے فضل سے نوازتا ہے، وہ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْـَٔرُوْنَ ۝ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ

اور (اے لوگو) جو نعمتیں تمہیں حاصل ہیں سب اللہ کی طرف سے ہیں اور جب تمہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اسی سے فریاد کرتے ہو۔

مِّنكُم بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ۝
(النحل ۔ ۵۳ و ۵۴)

پھر جب وہ تم سے اس تکلیف کو دور کر دیتا ہے تو تم میں سے بہت سے لوگ اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتے ہیں۔

آیات زیر تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین کا یہ شیوہ تھا کہ جب کسی سخت مصیبت میں گھر جاتے تو اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے تھے۔ مصیبت چلی جاتی تو پھر دوسروں کو پکارنے لگتے۔ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَن تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاهُ فَلَمَّا نَجَّاكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ وَكَانَ الْإِنسَانُ كَفُورًا ۝
(بنی اسرآءیل ۔ ۶۷)

اور جب سمندر میں تم کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو جن جن کو تم (مشکل کشائی کے لئے) پکارا کرتے ہو، اللہ کے علاوہ وہ سب (تمہارے ذہن سے) غائب ہو جاتے ہیں، پھر جب وہ تم کو بچا کر خشکی کی طرف لے آتا ہے تو تم (اس سے) منہ پھیر لیتے ہو (اور پھر اپنے بزرگوں کو پکارنے لگتے ہو) بات یہ ہے کہ انسان (بڑا ہی) ناشکرا (واقع ہوا) ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ ۝
(العنکبوت ۔ ۶۵)

(اور اے رسول ان لوگوں کا تو یہ حال ہے کہ) جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو دین کو خالص اللہ کے لئے مانتے ہوئے صرف اللہ کو پکارتے ہیں، پھر جب وہ انہیں نجات دے کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو وہ پھر شرک کرنے لگتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَإِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُم مُّنِيبِينَ إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا أَذَاقَهُم مِّنْهُ رَحْمَةً إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ۝
(الروم ۔ ۳۳)

اور (اے رسول) جب لوگوں کو کوئی نقصان پہنچتا ہے تو وہ اپنے رب کی طرف رجوع کر کے اسی کو پکارتے ہیں پھر جب وہ ان کو اپنی رحمت کا مزا چکھاتا ہے تو ان میں سے ایک بڑی جماعت (کے لوگ) اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ۝

(لقمٰن - ۳۲)

اور (اے رسول) جب (سمندر کی) لہریں ان پر سائبان کی طرح چھا جاتی ہیں تو یہ لوگ دین کو خالص اللہ کے لئے مانتے ہوئے اسی کو (مدد کے لئے) پکارتے ہیں پھر جب اللہ ان کو نجات دے کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو ان میں سے بعض تو استقامت کے ساتھ (توحید پر) جمے رہتے ہیں (اور بعض پھر شرک کرنے لگتے ہیں) اور یہ ایک حقیقت ہے کہ ہماری نشانیوں کا انکار تو وہی لوگ کرتے ہیں جو عہد شکن اور ناشکر گذار ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا ۡ اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۝

(الزمر - ۸)

اور (اے رسول جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کو اس کی طرف (پوری طرح سے) رجوع کر کے پکارتا ہے پھر جب (اللہ) اس کو اپنے پاس سے کوئی نعمت دے دیتا ہے تو جس مقصد کے لئے پہلے اُسے پکارا تھا اس مقصد کو بھول جاتا ہے اور اللہ کے شریک بنانے لگتا ہے تاکہ (اپنے ساتھ دوسروں کو بھی) اللہ کے راستہ سے گمراہ کر دے (ایسے شخص سے آپ) کہہ دیجئے کہ اپنی ناشکری سے تھوڑا سا فائدہ اٹھا لے، پھر تو تُو دوزخیوں میں سے ہو گا۔

الغرض بڑی مصیبت ہو یا چھوٹی اللہ تعالیٰ ہی دور کرتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی اور دور کرنے والا نہیں۔ نفع اور نقصان، بھلائی اور برائی سب اسی کی طرف سے ہے، وہی بھلائی اور نفع پہنچاتا ہے اور وہی نقصان اور برائی سے بچاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ

اور (اے رسول) اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو یہ ضرور

مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ر

(الزمر - ۳۸)

جواب دیں گے کہ اللہ نے (تو اے رسول، پھر آپ ان سے) پوچھیے بتاؤ اگر اللہ مجھے تکلیف پہنچانے کا ارادہ کرے تو کیا جن (معبودوں) کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ اللہ کی (بھیجی ہوئی) تکلیف کو دور کر سکتے ہیں یا اگر اللہ مجھے رحمت سے نوازنا چاہے تو وہ اس کی رحمت کو روک سکتے ہیں (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ میرے لئے اللہ کافی ہے، (میرا اسی پہ بھروسہ ہے) اور (صحیح معنوں میں) بھروسہ کرنے والے اسی پہ بھروسہ کرتے ہیں۔

عمل

اے لوگو، تمام مصیبتوں اور تکلیفوں کو دور کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ذوالجلال والاکرام ہے، لہذا صرف اُسی سے اُن مصیبتوں اور تکلیفوں کے دور کرنے کی دعائیں کیا کیجئے۔ کسی دوسرے کو مشکل کشائی کے لئے نہ پکاریئے۔

اے لوگو، اگر مصیبت دور ہو جائے تب بھی اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے رہئے۔ عیش کے زمانہ میں بھی اسی کو یاد کیجئے اسی سے مدد مانگتے رہیئے، اسی کی نذر و نیاز کیجئے۔ ایسا ہرگز نہ کیجئے کہ مصیبت دور ہوتے ہی اُسے بھول جائیں اور بزرگوں کو پکارنے لگیں۔

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ
يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ
فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ
اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ
بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ، اُنْظُرْ
كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ
لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ (٦٥)

ترجمہ (اے رسول، آپ) کہہ دیجئے کہ اللہ اس بات پہ قادر ہے کہ تم پہ تمہارے اوپر سے عذاب بھیج دے یا تمہارے پیروں کے نیچے سے عذاب بھیج دے یا تمہیں فرقہ فرقہ بنا کر ایک دوسرے سے الجھا دے اور آپس کی لڑائی کا مزا چکھائے، (اے رسول) آپ دیکھئے ہم کس کس طرح الفاظ بدل بدل کر اپنی آیتوں کو بیان کرتے ہیں تاکہ یہ لوگ سمجھ جائیں (٦٥)

معانی و مصادر (یَلْبِسُ) لَبَسَ، یَلْبِسُ، لَبْسٌ (ض) مشتبہ کر دینا، ملانا، الجھا دینا، خلط ملط کرنا۔

(شِيَعًا) شَاعَ، يَشِيْعُ، شَيْعٌ (ض) پھیلانا۔ شَاعَ، يَشِيْعُ، شَيْعٌ و شُيُوْعٌ وَ مَشَاعٌ و شِيَعَانٌ (ض) پھیلنا۔
شَاعَ، يَشِيْعُ، شِيَاعٌ (ض) پیروی کرنا اور رفیق ہونا۔ (شِيَعٌ = شِيْعَةٌ کی جمع، فرقے، اتباع وانصار)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ) اے رسول، کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ تم پر تمہارے اوپر سے عذاب بھیجدے یعنی آسمان سے کوئی عذاب نازل کردے (اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ) یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے تم پر عذاب بھیج دے مثلاً زلزلہ آجائے اور تم زمین میں دھسا دئے جاؤ (اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّ يُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ) یا تمہیں فرقے فرقے بناکر آپس میں الجھادے اور تمہیں آپس کی لڑائی کا مزا چکھائے (اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ) اے رسول، دیکھئے ہم کس کس طرح الفاظ بدل بدل کر اپنی آیتوں کو بیان کرتے ہیں تاکہ یہ لوگ سمجھ جائیں۔

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے اپنے تین عذابوں کا ذکر فرمایا یعنی :-

(۱) اوپر سے عذاب نازل کرنا،
(۲) پیروں کے نیچے سے عذاب بھیجنا، اور
(۳) فرقے فرقے بناکر آپس میں لڑا دینا۔

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فرقہ فرقہ بنانا اللہ تعالےٰ کا ایک عذاب ہے۔ فرقہ بندی لعنت اور ایک قسم کا عذاب ہے لہذا فرقہ بندی پر مطمئن ہوکر نہیں بیٹھنا چاہئے بلکہ اس کو دور کرنے کے لئے وہ عمل کرنے چاہئیں جن سے اللہ تعالےٰ خوش ہوتا ہے۔ فرقہ بندی اختلاف سے پیدا ہوتی ہے لہذا اختلاف کو ختم کردینا چاہئے اور سب کو مل کر اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لینا چاہئے فرقہ وارانہ مذاہب اور فرقہ وارانہ نام جب تک باقی رہیں گے فرقے بھی باقی رہیں گے۔ ان فرقہ وارانہ مذاہب اور ناموں کو ختم کردینا چاہئے۔ دین اسلام کو اختیار کرکے اپنا نام صرف مسلم رکھنا چاہئے اور دین اسلام کو براہ راست اس کے اصلی ماخذ سے حاصل کرنا چاہئے۔

اس آیت سے یہ نہ سمجھا جائے کہ ان عذابات سے صرف کفار کو ڈرایا جارہا ہے۔ نہیں بلکہ اس تخویف وانذار میں ایمان والے بھی شریک ہیں۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:-

لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جب یہ آیت نازل ہوئی "قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ" (اے رسول کہہ دیجئے اللہ تعالیٰ

اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ فَقَالَ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ قَالَ اَوْيَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ) فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا اَيْسَرُ (صحیح بخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ کل شیٔ ھالك الا وجھہ جزء ۹ ص۱۴۸ وکتاب التفسیر باب سورۃ الانعام جزء ۶ ص۷۱)

اس بات پر قادر ہے کہ تم پر تمہارے اوپر سے عذاب نازل فرمادے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! (اے اللہ) میں تیرے چہرہ کی پناہ طلب کرتا ہوں، پھر اللہ تعالےٰ نے فرمایا "اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ" (یا تمہارے پیروں کے نیچے سے تم پر عذاب بھیج دے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تیرے چہرہ کی پناہ طلب کرتا ہوں، پھر اللہ تعالےٰ نے فرمایا "اَوْيَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ" (یا تمہیں فرقہ فرقہ بنا کر ایک دوسرے سے الجھادے اور آپس کی لڑائی کا مزا چکھائے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! یہ نسبتاً آسان ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرقہ بندی کو اس عام عذاب کے مقابلہ میں جس سے تمام امت ہلاک ہوجائے آسان کہنے کا یہ مطلب ہے کہ فرقہ بندی کے باوجود کچھ لوگ ایسے رہیں گے جو راہ حق پر قائم ہوں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

لَنْ يَبْرَحَ هٰذَا الدِّيْنُ قَآئِمًا يُقَاتِلُ عَلَيْهِ عِصَابَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ (صحیح مسلم عن جابر بن سمرۃ کتاب الامارۃ باب قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تزال طآئفۃ من امتی علی الحق جزء ۲ ص۱۶۲)

یہ دین برابر قائم رہے گا اور اس دین کی خاطر مسلمین کی ایک جماعت قیامت قائم ہونے تک لڑتی رہے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

لَا تَزَالُ طَآئِفَةٌ مِنْ اُمَّتِيْ يُقَاتِلُوْنَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔ (صحیح بخاری عن جابر بن عبد اللہ کتاب الامارۃ باب قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تزال طائفۃ من امتی ظاھرین علی الحق جزء ۲ ص۱۶۲)

میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق کے لئے قیامت کے دن تک لڑتی رہے گی اور غالب رہے گی۔

اگر اوپر اور نیچے کے عام عذاب سے تمام امت تباہ ہو جاتی تو یہ مجاہدین کہاں سے آتے۔ فرقہ بندی بھی اگرچہ عذاب الٰہی ہے لیکن دوسرے عام عذابوں سے جن سے پوری امت ہلاک ہو جائے کمتر ہے۔

فرقہ بندی عذاب ہے اور اس کی وجہ اختلاف ہے لہذا اختلاف عذاب کا پیش خیمہ ہے۔ اختلاف سے اللہ تعالیٰ کی رحمت دور ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ ۝ إِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ۝

(ھود۔ ۱۱۸ و ۱۱۹)

اور (اے رسول) اگر آپ کا رب چاہتا تو سب لوگوں کو ایک ہی جماعت بنا دیتا (اور اختلاف سے ان کو بچا لیتا لیکن اللہ تو یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ کون اختلاف کرتا ہے اور کون اختلاف سے بچتا ہے، لہذا) لوگ ہمیشہ اختلاف میں مبتلا رہیں گے۔ مگر جس پر آپ کے رب کا رحم ہو جائے (بس وہ اختلاف سے بچ جائے گا) اور اللہ نے تو اسی لئے ان کو پیدا کیا ہے (کہ ان پر اپنا رحم و کرم کرے لیکن لوگ اختلاف کر کے اپنے آپ کو رحم و کرم کے بجائے دوزخ کا مستحق بنا لیتے ہیں تو اے رسول، اس طرح) آپ کے رب کی وہ بات پوری ہو کر رہے گی (جو وہ پہلے ہی کہہ چکا ہے) کہ وہ ضرور دوزخ کو جنات اور انسانوں سے بھر دیگا۔

عمل

اے لوگو، عذاب الٰہی سے ڈرتے رہئے۔

اے لوگو، اختلاف سے بچئے تاکہ آپ پر رحمت ہو۔

اے لوگو، اختلاف سے بچئے کیونکہ فرقہ بندی اختلاف پر جم جانے سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ اختلاف سے اپنے آپ کو بچانا دراصل فرقہ بندی کے عذاب سے اپنے آپ کو بچاتا ہے۔

اے لوگو، فرقہ بندی کو ختم کیجئے اور براہ راست اسلام یعنی قرآن مجید اور احادیث صحیحہ پر عمل کیجئے اور پھر اختلاف کو قریب بھی نہ آنے دیجئے۔ فرقہ وارانہ ناموں کو ختم کیجئے۔

فرقہ وارانہ مذاہب، مسالک ، مکاتب فکر اور فقہوں کو ختم کیجئے ۔فرقہ وارانہ واجب الاتباع امام نہ بنائیے ۔

واجب الاتباع امام صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ۔انہی کو واجب الاتباع مانئے اور انہی کی اطاعت اور پیروی کیجئے ۔

وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ
الْحَقُّ، قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ
بِوَكِيْلٍ ﴿٦٦﴾ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ
وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٧﴾

ترجمہ اور (اے رسول) آپ کی قوم نے اس (کتاب) کو جھٹلا دیا حالانکہ وہ (سراسر) حق ہے، آپ کہہ دیجئے کہ میں تم پر داروغہ نہیں ہوں (کہ زبردستی تم سے منواؤں) (٦٦) ہر خبر (جو میں نے تم کو سنائی ہے اس) کا ایک وقت مقرر ہے اور عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا (کہ وہ تمام خبریں سچ تھیں) (٦٧)

معانی ومصادر (نَبَاٌ) نَبَأٌ، يَنْبَأُ، نَبْأٌ و نَبُوْءٌ (ف) بلند ہونا، نکلنا (نَبَأٌ: خبر) (مُسْتَقَرٌّ) اِسْتَقَرَّ، يَسْتَقِرُّ، اِسْتِقْرَارٌ (باب استفعال) رہنا، ٹھہرنا، ثابت رہنا۔

تفسیر کفار مکہ مسلسل قرآن مجید کو جھٹلاتے رہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ) اور اے رسول، آپ کی قوم نے قرآن مجید کو جھٹلا دیا ہے حالانکہ وہ بالکل حق ہے (قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ) آپ کہہ دیجئے کہ میں تم پر داروغہ نہیں ہوں کہ زبردستی تم سے منواؤں۔ میں تو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے والا ہوں، ماننا یا نہ ماننا تمہارا کام ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ۔ (الکہف - ٢٩)

اور (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ حق تمہارے رب کی طرف سے آچکا ہے، تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ۔
(الشوریٰ ۔ ۴۸)

تو (اے رسول) اگر یہ روگردانی کریں تو ہم نے آپ کو ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجا، آپ کے ذمہ سوائے تبلیغ کے اور کچھ نہیں۔

آگے فرمایا (لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ) قرآن مجید میں جو خبریں دی گئی ہیں وہ سب حق ہیں لیکن ہر خبر کے واقع ہونے کا ایک وقت مقرر ہے۔ ہر خبر اپنے وقت پر ہی ظاہر ہوگی۔ وقت سے پہلے ظاہر نہیں ہو سکتی خواہ کفار کتنا ہی جلدی واقع ہونے کا مطالبہ کیوں نہ کریں (وَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ) اور اے رسول ان سے کہہ دیجئے عنقریب تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ جو خبریں تمہیں دی گئی ہیں وہ بالکل حق ہیں۔ جس عذاب کا وعدہ تم سے کیا جا رہا ہے وہ تم پر آکر رہے گا اور تم عنقریب دیکھ لوگے کہ وہ وعدہ کتنا سچا تھا، اس وقت تمہیں اس تکذیب کی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝ فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝
(الانعام ۔ ۴ و ۵)

اور (اے رسول) (جب کبھی) ان کے رب کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی ان کے پاس آتی ہے تو یہ اس سے منہ موڑ لیتے ہیں۔ (اور اے رسول) جب حق ان کے پاس آیا تو انہوں نے اسے جھٹلا دیا (اور اس کا مذاق اڑانے لگے) تو (انہیں خبردار ہو جانا چاہیئے کہ) جس حق کا یہ مذاق اڑا رہے ہیں (اس حق کی پیشینگوئیوں کے مطابق) وہ خبریں (جو ان کی تباہی کے متعلق ہیں) عنقریب ان کے سامنے (حقیقت ثابتہ بن کر) آنے والی ہیں۔

عمل

اے لوگو، قرآن مجید کی تکذیب سے باز آجائیے، قرآن مجید بالکل حق ہے۔ اسے تسلیم کیجئے، اس پر عمل کیجئے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی تکذیب کی وجہ سے آپ عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جائیں۔

وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ
فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى
يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ
وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ
فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى
مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۸﴾ وَمَا
عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ
حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّلٰكِنْ
ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۶۹

وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ
لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ
الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ
تُبْسَلَ نَفْسٌ بِمَا كَسَبَتْ،
لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ
وَّلَا شَفِيْعٌ، وَاِنْ تَعْدِلْ
كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا،
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا
بِمَا كَسَبُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ

حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا
كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۰﴾

ترجمہ اور (اے رسول) جب آپ ان لوگوں کو دیکھیں جو ہماری آیتوں پہ (نکتہ چینی کے لئے) غور و خوض کر رہے ہوں تو آپ ان سے منہ موڑ لیجئے (ان سے علیحدہ رہیئے) یہاں تک کہ وہ کسی دوسری بات میں مشغول ہو جائیں اور اگر شیطان آپ کو بھلا دے (اور آپ بھول سے ان کے ساتھ بیٹھ جائیں) تو یاد آنے کے بعد ان ظالم لوگوں کے ساتھ (ہرگز نہ بیٹھیئے) (۶۸) اور اے رسول پرہیز گاروں پر ان (ظالموں) کے اعمال کی ذرا بھی حساب دہی نہیں لیکن (ہاں) نصیحت (انہیں کرتے رہیں) شاید وہ بھی پرہیز گار بن جائیں (۶۹) اور (اے رسول) جن لوگوں نے اپنے دین کو کھیل تماشہ بنا رکھا ہے اور جن کو دنیا کی زندگی نے فریب میں مبتلا کر رکھا ہے آپ انہیں چھوڑ دیجئے البتہ قرآن کے ذریعہ انہیں نصیحت کرتے رہیئے کہیں ایسا نہ ہو کہ (قیامت کے دن) کوئی شخص اپنے اعمال کی وجہ سے تباہ و برباد ہو جائے، (اس لئے کہ اس دن تو) اللہ کے علاوہ نہ اس کا کوئی دوست ہوگا اور نہ شفیع (کہ اس کو تباہی سے بچا لے اس دن تو) اگر وہ تمام چیزیں معاوضہ میں دینا چاہے تو اس سے قبول نہیں کی جائیں گی بلکہ (اس دن تو) ایسے (تمام) لوگ اپنے اعمال کی وجہ سے تباہ و برباد ہو کر رہیں گے، ان کو پینے کے لئے گرم پانی ملے گا اور جو کفر وہ کرتے تھے اس کی وجہ سے ان کو دردناک عذاب ہوگا (۷۰)

معانی و مصادر

(يَخُوْضُوْنَ) خَاضَ، يَخُوْضُ، خَوْضٌ، خِيَاضٌ (ن) غوطہ لگانا، ملانا۔

(يُنْسِيَنَّ) اَنْسٰى، يُنْسِيْ، اِنْسَآءٌ (باب افعال) بھلا دینا۔

(ذِكْرٰى) ذَكَرَ، يَذْكُرُ، ذِكْرٌ وَتَذْكَارٌ (ن) ذکر الٰہی کرنا، یاد کرنا، بیان کرنا (ذِكْرٰى = نصیحت، اللہ تعالیٰ کا ذکر)۔

(ذَرْ) وَذَرَ، يَذَرُ، وَذْرٌ (ف) کاٹنا، چھوڑنا۔

(لَهْوًا) لَهَا، يَلْهُوْ، لَهْوٌ (ن) کھیلنا۔

(غَرَّتْ) غَرَّ، يَغُرُّ، غَرٌّ وَغِرَّةٌ وَغُرُوْرٌ (ن) دھوکا دینا۔

(تُبْسَلَ) (اُبْسِلُوْا) اَبْسَلَ، يُبْسِلُ، اِبْسَالٌ (باب افعال) ہلاکت کے لئے سپرد کرنا۔

(حَمِیْم) حَمَّ، یَحُمُّ، حَمٌّ (ن) قصد کرنا، گرم کرنا۔ (حَمِیْمٌ = گرم پانی، دوست)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاِذَا رَاَیْتَ الَّذِیْنَ یَخُوْضُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِهٖ) اور اے رسول، جب آپ ایسے لوگوں کو دیکھیں جو ہماری آیتوں میں عیب جوئی اور نکتہ چینی کے لئے غور وخوض کر رہے ہوں تو آپ ان سے روگردانی اختیار کیجئے، ان کے پاس نہ بیٹھئے یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں مشغول ہو جائیں جب وہ کسی اور بات میں مشغول ہو جائیں تو آپ ان کے پاس بیٹھ سکتے ہیں (وَاِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ) اور اے رسول، اگر شیطان آپ کو بھلا دے اور آپ بھول سے ان کے ساتھ بیٹھ جائیں تو جب یاد آئے وہاں سے اُٹھ جائیے۔ یاد آنے کے بعد ان ظالم لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھئے۔

اس آیت میں اگرچہ خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے لیکن خطاب میں تمام امت شامل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے جو حکم دیا جائے وہ عموماً تمام مسلمین کے لئے ہوتا ہے۔ ایک اور جگہ اللہ تعالےٰ براہ راست عامۃ المسلمین سے خطاب فرماتا ہے:۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَیْكُمْ فِی الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰیٰتِ اللّٰهِ یُكْفَرُ بِهَا وَیُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِهٖٓ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْكٰفِرِیْنَ فِیْ جَهَنَّمَ جَمِیْعًا ○

(النسآء - ۱۴۰)

(اے ایمان والو) اللہ (اپنی) کتاب میں (پہلے ہی یہ حکم) نازل کر چکا ہے کہ جب تم (کسی محفل میں) سنو کہ اللہ کی آیات کا انکار کیا جا رہا ہے اور اس کا مذاق اڑایا جا رہا ہے تو (ایسے) لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو جب تک وہ کسی اور بات میں مشغول نہ ہوں، (اگر تم ایسے لوگوں کے ساتھ ایسی حالت میں بیٹھے کہ وہ اللہ کی آیات کا انکار کر رہے ہیں اور ان کا مذاق اڑا رہے ہیں) تو پھر اس صورت میں تم بھی انہی کے مثل ہو (تمہارا شمار بھی اللہ کی آیات کا انکار کرنے والوں میں کیا جائیگا) بے شک اللہ منافقوں اور کافروں کو جہنم میں جمع کریگا۔

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہٹ دھرمی اور بغض وعناد کی وجہ سے ہر حق چیز کا مذاق اڑایا جا سکتا ہے۔ ہر حق چیز میں اپنے مذاق کے مطابق عیب نکالا جا سکتا ہے لیکن اس قسم کا مذاق حق کو باطل نہیں بناتا۔ حق حق ہے اور باطل باطل ہے۔

آگے فرمایا (وَمَا عَلَى الَّذِينَ يَتَّقُونَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ) اور اے رسول، جو لوگ متقی اور پرہیزگار ہیں اور ایسی مجالس سے بچتے ہیں جن مجالس میں آیات الٰہی کا مذاق اڑایا جا رہا ہو ان سے ان ظالموں کے اعمال کا ذرا سا بھی حساب نہیں لیا جائیگا۔ ان ظالموں کے اعمال کے متعلق پرہیزگاروں سے کوئی باز پرس نہیں ہوگی۔ پرہیزگاروں پر ان ظالموں کے اعمال کی کوئی ذمہ داری نہیں (وَلَٰكِن ذِكْرَىٰ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ) لیکن ان سے روگردانی کے یہ معنیٰ نہیں کہ انکو نصیحت بھی نہ کی جائے۔ نہیں نصیحت تو کرتے رہنا چاہئے، ہوسکتا ہے کہ وہ بھی متقی بن جائیں اور آیات الٰہی کے انکار اور ان کے ساتھ استہزاء کی وعید سے بچ جائیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ گنہگاروں سے کلّی مقاطعہ نہ کرے کہ ان کو نصیحت کرنا بھی چھوڑ دے۔ ہر مسلم پر نصیحت کرنا اور تبلیغ کرنا فرض ہے لہذا کسی مسلم سے اس فریضہ کی ادائیگی میں حتی الامکان کوتاہی نہیں ہونی چاہئے۔ گنہگاروں کو سمجھاتے رہنا چاہئے۔ اگر وہ نہیں مانتے تو ان کے اعمال بد کا ان نصیحت کرنے والوں پر کوئی وبال نہیں پڑیگا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ؛

(المآئدۃ - ۱۰۵)

اے ایمان والو، تم پر اپنے آپ کو صحیح راستہ پر قائم رکھنا لازم ہے اگر تم ہدایت پر قائم رہے تو جو گمراہ ہے وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا، تم سب کو اللہ کے پاس لوٹ کر آنا ہے پھر وہ تم کو بتائیگا کہ تم نے کیا کیا عمل کئے تھے۔

آگے فرمایا (وَذَرِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَعِبًا وَلَهْوًا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا) اور اے رسول، ان لوگوں کو چھوڑ دیجئے جن لوگوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا رکھا ہے اور جن کو دنیا کی زندگی نے فریب میں مبتلا کر دیا ہے۔ وہ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ بس یہ دنیا کی زندگی ہی بس زندگی ہے۔ اس کے بعد کوئی زندگی نہیں اور اگر وہ دوسری زندگی کے بھی قائل ہیں تو دنیا کے اس فریب نے ان کو اتنا مدہوش کر رکھا ہے کہ انہیں شعور ہی نہیں رہا کہ وہ اپنی آخرت بگاڑ رہے ہیں۔

اس آیت میں بھی اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کیا ہے لیکن اس خطاب میں تمام مسلمین شریک ہیں اللہ تعالےٰ نے جن لوگوں کو چھوڑنے یا جن کی صحبت سے گریز کرنے کا حکم دیا ہے ان کے صفات مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱) دین کو کھیل تماشا بنانا،
۲) دنیا کی زندگی سے دھوکے میں آجانا۔

دین کو کھیل تماشہ بنانے سے مراد یہ ہے کہ دین کو محض تفریح کا ذریعہ بنا لینا دین کے نام پر ایسی باتیں کرنا جن سے سوائے تفریح کے اور کچھ حاصل نہ ہو۔ مثلاً خود تراشیدہ جلسے و جلوس، گانے بجانے

کی محفلیں، کھانا کھانے اور کھلانے کی مختلف رسمیں، بچوں اور بزرگوں کی پیدائش کے روز سالگرہ اور مختلف تقاریب کا انعقاد، عیدوں اور تہواروں کی ایجاد، مجالس نالہ وشیون، ہا اور ہُو اور ماتم، برسیاں اور رنگینیاں۔

دین کو کھیل تماشا بنانے سے یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ انہوں نے دین کو کھلونا بنا رکھا ہے اپنی مطلب برآری، اپنی بات کی پاسداری، اپنے مذہب کی حمایت کی خاطر دین کو جدھر چاہتے ہیں موڑ دیتے ہیں، آیات الٰہی میں لفظی و معنوی تحریف کرتے ہیں، حق کو چھپاتے ہیں اور باطل کو فروغ دیتے ہیں۔

یہ سب باتیں وہی لوگ کر سکتے ہیں جن کو آخرت کی کوئی امید نہ ہو، جو دنیا کی زندگی میں مگن ہوں۔ ایسے لوگوں سے علیحدہ رہنا ضروری ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی صحبت اچھے لوگوں کو برائی میں مبتلا کر دے۔

آگے فرمایا (وَذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ) اور اے رسول، اس قرآن مجید کے ذریعہ ان کو نصیحت پھر بھی کرتے رہیئے کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص قیامت کے دن اپنی بداعمالی کی وجہ سے تباہ و برباد ہو جائے۔ اس کو تباہی و بربادی سے بچانا بھی ضروری ہے۔ مسلم ہونے کے لحاظ سے یہ ایک تبلیغی فریضہ بھی ہے اور انسانی ہمدردی کا تقاضا بھی ہے (لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ) قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کے علاوہ اس کا نہ کوئی کارساز ہوگا اور نہ سفارش کا مالک۔ اس دن کوئی کسی کے کام نہ آسکے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ؕ

(البقرۃ - ۴۸)

ڈرو اس دن سے جس دن کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے کچھ بھی کام نہ آئے گا، نہ کسی سے کوئی سفارش قبول کی جائے گی نہ کسی سے بدلہ (یا معاوضہ یا فدیہ) لیا جائیگا اور نہ وہ (یعنی اہل محشر) کسی کی مدد حاصل کر سکیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ؕ

(البقرۃ - ۲۵۴)

اے ایمان والو، قبل اس کے وہ دن آئے کہ جس دن نہ خرید و فروخت ہوگی، نہ دوستی (کام آئے گی) اور نہ سفارش (کا کسی کو اختیار ہوگا) ہمارے دئے ہوئے مال میں سے خرچ کرتے رہو۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ؕ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ثُمَّ اِلَيْهِ

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے شفاعت تو سب اللہ کے اختیار میں ہے، آسمانوں میں

تُرْجَعُوْنَ ۔
(الزمر ۔ ۴۴)

اور زمین میں (صرف) اسی کی حکومت ہے مزید برآں تمہیں لوٹ کر بھی اسی کے پاس جانا ہے (لہٰذا بس اسی کے ہو جاؤ بس اسی کی اطاعت کرو)

آگے فرمایا (وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا) اور اگر کوئی شخص اُس دن اپنے چھٹکارے کے لئے تمام ممکن معاوضے جو بالفرض محال اس کے پاس ہوں دینا چاہے تو وہ معاوضے اس سے قبول نہیں کئے جائیں گے۔ اس دن تو نجات و عذاب کا فیصلہ اعمال پر ہوگا (اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا) اس دن ایسے لوگ جنہوں نے دین کو کھیل تماشہ بنا رکھا تھا اور دنیا کی زندگی سے دھوکے میں آگئے تھے اپنی بداعمالی کی وجہ سے تباہ و برباد ہو جائیں گے (لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ) ان کے لئے وہاں پینے کے لئے گرم پانی ہوگا اور جو کفر و حق پوشی وہ کیا کرتے تھے اس کی وجہ سے دردناک عذاب ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۔
(آل عمران ۔ ۹۱)

بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اور اس حالت میں مر گئے کہ وہ کافر ہی تھے تو اگر ان میں سے کوئی شخص اپنے فدیہ میں زمین بھر کر سونا دے تو اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا، ایسے لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہوگا اور ان کا کوئی بھی مددگار نہیں ہوگا۔

(نوٹ:۔ شفاعت اور معاوضہ کے سلسلہ میں مفصل معلومات کے لئے سورۂ بقرہ کی آیت ۴۸ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

عمل

اے ایمان والو، ایسی مجلس میں نہ بیٹھا کیجئے، جس مجلس میں اللہ تعالےٰ کے دین متین پر نکتہ چینیاں کی جا رہی ہوں۔ ایسے لوگوں سے اس وقت تک دور رہیئے جب تک وہ کسی اور بات میں مشغول نہ ہوں۔ اگر آپ بھولے سے بیٹھ جائیں تو یاد آتے ہی فوراً وہاں سے

اٹھ جایئے لیکن جب موقع ملے انہیں نصیحت کرتے رہیئے۔

اے ایمان والو، جن لوگوں نے اپنے دین کو محض کھیل تماشہ بنا رکھا ہے ان سے علیٰحدہ رہئے لیکن انہیں بھی سمجھاتے رہیئے شاید وہ اپنی اصلاح کرلیں۔

اے لوگو، اس بات کو ذہن نشین کر لیجئے کہ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی کسی کی مدد نہیں کر سکتا، کسی کو کسی کی سفارش کرنے کا اختیار نہیں ہوگا اور کسی قسم کا معاوضہ قبول نہیں کیا جائیگا۔

قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَ
نُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ
هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِى اسْتَهْوَتْهُ
الشَّيٰطِيْنُ فِى الْاَرْضِ حَيْرَانَ
لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى
الْهُدَى ائْتِنَا، قُلْ اِنَّ هُدَى
اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى وَاُمِرْنَا
لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۱﴾

وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ
وَهُوَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۲﴾
وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ، وَيَوْمَ
يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ۚ قَوْلُهُ ﴿۷۳﴾
الْحَقُّ ، وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ
فِي الصُّوْرِ ، عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ
الشَّهَادَةِ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿۷۴﴾

ترجمہ (اے رسول، آپ ان سے) پوچھئے کیا ہم اللہ کے علاوہ ایسی ہستی کو پکاریں جو نہ ہمیں نفع پہنچا سکے اور نہ نقصان اور جب کہ اللہ نے ہمیں ہدایت دے دی ہے تو الٹے پیر (پھر کفر کی طرف واپس) لوٹ جائیں (ایسی صورت میں) ہماری کیفیت اس شخص جیسی

ہوگی جس کو شیاطین نے زمین (کے کسی خطہ) میں بدحواس کر دیا ہو (اور وہ) حیران (و پریشان پھر رہا) ہو (اس کی سمجھ میں نہ آ رہا ہو کہ منزل مقصود تک پہنچانے والا کونسا راستہ ہے) اس کے کچھ دوست بھی ہوں جو اسے پکار پکار کر کہہ رہے ہوں کہ ہدایت و رہنمائی کیلئے ہمارے پاس آجاؤ لیکن اے رسول، وہ کیا ہدایت اور رہنمائی کریں گے، وہ تو خود گم کردہ راہ ہیں، آپ) کہہ دیجئے کہ اللہ کی ہدایت و رہنمائی ہی درحقیقت ہدایت و رہنمائی ہے (جو اس پہ چلتا ہے وہی منزل مقصود تک پہنچ سکتا ہے، اور اے رسول، آپ یہ بھی) کہہ دیجئے کہ ہمیں حکم ملا ہے کہ ہم اپنے آپ کو (اللہ) رب العالمین کے سپرد کر دیں (اگر ہم ایسا کریں تو پھر ہمیں کیا فکر، پھر تو وہ خود ہمیں صراط مستقیم پر چلا کر منزل مقصود تک پہنچا دیگا) (۷۱) اور (اے ایمان والو، تمہیں یہ بھی حکم دیا گیا ہے) کہ نماز قائم کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو، وہی ہے جس کے پاس تم سب جمع کئے جاؤ گے (۷۲) اور وہی ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے (ان کی پیدائش بے مقصد نہیں ہے) اور جس دن وہ (قیامت سے) کہے گا کہ ہو جا تو (قیامت واقع) ہو جائے گی۔ اس کی بات سچی ہے جس دن صور پھونکا جائیگا اس دن اسی کی حکمرانی ہوگی وہ پوشیدہ اور ظاہر (ہر چیز) کا جاننے والا ہے اور حکمت والا ہے ۷۳

معانی و مصادر (اِسْتَهْوَتْ) اِسْتَهْوٰی، یَسْتَهْوِیْ، اِسْتِهْوَاءٌ (باب استفعال) خواہش کو زینت دینا، عقل کھو دینا، حیران کر دینا۔ (حَیْرَانَ) حَارَ، یَحَارُ، حَیْرَةٌ وَحَیْرٌ وَحَیَرَانٌ (ف) حیران ہونا، صحیح بات تک نہ پہنچ سکنا (حَیْرَان = اسم فاعل بھی ہے اس کی جمع حَیَارٰی اور اس کا مؤنث حَیْرٰی ہے)۔

تفسیر آیت کے سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین شرک پر اڑے ہوئے تھے بلکہ مسلمین کو بھی اسی شرک کی دعوت اور ترغیب دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُنَا وَلَا یَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓی اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ) اے رسول، ان سے پوچھئے کیا تم یہ چاہتے ہو کہ ہم اللہ تعالیٰ کے علاوہ ایسی ہستی کو بھی اپنی مدد اور کارسازی کے لئے پکاریں جو نہ ہمیں نفع پہنچانے کی قدرت رکھتا ہو اور نہ ہمیں نقصان پہنچانے کی قدرت رکھتا ہو اور کیا بعد اس کے کہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں ہدایت دے دی ہے ہم پھر الٹے پیر کفر کی طرف لوٹ جائیں (كَالَّذِی اسْتَهْوَتْهُ الشَّیٰطِیْنُ فِی الْاَرْضِ حَیْرَانَ) اگر ہم ایسا کر گذریں اور تمہاری طرح پھر شرک کرنے لگ جائیں تو ہماری کیفیت اس شخص جیسی ہوگی جس کو شیاطین نے جنگل بیابان میں بدحواس کر دیا ہو اور وہ حیران و پریشان پھر رہا ہو، وہ راستہ کی تلاش میں سرگردان ہو لیکن اُسے راستہ نہ ملتا ہو (لَهٗٓ اَصْحٰبٌ یَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا) اس کے کچھ ساتھی ہوں جو اسے پکار رہے ہوں کہ راستہ ادھر ہے،

ہمارے پاس آجا، ہم تیری راہنمائی کریں گے لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ خود گم کردہ راہ ہیں وہ کیا کسی کو راہ بتائیں گے (قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى) اے رسول، آپ ان سے کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کی راہنمائی ہی درحقیقت راہنمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بتایا ہوا راستہ ہی درحقیقت صحیح راستہ ہے۔ اللہ تعالےٰ کے راستہ کو چھوڑ کر دوسرے لوگوں کی راہنمائی کے توسط سے کسی اور راستہ پر چلا جانا درحقیقت گمراہی ہے۔ منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے اللہ تعالےٰ کی راہنمائی کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ کو پکارنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کو کارساز سمجھنے کی ضرورت ہے برخلاف اس کے اگر کوئی شخص کسی اور کو مدد کے لئے پکارتا ہے تو وہ اس شخص کے مانند ہے جو راستہ بھول جائے اور کسی جنگل بیابان میں سرگرداں پھرتے پھرتے ہلاک ہو جائے۔

آگے فرمایا (وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ) اور اے رسول ان مشرکین سے یہ بھی کہہ دیجئے کہ ہمیں تو یہ حکم ملا ہے کہ ہم رب العالمین کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں، ہم اپنے آپ کو کلیۃً اس کے حوالہ کر دیں، اسی کی فرمانبرداری کریں اور اس کے حوالہ کر دینے اور اس کی فرمانبرداری کرنے کا تقاضا یہ ہے کہ ہم پھر صرف اسی کو پکاریں، اسی پر توکل کریں، اسی کو نافع اور ضار سمجھیں، دوسروں کو قطعاً نہ پکاریں، نہ صرف اس لئے کہ ہم ایک کے ہو چکے ہیں بلکہ اس لئے بھی کہ وہ نفع و نقصان کے مالک بھی نہیں لہٰذا ان کو پکارنے میں سراسر نقصان ہی نقصان ہے اور یہ ایسا ہے کہ راستہ معلوم ہو جانے کے بعد پھر اپنے آپ کو گم کردہ راہ بنا لینا ہے اور کوئی عقل مند آدمی ایسا نہیں کریگا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ۝

(الانعام - ۴۰ و ۴۱)

(اے رسول ان سے) پوچھئے بتاؤ اگر تم پر اللہ کا عذاب آجائے یا قیامت واقع ہو جائے تو کیا تم (اس وقت بھی) اللہ کے علاوہ کسی اور کو پکارو گے؟ اگر سچے ہو تو بتاؤ۔ نہیں بلکہ تم اس وقت صرف اللہ کو پکارو گے اور جن جن کو تم (اللہ کا) شریک بناتے ہو سب کو بھول جاؤ گے، پھر اگر اللہ چاہے گا تو جس عذاب کو دور کرنے کے لئے تم اسے پکارو گے وہ اس عذاب کو دور کر دے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ

حق تو یہ ہے کہ (مصیبت میں صرف) اسی کو

مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ
(الرعد - ۱۴)

پکارا جائے اللہ کے علاوہ جن لوگوں کو کافر پکارتے ہیں وہ ان کی کچھ نہیں سنتے (ان کی مثال ایسی ہے) جیسے کوئی شخص پانی کی طرف اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دے تاکہ (محض ایسا کرنے سے) پانی اس کے منہ تک پہنچ جائے لیکن پانی اس کے منہ تک (ہرگز) نہیں پہنچ سکتا، (جس طرح پانی کی طرف ہاتھ پھیلانا بیکار ہے، اسی طرح) کافروں کا (اللہ کے علاوہ دوسروں کو) پکارنا بیکار ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ۔
(الحج - ۶۲)

اور یہ اس لئے بھی کہ اللہ ہی حق ہے اور جس چیز کو یہ لوگ اللہ کے علاوہ (مدد کے لئے) پکارتے ہیں وہ باطل ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ
(الاحقاف - ۵)

اور (اے رسول) اس سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو اللہ کو چھوڑ کر ایسے لوگوں کو پکارے جو قیامت تک اس کی مراد کو پورا نہیں کر سکتے بلکہ وہ تو ان کی پکار سے بھی غافل ہیں۔

یہ آیت گویا (كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِي الْاَرْضِ حَيْرَانَ) کی گویا تفسیر ہے آگے فرمایا (وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ وَهُوَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ) اور اے ایمان والو، تم ان کفار کی دعوت کی طرف التفات نہ کرو بلکہ اس کو واحد الٰہ مانتے ہوئے اس کے حکم کی تعمیل میں نماز قائم کرو اور اس سے ڈرتے رہو اور یہ اچھی طرح سمجھ لو کہ تمہیں قیامت کے دن اسی کے پاس جمع ہونا ہے۔ قیامت کے دن کا وہی مالک ہے۔ اس دن صرف وہی تمہاری کارسازی کر سکے گا لہٰذا دنیا میں بھی صرف اسی کو کارساز سمجھو جو آخرت میں کارساز ہوگا وہی دنیا میں بھی کارساز ہے (وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ) اور اے ایمان والو، وہی ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور جس دن وہ قیامت سے کہے گا کہ ہو جا تو وہ واقع ہو جائے گی۔ پہلی مرتبہ پیدا کرنے والا بھی وہی ہے، قیامت کے دن بھی وہی پیدا کریگا اور جو پیدا کر سکتا ہے وہی کارسازی بھی کر سکتا ہے۔ جو پیدا نہیں کر سکتا نہ وہ کارسازی کر سکتا ہے اور نہ مدد کر سکتا ہے۔

اس کو پکارتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۝ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝

(النحل - ۲۰و۲۱)

اور (اے رسول) جن لوگوں کو یہ (کافر) اللہ کے علاوہ پکارتے ہیں وہ تو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ تو خود پیدا کئے گئے ہیں۔ وہ مُردہ ہیں، زندہ نہیں، ہیں انہیں تو یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ کب (دوبارہ زندہ کرکے) اٹھائے جائیں گے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ۔

(فاطر - ۴۰)

(اے رسول، آپ ان سے) پوچھئے بتاؤ تمہارے شریک جن کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو (کچھ پیدا کر سکتے ہیں، اگر ایسا ہے تو) مجھے بتاؤ انہوں نے زمین میں کونسی چیز پیدا کی یا آسمانوں (کی تخلیق) میں ان کی کوئی شرکت ہے،

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ اِئْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

(الاحقاف - ۴)

(اے رسول، آپ ان سے) کہئے کہ جن ہستیوں کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو مجھے بتاؤ کہ زمین (کی اشیاء میں) سے انہوں نے کونسی چیز پیدا کی ہے یا آسمانوں (کے بنانے) میں ان کی شرکت ہے، اگر تم سچے ہو تو (اپنے دعوے کے ثبوت میں اس (قرآن) سے پہلے کی کوئی کتاب پیش کرو یا علوم (انبیاء میں) سے کوئی اثر (پیش کرو)۔

الغرض خالق کائنات ہی نظام کائنات کا چلانے والا اور مدد کرنے والا ہے (قَوْلُهُ الْحَقُّ) اس کی بات سچی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا

(النسآء - ۸۷)

(اللہ کی بات بالکل سچ ہے) اور اللہ سے زیادہ بات کا سچا کون ہو سکتا ہے۔

آگے فرمایا (وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ) اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے اور اس کی بات سچ ہی ہوتی ہے کہ قیامت قائم ہو کر رہے گی۔ جس دن صور پھونکا جائیگا تو قیامت قائم ہو جائے گی، پھر اس دن اسی واحد و مختار کی بادشاہت ہو گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
يَوْمَ هُمْ بَارِزُونَ لَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۚ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝
(حٰمٓ المؤمن - ۱۶)

جس دن وہ (قبروں سے) نکل کر (میدان محشر میں آکر) کھڑے ہو جائیں گے، ان کی کوئی بات اللہ سے مخفی نہ ہوگی، (اللہ تعالیٰ فرمائے گا بتاؤ) آج کس کی بادشاہت ہے؟ (پھر خود ہی فرمائے گا، آج) اللہ کی بادشاہت ہے جو اکیلا اور غالب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَنُفِخَ فِي الصُّورِ ۚ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيدِ ۝
(قٓ - ۲۰)

پھر (ایک دن وہ آئے گا کہ) صور پھونکا جائے گا (تو اس دن کہا جائے گا) یہی تو عذاب کے وعدوں (کے پورا ہونے) کا دن ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَيَوْمَ يُنفَخُ فِي الصُّورِ فَفَزِعَ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَن شَاءَ اللَّهُ ۚ وَكُلٌّ أَتَوْهُ دَاخِرِينَ ۝
(النمل - ۸۷)

اور (اے رسول) جس دن صور پھونکا جائے گا تو اس دن آسمانوں میں اور زمین میں جتنے بھی لوگ ہیں سب گھبرا جائیں گے سوائے اس کے جس کو اللہ چاہے پھر وہ اللہ کے پاس عاجزانہ حالت میں حاضر ہوں گے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔
فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ ۝ فَذَٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ ۝ (المدثر - ۸ و ۹)

جب صور پھونکا جائیگا تو وہ دن (بڑا) سخت ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔
جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا الصُّورُ قَالَ قَرْنٌ يُنْفَخُ فِيهِ (رواه الترمذی فی ابواب صفة القيمة باب ماجاء فی الصور صفحہ ۲/۱۷۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی آیا۔ اس نے کہا! صور کیا چیز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! نرسنگا ہے جس میں پھونکا جائیگا۔

الغرض قیامت حق ہے۔ اس دن کا مالک اللہ تعالےٰ ہے کوئی دوسرا مالک نہیں ہے۔ (عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ) اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے۔ کسی کو نہیں معلوم کہ قیامت کب آئے گی۔ یہ غیب کی باتوں میں سے ہے جن کو سوائے اللہ تعالےٰ کے کوئی نہیں جانتا ہے (وَهُوَ الْحَكِيمُ

الْخَبِيْرُ) اور وہی حکمت والا ہے۔ اس کا ہر کام حکمت پر مبنی ہے۔ قیامت کے قائم کرنے میں بھی حکمت ہے۔ اگر قیامت نہ ہوتی تو ہر شخص برائی کرنے پر دلیر ہو جاتا لیکن وہ کب آئے گی اس کا علم تو اللہ تعالےٰ ہی کو ہے اور وہ ہر چیز کی خبر رکھتا ہے۔

عمل

اے ایمان والو، ہدایت تو بس وہ ہے جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے نازل ہو۔ اسی ہدایت کی پیروی کئے چلے جائیے۔ کفار اگر کفر و شرک کی دعوت دیں تو سختی سے ان کو جواب دیجئے۔ ان کی بات ہرگز نہ مانیئے ورنہ شیطان آپ کو ایسا راستہ بھلائیگا کہ پھر صحیح راستہ کا پانا مشکل ہو جائیگا۔

اے ایمان والو، اپنے آپ کو بس صرف اللہ تعالےٰ کے سپرد کر دیجئے۔ نماز قائم کیجئے، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیئے کہیں ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن جس کا واقع ہونا بالکل حق ہے آپ عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جائیں۔

وَإِذْ قَالَ إِبْرٰهِيمُ لِأَبِيهِ
آزَرَ أَتَتَّخِذُ أَصْنَامًا آلِهَةً
إِنِّي أَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِي
ضَلٰلٍ مُّبِينٍ ﴿۷۵﴾ وَكَذٰلِكَ
نُرِي إِبْرٰهِيمَ مَلَكُوتَ
السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ
مِنَ الْمُوقِنِينَ ﴿۷۶﴾ فَلَمَّا جَنَّ
عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأٰ كَوْكَبًا قَالَ
هٰذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ

لَآ أُحِبُّ الْآفِلِينَ ﴿٧٧﴾ فَلَمَّا
رَأَى الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا
رَبِّي فَلَمَّآ أَفَلَ قَالَ لَئِن
لَّمْ يَهْدِنِي رَبِّي لَأَكُونَنَّ
مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّينَ ﴿٧٨﴾ فَلَمَّا
رَأَى الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا
رَبِّي هٰذَآ أَكْبَرُ فَلَمَّآ أَفَلَتْ
قَالَ يٰقَوْمِ إِنِّي بَرِيٓءٌ مِّمَّا
تُشْرِكُونَ ﴿٧٩﴾ إِنِّي وَجَّهْتُ

وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ
وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَّمَآ أَنَا
مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝٧٩ وَحَآجَّهُ
قَوْمُهُ، قَالَ أَتُحَآجُّوٓنِّي فِي
اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ وَلَآ أَخَافُ
مَا تُشْرِكُونَ بِهِۦٓ إِلَّآ أَنْ
يَّشَآءَ رَبِّي شَيْـًٔا، وَسِعَ رَبِّي
كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا، أَفَلَا
تَتَذَكَّرُونَ ۝٨٠ وَكَيْفَ أَخَافُ

مَآ اَشۡرَكۡتُمۡ وَلَا تَخَافُوۡنَ
اَنَّكُمۡ اَشۡرَكۡتُمۡ بِاللّٰهِ مَا لَمۡ
يُنَزِّلۡ بِهٖ عَلَيۡكُمۡ سُلۡطٰنًا،
فَاَىُّ الۡفَرِيۡقَيۡنِ اَحَقُّ
بِالۡاَمۡنِ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ۸۲
اَلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَلَمۡ يَلۡبِسُوۡۤا
اِيۡمَانَهُمۡ بِظُلۡمٍ اُولٰٓئِكَ
لَهُمُ الۡاَمۡنُ وَهُمۡ مُّهۡتَدُوۡنَ ۸۳

ترجمہ | اور (اے لوگو! اس وقت کو یاد کیجئے) جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا کیا آپ بتوں کو الٰہ بناتے ہیں، میں دیکھتا ہوں کہ آپ اور آپ کی قوم کھلی گمراہی میں ہیں۔ (اور اے لوگو جس طرح ہم نے ابراہیم کو یہ بات سمجھائی) اسی طرح ہم نے ابراہیم کو آسمانوں کی اور

زمین کی عظیم الشان بادشاہت کی سیر کرائی تاکہ وہ (کامل) یقین کرنے والوں میں سے ہوجائیں (۷۵) (ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ) جب رات نے انہیں ڈھانک لیا تو انہوں نے ایک ستارے کو دیکھا، کہنے لگے (اے کافرو کیا) یہ میرا ربّ ہے؟ پھر جب وہ غروب ہوگیا تو کہنے لگے میں غروب ہوجانے والوں کو (اپنا رب بنانا) پسند نہیں کرتا (۷۶) پھر جب ان کو چاند چمکتا ہوا نظر آیا تو کافروں سے کہا کیا یہ میرا رب ہے؟ پھر جب وہ غروب ہوگیا تو کہنے لگے (یہ میرا رب نہیں ہوسکتا اور) اگر میرا رب مجھے ہدایت نہ دیتا تو یقیناً میں بھی گمراہوں میں سے ہوجاتا (۷۷) پھر جب انہوں نے سورج کو چمکتا ہوا دیکھا تو (قوم سے) کہا کیا یہ میرا رب ہے؟ یہ (تو) سب سے بڑا ہے، پھر جب وہ بھی غروب ہو گیا تو کہنے لگے اے میری قوم جو شرک تم کر رہے ہو میں اس سے بیزار ہوں (۷۸) میں نے تو یکسو ہو کر اپنے چہرہ کو (صرف) اس (ہستی) کی طرف موڑ دیا ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا ہے اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں (۷۹) ان کی قوم ان سے بحث کرنے لگی انہوں نے (اپنی قوم سے) کہا کیا تم اللہ (کے معاملہ میں) مجھ سے بحث کرتے ہو، اسی نے مجھے ہدایت دی ہے، (میں اسی سے ڈرتا ہوں) اور جن کو تم اللہ کا شریک بناتے ہو ان سے نہیں ڈرتا (وہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے) مگر یہ کہ جو کچھ (نقصان) میرا رب ہی مجھے (پہنچانا) چاہے علم کے لحاظ سے میرا رب ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے (تمہارے معبودوں کو تو کچھ بھی علم نہیں) تو (بتاؤ) تم کیوں نصیحت حاصل نہیں کرتے (۸۰) میں ان (معبودوں) سے جن کو تم نے (اللہ کا) شریک بنا رکھا ہے کیسے ڈر سکتا ہوں جبکہ تم (اس بات سے) نہیں ڈرتے کہ تم نے اللہ کے شریک بنا رکھے ہیں جس کی اللہ نے تم پر کوئی دلیل نازل نہیں کی، اگر تمہیں علم ہے تو بتاؤ ایسی صورت میں دونوں جماعتوں میں سے کون امن (وعافیت) کا زیادہ حقدار ہے (۸۱) (سنو) جو لوگ ایمان لائے پھر انہوں نے اپنے ایمان میں ظلم (یعنی شرک) کی آمیزش نہیں کی تو ایسے ہی لوگوں کے لئے امن ہے اور یہی لوگ ہدایت یاب ہیں (۸۲)

معانی ومصادر

(مَلَكُوْتَ) مَلَكَ، يَمْلِكُ، مُلْكٌ ومَمْلُكَةٌ (ض) مالک ہونا۔
(مَلَكُوْتٌ = بہت بڑی بادشاہت)
(جَنَّ) جَنَّ، يَجُنُّ، جَنٌّ وجُنُوْنٌ (ن) اندھیرا کرنا، ڈھانکنا۔
(اَفَلَ) اَفَلَ، يَاْفِلُ، اُفُوْلٌ (ن، ض، س) غروب ہونا (اٰفِلٌ = غروب ہونے والا)۔
(بَازِغًا) بَزَغَ، يَبْزُغُ، بَزْغٌ وبُزُوْغٌ (ن) طلوع ہونا۔
(حَاجَّ) حَاجَّ، يُحَاجُّ، مُحَاجَّةٌ، حِجَاجٌ (باب مفاعلہ) جھگڑنا۔
(حَنِيْفًا) حَنَفَ، يَحْنِفُ، حَنَفٌ (ض) جھکنا۔ (حنیف = صرف اللہ تعالےٰ کی طرف جھکنے والا)
(وَسِعَ) وَسِعَ، يَسَعُ، سَعَةٌ (س، ح) کشادہ ہونا، احاطہ کرنا۔

(سُلْطَانًا) سَلِطَ، يَسْلَطُ، سَلَاطَةٌ وسُلُوْطَةٌ (س) سخت ہونا۔ (سُلْطَانًا = دلیل، بادشاہ، غلبہ، قدرت)۔
(يَلْبِسُوْا) لَبَسَ، يَلْبِسُ، لَبْسٌ (ض) مخلوط کرنا، الجھا دینا۔

تفسیر اوپر کی آیات میں اللہ تعالےٰ نے شرک کی تردید فرمائی۔ ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے شرک کی مزید تردید کرتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قصہ بیان فرمایا۔

آیات کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم بتوں کی، تاروں کی، چاند اور سورج کی پجاری تھی۔ وہ ان بتوں، تاروں، چاند اور سورج کو ہی سب کچھ سمجھے بیٹھی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد آزر بھی اپنی قوم کے ساتھ اس شرک میں مبتلا تھے اللہ تعالےٰ نے اس قوم کی اصلاح کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً) اور اے لوگو، اس وقت کو یاد کرو جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا؛ کیا آپ بتوں کو الٰہ مانتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ سوال اپنے باپ سے بطور اظہار تعجب تھا ان کے سوال کا مقصد یہ تھا کہ بت بے جان ہیں اور جن بزرگوں کی یہ شکلیں ہیں وہ بے بس انسان تھے جو مر گئے۔ وہ اپنی موت وزیست کے بھی مالک نہیں تھے پھر ان کو الٰہ معبود و مشکل کشا سمجھنا حیرت انگیز اور تعجب خیز ہے پھر انہوں نے اپنے باپ سے کہا! (اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ) میں تو آپ کو اور آپ کی قوم کو دیکھتا ہوں کہ صریح گمراہی میں مبتلا ہیں۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس سوال کے جواب میں ان لوگوں کے پاس کوئی دلیل نہیں تھی۔ انہوں نے جو کچھ جواب دیا وہ محض کورانہ تقلید تھی اور تقلید پر وہ تکیہ کئے بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے کہا:۔

قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ○ (الانبیاء - ۵۳)
انہوں نے کہا ہم نے اپنے آباء واجداد کو ان کی عبادت کرتے پایا۔

ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا:۔

قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ (الانبیاء - ۵۴)
(ابراہیم نے) کہا تم اور تمہارے آباء واجداد کھلی گمراہی میں تھے۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام توحید کا ایک روشن مینار تھے۔ اللہ تعالےٰ نے انہیں صحیح راستہ دکھا دیا تھا اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ اور اس سے پہلے ہم نے ابراہیم کو ہدایت سے

قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ۝ (الانبیآء - ۵۱)

سرفراز فرمایا تھا اور ہم ان سے خوب واقف تھے۔

آگے فرمایا (وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ) اور اے رسول، اسی طرح ہم نے ان کو آسمانوں کی اور زمین کی عظیم الشان بادشاہت کی سیر بھی کرائی تاکہ انہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور توحید پر صرف علم الیقین ہی نہ ہو بلکہ عین الیقین بھی ہو جائے (فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا) پھر ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ دوران تبلیغ جب ان پر رات چھا گئی اور انہیں ایک تارا نظر آیا تو (قَالَ هٰذَا رَبِّيْ) اپنی قوم سے کہنے لگے یہ ہے میرا رب؟ (فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ) پھر جب وہ غروب ہو گیا تو کہنے لگے میں غروب ہو جانے والوں کو پسند نہیں کرتا کہ انہیں الٰہ قرار دوں (فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا) پھر جب انہوں نے چاند کو طلوع ہوتے دیکھا تو (قَالَ هٰذَا رَبِّيْ) پوچھا! یہ ہے میرا رب؟ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ) پھر جب وہ بھی غروب ہو گیا تو قوم سے فرمایا کہ اگر میرا رب مجھے ہدایت نہ دیتا تو میں بھی گمراہ لوگوں میں سے ہو جاتا اور ان زوال پذیر اشیاء کو الٰہ بنا لیتا (فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً) پھر جب انہوں نے سورج کو طلوع ہوتے دیکھا تو (قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ) قوم سے پوچھا! یہ تو ان سب سے بڑا ہے تو کیا یہ ہے میرا رب؟ (فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ) پھر جب وہ بھی غروب ہو گیا تو انہوں نے کہا! اے میری قوم، جو شرک تم کر رہے ہو میں اس سے بیزار ہوں۔ تم تو زوال پذیر اشیاء کو الٰہ بنا بیٹھے ہو حالانکہ الٰہ وہی ہو سکتا ہے جو باکمال ہو۔ جسے زوال کبھی نہ آئے۔ جو زوال جیسی کمزوری سے پاک و مبرا ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ (صحیح بخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ السلام المؤمن (جزء ۹ ص ۱۲۲) و صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب التشہد فی الصلوٰۃ جزء اول ص ۱۷۴)

بے شک اللہ سلامت رہنے والا، لازوال اور بے عیب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝

اور (اے رسول) اللہ کے ساتھ اور کسی (خود ساختہ) الٰہ کو نہ پکاریئے۔ اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، ہر چیز فنا ہونے والی ہے سوائے اس کے

(القصص - ۸۸) چہرہ کے، حکم اسی کا (چلتا) ہے اور اسی کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے۔

توحید کے ان دلائل کے بعد ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا (اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ) میں نے تو یکسو ہو کر اپنے چہرے کو صرف اس ہستی کی طرف موڑ دیا ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا ہے میں تو بس اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں اور میں (تمہاری طرح) مشرک نہیں ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسروں کو بھی رب بنا لوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِیَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ۔ (اٰل عمرٰن - ۲۰) پھر (اے رسول) اگر یہ لوگ آپ سے جھگڑیں (اور بحث و مباحثہ کریں) تو آپ کہہ دیجئے کہ میں اور میری اتباع کرنے والوں نے۔ تو اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا ہے۔

آگے فرمایا (وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ) ابراہیم علیہ السلام کے ان دلائل کو سن کر ان کی قوم ان سے جھگڑنے اور بحث و مباحثہ کرنے لگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِیْنَ۔ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِیْ فَطَرَهُنَّ وَاَنَا عَلٰی ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ۔ (الانبیاء - ۵۴-۵۶) (ابراہیم نے) کہا تم اور تمہارے آباء و اجداد کھلی گمراہی میں تھے۔ وہ کہنے لگے کیا تم واقعی ہمارے پاس حق لے کر آئے ہو یا یونہی ہنسی دل لگی کر رہے ہو۔ (ابراہیم نے) کہا (یہ تمہارے رب نہیں ہیں) بلکہ تمہارا رب تو وہ ہے جو آسمانوں کا اور زمین کا رب ہے جس نے ان کو پیدا کیا ہے اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں۔

(قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّیْ فِی اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ) ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے میری قوم کیا تم مجھ سے اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں جھگڑتے ہو۔ کیا اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور توحید میں بھی کسی کو اختلاف ہو سکتا ہے بہرحال اگر تمہیں اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور توحید میں کسی قسم کا شبہ ہے اور تم گمراہی میں رہنا چاہتے ہو تو تم جانو، مجھے تو اللہ تعالیٰ نے سیدھا راستہ دکھا دیا ہے۔ میں اس کے بتائے ہوئے راستہ کو چھوڑ نہیں سکتا خواہ تم مجھے اپنے معبودوں سے کتنا ہی ڈراؤ (وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖ) میں تمہارے معبودوں سے جن کو تم اللہ تعالیٰ کا شریک بناتے ہو بالکل نہیں ڈرتا، وہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے (اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ رَبِّیْ شَیْـًٔا) مگر یہ کہ میرا رب ہی مجھے کچھ نقصان پہنچانا چاہے تو وہ پہنچا سکتا ہے (وَسِعَ رَبِّیْ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا) علم کے لحاظ سے میرا رب ہر چیز کو

گھیرے ہوئے ہے، تمہارے شریک تو کچھ بھی نہیں جانتے (اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ) تو پھر کیا وجہ ہے کہ تم نصیحت حاصل نہیں کرتے اور اتنے بے خبر معبودوں کو اپنا رب بنائے بیٹھے ہو (وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ) اور اے میری قوم، میں ان معبودوں سے جن کو تم نے اللہ تعالیٰ کا شریک بنا رکھا ہے کیسے ڈر سکتا ہوں جبکہ میں جانتا ہوں کہ ان میں نفع نقصان پہنچانے کی قدرت نہیں، (وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا) ڈرنا تو تمہیں چاہیے لیکن تم تو ڈرتے نہیں کہ تم نے ان معبودوں کو ایسی حالت میں اللہ تعالےٰ کا شریک بنا رکھا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس سلسلہ میں تم پر کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی (فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ) تو اگر تمہیں علم ہے تو تم ہی غور کر کے انصاف سے بتاؤ کہ دونوں جماعتوں میں سے کون امن کا زیادہ حق دار ہے۔ ظاہر ہے کہ وہی جماعت زیادہ حق دار ہے جس کا محافظ اور کارساز قادر مطلق معبود ہو نہ کہ وہ جس کے محافظ ایسے معبود ہوں جن کو ذرا سی بھی قدرت حاصل نہیں۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قصہ کے ضمن میں اللہ تعالےٰ نے ایمان کا وہ اٹل قانون بیان فرمایا جس کے بغیر نہ ہدایت مل سکتی ہے اور نہ عذاب الٰہی سے امن حاصل ہو سکتا ہے۔ محض ایمان کا دعویٰ کافی نہیں جب تک اس دعوے کے ساتھ ایمان کا تقاضا پورا نہ ہو۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ) جو لوگ ایمان لائے پھر انہوں نے اپنے ایمان میں ظلم کی آمیزش نہیں کی تو ایسے ہی لوگوں کے لئے امن ہے اور یہی لوگ ہدایت یاب ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:۔

لَمَّا نَزَلَتْ: اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ (وَفِيْ رِوَايَةٍ شَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ) قَالَ اَصْحٰبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ (وَفِيْ رِوَايَةٍ اَيُّنَا لَمْ يَلْبِسْ اِيْمَانَهٗ بِظُلْمٍ) فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (قَالَ لَيْسَ كَمَا تَقُوْلُوْنَ لَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ بِشِرْكٍ اَوَلَمْ تَسْمَعُوْٓا اِلٰى قَوْلِ لُقْمٰنَ لِابْنِهٖ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (صحیح بخاری

جب یہ آیت: اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ (جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان میں ظلم کی آمیزش نہیں کی) اتری تو مسلمین پر اس آیت کا مضمون بہت شاق گذرا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے کہا! اے اللہ کے رسول، ہم میں سے کون ہے جس نے اپنے نفس پر ظلم نہیں کیا ہم میں سے کون ہے جس نے اپنے ایمان میں ظلم کی آمیزش نہیں کی؟ اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی: اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ۔ بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! جو بات

کتاب الایمان باب ظلم دون ظلم
جزء اول ص۱۵ وکتاب بدء الخلق باب
قول اللہ تعالیٰ واتخذ اللہ ابرٰھیم خلیلا
جزء ۴ ص۱۷۱) وباب قول اللہ تعالےٰ:
ولقد اتینا لقمٰن الحکمۃ ان اشکر
للہ جزء ۴ ص۱۹۸ وکتاب استتابۃ
المرتدین باب قول اللہ تعالیٰ ان الشرک
لظلم عظیم جزء ۹ ص۱۷ وروی مسلم
نحوہ فی کتاب الایمان باب صدق
الایمان واخلاصہ جزء اول ص۶۲)

تم سمجھ رہے ہو وہ بات نہیں ہے ۔ اپنے ایمان میں ظلم کی آمیزش نہیں کی اس میں ظلم سے مراد شرک ہے۔ کیا تم نے لقمٰن کا قول نہیں سُنا جب وہ اپنے بیٹے سے کہہ رہے تھے: اے میرے بیٹے اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

مندرجہ بالا حدیث سے ثابت ہوا کہ آیت زیر تفسیر میں ظلم سے مراد گناہ نہیں بلکہ شرک ہے۔ صحابہ کرام ظلم سے مراد گناہ سمجھے اور کیونکہ گناہ سے بالکل پاک تو کوئی بھی نہیں لہٰذا انہوں نے سمجھا کہ کوئی مؤمن بھی نہ امن میں ہوگا اور نہ ہدایت یاب ۔ یہ مفہوم ان پر بہت گراں گذرا اور وہ بہت پریشان ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی آیت سنا کر ان کی تسلی کر دی۔

آیت زیر تفسیر کا خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور پھر کسی قسم کا شرک نہیں کیا وہی اللہ تعالےٰ کے عذاب سے مامون ہیں اور وہی ہدایت یاب ہیں اور جو لوگ ایمان لا کر شرک بھی کرتے رہتے ہیں ان کا ایمان ہی صحیح نہیں ۔ ایمان تو دراصل توحید کا نام ہے اور جس نے توحید ہی کو خراب کر دیا تو اس نے اپنے ایمان کو خراب کر دیا لہٰذا نہ اُسے قیامت کے روز امن نصیب ہوگا اور نہ دنیا میں وہ ہدایت یاب ہوگا ۔ اللہ تعالیٰ کو ایسا ایمان مطلوب نہیں جس میں شرک کی ملاوٹ ہو۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ بعض لوگ ایسے بھی ہو سکتے ہیں جو ایمان لا کر بھی شرک کرتے رہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ

اور ان میں زیادہ تر ایسے لوگ ہیں جو ایمان لانے کے باوجود بھی مشرک ہی رہتے ہیں۔

(یوسف - ۱۰۶)

الغرض شرک نہ ہو تو نجات کی امید ہے شرک ہو تو نجات کی کوئی امید نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

مَنْ لَقِيَ اللَّهَ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ (صحیح بخاری کتاب العلم

جو شخص اللہ سے اس حال میں ملے کہ اس نے اللہ کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہ کیا ہو

باب من خص بالعلم قوما دون قوم
عن معاذؓ جزء اول ص۴۲)

وہ جنت میں داخل ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

مَنْ لَقِيَ اللّٰهَ لَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ لَقِيَ اللّٰهَ يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب من مات لا یشرک باللہ شیئاً عن جابرؓ جزء اول ص۵۲)

جو شخص اللہ سے اس حال میں ملے کہ اس نے اللہ کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہ کیا ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو شخص اللہ سے اس حالت میں ملے کہ اس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا ہو تو وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔

عمل

اے لوگو، فنا ہو جانے والی اور زوال پذیر اشیاء کی عبادت نہ کیجئے۔ نہ انہیں مدد کے لئے پکاریئے۔

اے لوگو، صرف اللہ تعالےٰ سے لو لگایئے جو آسمانوں کا اور زمین کا خالق ہے۔ جو خالق نہیں اس سے لو لگانا شرک ہے۔

اے لوگو، اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہئے۔ معبودان باطل سے نہ ڈریئے۔ وہ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ معبودان باطل کو کسی چیز کا ذاتی علم نہیں۔ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا ذاتی علم ہے۔

اے ایمان والو، ایمان لانے کے بعد شرک نہ کیجئے ورنہ آپ کا ایمان لایعنی ہوگا۔ شرک کی ذرا سی بھی ملاوٹ آپ کے ایمان کو خراب کر دے گی پھر نہ آپ عذاب الٰہی سے مامون ہوں گے اور نہ ہدایت ہی پر قائم رہیں گے۔

وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ
عَلٰى قَوْمِهٖ ۭ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ
مَّنْ نَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ
عَلِيْمٌ ﴿۸۳﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ
وَيَعْقُوْبَ ۭ كُلًّا هَدَيْنَا
وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَ
مِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ
وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى
وَهٰرُوْنَ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى
وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ۭ كُلٌّ مِّنَ
الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَاِسْمٰعِيْلَ وَ
الْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ۭ وَكُلًّا
فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَ
مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَ
اِخْوَانِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ
اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۸۸﴾ ذٰلِكَ
هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ

مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَلَوْ
اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا
كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۹﴾ اُولٰٓئِكَ
الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ
وَالنُّبُوَّةَ، فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا
هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا
لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ﴿۹۰﴾ اُولٰٓئِكَ
الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ
اقْتَدِهْ، قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ

عَلَيْهِ أَجْرًا إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٰى
لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَمَا قَدَرُوا
اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ إِذْ قَالُوْا
مَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ
شَيْءٍ ۗ قُلْ مَنْ أَنْزَلَ الْكِتٰبَ
الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا
وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ
قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ
كَثِيْرًا ۚ وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا

أَنتُمْ وَلَآ ءَابَآؤُكُمْ قُلِ ٱللَّهُ
ثُمَّ ذَرْهُمْ فِى خَوْضِهِمْ
يَلْعَبُونَ ﴿۹۲﴾ وَهَٰذَا كِتَٰبٌ
أَنزَلْنَٰهُ مُبَارَكٌ مُّصَدِّقُ
ٱلَّذِى بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنذِرَ
أُمَّ ٱلْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا
وَٱلَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِٱلْءَاخِرَةِ
يُؤْمِنُونَ بِهِۦ وَهُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ
يُحَافِظُونَ ﴿۹۳﴾

ترجمہ (شرک کی تردید میں اجرام فلکی کے زوال اور شرک کے لئے بے ثبوت ہونے سے استدلال کرنا) یہ ہماری دلیل تھی جو ہم نے ابراہیم کو ان کی قوم کے مقابلہ میں عطاء فرمائی تھی، ہم جس کے چاہتے ہیں مرتبے بلند کر دیتے ہیں۔ (اور اے رسول) آپ کا رب (ہر کام اپنی حکمت اور اپنے علم سے کرتا ہے، وہ) حکمت والا اور علم والا ہے (۸۳) ہم نے ابراہیم کو اسحٰق اور یعقوب عطاء فرمائے، ہم نے (ان) سب کو ہدایت بخشی اور (ان سے) پہلے ہم نے نوح کو بھی ہدایت بخشی تھی اور ان کی اولاد میں سے داؤد، سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ اور ہارون کو بھی ہدایت بخشی تھی اور ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح (اچھا) بدلا دیا کرتے ہیں (۸۴) اور (ہم نے) زکریا، یحییٰ، عیسیٰ اور الیاس کو بھی (ہدایت بخشی تھی) یہ سب صالحین میں سے تھے (۸۵) اور ہم نے اسمٰعیل، الیسع، یونس، اور لوط کو بھی (ہدایت بخشی تھی) اور ان سب کو تمام عالم پر فضیلت بھی بخشی تھی (۸۶) اور ان کے آباء و اجداد، ان کی اولاد اور ان کے بھائیوں میں سے بھی بعض کو (ہدایت بخشی تھی، بعض کو نبوت کے لئے بھی) منتخب فرمایا تھا اور صراط مستقیم کی طرف ان کی رہنمائی بھی کی تھی (۸۷) یہ اللہ کی ہدایت ہے (جو نبیوں کے ذریعہ اس کے بندوں تک پہنچتی ہے)، اللہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کے ذریعہ ہدایت بخشتا ہے (اور شرک سے بچا لیتا ہے) اور اگر یہ (انبیاء) بھی شرک کرتے تو ان کے تمام اعمال ضائع ہو جاتے (۸۸) یہ وہ لوگ تھے جن کو ہم نے کتاب، حکم اور نبوت دی تھی تو (اے رسول) اگر یہ کفار (انبیاء کی لائی ہوئی) ہدایت کا انکار کریں تو اس پر (ایمان لانے کے لئے) ہم نے ایسے لوگ مقرر کر رکھے ہیں جو اس کا کبھی انکار نہیں کریں گے (۸۹) یہ انبیاء تو وہ تھے کہ جن کو اللہ نے ہدایت دی تھی، (اے رسول) آپ بھی انہی کی ہدایت کی پیروی کیجئے (اور ان کفار سے) کہہ دیجئے کہ (میں اسی ہدایت کی تم کو تبلیغ کرتا ہوں اور) تم سے اس (تبلیغ) کی کوئی اجرت (بھی) طلب نہیں کرتا (خبردار ہو جاؤ) یہ ہدایت تمام عالم کے لئے نصیحت ہے (۹۰) ان (یہودیوں) نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسا کہ قدر کرنے کا حق تھا جبکہ انہوں نے یہ کہا کہ اللہ نے کسی انسان پر (کبھی بھی) کوئی کتاب نازل نہیں کی، (اے رسول، آپ ان سے) پوچھئے وہ کتاب کس نے نازل کی تھی جس کو موسیٰ لے کر آئے تھے، جو لوگوں کے لئے نور اور ہدایت تھی جس کے تم نے علیحدہ علیحدہ ورق کر رکھے ہیں، ان میں سے چند کو تو تم ظاہر کرتے ہو اور بہت سوں کو چھپا رکھا ہے (اسی کے ذریعہ) تم کو وہ وہ باتیں سکھائی گئی ہیں جن کو نہ تم جانتے تھے اور نہ تمہارے آباء و اجداد، (اے رسول) کہہ دیجئے (کہ اس کتاب کو) اللہ ہی نے (ایک انسان پر نازل کیا تھا تو کیا وہ اب ایسا نہیں کر سکتا، ضرور کر سکتا ہے، اے رسول یہ کہنے کے بعد) پھر آپ انہیں چھوڑ دیجئے کہ اپنی نکتہ چینی میں کھیلتے رہیں (۹۱) (توریت جیسی) یہ بھی ایک کتاب ہے جو ہم نے نازل کی ہے (جو بڑی) بابرکت ہے اور پہلی کتابوں کی تصدیق بھی کرتی ہے (یہ

اس لئے نازل کی گئی ہے کہ) آپ مکہ اور اس کے اردگرد (دنیا کی) تمام بستیوں کو ڈرائیں، اور (اے رسول) جو لوگ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ اس کتاب پر بھی ایمان لے آتے ہیں اور (پھر) وہ اپنی نماز کی حفاظت بھی کرتے ہیں ۹۲

معانی و مصادر (حُجَّةٌ) حَجَّ، یَحُجُّ، حَجٌّ (ن) قصد کرنا، دلیل میں غالب آنا (حُجَّةٌ: دلیل)۔ (حَبِطَ) حَبِطَ، یَحْبَطُ، حَبْطٌ وحُبُوْطٌ (س) رائگاں ہونا۔

تفسیر اوپر ذکر تھا کہ ابراہیم علیہ السلام نے کس طرح اپنی قوم کو سمجھایا، کن دلائل سے ان کے شرک پر ضرب کاری لگائی۔ ابراہیم علیہ السلام نے معبودان باطل کے مٹ جانے یا زوال پذیر ہونے سے ان پر حجت قائم کی۔ انہوں نے کہا جو ہستی مٹ جانے والی ہو یا زوال پذیر ہو وہ الٰہ نہیں ہو سکتی۔ اس کو پکارنا یا اس کی عبادت اور نذر و نیاز کرنا لغو ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ) اور (اے رسول) توحید کی یہ دلیل جو ابراہیم علیہ السلام نے دی ہم نے ان کو بتائی تھی تاکہ وہ اس کے ذریعہ اپنی قوم پر حجت قائم کریں (نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ) ہم جس کے چاہتے ہیں مرتبے بلند کر دیتے ہیں اور اے رسول مرتبے کا بلند کر دینا یونہی نہیں ہوتا بلکہ علم و حکمت کی بنیاد پر ہوتا ہے (اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ) بے شک آپ کا رب حکمت والا اور علم والا ہے۔ اس نے علم و حکمت ہی کی بنیاد پر ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مرتبے بلند کئے ہیں (وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ) اور اے رسول، ہم نے ابراہیم کو اسحٰق اور یعقوب عطاء فرمائے (كُلًّا هَدَيْنَا) ہم نے ان سب کو ہدایت دی تھی (وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ) اور ان سے پہلے نوح کو بھی ہدایت دی تھی (وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ) اور ان کی اولاد میں سے داؤد، سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ اور ہارون کو بھی ہدایت دی تھی (وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ) اور اے رسول، نیکی کرنے والوں کو ہم اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔ ان انبیاء علیہم السلام نے نیکیاں کیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کو منزل مقصود تک پہنچا دیا اور وہ کامیاب ہو گئے۔ اسی طرح کوئی اور بھی نیکیاں کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ اُسے منزل مقصود تک پہنچا دیگا اور وہ کامیاب و کامران ہوگا (وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ) اور اے رسول ہم نے زکریا، یحییٰ، عیسیٰ اور الیاس کو بھی ہدایت دی (كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ) یہ سب صالحین میں سے ہیں (وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا) اور ہم نے اسمٰعیل، الیسع، یونس اور لوط کو بھی ہدایت دی تھی (وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ) اور ان سب کو ہم نے تمام عالم پر فضیلت بخشی تھی (وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ) اور ان کے آباء و اجداد، ان کی اولاد اور ان کے بھائیوں سے بھی بعض کو ہدایت بخشی تھی (وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ) اور بعض کو نبوت کے لئے منتخب فرمایا تھا اور صراط مستقیم کی طرف ان کی رہنمائی کی تھی (ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ

یہ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ) یہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے جو نبیوں کے ذریعہ انسانوں تک پہنچتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس ہدایت کے ذریعہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے ہدایت بخشتا ہے۔ انکو صحیح راستہ پر چلاکر منزل مقصود تک پہنچا دیتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام شرک نہیں کرتے، وہ شرک سے بیزار ہوتے ہیں (وَلَوْ اَشْرَکُوْا لَحَبِطَ عَنْھُمْ مَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ) اور اگر وہ شرک کرتے تو ان کے بھی اعمال ضائع ہوجاتے۔ شرک کی موجودگی میں کوئی عمل کسی سے بھی مقبول نہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْکَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ وَ لَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۔

(الزمر۔ ۶۵)

اور (اے رسول) آپ کی طرف اور آپ سے پہلے جو رسول (بھیجے گئے ہیں) ان کی طرف یہی وحی کی گئی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے سارے اعمال برباد ہوجائیں گے اور تم یقیناً نقصان اٹھاؤ گے۔

آگے فرمایا (اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحُکْمَ وَالنُّبُوَّۃَ) یہ انبیاء ایسے لوگ تھے کہ ہم نے ان کو کتاب حکم اور نبوت عطاء فرمائی تھی کتاب سے مراد اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت ہے جو کتابی شکل میں نازل ہوتی رہی۔ حکم سے مراد حکمت اور حکومت دونوں ہوسکتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَقَدْ اٰتَیْنَآ اٰلَ اِبْرٰھِیْمَ الْکِتٰبَ وَ الْحِکْمَۃَ وَاٰتَیْنٰھُمْ مُّلْکًا عَظِیْمًا ۝

(النسآء۔ ۵۴)

(اس میں تعجب کی کونسی بات ہے) ہم نے (اپنے فضل سے پہلے بھی) آل ابراہیم کو کتاب و حکمت اور عظیم بادشاہت عطاء کی تھی (اور اب بھی انہی کو عطاء کی ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّہٗٓ اٰتَیْنٰہُ حُکْمًا وَّ عِلْمًا وَکَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۝

(یوسف۔ ۲۲)

الغرض جب یوسفؑ جوان ہوئے تو ہم نے ان کو حکمت اور علم سے بہرہ مند فرمایا اور نیکی کرنے والوں کو ہم اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔

اس آیت میں حکم سے مراد حکمت ہی ہوسکتی ہے۔ الغرض اللہ تعالےٰ نے انبیاء علیہم السلام کو کتاب اور نبوت عطاء فرمائی اور حکمت یا حکومت یا دونوں چیزیں عطاء فرمائیں۔

آگے فرمایا (فَاِنْ یَّکْفُرْ بِھَا ھٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَکَّلْنَا بِھَا قَوْمًا لَّیْسُوْا بِھَا بِکٰفِرِیْنَ) اور اے رسول، اگر یہ کفار اس ہدایت کا انکار کریں جو انبیاء کے ذریعہ آتی رہی ہے تو اس پر ایمان لانے کے لئے ہم نے ایسے آدمی متعین کر رکھے ہیں جو کبھی بھی اس کا انکار نہیں کریں گے۔ وہ فوراً اس پر ایمان

لے آئیں گے مثلاً مہاجرین، انصار اور ان کی پیروی کرنے والے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (التوبۃ ۔ ۱۰۰)

اور (اے رسول) جن لوگوں نے مہاجرین اور انصار میں سے (ایمان لانے میں) سبقت اور پہل کی اور وہ لوگ جنہوں نے بحسن و خوبی ان کی پیروی کی ان (سب) سے اللہ راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں، اللہ نے ان کے لئے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے (اور) یہ (بہت) بڑی کامیابی ہے۔

آگے فرمایا (اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ) یہ وہ لوگ تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی تھی یعنی ان تمام نبیوں کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دے کر منزل مقصود پر پہنچایا تھا۔ کامیابی اور کامرانی سے سرفراز فرمایا تھا اور اے رسول، آپ بھی انہی کی ہدایت کی پیروی کیجئے (قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا) اور ان کفار سے کہہ دیجئے کہ میں تم سے پیغام ربانی کی تبلیغ کی کوئی اجرت طلب نہیں کرتا (اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ) یہ پیغام ربانی یہ ہدایت آسمانی یعنی یہ قرآن مجید تو تمام عالم کے لئے نصیحت ہے اور بے اجرت سب کے لئے نصیحت ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے کہ اس نے بغیر کسی اجرت اور طلب کے خود ہی تمام عالم کی ہدایت کا اہتمام فرمایا۔ اس کے لئے تو اللہ تعالیٰ کا بڑا ممنون ہونا چاہئے اور اس کی نعمت کی قدر کرنی چاہیے (وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ) انہوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسا کہ قدر کرنے کا حق ہے (اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ) جب کہ انہوں نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی انسان پر کبھی کوئی چیز نہیں اتاری تو انہوں نے نہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی نصیحت کی قدردانی نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ کی بھی قدر نہیں کی جیسا کہ اس کی قدردانی کرنے کا حق تھا۔ اللہ تعالیٰ کی قدردانی کا حق یہ تھا کہ اس کی بھیجی ہوئی ہدایت کی قدردانی کرتے۔ اس کو تسلیم کرتے، اس پر عمل کرتے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے کہ اس نے ہدایت نامہ بھیج کر دین و دنیا کی سعادتوں سے انہیں بہرہ ور فرمایا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا (قُلْ) اے رسول، یہ جو کہہ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی انسان پر کوئی کتاب نہیں اتاری تو ان سے پوچھیے (مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا) کہ وہ کتاب جس کو موسیٰ (علیہ السلام) لے کر آئے تھے وہ کس نے اتاری تھی جو لوگوں کے لئے نور اور ہدایت تھی اور جس کے تم نے علیحدہ علیحدہ ورق کر رکھے ہیں ان میں سے بعض کو ظاہر کرتے ہو اور بہت سے اوراق کو تم نے چھپا رکھا ہے۔ کیا اتنی کھلی حقیقت کا انکار کر

رہے ہو۔ توریت کا تمہارے پاس موجود ہونا تمہارے اس قول کی کہ اللہ تعالےٰ نے کبھی کوئی کتاب نہیں اتاری کھلی تردید ہے (وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ) اسی کتاب کے ذریعہ تم کو وہ باتیں سکھائی گئیں جن کو نہ تم جانتے تھے اور نہ تمہارے آباء واجداد جانتے تھے۔ تمہارے علوم کا ماخذ وہ کتاب ہے۔ بتاؤ وہ کتاب کس نے اتاری تھی (قُلِ اللّٰهُ) اے رسول، یہ کیا جواب دیں گے؟ آپ ہی کہہ دیجئے کہ وہ کتاب اللہ تعالےٰ نے اتاری تھی۔ موسیٰ علیہ السلام جن پر وہ کتاب اتاری گئی تھی آخر انسان ہی تو تھے تو پھر اے اہل کتاب تمہارا یہ کہنا کہ اللہ تعالےٰ نے کبھی کسی انسان پر کوئی کتاب نہیں اتاری کس حد تک صحیح ہے؟ اگر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کتاب اتر سکتی ہے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اتر سکتی ہے۔ آخر اس میں تعجب کی کیا بات (ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ) اے رسول یہ بتانے کے بعد کہ توریت اللہ تعالےٰ نے اتاری پھر آپ انہیں چھوڑ دیجئے کہ اپنی نکتہ چینیوں اور اعتراضات برائے اعتراضات میں کھیلتے رہیں۔ یہ لوگ ماننے والے نہیں ہیں۔ غور و خوض کر کے پھر کوئی نیا اعتراض لے کر آئیں گے لہٰذا ان سے اعراض کرنا ہی بہتر ہے (وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا) اور اے رسول، یہ برکت والی کتاب ہم نے آپ پر اتاری ہے جس طرح موسیٰ (علیہ السلام) پر توریت اتاری تھی۔ یہ کتاب توریت اور دیگر کتابیں جو اس سے پہلے آچکی ہیں ان کی تصدیق بھی کرتی ہے اور اس کے اتارنے کا مقصد یہ ہے کہ اس کے ذریعہ آپ مکہ اور اس کے اردگرد (دنیا) کی تمام بستیوں کے رہنے والوں کو ڈرائیں کہ اگر وہ اس کتاب پر ایمان نہیں لائے تو عذاب الٰہی میں گرفتار ہوں۔ ایک دن آنے والا ہے جس دن وہ سب اپنے خالق کے سامنے پیش ہوں گے اور اپنے اپنے اعمال کے مطابق سزا و جزا پائیں گے۔ انہیں چاہیئے کہ اس دن پر ایمان لائیں اور اس دن کے عذاب سے بچنے کی فکر کریں (وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ) اور اے رسول یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جو لوگ آخرت یعنی موت کے بعد آنے والی دوسری زندگی پر ایمان لے آتے ہیں وہ اس کتاب قرآن مجید پر ایمان لے آتے ہیں اور اپنی نماز کی بھی حفاظت کرتے ہیں۔ انہیں آخرت کے عذاب کا کھٹکا لگا رہتا ہے لہٰذا وہ ایمان بھی لاتے ہیں اور نمازوں کی محافظت بھی کرتے ہیں۔ ایمان بالآخرت کا تقاضا قرآن مجید پر ایمان لانا اور نمازوں کی محافظت کرنا ہے گویا قرآن مجید پر ایمان لانا اور نمازوں کی محافظت کرنا قیامت پر ایمان رکھنے کی علامت ہے۔ قرآن مجید کا انکار اور نمازوں کی محافظت وہی نہیں کرتا جس کا قیامت پر ایمان نہیں ہوتا۔

عمل

اے لوگو، اس بات پر یقین رکھیئے کہ انبیاء علیہم السلام کو جو ہدایت ملتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے۔ وہی ان کو انسانوں کے لئے منتخب فرماتا ہے اور انہیں صراط مستقیم پر چلاتا ہے۔

اے لوگو، شرک ہرگز نہ کیجئے۔ شرک اتنی بری چیز ہے کہ اگر انبیاء علیہم السلام بھی شرک کرتے تو ان کے تمام اعمال صالحہ برباد ہو جاتے۔

اے لوگو، انبیاء علیہم السلام کے طریقہ پر آپ بھی چلتے رہیئے اور شرک سے کلیتاً اجتناب کیجئے۔

اے لوگو، قیامت کے دن پر پختہ ایمان رکھیئے اور اس برکت والی کتاب قرآن مجید پر ایمان لا کر اپنی نمازوں کی محافظت کیجئے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى
اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَ
لَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّمَنْ قَالَ
سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ،
وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ
غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ
بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْٓا
اَنْفُسَكُمْ، اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ
عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ

تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ
وَكُنتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ ﴿٩٣﴾
وَلَقَدْ جِئْتُمُونَا فُرَادَىٰ كَمَا
خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَتَرَكْتُم
مَا خَوَّلْنَاكُمْ وَرَاءَ ظُهُورِكُمْ
وَمَا نَرَىٰ مَعَكُمْ شُفَعَاءَكُمُ
الَّذِينَ زَعَمْتُمْ أَنَّهُمْ فِيكُمْ
شُرَكَاءُ ۚ لَقَد تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ
وَضَلَّ عَنكُم مَّا كُنتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿٩٤﴾

ترجمہ اور اس سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ افتراء کرے یا یہ کہے کہ مجھ پر وحی آرہی ہے حالانکہ اس پر کسی چیز کی بھی وحی نہ کی گئی ہو اور جو یہ کہے کہ جو کتاب اللہ نے نازل کی ہے اس جیسی کتاب میں بھی بنا سکتا ہوں اور (اے رسول) اگر آپ ان ظالموں کو دیکھیں جب یہ موت کی جان کنی میں مبتلا ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ پھیلا کر (ان سے کہہ رہے ہوں گے) اپنی جانوں کو نکالو، آج تمہیں ذلت کے عذاب میں مبتلا کیا جائیگا اس لئے کہ تم اللہ کی طرف جھوٹ بات منسوب کرتے تھے اور اس کی آیتوں (کو سنکر) تکبر (سے انکار) کیا کرتے تھے (۹۳) اور (جب قیامت کے دن ظالموں سے کہا جائیگا آج) تم ہمارے پاس اکیلے اکیلے آئے ہو جس طرح ہم نے تم کو پہلی مرتبہ اکیلے اکیلے پیدا کیا تھا اور جو (مال و متاع) ہم نے تم کو دیا تھا اس کو اپنے پیچھے چھوڑ آئے ہو اور (آج) ہم تمہارے ساتھ ان سفارش کرنے والوں کو نہیں دیکھتے جن کے متعلق تمہیں دعویٰ تھا کہ وہ تم لوگوں میں (نفع و نقصان پہنچانے کے لحاظ سے ہمارے) شریک تھے، (آج) تمہارے آپس کے تمام تعلقات منقطع ہوگئے اور جو دعوی تم کیا کرتے تھے سب جاتے رہے (۹۴)

معانی و مصادر (غَمَرٰتِ) غَمَرَ، یَغْمُرُ، غَمْرٌ (ن) غالب آنا اور ڈھانک لینا۔
غَمِرَ، یَغْمَرُ، غَمَرٌ (س) بے ہوش ہونا (غَمَرٰت: غَمْرَۃٌ کی جمع، شدائد)
(بَاسِطُوْا) بَسَطَ، یَبْسُطُ، بَسْطٌ (ن) پھیلانا (بَاسِطُوْن = پھیلانے والے)
(اَلْهُوْنِ) هَانَ، یَهُوْنُ، هُوْنٌ وهَوَانٌ و مَهَانَةٌ (ن) ذلیل ہونا (هُوْن = ذلت)
(فُرَادٰی) فَرَدَ، یَفْرُدُ، فَرْدٌ و فُرُوْدٌ (ن، س، ك) ایک ہونا (فُرَادٰی = افراد، فرد کی جمع: اکیلے اکیلے)
(خَوَّلْنَا) خَوَّلَ، یُخَوِّلُ، تَخْوِیْلٌ (باب تفعیل) دینا۔

تفسیر اوپر ذکر تھا کہ اہل کتاب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کیا تھا اور اپنے انکار کی بنیاد اس دعوے پر رکھی تھی کہ اللہ تعالے نے کسی انسان پر کبھی کوئی کتاب نہیں اتاری۔ اللہ تعالے نے ان کے دعوے کی تردید کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن مجید کے نزول کو حق ثابت کیا پھر فرمایا (وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا) اور اے لوگو، اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ تعالے پر جھوٹ افتراء کرے اور یہ کہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے نبی بنا کر بھیجا ہے۔ (اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْهِ شَیْءٌ) یا یہ کہے کہ مجھ پر وحی کی گئی ہے حالانکہ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی بھی چیز وحی نہ کی گئی ہو (وَمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ) اور اے لوگو، اسی طرح اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو یہ دعوٰی کرے کہ جو کلام اللہ تعالے نے نازل فرمایا ہے ایسا تو میں بھی اتار سکتا ہوں یا ایسا تو میں بھی بنا سکتا ہوں حالانکہ وہ ایسا نہیں کر سکتا اور ہرگز نہیں کر سکتا۔ کافروں کے اس دعوے کو اللہ تعالے نے ایک اور جگہ بھی بیان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا قَالُوْا قَدْ (اور (اے رسول یہ کتنے ہٹ دھرم ہیں کہ)

سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ○
(الانفال - ۳۱)

جب ان کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتے ہیں ہم نے (یہ کلام) سن لیا، اگر ہم چاہیں تو ہم بھی اس جیسا (کلام) کہہ سکتے ہیں یہ ہے ہی کیا بس اگلے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں۔

کافروں کا یہ دعویٰ محض لفظی جمع خرچ تھا۔ وہ ایسا نہ کر سکے اور باوجود اسکے کہ ان کو چیلنج کیا گیا وہ ایسا نہ کر سکے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ○
(البقرة - ۲۳ و ۲۴)

اور اگر تم اس کتاب (کے سلسلہ) میں جو ہم نے اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل کی ہے، ہماری طرف سے ہونے میں) کچھ شک ہے تو اس کے مثل ایک سورت تم بھی (بنا) لاؤ اور اللہ کے علاوہ جو تمہارے (خیال میں) حاضر و ناظر ہیں ان کو بھی (اپنی مدد کے لئے) بلا لو، اگر تم (اس دعویٰ میں) سچے ہو (کہ یہ انسانی کلام ہے تو اس چیلنج کو قبول کرو اور یہ کام کر گذرو۔ پھر اگر تم ایسا نہ کر اور تم ہرگز ایسا نہ کر سکو گے تو پھر اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں (تمہیں رسول اور کتاب کے ساتھ کفر کرنے کی وجہ سے اس آگ میں ڈالا جائیگا اور) وہ کفر کرنے والوں کے لئے ہی تیار کی گئی ہے۔

الغرض جو شخص نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرے وہ بھی ظالم ہے اور جو شخص سچے نبی کے مقابلہ میں جھوٹا دعویٰ کرے کہ وہ بھی اس کلام کے مثل بنا سکتا ہے جو کلام کہ اس نبی پر نازل کیا گیا ہے تو وہ بھی ظالم ہے اور ان دونوں سے بڑا ظالم اور کون ہو سکتا ہے (وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ) اور اے رسول، اگر ان ظالموں کو آپ اس حالت میں دیکھیں جب یہ موت کے شدائد اور جان کنی میں مبتلا ہوں گے تو آپ دیکھیں گے کہ یہ بہت سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے اس وقت جان نکالنے والے فرشتے اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے ان سے کہہ رہے ہوں گے! اپنی جانوں کو نکالو (اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ) آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائیگا اس لئے کہ تم اللہ پر جھوٹ، افتراء کرتے تھے اور اس کی آیات سنکر تکبر

کفار نے اللہ تعالیٰ پر بہت سی افتراء پردازیاں کی تھیں۔ ان افتراء پردازیوں کا ذکر قرآن مجید میں جگہ جگہ ملتا ہے لیکن یہاں خصوصیت کے ساتھ اس افتراء پردازی کی طرف اشارہ ہے جو اوپر کی آیتوں میں گذر چکی ہیں یعنی اہل کتاب کا یہ کہنا کہ اللہ تعالےٰ نے کسی انسان پر کبھی کوئی چیز نہیں اتاری۔

(اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ) آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائیگا۔ اس آیت میں عذاب قبر کی طرف اشارہ ہے۔ الیوم سے مراد وہ دن ہے جس دن ان کی جان نکالی جاتی ہے اور وہی دن ہے جس دن انہیں قبر میں دفن کیا جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْعَبْدُ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِهٖ وَتُوُلِّیَ وَذَهَبَ اَصْحَابُهٗ حَتّٰی اِنَّهٗ لَیَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ اَتَاهُ مَلَكَانِ فَاَقْعَدَاهُ فَیَقُوْلَانِ لَهٗ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنَّهٗ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ فَیُقَالُ انْظُرْ اِلٰی مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ اَبْدَلَكَ اللّٰهُ بِهٖ مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیَرَاهُمَا جَمِیْعًا وَاَمَّا الْكَافِرُ اَوِ الْمُنَافِقُ فَیَقُوْلُ لَا اَدْرِیْ كُنْتُ اَقُوْلُ مَا یَقُوْلُ النَّاسُ فَیُقَالُ لَا دَرَیْتَ وَلَا تَلَیْتَ ثُمَّ یُضْرَبُ بِمِطْرَقَةٍ مِنْ حَدِیْدٍ ضَرْبَةً بَیْنَ اُذُنَیْهِ فَیَصِیْحُ صَیْحَةً یَسْمَعُهَا مَنْ یَلِیْهِ اِلَّا الثَّقَلَیْنِ (صحیح بخاری کتاب الجنائز باب المیت یسمع خفق النعال جزء ۲ صـ ۱۱۳)

جب بندہ اپنی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے اصحاب (اسے دفن کرکے) واپس لوٹتے ہیں تو ابھی وہ ان کی جوتیوں کی آواز سنتا ہوتا ہے کہ اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔ وہ اُسے بٹھاتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں کہ تم آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کیا کہتے ہو۔ وہ کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں (اور یہی میں ان کے متعلق اپنی زندگی میں کہتا تھا) پھر اس سے کہا جاتا ہے: دوزخ میں اپنے مقام کی طرف دیکھو، اللہ نے اس کے بدلہ میں تمہیں جنت کا مقام عطاء فرمایا ہے۔ پھر وہ دونوں مقامات کو اکٹھا دیکھتا ہے اور رہا کافر یا منافق تو وہ کہتا ہے مجھے کچھ نہیں معلوم (کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون تھے) میں تو وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے (یعنی لوگوں کے کہنے کے مطابق میں انہیں سچا نہیں سمجھتا تھا۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے: نہ تو نے خود سمجھا اور نہ تو نے پڑھا۔ پھر اس کو اس کے دونوں کانوں کے درمیان لوہے کے ہتھوڑے سے مارا جاتا ہے تو وہ ایک چیخ مارتا ہے۔ اس کی چیخ کو جو اس کے قریب ہوتے ہیں سب سنتے ہیں سوائے

جن وانس کے۔

(نوٹ :۔ عذاب قبر کے متعلق پوری تفصیل ہم انشاء اللہ العزیز سورۃ ابراہیم کی آیت ۲۷ کی تفسیر میں بیان کریں گے)

آگے فرمایا (وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ) یہ تو موت کے وقت کا حال ہے اور جب قیامت کا دن ہوگا تو ہم ان ظالموں سے کہیں گے! آج تم ہمارے پاس فرداً فرداً آئے ہو جس طرح فرداً فرداً تم پہلی مرتبہ پیدا کئے گئے تھے۔ نہ پیدائش کے وقت تمہارے ساتھ کوئی جمعیت تھی اور نہ آج تمہارے ساتھ کوئی جمعیت ہے کہ تمہاری مدد کر سکے (وَتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ) اور جو کچھ مال و دولت، ساز و سامان ہم نے تم کو دیا تھا وہ بھی تم اپنے پیچھے دنیا میں چھوڑ آئے کوئی چیز تمہارے ساتھ نہیں کہ تم اس پر بھروسہ کر سکو اور نجات کی امید رکھ سکو (وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا) اور نہ ہمیں تمہارے ساتھ تمہارے لئے وہ سفارش کرنے والے نظر آ رہے ہیں جن کے متعلق تمہارا دعویٰ تھا کہ وہ تم لوگوں میں نفع و نقصان پہنچانے کے لحاظ سے ہمارے شریک ہیں (لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ) تمہارے آپس کے تعلقات منقطع ہو گئے اور جو دعوے تم کیا کرتے تھے سب جاتے رہے۔

الغرض قیامت کے دن ظالموں کے لئے نجات کی کوئی صورت نہ ہوگی۔ نہ دنیا میں اللہ تعالےٰ کے علاوہ ان کا کوئی کارساز ہوگا۔ وہ شریک جن کو انہوں نے کارساز سمجھ رکھا تھا وہ کچھ کام نہ آ سکیں گے۔ کاش یہ لوگ دنیا کی زندگی میں اس بات کو سمجھ لیتے۔

آخرت میں کسی کے ساتھ کوئی جمعیت نہیں ہوگی۔ سب فرداً فرداً اللہ تعالےٰ کے سامنے پیش ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ۔ (مریم - ۹۵)

اور ان میں سے ہر ایک اللہ کے پاس تن تنہا آئے گا۔

تابع اور متبوع، مرید اور مرشد، مقلِد اور مقلَّد کے تمام تعلقات ٹوٹ جائیں گے۔ کوئی کام نہیں آ سکے گا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ۔ (البقرۃ - ۱۶۶)

جب متبوع اپنے تابعین سے بیزاری کا اظہار کریں گے (وہ وقت ایسا وقت ہوگا کہ) جب وہ عذاب کا مشاہدہ کر رہے ہوں گے

اوراُن کے آپس کے تمام تعلقات منقطع ہو گئے ہوں گے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالےٰ پر افتراء نہ کیجئے اور نہ اللہ تعالےٰ کے قانون کا مقابلہ کرنے کا دعویٰ کیجئے۔

اے لوگو، اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی کو حاجت روا، مشکل کشا، مرادیں بر لانے والا، مصیبت میں کام آنے والا نہ سمجھئے۔ اللہ تعالےٰ کے علاوہ نہ دنیا میں کوئی کسی کے کام آسکتا ہے اور نہ آخرت میں کوئی کام آسکے گا۔

إِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى
يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ
مُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ذٰلِكُمُ
اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۹۵﴾ فَالِقُ
الْاِصْبَاحِ وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا
وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا،
ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۹۶﴾
وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ
لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ

وَالْبَحْرِ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ
لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۹۷﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ
اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ
فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ قَدْ
فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ
يَّفْقَهُوْنَ ﴿۹۸﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ
مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا
بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا
مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ

حَبًّا مُّتَرَاكِبًا وَمِنَ النَّخْلِ
مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ
وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّ
الزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا
وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ، اُنْظُرُوْٓا اِلٰى
ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ، اِنَّ
فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ
يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۹۹﴾

ترجمہ بے شک اللہ ہی دانہ اور گٹھلی کو پھاڑتا ہے، وہی جاندار کو بے جان سے نکالتا ہے اور وہی بے جان کو جان دار سے نکالتا ہے، یہ ہے اللہ (اس کو چھوڑ کر) تم کہاں بہکے ہوئے چلے جارہے ہو ﴿۹۵﴾ وہی صبح کو نکالتا ہے اسی نے رات کو باعث راحت و آرام

بنایا اور اسی نے سورج اور چاند کو حساب سے چلا دیا، یہ (اللہ) غالب اور علم والے کے مقرر کردہ پیمانے ہیں (۹۶) وہی ہے جس نے تمہارے لئے تارے بنائے تاکہ تم خشکی اور تری کی تاریکیوں میں ان سے رہنمائی حاصل کرو (اور اے رسول) ہم نے علم والوں کے لئے (اپنی) آیات کو علیحدہ علیحدہ بیان کر دیا ہے (تاکہ سمجھنے میں الجھن نہ ہو) (۹۷) وہی ہے جس نے تم کو ایک نفس سے پیدا کیا، پھر (تمہارے لئے زمین کی سطح پر) ٹھہرنے کی جگہ (بنائی) اور (مرنے کے بعد زمین میں) سپرد کرنے کی جگہ (بنائی) (اور اے رسول) ہم نے سمجھنے والوں کے لئے (اپنی) آیات کو علیحدہ علیحدہ بیان کر دیا ہے (تاکہ کوئی پیچیدگی محسوس نہ ہو) (۹۸) اور (اے لوگو) وہی ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا پھر ہم ہی اس کے ذریعہ ہر چیز کے پودے اگاتے ہیں پھر ہم ہی اس سے سرسبز (ٹہنی) پیدا کرتے ہیں پھر ہم ہی اس سے ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے دانے نکالتے ہیں اور کھجور کے گچھوں میں سے جھکے ہوئے خوشے، انگور کے باغات، زیتون اور انار جو ایک دوسرے کے مشابہ بھی ہوتے ہیں اور غیر مشابہ بھی (ہم ہی پیدا کرتے ہیں اور اے لوگو) جب وہ درخت پھل لائے تو ان کے پھل کی طرف (ذرا نظر غور سے) دیکھو اور اس پھل کے پکنے کا بھی مشاہدہ کرو (تم دیکھو گے کہ) ان تمام چیزوں میں ایمان والوں کے لئے (اللہ کی قدرت کی) بہت سی نشانیاں ہیں (۹۹)

معانی و مصادر

(فَلْقٌ) فَلَقَ، یَفْلِقُ، فَلْقٌ (ض) صبح ظاہر کرنا، پھاڑنا۔
(حَبٌّ) حَبَّۃٌ = دانہ۔
(النَّوٰی) النَّوٰی: نَوَاۃٌ کی جمع، گٹھلیاں۔
(اِصْبَاحٌ) اَصْبَحَ، یُصْبِحُ، اِصْبَاحٌ (باب افعال) صبح کے وقت میں داخل ہونا، ہو جانا۔
(سَکَنًا) سَکَنَ، یَسْکُنُ، سَکَنٌ (ن) رہنا۔
(حُسْبَانًا) حَسَبَ، یَحْسُبُ، حَسْبٌ و حُسْبَانٌ و حِسَابٌ (ن) گننا۔
(مُسْتَوْدَعٌ) اِسْتَوْدَعَ، یَسْتَوْدِعُ، اِسْتِیْدَاعٌ (باب استفعال) سپرد کرنا (مُسْتَوْدَعٌ سپرد کرنے یعنی دفن کرنے کی جگہ)۔
(نَبَاتَ) نَبَتَ، یَنْبُتُ، نَبَاتٌ، نَبْتٌ (ن) اگنا (نبات: روئیدگی)
(مُتَرَاکِبًا) تَرَاکَبَ، یَتَرَاکَبُ، تَرَاکُبٌ (باب تفاعل) تہ بہ تہ ہونا، جمع ہونا۔
(طَلْعٍ) طَلَعَ، یَطْلُعُ، طُلُوْعٌ (ن، ف، س) خوشہ نکلنا، واقف ہونا، بلند ہونا۔
(قِنْوَانٌ) قَنَا، یَقْنُوْ، قَنْوٌ (ن) جمع کرنا، پیدا کرنا (قِنْوَانٌ = قنو کی جمع، کھجور کے خوشے)۔
(مُشْتَبِهًا) اِشْتَبَهَ، یَشْتَبِهُ، اِشْتِبَاهٌ (باب افتعال) مشابہ ہونا، مشتبہ ہونا۔
(مُتَشَابِهٍ) تَشَابَهَ، یَتَشَابَهُ، تَشَابُهٌ (باب تفاعل) مشابہ ہونا۔
(اَثْمَرَ) اَثْمَرَ، یُثْمِرُ، اِثْمَارٌ (باب افعال) پھل لانا۔

(یَنْعِ) یَنَعَ ، یَیْنَعُ، یُنْعٌ، یَنُوْعٌ (ف،ض) پکنا۔

تفسیر اوپر کی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے شرک کی تردید کی۔ لوگوں کے بنائے ہوئے شریکوں کی کارسازی کا ابطال کیا۔ ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے توحید کے دلائل کے ساتھ شرک اور شریکوں کی کارسازی کا ابطال ایک اور طریقہ سے کیا یعنی اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت اور صفات کاملہ کا بیان کرکے ثابت کیا کہ جس ہستی میں یہ صفات ہوں وہی ہستی ایسی ہے کہ کارسازی کرسکے اور فریاد کو سُن سکے۔ وہی عبادت کے لائق ہے اور وہی اطاعت مطلق کی حق دار۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى) بے شک اللہ تعالیٰ ہی دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والا ہے دانے اور گٹھلی کو پھاڑ کر وہی اس سے درخت نکالتا ہے۔ مشرکین کے شریک یہ کام کرنے سے عاجز ہیں تو پھر وہ کیسے کارسازی کرسکتے ہیں (یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَیِّتِ مِنَ الْحَیِّ) اللہ تعالیٰ وہ ہے کہ مردہ سے زندہ کو نکالتا ہے جیسے انڈے سے پرند اور زندہ سے مردہ کو نکالتا ہے جیسے پرند سے انڈا (ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ) یہ ہے اللہ، کارساز حقیقی۔ ایسے خالق و مالک اور قادر کو چھوڑ کر کہاں بہکے چلے جارہے ہو۔ کیوں بے بس ہستیوں کو اپنا کارساز اور مشکل کشا سمجھ رکھا ہے (فَالِقُ الْاِصْبَاحِ وَجَعَلَ الَّیْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا) اللہ تعالیٰ ہی صبح کو پھاڑنے والا ہے، وہی دن نکالتا ہے، اسی نے رات کو آرام وسکون کا سبب بنایا، اسی نے چاند اور سورج کی چالوں کا حساب مقرر کیا۔ کوئی اپنی مقررہ رفتار سے تجاوز نہیں کرتا (ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ) یہ اسی زبردست غالب اور علیم وخبیر کے مقرر کئے ہوئے پیمانے ہیں۔ وہ غالب ہے اور سب کچھ کرسکتا ہے۔ وہ علیم ہے اور سب کچھ جانتا ہے کہ سورج اور چاند کی رفتاروں کے لئے کون سے اندازے مناسب ہیں۔ اسی نے سورج اور چاند کو ایک خاص حساب سے چلا کر دن، ماہ وسال کا حساب رکھنے کا ذریعہ بنایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ۝

(یونس ۔ ۵)

وہی ہے جس نے سورج کو روشن اور چاند کو نور بنایا اور چاند کے منازل مقرر کئے تاکہ تم (ماہ و) سال کو شمار کرسکو اور (ماہانہ اور سالانہ) حساب و کتاب رکھ سکو، یہ سب کچھ اللہ نے حق کے ساتھ پیدا کیا ہے، علم والوں کے لئے وہ اپنی آیتوں کو علیحدہ علیحدہ بیان کررہا ہے (تاکہ سمجھنے میں الجھن نہ ہو)۔

سورج سے دن ورات بنتے ہیں، چاند سے ماہ وسال کا حساب رکھا جاتا ہے۔ اس آیت میں مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ گویا آیت زیر تفسیر کے الفاظ (ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ)

کی تفسیر ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ۝ وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ۝ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۝

(یٰسٓ - ۳۷ تا ۴۰)

اور ان کے لئے (اللہ کی قدرت) کی ایک نشانی رات بھی ہے، اس میں سے ہم دن کو کھینچ لیتے ہیں تو ان پر تاریکی چھا جاتی ہے۔ اور سورج (بھی ایک نشانی ہے وہ اپنے مستقر کی طرف چلا جا رہا ہے، یہ (اللہ) غالب اور جاننے والے کا حکم ہے (جس کی وہ تعمیل کر رہا ہے) اور چاند (کو ہم نے بنایا، وہ بھی ہماری قدرت کی ایک نشانی ہے) ہم نے اس کی منزلیں مقرر کیں (جن منزلوں سے گذرتا ہوا وہ گھٹتا رہتا ہے) یہاں تک کہ وہ کھجور کی پرانی ٹہنی کی طرح ہو جاتا ہے نہ سورج ہی کے لئے ممکن ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات ہی دن سے پہلے آسکتی ہے، سب اپنے اپنے مدار میں تیر رہے ہیں۔

آگے فرمایا (وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ) اور اے لوگو وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے تمہارے لئے تارے بنائے تاکہ تم خشکی اور تری میں ان کے ذریعہ راستہ معلوم کر سکو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝

(النحل - ۱۶)

اور (اے رسول ہم ہی نے) تاروں (کو بھی بنایا جن) سے یہ لوگ راستے معلوم کرتے ہیں۔

آگے فرمایا (قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ) علم والوں کے لئے ہم نے اپنی آیات کو علیحدہ علیحدہ بیان کر دیا ہے تاکہ سمجھنے میں کسی قسم کی الجھن نہ ہو (وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ) اور اے لوگو، وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے تم سب کو ایک نفس سے پیدا کیا، پھر زمین کی سطح پر تمہارے قیام کی جگہ بنائی اور مرنے کے بعد زمین کے اندر تمہارے سپرد کرنے کی جگہ بنائی۔ زندگی میں ہر شخص کی قیام گاہ اور مرنے کے بعد ہر شخص کی قبر مقرر ہے۔ کوئی شخص کسی طرح مرے، جل کر مرے یا درندے پھاڑ کھائیں اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ اس کو اس کا جسم عطا کر کے اس کی مقررہ قبر میں لے آئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ رَجُلًا حَضَرَهُ الْمَوْتُ لَمَّا اَيِسَ مِنَ الْحَيَاةِ

ایک شخص نے جب اس کو موت آئی اور وہ

اَوْصٰی اَھْلَہٗ (وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ لِبَنِیْہِ) اِذَا مُتُّ فَاجْمَعُوْا لِیْ حَطَبًا کَثِیْرًا ثُمَّ اَوْرُوْا نَارًا حَتّٰی اِذَا اَکَلَتْ لَحْمِیْ وَ خَلَصَتْ اِلٰی عَظْمِیْ فَخُذُوْھَا فَاطْحَنُوْھَا فَذَرُّوْنِیْ فِی الْیَمِّ فِیْ یَوْمٍ رَاحٍ (وَفِیْ رِوَایَۃٍ فِیْ یَوْمٍ عَاصِفٍ فَفَعَلُوْا) فَجَمَعَہُ اللّٰہُ (عَزَّوَجَلَّ) وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَاَمَرَ اللّٰہُ الْاَرْضَ فَقَالَ اجْمَعِیْ مَا فِیْکِ مِنْہُ فَفَعَلَتْ فَاِذَا ھُوَ قَآئِمٌ) فَقَالَ لِمَا فَعَلْتَ؟ قَالَ خَشْیَتُکَ فَغَفَرَ لَہٗ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب بعد حدیث الغار جزء ۴ ص ۲۱۳ و ص ۲۱۵)

اپنی زندگی سے مایوس ہوگیا تو اپنے اہل کو وصیت کی (یعنی اپنے بیٹوں سے کہا) جب میں مرجاؤں تو بہت سی لکڑیاں میرے اوپر جمع کرنا پھر آگ جلانا یہاں تک کہ جب آگ میرے گوشت کو جلا ڈالے اور میری ہڈیوں تک پہنچ جائے تو ان ہڈیوں کو پیس ڈالنا پھر راکھ کو آندھی کے دن دریا میں بکھیر دینا۔ الغرض (جب وہ مرگیا تو) بیٹوں نے ایسا ہی کیا۔ اللہ عزوجل نے زمین کو حکم دیا کہ جو ذرات اس کے اس میں ہیں انہیں جمع کردے زمین نے حکم کی تعمیل کی پھر اللہ عزوجل نے ان سب کو جمع کردیا اور وہ (انسانی شکل میں) کھڑا ہوگیا۔ اللہ تعالےٰ نے اس سے فرمایا۔ تو نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے عرض کیا: تیرے ڈر سے اللہ تعالےٰ نے اُسے بخش دیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص اپنی زندگی کے آخری اوقات میں اللہ تعالےٰ سے ڈر کر سچی توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف کردیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ڈر بہت بڑی چیز ہے۔

نوٹ:۔ اس حدیث سے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی فضیلت ثابت ہوئی۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ مردے کے اجزاء کو جمع کرکے جسم بنانے پر قادر ہے، یعنی اللہ تعالےٰ ہر قسم کے مُردے کو اس کی مقررہ قبر میں پہنچانے پر قادر ہے۔

آگے فرمایا (قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّفْقَھُوْنَ) ہم نے سمجھنے والوں کے لئے اپنی آیات کو علیحدہ علیحدہ بیان کردیا ہے تاکہ ان کے سمجھنے میں الجھن نہ ہو (وَھُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً) اور اے لوگو، وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو بادل سے پانی برساتا ہے (فَاَخْرَجْنَا بِہٖ نَبَاتَ کُلِّ شَیْءٍ) اور اے لوگو، پھر ہم ہی اس کے ذریعہ ہر چیز کے پودے اگاتے ہیں (فَاَخْرَجْنَا مِنْہُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْہُ حَبًّا مُّتَرَاکِبًا) پھر ہم ہی اس سے سرسبز ٹہنی پیدا کرتے ہیں پھر ہم ہی اس سے ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے دانے نکالتے ہیں (وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِھَا قِنْوَانٌ دَانِیَۃٌ وَّ جَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّ الزَّیْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِھًا وَّغَیْرَ مُتَشَابِہٍ) اور کھجور کے گچھوں میں سے جھکے ہوئے خوشے، انگور کے باغات، زیتون اور انار جو ایک دوسرے کے مشابہ بھی ہوتے ہیں اور غیر متشابہ بھی ان سب چیزوں کو ہم پیدا کرتے ہیں، کوئی ہے جو یہ کام کرسکے۔ کوئی نہیں کر

سکتا سوائے اللہ تعالےٰ کے تو پھر اے لوگو، دوسروں کو اللہ تعالیٰ کا شریک کیوں ٹھہراتے ہو اور اے لوگو (اُنْظُرُوْٓا اِلٰی ثَمَرِہٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَیَنْعِہٖ) جب یہ پھل دار درخت پھل لائیں تو ذرا غور سے ان کے پھل کو دیکھو اور نظر غائر سے اس کے پکنے کا مطالعہ کرو، تمہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی عجیب و غریب نشانیاں نظر آئیں گی۔ کیا اللہ تعالےٰ کے علاوہ کوئی ہے جو یہ تمام کام کر سکے۔ اللہ تعالےٰ کی قدرت کی ان نشانیوں کو دیکھ کر تمہارا ضمیر خود گواہی دے گا کہ یہ کام کوئی دوسرا نہیں کر سکتا اور جب کوئی دوسرا یہ کام نہیں کر سکتا تو وہ اس قابل نہیں کہ اس کی عبادت کی جائے، اس کی نذو نیاز کی جائے، اس سے مدد مانگی جائے۔ اس کو دستگیر اور کارساز، مشکل کشا اور حاجت روا سمجھا جائے۔ اگر قدرت کے ان تمام کارناموں سے تمہیں عبرت نہیں ہوتی تو (اِنَّ فِیْ ذٰلِکُمْ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ) ایمان والوں کے لئے تو ان کارناموں میں اللہ تعالیٰ کی توحید کی بہت سی نشانیاں ہیں۔

عمل

اے لوگو، مناظر قدرت کو دیکھئے اور اللہ تعالےٰ کے حیرت انگیز کارناموں کا بنظر غائر مطالعہ کیجئے۔ آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ اللہ تعالیٰ ذوالجلال والاکرام ہی ہے جو یہ سب کام انجام دے رہا ہے تو پھر بس اسی کے ہو جائیے معبودان باطل سے منہ موڑ لیجئے، اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیجئے اور نہ کسی قسم کا شرک کیجئے۔

پھل کے مسائل

(۱) انگور کو کَرْم نہ کہے بلکہ عِنَبٌ کہے یا حَبَلَۃٌ کہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

لَا تُسَمُّوا الْعِنَبَ الْکَرْمَ (صحیح بخاری کتاب الادب باب لاتسبوا الدھر جزء ۸ ص۵۱ وصحیح مسلم کتاب الالفاظ من الادب وغیرھا جزء ۲ ص۳۰۰) — انگور کو کَرْم نہ کہا کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

لَا تَقُوْلُوا الْکَرْمَ وَلٰکِنْ قُوْلُوا الْعِنَبَ وَالْحَبَلَۃَ (صحیح مسلم کتاب الالفاظ من الادب جزء ۲ ص۳۰۰) — کَرْم نہ کہا کرو بلکہ عِنَبٌ (انگور) کہا کرو یا حَبَلَۃٌ کہا کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

وَیَقُوْلُوْنَ الْکَرْمَ اِنَّمَا الْکَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ (صحیح بخاری کتاب الادب باب قول النبی — لوگ (انگور) کو کَرْم کہتے ہیں، کَرْم تو مؤمن کا دل ہے۔

(۲) پھلوں کا حق پھل توڑنے کے دن ادا کرے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ (الانعام ۔ ۱۴۲)

جب (درخت) پھل لائیں تو (خوب) کھاؤ اور جب پھل توڑو تو اس کا حق ادا کرو۔

(۳) جب نیا پھل آئے تو سب سے چھوٹے بچے کو بلا کر اُسے دے دے۔

كَانَ النَّاسُ اِذَا رَاَوْا اَوَّلَ الثَّمَرِ جَاءُوْا بِهٖٓ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا اَخَذَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ ثِمَارِنَا ..... ثُمَّ يَدْعُوْا اَصْغَرَ وَلِيْدٍ يَرَاهُ فَيُعْطِيْهِ ذٰلِكَ الثَّمَرَ (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب الدعوات باب مایقول اذا رای الباکورۃ من الثمر جزء ۲ صـ۵۰۱)

لوگ جب نئے پھل کو دیکھتے تو اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لاتے۔ آپ اُسے لے لیتے ..... پھر جو سب سے چھوٹا بچہ نظر آتا اس کو بلا کر وہ نیا پھل دے دیتے۔

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَ
خَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ
وَبَنٰتٍۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ
وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ بَدِيْعُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَنّٰى
يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ
صَاحِبَةٌ ؕ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ
وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾ ذٰلِكُمُ
اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ
وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ (۱۰۲)
لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ
يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ
الْخَبِيْرُ (۱۰۳)

ترجمہ (ان تمام نشانیوں کے باوجود) ان مشرکین نے جنات کو اللہ کا شریک بنا رکھا ہے حالانکہ (وہ مخلوق ہیں) ان کو اللہ نے پیدا کیا ہے اور ان مشرکین نے بغیر علم کے اللہ کے بیٹے اور بیٹیاں بھی تراش رکھی ہیں، اللہ (اولاد سے) پاک و منزّہ ہے اور جو کچھ یہ لوگ بیان کر رہے ہیں اس سے بلند و بالا ہے (۱۰۰) وہ تو زمین و آسمان کا بغیر کسی نمونے کے پیدا کرنے والا ہے، اس کے اولاد کیسے ہو سکتی ہے جبکہ اس کی کوئی بیوی نہیں، اس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور وہ ہر چیز سے باخبر ہے (۱۰۱) یہ اللہ ہی تو تمہارا رب ہے اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، وہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے لہذا اسی کی عبادت کرو، وہی ہر چیز پر نگہبان ہے (۱۰۲) نگاہیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں اور وہ نگاہوں کا ادراک کر سکتا ہے، وہ (بڑا) لطیف اور (بہت) باخبر ہے (۱۰۳)

معانی و مصادر (خَرَقُوْا) خَرَقَ، يَخْرِقُ، خَرْقٌ (ض) پھاڑنا۔
(بَدِيْعُ) بَدَعَ، يَبْدَعُ، بَدْعٌ (ف) ایجاد کرنا۔ بغیر نمونہ پیدا کرنا (بَدِيْعٌ = موجد)
(اَللَّطِيْفُ) لَطَفَ، يَلْطُفُ، لُطْفٌ و لَطَافَةٌ (ن) لطیف ہونا، باریک ہونا۔

(اَلْخَبِیْرُ) خَبَرَ، یَخْبُرُ، خُبْرٌ، وخِبْرَۃٌ و مَخْبَرَۃٌ (ک، ف) کسی چیز کی حقیقت کو جاننا۔

تفسیر اللہ تعالےٰ نے ان آیات میں مشرکین کے شرکیہ عقائد و اعمال کی خبر دی اور پھر ان کا ابطال کرکے توحید کا اثبات کیا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا: وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ (اور اے لوگو، ان مشرکین نے جنات کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنا رکھا ہے حالانکہ جنات کو اللہ تعالےٰ نے پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ جنات کا خالق ہے۔ جنات مخلوق ہیں تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے مخلوق خالق کی شریک بن جائے۔ جو خالقیت میں شریک نہیں وہ اللہ تعالیٰ کی کسی بھی صفت میں شریک نہیں ہو سکتے۔ وہ اپنے پیدا کئے جانے میں اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں۔ وہ اتنے بے بس ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے انہیں پیدا کیا وہ پیدا ہو گئے۔ اگر اللہ تعالیٰ انہیں پیدا نہ کرتا تو ان کا کہیں وجود نہ ہوتا۔ ایسی بے بس مخلوق کس طرح خالق کائنات کی شریک ہو سکتی ہے۔ ان کا مخلوق ہونا ان کی اتنی بڑی کمزوری ہے کہ وہ قادر مطلق کی شرکت کے ہرگز قابل نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ○
(الفرقان - ۳)

(پھر بھی) لوگوں نے اس کے علاوہ دوسرے الٰہ بنا لئے حالانکہ وہ کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ تو خود پیدا کئے گئے ہیں، وہ اپنے نقصان اور نفع کے بھی مالک نہیں اور نہ ان کے اختیار میں مرنا ہے، نہ جینا اور نہ مر کر اٹھ کھڑا ہونا۔

مشرکین جنات کی عبادت کرتے تھے گویا انہوں نے جنات کو بھی معبود بنا لیا تھا۔ وہ ان کی پوجا کرکے گویا شرک فی العبادت میں مبتلا تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ○ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ○
(سبا - ۴۰ و ۴۱)

اور (اے رسول وہ دن یاد کیجئے) جس دن اللہ ان سب کو جمع کرے گا پھر فرشتوں سے فرمائیگا کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کرتے تھے (فرشتے) کہیں گے! تو پاک ہے، (تو ان کا کارساز اور) ان کے علاوہ ہمارا بھی کارساز تو ہی ہے (یہ ہماری عبادت نہیں کرتے تھے) بلکہ یہ جنات کی عبادت کرتے تھے اور ان میں سے اکثر انہی کے معتقد تھے۔

مشرکین نے اللہ تعالےٰ اور جنات کے درمیان رشتہ داری قائم کر رکھی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۝ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝

(الصّٰفّٰت - ۱۵۸ تا ۱۶۰)

اور (اے رسول) انہوں نے اللہ کے اور جنات کے درمیان رشتہ ٹھہرایا ہے حالانکہ جنات جانتے ہیں کہ وہ بھی (دوسروں کی طرح اللہ کے سامنے) حاضر کئے جائیں گے۔ (اے رسول) جو کچھ یہ بیان کرتے ہیں اللہ اس سے پاک ہے مگر ہاں اللہ کے پسندیدہ بندے (نہ تو ایسی باتیں بیان کرتے ہیں اور نہ وہ عذاب میں مبتلا ہوں گے)

آگے فرمایا (وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ) ان مشرکین نے اللہ تعالےٰ کے بیٹے اور بیٹیاں تراش لی ہیں۔ ان کا یہ فعل کسی علم کی بنیاد پر نہیں ہے بلکہ محض جہالت کی بنیاد پر ہے (سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ) اللہ تعالیٰ ان کی مشرکانہ باتوں سے پاک و منزّہ اور بہت بلند و بالا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے جن مشرکین کا ذکر کیا ان میں یہود و نصاریٰ بھی شامل ہیں۔ یہودیوں نے عزیر علیہ السلام کو اور نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ کا بیٹا بنا رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ِۨابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۭ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝

(التوبہ - ۳۰)

یہودی کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہیں اور عیسائی کہتے ہیں کہ عیسیٰ اللہ کے بیٹے ہیں یہ ان کے مونہوں سے نکلی ہوئی باتیں ہیں (جن کی کوئی سند نہیں) پہلے (زمانہ کے) کافروں نے جو بات کہی تھی یہ بس اسی کی تقلید کر رہے ہیں، اللہ انہیں (ضرور) ہلاک کرے (گا) یہ کہاں بہکے ہوئے چلے جا رہے ہیں۔

یہود و نصاریٰ کے علاوہ مشرکین عرب نے لات، منات اور عزّیٰ کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بنا رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ۝ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ۝ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ۝ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ۝

(النجم - ۱۹ تا ۲۲)

(اے کافرو) تم نے لات اور عزّیٰ کو دیکھا۔ اور ان کے علاوہ تیسری منات کو دیکھا (کیا یہ اللہ کی بیٹیاں ہو سکتی ہیں)۔ کیا تمہارے لئے بیٹے اور اس کے لئے بیٹیاں۔ یہ تو بڑی نا مناسب تقسیم ہے۔

مشرکین عرب فرشتوں کو بھی اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں کہا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ۝ اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شٰهِدُوْنَ ۝ اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ۝ وَلَدَ اللّٰهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ۝ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝

(الصّٰفّٰت - ۱۴۹ تا ۱۵۵)

(اے رسول، یہ جو کفار فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے ہیں تو ذرا) آپ ان سے پوچھئے کیا آپ کے رب کے لئے بیٹیاں اور ان کے لئے بیٹے۔ کیا ہم نے فرشتوں کو عورت بنایا اور (کیا) یہ (اس وقت) موجود تھے۔ خبردار! یہ خود ساختہ جھوٹی بات کہتے ہیں کہ اللہ کی اولاد ہے، بے شک یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ کیا اس نے بیٹوں کے مقابلہ میں بیٹیوں کو پسند کیا۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ تم کیسا فیصلہ کرتے ہو۔ کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے۔

الغرض مشرکین عرب اور یہود و نصاریٰ نے اللہ تعالےٰ کی اولاد تراش لی تھی۔ یہ اتنا بڑا شرک تھا کہ اس پر آسمان پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے تو بھی کم تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ۝ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا ۝ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ۝ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ۝ اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۝

(مریم - ۸۸ تا ۹۳)

اور (اے رسول) یہ لوگ کہتے ہیں کہ رحمٰن نے بیٹا بنایا ہے۔ (آپ ان سے کہئے کہ) یہ تو تم بہت بری بات (زبان پر) لاتے ہو۔ (یہ تو اتنی بری بات ہے کہ) اس (کی وجہ) سے قریب ہے کہ آسمان پھٹ جائیں، زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر پڑیں۔ (یعنی محض اس وجہ سے) کہ انہوں نے رحمٰن کے لئے بیٹا تجویز کیا۔ حالانکہ رحمٰن کے شایان شان نہیں کہ (کسی کو) بیٹا بنائے۔ آسمانوں میں اور زمین میں جتنے بھی ہیں سب رحمٰن کے سامنے بندے ہو کر حاضر ہوں گے۔

آگے فرمایا (بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ) اللہ تعالیٰ کی تو شان یہ ہے کہ وہ آسمانوں کا اور زمین کا بغیر کسی نمونہ کے پیدا کرنے والا ہے۔ بھلا جو قادر مطلق آسمانوں کا اور زمین کا موجد ہو اس کی کوئی اولاد ہو سکتی ہے اور وہ بھی اتنی بے بس کہ کچھ بھی پیدا نہ کر سکے (اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ) اور اس کی اولاد ہو بھی کیسے سکتی ہے جبکہ اس کی کوئی بیوی نہیں۔ اگر اس کی کوئی بیوی

ہوتی تو اولاد ہونے کا امکان بھی ہو سکتا تھا اور جب بیوی نہیں تو اولاد بھی نہیں بلکہ جن کو اولاد سمجھا جا رہا ہے وہ تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا کیا ہے (وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ) اور انہی کو کیا پیدا کیا ہے اس نے تو ہر چیز کو پیدا کیا ہے۔ اگر یہ لوگ اس کی اولاد ہوتے تو یہ بھی تو کچھ پیدا کرتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

(لقمٰن - ۱۰ و ۱۱)

اسی نے آسمانوں کو جیسا کہ تم انہیں دیکھتے ہو بے ستونوں کے پیدا کیا ہے، اسی نے زمین میں پہاڑ گاڑ دئے تاکہ زمین تمہیں لے کر ڈگمگا نہ جائے اور اسی نے زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلا دئے اور (اے رسول) ہم ہی نے بادل سے پانی برسایا پھر (ہم ہی نے) زمین میں ہر قسم کی عمدہ عمدہ چیزیں اگائیں۔ تو (اے کافرو) یہ تو اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں ہیں اب تم مجھے بتاؤ کہ اللہ کے علاوہ جو (تمہارے معبود) ہیں انہوں نے کیا پیدا کیا حقیقت یہ ہے کہ یہ ظالم صریح گمراہی میں ہیں۔

آگے فرمایا (وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ) اور اللہ تو ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔ بھلا یہ مخلوق جن کو کچھ بھی علم نہیں مگر جس قدر اللہ تعالیٰ نے دیا کیسے اللہ تعالیٰ کے شریک ہو سکتے ہیں۔ الٰہ تو وہی ہو سکتا ہے جس کو ہر چیز کا علم ہو اور جس کو ہر چیز کا علم نہ ہو وہ الٰہ ہونے کے قابل نہیں پھر وہ کیسے اللہ تعالیٰ کی الوہیت میں شریک ہو سکتا ہے (ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ) یہ اللہ تمہارا رب ہے جو ہر چیز کا خالق اور جسے ہر چیز کا علم ہے اور جو ہر چیز کا خالق ہو اور جسے ہر چیز کا علم ہو وہی تو رب ہو سکتا ہے (لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ) اس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں (خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ) وہ ہر چیز کا خالق ہے لہٰذا اسی کی عبادت کرو۔ جو خالق نہیں وہ عبادت کا مستحق نہیں اور اے لوگو، اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا نگہبان ہے اور جو ہر چیز پر نگہبان ہو، جس کی نظر ہر چیز پر پڑ رہی ہو، جو ہر چیز کی دیکھ بھال کر رہا ہو اور اُسے سنبھالے ہوئے ہو وہی تو الٰہ ہو سکتا ہے۔ دوسروں میں یہ قوت کہاں لہٰذا وہ کیسے الٰہ ہو سکتے ہیں۔ الٰہ تو بس ایک ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے (لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ) اس کی تو یہ شان ہے کہ مخلوق کی نظریں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں اور وہ سب کی آنکھوں کا ادراک کر سکتا ہے۔ اسے آنکھوں کی چوری اور دل کے خیالات کا بھی علم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ○ (المؤمن - ۱۹)

(اللہ) آنکھوں کی چوری اور ان خیالات کو جانتا ہے جو سینوں میں پوشیدہ ہوتے ہیں

آگے فرمایا (وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ) وہ تو بڑا لطیف اور خبیر ہے۔ اس کی لطافت اور باریک بینی کی حقیقت سے کون واقف ہو سکتا ہے البتہ وہ ہر چیز کی حقیقت سے باخبر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَا يَنَامُ وَلَا يَنْبَغِيْ لَهٗ اَنْ يَّنَامَ يَخْفِضُ الْقِسْطَ وَيَرْفَعُهٗ يُرْفَعُ اِلَيْهِ عَمَلُ اللَّيْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّهَارِ وَعَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّيْلِ حِجَابُهُ النُّوْرُ لَوْ كَشَفَهٗ لَاَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهٖ مَا انْتَهٰى اِلَيْهِ بَصَرُهٗ مِنْ خَلْقِهٖ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب فی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لاینام جزء اول ص۹۱)

اللہ عزوجل سوتا نہیں اور سونا اس کے لئے زیبا بھی نہیں۔ وہ میزان کو پست کرتا ہے اور اس کو بلند کرتا ہے۔ رات کے عمل اس کی طرف دن کے عمل سے پہلے بلند کئے جاتے ہیں اور دن کے عمل رات کے عمل سے پہلے بلند کئے جاتے ہیں۔ اس کا حجاب نور ہے۔ اگر وہ اُسے کھول دے تو اس کے چہرے کی شعائیں جہاں تک مخلوق کی نظر جاتی ہے مخلوق کو جلا دیں۔

الغرض اللہ تعالیٰ کی بڑی شان ہے۔ مخلوق کہاں اس کا مقابلہ کر سکتی ہے اور کس طرح اس کی ذات و صفات میں اس کی شریک ہو سکتی ہے۔ وہ ہر قسم کے شرک سے پاک اور بلند و بالا ہے۔

عمل

اے لوگو، نہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں کسی کو شریک نہ کیجئے اور نہ اللہ تعالیٰ کی صفات اور حقوق میں کسی کو شریک کیجئے۔ وہ اکیلا اور یکتا ہے۔ وہی خالق ہے، وہی مالک ہے، وہی ہر چیز سے واقف اور ہر چیز کا نگران اور محافظ ہے لہذا وہی الٰہ ہے صرف اسی کی عبادت کیجئے۔

قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ
فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ
عَمِيَ فَعَلَيْهَا ؕ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ
بِحَفِيْظٍ ﴿۱۰۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ
الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَ
وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِتَّبِعْ
مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَاَعْرِضْ عَنِ
الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ

مَآ اَشْرَكُوْا، وَمَآ جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۱۰۷﴾

ترجمہ (اے لوگو) تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس (عبرت و) بصیرت کی باتیں آچکی ہیں جس نے (ان کو نگاہِ بصیرت سے) دیکھا تو اس میں اس کا فائدہ ہے اور جس نے (ان سے) آنکھیں بند کرلیں تو اس کا وبال اسی پہ ہوگا اور (اے رسول آپ کہہ دیجئے کہ) میں تم پر نگران نہیں ہوں (کہ تم سے زبردستی منواؤں) (۱۰۴) اور (اے رسول) اس طرح ہم (اپنی) آیات کو مختلف الفاظ ومتنوع اسالیب کے ساتھ بیان کر رہے ہیں تاکہ یہ لوگ یہ نہ کہہ سکیں کہ آپ نے اتنا ہی (کسی سے) پڑھ لیا تھا (بس وہی سنا دیا) اور ہم (مختلف الفاظ ومتنوع اسالیب سے) اس لئے بھی بیان کر رہے ہیں کہ علم والوں کو (اپنی آیات کا مطلب) اچھی طرح سمجھا دیں (۱۰۵) (اور اے رسول) جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے آپ پر وحی کی جارہی ہے بس آپ اس کی پیروی کرتے رہئے، اس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں، (مشرکین نہیں مانتے تو نہ مانیں) آپ اُن سے روگردانی اختیار کیجیے (۱۰۶) اگر اللہ کی مشیت میں ہوتا تو یہ لوگ شرک نہ کرتے اور (اے رسول) ہم نے آپ کو ان پر نگران نہیں بنایا ہے اور نہ آپ ان پر داروغہ ہیں (کہ ان کی بے راہ روی کی ذمہ داری آپ پر ہو) (۱۰۷)

معانی ومصادر (بَصَآئِرُ) بَصُرَ، یَبْصُرُ، بَصَرٌ وبَصَارَةٌ (ک، س) دیکھنا (بَصَائِرُ بَصِیْرَةٌ کی جمع، عقل ودانشمندی کی باتیں)۔

(عَمِیَ) عَمِیَ، یَعْمٰی، عَمًی (س) اندھا ہونا۔

(دَرَسْتَ) دَرَسَ، یَدْرُسُ، دَرْسٌ ودِرَاسَةٌ (ن) کتاب یاد کرنا۔

تفسیر اوپر کی آیات میں اللہ تعالیٰ نے شرک کے ابطال اور توحید کے اثبات کے دلائل دئے۔ ان آیات میں فرمایا (قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ) اے لوگو، تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس عقل ودانائی کی باتیں آچکی ہیں (فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ

عَمِیَ فَعَلَیۡہَا) تو جو شخص انہیں دیکھ کر عبرت حاصل کرلے تو اس میں اسی کا فائدہ ہے اور جو شخص ان سے آنکھ بند کرلے تو اس کا وبال اسی پر پڑے گا (وَمَاۤ اَنَا عَلَیۡکُمۡ بِحَفِیۡظٍ) اور اے رسول ان سے کہہ دیجئے کہ میں تم پر نگران نہیں ہوں کہ تمہاری گمراہی کا وبال مجھ پر پڑے۔ میرا کام پہنچانا ہے اور میں نے اس کام کو انجام دے دیا ہے۔ اگر تم نہیں مانتے تو اس کا خمیازہ تم کو بھگتنا پڑیگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَذَکِّرۡ اِنَّمَاۤ اَنۡتَ مُذَکِّرٌ ۙ لَسۡتَ عَلَیۡہِمۡ بِمُصَیۡطِرٍ ۙ اِلَّا مَنۡ تَوَلّٰی وَ کَفَرَ ۙ فَیُعَذِّبُہُ اللّٰہُ الۡعَذَابَ الۡاَکۡبَرَ ۙ اِنَّ اِلَیۡنَاۤ اِیَابَہُمۡ ۙ ثُمَّ اِنَّ عَلَیۡنَا حِسَابَہُمۡ

(ھل اتٰک حدیث الغاشیۃ۔ ۲۱ تا ۲۶)

تو (اے رسول) آپ نصیحت کرتے رہیئے، آپ تو نصیحت کرنے والے ہیں۔ ان پر داروغہ نہیں ہیں۔ مگر ہاں جس نے (اس نصیحت سے) منہ موڑا اور کفر کیا۔ تو اللہ اس کو بہت بڑا عذاب دیگا۔ بے شک ان (سب) کو ہمارے پاس لوٹ کر آنا ہے، پھر ہم کو ان (سب) کا حساب لینا ہے۔

آگے فرمایا (وَکَذٰلِکَ نُصَرِّفُ الۡاٰیٰتِ وَلِیَقُوۡلُوۡا دَرَسۡتَ وَلِنُبَیِّنَہٗ لِقَوۡمٍ یَّعۡلَمُوۡنَ) اور اے رسول، ہم مختلف الفاظ اور متنوع اسالیب سے اس لئے بیان کررہے ہیں تاکہ یہ لوگ یہ نہ کہہ سکیں کہ آپ نے بس ایک عبارت اور ایک اسلوب سے کسی سے پڑھ لیا تھا بس اسی کو دوہراتے رہتے ہیں اور ہم مختلف الفاظ اور متنوع اسالیب سے اس لئے بیان کررہے ہیں کہ علم والوں کو اپنی آیات کا مطلب اچھی طرح سمجھادیں (اِتَّبِعۡ مَاۤ اُوۡحِیَ اِلَیۡکَ مِنۡ رَّبِّکَ ۚ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ۚ وَ اَعۡرِضۡ عَنِ الۡمُشۡرِکِیۡنَ) اور اے رسول آپ اسی چیز کی پیروی کرتے رہیئے جو آپ کے رب کی طرف سے آپ پر وحی کی جارہی ہے، اس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں اور اگر مشرکین نہیں مانتے تو آپ ان سے اعراض کرلیجئے اور ان کے معاملہ کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیجئے (وَلَوۡ شَآءَ اللّٰہُ مَاۤ اَشۡرَکُوۡا ؕ وَمَا جَعَلۡنٰکَ عَلَیۡہِمۡ حَفِیۡظًا ۚ وَمَاۤ اَنۡتَ عَلَیۡہِمۡ بِوَکِیۡلٍ) اگر اللہ تعالیٰ کی مشیت ہوتی تو یہ شرک نہ کرتے۔ ان کا شرک کرنا ان کی اپنی ضد اور ہٹ دھرمی کا نتیجہ ہے اور اللہ تعالیٰ یہ نہیں کرتا کہ نتیجہ کو بدل دے اگرچہ وہ اس پر قادر ضرور ہے۔ جو نتیجے اس نے مقرر کردئے وہی ظاہر ہوکر رہتے ہیں۔ آپ ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجے گئے اور نہ آپ ان کی ہدایت کے ذمہ دار ہیں۔ آپ پہنچا دیجئے، آپ کی ذمہ داری ختم۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِنَّمَا عَلَیۡکَ الۡبَلٰغُ وَ عَلَیۡنَا الۡحِسَابُ ۔

(الرعد - ۴۰)

آپ کی ذمہ داری تو بس یہ ہے کہ آپ (احکام الٰہی کو) پہنچادیں پھر حساب لینا ہماری ذمہ داری ہے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالےٰ کی طرف سے دانشمندی کی باتیں آگئی ہیں ان پر غور کیجئے اور عبرت حاصل کیجئے۔

اے لوگو، اللہ ایک ہے اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں لہٰذا اسی کے سامنے جھکئے ، اسی کی عبادت کیجئے۔

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچا دیجئے۔ اگر وہ نہیں مانتے تو نہ مانیں آپ کا کام منوانا نہیں ہے۔

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ
مِنْ دُونِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ
عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا
لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ إِلٰى
رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ
بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۱۰۸ وَأَقْسَمُوا
بِاللّٰهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ
جَآءَتْهُمْ آيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا
قُلْ إِنَّمَا الْآيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ

وَمَا يُشْعِرُكُمْ أَنَّهَآ إِذَا جَآءَتْ
لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۱۰۹﴾ وَنُقَلِّبُ
أَفْـِٔدَتَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ كَمَا
لَمْ يُؤْمِنُوا بِهِۦٓ أَوَّلَ مَرَّةٍ
وَنَذَرُهُمْ فِى طُغْيَانِهِمْ
يَعْمَهُونَ ﴿۱۱۰﴾ وَلَوْ أَنَّنَا نَزَّلْنَآ
إِلَيْهِمُ الْمَلَٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ
الْمَوْتَىٰ وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ
شَىْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوا لِيُؤْمِنُوٓا

اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

ترجمہ اور (اے ایمان والو) جن ہستیوں کو یہ مشرکین اللہ کے علاوہ (مدد وغیرہ کیلئے) پکارتے ہیں ان کو برا نہ کہا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ زیادتی اور لاعلمی میں اللہ کو برا کہہ بیٹھیں (اور اس کو اچھا خیال کریں کیونکہ) ہم نے اس طرح ہر جماعت کے لوگوں کی نگاہ میں ان کے عمل کو مزین کر رکھا ہے (فی الحال تو وہ جو چاہیں کریں) انجام کار تو انہیں اپنے رب ہی کے پاس لوٹنا ہے، پھر وہ انہیں بتائے گا کہ وہ (دنیا میں) کیا کیا کرتے رہے ﴿۱۰۸﴾ اور (اے رسول) یہ لوگ اللہ کی بڑی مضبوط قسمیں کھا رہے ہیں کہ ان کے پاس کوئی نشانی آئے تو وہ ضرور اس پر ایمان لے آئیں گے، آپ کہہ دیجئے کہ نشانیاں تو سب اللہ کے اختیار میں ہیں (وہ جب چاہے گا نشانی بھیج دے گا) اور (اے ایمان والو تم نشانیوں کے لئے جلدی نہ کرو) تمہیں نہیں معلوم کہ جب نشانی آجائے گی تو اس وقت بھی یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے ﴿۱۰۹﴾ ہم (ان کی ہٹ دھرمی، ضد اور حق پوشی کے نتیجے میں) ان کے دل اور ان کی آنکھوں کو الٹ دیں گے پھر جس طرح پہلی مرتبہ یہ اس (قرآن) پر ایمان نہیں لائے تھے (اسی طرح نشانی دیکھ کر بھی ایمان نہیں لائیں گے) پھر ہم انہیں چھوڑ دیں گے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں ﴿۱۱۰﴾ اور اگر ہم ان پر فرشتے اتار دیں، اگر مُردے ان سے بات کریں اور اگر ہم تمام چیزوں کو ان کے سامنے لاکر جمع کر دیں تب بھی یہ ایمان نہیں لائیں گے مگر یہ کہ اللہ ہی چاہے (کہ وہ ایمان لے آئیں اور ایسے لوگ بہت ہی کم ہوں گے) اکثر لوگ پھر بھی جہالت کی باتیں کرتے رہیں گے ﴿۱۱۱﴾

معانی ومصادر (عَدْوًا) عَدَا، يَعْدُوْ، عَدْوٌ و عُدْوَانٌ (ن) ظلم کرنا، تجاوز کرنا۔
(لَا تَسُبُّوْا) سَبَّ، يَسُبُّ، سَبٌّ (ن) برا بھلا کہنا، گالی دینا۔
(جَهْدَ) جَهُدَ، يَجْهَدُ، جَهْدٌ (ف) مشقت جھیلنا۔ کوشش کرنا، آرزومند ہونا۔
(طُغْيَانِ) طَغٰى، يَطْغٰى، طُغْيَانٌ و طُغْوٌ (س) حد سے گذر جانا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں معبودان باطل کی بے بسی کا بار بار ذکر فرمایا ہے لہٰذا عین ممکن تھا کہ ان کی بے بسی کا اظہار کرتے کرتے کوئی مؤمن ان معبودان باطل کو برا کہنے لگتا جس کے نتیجہ میں کفار غیظ و غضب میں آتے، ان میں اشتعال پیدا ہوتا اور وہ انتقاماً اللہ تعالیٰ

کو برا کہنے لگتے اور کیونکہ یہ چیز ناپسندیدہ تھی کہ کوئی مؤمن اپنے کسی فعل سے اللہ تعالیٰ کو برا کہلوانے کا سبب بنے لہذا اللہ تعالےٰ نے مؤمنین کو اس سلسلہ میں ہدایت کی اور فرمایا (وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ) اور اے ایمان والو، تبلیغ کے دوران ان ہستیوں کو برا نہ کہو جن کو یہ مشرکین اللہ تعالےٰ کے علاوہ اپنی مدد اور حاجت روائی کے لئے پکارتے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ لاعلمی میں حدّ ادب سے تجاوز کر کے اللہ تعالےٰ کو برا کہنے لگیں۔ اللہ تعالےٰ کو برا کہنا تو کجا اللہ تعالیٰ تو اس بات کو بھی پسند نہیں کرتا کہ اس کو برا کہلوانے کا سبب پیدا کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ذوالجلال والاکرام کی شان بہت بلند ہے اور کسی مؤمن کے لئے یہ حلال نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی شان میں کسی بھی گستاخی کا سبب بنے اور جو شخص کسی برائی کا سبب بنے وہ حکماً خود برائی کرنے والا ہے اگرچہ حقیقتاً اس نے برائی نہ کی ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ مِنْ اَكْبَرِ الْكَبَآئِرِ اَنْ يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ

یہ بڑے گناہوں میں سے بہت بڑا گناہ ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین پر لعنت کرے۔

آپ سے پوچھا گیا:۔ اے اللہ کے رسول، آدمی اپنے والدین پر کیسے لعنت کر سکتا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

يَسُبُّ الرَّجُلُ اَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ اَبَاهُ وَيَسُبُّ اُمَّهٗ فَيَسُبُّ اُمَّهٗ

کوئی شخص (دوسرے) شخص کے باپ کو برا کہے تو (جواب میں) وہ اس کے باپ کو برا کہے اور وہ اس کی ماں کو برا کہے تو (جواب میں) وہ اس کی ماں کو برا کہے۔

(صحیح بخاری کتاب الادب باب لا یسب الرجل والدیہ جزء ۸ ص۳ صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان الکبائر واکبر جزء اول ص۵۱ واللفظ لبخاری و اٰخر الحدیث متفق علیہ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص اپنے ماں باپ کو برا کہلوانے کا سبب بنتا ہے وہ گویا خود ہی اپنے ماں باپ کو برا کہہ رہا ہے، بالکل اسی طرح جو شخص اللہ تعالےٰ کو برا کہنے کا سبب بنتا ہے وہ گویا خود ہی اللہ تعالےٰ کو برا کہہ رہا ہے۔

آگے فرمایا (كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ) جس طرح یہ ایک حقیقت ہے کہ برائی کا سبب بننے والا خود برائی کرنے والا ہے اسی طرح یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہم نے ہر جماعت کے لئے ان کے اعمال کو مزیّن کر دیا ہے۔ یہ ایک فطری چیز ہے کہ ہر فرقہ اپنے عقائد اور اپنے مذہب کو پسند کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ○ (الروم - ۳۲)

تمام فرقے جو (فرقہ وارانہ مذہب) ان کے پاس ہے اسی میں مگن ہیں۔

انسان کی اس فطرت کا خالق اللہ تعالےٰ ہے اور یہ فطرت انسانوں کی آزمائش کا سبب ہے۔ اللہ تعالےٰ یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ کون اپنی پسند کو چھوڑ کر حق کو قبول کر کے اللہ تعالےٰ کو راضی کرتا ہے اور کون اپنی پسند پر اللہ تعالیٰ کی پسند کو قربان کرتا ہے۔ مبلغین انسان کی اس فطرت کے خلاف آواز اٹھاتے ہیں اور اس فطرت کو ایمانی فطرت کا تابع بنانے کے لئے جدوجہد کرتے ہیں لیکن پیدائشی فطرت کے خلاف کامیابی حاصل کرنا آسان نہیں ہے۔ اس کے لئے حکمت کے تمام تقاضوں کو پورا کرنا ضروری اور لازمی ہے، اگر حکمت کے تقاضے پورے نہ کئے جائیں اور اشتعال انگیزی اختیار کی جائے تو پھر کسی کو راہ راست پر لانا تقریباً ناممکن ہے۔ حکمت کے تقاضے کو پورا کرنے ہی کے لئے اللہ تعالےٰ نے ہدایت کی کہ مشرکین کے معبودان باطل کو برا نہ کہا جائے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ مشتعل ہو کر اور زیادہ گمراہ نہ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ○ (النحل - ۱۲۵)

(اور اے رسول) آپ اپنے رب کے راستہ کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دیتے رہئے اور (جب کبھی بحث کا موقع آئے تو) ان سے بہترین طریقہ سے بحث کیجئے، بے شک آپ کا رب انہیں بھی خوب جانتا ہے جو اس کے راستہ سے بھٹک گئے ہیں اور انہیں بھی خوب جانتا ہے جو کہ راستہ پر چل رہے ہیں۔

آگے فرمایا (ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ) حکمت کے ساتھ تبلیغ کرنے کے بعد بھی اگر کافر اپنے شرک سے باز نہیں آتے تو پھر ان کو قیامت کے دن اپنے رب کے پاس لوٹ کر جانا ہے پھر وہ انہیں بتائے گا جو کچھ بداعمال وہ دنیا میں کرتے رہے تھے یعنی قیامت کے دن ان کی بداعمالیوں کے نتائج ان کے سامنے آجائیں گے اور اس وقت ان پر یہ حقیقت کھل جائے گی کہ جو کچھ وہ دنیا میں کرتے رہے تھے وہ بہت برا تھا۔

آگے فرمایا (وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا) اور اے رسول، یہ کافر اللہ تعالیٰ کی مضبوط قسمیں کھا کھا کر یہ کہتے ہیں کہ آپ ہمیں کوئی معجزہ دکھائیں۔ اگر ہمیں کوئی معجزہ دکھایا گیا تو ہم ضرور اس پر ایمان لے آئیں گے اور اسلام قبول کر لیں گے (قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ) آپ کہہ دیجئے کہ معجزہ دکھانا میرے اختیار میں نہیں۔ معجزوں کا دکھانا تو

اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے وہ جب چاہے گا معجزہ دکھائیگا۔ معجزے کے دکھانے میں تاخیر اللہ تعالےٰ کی حکمت پر مبنی ہے۔ معجزے کا ظہور نہ کافروں کے مطالبہ پر ہو سکتا ہے اور نہ مؤمنین کی خواہش پر۔ اس کا ظہور تو اپنے وقت مقررہ ہی پر ہوگا (وَمَا يُشْعِرُكُمْ أَنَّهَا إِذَا جَاءَتْ لَا يُؤْمِنُونَ) اور اے ایمان والو، تمہیں نہیں معلوم کہ یہ کافر معجزہ آجانے کے بعد بھی ایمان نہیں لائیں گے جس طرح ان سے پہلے کے لوگ ایمان نہیں لائے تھے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا مَنَعَنَا أَنْ نُرْسِلَ بِالْآيَاتِ إِلَّا أَنْ كَذَّبَ بِهَا الْأَوَّلُونَ ○
(بنی اسرآءیل - ۵۹)

اور (اے رسول) (مطلوبہ) معجزے بھیجنے سے ہمیں کوئی امر مانع نہیں سوائے اس کے کہ اگلوں نے معجزوں کو جھٹلایا تھا (معجزے دیکھ کر بھی ایمان نہیں لاتے تھے)۔

اور بالآخر یہی ہوا کہ جب کفار مکہ کو معجزہ دکھایا گیا تو ایمان نہیں لائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ○ وَإِنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوا وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُسْتَمِرٌّ ○ وَكَذَّبُوا وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ وَكُلُّ أَمْرٍ مُسْتَقِرٌّ ○
(القمر - ۱ تا ۳)

قیامت قریب آگئی اور چاند شق ہوگیا (جو رسول کی صداقت کی ایک کھلی نشانی ہے لیکن کافروں نے اسے نشانی تسلیم نہیں کیا بلکہ اسے جادو قرار دیا) اور اے رسول اگر یہ (کوئی اور) نشانی بھی دیکھیں تو یہی کہیں گے یہ جادو ہے جو ہمیشہ سے ہوتا چلا آیا ہے۔ اور (اے رسول) انہوں نے (معجزے کو) جھٹلا دیا اور اپنی خواہشات کی پیروی کی (جس کے نتیجہ میں ان پر عذاب نازل ہو جانا چاہئے تھا) لیکن (اللہ کے ہاں) ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے (عذاب بھی وقت مقررہ پر ہی آئے گا۔

آگے فرمایا (وَنُقَلِّبُ أَفْئِدَتَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوا بِهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ) اور اے ایمان والو، ہم ان کی ہٹ دھرمی، ضد، عناد اور حق پوشی کے نتیجے میں ان کے دلوں کو اور ان کی آنکھوں کو الٹ دیں گے۔ ہٹ دھرمی، حق سے عناد اور ضد کی وجہ سے نہ تو ان کے دلوں میں حق کو حق سمجھنے اور اس کو تسلیم کرنے کی صلاحیت باقی رہے گی اور نہ آنکھوں سے راہ حق دیکھنے کی قوت باقی رہے گی۔ ہٹ دھرم آدمی نہ دلائل کو تسلیم کرتا ہے اور نہ حقائق کو۔ انکار حق اس کی عادت ثانیہ بن جاتی ہے۔ ان کافروں کا بھی یہی حال ہوگا۔ ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے ان کی فہم بھی بیکار ہو جائے گی اور بصیرت بھی اور باوجود معجزہ دیکھنے کے یہ لوگ اسی طرح ایمان نہیں لائیں گے جس طرح پہلی مرتبہ ایمان نہیں لائے تھے۔ پہلی

مرتبہ بھی ضد اور ہٹ دھرمی ان کے ایمان نہ لانے کا سبب بنی اور آئندہ بھی ہر مرتبہ ضد اور ہٹ دھرمی ہی ان کے ایمان نہ لانے کا سبب بنے گی۔ جو شخص ہٹ دھرمی سے ایک مرتبہ انکار کر دیتا ہے پھر وہ مسلسل انکار ہی کرتا رہتا ہے۔ اگر اُسے ایمان لانا ہوتا تو پہلے ہی کیوں انکار کرتا۔ اس نے جان بوجھ کر پہلی مرتبہ انکار کیا اب وہ آئندہ بھی ایسا ہی کرتا رہے گا۔ اس سے قبول حق کی توقع رکھنا فضول ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهٖ رُسُلًا إِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ ○

(یونس ۔ ۷۴)

پھر نوح کے بعد ہم نے بہت سے رسول ان کی قوموں کی طرف بھیجے وہ اپنی قوم کے لوگوں کے پاس کھلے دلائل لے کر آئے لیکن ایسا نہیں ہوا کہ جس چیز کی وہ پہلے تکذیب کر چکے تھے (بعد میں) اس پر ایمان لے آتے سرکشی کرنے والوں کے دلوں پر ہم اسی طرح مہر لگا دیا کرتے ہیں۔

الغرض یہ کافر ایمان نہیں لائیں گے (وَنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ) پھر ہم ان کو چھوڑ دیں گے کہ ان کی سرکشی میں بھٹکتے رہیں۔

(نوٹ:۔ ضد اور ہٹ دھرمی کے نتائج کے سلسلہ میں تفصیل کے لئے سورۃ بقرہ کی آیت ۷ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ یہ مشرکین معجزہ دیکھنے کے بعد بھی ایمان نہیں لائیں گے۔ اگلی آیت میں اسی چیز پر مزید زور دیتے ہوئے فرمایا (وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا) اور اے ایمان والو، اگر ہم ان کے اوپر فرشتوں کو نازل کر دیں، اگر مُردے ان سے باتیں کریں اور یہی نہیں بلکہ اگر ہم ان کے سامنے کائنات کی تمام چیزیں لاکر جمع کر دیں تب بھی یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے، جو شخص ایک مرتبہ ہٹ دھرمی سے انکار کر دیتا ہے وہ پھر انکار ہی کرتا رہتا ہے (اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ) مگر یہ کہ اللہ تعالےٰ ہی چاہے کہ کسی کو ہدایت مل جائے تو بات اور ہے۔ ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ کی مشیت کو بڑا دخل ہے اللہ تعالیٰ کی مشیت یہی ہے کہ جو شخص حق پوشی اور ہٹ دھرمی کرتا ہے وہ حق کو تسلیم نہیں کرتا اور جو شخص ہٹ دھرمی اور ضد کو نکال کر پھینک دیتا ہے وہ حق کو تسلیم کر لیتا ہے لہذا ان لوگوں میں سے بھی اگر کچھ لوگ ایمان لائیں تو وہ وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے حق پوشی اور ہٹ دھرمی سے توبہ کر لی ہوگی اور ایسے لوگ بہت قلیل ہوں گے (وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ) اکثر تو پھر بھی جہالت کی باتیں ہی کرتے رہیں گے۔ معجزات کا انکار کریں گے، ان کا مذاق اڑائیں گے اور ایمان نہیں لائیں گے۔

عمل

اے ایمان والو، کافروں کے معبودان باطل اور بزرگوں کو بُرا نہ کہا کیجئے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اشتعال میں آکر اللہ تعالیٰ کو برا کہنے لگیں اور آپ اس گستاخی کا سبب بن کر خود گناہگار بن جائیں۔

اے لوگو، ہٹ دھرمی نہ کیجئے ۔ ہٹ دھرمی ہدایت سے روکتی ہے، گمراہی، تباہی و بربادی کا سبب بنتی ہے اور عذاب الٰہی کو دعوت دیتی ہے۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ
عَدُوًّا شَيٰطِينَ الْاِنْسِ
وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ اِلٰى
بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا ۚ
وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوهُ
فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ ﴿۱۱۲﴾
وَلِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِينَ
لَا يُؤْمِنُونَ بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ
وَلِيَقْتَرِفُوا مَا هُمْ مُقْتَرِفُونَ ﴿۱۱۳﴾

ترجمہ اور (اے رسول، جس طرح یہ کفار مکہ آپ سے دشمنی کر رہے ہیں) اسی طرح ہم نے انسانوں اور جنوں میں سے شیطان (قسم کے) لوگوں کو ہر نبی کا دشمن بنایا تھا، یہ شیاطین دھوکہ دینے کے لئے آپس میں ایک دوسرے کے دلوں میں (بری باتوں کو) خوشنما (بنا کر) القاء کیا کرتے تھے، اور (اے رسول اگر آپ کا رب چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے (لیکن اللہ کے تمام کام قوانین فطرت کے مطابق ہوتے ہیں، کسی پر زبردستی نہیں ہوتی) لہذا (اے رسول) آپ ان (کفار) کو اور جو کچھ افتراء پردازیاں یہ کر رہے ہیں ان کو چھوڑ دیجئے (ان سے کنارہ کشی اختیار کیجئے ۱۱۲ (یہ شیاطین پُرفریب خوشنمابات اس لئے کرتے تھے) تاکہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل اس طرف مائل ہوں، وہ اسے پسند کریں اور پھر جو (گناہ) وہ کما رہے ہیں کماتے رہیں ۱۱۳

معانی ومصادر (زُخْرُفَ) زَخْرَفَ، یُزَخْرِفُ، تَزَخْرُفَہٗ (باب فعللۃ باعی مجرد) زینت دینا۔ (زخرف = کسی چیز کی خوبصورتی)۔
(تَصْغٰی) صَغٰی، یَصْغُوْ، صَغْوٌ وصَغِیَ، یَصْغٰی، صَغْیٌ وصُغِیٌّ (ن، س) جھکنا، مائل ہونا۔
(یَقْتَرِفُوْا) (مُقْتَرِفُوْنَ) اِقْتَرَفَ، یَقْتَرِفُ، اِقْتِرَافٌ (باب افتعال) گناہ کرنا، مرتکب ہونا۔

تفسیر کفار مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سخت دشمن تھے اور آپ کو روحانی اور جسمانی تکلیفیں پہنچانے کی کوشش میں لگے رہتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا (وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ) اور اے رسول جس طرح یہ کفار مکہ آپ کے دشمن ہیں اسی طرح ہم نے انسانوں اور جنوں میں سے شیطان صفت لوگوں کو ہر نبی کا دشمن بنایا تھا۔ کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس کے ساتھ دشمنی نہ کی گئی ہو (یُوْحِیْ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا) یہ شیطان صفت لوگ دھوکا دینے کے لئے آپس میں ایک دوسرے کے دلوں میں بُری باتوں کو خوشنما اور دیدہ زیب بنا کر القاء کرتے تھے۔ نبیوں کو تکلیف پہنچانے کے سلسلہ میں ایک دوسرے کے مدد و معاون تھے۔ اگر نبیوں کو تکلیف پہنچانے کے سلسلہ میں کوئی پیچھے ہٹتا تو دوسرے نے اسے جا کر آگے بڑھاتے اور نبیوں کی ایذا دہی کو مزین کر کے انہیں نبیوں کے خلاف ابھارتے (وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ) اور اے رسول، اگر اللہ تعالےٰ چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے لیکن اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اس کے فطری قوانین ہی کچھ ایسے ہیں کہ ہر حق پرست کے ساتھ باطل پرست دشمنی ہی کرتے ہیں۔ آپ کے ساتھ بھی ایسا ہی ہو رہا ہے آپ صبر کیجئے درگذر کیجئے (فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ) اور انہیں اور جو کچھ افتراء پردازیاں یہ کر رہے ہیں ان کی طرف التفات نہ کیجئے۔ جو کچھ یہ کر رہے ہیں انہیں کرنے دیجئے اور ان کی مطلق پرواہ نہ کیجئے۔
کافروں نے اللہ تعالےٰ کی طرف بہت سی غلط باتوں کو منسوب کر رکھا تھا مثلاً وہ کہتے تھے

کہ اللہ تعالےٰ نے فحش باتوں کا ہمیں حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○

(الاعراف ۔ ۲۸)

اور (یہ کافر) جب بے حیائی کا کوئی کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہم نے اپنے آباء واجداد کو اسی طرح (کرتے) پایا ہے اور اللہ نے بھی ہمیں یہی حکم دیا ہے (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ اللہ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا، کیا تم اللہ کی طرف ایسی بات کو منسوب کرتے ہو جس کا خود تمہیں بھی علم نہیں (تمہارا اعتماد تو بس سُنی سنائی باتوں پر ہے)۔

بعض چوپایوں کو انہوں نے اپنے اوپر حرام کر لیا تھا اور بعض چوپایوں کو اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح نہیں کرتے تھے اور ان باتوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ (الانعام ۔ ۱۳۹)

اللہ پر افتراء کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ چوپائے اور یہ کھیتی حرام ہے، اس کو کوئی نہیں کھا سکتا مگر وہ جس کو وہ اپنے دعوے کے مطابق چاہیں اور بعض چوپایوں پر سواری کو انہوں نے حرام کر رکھا ہے اور بعض چوپایوں پر بوقت ذبح وہ اللہ کا نام نہیں لیتے۔

ان کی افتراء پردازیوں کی حد ہو گئی کہ انہوں نے شرک تک کو اللہ تعالےٰ کی طرف منسوب کر دیا تھا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ○

(النحل ۔ ۳۵)

اور (اے رسول) مشرکین کہتے ہیں کہ اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم اس کے علاوہ کسی کی عبادت کرتے اور نہ ہمارے آباء واجداد (کسی کی عبادت کرتے) اور نہ ہم بغیر اس کے (حکم کے) کسی چیز کو حرام کرتے (اے رسول جس طرح کی حرکتیں یہ کر رہے ہیں) اسی طرح کی حرکتیں ان لوگوں نے بھی کی تھیں جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں (آپ ان کی باتوں سے رنجیدہ نہ ہوں کافروں کی ان باتوں کی ذمہ داری رسولوں پر نہیں ہوتی) رسولوں کی ذمہ داری تو بس اتنی ہوتی ہے کہ (احکام

الٰہی کو) صاف صاف پہنچا دیں۔

آگے فرمایا (وَلِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ) اور اے رسول شیاطین کا بری باتوں کو مزین کرنا اور کافروں کا اللہ تعالےٰ پر افتراء کر کے بری باتوں کو جائز کر لینا اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اُن کے دل ان برے کاموں کی طرف مائل ہوں اور ان کاموں کو پسند کریں اور پھر جو گناہ وہ کر رہے ہیں کرتے رہیں۔ ظاہر ہے کہ جب گناہ کو مزین کر کے نیکی بنا دیا جائے یا جب گناہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیا جائے تو پھر کون شخص ہے جو اس گناہ کو برا سمجھے۔ ہر بدعت کے ساتھ یہی ہوتا ہے کہ شیطان اُسے مزین کر کے نیکی بنا دیتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے کسی چیز کو حرام کر لینا بھی زہد میں شمار ہونے لگتا ہے بزرگ پرستی کو محض یہ سمجھ کر نیکی سمجھا جاتا ہے کہ یہ بزرگ اللہ تعالےٰ کے پیارے ہیں لہذا ہم جو کچھ بھی ان کے ساتھ کرتے ہیں اللہ تعالےٰ اس سے خوش ہوتا ہوگا۔ غرض یہ کہ شیطان کے بہت سے حربے ہیں جن کے ذریعہ وہ لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔

عمل

اے لوگو، شیطان سے غافل نہ رہئے۔ اس سے ہوشیار رہئے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ شرک اور گناہوں کو مزین کر کے آپ کو گمراہ کر دے۔

اے لوگو، آخرت پر مضبوطی کے ساتھ ایمان رکھئے اس لئے کہ جو لوگ آخرت پر مضبوط ایمان رکھتے ہیں وہ مشکل ہی سے بھٹکتے ہیں۔

أَفَغَيْرَ اللّٰهِ أَبْتَغِي حَكَمًا وَّ
هُوَ الَّذِيْٓ أَنْزَلَ إِلَيْكُمُ
الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا وَالَّذِيْنَ
اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ أَنَّهٗ
مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ
فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾
وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا
وَّعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ
وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۱۵﴾ وَإِنْ

تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ
يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ
اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ اِنَّ
رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ
عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ
بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۱۷﴾

ترجمہ (اے رسول، آپ ان سے پوچھیئے) کیا میں اللہ کے علاوہ کوئی اور حَکَم تلاش کروں حالانکہ اس نے تمہاری طرف (ایسی) کتاب نازل فرمادی ہے جس میں (ہر حکم) علیحدہ علیحدہ بیان (کر دیا گیا) ہے (تاکہ سمجھنے میں کوئی دقت پیش نہ آئے) اور (اے رسول) جن لوگوں کو ہم نے (آپ سے پہلے) کتاب دی تھی وہ (بخوبی) جانتے ہیں کہ یہ کتاب آپ کے رب کی طرف سے حق کے ساتھ نازل کی گئی ہے لہٰذا آپ شک کرنے والوں میں سے نہ ہو جانا ﴿۱۱۴﴾ اور (اے رسول) آپ کے رب کا کلام حق و انصاف سے بھرپور ہے، اس کی باتوں کو کوئی بدل نہیں سکتا، وہ

سننے والا ہے اور علم والا ہے (۱۱۵) اور (اے رسول) دنیا میں اکثر لوگ ایسے ہیں کہ اگر آپ ان کا کہنا مان لیں تو وہ آپ کو اللہ کے راستہ سے گمراہ کر دیں وہ لوگ محض وہم و گمان کے پیچھے چل رہے ہیں اور محض اندازے سے باتیں بناتے رہتے ہیں (۱۱۶) (اے رسول) آپ کا رب ان لوگوں کو (خوب) جانتا ہے جو اس کے راستہ سے بھٹک گئے ہیں اور انہیں بھی خوب جانتا ہے جو (اس کے) راستہ پر چل رہے ہیں (۱۱۷)

معانی و مصادر (مُفَصَّلًا) فَصَّلَ، یُفَصِّلُ، تَفْصِیْلٌ (باب تفعیل) ٹکڑے ٹکڑے کرنا، علیحدہ علیحدہ کرنا۔

(حَکَمٌ) حَکَمَ، یَحْکُمُ، حُکْمٌ وحُکُوْمَۃٌ (ن) فیصلہ کرنا (حَکَمٌ: حَاکِمٌ، فیصلہ کرنے والا)۔

(تَمَّتْ) تَمَّ، یَتِمُّ، تَمٌّ وتَمَامٌ وتَمَامَۃٌ (ض) پورا ہونا۔

تفسیر سیاق عبارت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کفار اللہ تعالےٰ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلہ کرانا پسند نہیں کرتے تھے بلکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی خواہشات کا تابع بنانا چاہتے تھے اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اَفَغَیْرَ اللّٰہِ اَبْتَغِیْ حَکَمًا) اے رسول، آپ ان سے پوچھیے کیا میں اللہ تعالےٰ کے علاوہ کوئی اور حَکَمٌ تلاش کروں (وَھُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ اِلَیْکُمُ الْکِتٰبَ مُفَصَّلًا) حالانکہ اس نے تمہاری طرف ایک ایسی کتاب نازل کر دی ہے جس میں اس نے تمام احکام علیحدہ علیحدہ بیان کر دئے ہیں۔ ان میں نہ کوئی پیچیدگی ہے اور نہ کوئی ابہام اس کتاب کے ہوتے ہوئے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ فیصلہ کے لئے کسی اور طرف رجوع کیا جائے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْہِ مِنَ الْکِتٰبِ وَمُھَیْمِنًا عَلَیْہِ فَاحْکُمْ بَیْنَھُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ وَلَا تَتَّبِعْ اَھْوَآءَھُمْ عَمَّا جَآءَکَ مِنَ الْحَقِّ لِکُلٍّ جَعَلْنَا مِنْکُمْ شِرْعَۃً وَّمِنْھَاجًا وَلَوْ شَآءَ اللّٰہُ لَجَعَلَکُمْ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً وَّلٰکِنْ لِّیَبْلُوَکُمْ فِیْ مَآ اٰتٰکُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ اِلَی اللّٰہِ مَرْجِعُکُمْ جَمِیْعًا فَیُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ فِیْہِ تَخْتَلِفُوْنَ ... وَاَنِ

اور (اے رسول) ہم نے آپ پر حق کے ساتھ کتاب نازل کی ہے جو اپنے سے پہلے آنے والی (ہر) کتاب کی تصدیق کرتی ہے اور اس کی حفاظت بھی کرتی ہے (اس طرح کہ اس کے احکام کی ترجمانی کرتی ہے اور دشمنان اسلام کی تحریف کی نشاندہی کرتی ہے) تو (اے رسول) آپ ان کے درمیان اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق حکم دیا کیجئے (اور فیصلہ کیا کیجئے) جو حق آپ کے پاس آچکا ہے اس کو چھوڑ کر ان کی خواہشات کی پیروی

اَحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا
تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ
يَّفْتِنُوْكَ عَنْ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ
فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ
يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ وَاِنَّ كَثِيْرًا
مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ○ اَفَحُكْمَ
الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ
حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ○
(المآئدۃ - ۴۸ تا ۵۰)

نہ کیجئے، ہم نے تم میں ہر ایک کے لئے ایک شریعت اور (اس پر عمل کرنے کا) واضح راستہ مقرر کیا تھا (لیکن لوگوں نے اس شریعت اور راستہ کو چھوڑ دیا اور دین میں تفریق پیدا کر دی) اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک امت بنا دیتا لیکن (اللہ تو یہ چاہتا ہے) کہ جو شریعت تم کو دی ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے (کہ کون اس پر عمل کرتا ہے اور کون نہیں کرتا) تو (اے ایمان والو اس شریعت کے مطابق) نیک کاموں میں سبقت کرو (دوسروں کے اختلاف کی پرواہ نہ کرو) تم سب کو اللہ کی طرف لوٹ کر آنا ہے پھر وہ تم کو بتائے گا کہ تم کن کن باتوں میں اختلاف کرتے تھے (اور حق کیا تھا)۔ (اے رسول، آپ کو پھر تاکید کی جاتی ہے) کہ آپ ان لوگوں کے درمیان اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق ہی حکم دیں (یا فیصلہ کریں)، ان کی خواہشات کی پیروی نہ کریں اور ان سے ہوشیار رہیں ایسا نہ ہو کہ یہ کہیں اللہ کی نازل کردہ شریعت سے (ہٹا کر) آپ کو فتنہ میں مبتلا کر دیں، اگر یہ پھر بھی (اللہ کی نازل کردہ شریعت سے) منہ موڑیں تو آپ خبردار ہو جائیے کہ اللہ ان کو ان کے بعض گناہوں کے سبب مصیبت میں مبتلا کرنا چاہتا ہے اور اس بات سے بھی خبردار ہو جائیے کہ بے شک اکثر لوگ فاسق ہی ہوتے ہیں۔ (اے رسول) کیا یہ (ایام) جاہلیت کے حکم (یا شریعت) کے متلاشی ہیں لیکن یقین (و ایمان) رکھنے والوں کے لئے اللہ سے بہتر حکم کس کا ہو سکتا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۔ (الاعراف - ۳)

(اے لوگو) جو شریعت تم پر تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوئی ہے (بس) اسی کی پیروی کرو، اس کے علاوہ ولیوں (وغیرہ) کی پیروی نہ کرو (مگر) تم نصیحت کم ہی قبول کرتے ہو۔

الغرض اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت اور قوانین کے ہوتے ہوئے کسی دوسری طرف رجوع کرنا حرام بلکہ شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی حَکَم ہے اور اسی کے قوانین کے مطابق فیصلہ کرنا فرض اور شرطِ ایمان ہے۔

آگے فرمایا (وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ) اور اے رسول، جن لوگوں کو آپ سے پہلے کتاب دی گئی تھی وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ کتاب آپ کے رب کی طرف سے حق کے ساتھ نازل ہوئی ہے۔ ان کا ضمیر گواہی دیتا ہے کہ یہ کتاب حق ہے اگرچہ وہ زبان سے اقرار نہ کریں اور ان میں سے بہت سے اقرار بھی کر چکے ہیں اور اس پر ایمان لا چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ○ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ○

(المآئدۃ - ۸۳ و ۸۴)

اور یہ لوگ جب اس کتاب کو سنتے ہیں جو رسول پر نازل ہوئی ہے تو (اے رسول) آپ دیکھیں گے کہ اس وجہ سے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا ہے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں (پھر وہ اس طرح) کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے لہٰذا ہمارا نام بھی (حق کی) گواہی دینے والوں کے ساتھ لکھ لے اور ہمیں کیا ہوا کہ ہم اللہ پر اور اس حق پر ایمان نہ لائیں جو ہمارے پاس آیا ہے، ہم تو امید رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہمیں صالح لوگوں کے ساتھ (جنت میں) داخل کریگا۔

الغرض قرآن مجید حق ہے اور اہل کتاب اس کی حقانیت کے گواہ ہیں (فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ) لہٰذا آپ شک کرنے والوں میں سے نہ ہو جانا (وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا) اور اے رسول، آپ کے رب کا کلام حق و انصاف سے بھرپور ہے (لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ) اور آپ کے رب کے کلمات اور قوانین کو کوئی بدلنے والا نہیں اور نہ کوئی بدل سکتا ہے۔

یہ کلام علاّم الغیوب اور حکیم وخبیر کی طرف سے نازل ہوا ہے لہذا اس میں کسی قسم کا نقص نہیں ہوسکتا کہ اس کے بدلنے کی ضرورت پیش آسکے (وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ) اے رسول، آپ کا رب جس نے یہ بے نظیر کلام نازل فرمایا ہے سننے والا اور جاننے والا ہے۔ جو لوگ اس کلام کے خلاف باتیں بناتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی باتیں سن رہا ہے اور جو لوگ اس کی مخالفت میں سرگرم عمل ہیں وہ اور ان کے تمام عمل اللہ تعالےٰ کے علم میں ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچ کر کہاں جائیں گے (وَإِنْ تُطِعْ أَكْثَرَ مَنْ فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ) اور اے رسول، اگر آپ زمین پر بسنے والے لوگوں کی اکثریت کی بات مان لیں تو یہ آپ کو اللہ تعالےٰ کے راستے سے گمراہ کردیں گے۔ یہ تو محض اپنے گمان پر چل رہے ہیں اور محض اندازے سے باتیں بنا رہے ہیں۔ ان کے پاس کوئی ٹھوس اور مستحکم ہدایت موجود نہیں ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اکثریت ہمیشہ گمراہ لوگوں کی ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا أَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِينَ (یوسف - ۱۰۳)

(اے رسول) آپ کتنا ہی چاہیں لوگوں کی اکثریت ایمان لانے والی نہیں۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ أَكْثَرُ الْأَوَّلِينَ (الصّٰفّٰت - ۷۱)

ان سے پہلے بھی اگلوں میں سے اکثر لوگ گمراہ تھے۔

(نوٹ:۔ اکثریت کی گمراہی پر ہم انشاء اللہ سورۂ صٓ کی آیت ۲۴ پر تفصیل سے روشنی ڈالیں گے)۔

آگے فرمایا (إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ مَنْ يَضِلُّ عَنْ سَبِيلِهِ) اے رسول، آپ کا رب خوب جانتا ہے کہ کون اس کے راستے سے بھٹکے ہوئے ہیں (وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ) اور وہ ان کو بھی خوب جانتا ہے جو راہ راست پر ہیں اور اے رسول، اللہ تعالےٰ نے یہ جو فرمایا کہ اگر آپ نے زمین کے رہنے والوں کی اکثریت کی بات مان لی تو آپ اللہ تعالےٰ کے راستے سے بھٹک جائیں گے یہ بات اللہ تعالےٰ نے اپنے علم کی بنیاد پر ہی کہی ہے لہذا یہ ایک حقیقت ہے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ ہی کو حکم مانیئے۔ اس کی نازل کردہ شریعت کے مطابق ہی فیصلہ کیجئے اور کرائیے۔

اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ کی نازل کردہ شریعت پر مضبوط ایمان رکھیئے۔ اسکے متعلق کسی قسم کا شبہ نہ کیجئے اور یہ یقین رکھیئے کہ اللہ تعالےٰ کے کلام میں کوئی بات غلط نہیں۔ ہر بات صدق وعدل سے بھرپور ہے۔ اس کی بات اور اس کے قوانین کو کوئی شخص کسی حالت میں اور کسی وقت بھی بدل نہیں سکتا۔ وہ اٹل ہیں اور قیامت تک کے لئے واجب التعمیل ہیں۔

اے لوگو، اکثریت کا کہنا نہ مانیئے۔ اکثریت کو حق پر نہ سمجھئے۔ اکثریت کبھی حق پر نہیں ہوتی۔

اے لوگو، ظن وتخمین پر عمل نہ کیجئے بلکہ اللہ تعالےٰ کے نازل کردہ ٹھوس حقائق پر عمل کیجئے۔

فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ
عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ
مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ وَمَا لَكُمْ اَلَّا
تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ
عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا
حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ
اِلَيْهِ وَاِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ
بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ اِنَّ
رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۱۹﴾

ترجمہ اور (اے ایمان والو) اگر تم اللہ کی آیات پر ایمان رکھتے ہو تو وہی چیز کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو (۱۱۸) اور (اے ایمان والو) تمہارے لئے کیا (عذر) ہے کہ تم وہ چیز نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو (رہیں) وہ چیزیں جن کو اللہ نے تم پر حرام کر دیا ہے تو اللہ نے ان کو ایک ایک کر کے تم سے بیان کر دیا ہے (ان کو ہرگز نہ کھاؤ) سوائے اس صورت کے کہ (تمہیں حلال چیز نہ ملے اور) تم (فاقہ کی وجہ سے) ان کے کھانے پر مجبور ہو جاؤ اور (اے رسول) بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو بغیر علم کے محض اپنی خواہشات کی بنیاد پر (لوگوں کو) گمراہ کر رہے ہیں، اللہ (شریعت کی حدوں سے) تجاوز کرنے والے لوگوں کو خوب جانتا ہے (۱۱۹)

معانی ومصادر (اضْطُرِرْتُمْ) اِضْطَرَّ، یَضْطَرُّ، اِضْطِرَارٌ (باب افتعال) مجبور کرنا۔ (مادہ کے حروف ض ر رہیں)۔

(مُعْتَدِیْنَ) اِعْتَدٰی، یَعْتَدِیْ، اِعْتِدَاءٌ (باب افتعال) حد سے گذر جانا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ) اے ایمان والو، اگر تم اللہ تعالےٰ کی آیات واحکام پر ایمان رکھتے ہو تو بس اس چیز کو جس پر اللہ تعالےٰ کا نام لیا گیا ہو کھایا کرو یعنی جس چیز پر اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی اور کا نام لیا گیا ہو اُسے نہ کھایا کرو (وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ) اور اے ایمان والو، جس چیز پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہو اس کے نہ کھانے کا تمہیں عذر ہی کیا ہو سکتا ہے۔ وہ تو یقیناً حلال ہے (وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ) اور رہیں وہ چیزیں جو تم پر حرام ہیں ان کو ایک ایک کر کے تم سے پہلے ہی بیان کر دیا ہے۔ انہیں ہرگز نہ کھانا (اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ) سوائے اس صورت کے کہ تم فاقہ کی وجہ سے کھانے پر مجبور ہو جاؤ۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

(البقرۃ - ۱۷۳)

بے شک اللہ نے تم پر مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور وہ چیز جس پر غیر اللہ کا نام لیا جائے حرام کر دی ہے، البتہ جو شخص (فاقہ سے) مجبور ہو جائے تو اس پر ان چیزوں کے کھا لینے پر کوئی گناہ نہیں ہوگا بشرطیکہ اللہ کی نافرمانی (کی نیت) نہ ہو اور نہ حد سے تجاوز کرے (ایسی حالت میں حرام چیز کھا لینے کو اللہ معاف کر دیگا کیونکہ) بے شک اللہ معاف کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ.
(المآئدۃ - ۳)

(اے ایمان والو، اب تم کو ان جانوروں کے نام پڑھ کر سنائے جاتے ہیں جو تم پر حرام کر دئے گئے ہیں، سنو) تم پر مردار، خون، سور کا گوشت اور وہ جانور حرام کر دیا گیا ہے جو اللہ کے علاوہ کسی اور کے نام زد کر دیا گیا ہو اور گلا گھونٹ کر مرجانے والا جانور، چوٹ لگ کر مرجانے والا جانور، سینگ لگ کر مرجانے والا جانور اور وہ جانور بھی جس کو کسی درندے نے کھایا ہو حرام کر دیا گیا ہے سوائے اس جانور کے جو (تمہیں زندہ مل جائے اور) تم (اسے مرنے سے پہلے) ذبح کر لو اور وہ جانور بھی (تم پر حرام کر دیا گیا ہے) جو (غیر اللہ کے) آستانہ پر ذبح کیا گیا ہو اور (سنو تم پر یہ بھی حرام ہے) تم تیروں کے ذریعہ قسمت کا حال معلوم کرو، یہ سب گناہ کے کام ہیں۔

(نوٹ :۔ حرام چیزوں کی تفصیل کے لئے سورۃ بقرہ کی آیت ۱۷۳ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

آگے فرمایا (وَاِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ) اور اے رسول، بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو بغیر علم کے محض اپنی خواہشات کی بنیاد پر لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں جس چیز کو چاہتے ہیں حلال کر دیتے ہیں اور جس چیز کو چاہتے ہیں حرام کر دیتے ہیں۔ وہ اس بات کی پرواہ ہی نہیں کرتے کہ بس اسی چیز کو حلال سمجھیں جس چیز کو اللہ تعالےٰ نے حلال کیا ہے اور اُس چیز کو حرام سمجھیں جس چیز کو اللہ تعالےٰ نے حرام کیا ہے۔ یہ لوگ حدود شریعت سے آگے بڑھ گئے ہیں (اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ) آپ کا رب ان سے خوب واقف ہے۔ یہ لوگ اللہ تعالےٰ کی گرفت سے بچ کر کہاں جائیں گے۔ آخر عذاب الٰہی میں گرفتار ہوں گے اور اپنی سرکشی کی سزا پائیں گے۔

عمل

اے ایمان والو، وہی چیز کھائیے جس پر اللہ تعالےٰ کا نام لیا گیا ہو، جو چیز اللہ تعالےٰ کے

نام پر دی گئی ہو یا جو اللہ کی نذر کر دی گئی ہو۔ اس چیز کو ہرگز نہ کھائیے جس پر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کا نام لیا گیا ہو، جو اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی اور کے نام پر دی گئی ہو یا اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی اور کی نذر کر دی گئی ہو۔

اے ایمان والو، جس چیز پر اللہ تعالےٰ کا نام لیا گیا اس کے نہ کھانے کی تو آپ کے پاس کوئی وجہ نہیں البتہ جس چیز پر اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی اور کا نام لیا گیا ہو اس کے نہ کھانے کی تو وجہ موجود ہے اور وہ یہ کہ کسی بھی چیز پر اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی اور کا نام لینا شرک ہے تو پھر اس چیز کے حرام ہونے میں کیا شک ہے۔

اے ایمان والو، بے علم اور بے تحقیق جو لوگ اپنی طرف سے یا اپنی رائے سے کسی چیز کو حلال یا حرام کرتے ہیں ان کی بات ہرگز نہ مانئے۔ ان سے بچتے رہئے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ آپ کو گمراہ کر دیں۔

وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ
اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ
سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا
يَقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۲۰﴾

ترجمہ (اے ایمان والو) ظاہر اور پوشیدہ ہر قسم کا گناہ چھوڑ دو، جو لوگ گناہ کر رہے ہیں ان کو ان کے گناہ کی سزا عنقریب ملنے والی ہے ﴿۱۲۰﴾

معانی ومصادر (ذَرُوْا) وَذَرَ، يَذَرُ، وَذْرٌ (ف) چھوڑنا۔ (اس معنی میں اس مصدر کے صرف مضارع اور امر کے صیغے استعمال ہوتے ہیں)۔
(ظَاهَرَ) ظَهَرَ، يَظْهَرُ، ظُهُوْرٌ (ف) ظاہر ہونا۔
(بَاطِنَ) بَطَنَ، يَبْطُنُ، بَطْنٌ وبُطُوْنٌ (ن) چھپنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ) اور اے ایمان والو ظاہری گناہ اور پوشیدہ گناہ دونوں کو چھوڑ دو۔ نہ علے الاعلان گناہ کرو اور نہ چھپ کر گناہ کرو اللہ تعالیٰ نے گناہ کو حرام کر دیا ہے خواہ وہ کسی حالت میں کیا جائے۔ ظاہر یا پوشیدہ ہونے سے اس کی حرمت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ۔
(الاعراف - ۳۳)

(اے رسول، آپ) کہہ دیجئے کہ میرے رب نے تو بے حیائی کے (تمام) ظاہر اور پوشیدہ کاموں کو حرام کر دیا ہے۔

اے ایمان والو، چھپ کر گناہ کر کے تم یہ نہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے گناہ کا علم نہیں ہوگا اسے تو جس طرح علانیہ گناہ کا علم ہوگا اسی طرح پوشیدہ گناہ کا بھی علم ہوگا (اِنَّ الَّذِيْنَ

يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ) پھر اللہ تعالے کے علم کی بنیاد پر گناہ کرنے والوں کو ان کے گناہوں کی سزا دی جائے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا اَحَدَ اَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ وَلِذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ (صحیح بخاری کتاب التفسیر ابواب تفسیر سورہ الانعام جزء ۶ ص۷۲ و صحیح مسلم کتاب التوبہ باب غیرۃ اللہ جزء ۲ ص۲۹۶)

اللہ تعالیٰ سے زیادہ کوئی غیرت والا نہیں اسی لئے اس نے تمام ظاہر اور پوشیدہ بے حیائی کے کاموں کو حرام کر دیا ہے۔

عمل

اے ایمان والو، نہ علی الاعلان گناہ کیجئے اور نہ چھپ کر گناہ کیجئے۔ گناہ کرنے والوں کو عنقریب سزا دی جائے گی۔

وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ
اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهٗ لَفِسْقٌ
وَإِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ
إِلٰى أَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ
وَإِنْ أَطَعْتُمُوْهُمْ إِنَّكُمْ
لَمُشْرِكُوْنَ (۱۲۱)

ترجمہ اور (اے ایمان والو) جس چیز پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اس میں سے کچھ بھی نہ کھاؤ، اس کا کھانا گناہ ہے۔ شیطان تو اپنے دوستوں کے دلوں میں القاء کرتے ہی رہتے ہیں کہ وہ تم سے کج بحثی کریں (اور تمہیں اس کے کھانے کی ترغیب دیں، تم ان کا کہنا ہرگز نہ ماننا) اگر تم نے ان کا کہنا مان لیا تو پھر تم بھی مشرک ہو جاؤ گے (۱۲۱)

معانی و مصادر (فِسْقٌ) فَسَقَ، يَفْسُقُ، فِسْقٌ و فُسُوْقٌ (ن، ك، ض) حق بات سے خروج کرنا، اطاعت سے نکل جانا، گناہ کرنا۔

شان نزول حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ فرماتے ہیں:۔

يَقُوْلُوْنَ مَا ذَبَحَ اللّٰهُ فَلَا تَأْكُلُوْهُ (کافروں نے اعتراض کیا) مسلمین کہتے ہیں جو

وَمَا ذَبَحْتُمْ اَنْتُمْ فَكُلُوْهُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ (ابوداؤد کتاب الضحایا باب ذبائح اهل الکتاب ۲/۳۳ وله شاهد عند ابی داؤد) وفی روایۃ کانوا یقولون ماذکر علیه اسم اللّٰه فلا تاکلوا وما لم یذکر اسم اللّٰه علیه فکلوه وقال اللّٰه عزوجل ولا تاکلوا ممّا لم یذکر اسم اللّٰه علیه (ابن ماجۃ ابواب الذبائح باب التسمیۃ عند الذبائح جزء ۲ صـ ۲۸۳ وسندہ صحیح. تفسیر ابن کثیر ۲/۱۷۲)

اللہ ذبح کرے (یعنی جو خود مر جائے) اسے نہ کھاؤ اور جو تم ذبح کرو اُسے کھالو (ان کے اس اعتراض کے جواب میں اللہ تعالےٰ نے (یہ آیت) نازل فرمائی وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ (ابوداؤد) اور ایک روایت میں یہ ہے کہ کافر کہتے تھے (ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ) جس پر اللہ کا نام لیا جائے تو (ادبًا و تعظیمًا) اُسے نہ کھاؤ اور جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اُسے کھالو۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ [اے ایمان والو (تم کافروں کی باتوں میں نہ آنا) جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اسے (ہرگز) نہ کھانا]۔

تفسیر مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ کافروں نے دو قسم کے اعتراض کئے۔

(۱) مسلمین اللہ تعالےٰ کا مارا ہوا تو نہیں کھاتے اپنا مارا ہوا کھا لیتے ہیں یعنی اللہ تعالےٰ کے مارے ہوئے کو تو مردار اور حرام سمجھتے ہیں اور اپنے ذبح کئے کو حلال و طیب سمجھتے ہیں۔ یہ کیسی عجیب بات ہے!

(۲) مسلمین اللہ تعالےٰ کا نام لے کر ذبح کرتے ہیں تو اُسے کھا لیتے ہیں اور جس پر اللہ تعالےٰ کا نام نہ لیا جائے اسے نہیں کھاتے حالانکہ جس چیز پر اللہ تعالےٰ کا نام لیا گیا ادبًا اُسے نہ کھاتے تو یہ عقل کے عین مطابق تھا۔

اللہ تعالےٰ نے ان دونوں اعتراضوں کے جواب میں آیت زیر تفسیر نازل فرمائی۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ) اور اے ایمان والو، تم کافروں کے بہکانے میں نہ آنا بلکہ بدستور وہ ذبیحہ نہ کھانا جس پر اللہ تعالےٰ کا نام نہ لیا گیا ہو۔ ذبیحہ حلال و طیب ہی اللہ تعالیٰ کے نام سے ہوتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جائے تو وہ ناپاک و حرام ہوتا ہے۔ کافروں کا یہ اعتراض بھی لغو ہے کہ مسلمین اللہ تعالےٰ کا مارا ہوا تو نہیں کھاتے اور اپنا ذبح کیا ہوا کھا لیتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا مارا ہوا یعنی وہ جانور جو خود مر جائے اسی لئے حرام ہے کہ اس پر اللہ تعالےٰ کا نام نہیں لیا گیا اور اپنے ہاتھ سے ذبح کیا ہوا جانور اسی لئے حلال ہے کہ اس پر اللہ تعالےٰ کا نام لیا گیا۔ کافروں کے اعتراضات بے عقلی پر مبنی ہیں اور وہ ہٹ دھرمی سے ایمان والوں کی بات کو خلاف عقل بنا رہے ہیں (وَاِنَّهٗ

لَفِسْقٌ) اور اے ایمان والو، اس جانور کو کھانا جس پر بوقت ذبح اللہ تعالےٰ کا نام نہ لیا گیا ہو یقیناً گناہ ہے تم اس سے بچتے رہو (وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓـئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ) اے ایمان والو، شیاطین اپنے دوستوں کی طرف وحی بھیجتے ہیں یعنی ان کے دلوں میں ایسے اعتراض ڈال دیتے ہیں کہ ان کو بنیاد بنا کر شیطان کے وہ دوست تم سے آکر مجادلہ اور مباحثہ کریں اور ان بچکانہ اعتراضات کے ذریعہ تمہیں لاجواب کر کے تمہیں اسلام سے برگشتہ کریں (وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ) اور اے ایمان والو، اگر تم نے ان کا کہنا مان لیا تو پھر تم بھی مشرک ہو جاؤ گے تحلیل و تحریم تو اللہ تعالیٰ کا حق ہے لہذا جس چیز کو وہ حلال کہے وہ حلال ہے اور جس چیز کو وہ حرام کہے وہ حرام ہے۔ تحلیل و تحریم کا حق کسی اور کو دے دینا یہ اللہ تعالےٰ کے حق میں دست اندازی اور کھلا شرک ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْ بِهِ اللّٰهُ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

(الشوریٰ - ۲۱)

(اے رسول) کیا ان لوگوں نے (اللہ تعالےٰ کے) شریک بنا لئے ہیں جو ان کے لئے دین کا راستہ وضع کرتے ہیں جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی اور اگر فیصلہ کا وعدہ (مقررہ وقت تک کے لئے ملتوی) نہ ہوتا تو ان کے درمیان کبھی کا فیصلہ ہو گیا ہوتا، بے شک ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے (جو مقرر وقت ہی پر ان کو دیا جائے گا۔

تحلیل و تحریم کے سلسلہ میں کسی کو اپنے قیاس و اجتہاد سے زبان نہیں کھولنی چاہئے۔ حلال وہی چیز ہے جس کو اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید یا صحیح حدیث کے ذریعہ حلال کر دیا اور حرام وہی چیز جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید اور صحیح حدیث کے ذریعہ حرام کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ○ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

(النحل - ۱۱۶ و ۱۱۷)

اور (اے لوگو) (اپنی طرف سے) یونہی جھوٹ جو تمہاری زبان پر آجائے یہ نہ کہہ دیا کرو کہ یہ چیز حلال ہے اور یہ چیز حرام ہے تاکہ (اس طرح) تم اللہ پر جھوٹ بہتان باندھنے لگ جاؤ، بے شک جو لوگ اللہ پر جھوٹ بہتان باندھتے ہیں وہ فلاح نہیں پا سکتے۔ (ان افتراء پردازیوں سے انہیں) تھوڑا سا فائدہ (تو ضرور پہنچ جائیگا) لیکن پھر ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

آیت زیر تفسیر سے معلوم ہوا کہ شیاطین کے بھی ولی ہوتے ہیں۔ شیاطین اپنے ولیوں کے دلوں میں ایسی باتیں القاء کرتے ہیں کہ جن سے اسلام کا مقابلہ کیا جائے اور اسلام کو بڑے خوبصورت بہانے سے غلط ثابت کیا جائے، جو لوگ شیطانی وسوسوں کے ذریعہ اسلام کی تکذیب کے لئے مواد فراہم کرتے ہیں وہ یقیناً مؤمن نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ (الاعراف۔ ۲۷)

بے شک ہم نے شیاطین کو ان لوگوں کا دوست بنایا ہے جو (اللہ پر) ایمان نہیں لاتے ہیں۔

الغرض شیطان کے دوست بے ایمان لوگ ہیں۔ شیطان کے دوستوں کا کہنا ہرگز نہ ماننا چاہئے خواہ وہ کسی لباس میں آئیں۔ ان کو پہچاننے کا بس ایک ہی ذریعہ ہے، وہ یہ کہ اگر وہ قرآن مجید اور حدیث نبوی کے خلاف بات کہیں تو وہ یقیناً شیطان ہیں۔

عمل

اے ایمان والو، اس ذبیحہ کو ہرگز نہ کھائیے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا گیا ہو۔ بس وہی ذبیحہ کھائیے جس پر بوقت ذبح اللہ تعالےٰ کا نام لیا گیا ہو

اے ایمان والو، شیطان کے دوستوں سے ہوشیار رہئے اور ان کا کہنا ہرگز نہ مانیئے۔

أَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنٰهُ
وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ
فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي
الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا
كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا
كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَكَذٰلِكَ
جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ
مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا
وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ

وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

ترجمہ (اے رسول، ان کافروں سے پوچھئے کہ بتاؤ) کیا وہ شخص جو مردہ تھا پھر ہم نے اُسے زندہ کر دیا، پھر ہم نے اُسے نور عطاء فرمایا جس کی روشنی میں وہ شخص لوگوں کے درمیان چلتا پھرتا ہے، اس جیسا ہو سکتا ہے جو تاریکیوں میں گھرا ہوا ہو پھر ان میں سے نکل نہ سکتا ہو (ہرگز نہیں کافر اس بات کو تسلیم نہیں کرتے، وجہ اس کی صرف یہ ہے کہ) جو عمل یہ کافر کر رہے ہیں ان اعمال کو ان کے لئے مزیّن کر دیا گیا ہے (وہ اعمال ان کو برے ہی نہیں معلوم ہوتے تو چھوڑیں کیسے) ۱۲۲
اور (اے رسول، جس طرح ہم نے مکہ میں بڑے لوگوں کو مجرم پیدا کیا ہے) اسی طرح ہم نے ہر بستی میں اس بستی کے بڑے لوگوں کو مجرم پیدا کیا تھا تاکہ وہ اس بستی میں (اپنے نبی کے خلاف) تدبیریں کرتے رہیں، اور (اے رسول) جو تدبیریں یہ (آپ کی بستی کے رہنے والے آپ کے خلاف) کر رہے ہیں وہ انہی کے لئے (نقصان دِہ) ہیں لیکن انہیں شعور نہیں ۱۲۳

معانی و مصادر (ظُلُمٰت) ظَلِمَ، یَظْلَمُ، ظَلَمٌ (س) تاریک ہونا۔
(مُجْرِمِیْ) اَجْرَمَ، یُجْرِمُ، اِجْرَامٌ (باب افعال) گناہ کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا) اے کافرو، بتاؤ کیا وہ شخص جو پہلے مردہ تھا، پھر اللہ تعالےٰ نے اُسے زندگی بخشی اور اس کے لئے روشنی کر دی جس روشنی کے ذریعہ وہ لوگوں میں چلتا پھرتا ہے اس شخص جیسا ہو سکتا ہے جو تاریکیوں میں گھرا ہوا ہو اور ان تاریکیوں میں سے نکل نہ سکتا ہو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک تمثیل کے ذریعہ مؤمن اور کافر کے فرق کو ظاہر کیا ہے۔ وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے زندگی بخشی اور ایک روشنی عطا فرمائی ہے مؤمن ایمان لانے سے پہلے مردہ یعنی گمراہ تھا۔ اللہ تعالےٰ نے اُسے زندہ کر دیا یعنی اُسے ہدایت بخشی۔ گمراہی کی جن تاریکیوں میں وہ گھرا ہوا تھا ان میں اُسے اسلام کی روشنی عطاء کی جس کے ذریعہ تاریکیاں جاتی رہیں اور اب وہ اس روشنی میں چلتا پھرتا ہے۔ برخلاف اس کے کافر کو نہ تو ہدایت نصیب ہوئی اور نہ اُسے اسلام کی روشنی نصیب ہوئی۔ وہ بدستور گمراہی کی تاریکیوں میں پڑا ہوا ہے۔ اسے اسلام کی روشنی ملتی تو وہ ان گمراہیوں سے نکلتا لیکن اسے اسلام کی روشنی نہیں ملی تو اب وہ ان گمراہیوں سے کیسے نکل سکتا ہے۔ یعنی مؤمن اور کافر برابر نہیں ہو سکتے۔ اس تمثیل سے ان دونوں کا فرق ظاہر ہے۔ اس فرق کو ظاہر کرنے کے لئے

اللہ تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے:۔

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

(البقرۃ - ۲۵۷)

ایمان والوں کا دوست اللہ ہے جو انہیں (گمراہی کی) تاریکیوں سے نکال کر نور (ہدایت) کی طرف لے آتا ہے اور کافروں کے دوست شیطان ہیں جو انہیں (ہدایت) سے نکال کر (گمراہی کی) تاریکیوں کی طرف لے آتے ہیں، یہ لوگ (جو شیطان کے بہکانے سے گمراہی کی تاریکیوں میں آجاتے ہیں) دوزخی ہیں اور یہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔

آگے فرمایا (كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ) لیکن کافران مثالوں سے بھی فائدہ نہیں اٹھاتے۔ انہیں اپنی گمراہی ہی اچھی لگتی ہے اور جس طرح اس گمراہی کو ان کے لئے مزین کر دیا گیا ہے اسی طرح ان کے لئے ان کے تمام اعمال کو مزین کر دیا گیا ہے۔ اب وہ ان اعمال کو چھوڑیں تو کیسے چھوڑیں ان کو حق پوشی، ہٹ دھرمی، ضد اور حق کی مخالفت نے اس درجہ مگن کر دیا ہے کہ وہ اپنے ہر عمل کو اچھا سمجھتے ہیں (وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا) اور اے رسول، جس طرح آپ کی بستی کے بڑے لوگ مجرم ہیں اور آپ کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں اسی طرح ہم نے ہر بستی کے بڑے لوگوں کو مجرم بنا دیا تھا تاکہ وہ اس بستی میں اپنے نبیوں کے خلاف سازشیں کرتے رہیں۔ بڑے لوگ عموماً سرکش اور متکبر ہوتے ہیں اور سرکشی اور تکبر کا نتیجہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے یہی ہوتا ہے کہ وہ ہر اصلاحی تحریک کے مخالف ہو جاتے ہیں۔ انہیں یہ اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ ان کی بے راہ روی اور آزادی میں کسی قسم کا فرق آئے۔ وہ نہیں چاہتے کہ ان کے عیش و عشرت میں کسی قسم کا رخنہ پڑے اور وہ کسی دوسرے انسان کے ماتحت ہو کر کسی ضابطہ کے پابند ہو جائیں۔ ایسے لوگ ہر نبی کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور اپنے آپ کو بڑا خیال کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ۝

(الفرقان - ۳۱)

اور (اے رسول) جس طرح یہ کافر آپ کے دشمن ہیں) اسی طرح ہم نے مجرمین میں سے ہر نبی کے دشمن بنائے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ

اور (اے رسول) جس بستی میں بھی ہم نے (عذاب الٰہی سے) ڈرانے والا بھیجا تو وہاں کے خوشحال لوگوں نے کہا: جو چیز تمہیں دے کر بھیجا گیا ہے ہم

اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ○
قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ
وَیَقْدِرُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ○

(سبا- ۳۴ تا ۳۶)

اس کا انکار کرتے ہیں۔ اور (اے رسول، یہ کافر) کہتے ہیں! ہم مال اور اولاد تم سے زیادہ رکھتے ہیں، (یہ ہمارے حق پر ہونے کی نشانی ہے) لہٰذا (آخرت میں) ہم کو عذاب نہیں ہوگا۔ (اے رسول، آپ کہہ دیجئے! (یہ حق پر ہونے کی نشانی نہیں بلکہ) میرا رب جس کے لئے چاہتا ہے رزق کشادہ کر دیتا ہے اور (جس کے لئے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے لیکن اکثر لوگ (اس بات کو) نہیں جانتے۔

بہرحال اے رسول، جو سازشیں یہ بڑے لوگ آپ کے خلاف کر رہے ہیں (وَمَا یَمْکُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ) یہ آپ کے خلاف نہیں کر رہے بلکہ اپنے ہی خلاف کر رہے ہیں (وَمَا یَشْعُرُوْنَ) لیکن انہیں شعور نہیں کہ ان کی سازشوں سے خود ان کو نقصان پہنچے گا۔ انہیں نہیں معلوم کہ انکی سازشوں سے ان کی آخرت خراب ہو رہی ہے۔

عمل

اے لوگو، ایمان لائیے۔ اسلام کی روشنی سے فائدہ اٹھا کر گمراہی کی تاریکیوں سے نکل آئیے۔
اے لوگو، اسلام کے خلاف سازشیں نہ کیجئے۔ اسلام کے خلاف سازشیں آپ ہی کو نقصان پہنچائیں گی۔

وَإِذَا جَآءَتْهُمْ ءَايَةٌ قَالُوا۟
لَن نُّؤْمِنَ حَتَّىٰ نُؤْتَىٰ مِثْلَ
مَآ أُوتِىَ رُسُلُ ٱللَّهِ ۘ ٱللَّهُ
أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُۥ ۗ
سَيُصِيبُ ٱلَّذِينَ أَجْرَمُوا۟
صَغَارٌ عِندَ ٱللَّهِ وَعَذَابٌ
شَدِيدٌۢ بِمَا كَانُوا۟ يَمْكُرُونَ ﴿١٢٤﴾
فَمَن يُرِدِ ٱللَّهُ أَن يَهْدِيَهُۥ
يَشْرَحْ صَدْرَهُۥ لِلْإِسْلَٰمِ

وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ
صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا
يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ ؕ كَذٰلِكَ
يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى
الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَ
هٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا ؕ
قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ
يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾ لَهُمْ دَارُ
السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ

وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۲۷﴾

ترجمہ اور جب ان کے پاس کوئی آیت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے جب تک ہمیں بھی وہی چیز نہ دی جائے جو اللہ کے رسولوں کو دی گئی ہے (اور) یہ بات تو اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ وہ اپنی رسالت کس کو عطاء فرمائے جو لوگ گناہ کر رہے ہیں ان کو عنقریب اللہ کے ہاں ذلت نصیب ہوگی اور (اسلام کے خلاف) جو تدبیریں یہ کر رہے ہیں اس کی وجہ سے ان کو (بہت) سخت عذاب دیا جائیگا ﴿۱۲۴﴾ (ہدایت کا معاملہ سراسر توفیق الٰہی پر موقوف ہے) تو جس شخص کو اللہ ہدایت دینا چاہتا ہے تو اس کے سینے کو اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور جس شخص کو گمراہ کرنا (یعنی گمراہ رکھنا) چاہتا ہے تو اس کے سینہ کو تنگ کر دیتا ہے (اسلام کو قبول کرنا اس کو ایسا معلوم ہوتا ہے) گویا وہ آسمان پر چڑھ رہا ہے، (پھر جس طرح یہ سب کچھ فطری قوانین کے مطابق ہوتا رہتا ہے) اسی طرح جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان پر (انہیں فطری قوانین کے مطابق) اللہ کی طرف سے (کفر و شرک کی) ناپاکی کے ردے پر ردے چڑھتے رہتے ہیں ﴿۱۲۵﴾ (اے رسول) یہ (اسلام) آپ کے رب کا سیدھا راستہ ہے، ہم نے نصیحت حاصل کرنے والوں کے لئے (اپنی) آیات کو (واضح طور پر) علیحدہ علیحدہ بیان کر دیا ہے ﴿۱۲۶﴾ ان (نصیحت حاصل کرنے والوں) کے لئے ان کے اعمال کے صلہ میں جو یہ کر رہے ہیں ان کے رب کے پاس سلامتی کا گھر ہے اور ان کا رب ان کا دوست ہے ﴿۱۲۷﴾

معانی و مصادر (صَغَارٌ) صَغُرَ، یَصْغُرُ، صُغْرٌ وصَغَارٌ وصِغَرٌ وصَغَارَةٌ وصُغْرَانٌ۔ (ک) ذلیل ہونا (صَغَارٌ = ذلت)۔
(ضَيِّقٌ) ضَاقَ، یَضِیْقُ، ضِیْقٌ (ض) تنگ ہونا (ضَيِّقٌ = تنگ)۔
(حَرَجًا) حَرِجَ، یَحْرَجُ، حَرَجٌ (س) تنگ ہونا۔
(یَصَّعَّدُ) اِصَّعَّدَ، یَصَّعَّدُ، اِصَّعُّدٌ (باب اِفَّعُّل) چڑھنا۔
(رِجْسٌ) رَجِسَ، یَرْجَسُ، رَجَاسَةٌ (س، ک) برا عمل کرنا۔ (رِجْسٌ = ناپاکی)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ نے کفار کی سرکشی اور ہٹ دھرمی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے (وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ) اور جب کبھی ان کافروں کے پاس قرآن مجید کی کوئی آیت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے جب تک ہمیں بھی وہی چیز نہ دی جائے جو اللہ تعالیٰ کے رسولوں کو دی گئی یعنی ہم اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک خود ہم پر وحی نازل نہ ہو اور ہم کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی کتاب ہدایت

دی جائے۔ کفار کا یہ مطالبہ سراسر لغو ہے رسالت کا منصب کسی کے مانگنے سے نہیں ملتا بلکہ اسی کو ملتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ اس منصب کے قابل سمجھتا ہے (اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ) اور یہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ وہ منصب رسالت کس کو دے اور کون اس منصب کا اہل ہے۔ منصب رسالت کوئی معمولی منصب نہیں ہے بلکہ بہت ہی عظیم الشان منصب ہے۔ اس منصب کے لئے اللہ تعالےٰ خود کسی انسان کو منتخب فرماتا ہے اور پھر اسے اپنی رسالت سے سرفراز فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ○ (الحج - ۷۵)

اللہ فرشتوں میں سے بھی اور انسانوں میں سے بھی پیغام پہنچانے والے منتخب کرلیتا ہے، بے شک اللہ سننے والا، دیکھنے والا ہے۔

آگے فرمایا (سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيْدٌ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ) جو لوگ جرم کر رہے ہیں اور تکبر کی وجہ سے ایمان لانے کو اپنی بے عزتی سمجھتے ہیں عنقریب اللہ تعالےٰ کے ہاں ان کو ذلت نصیب ہوگی، ان کی عزت خاک میں مل جائے گی اور ان کے کچھ کام نہیں آئے گی بلکہ ان کی سازشوں کی وجہ سے ان کو بڑا سخت عذاب ہوگا۔

ہدایت کا معاملہ سراسر توفیق الٰہی پر موقوف ہے (فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ) تو جس شخص کو اللہ تعالےٰ ہدایت دینا چاہتا ہے اس کے سینے کو اسلام کے لئے کھول دیتا ہے۔ ہدایت اللہ تعالیٰ کی مشیت اور قانون ہدایت کے مطابق ملتی ہے اور اللہ تعالےٰ کا اہم قانون ہدایت یہ ہے کہ اسی کو ہدایت دیتا ہے جو خلوص اور للہیت کے ساتھ ہدایت کا طلبگار ہوتا ہے اور پھر ہدایت کے حصول کے لئے جدوجہد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ○ (العنکبوت - ۶۹)

اور (اے رسول) جو لوگ ہمارے (راستے) میں (آنے کی) کوشش کرتے ہیں ہم ضرور ان کو اپنے راستے دکھا دیتے ہیں (جن کے ذریعہ وہ صراط مستقیم پر پہنچ جاتے ہیں) بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے (اللہ ان کی مدد اور راہنمائی کرتا رہتا ہے)

آگے فرمایا (وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ) اور جس شخص کو اللہ تعالےٰ گمراہ کرنا یعنی گمراہ رکھنا چاہتا ہے وہ وہ شخص ہوتا ہے جو قوانین ہدایت کے مطابق عمل نہ کر کے گمراہی میں رہنا چاہتا ہے تو اس کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ اس کے سینہ کو تنگ کر دیتا ہے، پھر اس کی کیفیت یہ ہو جاتی ہے کہ گویا وہ آسمان پر چڑھ رہا ہے۔ جو کیفیت کہ کسی شخص کی

آسمان کی طرف چڑھتے وقت ہوسکتی ہے وہی کیفیت اس کی ہوجاتی ہے۔ اس کے لئے ہدایت قبول کرنا اتنا مشکل ہوجاتا ہے جتنا مشکل کہ آسمان پر چڑھنا، اور کیونکہ آسمان پر چڑھنا ناممکن ہے اسی طرح ایسے شخص کا ہدایت قبول کرنا بھی ناممکن ہوتا ہے۔ حق کی مخالفت، سرکشی، ضد، ہٹ دھرمی اور حق پوشی کی افراط اور ہجوم سے اس کا سینہ اتنا گھٹ جاتا ہے کہ حق کے لئے اس میں کوئی جگہ باقی نہیں رہتی۔ اب وہ حق کو قبول کرے تو کیسے کرے۔ فطری قوانین اور مشیت الٰہی کے مطابق جس طرح یہ سب کچھ ہوتا ہے (كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ) اسی طرح اللہ تعالیٰ ایمان نہ لانے والوں پر کفر اور شرک کی ناپاکی ڈالتا رہتا ہے۔ کفر اور شرک کی ناپاکی کے ردّے پر ردّے ان کے قلوب واذہان پر انہی فطری قوانین اور مشیت الٰہی کے مطابق چڑھتے رہتے ہیں۔ بس پھر قلوب (واذہان) پر مُہر لگ جاتی ہے اور ہدایت کا ملنا محال ہوجاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

(البقرۃ - ۶و۷)

(اے رسول) بے شک جو لوگ (حق کو) چھپاتے ہیں انہیں آپ ڈرائیں یا نہ ڈرائیں، دونوں برابر ہیں وہ ایمان نہیں لائیں گے، ان کے دلوں اور کانوں پر اللہ نے مہر لگادی ہے، ان کی آنکھوں پر (تعصب کا) پردہ پڑا ہوا ہے، ان کے لئے (بہت) بڑا عذاب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ (التوبۃ - ۱۲۵)

اور رہے وہ لوگ جن کے دلوں میں (نفاق اور حسد کی) بیماری ہے تو (نئی سورت نازل ہونے سے) ان (کے نفاق اور حسد) کی گندگی میں اضافہ ہوتا ہے اور انہیں جب موت آتی ہے تو اس حالت میں آتی ہے کہ وہ کافر ہوتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝

(یونس - ۱۰۰)

کوئی شخص اس بات کی قدرت نہیں رکھتا کہ وہ بغیر اللہ کی توفیق کے ایمان لے آئے، اللہ تو (کفر وشرک کی) گندگی کو انہی لوگوں پر ڈالتا ہے جو (اللہ کی نشانیوں

کو) سمجھتے نہیں (اور نہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں)

الغرض جو شخص قوانین ہدایت سے بغاوت کرتا ہے اس کا اسلام لانا ناممکن ہوتا ہے (وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيمًا) اور اے رسول، یہ اسلام ہی درحقیقت آپ کے رب کا ایسا راستہ ہے جو بالکل سیدھا ہے۔ اس میں کسی قسم کا اتیچ، پیچ نہیں (قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ) ہم نے نصیحت حاصل کرنے والوں کے لئے اپنی آیات کو اس طرح علیحدہ علیحدہ بیان کر دیا ہے کہ اسلام کو قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے میں کسی قسم کی دقت پیش نہ آئے (لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ) ان نصیحت حاصل کرنے والوں کے لئے ان کے رب کے پاس سلامتی کا گھر ہے جس میں وہ چین و سکون کے ساتھ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ۝ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ۝ لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ۝

(الحجر۔ ۴۵ تا ۴۸)

بے شک متقین ہمیشہ باغوں اور چشموں میں (شاداں و فرحاں) ہوں گے۔ (قیامت کے دن ان سے کہا جائیگا) ان باغوں میں سلامتی اور امن کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ ہم ان کے دلوں سے بغض و کینہ کو نکال دیں گے (پھر) وہ ایک دوسرے کے سامنے تختوں پر اس طرح بیٹھے ہوں گے گویا کہ وہ بھائی بھائی ہیں، نہ انہیں وہاں کوئی تکلیف پہنچے گی اور نہ وہ وہاں سے (کبھی) نکالے جائیں گے۔

آگے فرمایا (وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ) اور اے رسول، نہ صرف یہ کہ ان کو سلامتی کا گھر نصیب ہوگا بلکہ ایک اور بہت بڑی نعمت انہیں ملے گی۔ وہ اللہ تعالیٰ کی دوستی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ان کا دوست ہوگا اور یہ سلامتی کا گھر اور یہ اللہ تعالیٰ کی دوستی ان کو ان کے اُن اعمال صالحہ کے صلہ میں نصیب ہوگی جو اعمال وہ دنیا میں کرتے رہے تھے۔

عمل

اے لوگو، یہ تمنا نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ آپ سے بات کرے یا آپ کو نبوت و رسالت سے سرفراز فرمائے تو آپ ایمان لائیں گے۔ نبوت کا دینا یہ تو اللہ تعالیٰ کی پسند پر موقوف ہے۔ وہ خوب جانتا ہے کہ نبوت اور رسالت کس کو دے۔ آپ کا تو بس یہ کام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن انبیاء علیہم السلام کو نبوت کے لئے منتخب فرمایا ہے ان پر ایمان لائیے اور اللہ تعالیٰ کے

آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کیجئے اور اس کی اطاعت کیجئے۔

اے لوگو، نبوت اور رسالت کی تمنا فضول ہے اس لئے کہ اب تو نبوت اور رسالت منقطع ہو چکی ہے۔ اب کسی کو نبوت اور رسالت نہیں مل سکتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ (رواہ الترمذی ابواب الرؤیا باب ذھبت النبوۃ وبقیت المبشرات وصحیحہ۔ جزء ۲ صـ ۴۲۹)	رسالت اور نبوت (دونوں) منقطع ہو گئیں لہذا میرے بعد (اب) نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ نبی۔

اے لوگو، اسلام ہی اللہ تعالیٰ کا سیدھا راستہ ہے۔ اسلام پر چل کر دار السلام کو حاصل کیجئے۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا
يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ
مِنَ الْاِنْسِ وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ
مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ
بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا
الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا قَالَ النَّارُ
مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا
مَا شَآءَ اللّٰهُ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ
عَلِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ

بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا
كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ يٰمَعْشَرَ
الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ
رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ
عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ
لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا، قَالُوْا
شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا وَ
غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا
وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ

أَنَّهُمْ كَانُوا كٰفِرِينَ ﴿۱۳۰﴾ ذٰلِكَ
أَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ
الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّأَهْلُهَا غٰفِلُونَ ﴿۱۳۱﴾

ترجمہ اور جب اللہ سب کو جمع کریگا تو (جنّات سے) فرمائے گا! "اے جنّات کی جماعت تم نے انسانوں میں سے بہتوں کو اپنا بنا لیا تھا" (وہ تمہارے مطیع و فرمانبردار بن) گئے تھے، اس موقع پر) وہ آدمی جو جنات کے دوست تھے عرض کریں گے! "اے ہمارے ربّ ہم (دنیا میں) ایک دوسرے سے فائدہ اٹھاتے رہے (بالآخر آج) ہم اس میعاد مقررہ پر پہنچ گئے جو میعاد کہ تو نے ہمارے لئے مقرر کی تھی"۔ اللہ فرمائے گا! تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہے، تم اس میں ہمیشہ رہو گے مگر یہ کہ جو اللہ چاہے (اس کے تمام کام علم و حکمت پر مبنی ہوتے ہیں، اور اے رسول) بیشک آپ کا رب (بہت) حکمت والا اور (بہت) علم والا ہے ﴿۱۲۸﴾ اور (اے رسول، جس طرح ہم نے جنات اور انسانوں کو ایک دوسرے کا دوست بنایا تھا) اسی طرح ہم تمام ظالموں کو ان کے اعمال کے سبب جو وہ کرتے ہیں ایک دوسرے کا دوست بنا دیتے ہیں ﴿۱۲۹﴾ (اور اے رسول، قیامت کے دن اللہ جنات اور انسانوں سے فرمائیگا) "اے جن و انس کی جماعت کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے (میرے) رسول نہیں آئے تھے جو میری آیتیں تم کو پڑھ پڑھ کر سناتے تھے اور تمہیں اس دن کی ملاقات سے ڈراتے تھے"، وہ کہیں گے (کیوں نہیں، بے شک آئے تھے) ہم اپنے اوپر آپ گواہی دیتے ہیں (کہ بے شک ہم کافر تھے)" (بات یہ ہے کہ) ان لوگوں کو دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا تھا لیکن (میدان محشر میں پہنچکر) یہ اپنے اوپر خود گواہی دیں گے کہ وہ کافر تھے ﴿۱۳۰﴾ (اور اے رسول، ہم نے نبیوں کو اسی لئے بھیجا تھا کہ وہ ہمارے احکام سے لوگوں کو واقف کر دیں کیوں کہ) آپ کا رب ایسا نہیں کہ بستیوں کو ایسی حالت میں کہ بستی والے (اللہ کے احکام سے) غافل ہوں ناحق ہلاک کر دے ﴿۱۳۱﴾

معانی ومصادر (مَعْشَرَ) عَشَرَ، يَعْشِرُ، عَشْرٌ (ض) دس میں سے ایک لے لینا۔ (مَعْشَرٌ = جماعت)
(مَثْوٰى) ثَوٰى، يَثْوِىْ، ثَوَاءٌ و ثَوِىٌّ (ض) رہنا، اقامت گزیں ہونا (مَثْوٰى = منزل، ٹھکانہ)
(يَقُصُّوْنَ) قَصَّ، يَقُصُّ، قَصٌّ (ن) بیان کرنا۔
قَصَّ، يَقُصُّ، قَصٌّ، قَصَصٌ (ن) قدم بہ قدم چلنا۔

تفسیر میدان محشر کا نقشہ کھینچتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا) پر اے لوگو، قیامت کا دن یاد کرو جس دن اللہ تعالےٰ جنات اور انسان سب کو جمع کریگا، پھر جنات سے پوچھیگا (يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ) اے جنات، تم نے انسانوں میں سے بہت سے انسانوں کو اپنا بنالیا تھا ان کو گمراہ کرکے اللہ تعالیٰ کا باغی اور اپنا دوست، مطیع اور فرمانبردار بنالیا تھا تو کیا تم اب ان کے کام آسکتے ہو؟ (وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِىْٓ اَجَّلْتَ لَنَا) انسانوں میں سے جو جنات کے دوست تھے انہیں جب اپنا برا انجام نظر آئے گا تو بطور معذرت کے عرض کریں گے: اے ہمارے رب، ہم دنیا میں ایک دوسرے سے فائدہ اٹھاتے رہے (ہم ان کی پوجا کرتے رہے، ان کی نذر و نیاز کرتے رہے، ان کی اطاعت اور فرمانبرداری میں لگے رہے۔ اس کے بدلہ میں ہم ان سے اپنے بعض کاموں میں مدد لیتے رہے۔ جادو اور آئندہ کی خبریں بتانے کے معاملہ میں یہ ہمارے ساتھ تعاون کرتے رہے)

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔
وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ○ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ○
(سبا-۴۰ و ۴۱)

اور (اے رسول وہ دن یاد کیجئے) جس دن اللہ ان سب کو جمع کریگا پھر فرشتوں سے فرمائے گا کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کرتے تھے۔ (فرشتے) کہیں گے! تو پاک ہے، (تو ان کا کارساز ہے اور) ان کے علاوہ ہمارا بھی کارساز تو ہی ہے (یہ ہماری عبادت نہیں کرتے تھے) بلکہ یہ جنات کی عبادت کرتے تھے اور ان میں سے اکثر ان ہی کے معتقد تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ

اور انسانوں میں سے بعض لوگ جنوں میں سے

بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ○
(الجن ۔ ۶)

بعض لوگوں کی پناہ طلب کیا کرتے تھے تو (اس رویّہ سے) انسانوں نے انکی بداعمالی میں اور اضافہ کر دیا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَ خَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ○
(الانعام ۔ ۱۰۰)

ان مشرکین نے جنات کو اللہ کا شریک بنا رکھا ہے حالانکہ (وہ مخلوق ہیں) ان کو اللہ نے پیدا کیا ہے اور ان مشرکین نے بغیر علم کے اللہ کے بیٹے اور بیٹیاں بھی تراش رکھی ہیں، اللہ (اولاد ہونے سے) پاک و منزّہ ہے اور جو کچھ یہ لوگ بیان کر رہے ہیں اس سے بلند و بالا ہے۔

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانوں نے جنات کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنا رکھا تھا، ان کی عبادت کرتے تھے اور ان سے پناہ طلب کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۔
(البقرۃ ۔ ۱۰۲)

یہ تو شیاطین ہی تھے جنہوں نے (جادو کر کے خود بھی) کفر کیا (اور اس کفر کو فروغ بھی دیا اور وہ اس طرح کے) انسانوں کو (بھی) جادو سکھانے لگے،

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ○ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ○ يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ○
(الشعراء ۔ ۲۲۱ تا ۲۲۳)

(اے لوگو) کیا میں تمہیں بتاؤں شیطان کس پر اترتے ہیں۔ وہ تو ہر بڑے گنہگار کذاب پر اترتے ہیں۔ وہ (ہر) سنی سنائی بات (اس کے دل میں) القاء کرتے ہیں اور ان میں سے اکثر تو (بالکل ہی) جھوٹے ہوتے ہیں (کوئی بھی صحیح بات القاء نہیں کرتے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِنَّ الْمَلَآئِكَةَ تَنْزِلُ فِي الْعَنَانِ وَهُوَ السَّحَابُ، فَتَذْكُرُ الْاَمْرَ قُضِيَ فِي السَّمَآءِ فَتَسْتَرِقُ الشَّيَاطِيْنُ السَّمْعَ

فرشتے عنان میں نازل ہوتے ہیں اور عنان بادل کو کہتے ہیں، پھر آسمان میں جس کام کا فیصلہ ہوتا ہے آپس میں اس کا ذکر کرتے ہیں۔ (اس

فَتَسْمَعُهُ فَتُوَحِيْهِ اِلَى الْكُهَّانِ فَيَكْذِبُوْنَ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ۔ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ذکر الملٰئکۃ جزء ۴ صـ ۱۳۳)

موقع پر) شیاطین ان سے کوئی بات اچک لیتے ہیں اور اُسے سن لیتے ہیں، پھر وہ بات کاہنوں کو القاء کر دیتے ہیں وہ اس میں سو جھوٹ اپنی طرف سے ملا دیتے ہیں۔

الغرض جنات نے انسانوں سے یہ فائدہ اٹھایا کہ ان کو اپنا عابد بنا لیا اور انسانوں نے یہ فائدہ اٹھایا کہ ان سے پناہ طلب کی، ان سے جادو سیکھا۔ اور آئندہ کی خبروں میں کوئی خبر ان سے حاصل کر لی۔

آگے فرمایا (وَبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِیْٓ اَجَّلْتَ لَنَا) پھر انسانوں میں سے وہ لوگ جنہوں نے جنات کو دوست بنا رکھا تھا کہیں گے دنیا میں تو یہ سب کچھ ہوتا رہا۔ ہم دونوں ایک دوسرے سے فائدہ حاصل کرتے رہے بالآخر آج ہم اس میعاد مقررہ پر پہنچ گئے جو میعاد کہ تو نے ہمارے لئے مقرر کی تھی (قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ) اللہ تعالیٰ ان کی اس معذرت کے جواب میں فرمائیگا تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہے جس میں تم ہمیشہ رہو گے مگر یہ کہ جو اللہ تعالیٰ چاہے (اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ) اے رسول، آپ کا رب حکمت والا اور جاننے والا ہے۔ اس کے تمام کام حکمت اور علم پر مبنی ہوتے ہیں۔ دنیا میں اپنے باغیوں کو ڈھیل دینا اور آخرت میں عذاب میں مبتلا کرنا سب میں اس کی حکمت ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِى النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ ○ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ○ وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِى الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ○

(ھود - ۱۰۶ تا ۱۰۸)

تو جو لوگ بدبخت ہوں گے وہ دوزخ میں (داخل کئے جائیں گے) جس میں وہ (گدھے کی طرح) چیخیں گے، چلائیں گے۔ (پھر اے رسول) جب تک آسمان اور زمین قائم ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے مگر یہ کہ جو آپ کا رب چاہے۔ بے شک آپ کا رب جو چاہتا ہے کرتا ہے اور وہ لوگ جو نیک بخت ہوں گے وہ جنت میں داخل کئے جائیں گے جس میں وہ جب تک آسمان اور زمین قائم ہیں ہمیشہ رہیں گے مگر یہ کہ جو آپ کا رب چاہے (بے شک آپ کے رب کی) عطاء (کردہ نعمت کبھی) منقطع نہیں ہوگی۔

ان آیات میں اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ گویا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ کی تفسیر ہے۔ ان الفاظ سے معلوم ہوتا

ہے کہ اہل دوزخ کا دوزخ میں رہنا اور اہل جنت کا جنت میں رہنا اللہ کی مشیت پر موقوف ہے۔ اس مشیت کی مزید تشریح مشکل ہے اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے کہ مشیت سے یہاں کیا مراد ہے۔

آگے فرمایا (وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ) اور اسے رسول، جس طرح ہم نے جنات اور بعض انسانوں کو ایک دوسرے کا دوست بنا دیا تھا اس طرح ہم تمام ظالم، فاسق و فاجر انسانوں کو ان کے اعمال کے سبب سے ایک دوسرے کا دوست بنا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○

(التوبہ ۔ ۶۷)

منافق مرد اور منافق عورتیں (سب) ایک دوسرے کے (دوست) ہیں، لوگوں کو بری باتوں کا حکم دیتے ہیں اور نیک کاموں سے روکتے ہیں اور (جب خرچ کرنے کا وقت آتا ہے تو) مٹھیاں بند کر لیتے ہیں، وہ اللہ کو بھول گئے اللہ ان کو اس بھول جانے کی سزا دے گا، (اس لئے کہ) بے شک منافقین (بڑے) نافرمان ہیں۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○

(التوبۃ ۔ ۷۱)

اور مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں، وہ (ایک دوسرے کو) نیک کام کا حکم دیتے ہیں اور برے کام سے منع کرتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن پر اللہ رحم فرمائے گا، بے شک اللہ غالب ہے اور حکمت والا ہے۔

الغرض ہر شخص اپنے لئے اپنے ہی جیسا آدمی پسند کرتا ہے اور اس کو ہی اپنا دوست بناتا ہے اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فطری قوانین کے مطابق ہوتا ہے۔ برے عمل کرنے والوں کے برے اعمال کا نتیجہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے کہ وہ ایک دوسرے کے دوست ہوتے ہیں۔ اس نتیجہ کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے اس فعل کو اپنی طرف منسوب کر لیا اگرچہ حقیقتاً اس کے فاعل وہی ہیں جو برے کام کر رہے ہیں۔ نہ برے عمل کرتے اور نہ اس نتیجہ سے دوچار ہوتے۔

آگے فرمایا (یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ یَاْتِکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ وَیُنْذِرُوْنَکُمْ لِقَآءَ یَوْمِکُمْ هٰذَا) پھر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جن وانس سے فرمائیگا اے جن وانس کی جماعت کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے میرے رسول نہیں آئے تھے جو تم کو میری آیتیں سناتے تھے اور تمہارے حساب و کتاب کے لئے جو یہ دن مقرر تھا اس کی ملاقات سے تم کو ڈراتے تھے (قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓی اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ کَانُوْا کٰفِرِیْنَ) وہ کہیں گے: بے شک آئے تھے ہم اپنے اوپر آپ گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے ان کا کہنا نہیں مانا اور کفر میں گرفتار رہے اور اے رسول، بات یہ ہے کہ ان کو دنیا کی زندگی نے دھوکے میں مبتلا کر رکھا تھا۔ دنیا کی زندگی میں یہ اتنے فریب خوردہ رہے کہ انہوں نے کبھی نہیں سوچا کہ ہم کافر ہیں، ہمیں کفر سے توبہ کرنی چاہیئے۔ لیکن قیامت کے دن یہ اپنے اوپر خود گواہی دیں گے کہ وہ کافر تھے۔ اپنے کفر کا اقرار کریں گے اور اپنے خلاف خود گواہی دیں گے لیکن قیامت کے دن اپنے قصور کے اعتراف سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ قصور کا اعتراف تو دنیا میں کرنا چاہیئے تھا اور اس سے توبہ بھی دنیا ہی میں کرنی چاہیئے تھی۔ قیامت کے دن سوائے ہلاکت کے اور کچھ نہیں (ذٰلِکَ اَنْ لَّمْ یَکُنْ رَّبُّکَ مُهْلِکَ الْقُرٰی بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ) اور اے رسول، رسولوں کا یہ سلسلہ اس لئے جاری کیا گیا تھا کہ آپ کا رب ایسا نہیں کہ بستیوں کے رہنے والوں کو ایسی حالت میں کہ وہ اس کے احکام اور دین سے ناواقف ہوں ناحق ہلاک کر دے۔ رسول اسی لئے بھیجے گئے تھے تاکہ ڈر جائیں، ہوشیار ہو جائیں اور برائیوں سے بچ جائیں۔ توحید، احکام الٰہی، سزا و جزا سے واقف ہو جائیں اور ان پر اتمام حجت ہو جائے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

رُسُلًا مُّبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ لِئَلَّا یَکُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَی اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَکَانَ اللّٰهُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا ○
(النسآء۔ ۱۶۵)

(تمام) رسولوں کو (اللہ نے) خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا تھا تاکہ رسولوں کے (بھیجنے کے) بعد لوگوں کے لئے اللہ پر کوئی حجت باقی نہ رہے، اللہ غالب ہے اور حکمت والا ہے۔

اتمام حجت کے بعد کافروں کے پاس قیامت کے دن کوئی حجت نہیں ہوگی جس کو پیش کر کے وہ عذاب الٰہی سے بچ جائیں۔

عمل

اے لوگو، جنات کو اپنا دوست نہ بنائیے۔ ان کے بہکانے میں نہ آئیے۔

وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا
وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا
يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ
ذُو الرَّحْمَةِ، اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ
وَيَسْتَخْلِفْ مِنْ بَعْدِكُمْ
مَّا يَشَآءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ
مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ﴿۱۳۳﴾
اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ
وَّمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۱۳۴﴾

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى
مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ
فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ تَكُوْنُ
لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ
الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾

ترجمہ اور (اے رسول) تمام لوگوں کو ان کے اعمال کے لحاظ سے درجات دئے جائیں گے، اور آپ کا رب جو عمل وہ کر رہے ہیں ان سے غافل نہیں ہے (۱۳۲) اور (اے رسول) آپ کا رب بہت بے پرواہ اور بہت رحم والا ہے، اگر وہ چاہے تو تم سب کو فنا کر دے اور تمہارے بعد جن کو چاہے (تمہارا) جانشین بنا دے جس طرح اس نے دوسروں کی نسل سے تم کو پیدا کیا. (اور تمہیں ان کا جانشین بنا دیا) (۱۳۳) (اے لوگو) جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے وہ یقیناً آنے والی ہے تم (اللہ کو) عاجز نہیں کر سکتے (کہ وہ وعدے کے مطابق اس چیز کو نہ لائے) (۱۳۴) (اے رسول آپ) کہہ دیجئے کہ اے میری قوم تم اپنی جگہ عمل کرتے رہو، میں (اپنی جگہ) عمل کر رہا ہوں، عنقریب تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ دار آخرت کس کے لئے ہے، بے شک ظالم فلاح نہیں پا سکتے (۱۳۵)

معانی و مصادر (یَسْتَخْلِفْ) اِسْتَخْلَفَ، یَسْتَخْلِفُ، اِسْتِخْلَافٌ (باب استفعال) خلیفہ یا جانشین بنانا۔

(اٰتٍ) اَتٰی، یَاْتِیْ، اِتْیَانٌ وَاَتْیٌ وَاِتْیَانَةٌ وَمَاْتَاةٌ (ض) آنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا) اور اے رسول، تمام

لوگوں کو ان کے اعمال کے لحاظ سے درجات دے جائیں گے۔ جس کے زیادہ اعمال یا زیادہ نیکیاں ہوں گی اس کے درجے بھی زیادہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ○

(التوبۃ - ۲۰)

جن لوگوں نے ایمان قبول کیا، ہجرت کی اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کے راستے میں جہاد کیا (یہ لوگ) اللہ کے نزدیک درجہ میں بہت بڑے ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ○ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○

(النسآء - ۹۵ - ۹۶)

وہ مؤمنین جو بغیر کسی عذر کے (گھروں میں) بیٹھے رہیں (جہاد کو نہ جائیں) اور وہ مؤمنین جو اللہ کے راستے میں اپنے مال اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کریں دونوں برابر نہیں ہو سکتے، اللہ نے ان مجاہدین کو جو اپنے مال اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرتے ہیں ان لوگوں پر جو (اپنے گھروں میں) بیٹھے رہیں ایک درجہ فضیلت بخشی ہے اور اللہ کا دونوں سے اچھا وعدہ ہے اور اللہ نے مجاہدین کو اجر عظیم کے لحاظ سے بھی جہاد نہ کرنے والوں پر بڑی فضیلت بخشی ہے۔ ان کے لئے اللہ کی طرف سے (بلند) درجات ہیں مغفرت اور رحمت ہے اور اللہ بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

آگے فرمایا (وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ) اور اے رسول، آپ کا رب ان لوگوں کے اعمال سے جو یہ کر رہے ہیں غافل نہیں ہے۔ ہر عمل اس کے علم میں ہے اور ہر عمل محفوظ ہے اور اور ہر عمل کا اچھا یا برا بدلہ ملے گا (وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ) اور اے رسول، آپ کا رب غنی اور بے نیاز ہے۔ اس کو انسانوں کے عمل کی کوئی پرواہ نہیں۔ انسان جو عمل کرتے ہیں وہ اپنے لئے کرتے ہیں پھر بھی وہ اپنی رحمت سے ان کو ان اعمال کا اجر دیتا ہے اور وہ بڑے رحم و کرم والا ہے اے انسانو! یہ اس کا رحم و کرم ہی ہے کہ تم کو اس نے زندگی بخشی اور تمہارے عیش و راحت کے سامان کا اہتمام کیا ورنہ وہ تو اتنا بے نیاز ہے کہ (اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَآءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ

مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ) اگر وہ چاہے تو تم سب کو فنا کر دے اور تمہارے بعد جن کو چاہے تمہارا جانشین بنا دے جس طرح اس نے دوسروں کی نسل سے تم کو پیدا کیا اور تم کو ان کا جانشین بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ۝

(یونس - ۱۳ و ۱۴)

اور (اے کافرو) تم سے پہلے ہم بہت سی قوموں کو جب انہوں نے ظلم کیا (تو اس ظلم کی سزا میں) ہلاک کر چکے ہیں، ان کے پاس ان کے رسول کھلی نشانیاں لے کر آئے تھے (ان نشانیوں کو دیکھ کر انہیں ایمان لے آنا چاہئے تھا لیکن) وہ ایسے کہاں تھے کہ ایمان لے آتے (اے کافرو) ہم مجرم لوگوں کو اسی طرح (ہلاک کر کے ان کی سرکشی کا بدلہ دیا کرتے ہیں۔ پھر ان کے بعد ہم نے تم کو اس زمین میں (ان کا) جانشین بنایا تھا کہ ہم دیکھیں کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا

(النسآء - ۱۳۴)

اے لوگو، اگر اللہ چاہے تو تم سب کو فنا کر کے دوسروں لوگوں کو پیدا کر دے اور اللہ اس کام پر قادر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝ وَّمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ۝

(ابراھیم - ۱۹ و ۲۰)

اگر وہ چاہے تو تم کو فنا کر دے اور کوئی نئی مخلوق پیدا کر دے اور یہ چیز اللہ کے لئے کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ۝

(فاطر - ۱۵ تا ۱۷)

اے لوگو، تم (سب) اللہ کے محتاج ہو اور اللہ غنی اور تعریف والا ہے۔ اگر وہ چاہے تو تم سب کو فنا کر دے اور نئی مخلوق لے آئے اور یہ اللہ کے لئے کچھ مشکل نہیں۔

الغرض اللہ تعالےٰ غنی ہے اور سب اس کے محتاج ہیں۔ وہ جب چاہے سب کو ہلاک کر کے دوسری قوم پیدا کر سکتا ہے (اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ) اے لوگو، جس دن کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے وہ ضرور آ کر رہے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○
(العنکبوت - ۵)

جو شخص اللہ سے ملنے کی امید رکھتا ہے (اُسے بُرے عمل نہیں کرنے چاہئیں) اس لئے کہ اللہ (سے ملنے) کا مقررہ وقت ضرور آنے والا ہے، اللہ سننے والا، جاننے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ○
(الحج - ۷)

اور یہ کہ قیامت آنے والی ہے، اس (کے آنے) میں کوئی شک نہیں اور یہ کہ (قیامت کے دن) اللہ ان تمام لوگوں کو جو قبروں میں ہیں (زندہ کر کے) اٹھائے گا۔

آگے فرمایا (وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ) اور اے لوگو، تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے۔ اس نے قیامت کے دن کا جو وعدہ کیا ہے وہ ضرور پورا ہو کر رہے گا۔ تم اللہ تعالےٰ کو مجبور نہیں کر سکتے کہ وہ قیامت کو قائم نہ کرے یا قیامت کو قائم کرنے پر قادر نہ ہو سکے۔ وہ قادر مطلق ہے۔ وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ○
(والسمآء ذات البروج - ۱۶)

وہ جو چاہتا ہے کر گذرتا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ○
(فاطر - ۴۴)

اور اللہ ایسا نہیں کہ آسمانوں کی یا زمین کی کوئی چیز اُسے عاجز کر سکے، وہ علم والا اور قدرت والا ہے۔

آگے فرمایا (قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ) اے رسول، کافروں سے کہہ دیجئے کہ اے میری قوم اگر تم میری بات نہیں مانتے تو تم اپنی جگہ عمل کرتے رہو، میں اپنی جگہ عمل کر رہا ہوں (فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ) عنقریب تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ دارِ آخرت کس کے لئے ہے۔ کس کو جنت اور وہاں کی نعمتیں اور راحتیں ملتی ہیں (اِنَّهٗ

لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ) بے شک ظالم فلاح نہیں پا سکتے۔ ان کے لئے دار آخرت یعنی جنت نہیں ہے۔ وہ عذاب الٰہی سے نجات ہی نہیں پا سکتے تو انہیں جنت کیسے مل سکتی ہے۔

عمل

اے ایمان والو، کثرت سے نیک عمل کیجئے تاکہ آپ کو جنت میں بلند درجات نصیب ہوں۔

اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہئے کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کی بداعمالی سے اللہ تعالیٰ آپ کو نیست و نابود کر دے۔

اے ایمان والو، اس بات پر پختہ یقین رکھیئے کہ قیامت ضرور آنے والی ہے۔ اس دن آپ کو آپ کے اعمال کا بدلہ دیا جائیگا۔ آپ اپنی جگہ پر نیک عمل کرتے رہیئے۔ کافر اگر آپ کی بات نہیں مانتے اور اسلام قبول نہیں کرتے تو ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیجئے۔

وَجَعَلُوا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ
الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا
فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ
وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا فَمَا كَانَ
لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى
اللّٰهِ، وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ
اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ، سَآءَ مَا
يَحْكُمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ
لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ

أَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوهُمْ
وَلِيَلْبِسُوا عَلَيْهِمْ دِينَهُمْ
وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوهُ
فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ ﴿۱۳۷﴾ وَ
قَالُوا هٰذِهٖٓ أَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ
حِجْرٌ لَّا يَطْعَمُهَآ إِلَّا مَنْ
نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَأَنْعَامٌ
حُرِّمَتْ ظُهُورُهَا وَأَنْعَامٌ
لَّا يَذْكُرُونَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا

افْتِرَآءً عَلَيْهِ، سَيَجْزِيهِمْ
بِمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿۱۳۸﴾ وَقَالُوا
مَا فِي بُطُونِ هٰذِهِ الْأَنْعَامِ
خَالِصَةٌ لِّذُكُورِنَا وَمُحَرَّمٌ
عَلَىٰ أَزْوَاجِنَا، وَإِن يَكُن
مَّيْتَةً فَهُمْ فِيهِ شُرَكَاءُ،
سَيَجْزِيهِمْ وَصْفَهُمْ، إِنَّهُ
حَكِيمٌ عَلِيمٌ ﴿۱۳۹﴾ قَدْ خَسِرَ
الَّذِينَ قَتَلُوا أَوْلَادَهُمْ سَفَهًا

بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ
اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ قَدْ
ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۱۴۰﴾

ترجمہ اور (اے رسول) یہ مشرکین اللہ کی پیدا کی ہوئی کھیتی اور چوپایوں میں سے اللہ کا (ایک مخصوص) حصہ مقرر کرتے ہیں، (پھر) اپنے زعم میں کہتے ہیں کہ یہ حصہ اللہ کا ہے اور یہ حصہ ہمارے شریکوں کا ہے، پھر (بڑی عجیب بات ہے کہ) جو شریکوں کا حصہ ہوتا ہے وہ تو اللہ کی طرف منتقل نہیں ہو سکتا اور جو اللہ کا حصہ ہوتا ہے وہ ان کے شریکوں کی طرف منتقل ہو جاتا ہے، (کتنا) برا ہے وہ فیصلہ جو یہ کرتے ہیں ﴿۱۳۶﴾ اسی طرح بہت سے مشرکین کو ان کے شریکوں نے اولاد کو قتل کرنا بھی اچھا کر کے دکھایا ہے تاکہ وہ ان کو ہلاکت میں ڈال دیں اور ان کے دین کو ان پر خلط ملط کر دیں، اگر اللہ چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے (اے رسول) آپ ان سے اور ان کی افترا پردازیوں سے کنارہ کش رہئے ﴿۱۳۷﴾ اور مشرکین یہ بھی کہتے ہیں یہ چوپائے اور یہ کھیتی (ہر ایک کے لئے) جائز نہیں وہ اپنے زعم باطل میں کہتے ہیں کہ انہیں کوئی نہیں کھا سکتا سوائے اس کے جس کو ہم چاہیں، (اور یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ) بعض چوپائے ایسے ہیں جن پر سوار ہونا سامان لادنا حرام کر دیا گیا ہے اور بعض چوپایوں پر اللہ کا نام نہیں لیتے یہ سب کچھ اللہ پر افتراء ہے (اللہ نے ان باتوں کا ان کو حکم نہیں دیا) عنقریب اللہ ان کو اس افتراء پردازی کی سزا دیگا ﴿۱۳۸﴾ اور یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ ان چوپایوں کے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ ہمارے مردوں کے لئے مخصوص ہے، ہماری عورتوں پر حرام ہے اور اگر بچہ مرا ہوا پیدا ہو تو پھر اس (کے کھانے) میں سب شریک ہو جاتے ہیں، اللہ ان کو ان باتوں کی بہت جلد سزا دیگا (عذاب میں تاخیر اس کے علم و حکمت پر مبنی ہے) بے شک وہ حکمت والا اور علم والا ہے ﴿۱۳۹﴾ جن لوگوں نے بے وقوفی اور بے علمی سے اپنی اولاد کو قتل کیا اور اللہ کے دئے ہوئے رزق کو اللہ پر بہتان لگا کر حرام کر لیا وہ (بڑے) نقصان میں مبتلا ہو گئے، یقیناً یہ لوگ راہ راست سے بھٹک گئے اور یقیناً یہ لوگ ہدایت پر نہیں ہیں ﴿۱۴۰﴾

معانی و مصادر

(ذَرَأَ) ذَرَأً، يَذْرَأُ، ذَرْأٌ (ف) پیدا کرنا۔
(زَعَمَ) زَعَمَ، يَزْعُمُ، زُعْمٌ و مَزْعَمٌ (ن،ف) دعویٰ کرنا۔
(يَصِلُ) وَصَلَ، يَصِلُ، وُصُوْلٌ، وُصْلَةٌ. وَصِلَةٌ (ض) پہنچنا۔
(يُرْدُوْا) اَرْدٰى، يُرْدِيْ، اِرْدَآءٌ (بابِ افعال) گرانا، ہلاک کرنا۔
(يَلْبِسُوْا) لَبَسَ، يَلْبِسُ، لَبْسٌ (ض) مختلط کرنا، الجھا دینا۔
(حِجْرٌ) حَجَرَ، يَحْجُرُ، حَجْرٌ و حِجْرَانٌ (ن) روکنا، منع کرنا۔ (حِجْرٌ = ممنوع، حرام)۔
(سَفَهٌ) سَفَهَ، يَسْفُهُ، سَفْهًا (ن) بے وقوفی پر ابھارنا۔
سَفِهَ، يَسْفَهُ، سَفَهٌ (س) جاہل و بدخلق ہونا۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں مشرکین کی اس نذر و نیاز کا ذکر فرمایا ہے جو وہ اپنے معبودان باطل کے لئے کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا) اور اے رسول مشرکین اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی کھیتی اور چوپایوں میں سے (اگرچہ) اللہ تعالیٰ کا حصہ مقرر کرتے ہیں لیکن ساتھ ساتھ ان شریکوں کا بھی حصہ مقرر کرتے ہیں۔ جنہوں نے ان چیزوں کو پیدا نہیں کیا، پھر اپنے زعم باطل میں کہتے ہیں کہ یہ حصہ تو اللہ تعالیٰ کا ہے اور یہ حصہ ہمارے شریکوں کا ہے یعنی کھیتی اور مویشی میں سے بعض کو اللہ تعالیٰ کی نذر کرتے ہیں اور بعض کو اپنے شریکوں کی نذر کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کی نذر قطعاً حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ (البقرۃ - ۱۷۳)

اللہ نے تم پر مُردار کو، خون کو، خنزیر کے گوشت کو اور اس چیز کو جس پر غیر اللہ کا نام لیا جائے حرام کر دیا ہے۔

نذر کرنا صرف اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے کسی دوسرے کو نذر میں شریک کرنا شرک ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَنَا اَغْنَى الشُّرَكَآءِ عَنِ الشِّرْكِ، مَنْ عَمِلَ عَمَلًا اَشْرَكَ فِيْهِ مَعِيْ غَيْرِيْ تَرَكْتُهٗ وَشِرْكَهٗ (صحیح مسلم کتاب الزھد والرقائق باب من اشرک فی عملہ غیر اللہ جزء ۲ ص ۵۹۳)

اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے میں تمام شریکوں سے زیادہ شرک سے بے نیاز ہوں، جس شخص نے ایسا عمل کیا جس میں میرے ساتھ میرے غیر کو بھی شریک کر لیا تو میں اُسے بھی چھوڑ دیتا ہوں اور اس کے شرک کو بھی (یعنی دونوں سے بیزار ہوتا ہوں)۔

آگے فرمایا (فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ إِلَى اللّٰهِ) یہ مشرکین صرف یہی نہیں کرتے تھے کہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ دوسروں کا حصہ لگاتے تھے بلکہ جو حصہ وہ اپنے شریکوں کا مقرر کرتے تھے تو ایسا کبھی نہیں کرتے تھے کہ اس میں سے کچھ اللہ تعالےٰ کے حصہ میں شامل کر دیں (وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ إِلَىٰ شُرَكَآئِهِمْ) ہاں یہ ضرور کرتے تھے کہ جو حصہ اللہ تعالےٰ کے لئے مقرر ہوتا تھا اس میں سے کچھ حصہ اپنے شریکوں کے حصے میں شامل کر دیتے تھے یعنی اللہ تعالےٰ کے حصہ کو تو کم کر دیا کرتے تھے لیکن شریکوں کے حصہ کو کسی حالت میں کم نہیں کرتے تھے شریکوں کی خوشنودی کا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی سے زیادہ لحاظ کرتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (سَآءَ مَا يَحْكُمُونَ) کتنا بُرا ہے وہ فیصلہ جو یہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ إِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ (الحج ۔ ۷۴)

(اے رسول) انہوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق تھا، بے شک اللہ ہی قوی ہے اور (وہی) غالب ہے۔

نذر و نیاز کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ کسی دوسرے کو نذر و نیاز کا مستحق سمجھنا شرک ہے۔ پھر یہ کتنی عجیب بات ہے کہ جو چیز جس ہستی کا حق ہے اُسی کو نہ دی جائے یا اس کے حق میں سے غیر مستحق کو دے دی جائے۔ مشرکین کا یہ فعل یقیناً بہت بُرا اور مضحکہ خیز تھا لیکن ان کے شرکاء نے اس فعل کو ان کے لئے مزیّن کر دیا تھا (وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ قَتْلَ أَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوهُمْ وَلِيَلْبِسُوا عَلَيْهِمْ دِينَهُمْ) اور جس طرح ان کے شریکوں نے اس فعلِ بد کو مزیّن کیا تھا اسی طرح انہوں نے بہت سے مشرکین کو اپنی اولاد کا قتل کرنا بھی مزیّن کر دیا تھا تاکہ ان کو ہلاکت میں ڈال دیں اور ان کے دین کو ان پر خلط ملط کر دیں۔ وہ سمجھ ہی نہ سکیں کہ اصلی دین کیا ہے اور جعلی دین کیا ہے۔ وہ جعلی دین ہی کو اصلی دین سمجھتے رہیں ان کی نگاہ میں اولاد کو قتل کرنا بھی دینداری میں شمار ہو۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین اپنی اولاد کو بھی قربان کر دیا کرتے تھے ان کے شرکاء نے اولاد کی قربانی کو ان کے لئے مزین کر دیا تھا لہذا وہ اُسے دینی کام سمجھ کر انجام دیتے تھے۔

قربانی کے علاوہ بھی مشرکین اپنی اولاد کو قتل کر دیا کرتے تھے اور اس کے دو سبب تھے، ایک عار اور دوسرے مفلسی کا ڈر۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيمٌ ۝ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ أَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ أَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ،

(بیٹیوں کی پیدائش کے سلسلہ میں تو ان کا یہ حال ہے کہ) جب ان میں سے کسی کو بیٹی (کی پیدائش) کی خبر دی جاتی ہے تو (رنج و غم سے) اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور (غم و غصہ

اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ○
(النحل - ۵۸ و ۵۹)

سے وہ اندر ہی اندر) گھٹ کر رہ جاتا ہے۔ جس برائی کی اسے خبر دی جاتی ہے اس برائی کی وجہ سے وہ (اپنی) قوم سے منہ چھپاتا پھرتا ہے (دل میں سوچتا ہے کہ) آیا وہ اس ذلت کو برداشت کر کے اس کو زندہ رہنے دے یا اس کو زمین میں (زندہ) گاڑ دے، خبردار (اس لحاظ سے تو اللہ کے لئے لڑکیاں۔ اور اپنے لئے لڑکے تجویز کرنے کا) جو فیصلہ یہ کرتے ہیں وہ بہت برا فیصلہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ○
(بنی اسرآئیل - ۳۱)

اور (اے لوگو) مفلسی کے اندیشہ سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو، ہم انہیں بھی کھلائیں گے اور تمہیں بھی کھلائیں گے (رزق تو ہمارے ذمہ ہے، تمہیں فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے) بے شک اولاد کا قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

آگے فرمایا وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ) اور اے رسول، اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو مشرکین مکہ اولاد کو قتل نہ کرتے۔ ان کے اس فعل میں اللہ تعالےٰ کی مشیّت تو تھی رضا نہیں تھی۔ اللہ تعالےٰ کسی سے کوئی نیک کام زبردستی نہیں کراتا اور نہ کسی بُرے کام سے بالجبر روکتا ہے۔ یہ اس کی مشیت ہے اور یہی اس کا قانون ہدایت ہے۔ نیکی کرنے اور برائی سے بچنے کی توفیق تو بے شک اللہ تعالےٰ دیتا ہے لیکن توفیق ملنے کے بھی اللہ کی طرف سے چند شرائط مقرر ہیں اور یہ شرائط بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت ہی کی ذیل میں آتے ہیں۔ مثلاً ہدایت کے لئے ضد ہٹ دھرمی کا نہ ہونا ضروری ہے۔ جو شخص اس شرط کو پورا نہیں کرتا اُسے ہدایت نہیں ملتی۔ ضد اور ہٹ دھرمی کا نتیجہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے اور وہ نتیجہ گمراہی ہے۔ جو شخص ضد اور ہٹ دھرمی نہیں چھوڑتا اس کے متعلق یہی کہا جائیگا کہ وہ اللہ کی مشیت کے مطابق ہدایت حاصل نہیں کر سکتا یعنی اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ وہ ہدایت پر آئے۔ اس کے برخلاف جو شخص ضد اور ہٹ دھرمی کو چھوڑ دیتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق ہدایت حاصل کر لیتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ ہدایت پر آجائے۔ گمراہی کی طرف جانے کے سلسلہ میں

اللہ تعالےٰ کے اٹل قوانین ہیں۔ اگر کوئی شخص گمراہی کی طرف جاتا ہے تو اس میں اس کا اپنا قصور ہے۔ ان قوانین کا قصور نہیں۔ نہ وہ اپنے کو اللہ تعالےٰ کے قوانین کی زد میں لاتا اور نہ اسے گمراہی نصیب ہوتی۔

(نوٹ:۔ تفصیل کے لئے سورۃ بقرہ کی آیات ۶ و ۷ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)

آگے فرمایا (فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ) تو اے رسول، آپ ان مشرکین سے اور ان کی افتراء پردازیوں سے کنارہ کش رہئے۔ ان کے معاملہ کو اللہ تعالےٰ پر چھوڑ دیجئے (وَقَالُوا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ) اور اے رسول، یہی نہیں کہ یہ بعض چوپایوں کو اور کھیتی کے ایک حصہ کو اپنے شرکاء کی نذر کر دیا کرتے ہیں بلکہ یہ تو بعض چوپایوں کو اور کھیتی کو حرام بھی قرار دے لیتے ہیں اور کہتے ہیں یہ چوپائے اور کھیتی کسی کے لئے جائز نہیں (لَا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ) پھر اپنے زعم باطل میں کہتے ہیں کہ انہیں کوئی نہیں کھا سکتا سوائے اس کے جس کو ہم کھلانا چاہیں (وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا) اور یہ مشرکین بعض چوپایوں کی پیٹھ کو حرام کر لیتے ہیں۔ نہ ان پہ سوار ہوتے ہیں اور نہ بار برداری کے کام میں لاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝

(المآئدۃ - ۱۰۳)

اللہ نے نہ تو یہ چیز مقرر کی ہے کہ کسی اونٹنی کے کان چیر کر بتوں کے نام پر چھوڑ دیا جائے اور پھر اس کا دودھ نہ پیا جائے، نہ یہ چیز مقرر کی ہے کسی اونٹ کو بتوں کے نام پر چھوڑ دیا جائے اور پھر اس پر بوجھ نہ لادا جائے، نہ یہ چیز مقرر کی ہے کہ جو اونٹنی اوپر تلے دو مادہ بچے جنے اُسے بتوں کے نام پر چھوڑ دیا جائے اور نہ یہ چیز مقرر کی ہے کہ کسی اونٹ کی نسل سے چند بچے لے کر پھر اسے بتوں کی نذر کر دیا جائے اور اس پر سواری نہ کی جائے، (ان چیزوں کے متعلق) کافر اللہ پر جھوٹا بہتان لگا رہے ہیں، (بات یہ ہے کہ) ان میں سے اکثر بے عقل ہیں (کہ ایسی بیہودہ باتوں کو اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں)

(وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ) اور بعض چوپایوں پر ذبح کے وقت اللہ کا نام نہیں لیتے اور ان تمام باتوں کو اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ کہتے ہیں ان تمام

باتوں کا ہمیں اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہے حالانکہ یہ ان کی اللہ تعالیٰ پر افتراء پردازی ہوتی ہے۔ وہ اللہ تعالےٰ پر بہتان لگاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ

(یونس - ۵۹)

(اے رسول) آپ ان سے پوچھیے بتاؤ جو رزق اللہ نے تمہارے لئے نازل فرمایا ہے اس میں سے تم نے (اپنی طرف سے) کسی چیز کو حرام ٹھہرا لیا ہے اور کسی چیز کو حلال ٹھہرا لیا (یہ کہاں تک مناسب ہے، اے رسول) آپ ان سے پوچھئے کیا اللہ نے تمہیں (اس بات کی) اجازت دی ہے یا تم اللہ پر بہتان لگاتے ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ

(النحل - ۱۱۶)

اور (اے لوگو) (اپنی طرف سے) یونہی جھوٹ جو تمہاری زبان پر آجائے یہ نہ کہہ دیا کرو یہ چیز حلال ہے اور یہ چیز حرام ہے تاکہ (اس طرح) تم اللہ پر جھوٹ بہتان باندھنے لگ جاؤ، بے شک جو لوگ اللہ پر جھوٹ بہتان باندھتے ہیں وہ فلاح نہیں پا سکتے۔

آگے فرمایا (سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ) عنقریب اللہ تعالیٰ ان کو افتراء پردازیوں کی سزا دیگا (وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا) اور اے رسول، یہ مشرکین بعض چوپایوں کے متعلق یہ بھی کہتے ہیں کہ ان کے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ ہمارے مردوں کے لئے مخصوص ہے۔ اسے صرف ہمارے مرد کھا سکتے ہیں، ہماری عورتیں نہیں کھا سکتیں۔ ان کا کھانا حرام ہے (وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ) ہاں اگر وہ بچہ مردہ پیدا ہو تو پھر سب اس کے کھانے میں شریک ہو سکتے ہیں۔ اسے مرد بھی کھا سکتے ہیں، عورتیں بھی کھا سکتی ہیں۔ (سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ) عنقریب اللہ تعالیٰ ان کو ان کی ان غلط بیانیوں کی سزا دیگا۔ عذاب میں تاخیر اس کی حکمت اور علم پر مبنی ہے (اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ) بے شک وہ حکمت والا ہے اور علم والا ہے (قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ) یقیناً وہ لوگ بڑے نقصان میں جا پڑے جنہوں نے اللہ تعالےٰ پر بہتان لگا کر محض نادانی اور جہالت سے اپنی اولاد کو قتل کیا اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی حلال و طیب چیزوں کو اپنے اوپر حرام کر لیا (قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ) یہ لوگ یقیناً راہ راست سے

بھٹک گئے ہیں اور یقیناً یہ لوگ ہدایت پر نہیں ہیں۔

عمل

اے لوگو، نذر و نیاز صرف اللہ تعالےٰ کے لئے مخصوص ہے غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز نہ کیجئے۔ کھیتی میں سے حصہ لگائیے تو صرف اللہ تعالیٰ کا اور چوپایوں کو قربان کیجئے تو صرف اللہ تعالیٰ کے نام پر۔

اے لوگو، اپنی اولاد کو نہ بھینٹ چڑھائیے اور نہ مفلسی کے ڈر اور عار کی بنیاد پر قتل کیجئے۔ دین کو خالص اللہ تعالےٰ کے لئے رکھئے۔ اس میں دوسری چیزوں کو ملا کر حق اور باطل کو خلط ملط نہ کیجئے۔

اے لوگو، اللہ تعالےٰ نے جو چیزیں حلال کی ہیں وہ سب کے لئے یکساں طور پر حلال ہیں۔ انہیں اپنی مرضی سے کسی پر حرام نہ کیجئے۔

اے لوگو، حلال جانوروں کو اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کیجئے اور صرف انہیں جانوروں کا گوشت کھائیے جو اللہ تعالےٰ کا نام لے کر ذبح کئے گئے ہوں۔ جو جانور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح نہ کئے جائیں بلکہ خود مر جائیں وہ مُردار ہیں۔ انہیں نہ کھائیے۔ ان کا کھانا حرام ہے۔

وَهُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ
مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَیْرَ مَعْرُوْشٰتٍ
وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا
اُكُلُهٗ وَالزَّیْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ
مُتَشَابِهًا وَّغَیْرَ مُتَشَابِهٍ
كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ
وَاٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ
وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ
الْمُسْرِفِیْنَ ﴿۱۴۱﴾

ترجمہ (اللہ ہی ہے) جس نے ایسے باغات بھی پیدا کئے جو چھتریوں پر چڑھائے جاتے ہیں اور ایسے باغات بھی پیدا کئے جو چھتریوں پر نہیں چڑھائے جاتے اسی نے کھجور کے درخت پیدا کئے اور اسی نے کھیتیاں پیدا کیں جن کے پھل مختلف (اقسام) کے ہوتے ہیں، اسی نے زیتون (کے درخت) پیدا کئے اور انار بھی جو ایک دوسرے کے مشابہ بھی ہوتے ہیں اور غیر مشابہ بھی (اے لوگو) جب (ان میں سے) کوئی درخت پھل لائے تو اس پھل کو کھاؤ اور جس دن (پھل توڑو یا کھیتی) کاٹو تو (ان نعمتوں کے شکریہ میں) اللہ کا حق بھی ادا کرو (یعنی عشر وغیرہ ادا کرو) اور فضول خرچی نہ کیا کرو اللہ فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا (۱۴۱)

معانی ومصادر (مَعْرُوْشَاتٍ) عَرَشَ، یَعْرِشُ، عَرْشٌ (ض،ن) لکڑی کا گھر بنانا، لکڑیوں پر چڑھانا۔

(حَصَادِ) حَصَدَ، یَحْصِدُ، حَصْدٌ وحِصَادٌ (ض،ن) کھیتی کاٹنا (حَصَادٌ= کاٹنے کا وقت، کٹی ہوئی کھیتی)

تفسیر اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کے اثبات میں اپنی تخلیق کا ذکر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَهُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَیْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّیْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَیْرَ مُتَشَابِهٍ) اور اے لوگو، وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے ایسے باغات بھی پیدا کئے جو چھتریوں پر چڑھائے جاتے ہیں اور ایسے باغات بھی پیدا کئے جو چھتریوں پر نہیں چڑھائے جاتے، اس نے کھجور کے درخت پیدا کئے، اسی نے کھیتیاں پیدا کیں جس کے پھل مختلف قسم کے ہوتے ہیں، اسی نے زیتون کے درخت پیدا کئے اور اسی نے انار پیدا کئے جو شکل وصورت اور مزے میں ایک دوسرے کے مشابہ بھی ہوتے ہیں اور غیر مشابہ بھی، یہ سب اللہ تعالیٰ کی کاریگری اور اس کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی شخص یہ کام نہیں کر سکتا تو پھر ان چیزوں میں سے اس شخص کا حصہ کیوں لگایا جائے، کیوں اس کی نذر ونیاز کی جائے۔ ان چیزوں میں سے نذر ونیاز کا وہی حقدار ہے جس نے ان چیزوں کو پیدا کیا (كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ) تو اے لوگو، جب ان درختوں میں سے کوئی درخت پھل لائے تو تم اس کا پھل کھاؤ (وَاٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ) اور جس دن تم پھل توڑو یا کھیتی کاٹو تو اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرو جس نے تمہارے لئے یہ ساری نعمتیں پیدا کیں۔ یہ حق تو پیدا کرنے والے ہی کا ہے کہ اس کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں سے اس کے نام پر اس کو خوش کرنے کے لئے دیا جائے۔ جس نے پیدا نہیں کیا وہ اس بات کا حقدار نہیں ہے کہ اس کے نام پر کسی چیز کو دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ اس چیز کا واحد حقدار ہے۔ اس کے حق میں کسی دوسرے کو شریک کرنا شرک ہے اور شرک سے بچنا بہت ضروری ہے اس لئے کہ مشرک کی بخشش کبھی نہیں ہوگی۔

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے پھلوں اور کھیتوں میں سے اپنا حق نکالنے کا حکم دے کر اس حق کی ادائیگی کو فرض قرار دیا۔ اس حق سے مراد زکوٰۃ ہے جو اللہ تعالےٰ نے ہر فصل پر مقرر کر دی۔

(نوٹ:۔ زکوٰۃ کے جملہ مسائل ہم انشاء اللہ سورۃ توبہ کی آیت ۱۰۳ کی تفسیر میں بیان کریں گے)

آگے فرمایا (وَلَا تُسْرِفُوْٓا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ) اور اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ نے یہ نعمتیں تمہارے لئے پیدا کیں، تم ان میں سے کھایا کرو لیکن فضول خرچی نہ کیا کرو۔ اللہ تعالےٰ فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝

(بنی اسرآئیل۔ ۲۶ و ۲۷)

اور رشتہ داروں کو، مسکین کو اور مسافر کو ان کا حق ادا کرتے رہنا لیکن فضول خرچی نہ کرنا۔ فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی بند ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا ہے۔

ظاہر ہے کہ جو شخص مال و دولت میں اسراف کرے تو پھر اس کے پاس اقرباء، مساکین، مسافر وغیرہ کے حقوق ادا کرنے کے لئے کیا بچے گا اور کیونکہ ان کے حقوق ادا کرنا بھی بڑا ضروری ہے لہٰذا اللہ تعالےٰ نے فضول خرچی سے منع فرما دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰهَ كَرِهَ لَكُمْ ثَلَاثًا قِيْلَ وَقَالَ وَاِضَاعَةَ الْمَالِ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ (صحیح مسلم کتاب الاقضیۃ بالنہی عن کثرۃ المسائل جزء ۲ ص ۶۱ و صحیح بخاری کتاب فی استقراض باب ما ینہی عن اضاعۃ المال جزء ۳ ص ۱۵۷ واللفظ لمسلم)

اللہ تعالےٰ نے تمہارے لئے تین چیزوں کو ناپسند فرمایا ہے:۔ قیل و قال، مال کا ضائع کرنا اور بہت سوال کرنا۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کے پیدا کئے ہوئے پھلوں اور کھیتوں میں سے کھائیے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجئے۔
اے لوگو، جس دن آپ پھل توڑیں یا کھیتی کاٹیں تو اس دن اللہ تعالیٰ کا حق ادا کیجئے یعنی زکوٰۃ ادا کیجئے۔
اے لوگو، اپنے اخراجات میں فضول خرچی نہ کیجئے۔ اگر آپ فضول خرچی کریں گے تو دوسروں کے حقوق کیسے ادا کریں گے۔

وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّ
فَرْشًا، كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ
اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ
الشَّيْطٰنِ، اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ
مُّبِيْنٌ ﴿۱۴۲﴾ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ مِنَ
الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ
اثْنَيْنِ، قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ
حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا
اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ

الْاُنْثَيَيْنِ، نَبِّئُوْنِيْ بِعِلْمٍ
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۴۳﴾ وَمِنَ
الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ
اثْنَيْنِ، قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ
حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا
اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ
الْاُنْثَيَيْنِ، اَمْ كُنْتُمْ
شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ
بِهٰذَا، فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ

افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ، إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِينَ ﴿۱۴۴﴾

ترجمہ اسی نے چوپایوں میں سے ایسے چوپائے پیدا کئے جو بار برداری کے کام آتے ہیں اور اسی نے فرشی چوپائے بھی پیدا کئے (جو دوسرے کام آتے ہیں)، اے لوگو) جو کچھ اللہ نے تمہیں عطاء فرمایا ہے اس میں سے کھاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو، بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے ﴿۱۴۲﴾ (اے لوگو) یہ چوپائے آٹھ قسم کے ہیں بھیڑ میں سے دو (نر اور مادہ) بکری میں سے دو (نر اور مادہ)، (اے رسول) آپ ان سے پوچھئے کیا اللہ نے ان دونوں نروں کو حرام کیا ہے یا دونوں مادیوں کو حرام کیا ہے یا دونوں مادیوں کے رحموں میں جو بچہ لپٹا ہوا ہوتا ہے اُسے حرام کیا ہے، اگر تم سچے ہو تو سند کے ساتھ بتاؤ ﴿۱۴۳﴾ اور (اے لوگو) اونٹ میں سے دو (نر اور مادہ) اور گائے میں سے دو (نر اور مادہ یہ سب اللہ ہی نے پیدا کئے ہیں)، (اے رسول) آپ ان سے پوچھئے کیا اللہ نے ان دونوں نروں کو حرام کیا ہے یا دونوں مادیوں کو حرام کیا ہے یا دونوں مادیوں کے رحموں میں جو بچہ لپٹ رہا ہے اُسے حرام کیا ہے؟ کیا تم اس وقت موجود تھے جب اللہ نے یہ حکم تم کو دیا تھا (اللہ نے یہ حکم تم کو ہرگز نہیں دیا بلکہ تم نے خود افتراء کیا ہے) ایسی صورت میں اس سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو لوگوں کو بغیر علم کے گمراہ کرنے کے لئے اللہ پر جھوٹ افتراء کرے، بے شک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت پر چلا کر منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا ﴿۱۴۴﴾

معانی و مصادر (اَنْعَام) نَعَمَ، يَنْعَمُ، نَعْمَةٌ، مَنْعَمٌ (ف، ن، س) فارغ البال ہونا، (اَنْعَام = نَعَمٌ کی جمع، چوپائے۔ اونٹ)

(حَمُوْلَةً) حَمَلَ، یَحْمِلُ، حَمْلٌ و حُمْلَانٌ (من) پیٹھ پر اٹھانا (حَمُوْلَةٌ: باربرداری کا جانور)۔
(فَرْشًا) فَرَشَ، یَفْرُشُ، فَرْشٌ و فِرَاشٌ (ن) بچھانا (فرش = بچھانے کی چیز، گائے، بکری، بھیڑ وغیرہ)
(خُطُوَات) خَطَا، یَخْطُوْ، خَطْوٌ (ن) قدم رکھنا (خُطُوَات = خُطْوَةٌ کی جمع: اقدام)
(اَلضَّاْنِ) اَلضَّاْنِ = بھیڑ۔
(اَلْمَعْزِ) اَلْمَعْزِ = بکری۔
(اِشْتَمَلَتْ) اِشْتَمَلَ، یَشْتَمِلُ، اِشْتِمَالٌ (باب افتعال) گھیر لینا، پورے جسم پر لپیٹ لینا۔

تفسیر گذشتہ آیات میں ذکر تھا کہ مشرکین کھیتی اور مویشی چوپایوں میں سے اللہ تعالےٰ کا حصہ بھی لگایا کرتے تھے اور اپنے شرکاء کے حصے بھی لگایا کرتے تھے، کھیتی کے متعلق اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اس کا پیدا کرنے والا اللہ تعالےٰ ہے لہذا اسی کا حق ہے کہ اس میں سے اس کے نام پر دیا جائے۔ ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے مویشی چوپایوں کا ذکر فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا) اور اے لوگو، جس طرح باغات اور کھیتیاں اللہ تعالےٰ نے پیدا کیں اسی طرح مویشی چوپایوں میں سے باربرداری کے جانور مثلاً اونٹ، بیل وغیرہ اور پست قد جانور مثلاً بھیڑ، بکری وغیرہ کو بھی اللہ تعالےٰ نے ہی پیدا کیا (كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ) لہذا اللہ تعالےٰ نے جو یہ جانور تم کو عطاء کئے ہیں تم ان میں کھاؤ (وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ) لیکن شیطان کے قدم بقدم نہ چلو، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اس کے کہنے میں آکر ایسا نہ کرو کہ ان جانوروں کو اپنے شرکاء کے نام پر وقف کرو یا ان کو اپنے شرکاء کے نام پر ذبح کرو۔ ان کا پیدا کرنے والا اللہ تعالےٰ ہے لہذا یہ جانور اسی کے نام پر وقف ہو سکتے ہیں اور اسی کے نام پر ذبح ہو سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ کسی دوسرے کے لئے وقف کرنا یا کسی دوسرے کے نام پر ذبح کرنا شیطانی کام ہے اور کھلا شرک ہے (ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ) اور اے لوگو، یہ مویشی چوپائے آٹھ قسم کے ہیں (مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ) بھیڑ میں سے دو: نر اور مادہ، بکری میں سے دو: نر اور مادہ۔ (قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ) اے رسول، آپ ان سے پوچھئے کیا اللہ تعالےٰ نے دو نر یعنی بھیڑے اور بکرے کو حرام کیا ہے یا اللہ تعالےٰ نے دونوں مادینوں یعنی بھیڑ اور بکری کو حرام کیا ہے یا دونوں مادینوں یعنی بھیڑ اور بکری کے رحموں میں جو بچہ لپٹا ہوا ہوتا ہے اُسے حرام کیا ہے (نَبِّئُوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ) اگر تم سچے ہو کہ اللہ تعالےٰ نے ان کو حرام کیا ہے تو سند کے ساتھ مجھے بتاؤ

(وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ) اور اونٹ میں سے دو: نر اور مادہ اور گائے میں سے دو نر اور مادہ (قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ) اے رسول، آپ ان سے پوچھیے کیا اللہ تعالےٰ نے دونوں نر یعنی اونٹ اور بیل کو حرام کیا ہے یا اللہ تعالیٰ نے دونوں مادیوں یعنی اونٹنی اور گائے کو حرام کیا ہے یا اللہ تعالےٰ نے اس بچہ کو حرام کیا ہے جو ان دونوں مادیوں یعنی اونٹنی اور گائے کے رحموں میں لپٹا ہوا ہوتا ہے (اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا) کیا تم اس وقت موجود تھے جب اللہ تعالیٰ نے اس بات کا تم کو حکم دیا تھا یا تم اللہ تعالےٰ کی طرف جھوٹ بات کو منسوب کر رہے ہو (فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ) ایسی صورت میں تم ہی بتاؤ کہ اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ بات منسوب کرے تاکہ بغیر علم کے لوگوں کو گمراہ کرے (اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ) بے شک اللہ تعالےٰ ظالموں کو راہ ہدایت پر چلا کر منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا۔ اللہ تعالےٰ ظالموں کو ڈراتا ہے اور راہ ہدایت بتاتا ہے لیکن راہ ہدایت پر چلاتا نہیں۔ اللہ تعالیٰ تو راہ ہدایت پر ان لوگوں کو چلاتا ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈر کر صحیح تڑپ کے ساتھ راہ حق کے لئے جدوجہد کرتے ہیں۔

(نوٹ:۔ ہدایت پر اللہ تعالےٰ کس کو چلاتا ہے اس سلسلہ میں مفصل معلومات کے لئے سورۃ بقرہ کی آیت ۲ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)

ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے آٹھ چوپایوں کا ذکر فرمایا بھیڑ[1]، بھیڑ[2]، بکری[3]، بکرا[4]، اونٹ[5]، اونٹنی[6]، گائے اور بیل[7]۔ یہی وہ جانور ہیں جو بطور مویشی کے پالے جاتے ہیں، یہی وہ جانور ہیں جن کو کفار اپنے شرکاء کے نام پر چھوڑتے تھے یا ذبح کرتے تھے۔ یہی وہ جانور ہیں جن میں سے بعض کو وہ مرد اور عورت دونوں پر اور بعض کو صرف عورتوں پر حرام کر لیا کرتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کے اس قبیح فعل کی مذمت کرتے ہوئے ان سے سوال کیا کہ بتاؤ کیا اللہ تعالےٰ نے ان کو حرام کیا ہے یا تم نے خود حرام کر کے اللہ تعالےٰ پر افتراء پردازی کی ہے۔ اگر اللہ تعالےٰ نے حرام کیا ہے تو سند پیش کرو۔

الغرض گذشتہ آیات اور آیات زیر تفسیر میں اللہ تعالےٰ نے شرکاء کے نام کھیتی یا جانور وقف کرنے یا شرکاء کے نام پر جانوروں کو ذبح کرنے یا بعض جانوروں کو خود حرام یا حلال کرنے کے سلسلہ میں کفار کو سخت تنبیہ کی اور ان کے ان مشرکانہ افعال کی زبردست تردید کر کے ان سے ان افعال کی سند طلب کی۔ ظاہر ہے کہ کفار کے پاس سند کہاں سے آتی۔ وہ سند پیش کرنے سے قاصر رہیں اور لاجواب ہو گئے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالےٰ کے دئے ہوئے رزق میں سے کھائیے لیکن اس کو غیر اللہ کے لئے نامزد نہ کیجئے، غیر اللہ کے نام پر نہ دیجئے، غیر اللہ کے نام پر قربانی نہ کیجئے۔

اے لوگو، اس چیز کو حلال سمجھئے جس کو اللہ تعالےٰ نے حلال کیا اور اس چیز کو حرام سمجھیئے جس کو اللہ تعالےٰ نے حرام کیا۔ اپنی طرف سے نہ کسی چیز کو حلال کیجئے اور نہ کسی چیز کو حرام کیجئے۔

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ
اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ
يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً
اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ
خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ
فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ
فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا
عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۵﴾

ترجمہ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ جو وحی مجھ پر نازل ہوئی ہے میں اس میں کسی ایسی چیز کو جسے کوئی کھانے والا کھاتا ہے حرام نہیں پاتا سوائے مردار کے، بہتے ہوئے خون کے، یا خنزیر کے گوشت کے اس لئے کہ (ان میں سے) ہر ایک چیز ناپاک ہے یا (ایسی چیز کو حرام پاتا

ہوں) جو (موجب) گناہ ہو (یعنی) وہ چیز جس کو اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کے لئے نامزد کر دیا گیا ہو، البتہ وہ شخص جو (بھوک سے) پریشان ہو (تو وہ ان چیزوں میں سے کھا سکتا ہے) بشرطیکہ نہ (اللہ کے حکم سے) بغاوت کی نیت ہو اور نہ حد سے تجاوز کرے۔ ایسی صورت میں (اے رسول آپ کا رب اُسے معاف کر دیگا) کیونکہ آپ کا رب بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے (۱۴۵)

معانی ومصادر

(مَسْفُوحًا) سَفَحَ، یَسْفَحُ، سَفْحٌ و سُفُوحٌ (ف) بہانا۔
(اُهِلَّ) اَهَلَّ، یُهِلُّ، اِهْلَالٌ (باب افعال) آواز کرنا۔

تفسیر

کفار نے بعض جانوروں کو خود حرام کر لیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے گذشتہ آیات میں اس کی تردید کی اور اس آیت میں بتایا کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے تو بس یہ جانور حرام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗ) اے رسول، آپ کہہ دیجئے کہ جو وحی مجھ پر نازل ہوئی ہے میں اس میں کسی ایسی چیز کو جسے کوئی کھانے والا کھاتا ہے حرام نہیں پاتا (اِلَّآ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً) سوائے مردار کے (اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا) یا بہتے ہوئے خون کے (اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ) یا خنزیر کے گوشت کے (فَاِنَّهٗ رِجْسٌ) اس لئے کہ ان میں سے ہر چیز ناپاک ہے (اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ) یا کسی ایسی چیز کے جس کا کھانا موجب گناہ ہو یعنی وہ چیز جس کو اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی دوسرے کے لئے نامزد کر دیا گیا ہو (فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ) البتہ وہ شخص جو بھوک سے پریشان ہو تو وہ ان چیزوں میں سے کھا سکتا ہے بشرطیکہ نہ اللہ تعالےٰ کے حکم سے بغاوت کی نیت ہو اور نہ حد سے تجاوز کرے، بس اتنا کھائے کہ جو زندگی کی بقاء کے لئے ضروری ہو تو اے رسول، آپ کا رب اسے معاف کر دیگا کیونکہ آپ کا رب بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

مُردار سے مراد ہر وہ جانور ہے جو اللہ تعالےٰ کا نام لے کر ذبح یا شکار نہ کیا گیا ہو اور خود مر گیا ہو۔ اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

حُرِّمَتْ عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةُ وَالدَّمُ وَ لَحْمُ الْخِنْزِیْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّیَةُ وَالنَّطِیْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّیْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ۔
(المآئدۃ - ۳)

(اے ایمان والو، اب تم کو ان جانوروں کے نام پڑھ کر سنائے جاتے ہیں جو تم پر حرام کر دئے گئے ہیں، سنو) تم پر مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور وہ جانور حرام کر دیا گیا ہے جو اللہ کے علاوہ کسی اور کے لئے نامزد کر دیا گیا ہو اور گلا گھونٹ کر مر جانے والا جانور، چوٹ لگ کر مر جانے والا جانور، گر کر مر جانے والا جانور، سینگ لگ کر مر جانے والا جانور،

اور وہ جانور بھی جس کو کسی درندے نے کھایا ہو حرام کر دیا گیا ہے سوائے اس جانور کے جو (تمہیں زندہ مل جائے اور) تم (اسے مرنے سے پہلے) ذبح کر لو اور وہ جانور بھی (تم پر حرام کر دیا گیا ہے) جو (غیر اللہ کے) آستانہ پر ذبح کیا گیا ہو۔

(نوٹ :۔ حرام جانوروں کی تفصیل کے لئے سورۃ بقرہ کی آیت ۱۷۳ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

عمل

اے لوگو! مردار، بہتا ہوا خون یعنی وہ خون جو کسی جانور کے جسم سے بہتا ہوا باہر نکلتا ہے، خنزیر کا گوشت اور غیر اللہ کے نام پر دی ہوئی چیز کو حرام سمجھئے۔ انہیں ہرگز نہ کھائیے سوائے اس صورت کے کہ آپ بھوک سے پریشان ہوں لیکن اس پریشانی کے عالم میں بھی ان چیزوں کو کھاتے وقت اللہ تعالےٰ کے حکم سے بغاوت کی نیت نہ رکھئے اور نہ ضرورت سے زیادہ کھائیے۔

وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا
كُلَّ ذِي ظُفُرٍ وَمِنَ الْبَقَرِ
وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ
شُحُومَهُمَا إِلَّا مَا حَمَلَتْ
ظُهُورُهُمَا أَوِ الْحَوَايَا أَوْ مَا
اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُمْ
بِبَغْيِهِمْ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ﴿١٤٦﴾
فَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقُلْ رَبُّكُمْ
ذُو رَحْمَةٍ وَاسِعَةٍ وَلَا يُرَدُّ

بَاْسُهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۴۷﴾

ترجمہ (اے رسول) ہم نے یہودیوں پر ناخن والے تمام جانوروں کو حرام کر دیا تھا اور ہم نے ان پر گائے اور بکری کی چربیاں بھی حرام کر دی تھیں سوائے اس چربی کے جو اُن کی پیٹھوں یا اوجھڑیوں میں لگی ہوئی ہو یا جو ہڈی سے چمٹی ہوئی ہو، یہ سزا تھی جو ہم نے اُن کو ان کی سرکشی کی وجہ سے دی تھی اور ہم یقیناً سچ بات کہتے ہیں ﴿۱۴۶﴾ تو (اے رسول) اگر یہ لوگ آپ کی تکذیب کریں تو (ان سے) کہہ دیجئے کہ تمہارا رب بڑی وسیع رحمت والا ہے (کہ تمہیں فوراً عذاب میں نہیں پکڑتا) لیکن اس کا عذاب مجرم لوگوں سے ٹلے گا نہیں (ایک نہ ایک دن آکر رہے گا) ﴿۱۴۷﴾

معانی ومصادر (ظُفُرٌ) ظَفَرَ، یَظْفِرُ، ظَفْرٌ (ض) ناخن توڑنا یا چبھونا۔
(شُحُوْمٌ) شَحَمَ، یَشْحَمُ، شَحْمٌ (ف) گوشت کھانا (شُحُوْمٌ شَحْمٌ کی جمع۔ چربیاں)۔
(اَلْحَوَایَا) حَوٰی، یَحْوِی، حَوَایَةٌ وحَیَّةٌ (ض) جمع کرنا (حَوَایَا = حَوِیَّةٌ کی جمع۔ اوجھڑیاں)
(اِخْتَلَطَ) اِخْتَلَطَ، یَخْتَلِطُ، اِخْتِلَاطٌ (باب افتعال) ملنا۔
(بَاْسٌ) بَؤُسَ، یَبْؤُسُ، بَاْسٌ (لـ) سخت اور بہادر ہونا (بَاْسٌ = عذاب، قوت و شجاعت)

تفسیر گذشتہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے صرف چار چیزوں کی حرمت کا ذکر فرمایا۔ ان چیزوں کا ذکر نہیں فرمایا جو ان چار چیزوں کے علاوہ یہودیوں پر حرام تھیں۔ یہودی یہ اعتراض کر سکتے تھے کہ قرآن مجید توریت کی تصدیق کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کے احکام کی حفاظت کا مدعی ہے تو پھر کیسے اس نے صرف چار چیزوں کا ذکر کر کے توریت کے ان احکام کی تردید کر دی جن میں چند اور چیزیں بھی حرام قرار دی گئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس اعتراض کو آیات زیر تفسیر کے ذریعہ دور فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ) اور اے رسول، ہم نے یہودیوں پر ناخن والے تمام جانوروں کو بھی حرام کر دیا تھا (وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَا اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ اَوِ الْحَوَايَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ) اور ہم نے ان پر گائے اور بکری کی چربیاں بھی حرام کر دی تھیں سوائے اس چربی کے جو ان کی پیٹھوں اوجھڑیوں یا ہڈیوں پر لگی ہوئی ہو (ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ) لیکن یہ چیزیں ہم نے تمام انسانوں پر حرام نہیں کی تھیں

بلکہ صرف یہودیوں پر حرام کی تھیں۔ ان چیزوں کو حرام کر کے ہم نے ان کو ان کی سرکشی کی سزا دی تھی (وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ) اور ہم یقیناً سچے ہیں، سچ بات کہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ○ (النسآء۔ ۱۲۲)

اور بات کے لحاظ سے اللہ سے زیادہ کون سچا ہوگا۔

آگے فرمایا (فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ) اے رسول، اگر ہمارے اس بیان کے بعد بھی یہودی آپ کو جھٹلائیں تو آپ کہہ دیجئے کہ تمہارا رب بڑی وسیع رحمت والا ہے کہ تمہیں اس تکذیب پر فوراً عذاب نہیں دیتا یہ اس کی رحمت ہے کہ عذاب میں تاخیر کر رہا ہے لیکن آخر کب تک؟ ایک نہ ایک دن عذاب آکر رہے گا (وَلَا يُرَدُّ بَاْسُهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ) اور پھر وہ عذاب مجرمین سے ٹلے گا نہیں مجرمین ضرور اللہ تعالیٰ کے عذاب میں گرفتار ہوں گے اور نجات کی کوئی صورت انہیں دستیاب نہ ہوگی۔

عمل

اے لوگو، جو چیزیں اللہ تعالےٰ نے حرام کر دی ہیں ان سے بچئے۔ اللہ تعالےٰ کے احکام سے سرکشی نہ کیجئے کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کہیں نہ ٹلنے والے عذاب میں مبتلا ہو جائیں۔

سَيَقُولُ الَّذِينَ اَشْرَكُوا
لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا
وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا
مِنْ شَيْءٍ، كَذٰلِكَ كَذَّبَ
الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰى
ذَاقُوا بَاْسَنَا، قُلْ هَلْ
عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ
لَنَا، اِنْ تَتَّبِعُونَ اِلَّا الظَّنَّ
وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُونَ ﴿۱۴۸﴾

قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ
فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۴۹﴾
قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ
الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ
حَرَّمَ هٰذَا ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا
فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ
اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا
وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ
وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۰﴾

ترجمہ (اور اے رسول شرک کی تردید سننے کے بعد) یہ مشرک کہیں گے اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے اور نہ ہمارے آباء و اجداد اور نہ ہم کسی چیز کو (خود) حرام کرتے (اے رسول) اسی طرح ان لوگوں نے بھی تکذیب کی تھی جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں یہاں تک کہ انہوں نے ہمارے عذاب کا مزا چکھا (اے رسول) آپ ان سے کہئے کہ کیا تمہارے پاس (اس بات کی) کوئی سند ہے۔ اگر ہے تو اُسے ہمارے سامنے پیش کرو (ہمیں معلوم ہے کہ تمہارے پاس کوئی سند نہیں ہے) بس تم وہم و گمان کی پیروی کر رہے ہو اور محض اندازے اور تخمینے لگاتے رہتے ہو (۱۴۸) (اے رسول) آپ) کہہ دیجئے کہ (مقصود تک) پہنچ جانے والی دلیل تو بس اللہ ہی کی ہوتی ہے (اور) اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت دے دیتا (۱۴۹) (اور اے رسول، آپ ان سے) کہئے کہ (اگر تمہارے پاس علمی سند نہیں ہے تو) اپنے گواہوں کو ہی لے آؤ جو یہ گواہی دیں کہ بے شک ان چیزوں کو اللہ نے حرام کیا ہے۔ پھر اگر وہ گواہی دے بھی دیں تو (اے رسول) آپ ان کے ساتھ گواہی نہ دینا اور ان لوگوں کی خواہشات کی (ہرگز) پیروی نہ کرنا جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا، جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور (جو دوسروں کو) اپنے رب کے برابر لا کھڑا کرتے ہیں (۱۵۰)

معانی و مصادر (تَخْرُصُوْنَ) خَرَصَ، یَخْرُصُ، خَرْصٌ (ن) اندازہ لگانا۔
(هَلُمَّ) هَلْمَمَ، یُهَلْمِمُ، هَلْمَمَةٌ (باب فَعْلَلَةٌ) هَلُمَّ کہہ کر بلانا
(هَلُمَّ = بلاؤ)

تفسیر گذشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے مشرکانہ افعال کو بیان کیا اور ان کی زبردست تردید کی پھر فرمایا (سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ) کہ یہ مشرکین اپنے شرک کی دلیل تو کچھ نہیں دے سکیں گے البتہ یہ کہینگے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے نہ ہمارے آباء و اجداد شرک کرتے اور نہ ہم کسی چیز کو حرام کرتے یعنی ہمارے ان تمام مشرکانہ افعال میں اللہ تعالیٰ کی رضاء شامل ہے وہی ہم سے کرا رہا ہے۔ اگر اس کی رضاء نہ ہوتی تو وہ ہمیں ان سے باز رکھتا (كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰى ذَاقُوْا بَاْسَنَا) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان سے پہلے کے لوگ بھی اسی قسم کا جواب دے کر اپنے نبیوں کو جھٹلاتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے ہمارے عذاب کا مزا چکھا۔ جب کوئی قوم لاجواب ہو جاتی ہے تو وہ اسی قسم کا جواب دیا کرتی ہے یعنی اپنے بُرے کاموں کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ بُرے کاموں سے کبھی راضی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ (الزمر ۔ ۷)

اگر تم اللہ کی ناشکری کرو تو اللہ تم سے بے نیاز ہے وہ اپنے بندوں کے لئے ناشکری پسند نہیں کرتا اور اگر تم شکر کرو تو اس کو تمہارے لئے پسند کرتا ہے

آگے فرمایا (قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا) اے رسول، آپ ان سے کہیئے کہ اگر تمہارے پاس اس قول کی کہ اللہ تعالیٰ ان مشرکانہ کاموں سے راضی ہے کوئی سند ہے تو اسے پیش کرو لیکن تمہارے پاس کوئی سند تو ہے نہیں لہذا تم پیش کیا کرو گے (اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ) تم تو بس محض وہم و گمان کی پیروی کر رہے ہو اور اندازے اور تخمینے لگاتے رہتے ہو۔ اللہ تعالےٰ کے دین میں وہم گمان ، اندازے و تخمینے سے کام نہیں چلتا۔ ٹھوس حجت اور مستند دلیل چاہیئے ۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ○

(یونس ۔ ۳۶)

اور (اے رسول) ان میں سے اکثر لوگ بس ظن و گمان کی پیروی کر رہے ہیں حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ حق کے مقابلہ میں ظن کچھ بھی کام نہیں آتا (اور یہ لوگ یہ خیال نہ کریں کہ اللہ کو ان کے اعمال کی خبر نہیں) نہیں، جو کچھ یہ کر رہے ہیں اللہ کو یقیناً اس کا علم ہے ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ○

(النجم ۔ ۲۳)

یہ کچھ نہیں بس نام ہیں جو تم نے اور تمہارے آباء و اجداد نے رکھ لئے ہیں، اللہ نے ان کے لئے کوئی دلیل نہیں اتاری ، یہ لوگ محض ظن (و گمان) اور خواہش نفس کی پیروی کر رہے ہیں حالانکہ ان کے پاس ان کے رب کی ہدایت آچکی ہے ۔

آگے فرمایا (قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ) اے رسول، کہہ دیجئے کہ تمہارے پاس کوئی ایسی دلیل نہیں جو تمہاری مراد کو ثابت کر سکے ۔ مقصود اور مراد تک پہنچنے والی دلیل تو اللہ تعالیٰ کی دلیل ہوتی ہے ۔ اس کی حجت اور دلیل تم تک پہنچ چکی لیکن تم اس دلیل کو نہیں مانتے تو بس یہ کہنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت یہی ہے کہ تم ہدایت سے محروم رہو (فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ) اگر اللہ تعالیٰ کی مشیت ہوتی تو وہ تم سب کو ہدایت دے دیتا یعنی اگر تم قوانین ہدایت پر چل کر ہدایت کے متلاشی ہوتے تو ضرور ہدایت یاب ہوتے لیکن تم نے ہٹ دھرمی اختیار کی اور یقین کے بجائے ظن و گمان پر اپنے افعال کی بنیاد رکھی تو اس کا نتیجہ سوائے گمراہی کے اور کیا ہو سکتا ہے (قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا) اے رسول، ان سے کہیئے کہ اگر تمہارے پاس ایسی کوئی علمی سند اور حجت نہیں ہے جو تمہارے فعل کو صحیح ثابت کر سکے تو اپنے میں سے ایسے

گواہ پیش کرو جو اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ تعالےٰ نے ان چیزوں کو حرام کیا ہے اور اے رسول، ان کے گواہوں کا کیا بھروسہ، ہو سکتا ہے وہ جھوٹی گواہی دیں (فَاِنْ شَهِدُوْا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ) تو اگر وہ ایسی گواہی دے بھی دیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو حرام کیا ہے تو آپ ان کے ساتھ گواہی میں شامل نہ ہو جائیں۔ آپ ان کی گواہی کا اعتبار نہ کریں (وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ) اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کریں جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلا دیا، جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور جو اپنے شریکوں کو اپنے رب کے برابر لا کھڑا کرتے ہیں۔ کسی کو اللہ تعالیٰ کی اولاد قرار دیتے ہیں، کسی کو اللہ تعالیٰ کی طرح حاجت روا مشکل کشا، کارساز عالم الغیب، حاضر و ناظر، ناصر و مددگار، معبود اور مطاع سمجھتے ہیں۔ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ خالق اور مخلوق کیسے برابر ہو سکتے ہیں، خالق بھی کارساز ہو اور مخلوق بھی کارساز ہو؟ خالق بھی عالم الغیب ہو اور مخلوق بھی عالم الغیب ہو، خالق بھی معبود و مطاع ہو اور مخلوق بھی معبود و مطاع ہو۔ خالق بھی شارع اور قانون ساز ہو اور مخلوق بھی شارع اور قانون ساز ہو، خالق کا بھی حکم چلتا ہو اور مخلوق کا بھی حکم چلتا ہو، خالق کو بھی تحلیل و تحریم کا حق حاصل ہو اور مخلوق کو بھی تحلیل و تحریم کا حق حاصل ہو، خالق بھی نفع و نقصان پہنچانے پر قادر ہو اور مخلوق بھی نفع و نقصان پہنچانے پر قادر ہو، خالق بھی ہر حالت میں سنتا ہو اور مخلوق بھی، خالق بھی ہر جگہ اور ہر حالت میں دیکھتا ہو اور مخلوق بھی۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، قُلِ اللّٰهُ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ○

(الرعد۔ ۱۶)

(اے رسول) آپ ان سے پوچھیے، بتاؤ آسمانوں کا اور زمین کا رب کون ہے، (پھر) آپ ہی کہہ دیجئے کہ اللہ (پھر) ان سے پوچھیے کیا تم نے اللہ کے علاوہ ایسے کارساز بنا رکھے ہیں جو (تمہیں تو کیا نفع، نقصان پہنچا سکیں گے، وہ تو) اپنے نفع نقصان کے بھی مالک نہیں (پھر) اے رسول آپ ان سے یہ بھی پوچھیے کیا نابینا اور بینا برابر ہو سکتے ہیں کیا تاریکیاں اور روشنی برابر ہو سکتی ہیں، کیا انہوں نے اللہ کے ایسے شریک بنائے ہیں جنہوں نے اللہ کی مخلوق جیسی کوئی مخلوق بنائی ہے جس کی وجہ سے ان کو مخلوق کے بارے میں شبہ

پیدا ہو گیا (کہ کس کی بنائی ہوئی ہے)۔ آپ کہہ دیجئے (کسی نے کچھ نہیں بنایا) تمام چیزوں کا خالق اللہ ہے وہ ایک ہے اور (سب پر) غالب ہے۔

قیامت کے دن دوزخ میں داخل ہونے کے بعد مشرکین اس بات کا اقرار کریں گے کہ انہوں نے اپنے شرکاء کو اللہ تعالےٰ کے برابر کر دیا تھا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِلْغَاوِينَ ۝ وَقِيلَ لَهُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ۝ مِنْ دُونِ اللَّهِ، هَلْ يَنْصُرُونَكُمْ أَوْ يَنْتَصِرُونَ ۝ فَكُبْكِبُوا فِيهَا هُمْ وَالْغَاوُونَ ۝ وَجُنُودُ إِبْلِيسَ أَجْمَعُونَ ۝ قَالُوا وَهُمْ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ ۝ تَاللَّهِ إِنْ كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝ إِذْ نُسَوِّيكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

(الشعرآء ۔ ۹۱ تا ۹۸)

اور دوزخ گمراہوں کے سامنے کر دی جائے گی۔ اور ان سے کہا جائیگا جن کی تم عبادت کرتے تھے وہ کہاں ہیں؟۔ (یعنی) اللہ کے علاوہ (جو تمہارے معبود تھے وہ کہاں گئے) کیا وہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں یا (تمہاری طرف سے ہم سے) انتقام لے سکتے ہیں۔ پھر وہ (معبود) اور (تمام) گمراہ لوگ اوندھے منہ دوزخ میں ڈال دئے جائیں گے۔ اور (انہی پر کیا موقوف ہے) ابلیس کے تمام لشکر (دوزخ میں ڈال دئے جائیں گے)۔ وہاں وہ آپس میں جھگڑیں گے اور (اپنے معبودوں سے) کہیں گے۔ اللہ کی قسم ہم کھلی گمراہی میں تھے۔ جبکہ ہم تمہیں رب العالمین کے برابر کر دیتے تھے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کیجئے۔ کسی چیز کو خود اپنے اوپر حرام نہ کیجئے۔ اپنے گناہوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہ کیجئے۔

اے لوگو، فیصلہ کن دلیل تو بس اللہ تعالیٰ کی دلیل ہے لہذا اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہوئی دلیل ہی کو فیصلہ کن سمجھئے۔ لوگوں کے فتوے اور قیاسات دلیل نہیں ہو سکتے۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات اور حقوق میں کسی کو شریک نہ کیجئے کسی کو اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات اور حقوق میں شریک کرنا گویا اس کو اللہ تعالےٰ کے برابر سمجھنا ہے۔

اے لوگو، اگر لوگ کسی ناجائز کام کے جائز ہونے کی گواہی دیں یا کسی غلط بات کی تائید کریں تو آپ ان کا ساتھ نہ دیں۔ آپ صرف حق کا ساتھ دیں۔

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ
رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا
بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ
اِحْسَانًا وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ
مِّنْ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ
وَاِيَّاهُمْ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ
مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا
تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ
اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ذٰلِكُمْ

وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾
وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ
اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى
يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ
وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ لَا نُكَلِّفُ
نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَاِذَا قُلْتُمْ
فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى
وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ذٰلِكُمْ
وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ

تَذَكَّرُونَ ﴿۱۵۲﴾ وَأَنَّ هَٰذَا
صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ
وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ
بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ذَٰلِكُمْ
وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿۱۵۳﴾

ترجمہ (اے رسول) آپ (ان سے) کہئے آؤ میں تمہیں ان چیزوں کے نام پڑھ کر سناؤں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کی ہیں، وہ یہ کہ اللہ کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہ کرنا (شرک کرنا اللہ نے تم پر حرام کر دیا ہے)، والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا (والدین کے ساتھ بدسلوکی کو اللہ نے تم پر حرام کر دیا ہے) مفلسی (کے ڈر) سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا (اللہ نے اولاد کو قتل کرنا تم پر حرام کر دیا ہے)، (اللہ فرماتا ہے کہ) ہم تمہیں بھی کھلاتے ہیں انہیں بھی کھلائیں گے، ظاہر اور پوشیدہ جتنے بھی بے حیائی کے کام ہیں ان کے قریب بھی نہ جانا (بے حیائی کے کاموں کو اللہ نے تم پر حرام کر دیا ہے) اور جس جان کا قتل کرنا اللہ نے تم پر حرام کر دیا ہے اسے قتل نہ کرنا مگر ہاں حق کے ساتھ (ناحق قتل کرنا اللہ نے تم پر حرام کر دیا ہے)، یہ ہیں وہ باتیں جن کا حکم اللہ تم کو دے رہا ہے تاکہ تم سمجھ بوجھ سے کام لو (اور آئندہ ان ممنوعات کے قریب بھی نہ جاؤ) ﴿۱۵۱﴾ یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ مگر ایسے طریقہ سے جو (بہت) مستحسن ہو یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے (اللہ نے یتیم کا مال ناحق کھانا تم پر حرام کر دیا ہے) اور ناپ تول کو انصاف کے ساتھ پورا کیا کرو (ناپ اور تول میں کمی کرنا بھی تم پر حرام کر دیا گیا ہے) (اللہ فرماتا ہے کہ) ہم کسی کو تکلیف

نہیں دیتے مگر اس کی طاقت کے مطابق اور جب تم کوئی بات کہو تو انصاف کی بات کہو خواہ وہ شخص (جس کو انصاف کی بات کہنے سے نقصان پہنچ رہا ہے) تمہارا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو (ناانصافی کی بات منہ سے نکالنے کو اللہ نے حرام کر دیا ہے) اور اللہ کے (ساتھ جو) عہد (تم کر چکے ہو اس) کو پورا کرو (عہد کا پورا نہ کرنا بھی اللہ نے تم پر حرام کر دیا ہے) یہ وہ باتیں ہیں جن کا حکم اللہ (تعالیٰ) (قرآن مجید کے ذریعہ) تم کو دے رہا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو (۱۵۲) اور (اللہ یہ بھی فرماتا ہے) کہ میرا سیدھا راستہ تو یہی ہے، بس اس کی پیروی کرو اور (دوسرے) راستوں پر نہ چلنا ورنہ وہ راستے تم کو اللہ کے راستہ سے علیحدہ کر دیں گے، اللہ (قرآن مجید کے ذریعہ) تم کو ان باتوں کا حکم دے رہا ہے تاکہ تم متقی بن جاؤ (۱۵۳)

معانی و مصادر (اِمْلَاقٍ) اَمْلَقَ، یُمْلِقُ، اِمْلَاقٌ (باب افعال) مال خرچ کر کے مفلس ہو جانا۔
(بَطَنَ) بَطَنَ، یَبْطُنُ، بَطْنٌ و بُطُوْنٌ (ن) چھپنا۔
(اَلْکَیْلَ) کَالَ، یَکِیْلُ، کَیْلٌ و مَکِیْلٌ و مَکَالٌ (ض) ناپنا۔
(مِیْزَانَ) وَزَنَ، یَزِنُ، وَزْنٌ و زِنَۃٌ (ض) تولنا (مِیْزَانٌ) = ترازو)۔
(تَفَرَّقَ) تَفَرَّقَ، یَتَفَرَّقُ، تَفَرُّقٌ (باب تفعّل) متفرق ہونا۔

تفسیر گذشتہ آیات میں ان اشیاء کا ذکر گذر چکا ہے جو مشرکین نے خود حرام کر لی تھیں۔ اللہ تعالےٰ نے پہلے تو ان کی تردید کی ان کے اس فعل کی مذمت کی پھر فرمایا کہ انہوں نے ان چیزوں کی حرمت کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر کے اللہ تعالیٰ پر افتراء پردازی کی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں ان پر حرام نہیں کیں۔ آیات زیر تفسیر میں اللہ تعالےٰ نے انہیں پھر ملامت کی اللہ تعالےٰ نے فرمایا (قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّکُمْ عَلَیْکُمْ) اے رسول، ان سے کہیئے کہ آؤ میں تمہیں ان چیزوں کے نام پڑھ کر سناؤں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کی ہیں۔ وہ چیزیں یہ ہیں:۔

(۱) (اَلَّا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا) اللہ تعالےٰ نے تم پر شرک کو حرام کر دیا ہے لہٰذا اللہ تعالےٰ کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہ کرو۔ شرک بہت بڑا گناہ ہے اور یہ ہرگز معاف نہ ہوگا جب تک دنیا میں اس سے توبہ نہ کی جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدِ افْتَرٰٓی اِثْمًا عَظِیْمًا ○
(النسآء۔ ۴۸)

بے شک اللہ اس بات کو نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے علاوہ ہر گناہ کو بخش دیگا جس کے لئے چاہے گا اور جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرے تو اس نے (بہت) بڑے گناہ کا ارتکاب کیا۔

شرک کرنے سے تمام اعمال صالحہ برباد ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○ (الزمر۔ ۶۵)

اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے سارے اعمال برباد ہو جائیں گے اور تم یقیناً نقصان اٹھاؤ گے۔

شرک کی تین بڑی قسمیں ہیں:۔ شرک[۱] فی الذات شرک[۲] فی الصفات اور شرک[۳] فی الحقوق۔

شرک فی الذات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد تجویز کی جائے یا اس کی بیوی تسلیم کی جائے یا اُسے کسی کا بیٹا تسلیم کیا جائے یا اس کے متعلق حلول یا اوتار کا عقیدہ تسلیم کیا جائے یا کسی کو اس کا ہمسر مانا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ○ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ○ (قل ھو اللہ احد۔ ۳ و ۴)

نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کا بیٹا ہے اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔

(نوٹ:۔ مزید تفصیل کے لئے سورۃ بقرۃ کی آیت ۱۱۶ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔)

آگے فرمایا:۔

(۲) (وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا) والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ والدین کے ساتھ بدسلوکی کو اللہ تعالےٰ نے تم پر حرام کر دیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں:۔

جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِيْ ؟ قَالَ اُمُّكَ ، قَالَ ثُمَّ مَنْ ؟ قَالَ اُمُّكَ ، قَالَ ثُمَّ مَنْ ؟ قَالَ اُمُّكَ ، قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ اَبُوْكَ (صحیح بخاری کتاب الادب باب من احق الناس بحسن الصحبۃ جزء ۸ ص۲ و صحیح مسلم کتاب البر و الصلۃ باب برالوالدین جزء ۲ ص۱۲۷)

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس نے کہا: اے اللہ کے رسول، میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری ماں۔ اس نے کہا پھر کون؟ آپ نے فرمایا! تمہاری ماں۔ اس نے کہا پھر کون آپ نے فرمایا تمہاری ماں۔ اس نے پوچھا پھر کون؟ آپ نے فرمایا: تمہارا باپ۔

(نوٹ:۔ والدین کے جملہ حقوق کی تفصیل ہم انشاء اللہ سورۂ بنی اسرائیل کی آیت ۲۳ کی تفسیر میں بیان کریں گے)۔

آگے فرمایا:۔

(۳) (وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ) مفلسی کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو ہم تمہیں کھلاتے ہیں، انہیں بھی کھلائیں گے۔ مفلسی کے ڈر سے اولاد کو قتل کرنا حرام ہے ایک اور مقام پر اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے:۔

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۝
(بنی اسرآءیل۔ ۳۱)

اور (اے لوگو) مفلسی کے اندیشہ سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو، ہم انہیں بھی کھلائیں گے اور تمہیں بھی کھلائیں گے (رزق تو ہمارے ذمہ ہے، تمہیں فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے) بے شک اولاد کا قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

رزق کا ذمہ اللہ نے لیا ہے لہٰذا رزق کے تنگ ہو جانے کا خوف لایعنی ہے۔ جس نے پیدا کیا ہے وہی رزق بھی دیگا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِى الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝
(ھود۔ ۶)

زمین میں کوئی جانور بھی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ نہ ہو وہ (اس کی زندگی میں ہر وقت) اس کے رہنے کی جگہ سے واقف ہوتا ہے اور (اس کے مرنے کے بعد) اس جگہ سے بھی واقف ہوتا ہے جہاں وہ سپرد کیا جاتا ہے (اور) یہ تمام باتیں روشن کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں لکھی ہوئی ہیں۔

رزق میں کشادگی اور تنگی بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا ۝
(بنی اسرآئیل۔ ۳۰)

بے شک آپ کا رب جس کے لئے چاہتا ہے رزق کشادہ کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے بے شک آپ کا رب اپنے بندوں (کے حال) سے بخوبی واقف بھی ہے اور (انہیں) دیکھ بھی رہا ہے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

سَاَلْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَىُّ الذَّنْبِ اَعْظَمُ قَالَ اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قُلْتُ اِنَّ ذٰلِكَ لَعَظِيْمٌ قُلْتُ ثُمَّ اَىٌّ قَالَ وَاَنْ تَقْتُلَ

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا! کونسا گناہ سب سے بڑا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم اللہ کا شریک بناؤ حالانکہ اس نے تمہیں پیدا کیا ہے میں نے کہا یہ تو واقعی بڑا (گناہ) ہے میں نے

وَلَدَكَ تَخَافُ اَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ قُلْتُ ثُمَّ اَيُّ قَالَ اَنْ تُزَانِيَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ (صحیح بخاری کتاب التفسیر ابواب تفسیر سورۃ البقرۃ جزء ۶۰ ص ۲۲)

پوچھا پھر کونسا گناہ بڑا ہے۔ فرمایا: اس خوف سے اپنے لڑکے کو قتل کر دینا کہ تمہارے ساتھ کھائیگا۔ میں نے پوچھا پھر کونسا؟ فرمایا یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو۔

آگے فرمایا:۔

④ (وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ) ظاہر اور باطن جتنے بھی بے حیائی کے کام ہیں ان کے قریب بھی نہ جاؤ۔ بے حیائی کے کاموں کو اللہ تعالیٰ نے تم پر حرام کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَآءَ سَبِيْلًا ○
(بنی اسرآئیل۔ ۳۲)

اور زنا کے قریب بھی نہ جانا، بے شک وہ (بڑی) بے حیائی (کا کام) ہے اور (بہت) بری روش ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا مِنْ اَحَدٍ اَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ (صحیح بخاری کتاب النکاح باب الغیرۃ جزء ۷، ص ۴۵)۔

اللہ سے زیادہ کوئی غیرت والا نہیں، یہی وجہ ہے کہ اس نے بے حیائیوں کو حرام کر دیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

يَا اُمَّةَ مُحَمَّدٍ مَا اَحَدٌ اَغْيَرَ مِنَ اللّٰهِ اَنْ يَرٰى عَبْدَهٗ اَوْ اَمَتَهٗ يَزْنِيْ (صحیح بخاری کتاب النکاح باب الغیرۃ جزء، ص ۴۵)

اے محمد کی امت، اللہ سے زیادہ کوئی غیرت والا نہیں کہ وہ اپنے بندے یا اپنی بندی کو زنا کرتے دیکھے۔

بے حیائی کا کام صرف زنا ہی نہیں ہے بلکہ زنا تک پہنچانے والے تمام کام زنا ہی میں شمار ہوتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

فَالْعَيْنَانِ زِنَاهُمَا النَّظَرُ وَالْاُذُنَانِ زِنَاهُمَا الْاِسْتِمَاعُ وَاللِّسَانُ زِنَاهُ الْكَلَامُ وَالْيَدُ زِنَاهَا الْبَطْشُ وَالرِّجْلُ زِنَاهَا الْخُطَا وَالْقَلْبُ يَهْوٰى وَيَتَمَنّٰى وَيُصَدِّقُ ذٰلِكَ الْفَرْجُ وَيُكَذِّبُهٗ (صحیح مسلم کتاب القدر باب قدر علی ابن آدم حظہ الزنا جزء ۲ ص ۴۵۸ وروی البخاری نحوہٗ فی

آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے، کانوں کا زنا سننا ہے، زبان کا زنا بات کرنا ہے، ہاتھ کا زنا پکڑنا ہے، پاؤں کا زنا چلنا ہے، دل خواہش اور تمنا کرتا ہے اور اس کی تصدیق یا تکذیب شرمگاہ کرتی ہے۔

کتاب الاستیذان باب زنا الجوارح
جزء ۸ ص۶۵ الا زنا الاذنان واليد والرجل
واللفظ لمسلم)۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیر محرم عورت کی طرف دیکھنا، اس کی بات مزے لینے کے لئے سننا، اس سے بات کرنا، اس کو ہاتھ لگانا اور اس کی طرف جانا سب بے حیائی کے کام ہیں۔ ان سب سے بچنا چاہئے۔

الغرض بے حیائی کے جتنے کام ہیں سب حرام ہیں۔ انہیں نہ علانیہ کرنا چاہئے اور نہ چھپ کر۔

آگے فرمایا:۔

(۵) (وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ) جس جان کا قتل کرنا اللہ تعالےٰ نے حرام کر دیا ہے اُسے قتل نہ کرو مگر حق کے ساتھ۔ کسی کو ناحق قتل کرنا اللہ تعالےٰ نے تم پر حرام کر دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبیرہ گناہوں کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:۔

اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ فَقَالَ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَائِرِ قَالَ قَوْلُ الزُّوْرِ اَوْ قَالَ شَهَادَةُ الزُّوْرِ (صحیح بخاری کتاب الادب باب عقوق الوالدین من الکبائر جزء ۸ ص۵ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان الکبائر واکبرها جزء اول ص۵۱)

اللہ تعالےٰ کے ساتھ شرک کرنا، کسی جان کو قتل کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، پھر آپ نے فرمایا! کیا میں تمہیں بڑے گناہوں سے بہت بڑا گناہ بتاؤں۔ آپ نے فرمایا! جھوٹ بولنا یا آپ نے فرمایا! جھوٹی گواہی دینا۔

آگے فرمایا (ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ) یہ ہیں وہ باتیں جن کا اللہ تعالےٰ تمہیں حکم دے رہا ہے تاکہ تم سمجھ بوجھ سے کام لو اور آئندہ ان ممنوعات کے قریب بھی نہ جاؤ۔

آگے فرمایا:۔

(۶) (وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ) یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ مگر ایسے طریقہ سے جو مستحسن ہو یہاں تک کہ وہ یتیم جوانی کو پہنچ جائے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا (النساء ۔ ۲)

اور (اے ایمان والو) یتیموں کا مال (جو تمہارے پاس بطور امانت رکھا ہوا ہو، ان کے بالغ ہونے کے بعد پورا پورا) ان کے حوالے کر دیا کرو، (ان کے) عمدہ مال کو (اپنے ناکارہ)

مال سے نہ بدل لیا کرو اور ان کے مالوں کو اپنے مالوں کے ساتھ ملا کر نہ کھا جایا کرو، یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ○

(النسآء - ۶)

اور (اے ایمان والو) یتیموں کی آزمائش کرتے رہا کرو یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائیں پھر (جب وہ بالغ ہو جائیں تو) اگر تم ان میں دیکھو کہ ان میں سوچنے سمجھنے (اور نفع و نقصان میں تمیز کرنے) کا ملکہ پیدا ہو گیا ہے تو ان کا مال ان کے حوالے کر دو اور اس ڈر سے کہ کہیں وہ بڑے ہو کر (اپنا مال اپنے قبضہ میں نہ لے لیں) فضول خرچی سے جلدی جلدی (ان کے مال) کو نہ کھا جایا کرو، جو غنی ہے اُسے یتیم کے مال سے بچنا چاہیئے اور جو محتاج ہے وہ معروف کے مطابق (بقدر ضرورت) اس (مال میں سے) کھا سکتا ہے اور جب تم ان کے مال ان کے حوالہ کرو تو گواہ کر لیا کرو اور (آمد و خرچ کا حساب دے دیا کرو پھر) قیامت کے روز تو) اللہ ہی حساب لینے کے لئے کافی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَّسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ○

(النسآء - ۱۰)

جو لوگ یتیموں کا مال ناحق طریقہ پر کھا جاتے ہیں وہ گویا اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے ہیں وہ عنقریب دوزخ میں داخل ہوں گے۔

الغرض یتیم کا مال کھانا حرام ہے۔ یتیم کا کفیل اگر محتاج ہو تو وہ البتہ معروف کے مطابق بقدر ضرورت اس مال میں سے لے سکتا ہے یا یتیم کا کفیل اس طرح یتیم کے مال میں تصرف کر سکتا ہے کہ اس کا تصرف کرنا یتیم کے حق میں اچھا ہو مثلاً خیر خواہی کے ساتھ اس کے مال کو تجارت میں لگا دے تاکہ وہ بڑھ جائے۔

(نوٹ:۔ یتیم کے متعلق مفصل معلومات کے لئے سورۃ نسآء کی آیت ۳۶ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

۷ (وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ) ناپ تول کو انصاف کے ساتھ پورا کیا کرو ناپ تول میں کمی کرنے کو اللہ تعالےٰ نے حرام کر دیا ہے۔ نہ ناپنے میں کمی کرو اور نہ تولنے میں۔ ناپ و تول میں کمی کرنے والوں کی بڑی خرابی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۝ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝

(ویل للمطففین ۔ ۱ تا ۳)

ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی (بڑی) خرابی ہے۔ جو کہ لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا لیتے ہیں اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ۝ (الرحمٰن۔ ۹)

اور انصاف کے ساتھ ترازو کو قائم کرو اور کم نہ تولو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝

(بنی اسرآئیل۔ ۳۵)

اور جب تم ناپ کر دو تو پورا پورا ناپ کر دو اور (جب تول کر دو تو) ترازو (کی ڈنڈی) کو سیدھا رکھ کر تولو، یہ بہت اچھی بات ہے اور انجام کے لحاظ سے بھی بہتر ہے۔

آگے فرمایا (لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا) ہم کسی کو تکلیف نہیں دیتے مگر اس کی طاقت کے مطابق۔ یعنی جہاں تک ہو سکے ناپ تول میں کمی نہیں کرنی چاہیئے۔ اگر بھول چوک ہو جائے یا باوجود کوشش کے کسی حکم الٰہی کی تعمیل میں کوتاہی ہو جائے تو وہ قابل معافی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا

(البقرۃ ۔ ۲۸۶)

(اے ایمان والو، خبردار ہو جاؤ) اللہ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا، جو شخص اچھے عمل کریگا ان عملوں کا ثواب اس کو ملے گا اور جو شخص برے عمل کریگا تو ان عملوں کا وبال اس کرنے والے پر ہوگا (اور اے ایمان والو، تم اس طرح دعاء کیا کرو) اے ہمارے رب، اگر ہم سے بھول چوک ہو جائے تو ہم سے مؤاخذہ نہ کر۔

مندرجہ ذیل آیت میں بھی اسی قسم کی معافی کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ (التغابن ۔ ۱۶)

(اے ایمان والو،) جہاں تک ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَدَعُوهُ (صحیح مسلم کتاب الحج باب فرض الحج مرۃ فی العمر جزء اول ص ۴۲۰)

جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو اسے جہاں تک ہو سکے بجا لاؤ اور جب میں تمہیں کسی کام سے منع کروں تو اسے چھوڑ دو ۔

۸ (وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ) اور جب تم کوئی بات کہا کرو تو انصاف کی بات کہا کرو ۔ جب مقدمات کا فیصلہ کرو تو عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا کرو خواہ وہ شخص جس کو انصاف کی بات کہنے سے یا انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے سے نقصان پہنچ رہا ہے تمہارا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو ۔ ناانصافی کی بات منہ سے نکالنے کو اللہ تعالےٰ نے حرام کر دیا ہے ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ (المآئدۃ ۔ ۸)

اے ایمان والو، (محض) اللہ (کی رضا) کے لئے، انصاف کے ساتھ گواہی دینے کے لئے کھڑے ہو جایا کرو، اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پہ آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو (نہیں) انصاف ہی کیا کرو یہی تقوےٰ کے قریب ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے ۔

آگے فرمایا :۔

۹ (وَبِعَهْدِ اللَّهِ أَوْفُوا) اور اللہ تعالےٰ کے ساتھ جو عہد تم کر چکے ہو اُسے پورا کرو ۔ اللہ تعالےٰ نے عہد توڑنے کو حرام کر دیا ہے ۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ ۔ (المآئدۃ ۔ ۱)

اے ایمان والو، اپنے عہدوں کو پورا کیا کرو ۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا ۝

اور (اپنے) عہد (و پیمان) کو پورا کیا کرو، بے شک عہد (و پیمان) کے بارے میں قیامت

(بنی اسرآئیل۔ ۳۴)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۙ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ۝

(الرعد۔ ۱۹ و ۲۰)

کے دن) باز پرس ہوگی۔

(اور اے رسول) کیا جو شخص یہ جانتا ہے کہ جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل کیا گیا ہے حق ہے وہ اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو (روحانی) بینائی سے محروم ہے (اُسے کچھ عقل و شعور نہیں ہے کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے اور اے رسول حق سے تو) وہی لوگ نصیحت حاصل کرتے ہیں جنہیں عقل و شعور ہوتا ہے۔ (یعنی وہ لوگ) جو اللہ سے کئے ہوئے عہد کو پورا کرتے ہیں عہد کو کبھی نہیں توڑتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ۝

(الرعد۔ ۲۵)

(ان کے برخلاف) ایسے لوگوں کے لئے جو اللہ سے مضبوط عہد کرنے کے بعد اُسے توڑ ڈالتے ہیں، جس چیز کو ملانے کا اللہ نے حکم دیا ہے اُسے قطع کرتے ہیں اور جو ملک میں فساد برپا کرتے ہیں (آخرت میں) لعنت (و پھٹکار) ہے اور وہاں ان کے لئے برا ٹھکانہ ہے۔

الغرض ان آیات میں اللہ نے مندرجہ ذیل نو چیزوں کو حرام کر دیا۔

(۱) شرک (۲) ماں باپ کے ساتھ بدسلوکی (۳) مفلسی کے ڈر سے اولاد کو قتل کرنا (۴) ظاہر اور پوشیدہ بے حیائی کی باتیں کرنا (۵) ناحق کسی کو قتل کرنا (۶) یتیم کے مال کو ناجائز طریقہ سے کھانا (۷) ناپ، تول میں کمی کرنا (۸) ناانصافی کی بات کہنا (۹) اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے عہد کو توڑ ڈالنا۔

آخر میں فرمایا (ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ) یہ وہ باتیں ہیں جن کا حکم اللہ تعالیٰ نے تم کو قرآن مجید کے ذریعہ دیا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو اور ان حرام کاموں سے بچتے رہو (وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِىْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ) اور اے لوگو، میرا سیدھا راستہ تو یہی ہے

بس اس کی پیروی کرو (وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ) اور اس کے علاوہ جتنے بھی راستے ہیں ان کی پیروی نہ کرو ورنہ وہ راستے تم کو اللہ تعالےٰ کے راستہ سے علیحدہ کر دیں گے اور جو شخص اللہ تعالےٰ کے راستہ سے بھٹک گیا وہ یقیناً گمراہ ہو جائیگا۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالےٰ کے احکام پر چلنا ہی صراط مستقیم پر چلنا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے احکام کے مجموعہ کو دین اسلام کہتے ہیں گویا اسلام ہی صراط مستقیم ہے اور اسلام ہی اللہ تعالےٰ کا سیدھا راستہ ہے جو اسلام پر چلتا ہے وہ صراط مستقیم پر ہے جو اسلام کو چھوڑ کر دوسرے راستے اختیار کرتا ہے وہ گمراہ ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت، اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کے دین کو مضبوطی سے پکڑ لینا ہی درحقیقت صراط مستقیم ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۔
(آل عمران ۔ ۱۰۱)

(تمہیں چاہیئے کہ اللہ کو مضبوطی سے پکڑے رہو) اس لئے کہ جس شخص نے اللہ کو مضبوطی سے پکڑ لیا اس نے سیدھے راستہ کی طرف ہدایت پائی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۔
(الزخرف ۔ ۶۴)

بے شک اللہ ہی میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے لہذا اسی کی عبادت کرو، یہی صراط مستقیم ہے۔

(نوٹ:۔ صراط مستقیم کے متعلق تفصیلی معلومات کے لئے سورۃ فاتحہ کی آیت ۵ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

صراط مستقیم اللہ تعالےٰ کا راستہ ہے۔ اس کو حاصل کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۔
(الزخرف ۔ ۴۳)

آپ بے شک سیدھے راستہ پر ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۔ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۔
(یٰسٓ ۔ ۳ و ۴)

آپ بے شک رسولوں میں سے ہیں (آپ) صراط مستقیم پر ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاِنَّكَ لَتَهْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ، صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ اَلَآ اِلَی اللّٰهِ تَصِیْرُ الْاُمُوْرُ ○

(الشوریٰ - ۵۲ و ۵۳)

(اے رسول) آپ یقیناً (لوگوں کو) سیدھا راستہ بتاتے ہیں۔ یعنی اللہ کا راستہ جو ان تمام چیزوں کا مالک ہے جو آسمان میں ہیں اور زمین میں ہیں، (اے لوگو) خبردار ہو جاؤ تمام کام اللہ ہی کی طرف لوٹتے ہیں (یعنی وہی ان کو انجام دیتا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاتَّبِعُوْنِ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ○

(الزخرف - ۶۱)

اور (اے رسول کہہ دیجئے) میری پیروی کرو صراط مستقیم یہی ہے۔

الغرض اللہ تعالےٰ نے صراط مستقیم کی پیروی کا حکم دیا اور اس کی نشاندہی بھی فرمادی۔ اب اگر کسی کو صراط مستقیم کی تلاش ہے تو وہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں تلاش کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والے کو صراط مستقیم مل جائے گا۔ صراط مستقیم کے حصول کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے (ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ) اللہ تعالےٰ تم کو قرآن مجید کے ذریعہ حکم دے رہا ہے تاکہ متقی بن جاؤ۔ متقی بننے کا ذریعہ صراط مستقیم ہے اور صراط مستقیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے ملتا ہے لہذا متقی بننے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ضروری ہے۔ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتا ہے وہ متقی ہے اور صراط مستقیم پر ہے اور جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہیں کرتا وہ نہ متقی ہے اور نہ وہ صراط مستقیم پر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ ، اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ۔

(الاعراف - ۱۵۶ و ۱۵۷)

اور میری رحمت تو ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ البتہ میں اپنی رحمت ان لوگوں کے لئے لکھوں گا جو تقویٰ اختیار کریں گے، زکوٰۃ ادا کریں گے اور ہماری آیتوں پر ایمان لائیں گے۔ (یعنی میں اپنی رحمت ان لوگوں کے لئے لکھوں گا) جو رسول نبی امی کی پیروی کریں گے جن (کی بشارت اور جن کے ذکر جمیل) کو وہ اپنے ہاں توریت اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝
(الاعراف - ۱۵۸)

اوران کی پیروی کرو تاکہ تمہیں ہدایت مل جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۝
(الاحزاب - ۲۱)

بے شک رسول اللہ (کی سیرت) میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے (یعنی یہ) اس شخص کے لئے جو اللہ (سے ملنے) اور قیامت کے دن (کے آنے) کی توقع رکھتا ہو اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرتا ہو۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

جَآءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ اِلٰى بُيُوْتِ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْاَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّآ اُخْبِرُوْا كَاَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا فَقَالُوْا وَاَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ اَحَدُهُمْ اَمَّا اَنَا فَاِنِّيْ اُصَلِّي اللَّيْلَ اَبَدًا وَقَالَ اٰخَرُ اَنَا اَصُوْمُ الدَّهْرَ وَلَا اُفْطِرُ وَقَالَ اٰخَرُ اَنَا اَعْتَزِلُ النِّسَآءَ فَلَا اَتَزَوَّجُ اَبَدًا فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَنْتُمُ الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا اَمَا وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَاَتْقَاكُمْ لَهٗ لٰكِنِّيْ اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاُصَلِّيْ وَاَرْقُدُ وَاَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ (صحیح بخاری کتاب النکاح جزء ۷، ص۲ وروی المسلم مختصر المعناہ کتاب النکاح باب اول جزء اول ص۵۸۴)

تین آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے گھروں کے قریب آئے۔ انہوں نے ازواج مطہرات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا حال پوچھا۔ جب ان کو آپ کی عبادت کی خبر دی گئی تو انہوں نے اسے کم سمجھا۔ انہوں نے کہا! کہاں ہم اور کہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کو اگلے پچھلے تمام گناہوں سے محفوظ کر دیا گیا ہے (لہذا ہمیں زیادہ عمل کرنے چاہئیں) ان میں سے ایک نے کہا: میں ہمیشہ تمام رات نماز پڑھا کرونگا۔ دوسرے نے کہا: میں ہمیشہ روزے رکھوں گا (کبھی) افطار نہیں کروں گا) تیسرے نے کہا: میں عورتوں سے علیحدہ رہوں گا، کبھی شادی نہیں کرونگا۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ نے (ان سے) فرمایا! کیا تم ہی ہو جنہوں نے ایسا ایسا کہا تھا۔ سنو اللہ کی قسم میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں اور مجھ میں تم سب سے زیادہ اس کا تقویٰ ہے (یعنی میں تم سب سے زیادہ متقی ہوں) لیکن

میں روزے بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں،
میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور
میں عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں لہذا جو
میری سنت سے بے رغبتی کرے وہ مجھ سے
نہیں (یعنی میرا اس سے کوئی تعلق نہیں)۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالٰے نے جن تو کاموں کو ان آیات میں حرام فرمایا ہے ان سے بچتے رہیئے
صرف اسلام کی پیروی کیجئے اور تمام راستوں سے کنارہ کش ہو جائیے۔

ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ
تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ
وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى
وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ
يُؤْمِنُوْنَ ١٥٤ وَهٰذَا كِتٰبٌ
اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ
وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ١٥٥
اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ
الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ

قَبْلِنَا وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ
لَغٰفِلِيْنَ ﴿۱۵۶﴾ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ
اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ
اَهْدٰى مِنْهُمْ فَقَدْ جَآءَكُمْ
بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى
وَّرَحْمَةٌ، فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ
كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ
عَنْهَا، سَنَجْزِي الَّذِيْنَ
يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ

الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يَصْدِفُونَ ﴿۱۵۷﴾

ترجمہ اللہ فرماتا ہے (کہ ان باتوں کا حکم ہم ہر نبی کے زمانہ میں دیتے رہے ہیں) پھر ہم نے موسیٰ کو کتاب دی (اس میں بھی یہ احکام موجود تھے) وہ کتاب نیکی کرنے والوں پر اتمام (نعمت کا ذریعہ) تھی (یہی نہیں بلکہ) وہ کتاب ہر چیز کو علیحدہ علیحدہ بیان کرنے والی اور (سرچشمۂ) ہدایت و رحمت تھی تاکہ وہ لوگ (جن کو وہ کتاب دی گئی تھی) اپنے رب کی ملاقات پر (صحیح معنوں میں) ایمان لے آئیں ﴿۱۵۴﴾ اور اس کتاب کو بھی ہم ہی نے نازل کیا ہے یہ بڑی بابرکت کتاب ہے (اس میں بھی وہ احکام موجود ہیں جو تم کو پڑھ کر سنائے جا چکے ہیں) لہذا تم اس کتاب کی پیروی کرو اور (اللہ سے) ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے ﴿۱۵۵﴾ اور (اس کتاب کو ہم نے اس لئے بھی نازل کیا ہے تا) کہ تم کہیں یہ نہ کہو ہم سے پہلے دو جماعتوں (یعنی یہود و نصاریٰ) پر کتاب اتاری گئی تھی اور ہم اس کے پڑھنے اور سمجھنے سے قطعاً غافل تھے (اس پر عمل کیسے کرتے) ﴿۱۵۶﴾ یا تم کہیں یہ نہ کہو کہ اگر ہم پر کتاب نازل ہوتی تو ہم ان سے زیادہ ہدایت یاب ہوتے تو (اب تمہاری اس حجت کو ختم کرنے کے لئے) تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے دلیل بھی آگئی ہے اور ہدایت اور رحمت بھی تو (اب) اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ کی آیات کی تکذیب کرے اور (لوگوں کو) ان سے برگشتہ کرے، ہم عنقریب ان لوگوں کو جو ہماری آیتوں سے (لوگوں کو) برگشتہ کرتے ہیں ان کے اس عمل کی سخت سزا دیں گے ﴿۱۵۷﴾

معانی و مصادر

(تَمَامًا) تَمَّ، يَتِمُّ، تَمٌّ وتَمَامٌ وتَمَامَةٌ (ض) پورا ہونا، پورا کرنا۔ (تَمَامٌ: کمال)

(دِرَاسَة) دَرَسَ، يَدْرُسُ دَرْسٌ ودِرَاسَةٌ (ن) کتاب یاد کرنا۔

(اَهْدٰى) هَدٰى، يَهْدِيْ، هُدًى وهَدْيٌ وهِدْيَةٌ وهِدَايَةٌ (ض) رہنمائی کرنا (هَادِيْ: آگے آنے والا۔ اَهْدٰى: زیادہ ہدایت یاب)۔

(صَدَفَ) صَدَفَ، يَصْدِفُ، صَدْفٌ (ض) پھرنا و جھکنا، اعراض کرنا اور روکنا۔

تفسیر گذشتہ آیات میں اللہ تعالےٰ نے نو باتوں کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان باتوں کا حکم ہر نبی کے زمانہ میں دیا جاتا رہا (ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْ اَحْسَنَ وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً) پھر ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اس میں بھی یہ احکام موجود تھے وہ کتاب نیکی کرنے والوں پر اتمام نعمت کا ذریعہ تھی، اس میں ہر دینی بات کو

علیحدہ علیحدہ بیان کیا گیا تھا تاکہ سمجھنے میں کسی قسم کی الجھن نہ ہو۔ وہ کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت اور رحمت تھی۔ اللہ تعالےٰ نے کتاب بھیج کر لوگوں کی رہنمائی فرمائی تھی اور یہ اس کا بہت بڑا فضل وکرم تھا تاکہ وہ گمراہی سے نکل کر صحیح راستہ پر آجائیں (لَعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ) اور وہ لوگ جن کو وہ کتاب دی گئی تھی اپنے رب کی ملاقات پر پختہ یقین کر لیں اور ان کے ایمان مضبوط ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو توریت عطاء فرمائی تھی توریت ہدایت سے بھرپور تھی، توریت کی تعریف میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّآ أَنزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ

(المآئدۃ ۔ ۴۴)

ہم نے توریت کو نازل کیا تھا، اس میں ہدایت تھی اور نور تھا۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتٰبَ مِنْ بَعْدِ مَآ أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ الْأُولٰى بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ

(القصص ۔ ۴۳)

اور (اے رسول) ہم نے پہلی قوموں کو ہلاک کرنے کے بعد موسیٰ کو کتاب دی جو لوگوں کے لئے بصیرت، ہدایت اور رحمت تھی تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

آگے فرمایا (وَهٰذَا كِتٰبٌ أَنزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ) اور اے لوگو، اس کتاب (قرآن مجید) کو بھی ہم ہی نے نازل فرمایا ہے۔ یہ بڑی بابرکت کتاب ہے لہذا اس کی پیروی کرو، اس کے احکام پر چلتے رہو اور اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

قرآن مجید کی اس سے بڑی برکت کیا ہوگی کہ اس کی پیروی ہی سے نجات ملتی ہے۔ دینی اور دنیوی سعادتوں کا منبع یہی کتاب ہے۔ اس پر عمل کر کے ہی انسان ابدی وسرمدی راحتوں سے بہرہ اندوز ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

كِتٰبٌ أَنزَلْنٰهُ إِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوٓا آيٰتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُوا الْأَلْبَابِ

(صٓ ۔ ۲۹)

(اور اے رسول) اس کتاب کو جو ہم نے آپ کی طرف اتاری ہے بڑا بابرکت بنایا ہے۔ تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں تدبر کریں اور اہل عقل نصیحت حاصل کریں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّ هٰذَا الْقُرْءَانَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِىٓ إِسْرَآءِيلَ أَكْثَرَ الَّذِى هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝ وَإِنَّهُ لَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۝

(اور اے رسول) بے شک یہ قرآن بنی اسرائیل کے سامنے جن باتوں میں وہ اختلاف کر رہے ہیں ان میں سے اکثر کو (واضح طور پر) بیان کر

(النمل ۔ ۷۶ و ۷۷)

رہا ہے اور بے شک یہ (قرآن) مؤمنین کے لئے (سراسر) ہدایت اور رحمت ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:

هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ

یہ (قرآن) لوگوں کے لئے بصیرت کی باتوں کا مجموعہ اور ان لوگوں کے لئے جو یقین رکھتے

(الجاثیۃ ۔ ۲۰)

ہیں ہدایت اور رحمت ہے۔

آگے فرمایا (اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ) اور اے مشرکین، یہ کتاب ہم نے نازل فرما کر تم پر اتمام حجت کر دیا ہے تاکہ تم یہ نہ کہو کہ ہم پر تو کوئی کتاب نازل نہیں کی گئی، ہم سے پہلے دو جماعتوں پر تو ضرور کتاب نازل کی گئی تھی لیکن ہم تو اس کے پڑھنے اور سمجھنے سے قطعاً غافل تھے۔ جب اس کتاب کو ہم سمجھ ہی نہیں سکتے تھے تو اس پر عمل کیسے کرتے (اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ) یا اے مشرکین تم یہ نہ کہو کہ اگر ہم پر کتاب نازل ہوتی تو ہم یہود و نصاریٰ سے زیادہ ہدایت یاب ہوتے۔ (فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ) تو لو تمہارے پاس بھی تمہارے رب کی طرف سے دلیل آگئی ہے، ہدایت آگئی ہے اور رحمت آگئی ہے۔ قرآن مجید حق و باطل میں تمیز کرنے کی کھلی دلیل ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۝ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ۝

(لم یکن الذین کفروا ۔ ۱ تا ۳)

اہل کتاب اور مشرکین میں سے جو لوگ کافر تھے وہ (اپنے کفر سے کبھی) باز آنے والے نہیں تھے جب تک ان کے پاس کوئی کھلی دلیل نہ آتی۔ (اور وہ دلیل یہ تھی کہ) اللہ کی طرف سے کوئی رسول آئے، جو پاکیزہ صحیفے پڑھتا ہو۔ جن میں سیدھی اور صاف ہدایت لکھی ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۔

(البقرۃ ۔ ۱۸۵)

رمضان ہی وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا، (وہ قرآن) جس میں (تمام) لوگوں کے لئے رہنمائی ہے، اور جس میں ہدایت اور حق و باطل میں امتیاز پیدا کرنے کے واضح دلائل ہیں۔

آگے فرمایا (فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا) تو جو شخص اللہ تعالےٰ کی آیات یعنی قرآن مجید کی تکذیب کرتا ہے اس سے منہ موڑتا ہے یا لوگوں کو اس سے برگشتہ کرتا ہے

اس سے بڑا ظالم اور کون ہو گا (سَنَجْزِی الَّذِیْنَ یَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰیٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا یَصْدِفُوْنَ) ہم عنقریب ان لوگوں کو جو ہماری آیات سے اعراض کرتے ہیں یا لوگوں کو اس سے برگشتہ کرتے ہیں ان کے اس عمل کی سخت سزا دیں گے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْـَٔوْنَ عَنْهُ وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

(الانعام ۔ ۲۶ و ۲۷)

یہ لوگ دوسروں کو بھی قرآن مجید سے روکتے ہیں اور خود بھی اس سے دور رہتے ہیں (یہ کسی کا کیا بگاڑ رہے ہیں) اپنے آپ ہی کو ہلاک کر رہے ہیں لیکن انہیں اس کا شعور نہیں (اے رسول) اگر آپ (انہیں اس وقت) دیکھیں جس وقت انہیں دوزخ کے کنارے کھڑا کیا جائے گا تو (آپ دیکھیں گے کہ اس وقت) یہ لوگ اس طرح کہہ رہے ہوں گے اے کاش ہمیں پھر (دنیا میں) لوٹا دیا جائے تو (اب) ہم اپنے رب کی آیتوں کو نہیں جھٹلائیں گے بلکہ (ان پر) ایمان لے آئیں گے ۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ

(النحل ۔ ۸۸)

جن لوگوں نے کفر کیا اور (لوگوں کو) اللہ کے راستہ سے روکا ہم ان کے لئے عذاب زیادہ کرتے چلے جائیں گے اس لئے کہ وہ (دنیا میں) فساد مچایا کرتے تھے ۔

عمل

اے ایمان والو، قرآن مجید کے احکام پر چلتے رہیئے ۔ قرآن مجید کے احکام پر چلنا ہدایت، برکت اور رحمت کا سبب ہے ۔

اے لوگو، قرآن مجید پر ایمان لائیے، قرآن مجید سے منہ نہ موڑیئے ۔ قرآن مجید سے منہ موڑنے والوں کے لئے بہت سخت عذاب ہے ۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ
تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ
رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ
رَبِّكَ، يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ
رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا
لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ
اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا،
قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾

ترجمہ (اے رسول) یہ لوگ کسی اور بات کے منتظر نہیں ہیں مگر اس بات کے کہ ان کے پاس فرشتے آجائیں، یا آپ کا رب آجائے یا آپ کے رب کی بعض نشانیاں آجائیں (تو پھر اس وقت یہ ایمان لے آئیں گے لیکن) جو شخص (ان چیزوں کے آنے سے) پہلے ایمان

نہ لایا ہوگا یا جس نے بحالت ایمان نیکیاں نہ کی ہوں گی تو (اس دن) ان کا ایمان لانا ان کو کچھ فائدہ نہیں دیگا (اے رسول) آپ کہہ دیجئے (اس دن کا) تم بھی انتظار کرو، ہم بھی انتظار کر رہے ہیں ۱۵۸

معانی ومصادر (خَیْرًا) خَارَ، یَخِیْرُ، خَیْرٌ (ض) بھلائی والا ہونا، بھلائی پہنچانا۔

تفسیر قرآن مجید میں ہدایت ہے، رحمت ہے اور حق و باطل میں تمیز کرنے کے کھلے دلائل ہیں، پھر بھی کفار اس پر ایمان نہیں لاتے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا (هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ) اے رسول، یہ لوگ کسی اور بات کے منتظر نہیں مگر اس بات کے کہ ان کے پاس فرشتے آجائیں یا آپ کا رب آجائے یا آپ کے رب کی بعض نشانیاں آجائیں (يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا) تو جس دن آپ کے رب کی بعض نشانیاں آجائیں گی تو اس دن جو شخص ان نشانیوں کے آنے سے پہلے ایمان نہ لایا ہوگا یا جس نے ان نشانیوں کے آنے سے پہلے بحالت ایمان نیکیاں نہ کی ہوں گی تو اس دن ان کا ایمان لانا ان کو کوئی فائدہ نہیں دیگا۔

جس دن اللہ تعالےٰ آئے گا اور اس کے فرشتے قطار در قطار آئیں گے وہ قیامت کا دن ہوگا۔ اس دن ایمان لانا مفید نہیں ہوگا۔ اس دن سوائے حسرت و افسوس کے اور کچھ نہیں ہوگا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ۙ وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ۚ وَجِايْٓءَ يَوْمَىِٕذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۙ يَوْمَىِٕذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ۚ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ۚ فَيَوْمَىِٕذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ۙ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ ۚ

(والفجر۔ ۲۱ تا ۲۶)

(قیامت کے متعلق کافروں کا خیال) ہرگز (صحیح) نہیں (وہ آئے گی اور ضرور آئے گی) جب زمین ہموار کر دی جائے گی۔ آپ کا رب آئے گا اور فرشتے بھی صف بصف آجائیں گے۔ اس دن جہنم کو لایا جائیگا تو اس دن انسان کو نصیحت ہوگی لیکن اس دن نصیحت کہاں؟ (انسان) کہے گا کاش میں نے اپنی (اس) زندگی کے لئے کچھ بھیجا ہوتا۔ تو اس دن (اللہ ان کو ایسا عذاب دیگا کہ) اس جیسا عذاب کسی نے نہ دیا ہوگا۔ اور (ایسا جکڑے گا کہ) کسی نے ایسا نہ جکڑا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ

(البقرۃ ۔ ۲۱۰)

کیا یہ لوگ اس بات کے منتظر ہیں کہ اللہ ان کے پاس بادلوں کے سائبانوں میں آجائے اور فرشتے بھی آجائیں اور (ہر) کام کا فیصلہ ہوجائے اور (سوائے اللہ کے فیصلہ کر بھی کون سکتا ہے اس لئے کہ) تمام کام اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ

(النحل ۔ ۳۳)

(اور اے رسول) کیا یہ اسی بات کے منتظر ہیں کہ فرشتے (ان کی روحیں قبض کرنے کے لئے) ان کے پاس آجائیں یا آپ کے رب کا حکم (عذاب ان کے پاس) آجائے، (جس طرح کی باتیں یہ کر رہے ہیں) اسی طرح کی باتیں ان لوگوں نے بھی کی تھیں جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں (بالآخر ان پر اللہ کا عذاب نازل ہوا) اللہ نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا

(الفرقان ۔ ۲۲)

(اے رسول) جس دن یہ فرشتوں کو دیکھیں گے تو اس دن گنہ گاروں کے لئے کوئی خوشخبری نہیں ہوگی (اس وقت) یہ کہیں گے (کاش) یہ ہم سے روک لئے جائیں۔

فرشتے موت کے وقت جان نکالنے کے لئے بھی آتے ہیں اور عذاب سے تباہ و برباد کرنے کے لئے بھی آتے ہیں تو جب فرشتے جان نکالنے کے لئے آئیں یا عذاب الٰہی لے کر نازل ہوں تو اس وقت بھی ایمان لانا مفید نہیں ہوتا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا

بے شک جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں، جب فرشتے ان کی جان قبض کرتے ہیں تو ان سے کہتے ہیں تم کس حال میں تھے وہ جواب دیتے ہیں ہم زمین میں (بہت) لمزور اور ناتواں

فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝

(النسآء - ۹۷)

تھے (دشمنوں کے ڈر سے اسلام پر عمل نہیں کر سکتے تھے) فرشتے کہتے ہیں کیا اللہ کی زمین فراخ نہیں تھی کہ تم اس میں (کسی اور جگہ) ہجرت کر کے چلے جاتے، ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ (بہت) برا ٹھکانہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِىْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝

(الانعام - ۹۳)

(اے رسول) اگر آپ ان ظالموں کو دیکھیں جب یہ موت کی جان کنی میں مبتلا ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ پھیلا کر (ان سے کہہ رہے ہوں گے) اپنی جانوں کو نکالو، آج تمہیں ذلت کے عذاب میں مبتلا کیا جائیگا اس لئے کہ تم اللہ کی طرف جھوٹ بات منسوب کرتے تھے اور اس کی آیتوں (کو سنکر) تکبر (سے انکار) کیا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝

(الانفال - ۵۰ و ۵۱)

اور (اے رسول) اگر آپ (اس وقت کی کیفیت کو) دیکھیں جس وقت فرشتے کافروں کی روح قبض کرتے ہیں (تو آپ دیکھیں گے کہ) فرشتے ان کے چہروں پر اور پیٹھوں پر مارتے ہیں اور (یہ کہتے جاتے ہیں) عذاب سوزاں کا مزا چکھو۔ یہ ان اعمال کی سزا ہے جو تم پہلے بھیج چکے ہو (تم پر کسی قسم کا ظلم نہیں کیا جا رہا) اس لئے کہ اللہ (اپنے) بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

(النحل - ۲۸)

جن لوگوں نے (دنیا کی زندگی) میں اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا جب فرشتے ان کی جان نکالتے ہیں تو وہ صلح کی پیش کش کرتے ہیں (اور کہتے ہیں) ہم تو کوئی برا کام نہیں کرتے تھے (انہیں جواب دیا جائے گا) کیوں نہیں

(تم یقیناً برے کام کرتے تھے اور) اللہ کو علم ہے جو کچھ تم کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَآ أَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ

(محمد - ۲۷و۲۸)

تو (خیر اس وقت جو کچھ یہ کر رہے ہیں کر لیں) اس وقت ان لوگوں کی کیا حالت ہوگی جب فرشتے ان کی روح قبض کریں گے اور ان کے چہروں اور ان کی پیٹھوں پر مارتے جائیں گے۔ یہ (سزا) اس لئے ہوگی کہ انہوں نے اس چیز کی پیروی کی جو اللہ کی خفگی کا باعث تھی اور اللہ کی رضاء کو ناپسند کرتے رہے تو اللہ نے (بھی) ان کے اعمال کو ضائع کر دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ إِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ

(حٰمٓ المؤمن - ۸۴و۸۵)

جب انہوں نے ہمارے عذاب کو دیکھا تو کہنے لگے ہم اللہ اکیلے پر ایمان لاتے ہیں اور جن لوگوں کو ہم اللہ کے ساتھ شریک کرتے تھے ان کا انکار کرتے ہیں۔ لیکن جب انہوں نے ہمارے عذاب کو دیکھ لیا تو (اس وقت) ایمان لانا ان کے لئے نفع بخش نہیں ہوا، یہ اللہ تعالیٰ کا دستور ہے جو اس کے بندوں میں (پہلے سے) ہوتا آیا ہے کہ (عذاب دیکھنے کے بعد ایمان لانے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا بلکہ) ایسے موقع پر کافروں کو نقصان ہی اٹھانا پڑتا ہے۔

(اَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ) یا آپ کے رب کی بعض نشانیاں آجائیں۔ ان بعض نشانیوں سے مراد قیامت کی نشانیاں ہیں مطلب یہ ہے کہ قرب قیامت کے وقت جب قیامت کے آثار ظاہر ہوں گے تو ایمان لانا مفید نہیں ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَإِذَا رَآهَا النَّاسُ اٰمَنَ مَنْ عَلَيْهَا فَذٰلِكَ حِيْنَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا

قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ سورج اپنے غروب ہونے کی جگہ سے طلوع ہوگا تو جو لوگ اس وقت موجود ہوں گے (جب) سورج کو

اِیْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ وَفِیْ رِوَایَةٍ ثُمَّ قَرَأَ الْاٰیَةَ (صحیح بخاری کتاب التفسیر ابواب تفسیر سورۃ الانعام جزء ۶ ص۷۳ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان الزمن الذی لا تقبل فیه الایمان جزء اول ص۷۷ واللفظ للبخاری)

(مغرب سے طلوع ہوتے) دیکھیں گے تو سب کے سب ایمان لے آئیں گے۔ یہ وہ وقت ہوگا کہ جب کسی شخص کو جو اس سے پہلے ایمان نہیں لایا ہوگا ایمان لانا نفع نہیں دیگا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

ثَلَاثٌ اِذَا خَرَجْنَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِیْ اِیْمَانِهَا خَیْرًا: طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَالدَّجَّالُ وَدَابَّةُ الْاَرْضِ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان الزمن الذی لا یقبل فیه الایمان جزء اول ص۷۷)

تین (نشانیاں) جب ظاہر ہوجائیں گی تو کسی شخص کو جو (ان کے ظاہر ہونے سے پہلے) ایمان نہ لایا ہوگا یا جس نے بحالت ایمان نیکیاں نہ کی ہوں گی ایمان لانا نفع نہیں دے گا۔

۱ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔
۲ دجّال (کا خروج) اور ۳ دابۃ الارض (کا نکلنا)۔

دابۃ الارض ایک جانور ہوگا جو صبح کے وقت برآمد ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اَوَّلَ الْاٰیَاتِ خُرُوْجًا طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَخُرُوْجُ الدَّابَّةِ عَلَى النَّاسِ ضُحًى وَاَیُّهُمَا مَا كَانَتْ قَبْلَ صَاحِبَتِهَا فَالْاُخْرٰى عَلٰى اَثَرِهَا قَرِیْبًا (صحیح مسلم کتاب الفتن باب اشراط الساعة جزء ۲ ص۵۷۶)

قیامت کی نشانیوں میں سے سب سے پہلے نکلنے والی نشانیاں سورج کا مغرب سے نکلنا اور چوپایہ کا لوگوں کے سامنے صبح کے وقت خروج کرنا ہوگا۔ ان میں سے جو نشانی پہلے ہوگی تو دوسری فوراً اس کے بعد واقع ہوگی،

الغرض قیامت یا اس کی بعض بڑی نشانیاں آنے کے بعد ایمان لانا نفع نہیں دے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَهَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِیَهُمْ بَغْتَةً فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ (محمد ۔ ۱۸)

(اے رسول) یہ لوگ اسی بات کے منتظر ہیں کہ قیامت اچانک ان پر واقع ہوجائے، تو اس کی نشانیاں تو (پہلے ہی) آچکی ہیں اور جب وہ آجائے گی تو پھر انہیں نصیحت کہاں (مفید ہوگی)

آگے فرمایا (قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ) کہہ دیجئے اگر یہ لوگ فرشتوں کی، موت کی، عذاب الٰہی کی، قیامت کی یا قیامت کی بڑی بڑی نشانیوں ہی کے منتظر ہیں اور جب ہی ایمان لائیں گے تو ان سے کہہ دیجئے کہ اچھا تم بھی انتظار کرو، ہم بھی انتظار کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝

(الزمر۔ ۳۹ و ۴۰)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے: اے میری قوم (کے لوگو) تم اپنی جگہ پر عمل کرتے ہو میں (اپنی جگہ) پر عمل کر رہا ہوں، عنقریب تمہیں معلوم ہو جائیگا۔ کہ کس پر (دنیا میں) رسوا کرنے والا عذاب اور (آخرت میں) دائمی عذاب نازل ہوتا ہے۔

عمل

اے لوگو، موت، عذاب الٰہی اور قیامت کی علامات کبریٰ کے آنے سے پہلے ایمان لے آئیے۔

إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ
وَكَانُوا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ
فِي شَيْءٍ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى
اللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا
يَفْعَلُونَ ﴿۱۵۹﴾

ترجمہ (اور اے رسول) جو لوگ اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں اور فرقہ فرقہ بن جائیں آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں، ان کا معاملہ اللہ کے حوالہ ہے، پھر (قیامت کے دن) وہی انہیں بتائے گا کہ وہ کیا کیا کرتے رہے تھے (۱۵۹)

معانی ومصادر (شِيَعًا) شَاعَ، يَشِيعُ، شَيْعٌ وشُيُوعٌ ومَشَاعٌ وشَيْعُوعَةٌ وشِيَعَانٌ (ض) پھیلنا، شائع ہونا۔
شَاعَ، يَشِيعُ، شِيَاعٌ (ض) پیروی کرنا۔ (شِيَعٌ = مددگار اور ساتھی، فرقے۔ یہ شِيعَةٌ کی جمع ہے)۔

تفسیر فرقہ بندی بہت بری چیز ہے۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں کئی مقامات پر فرقہ بندی کی ممانعت کی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا۔ — اور تم سب مل کر اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور فرقے فرقے نہ بنو۔

(آل عمران - ۱۰۳)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ○

(آل عمران - ۱۰۵)

اور (اے ایمان والو) تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو فرقے فرقے بن گئے اور کھلے دلائل آ جانے کے بعد بھی اختلاف پر (قائم) رہے، ایسے لوگوں کے لئے بڑا عذاب ہے۔

آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ) اے رسول جو لوگ اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں اور فرقے فرقے بن جائیں آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں (فِيْ شَيْءٍ) کا تقاضا یہ ہے کہ فرقوں کے ساتھ کسی بھی چیز، کسی بھی کام، کسی بھی معاملہ میں شرکت نہ کی جائے مثلاً نہ نماز میں ان کے ساتھ شرکت کی جائے، نہ شادی بیاہ میں ان کے ساتھ معاملہ کیا جائے، نہ ان کی نماز جنازہ میں شرکت کی جائے، نہ ان کے ساتھ تبلیغ غیرہ میں شرکت کی جائے وغیرہ وغیرہ۔

غرض یہ کہ تمام دینی کاموں میں ان سے بالکل علیٰحدہ رہا جائے۔ ان کے ساتھ دینی کاموں میں شرکت گویا ان کو حق پر سمجھنا ہے اور لوگوں کو یہ تاثر دینا ہے کہ ہم اور یہ فرقے ایک ہیں ہمیں ان سے کسی قسم کی بیزاری نہیں ہے۔ اس تاثر کا نتیجہ یہ ہوگا کہ لوگ انہیں بھی حق پر سمجھ لیں گے اور فرقہ بندی کی بنیادیں مضبوط ہو جائیں گی حالانکہ اللہ تعالےٰ فرقہ بندی کے سخت خلاف ہے یہی وجہ ہے کہ جب کبھی گذشتہ امتوں میں اختلاف و افتراق ہوا تو اللہ تعالےٰ نے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا :۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ وَأَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ

(البقرۃ - ۲۱۳)

(پہلے) سب لوگ ایک ہی جماعت تھے (ان میں کوئی فرق نہیں تھا) پھر (جب انہوں نے اختلاف کیا اور فرقے بنا لئے تو) اللہ نے نبیوں کو خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر (ان کی اصلاح کے لئے) بھیجا اور ان نبیوں کے ساتھ حق کے ساتھ کتاب نازل کی تاکہ وہ کتاب ان لوگوں کے درمیان ان باتوں میں فیصلہ کر دے جن میں وہ اختلاف کرتے تھے اور یہ اختلاف بھی محض آپس کی ضد میں آ کر ان لوگوں نے کیا تھا جن کو کتاب دی گئی

تھی پھر جو لوگ (ان نبیوں پر) ایمان لے آئے اللہ نے ان کو اپنے حکم سے اس امر حق میں جس میں وہ اختلاف کرتے تھے راہ حق دکھا دی اور اللہ جس کو چاہتا ہے صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کر دیتا ہے (یعنی جو خلوص کے ساتھ راہ حق کا طلب گار ہوتا ہے اللہ اس کو راہ حق دکھا دیتا ہے)۔

اللہ تعالیٰ کو اختلاف سخت ناپسند ہے اور اگر اختلاف کے فیصلہ کا دن مقرر نہ ہوتا تو دنیا ہی میں فیصلہ ہو جاتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝

(یونس ۔ ۱۹)

(اے رسول، پہلے) سب لوگ ایک جماعت تھے، پھر انہوں نے اختلاف کیا (تو مختلف فرقے وجود میں آئے) اور اگر آپ کے رب کی طرف سے (یہ) بات پہلے سے نہ طے کی گئی ہوتی (کہ ان کے اختلاف کا فیصلہ قیامت سے پہلے نہیں ہوگا) تو جن باتوں میں یہ اختلاف کر رہے ہیں ان کے سلسلہ میں ان کے درمیان کبھی کا فیصلہ ہو گیا ہوتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ أَلِيْمٍ ۝

(الزخرف ۔ ۶۵)

لیکن ان میں سے بہت سے فرقوں نے اختلاف کیا تو ان لوگوں کے لئے جنہوں نے ظلم کیا تھا دردناک عذاب کے دن (بڑی) خرابی ہے۔

اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اپنے بندوں کو بھی ایک ہی دیکھنا چاہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّ هٰذِهٖٓ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَّاحِدَةً وَّأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ۝ وَتَقَطَّعُوْٓا أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ كُلٌّ إِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ۝

(الانبیآء ۔ ۹۲ و ۹۳)

(اے لوگو) یہ تمہاری جماعت ایک ہی جماعت ہے (لہذا تم آپس میں فرقے فرقے نہ بنو) اور میں ہی تمہارا (واحد) رب ہوں لہذا میری ہی عبادت کرو۔ لیکن (اے رسول، یہ ایک جماعت نہ رہ سکے) انہوں نے

(اختلاف کیا اور) آپس میں اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا (اور مختلف فرقوں میں بٹ گئے بالآخر) یہ سب ہماری طرف لوٹ کر آنے والے ہیں (پھر ہم اس فرقہ بندی کا مزا انہیں چکھائیں گے)۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ اَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ۝ فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝

(المؤمنون - ۵۲و۵۳)

اور (اے لوگو) یہ تمہاری جماعت بلاشبہ ایک ہی جماعت ہے (تم فرقے فرقے نہ بن جانا) میں تمہارا (واحد) رب ہوں لہٰذا مجھ سے ڈرتے رہنا۔ لیکن انہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا (اب) جو چیز جس فرقے کے پاس ہے وہ اسی میں مگن ہے۔

دین میں تفریق اور اختلاف سے فرقے پیدا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نوح علیہ السلام وغیرہ کو حکم دیا تھا کہ دین میں تفریق نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۭ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ۭ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ۝ وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝

(الشوریٰ - ۱۳و۱۴)

اللہ نے تمہارے لئے دین کا واضح راستہ مقرر کیا (وہی راستہ) جس کا اس نے نوح کو حکم دیا تھا اور (اے رسول) جس کی وحی ہم نے آپ کی طرف بھیجی اور جس کا حکم ہم نے ابراہیم کو موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا تھا (اور ہم نے ان کو یہ بھی حکم دیا تھا) کہ دین کو قائم رکھنا اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا، (اے رسول) جس چیز کی طرف آپ مشرکین کو بلا رہے ہیں وہ ان پر بڑی (گراں) ہے، اللہ منتخب کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے اس کو جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور (اے رسول) لوگ متفرق نہیں ہوئے مگر آپس کی ضد میں اور وہ بھی اس وقت جب ان کے پاس علم آچکا تھا اور اگر آپ کے رب کے فیصلہ کا پہلے سے

وقت مقرر نہ ہوتا تو ان (لوگوں) کے درمیان کبھی کا فیصلہ ہو گیا ہوتا پھر ان کے بعد جو لوگ (اللہ کی) کتاب کے وارث ہوئے وہ (اپنے آباؤ اجداد کے اختلاف کے باعث ہی) شک وشبہ میں (مبتلا) ہیں۔

دین میں تفریق واختلاف سے ہی مختلف راستے وجود میں آتے ہیں۔ دین کا صرف ایک راستہ ہے اور وہ صراط مستقیم ہے۔ صراط مستقیم کو چھوڑ کر دوسرے راستوں پر چلنے ہی سے فرقہ بندی کی ابتداء ہوتی ہے لہذا صراط مستقیم سے چمٹے رہنا بہت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○

(الانعام - ۱۵۳)

اور (اے اللہ پر ایمان لانے والو) میرا سیدھا راستہ تو یہی ہے، بس اسی کی پیروی کرو اور (دوسرے) راستوں پر نہ چلنا ورنہ وہ راستے تم کو اللہ کے راستہ سے علیحدہ کر دیں گے، اللہ (قرآن مجید کے ذریعہ تم کو ان باتوں کا حکم دے رہا ہے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

جس طرح اللہ تعالیٰ نے آیت زیر تفسیر میں فرقوں سے تمام تعلقات منقطع کرنے کی ہدایت کی ہے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرقوں سے علیحدہ رہنے کا حکم دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شر کے زمانے کا ذکر کرتے ہوئے حکم دیا کہ:۔

تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِیْنَ وَاِمَامَهُمْ

جماعت المسلمین اور ان کے امام سے چمٹے رہنا۔

حضرت حذیفہؓ نے عرض کیا:۔

فَاِنْ لَمْ یَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا اِمَامٌ۔

اگر مسلمین کی جماعت نہ ہو اور نہ امام ہو! تو کیا کروں)؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْ اَنْ تَعَضَّ بِاَصْلِ شَجَرَةٍ حَتّٰى یُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَاَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ (صحیح بخاری کتاب الفتن باب کیف الامر اذا لم تکن جماعۃ

جزء ۹ ص ۹۶۵ صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بلزوم الجماعۃ عند ظہور الفتن ۲/۱۳۵ واللفظ للبخاری)

ان تمام فرقوں سے علیحدہ رہنا اگرچہ تمہیں درخت کی جڑیں ہی کیوں نہ چبانی پڑیں یہاں تک کہ تمہیں موت آجائے اور تم اسی حالت پر ہو۔

آگے فرمایا (اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ) ان فرقوں کا معاملہ اللہ تعالےٰ کے حوالہ ہے۔ ان کے فیصلہ کا دن قیامت ہے۔ جب قیامت کے دن یہ میدان محشر میں آکر جمع ہو جائیں گے تو اس وقت اللہ تعالیٰ انہیں بتائے گا کہ وہ دنیا میں کیا کیا کرتے رہے تھے، انہوں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے کس کس طرح اس کو تباہ و برباد کیا تھا۔

عمل

اے ایمان والو، فرقوں سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھیئے ان کے ساتھ کسی دینی کام میں شرکت نہ کیجئے ورنہ دیکھنے والوں کو ان فرقوں کے حق پر ہونے کا گمان ہوگا، اس طرح اگر وہ پہلے سے کسی فرقہ میں نہیں ہیں تو کسی بھی فرقے میں شامل ہونے میں کوئی قباحت محسوس نہیں کریں گے اور اگر پہلے سے کسی فرقے میں ہیں تو اس فرقہ سے نکلنے کے متعلق کبھی نہیں سوچیں گے۔ ان کے ساتھ آپ کی شرکت ان کی گمراہی کا سبب بنے گی یعنی آپ ان کی گمراہی کے ذمہ دار ہوں گے۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ
اَمْثَالِهَا وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ
فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَ
هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۱۶۰

ترجمہ جو شخص (قیامت کے دن) ایک نیکی لے کر آئے گا اس کو دس نیکیوں کا ثواب ملے گا اور جو شخص ایک برائی لے کر آئے گا اس کو ایک ہی برائی کی سزا ملے گی اور ان پر (کسی قسم کا) ظلم نہیں کیا جائے گا (۱۶۰)

معانی ومصادر (یُجْزٰی) جَزْیٌ، یَجْزِیْ، جَزَآءٌ (ض) بدلہ دینا۔

تفسیر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا) جو شخص قیامت کے دن ایک نیکی لے کر آئے گا اس کو دس نیکیوں کا ثواب ملے گا (وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا) اور جو شخص ایک برائی لے کر آئے گا اس کو ایک ہی برائی کی سزا ملے گی (وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ) اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہیں کیا جائیگا نہ کسی کی مقررہ جزا میں کوئی کمی ہوگی اور نہ کسی کی مقررہ سزا میں کوئی اضافہ ہوگا۔ جو شخص جتنی سزا یا جزا کا مستحق ہوگا اس کو اسی قدر سزا یا جزا ملے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ
ثُمَّ بَيَّنَ ذٰلِكَ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ
فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَهٗ

اللہ نے نیکیوں اور برائیوں کو لکھ لیا ہے، پھر اس کی وضاحت بھی کر دی ہے، تو جس شخص نے کسی نیکی کا ارادہ کیا لیکن نیکی کی نہیں تو اللہ

حَسَنَةً كَامِلَةً فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَهٗ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ إِلٰى أَضْعَافٍ كَثِيْرَةٍ وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهٗ سَيِّئَةً وَاحِدَةً (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب من هم بحسنة او سیئة جزء ۸ صـ۱۳۸ و صحیح مسلم کتاب الایمان باب اذا هم العبد بحسنة جزء اول صـ۶۷)

اپنے پاس اُسے ایک پوری نیکی لکھ لیتا ہے پھر اگر اس ارادہ کرنے والے نے اس نیکی کو کر لیا تو اللہ اس کے لئے اپنے پاس دس سے لے کر سات سو گُنے تک (یعنی) کئی گنا نیکیاں لکھ لیتا ہے اور جس شخص نے کسی برائی کا ارادہ کیا پھر اسے کیا نہیں تو اللہ اپنے پاس اس کے لئے ایک پوری نیکی لکھ لیتا ہے۔ پھر اگر اس ارادہ کرنے والے نے اس برائی کو کر لیا تو اللہ اس کے لئے ایک ہی برائی لکھتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

يَقُوْلُ اللّٰهُ إِذَا أَرَادَ عَبْدِيْ أَنْ يَعْمَلَ سَيِّئَةً فَلَا تَكْتُبُوْهَا عَلَيْهِ حَتّٰى يَعْمَلَهَا فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوْهَا بِمِثْلِهَا وَإِنْ تَرَكَهَا مِنْ أَجْلِيْ فَاكْتُبُوْهَا لَهٗ حَسَنَةً وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَعْمَلَ حَسَنَةً فَلَمْ يَعْمَلْهَا فَاكْتُبُوْهَا لَهٗ حَسَنَةً فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوْهَا لَهٗ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ (صحیح بخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ! یریدون ان یبدلوا کلام اللہ جزء ۹ صـ۱۷۱ و صحیح مسلم کتاب الایمان باب اذا هم العبد بحسنة جزء اول صـ۶۶)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے! جب میرا بندہ کسی برائی کے کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو (میں فرشتوں سے کہتا ہوں) اس برائی کو نہ لکھو جب تک وہ اسے کرے نہیں۔ پھر اگر وہ اسے کر لیتا ہے تو (میں فرشتوں سے کہتا ہوں) اس برائی کو اسی کے مثل لکھ لو اور اگر اس نے میری خاطر اس برائی کو چھوڑ دیا تو (میں فرشتوں سے کہتا ہوں) اس کے لئے ایک نیکی لکھ لو اور جب (میرا بندہ) کسی نیکی کا ارادہ کرتا ہے پھر اُسے کرتا نہیں تو (میں فرشتوں سے کہتا ہوں) اس کے لئے ایک نیکی لکھ لو، پھر اگر اس نے اس نیکی کو کر لیا تو (میں فرشتوں سے کہتا ہوں) اس کے لئے دس سے لے کر سات سو گنا تک لکھ لو۔

مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ آیت زیر تفسیر میں دس نیکیاں لکھنے کا جو ذکر ہے وہ کم سے کم نیکیاں ہیں جو کسی نیکی کے لئے اللہ تعالیٰ نے مقرر کی ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ چاہے تو ایک نیکی کے بدلہ سات سو نیکیاں بھی مل سکتی ہیں۔ مندرجہ ذیل آیت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ
فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ
يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝
(البقرة - ۲۶۱)

جو لوگ اللہ کے راستے میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے دانہ (جب وہ زمین میں بو دیا جاتا ہے تو) اس سے سات بالیں اگتی ہیں، ہر بال میں سو دانے ہوتے ہیں (یعنی ایک دانے سے سو دانے پیدا ہوتے ہیں اسی طرح اللہ کے راستہ میں دیا ہوا مال ثواب کے لحاظ سے سات سو گنا ہو جاتا ہے) اور اللہ جس کے لئے چاہتا ہے (ثواب کو) کئی گنا کر دیتا ہے، اللہ بڑی وسعت والا ہے (وہ جس کو چاہتا ہے فراخی سے ثواب عنایت فرماتا ہے) اور وہ جاننے والا ہے۔
(وہ اس بات کو بخوبی جانتا ہے کہ کس نے کس قدر خلوص سے مال دیا ہے لہذا جس قدر خلوص زیادہ ہوتا ہے اسی قدر ثواب بھی زیادہ دیتا ہے)

الغرض یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے کہ نیکی کئی گنا لکھی جاتی ہے اور برائی صرف اسی کے مثل لکھی جاتی ہے اور یہ کہ نیکی کے محض ارادہ پر ایک نیکی لکھ لی جاتی ہے اور برائی کے محض ارادہ پر کوئی برائی نہیں لکھی جاتی بلکہ اگر اللہ تعالیٰ کی رضاء کی خاطر کوئی بندہ اُسے نہ کرے اور برائی کا ارادہ بدل دے تو اس کے لئے ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔

عمل

اے ایمان والو، نیکیاں خوب کیجئے کسی نیکی کو حقیر نہ سمجھیئے۔ نیکی کا ارادہ کرتے رہا کیجئے اور اگر آپ برائی کا ارادہ کرلیں تو اس ارادہ کو ترک کر دیا کیجئے۔

قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْٓ اِلٰی
صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ دِیْنًا قِیَمًا
مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا وَمَا
كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۱۶۱﴾

ترجمہ (اے رسول، آپ) کہہ دیجئے کہ مجھے میرے رب نے سیدھے راستہ کی ہدایت کردی ہے۔ (یعنی) اس سیدھے دین کی ہدایت کردی ہے جو ایک اللہ کی طرف رُخ کرنے والے ابراہیمؑ کا دین تھا اور وہ مشرک نہیں تھے (۱۶۱)

معانی ومصادر (قِیَمًا) قَامَ، یَقُوْمُ، قَوْمٌ، قَوْمَةٌ، قِیَامَةٌ، قَامَةٌ (ن) معتدل ہونا، کھڑا ہونا (قِیَمٌ = قِیَمَةٌ اور قَامَةٌ کی جمع۔ معتدل، سیدھا)۔
(حَنِیْفًا) حَنَفَ، یَحْنِفُ، حَنَفٌ (ض) جھکنا (حنیف = اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنے والا)

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ) اے رسول، کہہ دیجئے مجھے میرے رب نے صراط مستقیم کی ہدایت کردی ہے (دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا) یعنی اس سیدھے دین کی ہدایت کردی ہے جو ایک اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کرنے والے ابراہیم کا دین تھا (وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ) اور اے لوگو، وہ مشرکین میں سے نہیں تھے۔ انہوں نے کبھی اللہ تعالےٰ کے ساتھ شرک نہیں کیا، وہ بہت پکے موحّد تھے۔

اہل کتاب اور مشرکین سب اپنے مذہب کو ابراہیم علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے تھے اور اس بات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جھگڑتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِیْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِیْمَا لَیْسَ لَكُمْ

(اب تک) تم ان باتوں میں تو جھگڑتے ہی رہے ہو جن کا تمہیں (تھوڑا بہت) علم تھا لیکن ایسی

بِهٖ عِلْمٌ، وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

(آل عمران - ۶۶ و ۶۷)

بات میں کیوں جھگڑتے ہو جس کا تمہیں (مطلقاً) علم نہیں، اللہ جانتا ہے، تم نہیں جانتے۔ ابراہیم نہ تو یہودی تھے نہ عیسائی تھے اور نہ مشرکین میں سے تھے بلکہ وہ بڑے پکے موحد مسلم تھے۔

مشرکین کا یہ کہنا کہ ابراہیم علیہ السلام ہمارے مذہب پر تھے صحیح نہیں، وہ تو حنیف تھے یعنی توحید کے معاملہ میں بہت سخت تھے۔ وہ فرماتے تھے:۔

اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

(الانعام - ۷۹)

میں نے تو یکسو ہو کر اپنے چہرہ کو (صرف) اس (ہستی) کی طرف موڑ دیا ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا ہے اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔

الغرض ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ یہودی تھے، نہ عیسائی تھے اور نہ مشرک تھے بلکہ وہ تو مسلم تھے۔ اہل کتاب اور مشرکین تسلیم کرتے تھے کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام صراط مستقیم پر تھے۔ اللہ نے ان کو الزام دیتے ہوئے فرمایا کہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی تو انہی کے دین پر قائم ہیں پھر وہ صراط مستقیم پر کیوں نہیں۔ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یقیناً صراط مستقیم پر ہیں۔ ابراہیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) مسلم تھے، بالکل انہی کی طرح محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی مسلم ہیں۔

الغرض صراط مستقیم سے مراد اسلام ہے۔ اس پر مفصل بحث پہلے گذر چکی ہے (ملاحظہ ہو سورۃ فاتحہ کی آیت ۵ کی تفسیر)۔

دین اسلام دین قیم ہے یعنی سیدھا دین ہے۔ اس میں کسی قسم کی کجی نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ ۝

(بنی اسرآءیل - ۹)

بے شک یہ قرآن وہ راستہ بتاتا ہے جو بہت سیدھا ہے۔

دین قیم، صراط مستقیم کی تفسیر ہے۔

عمل

اے لوگو، ابراہیم علیہ السلام کی ملّت کی پیروی کیجئے۔ ابراہیم علیہ السلام کی ملت ہی دین قیم ہے، یہی صراط مستقیم ہے۔

اے لوگو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صراط مستقیم پر تھے لہذا صراط مستقیم پر چلنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کیجئے۔

قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي
وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ
رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۲﴾ لَا شَرِيْكَ
لَهٗ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا
أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۶۳﴾

ترجمہ (اے رسول آپ) کہہ دیجئے میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت سب اللہ رب العلمین کے لئے ہے ۱۶۲ جس کا کوئی شریک نہیں، مجھے اسی بات کا حکم ملا ہے اور میں پہلا مسلم ہوں ۱۶۳

معانی ومصادر (نُسُكٌ) نَسَكَ، يَنْسُكُ، نَسْكٌ ونُسُكٌ و نُسُوْكٌ و نَسَكَةٌ و مَنْسَكٌ (ن) عبادت کرنا۔ قربانی کرنا۔ (نُسُكٌ = عبادت، قربانی)۔
(مَحْيَا) حَيِيَ، يَحْيٰى، حَيَاةٌ (س) زندہ ہونا (مَحْيَاء زندگی، زندہ ہونے کی جگہ)۔
(مَمَاتٌ) مَاتَ، يَمُوْتُ، مَوْتٌ (ن) مرنا (مَمَاتٌ = موت، زمانہ)۔

تفسیر اسی سورت میں بت پرستی کی مذمت اور بزرگوں کے نام کی قربانی کا ابطال پہلے گذر چکا ہے۔ آیات زیر تفسیر میں اللہ تعالےٰ نے کفار کے کفر و شرک کے مقابلہ میں اللہ پرستی اور توحید کا اثبات کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ) اے رسول، آپ کہہ دیجئے کہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت سب اللہ، رب العالمین کے لئے ہے۔ میں عبادت کروں گا تو اللہ تعالےٰ کی، میں قربانی، نذر و نیاز

کروں گا تو اللہ تعالیٰ کے لئے میری زندگی اللہ تعالیٰ کے لئے وقف ہے۔ اس زندگی میں مجھے اللہ تعالےٰ کی اطاعت کرنی ہے اور اس کے دین کے لئے کام کرنا ہے اور یہی زندگی کا اصلی مقصد ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝ (الذّٰریٰت ۔ ۵۶)

اور (اے رسول) میں نے جنّوں اور انسانوں کو (کسی اور مقصد کے لئے) پیدا نہیں کیا سوائے اس کے کہ وہ میری عبادت کرتے رہیں۔

میری موت بھی اللہ تعالےٰ کے لئے ہے یعنی میری موت اللہ تعالےٰ کے نام پر اللہ تعالیٰ کے راستہ میں اور اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت کرتے ہوئے آئے گی۔ موت گویا جان کی قربانی ہے جان کا یہ نذرانہ بھی جان کے پیدا کرنے والے ہی کے لئے مخصوص ہے۔ یہ ہے توحید اور اسی توحید پر ابراہیم علیہ السلام بھی قائم تھے اور کیونکہ (لَا شَرِيْكَ لَهٗ) اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں لہٰذا میری عبادت، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت میں اللہ تعالےٰ کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔ (وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ) اور مجھے یہی حکم ملا ہے اور میں اسی پر کاربند ہوں (وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ) اور میں سب سے پہلا مسلم ہوں۔ کوئی مانے یا نہ مانے، میں اسے مانتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہوں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسلم وہ ہے جس کی عبادت، قربانی، زندگی اور موت سب اللہ تعالےٰ کے لئے ہو یعنی مسلم وہ ہے جو توحید پر سختی سے قائم ہو اور شرک سے بالکل بیزار ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ (الزمر ۔ ۱۱ و ۱۲)

(اے رسول آپ) کہہ دیجئے کہ مجھے یہ حکم ملا ہے کہ میں دین کو خالص اللہ کے لئے مانتے ہوئے اللہ کی عبادت کروں۔ اور مجھے یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ میں پہلا مسلم بنوں۔

(نوٹ:۔ عبادت کے متعلق تفصیلی معلومات کے لئے سورۃ فاتحہ کی آیت ۴ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

نذر اور قربانی کے متعلق مزید معلومات کے لئے سورۃ بقرہ کی آیت ۱۷۳ اور آیت ۲۷۰ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)

عمل

اے لوگو، آپ کی عبادت، قربانی، زندگی اور موت صرف اللہ تعالےٰ کے لئے ہونی چاہیئے۔ ان چیزوں میں، کسی دوسرے کو شریک کرنا شرک ہے اور اللہ تعالےٰ کا کوئی شریک نہیں ہے۔

اے لوگو، عبادت، قربانی، زندگی اور موت میں اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر کے مسلم بن جائیے۔

قُلْ أَغَيْرَ اللّٰهِ أَبْغِي رَبًّا وَّهُوَ
رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ، وَلَا تَكْسِبُ
كُلُّ نَفْسٍ إِلَّا عَلَيْهَا وَلَا تَزِرُ
وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى، ثُمَّ إِلٰى
رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ
بِمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿۱۶۴﴾
وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ
الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ
فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ

فِي مَآ اٰتٰىكُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ
سَرِيْعُ الْعِقَابِ ۚ وَاِنَّهٗ
لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۶۵﴾

ترجمہ (اے رسول، آپ ان سے) پوچھئے کیا میں اللہ کے علاوہ کوئی اور رب تلاش کروں حالانکہ وہ تو ہر چیز کا رب ہے اور جو شخص (کوئی برا کام) کریگا اس کا وبال اسی پر ہوگا. کوئی شخص کسی دوسرے شخص (کے گناہوں) کا بوجھ نہیں اٹھائیگا، پھر (جب قیامت کے دن) تم اپنے رب (کریم و رحیم ذوالجلال والاکرام) کے پاس لوٹائے جاؤ گے تو وہ تم کو وہ (تمام باتیں) بتائے گا جن میں تم اختلاف کیا کرتے تھے ﴿۱۶۴﴾ وہی ہے جس نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا اور تم میں سے بعض کو بعض پر بلند مرتبے عطاء کئے تاکہ جو کچھ اس نے تمہیں دیا ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے (اور اے رسول) آپ کا رب (بداعمال لوگوں کو) جلد عذاب دینے والا ہے اور (وہ جس کو چاہے گا معاف بھی کر دیگا کیونکہ) وہ بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے ﴿۱۶۵﴾

معانی ومصادر

(اَبْغِیْ) بَغٰی، یَبْغِیْ، بَغْیٌ وبُغَآءٌ وبُغْیَۃٌ (من) طلب کرنا، تلاش کرنا۔
(تَزِرُ) (وَازِرَۃٌ) (وِزْرٌ) وَزَرَ، یَزِرُ، وِزْرٌ (من) اٹھانا۔
(خَلٰٓئِفَ) خَلَفَ، یَخْلُفُ، خِلَافَۃٌ (ن) خلیفہ ہونا، جانشین ہونا (خَلٰٓئِفَ: خَلِیْفَۃٌ کی جمع)
(سَرِیْعُ) سَرُعَ، یَسْرُعُ، سُرْعَۃٌ وسَرَعٌ (ک) جلدی کرنا۔

تفسیر

اوپر ذکر تھا کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں یعنی وہی رب ہے، وہی مالک ہے، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا (قُلْ اَغَیْرَ اللّٰہِ اَبْغِیْ رَبًّا) اے رسول، ان سے پوچھئے کیا میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور رب تلاش کروں (وَھُوَ رَبُّ کُلِّ شَیْءٍ) حالانکہ وہی ہر چیز کا رب ہے اور جو ہر چیز کا رب ہے وہی میرا بھی رب ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ اکیلا ہی ہر چیز کا مالک ہے۔ اس کے سوا کوئی کسی چیز کا مالک نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ

(یونس ۔ ۳۱)

(اے رسول، آپ ان سے) پوچھئے کہ تم کو آسمان اور زمین سے رزق کون دیتا ہے؟ (تمہارے) کانوں اور (تمہاری) آنکھوں کا مالک کون ہے؟ کون بے جان سے جاندار کو پیدا کرتا ہے اور کون جاندار سے بے جان کو پیدا کرتا ہے اور کون ہے وہ جو (کائنات کے تمام) کاموں کی تدبیر کرتا ہے یہ لوگ جواب دیں گے کہ اللہ تو (پھر اے رسول، آپ ان سے) کہئے کہ پھر تم (اللہ سے) کیوں نہیں ڈرتے؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ

(سبا ۔ ۲۲)

(اے رسول، آپ مشرکین سے) کہئے کہ اللہ کے علاوہ جن (کے مشکل کشا ہونے) کا تمہیں دعویٰ ہے انہیں (مشکل کشائی کے لئے) پکارو (وہ تمہاری مشکل کشائی نہیں کر سکیں گے) وہ ذرہ برابر کسی چیز کے مالک نہیں اور نہ آسمانوں میں نہ زمین میں اور نہ ان (کی پیدائش اور انتظام) میں اللہ کے ساتھ ان کی شرکت ہے اور نہ ان میں کوئی اللہ کا مددگار ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ

(فاطر ۔ ۱۳)

وہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔ اسی نے سورج اور چاند کو مسخر کر دیا، ہر ایک ایک وقت مقرر تک چل رہا ہے۔ یہی اللہ تمہارا رب ہے۔ بادشاہت اسی کی ہے اور (اے لوگو) جن جن کو تم اللہ کے علاوہ (مدد کے لئے) پکارتے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔

آگے فرمایا (وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا) اور جو شخص کوئی برا کام کرے گا تو اس کا وبال اسی پر ہوگا، اسی کو سزا ملے گی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ۔
(البقرۃ - ۲۸۶)

جو شخص (اچھے) عمل کرے گا تو (ان کا ثواب) اسی کے لئے ہے اور جو شخص (برے) عمل کرے گا تو ان کا وبال اسی پر ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝
(حٰمٓ السجدۃ - ۴۶)

(اور اے رسول) جو نیک عمل کریگا تو اپنے (فائدے کے) لئے اور جو برا عمل کرے گا تو (اس کا وبال) اسی پر ہوگا اور (یہ حقیقت ہے کہ) آپ کا رب (اپنے) بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

الغرض ہر شخص اپنے برے اعمال کی سزا خود بھگتے گا (وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى) کوئی کسی دوسرے کے گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھائے گا ہر شخص اپنے گناہوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے قبر سے نکلے گا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ۝
(الانعام - ۳۱)

جن لوگوں نے اللہ کی ملاقات کو جھٹلایا وہ بڑے نقصان میں ہیں (اور وہ قیامت کو جھٹلاتے ہی رہیں گے) یہاں تک کہ ایک دن قیامت ان پر ناگہانی طور پر واقع ہو جائے گی (اس وقت یہ) کہیں گے ہائے افسوس ہم نے قیامت (کے معاملہ) میں بڑی کوتاہی کی (اس دن) وہ اپنی پیٹھوں پر اپنے (قبیح افعال کے) بوجھ اٹھائے ہوں گے (اور) وہ بہت برے (بوجھ) ہوں گے۔

آگے فرمایا (ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ) پھر اے لوگو، قبروں سے نکل کر تم سب کو اپنے رب کی طرف لوٹنا ہوگا پھر وہ تمہیں وہ تمام باتیں بتائے گا جن باتوں میں تم دنیا کی زندگی میں اختلاف کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝
(الحج - ۶۹)

(اور) جن باتوں میں تم اختلاف کر رہے ہو اللہ قیامت کے دن تمہارے درمیان ان باتوں کا فیصلہ کریگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ○ (الجاثیۃ - ۱۷)

جن باتوں میں یہ اختلاف کر رہے ہیں ان باتوں میں آپ کا رب ان کے درمیان قیامت کے دن فیصلہ فرمائے گا۔

دنیا کی زندگی میں لوگوں کے درمیان عقائد میں بھی اختلاف ہوتا ہے اور اعمال میں بھی۔ کھلے دلائل کے باوجود کوئی اپنے عقائد اور اعمال سے رجوع نہیں کرتا۔ قیامت کے دن جب یہ لوگ اپنے گناہوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے میدان محشر میں پہنچیں گے تو اللہ تعالےٰ انہیں بتائے گا کہ کس کے عقائد و اعمال صحیح تھے اور کس کے عقائد و اعمال غلط تھے (وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْأَرْضِ) اور اے لوگو، وہی ہے جس نے زمین میں تم کو خلیفہ بنایا، زمین میں تم کو حکومت عطا کی گذشتہ قوموں کی ہلاکت کے بعد تمہیں ان کا جانشین بنایا تم زمین پر رہتے ہو، کھیتی باڑی وغیرہ کرتے ہو۔ تمہیں زمین پر بہت سے تصرفات حاصل ہیں۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتیں ہیں۔ کسی دوسرے میں یہ طاقت نہیں کہ وہ تمہیں یہ نعمتیں دے سکے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ءَإِلٰهٌ مَّعَ اللَّهِ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ○ (النمل - ۶۲)

(اے رسول، ان سے پوچھیے) بتاؤ وہ کون ہے جو پریشان حال کی فریاد رسی کرتا ہے جب وہ اُسے پکارتا ہے اور (پھر) اس کی مصیبت کو دور کرتا ہے اور وہ کون ہے جو زمین میں تمہیں خلیفہ بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے (جو یہ کام کر سکے؟ ہرگز نہیں، لیکن) تم لوگ نصیحت کم ہی حاصل کرتے ہو۔

(وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ) اور اے لوگو، اللہ تعالےٰ نے تم میں سے بعض کو بعض پر بلند مرتبے عطاء کئے (لِيَبْلُوَكُمْ فِي مَآ ءَاتٰىكُمْ) تاکہ اللہ تعالیٰ تمہاری آزمائش کرے کہ کون تم میں سے ان نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہے اور کون ناشکری کرتا ہے۔ کون اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے اور کون نافرمانی کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ مِن قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوا وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ

اور (اے کافرو) تم سے پہلے ہم بہت سی قوموں کو جب انہوں نے ظلم کیا (تو اس ظلم کی سزا میں) ہلاک کر چکے ہیں، ان کے پاس

الْمُجْرِمِيْنَ ○ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ○

(یونس ۔ ۱۳ و ۱۴)

ان کے رسول کھلی نشانیاں لے کر آئے تھے. (ان نشانیوں کو دیکھ کر انہیں ایمان لے آنا چاہیئے تھا لیکن) وہ ایسے کہاں تھے کہ ایمان لے آتے (اے کافرو) ہم مجرم لوگوں کو اسی طرح (ہلاک کر کے ان کی سرکشی کا) بدلہ دیا کرتے ہیں۔ پھر ان کے بعد ہم نے تم کو اس زمین میں (ان کا) جانشین بنایا تاکہ ہم دیکھیں کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ○

(الزخرف ۔ ۳۲)

(اے رسول) کیا یہ آپ کے رب کی رحمت یعنی نبوت کو تقسیم کرنے والے ہیں، دنیا کی زندگی میں ہم نے ان کے درمیان ان کی معیشت کو تقسیم کیا ہے اور ان میں سے بعض کو بعض پر درجات کے لحاظ سے بلندی عطا، کی ہے تاکہ ایک دوسرے کو (اپنا) خادم بنائے اور (جب دنیوی مال ومتاع کا تقسیم کرنا ہمارے ہاتھ میں ہے تو) آپ کے رب کی رحمت (یعنی نبوت) تو جو کچھ (مال ومتاع) یہ جمع کر رہے ہیں اس سے کہیں بہتر ہے (وہ تقسیم کرنے کے لئے ان کے ہاتھ میں کیسے دی جاسکتی ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ وَاِنَّ اللّٰهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيْهَا فَيَنْظُرُ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَآءَ فَاِنَّ اَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ كَانَتْ فِي النِّسَآءِ (صحیح مسلم کتاب الرقاق باب اکثر اھل الجنۃ الفقراء جزء ۲ ص ۳۸۸)

دنیا میٹھی سبزی ہے۔ اللہ تمہیں اس میں خلیفہ بنانے والا ہے پھر وہ دیکھے گا کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ دنیا سے بچو اور عورتوں سے بچتے رہو کیونکہ بنی اسرائیل کا سب سے پہلا فتنہ عورتوں سے شروع ہوا تھا۔

آگے فرمایا (اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ) اے رسول، آپ کا رب بہت جلد عذاب دینے والا ہے۔ جو لوگ اس کی آزمائش میں ناکام ہو گئے اور اس کی نافرمانی کرتے رہے ان کو بہت جلد سزا

ملنے والی ہے (اِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ) اور (جو لوگ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتے رہے تو اللہ تعالےٰ ان کی مغفرت فرمادیگا اور ان کو اپنی رحمت سے نوازیگا کیونکہ) وہ مغفرت کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

عمل

اے لوگو، صرف اللہ تعالیٰ ہی آپ کا رب ہے۔ اس کے سوا کسی کو رب نہ بنائیے۔

اے لوگو، گناہوں سے بچتے رہئے اس لئے کہ گناہوں کا وبال اسی پر پڑتا ہے جو گناہ کرتا ہے۔ اے لوگو، اگر کوئی شخص آپ سے یہ کہے کہ یہ کام کر لیجئے۔ اس گناہ کا بوجھ میں اٹھالوں گا تو آپ اس کے کہنے میں آکر گناہ نہ کیجئے۔ وہ آپ کا بوجھ نہیں اٹھا سکے گا۔ آپ اپنے گناہ کا بوجھ خود ہی اٹھائیں گے البتہ وہ اپنے بہکانے کی سزا پائے گا۔

اے لوگو، اللہ تعالےٰ نے آپ کو زمین میں جانشین بنایا ہے۔ اس نے آپ کو طرح طرح کی نعمتیں عطاء فرمائی ہیں تاکہ وہ آپ کی آزمائش کرے۔ آپ اس کی آزمائش میں پورے اتریئے۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچئے تاکہ آپ اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بچ جائیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۂ الاعراف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

بے حد مہربان اور بہت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ

الٓمّٓصٓ ① كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ
فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ
مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى
لِلْمُؤْمِنِيْنَ ②

ترجمہ: الٓمّٓصٓ ① (اے رسول) یہ کتاب آپ پر اس لئے نازل کی گئی ہے کہ آپ اس کے ذریعہ (لوگوں کو) ڈرائیں، یہ کتاب ایمان والوں کے لئے (سراپا) نصیحت ہے لہٰذا اس کتاب سے آپ اپنے سینہ میں (کسی قسم کی) تنگی نہ محسوس کریں ②

معانی و مصادر (حَرَجٌ) حَرِجَ ، یَحْرَجُ ، حَرَجٌ (س) تنگ ہونا حرام ہونا۔

تفسیر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (الٓمّٓصٓ) یہ حروف مقطعات ہیں۔ ان کے متعلق مزید معلومات کے لئے سورۂ بقرہ کی آیت ۱ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

آگے فرمایا (کِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَیْکَ فَلَا یَکُنْ فِیْ صَدْرِکَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِکْرٰی لِلْمُؤْمِنِیْنَ) اے رسول، یہ کتاب آپ کی طرف اس لئے نازل کی گئی ہے کہ لوگوں کو آپ اس کے ذریعہ عذاب الٰہی سے ڈرائیں اور مؤمنین کے لئے یہ کتاب باعث نصیحت ہو۔ اس کتاب کے نزول کے یہ دو مقصد ہیں لہذا آپ انہی دو مقاصد کو پیش نظر رکھیں۔ آپ کا کام بس اتنا ہے کہ کافروں کو ڈرائیں اور مؤمنین کو نصیحت کریں۔ اس کے بعد آپ کی ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے۔ گمراہوں کے ایمان لانے کی فکر میں آپ اپنے آپ کو نہ گھلائیں۔ اگر وہ ایمان نہیں لاتے اور آپ کی تکذیب کرتے ہیں تو آپ اپنے سینہ میں تنگی محسوس نہ کریں بے فکری کے ساتھ تبلیغ کرتے رہیں اور نتیجہ کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُکَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ وَلَا تَکُ فِیْ ضَیْقٍ مِّمَّا یَمْکُرُوْنَ ○

(النحل - ۱۲۷)

اور (اے رسول) آپ (تو) صبر ہی کرتے رہیں آپ کا صبر کرنا تو بس اللہ ہی کی توفیق سے ہوگا (بغیر اس کی توفیق کے صبر ہو ہی نہیں سکتا) اور (اے رسول) ان (کافروں کے حال) پر رنج و غم نہ کریں اور جو تدبیریں یہ لوگ کر رہے ہیں ان سے تنگ دل نہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ ○

(الشعرآء - ۳)

(اے رسول) اس رنج و غم میں کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیں۔

الغرض اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول کو تسلی دی کہ قرآن مجید بلاوجہ آپ کے لئے پریشانی کا باعث نہ بن جائے۔ آپ کا کام تو بس اس کے ذریعہ ڈرانا اور نصیحت کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰکَ

تو (اے رسول) اگر یہ روگردانی کریں تو ہم

عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ۔
(الشوریٰ - ۴۸)

نے آپ کو ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجا، آپ کے ذمہ سوائے تبلیغ کے اور کچھ نہیں۔

عمل

اے ایمان والو، قرآن مجید میں جو وعیدیں آئی ہیں ان سے ڈرتے رہئے اور اپنے اعمال کی اصلاح کیجئے۔

اے ایمان والو، قرآن مجید سے نصیحت حاصل کیجئے۔ اس میں جو احکام نازل ہوئے ہیں ان پر عمل کیجئے۔

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝۳

ترجمہ (اے لوگو) جو شریعت تم پر تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوئی ہے (بس) اسی کی پیروی کرو، اس کے علاوہ ولیوں (وغیرہ) کی پیروی نہ کرو (مگر) تم نصیحت کم ہی قبول کرتے ہو ۳

معانی و مصادر (اَوْلِيَآءَ) وَلِيَ، يَلِيْ، وَلِيٌّ (ح) قریب ہونا (اَوْلِيَآءُ وَلِيٌّ کی جمع. دوست، مددگار)

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ) اس چیز کی پیروی کرو جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل کی گئی ہے (وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ) اور اس کے علاوہ اولیاء کی پیروی نہ کرو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک چیز کا حکم دیا ہے اور ایک چیز سے منع فرمایا۔ جس چیز کا حکم دیا وہ یہ ہے کہ بس صرف اسی چیز کی پیروی کی جائے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کی گئی ہے اور جس چیز سے منع فرمایا وہ یہ ہے کہ اولیاء میں سے کسی ولی کی پیروی نہ کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے منزل من اللہ کی پیروی کو فرض کر دیا، اولیاء کی پیروی کو حرام کر دیا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے پوری شریعت نازل ہوئی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کوئی حکم دیا ہے تو اس کی تشریح بھی خود فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ۝ (القیٰمۃ ۔ ۱۹)

پھر اس کی تشریح کر دینا بھی ہمارا ذمہ ہے۔

تشریح اللہ تعالےٰ کی طرف سے نازل ہوتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ادا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝ (النحل ۔ ۴۴)

اور (اے رسول) ہم نے ذکر نازل کر دیا ہے تاکہ اس ذکر کی جو (ان لوگوں کی ہدایت کے لئے) ان کی طرف نازل کیا گیا ہے آپ ان کے لئے تشریح و توضیح کر دیں۔

مندرجہ بالا آیات سے ثابت ہوا کہ قرآن مجید کی تشریح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے ہیں لیکن آپ اپنی طرف سے نہیں بلکہ وہ سب من جانب اللہ نازل ہوتی ہے۔

قرآن مجید کی جو تشریح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی وہ سب احادیث میں محفوظ ہے۔ گویا احادیث کا مفہوم سب منزل من اللہ ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۝ (النسآء ۔ ۱۰۳)

بے شک مؤمنین پر نماز کا مقررہ اوقات پر پڑھنا فرض کر دیا گیا ہے۔

اس آیت سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ "صلوٰۃ" کیا چیز ہے اور نہ یہ معلوم ہے کہ "صلوٰۃ" کے مقررہ اوقات کونسے ہیں۔ صلوٰۃ کی تشریح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی اور اس کے اوقات بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمائے۔ حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ جِبْرِيْلَ نَزَلَ فَصَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ بِهٰذَا اُمِرْتَ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب

جبریل نازل ہوئے۔ انہوں نے نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نماز پڑھی، پھر جبریل نے نماز پڑھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نماز پڑھی، پھر جبریل نے نماز پڑھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نماز پڑھی۔ پھر جبریل نے نماز پڑھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نماز پڑھی۔ پھر جبریل نے نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نماز

مواقیت الصلوٰۃ وفضلہا جزء اول
ص۱۳۹ وروی مسلم نحوہٗ فی کتاب
الصلوٰۃ باب اوقات الصلوٰۃ الخمس
جزء اول ص۲۴۵ وفیہ قَالَ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ
سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ یَقُوْلُ نَزَلَ جِبْرِیْلُ الخ)

پڑھی، پھر جبریل نے فرمایا: (ان اوقات اور) اس (طریقہ) کا آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ ابو مسعود کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح فرماتے ہوئے سُنا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ "صلوٰۃ" کی تشریح اور اس کے اوقات اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئے۔ پھر یہی تشریح اور صلوٰۃ کے اوقات کی تفصیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو بتادی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا
عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ○
(البقرۃ - ۲۳۰)

پھر جب تمہیں امن نصیب ہو تو اللہ کا ذکر اس طریقہ سے کرو جس طریقہ سے اللہ نے تمہیں سکھایا ہے اور جس کو تم (پہلے) نہیں جانتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "صلوٰۃ" کا طریقہ اللہ تعالےٰ نے سکھایا لیکن یہ طریقہ قرآن مجید میں نہیں ہے، احادیث میں ہے۔ گویا احادیث میں جو طریقہ سکھایا گیا ہے وہ سب اللہ تعالےٰ کی طرف سے منزل من اللہ ہے۔ کس صلوٰۃ میں کتنی رکعتیں پڑھی جائیں، ہر رکعت میں کتنے رکوع اور سجدے کئے جائیں، قیام وقعود اور رکوع وسجود میں کیا پڑھا جائے۔ یہ سب کچھ احادیث میں ہے اور یہ سب من جانب اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھایا گیا ہے۔ مثلاً سجدہ کی کیفیت بتاتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰی سَبْعَۃِ اَعْظُمٍ
عَلَی الْجَبْہَۃِ وَاَشَارَ بِیَدِہٖ عَلٰی
اَنْفِہٖ وَالْیَدَیْنِ وَالرُّکْبَتَیْنِ وَ
اَطْرَافِ الْقَدَمَیْنِ وَلَا نَکْفِتَ
الثِّیَابَ وَالشَّعَرَ (صحیح بخاری کتاب
الصلوٰۃ باب السجود علی الانف جزء
اول ص۲۰۶ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ
باب اعضاء السجود جزء اول ص۲۰۳)

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کروں: پیشانی پر (یہ کہہ کر) آپ نے اپنے ہاتھ سے ناک پر بھی اشارہ کیا، دونوں ہاتھوں پر اور دونوں گھٹنوں پر اور دونوں قدموں پر اور (مجھے یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ نماز میں) ہم نہ کپڑے سمیٹیں اور نہ بال۔

الغرض مندرجہ بالا مباحث سے ثابت ہو گیا کہ احادیث بھی منزل من اللہ ہیں اور اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ کے حکم میں شامل ہیں یعنی آیت زیر تفسیر میں جس چیز کو منزل من اللہ کہا گیا ہے وہ قرآن مجید اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

الغرض آیت کے پہلے جزء سے ثابت ہوا کہ امت کو صرف قرآن مجید اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنی ہے۔ قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی پیروی فرض ہے۔

آیت زیر تفسیر کے دوسرے جزء میں اللہ تعالےٰ نے "اولیاء" کی پیروی کو حرام کر دیا۔ "اولیاء" ولی کی جمع ہے۔ ولی کے معنی دوست کے ہیں آیت میں اولیاء کا مضاف الیہ محذوف ہے لہذا "اولیاء" کے لفظ سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ کن دوستوں کی پیروی حرام ہے۔ اولیاء کا مضاف الیہ محذوف ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اولیاء کا معنی بہت وسیع ہیں۔ اولیاء مختلف قسم کے ہو سکتے ہیں مثلاً

(۱) اللہ تعالےٰ کے دوست جن کو اولیاء اللہ کہا جاتا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ○

(یونس۔ ۶۲ و ۶۳)

(اے لوگو) خبردار ہو جاؤ اللہ کے دوستوں کو (قیامت کے دن) نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ کوئی غم (یہ وہ لوگ ہوں گے) جو ایمان لائے اور تقوی شعار تھے۔

(۲) شیطان کے دوست جن کو اولیاء الشیطٰن کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ○

(النسآء۔ ۷۶)

تو (اے ایمان والو) تم شیطان کے دوستوں سے لڑو (اور ان کے مکر و فریب سے ذرا بھی خوفزدہ نہ ہو اس لئے کہ) شیطان کا مکر و فریب بہت کمزور ہوتا ہے۔

(۳) انسان کے دوست۔ انسان کے دوستوں کی مختلف قسمیں ہو سکتی ہیں مثلاً

۱۔ مؤمن دوست۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ

اور مؤمن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں، وہ (ایک دوسرے کو) نیک کام کا حکم دیتے ہیں اور برے کام سے منع کرتے ہیں، نماز قائم

يُطِيعُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ، اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ○

(التوبة ۔ ۷۱)

کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن پر اللہ رحم فرمائیگا، بے شک اللہ غالب ہے اور حکمت والا ہے۔

۲۔ کافر دوست ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ○

(النسآء ۔ ۱۴۴)

اے ایمان والو، مومنین کو چھوڑ کر کافروں کو (اپنا) دوست نہ بناؤ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ کو اپنے اوپر (عذاب بھیجنے کے لئے) کوئی کھلی دلیل فراہم کر دو۔

۳۔ شیطان دوست ۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ○

(الاعراف ۔ ۳۰)

انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطانوں کو اپنا دوست بنالیا اور وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ وہ ہدایت پر ہیں۔

کافر تو اس بات کی پرواہ نہیں کریگا کہ ان میں سے کس کی پیروی کرے اور کس کی نہ کرے لیکن ایک ایمان والے سے یہ توقع نہیں ہو سکتی کہ وہ ان میں سے جس کی چاہے پیروی کرنے لگے ۔ ایمان والا اگر پیروی کر سکتا ہے تو اولیاء اللہ کی یا اپنے کسی مومن دوست کی لیکن اللہ تعالےٰ نے ان کی پیروی سے بھی منع فرما دیا۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ کوئی کتنا ہی بڑا ولی یا مومن کیوں نہ ہو شریعت کے معاملہ میں غلطی سے معصوم نہیں ہو سکتا۔ علم اور تجربات اس کے شاہد ہیں اور یہ ایک متفق علیہ مسئلہ ہے جس پر مزید کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ شریعت کے معاملہ میں صرف انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ان کی پیروی کو حرام نہیں کیا بلکہ فرض کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی تو فرض قرار دیتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے،

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ۨ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، يُحْيٖ وَيُمِيْتُ، فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو، میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں جس اللہ کی بادشاہت آسمانوں پر بھی ہے اور زمین پر بھی، اس

وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝

(الاعراف - ۱۵۸)

کے سوا کوئی الٰہ نہیں، وہی زندہ کرتا ہے، وہی مارتا ہے، تو (اے لوگو) اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول نبی امی پر ایمان لاؤ جو اللہ پر اور اللہ کی باتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کی پیروی کرو تاکہ تمہیں ہدایت مل جائے۔

انبیاء علیہم السلام کی پیروی کو حرام کیا بھی نہیں جا سکتا تھا اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نمائندے ہوتے ہیں۔ شریعت کے سلسلہ میں وہ جو کچھ کہتے ہیں اور کرتے ہیں وہ سب منجانب اللہ ہوتا ہے اگر ان کی پیروی کو حرام کر دیا جاتا تو پھر اللہ تعالےٰ کا دین بندوں تک کس طرح پہنچتا۔ مزید براں اگر وہ اللہ تعالےٰ کی شریعت کے پہنچانے میں معصوم نہ ہوتے اور غلطی کر بیٹھتے تو پھر ہم اللہ تعالےٰ کے صحیح اور کامل دین کو کس طرح حاصل کرتے۔ الغرض مخلوقات میں سے صرف انبیاء علیہم السلام کی پیروی فرض ہے اور باقی سب کی پیروی حرام ہے اور یہی ایک ذریعہ ہے جس سے اللہ تعالےٰ کی شریعت محفوظ رہ سکتی ہے اور مسلمین فرقہ بندی سے مامون رہ سکتے ہیں۔ جن لوگوں نے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کو کافی نہیں سمجھا بلکہ ان کے ساتھ دوسروں کو بھی مقتدا اور پیشوا بنا لیا وہ فرقوں میں تبدیل ہو گئے۔ فرقہ بندی کو اگر ختم کرنے کا کوئی ذریعہ ہے تو بس وہ یہی ہے کہ اس آیت پر سختی سے عمل کیا جائے اور صرف اس منزل من اللہ شریعت پر عمل کیا جائے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہمیں ملی ہے۔

آگے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ) (اللہ تعالےٰ نے صحیح دین پر عمل کرنے اور فرقہ بندی سے بچنے کی تدبیر تمہیں بتا دی ہے اور تمہیں نصیحت بھی کر دی ہے کہ اس تدبیر سے روگردانی نہ کرنا لیکن) تم نصیحت کم ہی قبول کرتے ہو (اور یہ ایک حقیقت ہے کہ امت کے لوگ اس نصیحت پر قائم نہیں رہے اور فرقوں میں بٹ گئے۔ جس چیز کی پیروی کو اللہ تعالےٰ نے حرام کر دیا تھا اس چیز کی پیروی کو ضروری قرار دے لیا اور اس طرح کفر تک پہنچ گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

عمل

اے لوگو، صرف اس چیز کی پیروی کیجئے جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے نازل ہوئی

ہے یعنی صرف قرآن مجید اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کیجئے۔
اے لوگو، قرآن مجید اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دینی معاملات میں کسی اور چیز کی پیروی کو حرام سمجھیئے اور ہرگز اس کی پیروی نہ کیجئے۔

وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا
فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْهُمْ
قَآئِلُوْنَ ۴ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ
اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ
قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۵
فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ
اِلَيْهِمْ وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ۶
فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَّمَا
كُنَّا غَآئِبِيْنَ ۷ وَالْوَزْنُ

يَوْمَئِذِ ِالْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ
مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ
الْمُفْلِحُونَ ﴿٨﴾ وَمَنْ خَفَّتْ
مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ
خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوا
بِآيَاتِنَا يَظْلِمُونَ ﴿٩﴾

ترجمہ اور (اے لوگو) کتنی ہی بستیاں ہیں (جنہوں نے ہماری نصیحت قبول نہیں کی تو) ہم نے ان کو نیست و نابود کر ڈالا، ان پر ہمارا عذاب رات کے وقت آیا (جب وہ آرام کر رہے تھے) یا (ایسے وقت آیا) جب وہ قیلولہ کر رہے تھے (۴) تو جب ان پر عذاب آتا تھا تو ان کے منہ سے بس یہی نکلتا تھا کہ ہم واقعی بڑے گناہگار تھے (۵) (قیامت کے دن) ہم ان سے بھی سوال کریں گے جن کی طرف رسول بھیجے گئے تھے اور رسولوں سے بھی سوال کریں گے (سب سے باز پرس ہوگی) (۶) پھر ہم اپنے علم سے ان کو (ان کے اعمال کا حال) سنائیں گے کیونکہ (جب وہ دنیا میں عمل کرتے تھے تو) ہم غائب نہیں ہوتے تھے (۷) اس دن (اعمال کا) تولا جانا بالکل سچ ہے، تو جن لوگوں کی (نیکیوں کی) تولیں بھاری ہوں گی وہ لوگ فلاح پائیں گے (۸) اور جن لوگوں کی

(نیکیوں کی) تولیں ہلکی ہوں گی تو یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے ہماری آیتوں کے ساتھ حق وانصاف سے کام نہ لے کر اپنے آپ کو نقصان میں مبتلا کیا ہوگا ⑨

معانی ومصادر (بَيَاتًا) بَاتَ، يَبِيتُ، بَيْتٌ وبَيْتُوتَةٌ وبَيَاتٌ و مَبِيتٌ (ض) رات گذارنا، رات کا آجانا۔
(قَآئِلُونَ) قَالَ، يَقِيلُ، قَيْلٌ وقَائِلَةٌ وقَيْلُولَةٌ و مَقَالٌ (ض) قیلولہ کرنا۔

تفسیر کفار نے اسلام قبول نہیں کیا اور مسلسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے رہے تو اللہ تعالےٰ نے بطور دھمکی کے فرمایا (وَكَمْ مِنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْهُمْ قَآئِلُوْنَ) اور اے لوگو، کتنی ہی بستیاں ہیں جن کو ہم نے ان کے کفر کی وجہ سے ہلاک کر ڈالا تو کبھی تو ایسا ہوا کہ ان پر ہمارا عذاب رات کے وقت آیا (جب وہ آرام کر رہے تھے) یا (کبھی دن کے وقت آیا جب) وہ قیلولہ کر رہے تھے (فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ) تو جب کبھی ان پر ہمارا عذاب آیا تو ان کے منہ سے اس کے سوا اور کچھ نہیں نکلا کہ واقعی ہم ظالم تھے۔ یہ ہمارے ظلم ہی کی سزا ہے جو ہمیں مل رہی ہے لیکن عذاب آجانے کے بعد پچھتانے سے کیا ہوتا ہے۔

ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے کفار مکہ کو تنبیہ کی کہ اگر وہ ایمان نہیں لائے تو ہو سکتا ہے کہ ان پر بھی اچانک عذاب آجائے اور جب عذاب آجائے گا تو اس وقت پچھتانے سے کچھ نہیں ہوگا۔ انہیں چاہئے کہ عذاب کے آنے سے پہلے اپنی اصلاح کر لیں اور ایمان لے آئیں اور اگر دنیا میں کسی وجہ سے ان پر عذاب نازل نہ بھی ہوا تو قیامت کے دن تو وہ ضرور عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ (فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ) پھر اس دن ہم ضرور ان لوگوں سے بھی باز پرس کریں گے جن کے پاس رسول بھیجے گئے تھے اور ان رسولوں سے بھی پوچھیں گے کہ انہوں نے کس حد تک رسالت کے فرائض کو پورا کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ ○
(القصص ۔ ۶۵)

اور (وہ دن یاد کرو) جس دن اللہ ان (کافروں) کو پکارے گا پھر فرمائے گا بتاؤ تم نے رسولوں کو کیا جواب دیا تھا؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

يُدْعٰى نُوْحٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَقُوْلُ

قیامت کے دن نوح (علیہ السلام)

لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَارَبِّ فَيَقُوْلُ هَلْ بَلَّغْتَ فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيُقَالُ لِاُمَّتِهٖ هَلْ بَلَّغَكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ مَا اَتَانَا مِنْ نَذِيْرٍ فَيَقُوْلُ مَنْ يَشْهَدُ لَكَ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ وَاُمَّتُهٗ فَيَشْهَدُوْنَ اَنَّهٗ قَدْ بَلَّغَ (صحیح بخاری کتاب التفسیر ابواب تفسیر سورۃ البقرۃ جزء ۶ ص ۲۶)

کو بلایا جائے گا وہ کہیں گے اے میرے رب، میں حاضر ہوں اور سعادت حاصل کرتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ فرمائے گا کیا تم نے (میرے احکام) پہنچا دئے تھے۔ وہ کہیں گے: جی ہاں۔ پھر ان کی امت سے کہا جائیگا کیا انہوں نے تم کو (میرے احکام پہنچا دئے تھے۔ وہ کہیں گے ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ (نوح سے) فرمائے گا! تمہارے لئے کون گواہی دیگا۔ وہ کہیں گے محمد اور ان کی امت۔ الغرض محمدؐ اور ان کی امت کے لوگ گواہی دیں گے کہ نوحؑ نے (تیرے احکام) پہنچا دئے تھے۔

آگے فرمایا (فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ) پھر قیامت کے دن ہم اپنے علم کی بنیاد پر لوگوں کو ان تمام اعمال کا حال سنائیں گے جو وہ دنیا میں کرتے تھے اور جب وہ عمل کر رہے تھے تو ہم اس وقت غائب نہیں تھے ہم ان کو دیکھ رہے تھے ان کے تمام اعمال ہمارے علم میں تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝

(یونس ۔ ۶۱)

اور (اے لوگو) تم جب بھی کوئی کام کرتے ہو ہم تم کو دیکھتے رہتے ہیں اور (اے رسول) ذرہ برابر چیز بھی آپ کے رب سے پوشیدہ نہیں ہے، نہ زمین میں اور نہ آسمان میں اور کوئی چیز خواہ وہ ذرہ سے چھوٹی ہو یا بڑی ایسی نہیں ہے جو روشن کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں لکھی ہوئی نہ ہو۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝

(النساء ۔ ۱)

بے شک اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○

(الحدید - ۴)

اور وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے جہاں کہیں بھی تم ہو اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ اُسے دیکھتا رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ○ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○

(المجادلۃ - ۶و۷)

اور اللہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے (اے رسول) کیا آپ کو نہیں معلوم کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اللہ ان سب کو جانتا ہے جب تین آدمی سرگوشی کرتے ہیں تو ان میں چوتھا اللہ ہوتا ہے اور جب پانچ آدمی سرگوشی کرتے ہیں تو ان میں چھٹا اللہ ہوتا ہے غرض یہ کہ اس سے کم ہو یا اس سے زیادہ اللہ ان کے ساتھ ہوتا ہے، خواہ وہ کہیں بھی ہوں، پھر قیامت کے دن وہ انہیں بتائے گا کہ وہ (دنیا میں) کیا کیا کرتے رہے تھے، بے شک اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔

حضرت ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں:-

كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ فِي سَفَرٍ) فَكُنَّا اِذَا اَشْرَفْنَا عَلٰى وَادٍ هَلَّلْنَا وَكَبَّرْنَا ارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِرْبَعُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ فَاِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا اِنَّهٗ مَعَكُمْ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ تَبَارَكَ اسْمُهٗ وَتَعَالٰى جَدُّهٗ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ما یکرہ من رفع الصوت فی التکبیر جزء ۴ ص ۶۹

ہم کسی سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو ہم جب کسی وادی پر چڑھتے تو لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہتے اور اپنی آواز کو بلند کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اے لوگو، اپنی جانوں پر رحم کرو، تم نہ کسی بہرے کو پکار رہے ہو اور نہ غائب کو، وہ تو تمہارے ساتھ ہے سننے والا ہے اس کا نام بابرکت ہے اور اس کی بزرگی بلند و بالا ہے۔

وصحیح مسلم کتاب الذکر باب استحباب خفض الصوت بالذکر جزء ۲ ص ۳۴۵ واللفظ للبخاری۔ (خط کشیدہ الفاظ صحیح مسلم میں نہیں ہیں۔)

آگے فرمایا (وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ نِ الْحَقُّ) اس دن اعمال کا تولا جانا بالکل حق ہے (فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ) تو جن لوگوں کی (نیکیوں کی) تولیں بھاری ہوں گی وہ لوگ فلاح پائیں گے (وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ) اور جن لوگوں کی نیکیوں کی تولیں ہلکی ہوں گی تو یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے ہماری آیتوں کے ساتھ حق وانصاف سے کام نہ لے کر اپنے آپ کو نقصان میں مبتلا کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ۝
(الانبیاء ۔ ۴۷)

اور (اے رسول) قیامت کے دن ہم انصاف کی ترازوئیں قائم کریں گے لہذا کسی پر ذرا سا بھی ظلم نہیں ہوگا، اگر (کسی نے) رائی کے دانے کے برابر بھی کوئی عمل کیا ہوگا ہم اُسے (ترازو میں) لاکر رکھ دیں گے اور ہم حساب لینے کے لئے کافی ہیں۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۝
(القارعۃ ۔ ۶ تا ۹)

تو (اس دن) جس کے اوزان بھاری ہوں گے وہ پسندیدہ عیش میں ہوگا اور جس کے اوزان ہلکے ہوں گے اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہوگی (یعنی دوزخ ہوگی)۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ۝
(المؤمنون ۔ ۱۰۲ تا ۱۰۴)

(اس دن) تو (بس) جن کی تولیں بھاری ہوں گی وہی فلاح پائیں گے اور جن کی تولیں ہلکی ہوں گی یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے خود اپنا نقصان کیا (اور اب وہ) ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ آگ ان کے چہروں کو جھلس دے گی اس میں ان کے چہرے بگڑ جائیں گے۔

عمل

اے لوگو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی لائی ہوئی شریعت پر ایمان لائیے۔ آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کے متعلق سوال ہوگا۔

اے ایمان والو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کیجئے۔ آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے متعلق باز پرس ہوگی۔

اے ایمان والو، خوب نیکیاں کیجئے تاکہ آپ کی نیکیوں کا پلڑا جھک جائے، برائیاں کم کیجئے تاکہ آپ کی برائیوں کا پلڑا ہلکا رہے۔

وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ
وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ،
قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۰﴾ وَلَقَدْ
خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ
قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ
فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ لَمْ يَكُنْ
مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۱۱﴾ قَالَ مَا
مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ،
قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ، خَلَقْتَنِيْ

مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿۱۲﴾
قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ
لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ
اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۱۳﴾ قَالَ
اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴﴾
قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۱۵﴾
قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ
لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۶﴾
ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ

أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَ
عَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ
وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَكِرِينَ ﴿۱۷﴾
قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُومًا
مَّدْحُورًا لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ
لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ
أَجْمَعِينَ ﴿۱۸﴾

ترجمہ اور (اے لوگو) ہم نے زمین میں تمہیں غلبہ اور قدرت عطاء کی اور اس میں ہم نے تمہارے لئے معیشت کی چیزیں پیدا کیں، مگر تم شکر کم ہی ادا کرتے ہو ﴿۱۰﴾ اور (اے لوگو) تم کو بھی ہم ہی نے پیدا کیا، پھر ہم ہی نے تمہاری (شکل و) صورت بنائی پھر ہم ہی نے فرشتوں سے کہا کہ (تمہارے باپ) آدم کو سجدہ کریں تو فرشتوں نے تو سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ نہیں کیا، وہ سجدہ کرنے والوں میں (شامل) نہ ہوا ﴿۱۱﴾ (اللہ نے اس سے) فرمایا جب میں نے تجھے (سجدہ کرنے کا) حکم دیا تھا تو کس چیز نے تجھے سجدہ کرنے سے باز رکھا، اس نے

کہا میں اس سے بہتر ہوں (اس لئے کہ) تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو مٹی سے پیدا کیا ہے (۱۲) (اللہ نے) فرمایا تو اس (مقام) سے نیچے اتر جا، تجھے زیبا نہیں کہ تو اس (مقام) میں تکبر کرے، تو (اس مقام سے) نکل جا، بے شک تو ہی ذلیل ہے (۱۳) (ابلیس نے) کہا مجھے اس دن تک کے لئے جس دن (مردے قبروں سے) اٹھائے جائیں گے مہلت دیدے (۱۴) (اللہ نے) فرمایا تجھے مہلت دی جاتی ہے (۱۵) (ابلیس نے) کہا جیسا کہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں بھی ان لوگوں (کو گمراہ کرنے) کے لئے تیرے سیدھے راستے پر بیٹھ جاؤں گا (۱۶) پھر میں ان کے پاس ان کے سامنے سے بھی، ان کے پیچھے سے بھی، ان کے دائیں سے بھی اور ان کے بائیں سے بھی آؤں گا (اور انہیں سیدھے راستہ سے بھٹکا دوں گا) پھر تو ان میں سے اکثر کو شکر گذار نہیں پائے گا (۱۷) (اللہ نے) فرمایا تو یہاں سے اس حالت میں نکل جا کہ تو ذلیل (وخوار) اور مردود (ومطرود) ہے، جو لوگ بنی آدم میں سے تیری پیروی کریں گے میں (تجھ کو اور ان کو اکٹھا کر کے) تم سب سے جہنم کو بھر دوں گا (۱۸)

معانی ومصادر

(مَکَّنَّا) مَکَّنَ، یُمَکِّنُ، تَمْکِیْنٌ (باب تفعیل) غلبہ اور قدرت دینا۔

(مَعَایِشَ) عَاشَ، یَعِیْشُ، عَیْشٌ وعِیْشَةٌ ومَعَاشٌ ومَعِیْشٌ ومَعِیْشَةٌ وعَیْشُوْشَةٌ (ض) زندہ ہونا (مَعَایِش = مَعَاشٌ اور مَعِیْشَةٌ کی جمع = کھانے، پینے کی چیزیں جن سے زندگی باقی رہے)۔

(اِهْبِطْ) هَبَطَ، یَهْبِطُ، هُبُوْطٌ (ض،ن) اترنا۔

(تَتَکَبَّرَ) تَکَبَّرَ، یَتَکَبَّرُ، تَکَبُّرٌ (باب تفعُّل) اپنے کو بڑا سمجھنا، بڑا ہونا، تکبر کرنا۔

(صٰغِرِیْنَ) صَغُرَ، یَصْغُرُ، صِغَرٌ وصُغْرٌ وصَغَارٌ وصَغَارَةٌ وصُغْرَانٌ (س،ک) چھوٹا ہونا، ذلیل ہونا (صَاغِرٌ = ذلیل)۔

(مَذْءُوْمًا) ذَأَمَ، یَذْأَمُ، ذَأْمٌ (ف) عیب لگانا۔

(مَدْحُوْرًا) دَحَرَ، یَدْحَرُ، دَحْرٌ، دُحُوْرٌ، مَدْحَرَةٌ (ف) دور کرنا، نکالنا۔

(لَاَمْلَئَنَّ) مَلَأَ، یَمْلَأُ، مِلْأٌ، مِلْأَةٌ (ف) بھرنا۔

تفسیر

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو جو نعمتیں اور جو شرف وبزرگی عطاء کی ہے اس کا ذکر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَلَقَدْ مَکَّنّٰکُمْ فِی الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَکُمْ فِیْهَا مَعَایِشَ قَلِیْلًا مَّا تَشْکُرُوْنَ) اور اے لوگو، ہم نے زمین میں تمہیں غلبہ اور قدرت عطاء کی اور اس میں تمہارے لئے معیشت کی چیزیں پیدا کیں، تمہیں چاہئے تو یہ تھا کہ تم نعمتوں کا شکر ادا کرتے لیکن تم شکر کم ہی ادا کرتے ہو۔

انسان کا شرف و بزرگی اور سامان معیشت کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ ایک اور جگہ ارشاد فرماتا ہے :۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ۔

(بنی اسرآئیل ۔ ۷۰)

اور (اے لوگو، یہ ہمارا کتنا بڑا احسان ہے کہ) ہم نے بنی آدم کو عزت دی، خشکی اور تری میں ان کو سواریاں بخشیں، (کھانے کے لئے) پاکیزہ چیزیں انہیں عطاء کیں اور جتنی چیزیں ہم نے پیدا کی ہیں ان میں سے بہت سی چیزوں پر ان کو فضیلت دی۔

انسان کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کا شکر ادا کرے لیکن بہت کم لوگ ہیں جو شکر ادا کرتے ہیں، اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ۔

(سبا ۔ ۱۳)

اور (اے رسول) میرے بندوں میں شکر گذار (بندے) تھوڑے ہی ہوتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ۔

(یونس ۔ ۶۰)

بے شک اللہ لوگوں پر بڑا مہربان ہے (کہ فوراً سزا نہیں دیتا) لیکن اکثر لوگ (اس کا) شکر ادا نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ ہے کہ اس کے بندے اس کا شکر ادا کریں اور ناشکری سے بچیں۔

انسان کی شرف و بزرگی کے سلسلہ میں اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ السلام کی پیدائش اور فرشتوں کو ان کے سامنے سجدہ کرنے کے قصہ کی یاد دہانی فرمائی۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ) اور اے لوگو ہم نے تم کو پیدا کیا، پھر تمہاری صورت بنائی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ۔ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۔ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ، قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۔

(الٓمّٓ تنزیل ۔ ۷ تا ۹)

اور اسی نے انسان کی پیدائش کو مٹی سے شروع کیا، پھر ایک حقیر پانی کے خلاصہ سے اس کی نسل کو پیدا کیا، پھر اسی نے اس کی درستی اور اصلاح کی اور اس میں اپنی روح پھونک دی، پھر اسی نے (اے لوگو) تمہارے کان، (تمہاری) آنکھیں اور (تمہارے) دل بنائے مگر تم بہت ہی کم

شکر کرتے ہو۔

اللہ تعالےٰ نے نعمتوں کا ذکر اس لئے کیا کہ انسان اس کا شکر ادا کریں اور شکر کا تقاضا یہ ہے کہ صرف اسی کی عبادت کریں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ، ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ○ هُوَ الْحَیُّ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

(حٰمٓ المؤمن ۔ ۶۴ و ۶۵)

اللہ ہی ہے جس نے زمین کو تمہارے لئے جائے قرار بنایا اور آسمان کو چھت بنایا اور تمہاری صورتیں بنائیں اور اچھی صورتیں بنائیں اور (کھانے کے لئے) تمہیں پاکیزہ چیزیں عطاء کیں، یہی اللہ تمہارا رب ہے۔ بابرکت ہے اللہ جو رب العالمین ہے، وہ زندہ ہے (اسے کبھی بھی موت نہیں آئے گی) اس کے سواء کوئی الٰہ نہیں لہٰذا دین کو خالص اسکے لئے مانتے ہوئے اسی کو پکارو، سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو رب العالمین ہے۔

الغرض اللہ تعالےٰ نے اپنی نعمتوں کا ذکر فرمایا تاکہ اس کے بندے صرف اس ہستی کی عبادت کریں جس نے ان کو ان نعمتوں سے نوازا گویا نعمتوں کے جتانے سے اللہ تعالےٰ کا اصل مقصد توحید کی طرف دعوت دینا اور شرک سے بچانا ہے۔

آگے فرمایا (ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ لَمْ یَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ) پھر ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو فرشتوں نے تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ نہیں کیا۔ سجدہ کرنے کا حکم اسے بھی دیا گیا تھا لیکن وہ سجدہ کرنے والوں میں شامل نہیں ہوا (قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ) اللہ تعالےٰ نے اس سے فرمایا: جب میں نے تجھے سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا تو کیا چیز تجھے سجدہ کرنے سے مانع ہوئی (قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ) ابلیس نے کہا: میں نے اس لئے سجدہ نہیں کیا کہ میں اس سے بہتر ہوں۔ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اس کو مٹی سے، مجھے اس پر برتری حاصل ہے (قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا یَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِیْهَا) اللہ تعالیٰ نے فرمایا! تو اس مقام سے نیچے اتر جا۔ تجھے زیبا نہیں کہ تو اس مقام میں رہ کر تکبر کرے (فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِیْنَ) تو اس مقام سے نکل جا، (تو آدم کو ذلیل سمجھتا ہے حالانکہ) تو (خود) ذلیل ہے۔

ابلیس جنّات میں سے تھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ۔
(الکہف ۔ ۵۰)

اور (اے رسول، وہ وقت یاد کیجئے) جب ہم نے فرشتوں سے (اور ابلیس سے) کہا آدم کو سجدہ کرو تو سوائے ابلیس کے سب نے سجدہ کیا وہ جنّات میں سے تھا لہٰذا اس نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی۔

جنّات کی پیدائش آگ کے شعلہ سے ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ۝ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ۝
(الرحمٰن ۔ ۱۴ و ۱۵)

اس نے انسان کو ٹھیکرے کی طرح بجتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا اور جنّات کو آگ کے شعلہ سے پیدا کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

خُلِقَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ نُوْرٍ وَخُلِقَ الْجَآنُّ مِنْ مَّارِجٍ مِنْ نَّارٍ وَخُلِقَ اٰدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ (صحیح مسلم کتاب الزھد والرقائق باب فی احادیث متفرقہ جزء ۲ ص ۵۹۵)

فرشتے نور سے پیدا کئے گئے ہیں، جنّات آگ کے شعلے سے پیدا کئے گئے ہیں اور آدم اس چیز سے پیدا کئے گئے ہیں جو تمہیں بتائی جا چکی ہے۔

الغرض جب ابلیس کو راندۂ درگاہ کر کے نیچے اتار دیا گیا تو (قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ) اس نے کہا مجھے اس دن تک کے لئے مہلت دے دے جس دن مردے قبروں سے اٹھائے جائیں گے (قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ) اللہ تعالےٰ نے فرمایا: تجھے مہلت دی جاتی ہے (قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ) ابلیس نے کہا! جیسا کہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں بھی تیرے سیدھے راستے پر بیٹھ کر بنی آدم کو گمراہ کروں گا (ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ) پھر میں ان کے سامنے سے بھی آؤں گا، ان کے پیچھے سے بھی آؤں گا، ان کی داہنی طرف سے بھی آؤں گا اور ان کی بائیں طرف سے بھی آؤں گا (غرض یہ کہ میں ان کو گمراہ کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کروں گا) (وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ) اور اے اللہ تو ان میں سے اکثر کو شکر گذار نہیں پائے گا (میں سب کو گمراہ کر دوں گا سوائے چند

لوگوں کے)۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ○

(بنی اسرآءیل۔ ۶۲)

(پھر آدم کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا) دیکھ تو سہی کیا یہی ہے وہ جس کو تو نے مجھ پر بزرگی دی اگر تو قیامت کے دن تک مجھے مہلت دے تو میں چند کے علاوہ اس کی تمام اولاد پر غلبہ حاصل کر لوں گا۔

(قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا) اللہ تعالےٰ نے فرمایا: اچھا تو اب یہاں سے فوراً اس حالت میں نکل جا کہ تو ذلیل و خوار اور مردود و مطرود ہے (لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ) بنی آدم میں سے جو لوگ تیری پیروی کریں گے تو میں تم سب سے جہنم کو بھر دوں گا۔

ابلیس کی مندرجہ بالا سرگذشت سے معلوم ہوا کہ:۔

(۱) ابلیس نے اللہ تعالےٰ کے حکم کے مقابلہ میں قیاس سے کام لیا، پھر قیاس کو حکم الٰہی پر ترجیح دی۔

(۲) ابلیس نے اَغْوَيْتَنِيْ کہہ کر اپنی گمراہی کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا حالانکہ گمراہی کا اصل سبب اس کا تکبر تھا۔

تو اب جو شخص بھی اللہ تعالےٰ کے حکم کے مقابلہ میں قیاس کرتا ہے اور تکبر سے حق کو تسلیم نہیں کرتا وہ ابلیس کی پیروی کرتا ہے۔ حق کو تسلیم نہ کرنا ہی درحقیقت تکبر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم الکبر و بیانہ جزو اول ص۵۲)

تکبر حق کو تسلیم نہ کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالےٰ کے حکم کے مقابلہ میں قیاس نہ کیا کیجئے بلکہ بلا چون وچرا اس حکم پر عمل کیا کیجئے۔

اے لوگو، تکبر ہرگز نہ کیا کیجئے۔ اللہ تعالےٰ تکبر کرنے والے کو ذلیل و خوار کر دیتا ہے۔

اے لوگو، اپنی غلطی کو اللہ تعالیٰ کی طرف کبھی منسوب نہ کیجئے۔ اپنی غلطی کے دفاع کے لئے تقدیر کا سہارا نہ لیا کیجئے۔ آپ کی غلطی آپ ہی کی ضد اور تکبر کا نتیجہ ہوتی ہے اور ضد اور تکبر کا نتیجہ جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے مقرر ہے وہ گمراہی ہے۔ لہٰذا آپ کی گمراہی کا سبب آپ خود ہیں۔ نہ آپ ضد اور تکبر کرتے اور نہ گمراہی میں گرفتار ہوتے۔

وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ
وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا
مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا
تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ
فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾
فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ
لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ
عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَ
قَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا

عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ
اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا
مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَقَاسَمَهُمَآ
اِنِّىْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۲۱﴾
فَدَلّٰهُمَا بِغُرُوْرٍ فَلَمَّا ذَاقَا
الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا
سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ
عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ
وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ

أَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ
وَأَقُلْ لَّكُمَا إِنَّ الشَّيْطَنَ
لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿۲۲﴾ قَالَا
رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ
لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا
لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَسِرِينَ ﴿۲۳﴾
قَالَ اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ
لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي
الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ

اِلٰى حِيْنٍ ﴿۲۴﴾ قَالَ فِيْهَا
تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَ
مِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ﴿۲۵﴾

ترجمہ اور اے آدم تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو، پھر اس میں جہاں سے تمہارا جی چاہے کھاؤ (پیو) لیکن اس درخت کے پاس بھی نہ جانا ورنہ تم گنہ گار ہو جاؤ گے (۱۹) پھر شیطان نے ان دونوں کو بہکایا تاکہ ان کے ستر جو ان پر پوشیدہ تھے ان پر ظاہر کر دے، اس نے کہا تمہارے رب نے تمہیں اس درخت سے صرف اس لئے منع کیا ہے کہ کہیں تم فرشتے نہ بن جاؤ یا تم ہمیشہ (اس جنت میں) نہ رہنے لگو (۲۰) پھر اس نے ان دونوں کے سامنے قسم کھائی (اور کہا) میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں (تمہاری خیر خواہی میں یہ بات کہہ رہا ہوں کہ یہ درخت تمہیں ضرور کھانا چاہیئے) (۲۱) الغرض ابلیس نے دھوکا دے کر ان دونوں کو (معصیت الٰہی میں) مبتلا کر دیا (ان دونوں نے اس درخت کا پھل کھالیا) درخت کا پھل کھانا ہی تھا کہ (فوراً) ان کے ستر ان پر ظاہر ہو گئے اور وہ جنت (کے درختوں) کے پتے اوپر تلے اپنے (ستروں) پر رکھنے لگے، (اس وقت) ان کے ربّ نے انہیں پکارا (اور فرمایا) کیا میں نے تم کو اس درخت سے منع نہیں کیا تھا اور کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے (اس سے بچتے رہنا) (۲۲) ان دونوں نے عرض کیا اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں معاف نہ کریگا اور ہم پر رحم نہ فرمائے گا تو ہم یقیناً نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے (۲۳) (اللہ نے) فرمایا تم (یہاں سے) اتر کر (زمین پر چلے جاؤ)، تم میں سے بعض بعض کے دشمن ہیں (ایسی حالت میں تم لوگ جنت میں نہیں رہ سکتے، اب) تمہارے لئے زمین میں رہنے کی جگہ ہے اور وہیں تمہارے لئے ایک وقت مقررہ تک کے لئے سامان زیست (مہیا کر دیا گیا) ہے (۲۴) (پھر اللہ نے) فرمایا زمین ہی میں تمہیں زندگی گذارنی ہے، اسی میں تمہیں مرنا ہے اور اسی سے تم (قیامت کے دن) نکالے جاؤ گے ۲۵

معانی ومصادر (وٰرِیَ) وَارٰی، یُوَارِیْ، مُوَارَاۃٌ (باب مفاعلہ) چھپانا۔
(سَوْاٰتٌ) سَوْاٰتٌ = سَوْءَۃٌ کی جمع = ستر (اس کا مادہ س وء ہے)
(دَلّٰی) دَلّٰی، یُدَلِّیْ، تَدْلِیَۃٌ (باب تفعیل) ڈالنا، کھینچنا، واقع کرنا۔
(طَفِقَا) طَفِقَ، یَطْفَقُ، طَفْقٌ وطُفُوْقٌ (ض، س) کرنے لگنا، شروع کرنا، پکڑ لینا۔
(یَخْصِفٰنِ) خَصَفَ، یَخْصِفُ، خَصْفٌ (ض) اوپر تلے رکھنا۔
(نَادٰی) نَادٰی، یُنَادِیْ، مُنَادَاۃٌ وَنِدَاءٌ (باب مفاعلہ) پکارنا، مشورہ کرنا۔

تفسیر ابلیس کو راندۂ درگاہ کرنے کے بعد اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا (وَیٰٓاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ فَکُلَا مِنْ حَیْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا ھٰذِہِ الشَّجَرَۃَ فَتَکُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ) اور اے آدم تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو اور اس میں سے جہاں سے تمہارا جی چاہے کھاؤ پیو لیکن اس درخت کے پاس نہ جانا ورنہ تم گنہ گار ہو جاؤ گے (فَوَسْوَسَ لَھُمَا الشَّیْطٰنُ لِیُبْدِیَ لَھُمَا مَا وٗرِیَ عَنْھُمَا مِنْ سَوْاٰتِھِمَا) پھر شیطان نے ان دونوں کو بہکایا تاکہ ان کے ستر جو اُن پر پوشیدہ تھے ان پر ظاہر کر دے۔

شیطان سے مراد اس آیت میں ابلیس ہی ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل آیات سے ثابت ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ اَبٰی ۔ فَقُلْنَا یٰٓاٰدَمُ اِنَّ ھٰذَا عَدُوٌّ لَّکَ وَلِزَوْجِکَ فَلَا یُخْرِجَنَّکُمَا مِنَ الْجَنَّۃِ فَتَشْقٰی ۔ اِنَّ لَکَ اَلَّا تَجُوْعَ فِیْھَا وَلَا تَعْرٰی ۔ وَاَنَّکَ لَا تَظْمَؤُا فِیْھَا وَلَا تَضْحٰی ۔ فَوَسْوَسَ اِلَیْہِ الشَّیْطٰنُ قَالَ یٰٓاٰدَمُ ھَلْ اَدُلُّکَ عَلٰی شَجَرَۃِ الْخُلْدِ وَمُلْکٍ لَّا یَبْلٰی ۔

(طٰہٰ - ۱۱۶ تا ۱۲۰)

اور (اے رسول) وہ وقت یاد کیجئے جب ہم نے فرشتوں سے (اور ابلیس سے) کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا۔ اس نے (سجدہ کرنے سے) انکار کر دیا۔ ہم نے کہا: اے آدم، یہ تمہارا اور تمہاری بیوی کا دشمن ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ تمہیں جنت سے نکلوا دے پھر تم بدبختی میں مبتلا ہو جاؤ (لہٰذا اس سے ہوشیار رہنا) (اے آدم) اس (جنت) میں تم نہ کبھی بھوکے ہو گے اور نہ ننگے اور نہ (یہاں) تم کبھی پیاسے ہو گے اور نہ دھوپ پاؤ گے۔ شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ ڈالا (اور) کہا اے آدم کیا میں

تم کو دائمی (زندگی بخشنے والا) درخت (نہ بتاؤں) اور ایسی بادشاہت نہ بتاؤں جو کبھی زوال پذیر نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو بتا دیا تھا کہ ابلیس سے ہوشیار رہنا کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ تمہیں جنت سے نکلوا دے پھر ہوا یہی کہ ابلیس نے انہیں جنت سے نکلوانے کی کوشش شروع کر دی (وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ) اس نے آدم اور اس کی بیوی سے کہا: تمہارے رب نے تمہیں اس درخت سے صرف اس لئے منع کیا ہے کہ کہیں تم فرشتے نہ بن جاؤ یا کہیں ایسا نہ ہو کہ تم ہمیشہ زندہ رہو، تمہیں کبھی موت ہی نہ آئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ○ (طٰہٰ - ۱۲۰)

تو شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ ڈالا (اور) کہا اے آدم کیا میں تم کو دائمی (زندگی بخشنے والا) درخت نہ بتاؤں اور ایسی بادشاہت (نہ بتاؤں) جو کبھی زوال پذیر نہ ہو۔

آگے فرمایا (وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ) پھر اس نے ان دونوں سے قسم کھا کر کہا میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں (فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ) الغرض اس نے دھوکا دیکر انہیں معصیت الٰہی میں مبتلا کر دیا۔ انہوں نے اس درخت کا پھل کھا لیا (فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ) درخت کا پھل کھانا ہی تھا کہ فوراً ان کے ستر ان پر ظاہر ہو گئے اور وہ جنت کے درختوں کے پتے اوپر تلے اپنے ستروں پر رکھنے لگے (وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ) ان کے رب نے انہیں پکار کر کہا کیا میں نے تم کو اس درخت کا پھل کھانے سے منع نہیں کیا تھا اور کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے تم اس کے بہکانے میں نہ آجانا۔

ابلیس کی قسم نے اور زندہ رہنے کی خواہش نے آدم علیہ السلام کو ایسا غافل کر دیا کہ انہیں حکم الٰہی یاد ہی نہ رہا اور اسی بھول اور غفلت میں انہوں نے درخت کا پھل کھا لیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ○

اور (اے رسول) ہم نے پہلے آدم سے ایک عہد لیا تھا لیکن وہ (اسے)

(طٰہٰ - ۱۱۵) بھول گئے اور ہم نے ان (کے ارادے) میں مضبوطی نہیں پائی۔

اگرچہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دھوکے میں آکر غفلت اور بھول سے اس درخت کا پھل کھایا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ بھول چوک بھی پسند نہ آئی۔ ان کے مرتبہ کے لحاظ سے ان کی یہ بھول چوک ان کے شایانِ شان نہیں تھی۔ اللہ تعالیٰ نے خفگی کا اظہار کیا اور ان کو جنت سے اتر جانے کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَّلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ○ (البقرۃ - ۳۶)

ہم نے کہا تم سب یہاں سے اتر (کر نیچے زمین پر چلے) جاؤ اس لئے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہو (اب) تمہارے لئے وہیں ٹھکانہ ہے اور (وہیں) کچھ فائدہ اٹھانا ہے۔

جنت سے اترنے کے بعد وہ دونوں اپنی معافی کے لئے دعاء کرتے رہے (قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ) انہوں نے دعاء کی کہ اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا، تو ہمیں معاف فرما اور اگر تو ہمیں معاف نہیں فرمائے گا اور ہم پر رحم نہیں فرمائیگا تو ہم یقیناً نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○ (البقرۃ - ۳۷)

پھر آدم نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھے (اور ان کلمات کے ذریعہ اللہ تعالےٰ سے معافی طلب کی) تو اس نے ان کا قصور معاف کر دیا اللہ تعالےٰ توبہ قبول کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

اگرچہ آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوگئی لیکن حکم یہی ملا کہ وہ زمین پر رہیں (قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَّلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ) اللہ تعالےٰ نے فرمایا: تم سب یہاں سے اتر کر زمین پر رہو تم ایک دوسرے کے دشمن ہو لہٰذا تمہارا زمین پر ہی رہنا مناسب ہے اب تمہارے لئے زمین ہی جائے رہائش ہے اور وہیں ایک وقت مقررہ تک تمہارے لئے سامان زیست ہے (قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ) پھر اللہ تعالیٰ نے ان سے یہ بھی فرمایا کہ تمہیں زمین ہی میں زندگی گذارنی ہے، اسی میں تمہیں مرنا ہے

اور اسی سے تم قیامت کے دن زندہ کر کے نکالے جاؤ گے۔

رکوع ۳

اے لوگو، اللہ تعالےٰ کے احکام پر چلئے۔ شیطان کا کہنا ہرگز نہ مانیئے، وہ آپ کا کھلا دشمن ہے۔

اے لوگو، اگر آپ سے اللہ تعالےٰ کی نافرمانی ہو جائے تو اپنی غلطی تسلیم کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ سے عاجزانہ معافی کی درخواست کیجئے۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ
لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَ
رِيْشًا، وَلِبَاسُ التَّقْوٰى
ذٰلِكَ خَيْرٌ، ذٰلِكَ مِنْ
اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۲۶﴾

ترجمہ (اور) اے بنی آدم ہم نے تم پر (ایسا) لباس نازل فرمایا ہے جو تمہارے ستر کو چھپائے اور (تمہیں) زینت (بخشے) اور (اے بنی آدم یہ تو ظاہری لباس ہے جو تمہیں زینت دیتا ہے اور بے حیائی اور سردی و گرمی وغیرہ سے بچاتا ہے لیکن باطنی لباس تو) تقویٰ کا لباس (ہے) اور یہ بہت اچھا لباس ہے (کہ تمام برائیوں اور گناہوں سے بچاتا ہے، ایسے کبھی نہ اتارنا) یہ اللہ کی آیات ہیں (جو اے رسول، آپ پر نازل کی جارہی ہیں) تاکہ یہ (لوگ) نصیحت حاصل کریں ﴿۲۶﴾

معانی و مصادر (یُوَارِیْ) وَارٰی، یُوَارِیْ، مُوَارَاۃٌ (باب مفاعلہ) چھپانا۔ (رِیْشًا) رَاشَ، یَرِیْشُ، رَیْشٌ (ض) مال جمع کرنا اور غنی ہو جانا (رِیْشٌ = زینت)

تفسیر آدم علیہ السلام اور ان کی بیوی کا لباس (جیسا کہ اگلی آیت میں ہے) ان سے چھین لیا گیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر یہ احسان کیا کہ جب ان کو زمین پر رہنے کا حکم دیا تو ان کے لئے لباس نازل فرمایا اور ان کو حکم دیا کہ (یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا

عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا) اے بنی آدم ہم نے تمہارے لئے ایسا لباس نازل کر دیا ہے جو تمہارے ستروں کو چھپائے اور تمہارے لئے باعث زینت ہو۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ لباس کا مقصد صرف ستر کا چھپانا ہی نہیں بلکہ زینت بخش ہونا بھی ہے لہذا جو شخص ایسا لباس پہنتا ہے جو اس کے ستر کو تو چھپائے لیکن اس کے لئے باعث زینت نہ ہو تو وہ لباس کے ایک مقصد کو نظر انداز کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جن مقاصد کے لئے لباس کو پیدا کیا وہ مقاصد انسانوں کے پیش نظر رہنا ضروری ہیں۔ اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبْرٍ۔

جنت میں وہ شخص داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہو۔

ایک شخص نے عرض کیا:۔

اِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ اَنْ يَّكُوْنَ ثَوْبُهٗ حَسَنًا وَنَعْلُهٗ حَسَنَةً۔

آدمی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو اور اس کی جوتی اچھی ہو (کیا یہ بھی تکبر ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم الکبر وبیانہ جزء اول ص۵۱)

اللہ خوبصورت ہے خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔ تکبر تو یہ ہے کہ حق کو تسلیم نہ کرے اور لوگوں کو حقیر سمجھے۔

اس حدیث سے صاف ثابت ہوا کہ کپڑوں اور جوتیوں کا خوبصورت اور زینت بخش ہونا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے لہذا ہمیں بھی وہی چیز پسند ہونی چاہئے جو اللہ کو پسند ہے اور ہمیں وہ مقاصد پورے کرنے چاہئیں جن مقاصد کے لئے اللہ تعالےٰ نے لباس کو نازل فرمایا ہے یعنی ایسا لباس پہنیں جو ستر بھی چھپائے اور زینت بخش بھی ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا اٰتَاكَ اللّٰهُ مَالًا فَلْيُرَ عَلَيْكَ نِعْمَتُهٗ (رواہ احمد۔ بلوغ الامانی جزء ۱۷ ص۲۳۵ وسندہ صحیح۔ فتح الباری جزء ۱۲ ص۳۷۲ والتعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء ۲ ص۱۲۴۷)

جب اللہ تمہیں مال دے تو تم پر اس کی نعمت دکھائی دینی چاہیئے (یعنی اچھا لباس پہننا چاہیئے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ عَلَیْہِ نِعْمَۃً فَاِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یُحِبُّ اَنْ یَرٰی اَثَرَ نِعْمَتِہٖ عَلٰی عَبْدِہٖ (رواہ احمد۔ بلوغ الامانی جزء ۱۷ ص ۲۳۵ وسندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء ۲ ص ۱۲۵۲)

جس شخص کو اللہ عزوجل (اپنی) نعمت سے سرفراز فرمائے تو اللہ عزوجل اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنی نعمت کا اثر اپنے بندے پر دیکھے۔

آگے فرمایا (وَلِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِكَ خَیْرٌ) اور اے بنی آدم۔ یہ تو ظاہری لباس ہے جو تمہیں زینت دیتا ہے اور بے حیائی اور سردی گرمی وغیرہ سے تم کو بچاتا ہے لیکن باطنی لباس تو وہ تقوی کا لباس (ہے) اور یہ بہت اچھا لباس ہے اس لئے کہ یہ لباس تمام برائیوں اور گناہوں سے بچاتا ہے۔ تقوی اگر ہوگا تو شرم وحیاء بھی ہوگی اور جب شرم وحیاء ہوگی تو انسان ستر چھپانے کی کوشش بھی کرے گا۔ اسی طرح تقوی اگر ہوگا تو وقار بھی ہوگا اور جب وقار ہوگا تو انسان زینت بخش لباس پہنے گا۔ پھر تقوی کا تقاضا صرف یہی نہیں ہوگا کہ انسان ستر پوش اور عمدہ لباس پہن لے بلکہ تقوی کا تقاضا بڑا وسیع ہوگا۔ تقوی کی موجودگی میں انسان تمام حرام چیزوں سے بچے گا اور نہ صرف حرام چیزوں سے بچے گا بلکہ مشکوک چیزوں سے بھی بچے گا۔

(نوٹ:۔ تقوی کے متعلق مفصل معلومات کے لئے سورۂ بقرہ کی آیت ۲ اور سورۂ آل عمران کی آیت ۱۷۹ کی تفاسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

آگے فرمایا (ذٰلِكَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰہِ لَعَلَّھُمْ یَذَّكَّرُوْنَ) یہ اللہ تعالیٰ کی آیات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہیں تاکہ یہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔

عمل

لباس کے متعلق جملہ مسائل

لباس کے متعلق مندرجہ ذیل مسائل گذر چکے ہیں:۔

(۱) لباس ایسا ہونا چاہئے جو ستر کو چھپائے (الاعراف-۲۶)

(۲) لباس ایسا ہونا چاہئے جو زینت بخش ہو (الاعراف-۲۶)

(۳) لباس عمدہ اور حیثیت کے مطابق ہو (ص ۳۵۳)

اب ہم لباس کے متعلق بقیہ مسائل لکھتے ہیں:۔

(۴) لباس اتنا قیمتی نہ ہو کہ اس کی شہرت ہو جائے۔ جگہ جگہ اس کا چرچا ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ فِي الدُّنْيَا اَلْبَسَهُ اللّٰهُ ثَوْبَ مَذَلَّةٍ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (رواہ احمد وسندہ صحیح۔ بلوغ الامانی جزء ۱۴ ص ۲۸۹)

جو شخص دنیا میں شہرت کا لباس پہنے گا اللہ اُسے قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائے گا۔

(۵) لباس پاک اور صاف ستھرا پہنے، میلا ہو جائے تو دھو لے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ (المدثر-۴)

اپنے کپڑوں کو پاک رکھو۔

حضرت جابر رض فرماتے ہیں:۔

رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا عَلَيْهِ ثِيَابٌ وَسِخَةٌ فَقَالَ اَمَا كَانَ يَجِدُ هٰذَا مَا يَغْسِلُ بِهٖ ثِيَابَهٗ (رواہ احمد سکت علیہ ابوداؤد والمنذری۔ بلوغ الامانی جزء ۱۷ ص ۲۳۴ وسندہٗ صحیح ورواہ الحاکم فی اللباس باب تزیین الشعر و سندہٗ صحیح۔ المستدرک جزء ۴ ص ۱۸۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ میلے کپڑے پہنے ہوئے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اسے ایسی چیز نہیں ملتی جس سے یہ اپنے کپڑے دھو ڈالے۔

(۶) سفید کپڑے پہنے کیونکہ وہ بہت زیادہ پاکیزہ اور صاف ہوتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِلْبَسُوْا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَاِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ (رواہ الترمذی عن ابن عباس فی ابواب الجنائز وصححہ۔ جلد اول ص ۳۰۳) وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْ سَمُرَةَ فَاِنَّهَا اَطْهَرُ وَاَطْيَبُ (رواہ النسائی فی کتاب الجنائز باب ای الکفن

سفید کپڑے پہنا کرو اس لئے کہ وہ تمہارے کپڑوں میں سب سے بہتر ہوتے ہیں (ترمذی) ایک روایت میں یہ لفظ ہیں کہ وہ پاکیزہ اور صاف ہوتے ہیں (نسائی)

خیرٌ جزء اول ص۲۰۹ وسندہ صحیح۔ فتح الباری جزء ۳ ص۳۷۷)

(۷) ایسا کپڑا نہ پہنے جس سے بدبو آرہی ہو۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں:۔

جَعَلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُرْدَةً سَوْدَاءَ مِنْ صُوْفٍ فَلَبِسَهَا فَلَمَّا عَرِقَ وَجَدَ رِيْحَ الصُّوْفِ قَذَفَهَا وَكَانَ يُحِبُّ الرِّيْحَ الطَّيِّبَةَ (رواہ احمد۔ بلوغ الامانی جزء ۱۷ ص۲۴۱ و سندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء ۲ ص۱۲۴۹)

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے صوف کی ایک سیاہ چادر بنائی۔ آپ نے اُسے اوڑھ لیا پھر جب آپ کو پسینہ آیا تو آپ کو صوف کی بدبو آنے لگی۔ آپ نے اسے اتار دیا اس لئے کہ آپ خوشبو پسند فرماتے تھے۔

(۸) کفار کا لباس نہ پہنے اور نہ کفار کی مشابہت کرے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضؓ فرماتے ہیں:۔

رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ ثَوْبَيْنِ مُعَصْفَرَيْنِ فَقَالَ اِنَّ هٰذِهٖ مِنْ ثِيَابِ الْكُفَّارِ فَلَا تَلْبَسْهَا (صحیح مسلم کتاب اللباس باب النہی عن لبس الرجل الثوب المعصفر جزء ۲ ص۲۳۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عُصفُر سے رنگے ہوئے دو کپڑے پہنے ہوئے دیکھ کر فرمایا: یہ کفار کے کپڑے ہیں، انہیں نہ پہنو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ (ابوداؤد کتاب اللباس باب ما جاء فی الاقبیۃ جزء ۲ ص۲۰۳ وسندہ صحیح۔ بلوغ الامانی جزء ۶ ص۱۲۱)

جس شخص نے کسی قوم کی مشابہت کی تو وہ انہی میں سے ہے۔

(۹) لباس میں مرد، عورت کی مشابہت نہ کرے اور نہ عورت، مرد کی مشابہت کرے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ فرماتے ہیں:۔

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مردوں پر لعنت کی جو عورتوں کی مشابہت

بِالنِّسَآءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَآءِ بِالرِّجَالِ (صحیح بخاری کتاب اللباس باب المتشبھون بالنساء والمتشبھات بالرجال جزء ۷، ص۲۰۵)

کرتے ہیں اور ان عورتوں پر لعنت کی جو مردوں کی مشابہت کرتی ہیں۔

(۱۰) مرد خالص ریشمی کپڑا نہ پہنے۔ اگر دو چار انگل کا حاشیہ لگا لے تو کوئی حرج نہیں۔ اگر مرد کو خارش کی شکایت ہو تو ریشمی کپڑے پہننے کی اجازت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ لَبِسَ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا فَلَنْ يَلْبَسَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ (صحیح بخاری کتاب اللباس باب لبس الحریر جزء ۷، ص۱۹۲ و صحیح مسلم کتاب اللباس باب تحریم استعمال اناء الذھب والفضۃ جزء ۲ ص۲۳۲ واللفظ للبخاری)

جس شخص نے دنیا میں ریشمی کپڑا پہنا وہ آخرت میں ریشمی کپڑا ہرگز نہیں پہنے گا۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں:۔

نَهَى نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ اِلَّا مَوَاضِعَ اُصْبَعَيْنِ اَوْ ثَلٰثٍ اَوْ اَرْبَعٍ (صحیح مسلم کتاب اللباس باب تحریم استعمال اناء الذھب والفضۃ جزء ص۲۳۲)

نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی کپڑا پہننے سے منع فرمایا ہے مگر دو تین یا چار انگل (تک کی اجازت دی ہے)۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:۔

نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُصْمَتِ اِذَا كَانَ حَرِيْرًا (رواہ الحاکم فی کتاب اللباس وسندہ صحیح۔ المستدرک جزء ۴ ص۱۹۲ وبلوغ الامانی جزء ۱۷ ص۲۷۵ ونیل الاوطار جزء ۲ ص۷۶)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خالص ریشمی کپڑا پہننے سے منع فرمایا ہے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

رَخَّصَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَیْرِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِیْ لُبْسِ الْحَرِیْرِ لِحِکَّۃٍ بِھِمَا (صحیح بخاری کتاب اللباس باب ما یرخص للرجال من الحریر لحکۃ جزء ۷ ص ۱۹۵ و صحیح مسلم کتاب اللباس باب اباحۃ لبس الحریر للرجل اذا کان بہ حکۃ جزء ۲ ص ۲۳۴)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیرؓ اور عبدالرحمٰن کو خارش کی وجہ سے ریشمی کپڑا پہننے کی اجازت دی۔

(۱۱) عورت ریشمی کپڑا پہن سکتی ہے۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں:۔

اُھْدِیَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حُلَّۃٌ سِیَرَآءُ فَبَعَثَ بِھَا اِلَیَّ فَلَبِسْتُھَا فَعَرَفْتُ الْغَضَبَ فِیْ وَجْھِہٖ فَقَالَ اِنِّیْ لَمْ اَبْعَثْ بِھَا اِلَیْکَ لِتَلْبَسَھَا اِنَّمَا بَعَثْتُ بِھَا اِلَیْکَ لِتُشَقِّقَھَا خُمُرًا بَیْنَ النِّسَآءِ (صحیح مسلم کتاب اللباس باب تحریم استعمال اناء الذھب و الفضۃ علی الرجال جزء ۲ ص ۲۳۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ریشمی جوڑا بطور ہدیہ کے پیش کیا گیا۔ آپ نے وہ جوڑا مجھے بھیج دیا۔ میں نے اسے پہن لیا۔ (اس کی وجہ سے) میں نے آپ کے چہرہ پر غصہ کے آثار محسوس کئے۔ آپ نے فرمایا! میں نے تمہارے پاس اس لئے نہیں بھیجا تھا کہ تم پہن لو۔ میں نے تو تمہارے پاس اس لئے بھیجا تھا کہ تم عورتوں کے لئے اسے پھاڑ کر دوپٹے بنا دو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

حُرِّمَ لِبَاسُ الْحَرِیْرِ وَالذَّھَبِ عَلٰی ذُکُوْرِ اُمَّتِیْ وَاُحِلَّ لِاِنَاثِھِمْ (رواہ الترمذی فی ابواب اللباس باب ما جاء فی الحریر والذھب الرجال و صححہ جزء اول ص ۵۳۸)

ریشمی لباس اور سونا میری امت کے مردوں پر حرام کر دیا گیا ہے اور ان کی عورتوں کے لئے حلال کر دیا گیا ہے۔

(۱۲) مرد کا پاجامہ یا تہ بند آدھی پنڈلی تک ہونا چاہئے۔ اگر ٹخنوں تک نیچا کر لے تو بھی کوئی حرج نہیں لیکن ٹخنوں سے نیچا ہرگز نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَارْفَعْ اِزَارَكَ اِلٰى نِصْفِ السَّاقِ فَاِنْ اَبَيْتَ فَاِلَى الْكَعْبَيْنِ وَاِيَّاكَ وَاِسْبَالَ الْاِزَارِ فَاِنَّهَا مِنَ الْمَخِيْلَةِ وَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمَخِيْلَةَ (ابو داؤد کتاب اللباس باب ماجاء فی اسبال الازار جزء ۲ ص۲۱۰ وسندہ صحیح۔ فتح الباری جزء ۱۲ ص۳۶۹)

اپنے ازار کو آدھی پنڈلی تک اونچا رکھو، پھر اگر تم نہ مانو تو ٹخنوں تک نیچا کر سکتے ہو اور ازار کو لٹکانے سے بچو کیونکہ یہ تکبر ہے اور اللہ تکبر کو پسند نہیں کرتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْاِزَارِ فَفِى النَّارِ (صحیح بخاری کتاب اللباس باب ما اسفل من الکعبین فھو فی النار جزء ۷ ص۱۸۳)

ازار جو ٹخنوں سے نیچے ہو وہ دوزخ میں ہے۔

(۱۳) ازار کو تکبر کی نیت سے کھینچتا ہوا چلے یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلٰى مَنْ جَرَّ اِزَارَهٗ بَطَرًا (صحیح بخاری کتاب اللباس باب من جر ثوبہ من الخیلاء جزء ۷ ص۱۸۳ و صحیح مسلم کتاب اللباس باب تحریم جر الثوب خیلاء جزء ۲ ص۲۳۸ واللفظ للبخاری)

اللہ قیامت کے دن اس شخص کی طرف نہیں دیکھے گا جو اپنے ازار کو تکبر سے کھینچتا ہوا چلتا ہے۔

(۱۴) قمیص اور عمامہ بھی ٹخنوں سے نیچے نہ لٹکائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْاِسْبَالُ فِى الْاِزَارِ وَالْقَمِيْصِ وَالْعِمَامَةِ مَنْ جَرَّ مِنْهَا شَيْئًا خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (ابوداؤد کتاب اللباس باب فی قدر موضع الازار جزء ۲ ص۲۱۲ وسندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ ۱۲۴۳/۲)

لٹکانا ازار، قمیص اور عمامہ میں ہوتا ہے۔ جو شخص ان میں سے کسی بھی چیز کو تکبر سے کھینچتا ہوا چلے گا تو اللہ قیامت کے دن اس کی طرف نظر بھی نہیں کرے گا۔

(۱۵) اگر تہ بند کا آگے کا حاشیہ پشت قدم پر رہے تو کوئی حرج نہیں۔

حضرت عکرمہؒ کہتے ہیں:۔

اَنَّهٗ رَاٰی ابْنَ عَبَّاسٍ یَاْتَزِرُ فَیَضَعُ حَاشِیَةَ اِزَارِهٖ مِنْ مُقَدَّمِهٖ عَلٰی ظَهْرِ قَدَمِهٖ وَیَرْفَعُ مِنْ مُؤَخَّرِهٖ قُلْتُ لِمَ تَاْتَزِرُ هٰذِهِ الْاِزَارَةَ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَاْتَزِرُهَا (ابوداؤد کتاب اللباس باب فی قدر موضع الازار جزء ۲ ص۲۱۲ وسندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء ۲ ص۱۲۵)

میں نے ابن عباسؓ کو تہ بند باندھے ہوئے دیکھا ہے، وہ اپنے تہ بند کا آگے کا حاشیہ اپنی پشت قدم پر رکھا کرتے تھے اور پیچھے کے حاشیہ کو بلند رکھتے تھے میں نے پوچھا: آپ اس طرح تہ بند کیوں باندھتے ہیں؟ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح تہ بند باندھتے ہوئے دیکھا ہے۔

(۱۶) عورت اپنے پاجامہ یا ازار کو نصف پنڈلی سے ایک ہاتھ نیچے تک دراز کر سکتی ہے لیکن اس سے زیادہ نہیں۔ عورت کا پاجامہ، ازار یا غرارہ اتنا لمبا ہونا ضروری ہے کہ اس سے اس کے قدم ڈھک جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ خُیَلَاءَ لَمْ یَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَیْهِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ

جو شخص اپنے کپڑے کو تکبر سے کھینچتا ہوا چلے گا تو اللہ قیامت کے دن اس کی طرف نظر بھی نہیں کرے گا۔

حضرت ام سلمہؓ نے کہا:۔

فَکَیْفَ تَصْنَعُ النِّسَاءُ بِذُیُوْلِهِنَّ

عورتیں اپنے ازاروں کو کہاں تک لٹکائیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

یُرْخِیْنَ شِبْرًا۔

ایک بالشت لٹکائیں۔

حضرت ام سلمہؓ نے کہا:۔

اِذًا تَنْکَشِفَ اَقْدَامُهُنَّ

اس حالت میں تو ان کے قدم کھل جائیں گے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

فَیُرْخِیْنَهٗ ذِرَاعًا لَا یَزِدْنَ عَلَیْهِ (رواہ الترمذی فی ابواب اللباس

تو پھر وہ ایک ہاتھ لٹکالیں لیکن اس سے زیادہ نہیں۔

باب ماجاء فی ذیول النسآء وصحتہ

جزء اول ص۵۴۱)

(۱۷) تمام بدن پر ایک کپڑا نہ لپیٹے اور نہ ایسی حالت میں کہ شرمگاہ کھلی ہوئی ہو ایک کپڑے میں گوٹ مار کر بیٹھے۔

حضرت ابو سعید خدری رضؓ فرماتے ہیں :۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَہٰی عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ وَاَنْ یَحْتَبِیَ الرَّجُلُ فِیْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ لَیْسَ عَلٰی فَرْجِہٖ مِنْہُ شَیْءٌ (صحیح بخاری کتاب اللباس باب الاحتباء فی ثوب واحد جزء ۷، ص۱۹۱) وفی روایۃ لمسلم عن جابر کاشفا عن فرجہ (صحیح مسلم کتاب اللباس باب اشتمال الصماء جزء ۲ ص۲۴۳)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام بدن پر ایک کپڑا لپیٹنے سے منع فرمایا اور ایک کپڑے میں گوٹ مارنے سے بھی منع فرمایا اس حالت میں کہ شرمگاہ پر اس کپڑے میں سے کچھ بھی نہ ہو (صحیح بخاری) (یعنی اس طرح گوٹ نہ مارے کہ) شرم گاہ کھلی ہوئی ہو (صحیح مسلم)

(۱۸) کپڑا پہننے میں سیدھی طرف سے ابتداء کرے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :۔

کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُعْجِبُہُ التَّیَمُّنُ فِیْ تَنَعُّلِہٖ وَتَرَجُّلِہٖ وَطُہُوْرِہٖ وَفِیْ شَأْنِہٖ کُلِّہٖ (صحیح بخاری کتاب الوضوء باب التیمن فی الوضوء والغسل جزء اول ص۵۳ وصحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب التیمن فی الطہور جزء اول ص۱۲۷)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جوتی، کنگھی کرنے، وضوء وغیرہ کرنے بلکہ اپنے تمام کاموں میں سیدھی طرف سے ابتداء کرنے کو پسند فرماتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِذَا لَبِسْتُمْ وَاِذَا تَوَضَّاْتُمْ فَابْدَءُوْا بِمَیَامِنِکُمْ (رواہ احمد عن ابی ہریرۃؓ سندہ صحیح بلوغ الامانی جزء ۲ ص۵)

جب تم کپڑے پہنو اور جب تم وضوء کرو تو سیدھی طرف سے ابتداء کیا کرو۔

(۱۹) عمامہ باندھے تو دو شملے رکھے اور ان دونوں کو کندھوں کے درمیان لٹکتا ہوا چھوڑ دے۔

حضرت عمرو بن حریث رض فرماتے ہیں :۔

كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ قَدْ اَرْخٰى طَرَفَيْهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ (صحیح مسلم کتاب الحج باب جواز دخول مکۃ بغیر احرام جزء اول ص۴۵۷)

گویا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھ رہا ہوں (یعنی وہ منظر اس وقت میرے سامنے ہے) آپ سیاہ عمامہ باندھے ہوئے ہیں اور آپ نے اس کے دونوں شملوں کو دونوں کندھوں کے درمیان لٹکا رکھا ہے۔

(۲۰) عورتیں ایسے باریک کپڑے نہ پہنیں کہ ان میں سے بدن نظر آئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

صِنْفَانِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ لَمْ اَرَهُمَا قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَاَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ وَنِسَآءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيْلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُءُوْسُهُنَّ كَاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيْحَهَا وَاِنَّ رِيْحَهَا لَتُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ كَذَا وَكَذَا (صحیح مسلم کتاب الجنۃ و صفۃ نعیمہا باب النار یدخلہا الجبارون جزء ۲ ص۵۳۹)

دوزخیوں کی دو جماعتیں ایسی ہیں کہ میں نے انہیں نہیں دیکھا۔ ایک تو وہ لوگ ہیں کہ ان کے پاس گایوں کے دموں جیسے کوڑے ہوں گے اور وہ ان سے لوگوں کو ماریں گے۔ دوسری جماعت ان عورتوں کی ہے جو لباس پہنے ہوں گی لیکن ننگی ہوں گی، دوسروں کو مائل کریں گی اور خود بھی مائل ہوں گی۔ ان کے سر بختی اونٹوں کے جھکے ہوئے کوہان کی طرح ہوں گے۔ یہ عورتیں نہ جنت میں جائیں گی اور نہ اس کی خوشبو سونگھیں گی حالانکہ اس کی خوشبو اتنی اتنی مسافت سے آتی ہوگی۔

(۲۱) عورتوں کو چاہئے کہ دوپٹے اوڑھیں اور اپنے سینوں پر دوپٹے کے بکل مارے رہا کریں۔

اللہ ذوالجلال والاکرام فرماتا ہے :۔

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ

عورتوں کو چاہئے کہ اپنے سینوں پر اپنے

(النور - ۳۱) دوپٹوں کے بکل مارے رہا کریں۔

(۲۲) عورتوں کو چاہئے کہ اپنی زینت کی چیزیں کسی پر ظاہر نہ کریں سوائے مندرجہ ذیل اشخاص کے۔

(۱) شوہر (۲) باپ (۳) شوہر کا باپ (۴) بیٹا (۵) شوہر کا بیٹا (۶) بھائی (۷) بھتیجا (۸) بھانجا (۹) اپنی عورتیں (۱۰) اپنے غلام (۱۱) ایسے خدام جو عورتوں کی خواہش نہیں رکھتے (۱۲) چھوٹے لڑکے جو عورتوں کے ستر سے ناواقف ہوں۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ۔

(النور - ۳۱)

اور اپنی زینت کو (کسی کے سامنے) ظاہر نہ کریں سوائے اپنے شوہروں کے یا اپنے باپوں کے، یا اپنے شوہروں کے باپوں کے یا شوہر کے بیٹوں کے یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں کے یا اپنی بہنوں کے بیٹوں کے یا اپنی عورتوں کے یا اپنے غلاموں کے یا ایسے خدام کو جن کو (عورتوں سے) کوئی غرض نہ ہو یا ایسے لڑکوں کے جو عورتوں کے پردے کی چیزوں سے ناواقف ہوں۔

(۲۳) مردوں کو بھی زینت کے لئے سر پر کچھ اوڑھنا چاہئے۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ (صحیح مسلم کتاب الحج باب جواز دخول مکۃ بغیر احرام جزء اول ص۴۵۷)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے روز مکہ میں بغیر احرام کے داخل ہوئے۔ آپ اس وقت سیاہ عمامہ باندھے ہوئے تھے۔

حضرت بلالؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْخِمَارِ (صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (وضوء کرتے وقت) اپنے موزوں پر اور اپنے سر کے کپڑے پر مسح کیا۔

المسح علی الناصیۃ والعمامۃ جزء ا ف ۱۳)

(۲۴) جب کوئی نیا کپڑا پہنے تو اس کپڑے کا نام لے کر یہ دعاء پڑھے :۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ كَسَوْتَنِيْهِ
اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِهٖ وَخَيْرِ مَا
صُنِعَ لَهٗ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهٖ
وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهٗ

ترجمہ: اے اللہ، سب تعریف تیرے لئے ہے، تو نے یہ کپڑا مجھے پہنایا، میں تجھ سے اس کی بھلائی طلب کرتا ہوں اور اس بھلائی کو طلب کرتا ہوں جس بھلائی کے لئے یہ بنایا گیا ہے اور میں اس کپڑے کی برائی سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں اور اس برائی سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں جس برائی کے لئے یہ بنایا گیا ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضؓ فرماتے ہیں :۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَجَدَّ ثَوْبًا سَمَّاهُ بِاسْمِهٖ اِمَّا قَمِيْصًا اَوْ عِمَامَةً ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ .....

(رواہ ابوداؤد فی کتاب اللباس فی اول باب جزء ۲ ص ۲۰۲ وسندہ صحیح بلوغ الامانی جزء ۱۴ ص ۲۵۷ والتعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء ۲ ص ۱۲۴۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نیا کپڑا پہنتے تو اس کا نام لیتے خواہ وہ قمیص ہو یا عمامہ ہو پھر یہ دعاء پڑھتے۔

(۲۵) جب کسی کو نیا کپڑا پہنے ہوئے دیکھے تو یہ دعاء پڑھے :۔

اِلْبَسْ جَدِيْدًا وَعِشْ حَمِيْدًا

وَمُتْ شَهِيْدًا وَيَرْزُقُكَ اللّٰهُ قُرَّةَ عَيْنٍ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔

ترجمہ: نیا کپڑا پہنو، اچھی طرح زندہ رہو، شہادت کی موت مرو اور اللہ تم کو دنیا اور آخرت میں آنکھوں کی ٹھنڈک نصیب فرمائے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

رَاَى النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عُمَرَ ثَوْبًا اَبْيَضَ فَقَالَ اَجَدِيْدٌ ثَوْبُكَ اَمْ غَسِيْلٌ فَلَا اَدْرِىْ مَا رَدَّ عَلَيْهِ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلْبَسْ جَدِيْدًا ..... الخ (رواہ احمد ورجالہ رجال الصحیح بلوغ الامانی جزء ۱۷ ص ۲۳۵ وسندہ صحیح)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ کو ایک سفید کپڑا پہنے ہوئے دیکھا تو فرمایا: تمہارا (یہ) کپڑا نیا ہے یا دھلا ہوا ہے؟ مجھے معلوم نہیں عمرؓ نے کیا جواب دیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا پڑھی۔

(۲۶) مرد زعفرانی رنگ کا کپڑا نہ پہنے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

نَهَى النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ (صحیح بخاری کتاب اللباس باب التزعفر للرجال جزء ۷ ص ۱۹۷ وصحیح مسلم کتاب اللباس باب النہی عن التزعفر للرجال جزء ۲ ص ۲۴۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کو زعفرانی رنگ استعمال کرنے سے منع فرمایا۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ
الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ
اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ
عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا
سَوْاٰتِهِمَا، اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ
وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا
تَرَوْنَهُمْ، اِنَّا جَعَلْنَا
الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ
لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَاِذَا فَعَلُوْا

فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا
عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا
بِهَا، قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ
بِالْفَحْشَآءِ، اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى
اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾
قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ وَ
اَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ
كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ
مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ،

كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَرِيْقًا
هَدٰى وَفَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ
الضَّلٰلَةُ، اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا
الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ
اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۰﴾

ترجمہ (سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے بنی آدم سے فرمایا) اے بنی آدم (ہوشیار رہنا) کہیں شیطان تم کو فتنہ میں مبتلا نہ کر دے جس طرح اس نے تمہارے ماں، باپ کو (فتنہ میں ڈال کر) جنت سے نکلوا دیا (تاکہ) ان سے ان کے کپڑے اتروائے اور ان کے ستر ان کو دکھائے۔ وہ اور اس کا قبیلہ تمہیں اس جگہ سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھ سکتے (اور اے بنی آدم بے ایمان نہ ہو جانا اسلئے کہ) ہم نے شیطانوں کا انہیں لوگوں کا دوست بنایا ہے جو بے ایمان ہیں (۲۷) اور (یہ کافر) جب بے حیائی کا کوئی کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہم نے اپنے آباء واجداد کو اسی طرح (کرتے) پایا ہے اور اللہ نے بھی ہمیں یہی حکم دیا ہے (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ اللہ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا، کیا تم اللہ کی طرف ایسی بات کو منسوب کرتے ہو جس کا خود تمہیں

بھی علم نہیں (تمہارا اعتماد تو بس سنی سنائی باتوں پر ہے) (۲۸) (اے رسول آپ) کہہ دیجئے کہ میرے رب نے مجھے انصاف کرنے کا حکم دیا ہے اور (اے لوگو، اس نے یہ بھی حکم دیا ہے) کہ ہر نماز کے وقت اپنے چہروں کو سیدھا رکھا کرو اور دین کو خالص اس کے لئے سمجھتے ہوئے اسی کو پکارا کرو، اس نے جس طرح تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا اسی طرح تم دوبارہ پیدا ہو جاؤ گے (۲۹) اسی نے ایک جماعت کو ہدایت کے راستہ پر چلایا لیکن ایک جماعت پر گمراہی ثابت ہو گئی (وہ ہدایت کے راستہ پر نہ آسکے اس لئے کہ) انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطانوں کو اپنا دوست بنا لیا اور وہ یہ سمجھتے رہے کہ وہ ہدایت پر ہیں (۳۰)

معانی ومصادر

(فَاحِشَةٌ) (اَلْفَحْشَآءُ) فَحُشَ، يَفْحُشُ فُحْشٌ و فَحَاشَةٌ (ک) برا ہونا، حد سے گذر جانا، بے حیائی کرنا، (فَاحِشَةٌ = فَحْشَآءُ = بے حیائی، گناہ، زنا)۔

(قِسْطِ) قَسَطَ، يَقْسِطُ، قِسْطٌ (ن، ض) عادل ہونا۔

(بَدَأَ) بَدَأَ، يَبْدَأُ، بَدْءٌ (ف) شروع کرنا۔

تفسیر

گذشتہ آیت میں اللہ تعالےٰ نے بنی آدم کو خطاب کر کے اپنی ایک نعمت یعنی لباس کا ذکر فرمایا تھا، پھر بنی آدم کو حکم دیا تھا کہ تقویٰ اختیار کریں، یہ سب سے بہتر لباس ہے۔ آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالےٰ نے پھر بنی آدم کو خطاب فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا) اے بنی آدم شیطان سے ہوشیار رہنا کہیں ایسا نہ ہو کہ شیطان تمہیں فتنہ میں مبتلا کر کے جنت سے محروم کر دے جس طرح اس نے تمہارے والدین کو فتنہ میں مبتلا کر کے جنت سے نکلوایا تھا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ ان سے ان کے کپڑے اتروا دے تاکہ انہیں ایک دوسرے کے ستر دکھائے۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ آدم علیہ السلام اور ان کی بیوی کو جنت کی زندگی میں کوئی خاص لباس دیا گیا تھا اور جب انہیں جنت سے اتر جانے کا حکم دیا گیا تو وہ لباس اتروا لیا گیا۔ شیطان جانتا تھا کہ اگر ان کو جنت سے اترنے کا حکم ملا تو ان کا لباس اتروا لیا جائے گا اور پھر وہ ایک دوسرے کو برہنہ دیکھیں گے اس طرح بے حیائی رواج پائے گی۔ اللہ تعالےٰ اس آیت میں بنی آدم کو شیطان سے ہوشیار رہنے کا حکم دے رہا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اے بنی آدم جس طرح شیطان نے تمہارے والدین کو برہنہ کرایا تھا کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں بھی برہنہ رہنے کی ترغیب دے تم برہنہ یا نیم برہنہ

رہنے لگو اور بے حیائی فروغ پائے اور پھر تم عذاب الٰہی میں مبتلا ہو جاؤ (اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ) اور اے بنی آدم، ہوشیار رہنا وہ اور اس کا قبیلہ تمہیں وہاں سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔ اس لئے تمہیں مزید ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ شیاطین تمہارے پاس آجائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ ایسی حالت میں اگر تم نے تقویٰ کا لباس نہیں اتارا ہے اور تم متقی اور پرہیزگار ہو تو پھر اس سے بچنے کا امکان ہے۔ متقی لوگ شیطان کے مکروفریب سے ہوشیار رہتے ہیں اور اس کے وسوسوں سے بچ جایا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ○
(الاعراف ۔ ۲۰۱)

جو لوگ متقی ہوتے ہیں ان کے دل میں جب شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ پیدا ہوتا ہے تو وہ فوراً ہوشیار ہو جاتے ہیں (وسوسہ کو چھوڑ کر راہ راست کو) دیکھنے لگتے ہیں۔

اے بنی آدم تقویٰ کا لباس اتار کر کہیں بے ایمان نہ ہو جانا، اگر تم نے ایسا کیا تو پھر شیطان یقیناً تمہارا دوست بن جائیگا کیونکہ (اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ) ہم نے شیاطین کو انہی لوگوں کا دوست بنایا ہے جو بے ایمان ہیں۔ اگر تم ایماندار رہے تو شیطان کو دوست نہیں بناؤ گے اور نہ کسی ایمان دار سے یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ شیطان کو اپنا دوست بنائے اور اے بنی آدم تم شیطان کو کیسے دوست بنا سکتے ہو جبکہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے، اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکلوایا تو تمہیں کیسے جنت میں جانے دے گا۔ اس کو اپنا دشمن سمجھو۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ۭ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ○
(فاطر ۔ ۶)

بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے لہذا تم اسے دشمن سمجھو، وہ اپنے گروہ (کے لوگوں) کو (غلط راستہ کی) دعوت دیتا ہے تاکہ وہ دوزخی بن جائیں۔

آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارے جانے کے بعد اللہ تعالےٰ نے بنی آدم کو جو خطاب فرمایا تھا اس کو درمیان میں منقطع کر کے پھر کفار مکہ کا ذکر فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا! (وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا) (یہ کیسے لوگ ہیں کہ) جب کسی بے حیائی کے مرتکب ہوتے ہیں تو بجائے شرمندہ ہونے کے بڑی ڈھٹائی کے ساتھ کہتے ہیں ہم نے اپنے آباء و اجداد کو اسی طرح کرتے پایا اور اللہ تعالےٰ

نے ہمیں یہی حکم دیا ہے (قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ) اے رسول، آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالےٰ بے حیائی کے کاموں کا حکم نہیں دیتا۔ وہ تو بڑی غیرت والا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا مِنْ اَحَدٍ اَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ (صحیح بخاری کتاب التوحید باب ما یذکر فی الذات جزء ۹ ص ۱۴۷)

اللہ سے زیادہ غیرت دار کوئی نہیں، غیرت ہی کی وجہ سے اس نے (تمام) بے حیائیوں کو حرام کر دیا۔

اللہ تعالےٰ تو بے حیائیوں سے منع فرماتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ (النحل ۔ ۹۰)

(اور اے ایمان والو) بے شک اللہ انصاف احسان اور رشتہ داروں کو (مالی امداد) دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی، بری بات اور ظلم و زیادتی سے منع کرتا ہے، (اے ایمان والو) اللہ تمہیں نصیحت کر رہا ہے تاکہ تم (ان باتوں کا خاص) خیال رکھو۔

آگے فرمایا (اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ) اے کفار مکہ، کیا تم اللہ تعالےٰ کی طرف ایسی بات منسوب کرتے ہو جس کا خود تمہیں علم نہیں۔ بے سوچے سمجھے بغیر علم کے اللہ تعالےٰ کی طرف جھوٹ منسوب کرنا بہت بری بات ہے۔ بے حیائی کے کاموں کا تو شیطان حکم دیتا ہے، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (البقرۃ ۔ ۱۶۸ و ۱۶۹)

اے لوگو، زمین کی وہ چیزیں کھاؤ جو حلال و طیب ہیں اور شیطان کے قدم بقدم نہ چلو، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ وہ تم کو برائی اور بے حیائی ہی کے کاموں کا حکم دیتا ہے اور (اس بات کا بھی حکم دیتا ہے) کہ تم اللہ کی طرف (جھوٹ) باتیں منسوب کرو جن کا تمہیں کچھ بھی علم نہیں۔

اے کفار مکہ، آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جنت سے نکالے جانے کا قصہ تمہیں سنا دیا گیا ہے۔ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی زوجہ کے کپڑے اتروانے والا کون تھا، کیا تمہیں نہیں معلوم کہ بے حیائی کو فروغ دینے کے لئے اولین کوشش کس نے کی تھی۔ بے حیائی کے جتنے کام تم کر رہے ہو یہ اسی شیطان کے کارنامے ہیں تو پھر حیرت ہے کہ بے حیائی

کے کاموں کو اس کی طرف منسوب کرنے کے بجائے تم اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہو۔

آگے فرمایا (قُلْ اَمَرَ رَبِّیْ بِالْقِسْطِ) اے رسول، آپ کہہ دیجئے کہ اے کفار میرے رب نے تو مجھے عدل وانصاف کا حکم دیا ہے اور یہ چیز عدل وانصاف کے سراسر خلاف ہے کہ تم اللہ تعالےٰ کے علاوہ دوسروں کے سامنے سجدہ ریز ہو۔ اس نے تو تم سب کو یہ حکم دیا ہے کہ (وَاَقِیْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ) ہر نماز کے وقت اپنے چہروں کو سیدھا رکھو یعنی صرف اللہ تعالےٰ کی طرف متوجہ ہو۔ اسی کی عبادت کرو، اسی سے مانگو، ہر حال میں اس کے عدل واعتدال سے بھرپور احکام پر عمل کرو (وَادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ) اس کو پکارو دین کو خالص اس کے لئے سمجھتے ہوئے اسی سے فریاد کرو، وہی تمہاری مدد فرمائیگا، تمہاری مشکلوں کو دور کردیگا۔ اگر تم نے اس کی بات نہ مانی تو پھر اس کے عذاب سے ڈرتے رہو قیامت کے دن وہ تم کو دوبارہ زندہ کرے گا اور یہ چیز اللہ تعالےٰ کے لئے کچھ مشکل نہیں (كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ) جس طرح اس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا اسی طرح پھر تمہیں پیدا کریگا تم پھر زندگی کی حالت میں لوٹو گے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُهٗ وَعْدًا عَلَیْنَا، اِنَّا كُنَّا فٰعِلِیْنَ
(الانبیآء - ۱۰۴)

ہم نے جس طرح مخلوق کو پہلی بار پیدا کیا اسی طرح دوبارہ پیدا کریں گے، (یہ) وعدہ ہے (جس کا پورا کرنا) ہم پر (لازم ہے) (اور) ہم (ایسا ضرور) کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَللّٰهُ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ ثُمَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ
(الروم - ۱۱)

اللہ ہی نے خلقت کو پہلی بار پیدا کیا ہے پھر وہی اس کو دوبارہ پیدا کریگا پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

آگے فرمایا (فَرِیْقًا هَدٰی وَفَرِیْقًا حَقَّ عَلَیْهِمُ الضَّلٰلَةُ) اللہ تعالےٰ ہی نے ایک جماعت کو ہدایت کے راستہ پر چلایا اور وہ جماعت منزل مقصود پر پہنچ گئی لیکن ایک جماعت پر گمراہی ثابت ہوگئی، ان کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے انہیں راہ راست پر آنے کی توفیق ہی نہیں ہوئی وہ منزل مقصود سے بھٹک گئے ان کی اس گمراہی کا اصل سبب یہ تھا کہ (اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ) انہوں نے اللہ تعالےٰ کو چھوڑ کر شیطانوں کو اپنا دوست بنالیا اور وہ یہ سمجھتے رہے کہ وہ ہدایت پر ہیں اور یہ ایک حقیقت ہے کہ جو شخص شیطانوں کو اپنا دوست بنالے اور اپنے زعم باطل میں اپنے کو ہدایت پر سمجھے اسے ہدایت کیسے نصیب ہو سکتی ہے۔ ہدایت تو اُسے ملتی ہے جو اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کرے۔ حق کی تلاش میں جدوجہد کرے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اَللّٰهُ یَجْتَبِیْٓ اِلَیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَیَهْدِیْٓ اِلَیْهِ مَنْ یُّنِیْبُ
(الشوریٰ - ۱۳)

اللہ منتخب کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے اس کو جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔
قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ○
(الرعد ۔ ۲۷)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے (اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے ہدایت کا دارومدار معجزہ پر نہیں ہے بلکہ) اللہ اسے ہدایت دیتا ہے جو اسکی طرف رجوع کرتا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔
وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ○
(العنکبوت ۔ ۶۹)

اور (اے رسول) جو لوگ ہمارے (راستے) میں (آنے کی) کوشش کرتے ہیں ہم ضرور ان کو اپنے راستے دکھاتے ہیں (جن کے ذریعہ وہ صراط مستقیم پر پہنچ جاتے ہیں) بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے (اللہ ان کی مدد اور رہنمائی کرتا رہتا ہے)۔

جو شخص ہدایت کا طالب ہی نہ ہو اسے ہدایت کیسے مل سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ○
(النحل ۔ ۱۰۷)

یہ عذاب انہیں اس لئے دیا جائیگا کہ انہوں نے آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی کو عزیز سمجھا اور اس لئے بھی کہ اللہ کفر کرنے والوں کو منزل مقصود پر نہیں پہنچاتا۔

عمل

اے لوگو شیطان کے فریب میں نہ آیئے۔ اپنے آباء واجداد کے فعل کو دلیل نہ بنائیے۔ اپنے غلط اعمال کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہ کیجئے۔

اے لوگو، انصاف پر قائم رہئے۔ عبادت کے وقت صرف اللہ تعالےٰ کی طرف توجہ کیجئے۔ صرف اسی کو پکاریئے، دین کو خالص طور پر اسی کے لئے سمجھئے۔ اس کے دین میں لوگوں کے قیاسات واجتہادات کی ملاوٹ نہ کیجئے۔

اے لوگو، شیطان کو اپنا دوست نہ بنائیے۔ اپنے زعم باطل میں اپنے کو ہدایت پر سمجھ کر ہدایت

کی تلاش سے غافل نہ ہو جائے ۔ ہدایت تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ملا کرتی ہے لہذا اپنے تمام عقائد اور اعمال کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی لائی ہوئی ہدایت پر پرکھئے ۔ جو اعمال اس کے مطابق ہوں انہیں اختیار کیجئے اور جو مخالف ہوں انہیں چھوڑ دیجئے ۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ
عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَ
اشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ
الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۱﴾ قُلْ مَنْ حَرَّمَ
زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ
وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ، قُلْ
هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ،
كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ

يَّعْلَمُوْنَ ﴿۳۲﴾ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ
الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ
وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ
اَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ
بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ
مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ
اَجَلٌ، فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ
لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا
يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۴﴾

ترجمہ (اور بنی آدم کو جب ہم نے زمین پر اتارا تو اس وقت ان سے یہ بھی فرمایا تھا کہ) اے بنی آدم ہر نماز کے وقت اپنی زینت کی چیزیں پہن لیا کرو، اور کھاؤ پیو لیکن فضول خرچی نہ کرو، اللہ فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا (۳۱) (اور اے رسول آپ ان سے) پوچھئے کہ اللہ کی (پیدا کی ہوئی) آرائش و زیبائش کی چیزوں کو جن کو اس نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کیا ہے اور پاکیزہ کھانے کی چیزوں کو کس نے حرام کیا ہے؟ (اے رسول) آپ ہی انہیں بتا دیجئے کہ یہ چیزیں دنیا کی زندگی میں ایمان والوں کے لئے ہیں (اگرچہ کافر بھی ان نعمتوں میں ان کے شریک ہیں لیکن) قیامت کے دن یہ چیزیں خالص ایمان والوں کے لئے ہوں گی (اور اے رسول) سمجھنے والوں کے لئے ہم اپنی آیتوں کو اس طرح علیحدہ علیحدہ بیان فرما رہے ہیں (کہ آسانی سے سمجھ میں آجائیں) (۳۲) (اے رسول آپ) کہہ دیجئے کہ میرے رب نے تو بے حیائی کے (تمام) ظاہر اور پوشیدہ کاموں کو، گناہ کو اور ناحق (کسی پر ظلم و) زیادتی کرنے کو حرام کیا ہے اور یہ کہ اس نے اللہ کے ساتھ شرک کرنے کو بھی جس کی اللہ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی حرام کیا ہے اور اس چیز کو بھی حرام کیا ہے کہ اللہ کی طرف جھوٹ بات منسوب کرو جس کا خود تمہیں بھی علم نہیں (۳۳) ہر جماعت (کی ہلاکت) کا ایک وقت مقرر ہے، جب ان کا مقررہ وقت آجاتا ہے تو پھر وہ ایک گھڑی کی بھی تقدیم و تاخیر نہیں کر سکتے (۳۴)

معانی و مصادر (زِیْنَۃَ) زَانَ، یَزِیْنُ، زَیْنٌ (ض) باز ینت ہونا۔
(طَیِّبٰتِ) طَابَ، یَطِیْبُ، طِیْبٌ وطَابٌ وطِیْبَۃٌ وتَطْیَابٌ۔ (ض) اچھا ہونا، میٹھا ہونا، پاک ہونا۔
(بَطَنَ) یَبْطُنُ، بُطُوْنٌ وبَطْنٌ (ن) چھپنا۔
(بَغٰی) بَغْیٌ، یَبْغِیْ، بَغْیٌ (ض) طلب کرنا، نافرمانی کرنا، سرکشی کرنا۔
(سُلْطٰنًا) سَلِطَ، یَسْلَطُ، سَلَاطَۃٌ وسُلُوْطَۃٌ (س) سخت ہونا (سُلْطٰنٌ = دلیل، قوت، بادشاہ)۔
(اَجَلٌ) اَجِلَ، یَاْجَلُ، اَجَلٌ (س) دیر کرنا (اَجَلٌ = ہاں، مقررہ وقت، موت کا وقت)۔

شانِ نزول ایام جاہلیت میں لوگ کعبہ کا طواف برہنہ ہو کر کرتے تھے۔ اگر کسی کو عاریۃً کوئی خاص کپڑا مل جاتا تو وہ اسے استعمال کر لیا کرتا ورنہ برہنہ ہو کر طواف کرنا ضروری سمجھا جاتا۔

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں:۔

كَانَتِ الْمَرْأَةُ تَطُوْفُ بِالْبَيْتِ وَهِيَ عُرْيَانَةٌ فَتَقُوْلُ مَنْ يُعِيْرُنِيْ طَوَافًا تَجْعَلُهُ عَلٰى فَرْجِهَا وَتَقُوْلُ: اَلْيَوْمَ يَبْدُوْ بَعْضُهُ اَوْ كُلُّهُ، فَمَا بَدَا مِنْهُ فَلَا اُحِلُّهُ، فَنَزَلَتْ هٰذِهِ

(ایام جاہلیت میں) عورت کعبہ کا طواف ایسی حالت میں کرتی تھی کہ وہ برہنہ ہوتی تھی۔ (طواف کرتے وقت) وہ یہ کہتی جاتی تھی کہ ہے کوئی جو مجھے عاریۃً ایک کپڑا دیدے تاکہ میں اسے اپنی

الْاٰیَۃُ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ
(صحیح مسلم کتاب التفسیر جزء ۲ ص ۶۰۹)

شرمگاہ پہ ڈال دوں، پھر وہ کہتی وہ آج یا تو شرمگاہ کچھ کھلی رہے گی یا پوری کھلی رہے گی۔ بہرحال جتنی بھی کھلی رہے گی میں اسے (کسی پر) حلال نہیں کروں گی (کہ اسے دیکھے) الغرض (اسی رسم بد کو ختم کرنے کے لئے) یہ آیت نازل ہوئی: خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ۔

تفسیر اللہ تعالےٰ نے جب بنی آدم کو زمین پر آباد کیا تو انہیں ابتداء ہی میں یہ حکم دے دیا تھا کہ ہم نے تمہارے لئے لباس نازل کر دیا ہے تم اس سے اپنا ستر چھپایا کرو اور زینت حاصل کیا کرو۔ بنی آدم سے سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ (یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ وَّ کُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ) اے بنی آدم، زینت تو تمہیں ہر حال میں حاصل کرنی ہے لیکن نماز کے وقت اس کا خاص خیال رکھو، ہر نماز کے وقت اپنی زینت کی چیزیں پہن لیا کرو اور کھاؤ اور پیو لیکن فضول خرچی نہ کرو اس لئے کہ اللہ تعالےٰ فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

یہ حکم بنی آدم کو ابتداء میں دیا گیا تھا اور اس کا مقصد یہ تھا کہ نماز کامل لباس میں ادا کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے نسل انسانی کو یہ حکم دے کر ہمیشہ کے لئے ان پر لازم کر دیا تھا کہ نماز زینت بخش لباس میں ادا کی جائے۔ لیکن ایام جاہلیت میں کفار نے برہنہ ہو کر طواف کرنے کی رسم ایجاد کر لی۔ اللہ تعالےٰ نے اس رسم کے ابطال کے لئے اس حکم کی یاد دہانی کرادی جو بنی آدم کو ابتداء میں دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ تھا کہ جب بنی آدم کو عبادت کے وقت زینت بخش لباس پہننے کی ہدایت کر دی گئی تھی تو کفار مکہ کو اسی ہدایت پر قائم رہنا چاہئے تھا۔ انہوں نے کیوں اللہ تعالےٰ کے حکم کو بدل کر یہ رسم بد ایجاد کی۔ انہیں چاہئے کہ اسی ابتدائی حکم کی تعمیل میں عبادت کے وقت زینت بخش لباس پہن لیا کریں۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے ابتدائی حکم کی یاد دہانی کرادی اور اب اس حکم کی موجودگی میں کسی کے لئے جائز نہیں رکھا کہ عبادت کے وقت برہنہ ہو جائے۔

اللہ تعالےٰ نے اپنے حکم میں مسجد کا ذکر فرمایا۔ مسجد کے معنیٰ نماز پڑھنے کی جگہ بھی ہو سکتے ہیں اور نماز کا وقت بھی۔ نماز پڑھنے کی جگہ میں تمام مساجد اور مسجد الحرام بھی آگئی لہذا جب مسجد الحرام میں بغیر زینت کے جانا حرام ٹھہرا تو طواف بغیر زینت کے کرنا بھی حرام ہو گیا۔

اگر "مسجد" سے نماز کا وقت مراد لیا جائے تب بھی طواف اس میں شامل ہو جاتا ہے اس لئے کہ طواف مثل نماز ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلطَّوَافُ بِالْبَيْتِ صَلٰوةٌ فَاَقِلُّوْا مِنَ الْكَلَامِ (نسائی کتاب الحج باب اباحۃ الکلام فی الطواف وسندہ صحیح مناسک الحج للالبانی ص۲۲)

کعبہ کا طواف نماز ہے لہذا (طواف کے دوران) بات کم کیا کرو۔

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کروادیا کہ اب کوئی شخص برہنہ ہوکر طواف نہیں کرے گا۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ اَبَا بَكْرِ الصِّدِّيْقَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعَثَهٗ فِي الْحَجَّةِ الَّتِيْ اَمَّرَهٗ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَوْمَ النَّحْرِ فِيْ رَهْطٍ يُؤَذِّنُ فِي النَّاسِ اَلَا لَا يَحُجَّنَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ (صحیح بخاری کتاب الحج باب لایطوف بالبیت عریان جزء۲ ص۱۸۸ وصحیح مسلم کتاب الحج باب لایحج البیت مشرک جزء اول ص۵۶۶)

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس حج میں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع سے قبل ان کو امیر حج بنا کر بھیجا تھا مجھے قربانی کے دن چند آدمیوں کے ساتھ بھیجا تھا کہ میں لوگوں میں یہ اعلان کر دوں کہ اس سال کے بعد نہ کوئی مشرک حج کرسکے گا اور نہ کوئی شخص برہنہ ہوکر کعبہ کا طواف کرسکے گا۔

اس آیت کا شان نزول اگرچہ خاص ہے لیکن الفاظ عام ہیں اور اتنے عام ہیں کہ نہ کوئی مسجد اس حکم سے باہر ہے اور نہ کوئی نماز کا وقت۔ ہر مسجد میں اور ہر نماز کے وقت زینت کی چیزیں پہننا فرض ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم الکبر جزء اول ص۵۱ و۵۲)

اللہ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِ نِعْمَةً فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ يَّرٰى اَثَرَ نِعْمَتِهٖ عَلٰى عَبْدِهٖ (رواہ احمد۔ بلوغ الامانی جزء ۱۷ ص۲۳۵ وسندہ صحیح)

جس شخص کو اللہ عزوجل نعمت سے سرفراز فرمائے تو اللہ عزوجل اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنی نعمت کا اثر اپنے بندے پر دیکھے۔

مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو خوبصورتی پسند ہے اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے

کہ اس کی نعمت کا اثر اس کے بندے پر ظاہر ہو۔ نتیجہ یہ نکلا کہ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو خوبصورتی پسند ہے لہذا اسے خوبصورت لباس پسند ہے اور جب اللہ تعالیٰ کو ہر حال میں خوبصورتی اور خوبصورت لباس پسند ہے تو یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ خاص اس حالت میں جبکہ اس کے بندے اس کے دربار میں حاضری دیں وہ خوبصورت لباس پسند نہ کرے، یہی وجہ ہے کہ اس نے آیت زیر تفسیر میں نماز کے وقت زینت کی چیزیں پہننے کا حکم نازل فرما کر نماز میں زینت کو فرض کر دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِکُمْ وَرِیْشًا۔ (الاعراف ۔ ۲۶)

اے بنی آدم ہم نے تم پر (ایسا) لباس نازل فرمایا ہے جو تمہارے ستر کو چھپائے اور (تمہیں) زینت (بخشے)۔

اس آیت میں بھی زینت پر زور دیا گیا ہے اور اس کو نزول لباس کا ایک مقصد بتایا گیا ہے۔

الغرض اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ ہے کہ بندہ ہر حال میں زینت بخش لباس پہنے تو ظاہر ہے کہ جب بندہ اللہ تعالےٰ کے دربار میں حاضری دے تو اللہ تعالےٰ کی پسند کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کا لباس کچھ اور زیادہ ہی اچھا ہونا چاہئے آیت زیر تفسیر میں اسی چیز کا حکم ہے اور صاف و صریح حکم ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں لباس کا خاص اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَمَعَ عَلَیْہِ ثِیَابَہٗ ثُمَّ خَرَجَ اِلَی الصَّلٰوۃِ (صحیح مسلم کتاب الصلوۃ باب نسخ الوضوء مما مسّت النار جزء اول ص۱۵۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کپڑے زیب تن فرمائے پھر نماز کے لئے باہر تشریف لے گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں صرف ستر پوشی ہی کو ملحوظ نہیں رکھا بلکہ زینت کا بھی حکم دیدیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِنْ کَانَ وَاسِعًا فَالْتَحِفْ بِہٖ وَاِنْ کَانَ ضَیِّقًا فَاتَّزِرْ بِہٖ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب اذا کان الثوب ضیقا جزء اول ص۱۰۱)

اگر (کپڑا) کشادہ ہو تو اُسے (پورے جسم پر) لپیٹ لو اور اگر تنگ ہو تو تہ بند باندھ لو۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر کپڑا کشادہ ہو تو نماز میں اوپر کا بدن بھی ڈھانکنا ضروری ہے۔

آیت زیر تفسیر میں کھانے اور پینے کا حکم دے کر فضول خرچی کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ فضول

خرچی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں بلکہ یہ ایک شیطانی کام ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَ كَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ○ (بنی اسرآئیل ۔ ۲۷)	فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی بند ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا ہے۔

آگے فرمایا (قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ) اے رسول آپ ان سے پوچھیے کہ اللہ تعالیٰ کی زینت بخش اشیاء جن کو اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کیا ہے اور کھانے کی پاکیزہ چیزوں کو کس نے حرام کیا ہے ؟ اللہ تعالےٰ نے تو ان چیزوں کو حرام نہیں کیا پھر ان کو حرام کرنے والا کون ہے ؟ جس چیز کو اللہ تعالےٰ نے حلال کر دیا ہے اسے کوئی حرام نہیں کر سکتا ۔ اے کفار، طواف کے وقت عام لباس کو حرام کر دینا یا دنیا کی نعمتوں کو اپنے اوپر حرام کر لینا یہ تمہاری خود ساختہ باتیں ہیں ۔ اللہ تعالےٰ نے تو ایسا حکم نہیں دیا (قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ) اے رسول، آپ ان سے کہہ دیجئے کہ یہ اشیاء تو اللہ تعالےٰ نے دنیوی زندگی میں استعمال کرنے کے لئے ایمان والوں کے لئے پیدا کی ہیں ۔ اے کفار، اگر تم اپنے ایمان کے دعوی میں سچے ہو تو بتاؤ تم نے ان چیزوں کو کیسے حرام کر رکھا ہے ۔ ایمان کا دعوٰی بھی کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ کی منشاء کے خلاف بھی کرتے ہو ۔ ایسی صورت میں تمہارے ایمان کا دعوٰی بالکل بے بنیاد ہے ۔ اگرچہ یہ چیزیں اللہ تعالےٰ نے ایمان والوں کے لئے پیدا کی ہیں لیکن تم کو بھی ان سے محروم نہیں کیا البتہ یہ بات یاد رکھو کہ قیامت کے دن یہ نعمتیں خالص طور پر ایمان والوں ہی کو ملیں گی ۔ کفار ان نعمتوں سے محروم رہیں گے دنیا میں یہ نعمتیں کفار کو اس لئے مل رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کی کوئی قدر و قیمت نہیں ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ مَا سَقٰى كَافِرًا مِنْهَا شَرْبَةَ مَآءٍ (رواہ الترمذی فی ابواب الزھد باب ما جاء فی ھوان الدنیا وصححہ ۔ جزء ۲ ص ۱۴۲)	اگر دنیا کی وقعت اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو اللہ کافر کو اس میں سے ایک گھونٹ پانی بھی نہ پلاتا۔

اگر کفار کی یہ خواہش ہے کہ آخرت میں بھی انہیں یہ نعمتیں ملیں تو انہیں چاہئے کہ ایمان لے آئیں ۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے بڑے لطیف پیرایہ میں اسلام کی تبلیغ فرمائی پھر فرمایا جس طرح ان آیات کو ہم نے علیحدہ علیحدہ واضح شکل میں نازل فرمایا ہے (كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ) اسی طرح ہم اپنی تمام آیات کو سمجھنے والوں کے لئے علیحدہ علیحدہ بیان کرتے ہیں تاکہ ان کو آیات کے سمجھنے میں کسی قسم کی دقت نہ پیش آئے ۔

آگے فرمایا (قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ)

اے رسول، آپ کہہ دیجئے کہ میرے رب نے زینت کی چیزیں اور پاکیزہ کھانے حرام نہیں کئے بلکہ جن چیزوں کو اس نے حرام کیا ہے وہ تو یہ ہیں:۔

(۱) بے حیائی کے ظاہر اور پوشیدہ تمام کام،
(۲) گناہ کے تمام کام،
(۳) ظلم و زیادتی،
(۴) اللہ تعالےٰ کے ساتھ شرک کرنا اور
(۵) بغیر علم کے اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ کو منسوب کرنا۔

الغرض اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کفار کو سخت تنبیہ کی کہ جن چیزوں کو اللہ تعالےٰ نے حرام کیا تھا ان کو تو تم نے حلال کر لیا اور جن چیزوں کو اللہ تعالےٰ نے حلال کیا تھا ان کو حرام کر دیا۔ اللہ تعالےٰ نے بے حیائی کو حرام کیا تھا۔ تم اس کو حلال سمجھتے ہو اور پھر ڈھٹائی کے ساتھ اس کو اللہ تعالےٰ کی طرف منسوب کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس قبیح حرکت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ، اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○

(الاعراف ۔ ۲۸)

اور (یہ کافر) جب بے حیائی کا کوئی کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہم نے اپنے آباء و اجداد کو اس طرح (کرتے) پایا ہے اور اللہ نے بھی ہمیں یہی حکم دیا ہے۔ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا، کیا تم اللہ کی طرف ایسی بات کو منسوب کرتے ہو جس کا خود تمہیں بھی علم نہیں (تمہارا اعتماد تو بس سنی سنائی باتوں پر ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰى ذَاقُوْا بَاْسَنَا، قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا، اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ ○

(الانعام ۔ ۱۴۸)

(اور اے رسول) شرک کی تردید سننے کے بعد یہ مشرک کہیں گے اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے اور نہ ہمارے آباء و اجداد اور نہ ہم کسی چیز کو (خود) حرام کرتے۔ (اے رسول) اسی طرح ان لوگوں نے بھی تکذیب کی تھی جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں تو ہوا یہ کہ بالآخر انہوں نے ہمارے عذاب کا مزا چکھا، (اے رسول) آپ ان سے کہئے کہ کیا تمہارے پاس (اس بات کی) کوئی سند ہے، اگر ہے تو اُسے ہمارے سامنے پیش کرو

(ہمیں معلوم ہے کہ تمہارے پاس کوئی سند نہیں ہے) تم تو بس وہم وگمان کی پیروی کر رہے ہو اور اندازے اور تخمینے لگاتے رہتے ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
لَا اَحَدُ اَغْیَرُ مِنَ اللّٰہِ فَلِذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَاظَهَرَ مِنْهَا وَمَابَطَنَ (صحیح بخاری کتاب التفسیر ابواب تفسیر سورۃ الاعراف جزء ۶ ص۷۲)

اللہ سے زیادہ غیرت دار کوئی نہیں یہی وجہ ہے کہ اس نے ظاہر اور باطن تمام بےحیائیوں کو حرام کر دیا۔

آگے فرمایا (وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ) اور اے کفار، ہر جماعت کے لئے ایک وقت مقرر ہوتا ہے، تمہارے لئے بھی ایک وقت مقرر ہے۔ تمہارے وقت مقررہ تک تم کو مہلت دی جارہی ہے اور ہر جماعت کو اس کے وقت مقررہ تک مہلت دی جاتی رہی ہے پھر جب ان کا وقت مقررہ آجاتا ہے تو پھر ایک گھڑی کے لئے بھی انہیں موخر نہیں کیا جاتا اور نہ اپنے وقت مقررہ سے ایک گھڑی پہلے وہ آگے بڑھ سکتے ہیں، عذاب الٰہی اور موت کا ایک وقت مقرر ہے۔ کوئی جماعت اور کوئی فرد اس وقت مقررہ سے آگے پیچھے نہیں ہو سکتے۔ اے کفار، اب بھی وقت ہے سنبھل جاؤ۔ ایمان لے آؤ ورنہ یاد رکھو جب وہ وقت جو تمہارے لئے مقرر ہے آجائیگا تو تم تباہ و برباد کر دئے جاؤ گے اور تمہیں ذرا سی بھی مہلت نہیں ملے گی۔

عمل

اے ایمان والو، ہر نماز کے وقت اپنی زینت کی چیزیں پہن لیا کیجئے۔ نماز کامل اور عمدہ لباس میں ادا کیا کیجئے۔

اے ایمان والو، اچھی سے اچھی چیز کھائیے، اچھی سے اچھی پیجئے۔ اچھے سے اچھا لباس پہنئے لیکن فضول خرچی نہ کیجئے۔

اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ نے زینت کی چیزیں آپ کے استعمال کے لئے پیدا کی ہیں لہذا انہیں استعمال کیجئے زینت کی کسی چیز کو جس کو اللہ تعالےٰ نے حلال کیا ہے اپنے اوپر حرام نہ کیجئے۔ ترک زینت اللہ تعالےٰ کو ناپسند ہے۔

اے لوگو، ظاہر اور پوشیدہ بے حیائیوں سے بچئے۔ کسی پر ناحق زیادتی نہ کیجئے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی قسم کا ذرا سا بھی شرک نہ کیجئے اور کسی ایسی بات کو جو اللہ تعالےٰ نے نہ فرمائی ہو اللہ تعالیٰ

کی طرف منسوب نہ کیجئے۔ پہلے تحقیق کیجئے۔ اگر تحقیق سے معلوم ہو کہ وہ بات قرآن مجید یا حدیث صحیح میں موجود ہے تو پھر اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیجئے۔ بغیر تحقیق اور بغیر علم کے محض ظن اور تخمین کی بنیاد پر یا آباء واجداد کے رسم ورواج پر اعتماد کرتے ہوئے کسی بات کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہ کیجئے۔

اے لوگو، آپ کی موت کا ایک وقت مقرر ہے۔ جب موت آجائے گی تو آپ کو مہلت نہیں ملے گی لہذا موت کے آنے سے پہلے اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کیجئے۔ اس سے معافی مانگیئے اور گناہوں سے تائب ہو جائیے۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ
مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ
فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ
عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۵﴾
وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ
اسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ
النَّارِ، هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۶﴾

ترجمہ (بنی آدم کی ابتدائی آبادی کے قصہ کی طرف پھر رجوع کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ) اے بنی آدم، جب کبھی تمہارے پاس تم ہی میں سے (میرے) رسول آئیں جو میری آیتیں تم کو پڑھ پڑھ کر سنائیں تو جو لوگ (ان پر ایمان لاکر) متقی بن جائیں گے اور (اپنی) اصلاح کرلیں گے انہیں (قیامت کے دن) نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ کوئی غم ہوگا ﴿۳۵﴾ البتہ جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور از راہ تکبر ان سے منہ موڑا تو ایسے لوگ دوزخ میں جائیں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے ﴿۳۶﴾

معانی ومصادر (یَقُصُّوْنَ) قَصَّ ، یَقُصُّ ، قَصٌّ وقَصَصٌ (ن) قدم بقدم چلنا ، بیان کرنا ، کاٹنا۔

تفسیر اللہ تعالےٰ نے جب آدم علیہ السلام کو زمین پہ اتارا اور بنی آدم کو اس میں رہنے بسنے کا حکم دیا (جیسا کہ آیات ۲۴ و ۲۵ میں گذر چکا ہے) تو جو احکامات اس وقت ان کو دئے تھے ان میں سے یہ چوتھا اور آخری حکم تھا جو آیات زیر تفسیر میں بیان کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بنی آدم سے فرمایا (یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ فَمَنِ اتَّقٰی وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ) اے بنی آدم جب کبھی تم ہی میں سے میرے رسول تمہارے پاس آئیں جو تم کو میری آیات پڑھ کر سنائیں تو جو شخص ان کو سن کر ڈر جائے اور اپنی اصلاح کرلے تو ایسے لوگوں کو قیامت کے دن نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ کوئی غم۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّا مُبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ○

(الانعام - ۴۸)

اور (اے لوگو) رسولوں کو تو ہم بس خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجتے ہیں، (داروغہ بنا کر نہیں بھیجتے) تو جو (ان پر) ایمان لے آئے اور اپنی اصلاح کرلے تو اُسے (قیامت کے دن) نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ کوئی غم۔

آیت زیر تفسیر میں جہاں "اِتَّقٰی" ہے سورۃ انعام کی مندرجہ بالا آیت میں اس جگہ "اٰمَنَ" ہے گویا اِتَّقٰی اور اٰمَنَ کی شان واحد ہے۔ ہر دو آیات سے معلوم ہوا کہ تقویٰ اور ایمان کا نتیجہ واحد ہے اور وہ ہے نجات اخروی۔

آگے فرمایا (وَالَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَاسْتَکْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ) اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان کو ماننے سے تکبر کیا تو ایسے لوگ دوزخی ہیں۔ یہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اسی مضمون کی آیات سورہ بقرہ میں گذر چکی ہیں، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِیْعًا فَاِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ مِّنِّیْ هُدًی فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ○

(البقرۃ - ۳۸و۳۹)

(پھر) ہم نے (اُن سے) کہا تم سب یہاں سے اتر کر (زمین پر چلے) جاؤ، پھر جب کبھی تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت پہنچے تو (اس کی پیروی کرنا)۔ جو لوگ میری ہدایت کی پیروی کریں گے انہیں (روز محشر) نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ البتہ

جو لوگ ہماری آیتوں کا انکار کریں گے اور ان
کو جھٹلائیں گے تو ایسے لوگ دوزخی ہونگے
اور وہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔

ہر دو مقامات کو دیکھنے سے یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آجاتی ہے کہ آیات زیر تفسیر کا محل وہی ہے جو سورۃ بقرہ میں بیان کیا گیا ہے۔ یعنی بنی آدم سے اس وقت جب وہ زمین پہ اتارے گئے کہا گیا تھا کہ تمہارے پاس میرے رسول میری ہدایت لے کر آئیں گے، ان پر ایمان لانا تاکہ تم ہدایت پاؤ اور آخرت کی تکلیف و عذاب سے بچ جاؤ۔

اِن آیات میں یہ امت مخاطب نہیں ہے کیونکہ نبوت کا سلسلہ اب منقطع ہو گیا ہے۔ اب نہ کوئی نبی بنا کر بھیجا جائے گا اور نہ رسول۔ ختم نبوت کے مسئلہ پر ہم انشاء اللہ العزیز سورۃ احزاب کی آیت ۴۰ کی تفسیر میں تفصیل سے روشنی ڈالیں گے۔

عمل

اے ایمان والو، تقویٰ اختیار کیجئے، اپنے اعمال کی اصلاح کیجئے۔

اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ کے احکام سن کر سرکشی نہ کیجئے اور نہ ان کی تکذیب کیجئے بلکہ عاجزانہ طور پر ہمہ اوقات ان کی تعمیل کے لئے مستعد رہیئے۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى
اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ
اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ
الْكِتٰبِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ
رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْٓا اَيْنَ
مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا
عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۳۷
قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ

مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ
فِي النَّارِ، كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ
لَّعَنَتْ اُخْتَهَا، حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا
فِيْهَا جَمِيْعًا قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ
رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ
عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ، قَالَ
لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾
وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا
كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ

فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ۳۹

ترجمہ (اے رسول) اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ کی طرف جھوٹ بات منسوب کرے یا اللہ کی آیتوں کو جھٹلائے، ایسے لوگوں کو نوشتہ (تقدیر) کے مطابق (دنیا میں) ان کا جو حصہ مقرر ہے وہ انہیں ملتا رہے گا یہاں تک کہ جب ہمارے فرشتے ان کے پاس روح قبض کرنے کے لئے آئیں گے تو (ان سے) کہیں گے کہ (اب تمہارے) وہ (معبود) کہاں ہیں جن کو تم اللہ کے علاوہ پکارا کرتے تھے؟ وہ کہیں گے وہ تو ہم سے گم ہو گئے، پھر اعتراف کریں گے کہ وہ واقعی کافر تھے (۳۷) اللہ فرمائیگا کہ تم سے پہلے جن و انس کی جو امتیں گذر چکی ہیں انہی کے ساتھ تم بھی دوزخ میں داخل ہو جاؤ (اس طرح) جب کبھی کوئی امت (دوزخ میں) داخل ہوگی تو اپنے جیسی دوسری امت پر لعنت کرے گی، یہاں تک کہ جب سب امتیں اس میں پہنچ جائیں۔۔۔۔ گے تو پچھلی امت پہلی امت کے متعلق (اللہ سے اس طرح) بد دعاء کرے گی کہ اے ہمارے رب، یہی لوگ ہیں جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا لہذا انہیں جہنم کا دوگنا عذاب دے، اللہ فرمائیگا (تم) سب کے لئے دوگنا عذاب ہے لیکن تم نہیں جانتے (۳۸) (پھر) پہلی امت پچھلی امت سے کہے گی کہ تم کو ہمارے مقابلہ میں کسی قسم کا فضل حاصل نہیں ہو سکا تو (اب) جو عمل تم کرتے تھے اس کی سزا میں عذاب کا مزا چکھو (۳۹)

معانی و مصادر (یَنَالُ) نَالَ، یَنَالُ، نَیْلٌ و نَالٌ و نَالَۃٌ (س) پانا۔
(اِدَّارَکُوْا) اِدَّارَکَ، یَدَّارَکُ، اِدَّارُکٌ (باب افتعل) خطا کے بعد ٹھیک کر دینا، جو چیز رہ گئی ہو اسے طلب کر کے ثابت اور بہتر کر دینا، ایک دوسرے سے مل جانا، جمع ہو جانا۔
(ضِعْفٌ) ضَعَفَ، یَضْعَفُ، ضَعْفٌ (ف) زیادہ کرنا (ضِعْفٌ = مثل)۔

تفسیر اوپر گذر چکا ہے کہ کفار نے بہت سی باتیں اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ منسوب کر رکھی تھیں وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار بھی کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ) اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ

کی طرف جھوٹ منسوب کرے یا اللہ تعالیٰ کی آیتوں کی تکذیب کرے یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ منسوب کرنے والا یا اللہ تعالیٰ کی تکذیب کرنے والا بہت بڑا گناہ گار ہے (اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ) ایسے لوگوں کو نوشتۂ تقدیر کے مطابق دنیا میں ان کا جو حصہ مقرر ہے وہ انہیں ان کی موت کے وقت تک ملتا رہے گا (حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ) پھر جب ان کی موت آئے گی اور ہمارے فرشتے ان کی روح قبض کرنے کے لئے ان کے پاس آئیں گے تو (قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ) ان سے پوچھیں گے بتاؤ وہ لوگ کہاں ہیں جن کو تم اللہ تعالیٰ کے علاوہ پکارتے تھے، اب وہ اس مشکل میں تمہارے کام کیوں نہیں آتے۔ (قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ) وہ ظالم کہیں گے وہ تو سب ہم سے غائب ہو گئے کوئی نظر نہیں آتا۔ پھر وہ اپنے خلاف خود ہی گواہی دیں گے کہ وہ واقعی کافر تھے کہ خالق کو چھوڑ کر مخلوق کو پکارتے تھے (قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ) پھر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان سے فرمائے گا! جن وانس میں سے جو سرکش جماعتیں تم سے پہلے گذر چکی ہیں تم بھی انہی کے ساتھ دوزخ میں داخل ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے مطابق کافروں کی جماعتیں دوزخ میں داخل ہونی شروع ہو جائیں گی (كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا) اور جب کبھی کوئی جماعت دوزخ میں داخل ہو گی تو اپنے ہی جیسی جماعت پر لعنت کرے گی۔ الغرض اس طرح یکے بعد دیگرے کافروں کی جماعتیں دوزخ میں داخل ہوتی رہیں گی (حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا) یہاں تک کہ جب وہ سب جماعتیں دوزخ میں جمع ہو جائیں گی تو (قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ) بعد میں آنے والی جماعت اپنے سے پہلے آنے والی جماعت کے حق میں اس طرح بددعاء کرے گی کہ اے ہمارے رب ان لوگوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا لہذا ان کو دوزخ میں دوگنا عذاب دے (قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ) اللہ تعالیٰ فرمائیگا تم میں سے ہر ایک کو دوگنا عذاب ہے لیکن تمہیں خبر نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ○ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ○ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ○ وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ○ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ

بے شک اللہ نے کافروں پر لعنت کر دی ہے اور ان کے لئے دھکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے، اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے (وہاں) وہ نہ کوئی کارساز پائیں گے اور نہ مددگار، جس دن ان کے چہرے آگ میں الٹے کر دئے جائیں گے تو وہ کہیں گے کاش ہم نے اللہ کی اطاعت کی ہوتی اور رسول کی اطاعت کی ہوتی پھر

الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا ۝
(الاحزاب۔ ۶۴ تا ۶۸)

وہ کہیں گے! اے ہمارے رب، ہم نے اپنے سرداروں کی اور اپنے بزرگوں کی اطاعت کی، انہوں نے ہمیں (سیدھے) راستے سے گمراہ کر دیا اے ہمارے رب ان کو دُگنا عذاب دے اور ان پر بڑی (زبردست) لعنت کر۔

آگے فرمایا (وَقَالَتْ أُولَاهُمْ لِأُخْرَاهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ) بعد والوں کی بددعاء کے جواب میں پہلی جماعت والے ان سے اس طرح کہیں گے کہ تم کو ہمارے اوپر کسی قسم کا فضل حاصل نہیں ہو سکا۔ تم نے ہماری شکایت کر لی، تم چاہتے تھے کہ ہم کو تمہارے مقابلہ میں دوگنا عذاب ہو لیکن تمہاری یہ مراد برنہ آئی۔ تمہارے اور ہمارے عذاب میں کوئی فرق نہیں، دونوں برابر عذاب میں مبتلا ہیں (فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ) تو اب اپنے اعمال کے بدلہ میں عذاب کا مزا چکھو۔

تمام امتیں عذاب میں اس لئے برابر ہوں گی کہ ہر امت اپنے بعد میں آنے والی امت کے لئے برا نمونہ تھی۔ ہر امت بعد میں آنے والی امت کے لئے گمراہی کا سبب بنی۔ مزید برآں پچھلی امتوں کا ایک قصور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انہیں گذشتہ امتوں کی تباہی و بربادی کا حال معلوم ہوا پھر بھی انہوں نے عبرت حاصل نہ کی بلکہ ان کی اندھی تقلید کرتے رہے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ منسوب نہ کیجئے اور نہ اللہ تعالےٰ کی آیات و احکام کو جھٹلائیے۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو مدد یا مشکل کشائی کے لئے نہ پکاریئے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ نہ کوئی مددگار ہے اور نہ کوئی مشکل کشا۔ اللہ تعالےٰ کے علاوہ جن کو پکارا جاتا ہے یہ نہ موت کے وقت کام آئیں گے اور نہ قیامت کے دن۔

اے لوگو، اپنے بعد والوں کے لئے بُرا نمونہ نہ بنئے۔ کوئی بدعت نہ ایجاد کیجئے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَ
اسْتَكْبَرُوا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ
أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُونَ
الْجَنَّةَ حَتَّىٰ يَلِجَ الْجَمَلُ فِي
سَمِّ الْخِيَاطِ، وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي
الْمُجْرِمِينَ ﴿۴۰﴾ لَهُمْ مِنْ جَهَنَّمَ
مِهَادٌ وَمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ،
وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ ﴿۴۱﴾

ترجمہ: جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ازراہ تکبر ان سے منہ موڑا، ان کے لئے نہ تو آسمان کے دروازے کھولے جائیں گے اور نہ وہ جنت میں داخل ہو سکیں گے جب تک اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل نہ ہو جائے، مجرموں کو ہم اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں ﴿۴۰﴾

ان کے لئے بچھونے بھی جہنم (کی آگ) کے ہوں گے اور اوپر سے اوڑھنے کے کپڑے بھی جہنم (کی آگ) کے ہوں گے، ظالموں کو ہم اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں (۴۱)

معانی و مصادر (یَلِجَ) وَلَجَ، یَلِجُ، وُلُوْجٌ (ض) داخل ہونا۔
(سَمِّ) سَمٌّ۔ سوئی کا ناکہ۔
(اَلْخِیَاطِ) خَاطَ، یَخِیْطُ، خَیْطٌ (ض) سینا (خِیَاطٌ۔ سوئی)
(مِهَادٌ) مَهَدَ، یَمْهَدُ، مَهْدٌ (ف) بچھانا (مِهَادٌ۔ بچھونا)
(غَوَاشٍ) غَشِیَ، یَغْشٰی، غَشْیٌ وغِشَایَةٌ (س) ڈھانکنا (غَوَاشٍ = غَاشِیَةٌ کی جمع جو غَاشٍ کا مؤنث ہے۔ غَاشٍ = ڈھکن، اوڑھنے کی چیز)

تفسیر اوپر آیت ۳۶ میں گذر چکا ہے کہ جن لوگوں نے اللہ تعالےٰ کی آیات کو جھٹلایا اور ان سے سرکشی کی وہ دوزخ میں داخل ہوں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ آیات زیر تفسیر میں اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں کی بدبختی اور عذاب جہنم کا ذکر فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اِنَّ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَاسْتَکْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ) جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ان کو ازراہ تکبر تسلیم نہیں کیا اور ان پر ایمان نہیں لائے تو ایسے لوگوں کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے (وَلَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ) اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو جائے۔ جس طرح اونٹ سوئی کے ناکہ میں داخل نہیں ہو سکتا، اسی طرح یہ لوگ جنت میں داخل نہیں ہو سکتے۔ ان کا جنت میں داخل ہونا اسی طرح ناممکن ہے جس طرح اونٹ کا سوئی کے ناکے میں داخل ہونا (وَکَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُجْرِمِیْنَ) اور اے رسول، ہم مجرموں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔

آسمان کے دروازے نہ کھولے جانے کے سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا خَرَجَتْ رُوْحُ الْمُؤْمِنِ تَلَقَّاهَا مَلَكَانِ یُصْعِدَانِهَا فَذَكَرَ مِنْ طِیْبِ رِیْحِهَا وَذَكَرَ الْمِسْكَ وَیَقُوْلُ اَهْلُ السَّمَآءِ: رُوْحٌ طَیِّبَةٌ جَآءَتْ مِنْ قِبَلِ الْاَرْضِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكِ وَعَلٰی جَسَدٍ كُنْتِ تَعْمُرِیْنَهٗ فَیُنْطَلَقُ بِهٖ اِلٰی رَبِّهٖ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ یَقُوْلُ: اِنْطَلِقُوْا بِهٖ اِلٰی اٰخِرِ الْاَجَلِ قَالَ وَاِنَّ الْكَافِرَ اِذَا خَرَجَتْ رُوْحُهٗ وَذَكَرَ مِنْ نَتْنِهَا وَذَكَرَ لَعْنًا وَیَقُوْلُ اَهْلُ

جب مؤمن کی روح نکلتی ہے تو دو فرشتے اسے لے کر اوپر چڑھتے ہیں، پھر آپ نے اس کی خوشبو کی خوبی کا ذکر کیا اور مشک کا ذکر کیا۔ آسمان والے کہتے ہیں! یہ پاکیزہ روح ہے جو زمین کی طرف سے آئی ہے۔ (اے روح) اللہ تجھ پر اور جس بدن کو تو نے آباد کیا تھا اس پر رحمت نازل فرمائے۔ پھر اسے اس کے رب عزوجل کی طرف لے جایا جاتا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: اسے ایک اور مقررہ وقت

السَّمَآءِ رُوحٌ خَبِيثَةٌ جَآءَتْ مِنْ قِبَلِ الْاَرْضِ فَيُقَالُ: اِنْطَلِقُوْا بِهٖ اِلٰى اٰخِرِ الْاَجَلِ فَرَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَيْطَةً كَانَتْ عَلَيْهِ عَلٰى اَنْفِهٖ هٰكَذَا (صحیح مسلم کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمہا باب عرض مقعد المیت من الجنۃ جزء ۲ ص ۳۸۵)

کے لئے لے جاؤ اور جب کافر کی روح نکلتی ہے پھر آپ نے اس کی بدبو اور لعنت کا ذکر فرمایا تو آسمان والے کہتے ہیں: یہ خبیث روح ہے جو زمین کی طرف سے آئی ہے۔ پھر کہا جاتا ہے: اس کو ایک اور مقررہ وقت کے لئے لے جاؤ۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس کی بدبو کا ذکر کیا تو) آپ نے اپنی چادر کو اس طرح اپنی ناک پر ڈال لیا تھا۔

حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں:۔

خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ، فَانْتَهَيْنَا اِلَى الْقَبْرِ وَلَمَّا يُلْحَدْ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَلَسْنَا حَوْلَهٗ كَاَنَّ عَلٰى رُءُوْسِنَا الطَّيْرَ وَفِيْ يَدِهٖ عُوْدٌ يَنْكُتُ بِهٖ فِي الْاَرْضِ فَرَفَعَ رَاْسَهٗ فَقَالَ اِسْتَعِيْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ اِذَا كَانَ فِيْ اِنْقِطَاعٍ مِنَ الدُّنْيَا وَاِقْبَالٍ مِنَ الْاٰخِرَةِ نَزَلَ اِلَيْهِ مَلَآئِكَةٌ مِنَ السَّمَآءِ بِيْضُ الْوُجُوْهِ كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الشَّمْسُ، مَعَهُمْ كَفَنٌ مِنْ اَكْفَانِ الْجَنَّةِ وَحَنُوْطٌ مِنْ حَنُوْطِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَجْلِسُوْا مِنْهُ مَدَّ الْبَصَرِ، ثُمَّ يَجِيْئُ مَلَكُ الْمَوْتِ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتّٰى يَجْلِسَ عِنْدَ رَاْسِهٖ فَيَقُوْلُ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ: اُخْرُجِيْ اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ قَالَ فَتَخْرُجُ تَسِيْلُ كَمَا تَسِيْلُ الْقَطْرَةُ مِنَ السِّقَآءِ

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک انصاری کے جنازے میں نکلے۔ ہم قبر کے پاس پہنچے اور ابھی لحد تیار نہیں ہوئی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے چاروں طرف اس طرح بیٹھ گئے گویا کہ ہمارے سروں پر پرند بیٹھے ہوئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی، آپ اس سے زمین کو کرید رہے تھے۔ اتنے میں آپ نے سر اٹھایا اور دو یا تین مرتبہ فرمایا عذاب قبر سے اللہ کی پناہ طلب کرو، پھر فرمایا! مؤمن بندہ جب دنیا سے رخصت ہونے والا ہوتا ہے اور آخرت کی طرف جاتا ہے تو اس کی طرف آسمان سے فرشتے اترتے ہیں۔ ان کے چہرے ایسے روشن ہوتے ہیں گویا کہ وہ سورج ہیں۔ ان کے پاس بہشت کے کفنوں میں سے ایک کفن ہوتا ہے اور بہشت کی خوشبوؤں میں سے ایک خوشبو ہوتی ہے۔ وہ اس شخص کے پاس آکر حد نظر تک بیٹھ

الاعراف - ۷ ۲ ۲ ۲

رَوْحِهَا وَطِيْبِهَا وَيُفْسَحُ لَهٗ فِيْ قَبْرِهٖ مَدَّ
بَصَرِهٖ قَالَ وَيَاْتِيْهِ رَجُلٌ حَسَنُ الْوَجْهِ
حَسَنُ الثِّيَابِ، طَيِّبُ الرِّيْحِ فَيَقُوْلُ اَبْشِرْ
بِالَّذِيْ يَسُرُّكَ هٰذَا يَوْمُكَ الَّذِيْ كُنْتَ
تُوْعَدُ فَيَقُوْلُ لَهٗ مَنْ اَنْتَ ؟ فَوَجْهُكَ
اَلْوَجْهُ يَجِيْءُ بِالْخَيْرِ فَيَقُوْلُ اَنَا عَمَلُكَ
الصَّالِحُ فَيَقُوْلُ رَبِّ اَقِمِ السَّاعَةَ حَتّٰى
اَرْجِعَ اِلٰى اَهْلِيْ وَمَالِيْ قَالَ وَاِنَّ الْعَبْدَ
الْكَافِرَ اِذَا كَانَ فِيْ اِنْقِطَاعٍ مِنَ الدُّنْيَا
وَاِقْبَالٍ مِنَ الْاٰخِرَةِ نَزَلَ اِلَيْهِ مِنَ السَّمَآءِ
مَلٰٓئِكَةٌ سُوْدُ الْوُجُوْهِ مَعَهُمُ الْمُسُوْحُ
فَيَجْلِسُوْنَ مِنْهُ مَدَّ الْبَصَرِ ثُمَّ يَجِيْءُ
مَلَكُ الْمَوْتِ حَتّٰى يَجْلِسَ عِنْدَ رَاْسِهٖ
فَيَقُوْلُ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْخَبِيْثَةُ اُخْرُجِيْ
اِلٰى سَخَطٍ مِنَ اللّٰهِ وَغَضَبٍ قَالَ فَتَفَرَّقُ فِيْ
جَسَدِهٖ فَيَنْتَزِعُهَا كَمَا يُنْتَزَعُ السَّفُوْدُ مِنَ
الصُّوْفِ الْمَبْلُوْلِ فَيَاْخُذُهَا فَاِذَا اَخَذَهَا
لَمْ يَدَعُوْهَا فِيْ يَدِهٖ طَرْفَةَ عَيْنٍ حَتّٰى
يَجْعَلُوْهَا فِيْ تِلْكَ الْمُسُوْحِ وَيَخْرُجُ مِنْهَا
كَاَنْتَنِ رِيْحِ جِيْفَةٍ وُجِدَتْ عَلٰى وَجْهِ
الْاَرْضِ فَيَصْعَدُوْنَ بِهَا فَلَا يَمُرُّوْنَ
بِهَا عَلٰى مَلَاءٍ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِلَّا قَالُوْا
مَا هٰذَا الرُّوْحُ الْخَبِيْثُ! فَيَقُوْلُوْنَ فُلَانُ
ابْنُ فُلَانٍ بِاَقْبَحِ اَسْمَائِهِ الَّتِيْ كَانَ
يُسَمّٰى بِهَا فِي الدُّنْيَا حَتّٰى يُنْتَهٰى بِهٖ اِلَى
السَّمَآءِ الدُّنْيَا فَيُسْتَفْتَحُ لَهٗ فَلَا يُفْتَحُ لَهٗ
ثُمَّ قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ: لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ

ہے، اس میں اسے پھر بھیجتا ہوں اور اسی سے
اس کو ایک مرتبہ اور نکالوں گا۔ پھر اسکی روح
اس کے بدن میں لوٹائی جاتی ہے، پھر دو فرشتے
آتے ہیں اور اُسے بٹھاتے ہیں پھر وہ اس سے
کہتے ہیں تیرا رب کون ہے۔ وہ کہتا ہے! میرا
رب اللہ ہے۔ پھر وہ پوچھتے ہیں تیرا دین کیا
ہے۔ وہ کہتا ہے! میرا دین اسلام ہے۔ پھر وہ
پوچھتے ہیں کہ وہ کون ہے جس کو تم لوگوں میں
مبعوث کیا گیا تھا۔ وہ کہتا ہے! وہ اللہ کے
رسولؐ ہیں۔ پھر وہ کہتے ہیں: تو نے یہ بات کیسے
معلوم کی۔ وہ کہتا ہے میں نے اللہ کی کتاب
پڑھی، پھر میں اس پر ایمان لایا اور میں نے
اس کی تصدیق کی پھر آسمان سے ایک منادی
ندا کرتا ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا۔ اس کے
لئے جنت کا بچھونا بچھا دو اور اس کو جنت کا
لباس پہنا دو اور اس کے لئے جنت کی طرف
دروازہ کھول دو۔ پھر اس کو جنت کی ہوا اور
خوشبو آنے لگتی ہے اور پھر اس کے لئے حد
نگاہ تک اس کی قبر میں کشادگی کر دی جاتی
ہے۔ پھر ایک شخص خوشرو، خوش لباس اور
خوشبودار اس کے پاس آتا ہے اور اس سے
کہتا ہے اس چیز کی خوشخبری سن جو چیز تجھے
خوش کر دے گی۔ یہ وہ دن ہے جس کا تجھ سے
وعدہ کیا گیا تھا۔ وہ بندہ پوچھتا ہے تو کون ہے؟
اس لئے کہ تیرا چہرہ وہ چہرہ ہے کہ بھلائی لاتا ہے۔
وہ کہتا ہے: میں تیرا نیک عمل ہوں۔ پھر وہ بندہ
کہتا ہے: اے میرے رب، قیامت کو قائم
کر تاکہ میں اپنے اہل اور مال کی طرف لوٹ کر

وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اكْتُبُوْا ... كِتَابَهٗ فِيْ سِجِّيْنَ فِي الْاَرْضِ السُّفْلٰى فَتُطْرَحُ رُوْحُهٗ طَرْحًا ثُمَّ قَرَأَ: وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ فَتُعَادُ رُوْحُهٗ فِيْ جَسَدِهٖ وَيَاْتِيْهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهٖ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَنْ رَّبُّكَ ؟ فَيَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِيْ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَا دِيْنُكَ ؟ فَيَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِيْ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ بُعِثَ فِيْكُمْ ؟ فَيَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِيْ فَيُنَادِيْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ اَنْ كَذَبَ فَافْرِشُوْا لَهٗ مِنَ النَّارِ وَافْتَحُوْا لَهٗ بَابًا اِلَى النَّارِ فَيَاْتِيْهِ مِنْ حَرِّهَا وَسَمُوْمِهَا وَيُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهٗ حَتّٰى تَخْتَلِفَ فِيْهِ اَضْلَاعُهٗ وَيَاْتِيْهِ رَجُلٌ قَبِيْحُ الْوَجْهِ قَبِيْحُ الثِّيَابِ مُنْتِنُ الرِّيْحِ فَيَقُوْلُ اَبْشِرْ بِالَّذِيْ يَسُوْءُكَ هٰذَا يَوْمُكَ الَّذِيْ كُنْتَ تُوْعَدُ فَيَقُوْلُ مَنْ اَنْتَ فَوَجْهُكَ الْوَجْهُ يَجِيْءُ بِالشَّرِّ فَيَقُوْلُ اَنَا عَمَلُكَ الْخَبِيْثُ فَيَقُوْلُ رَبِّ لَا تُقِمِ السَّاعَةَ (رواہ احمد فی مسندہ۔ بلوغ الامانی جزء ۷، ص۷۲ واسنادہ صحیح التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء اول ص۵۱۵ و بلوغ الامانی جزء ۷، ص۸۲)

جاؤں۔ اور بندۂ کافر جب دنیا سے رخصت ہونے کے قریب ہوتا ہے اور آخرت کی طرف رُخ کرتا ہے تو آسمان سے سیاہ چہرے والے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ ان کے پاس ٹاٹ ہوتے ہیں۔ پھر وہ آکر اس کے پاس حدِ نظر تک بیٹھ جاتے ہیں پھر ملک الموت آتا ہے اور اس کے سر کے قریب بیٹھ جاتا ہے اور اس سے کہتا ہے اے خبیث روح، اللہ کی خفگی کی طرف نکل۔ یہ سن کر وہ روح بدن کے اندر پراگندہ ہو جاتی ہے۔ ملک الموت اس کو اس طرح کھینچ لیتا ہے جس طرح تراؤن سے سوئی کو کھینچ لیا جاتا ہے۔ پھر ملک الموت اسے لے لیتا ہے۔ وہ فرشتے اُسے اس کے ہاتھ میں پلک جھپکنے کے وقت کے برابر بھی نہیں چھوڑتے۔ وہ اسے لے کر ٹاٹوں میں رکھ دیتے ہیں پھر اُس سے زمین پر پائے جانے والے سب سے زیادہ بدبودار مردار جیسی بدبو نکلتی ہے۔ پھر وہ اسے لے کر اوپر چڑھتے ہیں اور جب وہ فرشتوں کی کسی مجلس کے پاس سے گذرتے ہیں تو وہ فرشتے کہتے ہیں: یہ کون سی خبیث روح ہے۔ لے جانے والے فرشتے کہتے ہیں یہ فلاں بن فلاں ہے۔ وہ اس کے ان ناموں میں سے جن سے لوگ اُسے دنیا میں پکارتے تھے اس کا سب سے بدتر نام لیتے ہیں یہاں تک کہ وہ آسمان دنیا پر پہنچ جاتا ہے۔ پھر اس کے لئے دروازہ کھلوانے کے لئے کہا جاتا ہے لیکن اس کے لئے آسمان کا دروازہ نہیں کھولا جاتا، پھر رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی انکے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاتے اور وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکہ میں داخل ہو۔ پھر اللہ عزوجل فرماتا ہے! اس کی کتاب کو سب سے نیچے کی زمین میں سجّین میں لکھ دو۔ پھر اس کی روح کو پھینک دیا جاتا ہے، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی! اور جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرے وہ ایسا ہے گویا آسمان سے گر پڑا۔ پھر یا تو پرندے اسے اچک لیتے ہیں یا ہوا اُسے کسی دور دراز مکان پر پھینک دیتی ہے۔ پھر اس کے جسم میں روح کو لوٹایا جاتا ہے۔ دو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں اور اُسے بٹھا کر پوچھتے ہیں: تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے: ہاہ ہاہ میں نہیں جانتا۔ پھر وہ پوچھتے ہیں: تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے ہاہ ہاہ، میں نہیں جانتا، پھر وہ پوچھتے ہیں کون ہے وہ جو تم لوگوں میں مبعوث کیا گیا تھا؟ وہ جواب دیتا ہے: ہاہ ہاہ میں نہیں جانتا۔ پھر آسمان سے ایک منادی ندا کرتا ہے: اس نے جھوٹ کہا۔ اس کے لئے آگ کا بچھونا بچھا دو، دوزخ کا دروازہ کھول دو۔ پھر دوزخ کی گرمی اور اس کی لپٹ اس کے پاس آنے لگتی ہے اور اس پر اس کی قبر کو تنگ کر دیا جاتا ہے یہاں تک کہ اس میں اس کی پسلیاں ادھر کی ادھر ہو جاتی ہیں۔ پھر اس کے پاس ایک بدرُو، بدلباس، بدبودار شخص آتا ہے، وہ کہتا ہے اس چیز کی خوشخبری سُن جو چیز

تجھے بری معلوم ہوگی۔ یہ وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا۔ وہ بندہ پوچھتا ہے: تو کون ہے؟ تیرا چہرہ تو وہ چہرہ ہے کہ شر لے کر آتا ہے۔ وہ کہتا ہے میں تیرا عمل ہوں۔ یہ سُن کر وہ بندہ کہتا ہے:۔ اے میرے رب قیامت قائم نہ کر۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

إِذَا حُضِرَ الْمُؤْمِنُ أَتَتْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ بِحَرِيرَةٍ بَيْضَاءَ فَيَقُولُونَ اُخْرُجِي رَاضِيَةً مَرْضِيًّا عَنْكِ إِلَى رَوْحِ اللهِ وَرَيْحَانٍ وَرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ فَتَخْرُجُ كَأَطْيَبِ رِيحِ الْمِسْكِ حَتَّى إِنَّهُ لَيُنَاوِلُهُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا حَتَّى يَأْتُونَ بِهِ بَابَ السَّمَاءِ فَيَقُولُونَ مَا أَطْيَبَ هٰذِهِ الرِّيحَ الَّتِي جَاءَتْكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَيَأْتُونَ بِهِ أَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِينَ فَلَهُمْ أَشَدُّ فَرَحًا بِهِ مِنْ أَحَدِكُمْ بِغَائِبِهِ يَقْدَمُ عَلَيْهِ فَيَسْأَلُونَهُ مَاذَا فَعَلَ فُلَانٌ مَاذَا فَعَلَ فُلَانٌ فَيَقُولُونَ دَعُوهُ فَإِنَّهُ كَانَ فِي غَمِّ الدُّنْيَا فَإِذَا قَالَ أَمَا أَتَاكُمْ قَالُوا ذُهِبَ بِهِ إِلَى أُمِّهِ الْهَاوِيَةِ وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا حُضِرَ أَتَتْهُ مَلَائِكَةُ الْعَذَابِ بِمِسْحٍ فَيَقُولُونَ اُخْرُجِي سَاخِطَةً مَسْخُوطًا عَلَيْكِ إِلَى عَذَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَتَخْرُجُ كَأَنْتَنِ رِيحِ جِيفَةٍ حَتَّى يَأْتُونَ بِهِ بَابَ الْأَرْضِ فَيَقُولُونَ مَا أَنْتَنَ هٰذِهِ الرِّيحَ حَتَّى يَأْتُونَ بِهِ أَرْوَاحَ الْكُفَّارِ

(رواہ النسائی عن ابی ھریرۃ فی کتاب

جب کسی مؤمن کو موت آتی ہے تو رحمت کے فرشتے سفید ریشمی کپڑا لے کر اس کے پاس آتے ہیں پھر اس کی روح سے کہتے ہیں: اللہ کی رحمت، اچھے رزق اور ایسے رب کی طرف چل جو غضبناک نہیں اس حال میں کہ تو (اللہ سے) راضی اور (اللہ) تجھ سے راضی ہے۔ پھر وہ نکلتی ہے اس حال میں کہ مشک کی بہترین خوشبو کی مہک اس سے آتی ہے، پھر ایک فرشتہ دوسرے فرشتے سے اس کو لیتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اس کو لے کر آسمان کے دروازے پر پہنچ جاتے ہیں (آسمان کے) فرشتے کہتے ہیں یہ کتنی اچھی خوشبو ہے کہ زمین سے تمہاری طرف آئی ہے۔ پھر فرشتے اس کو لے کر مؤمنین کی روحوں کے پاس لاتے ہیں تو جتنی خوشی تم میں سے کسی کو اپنے غائب کے آنے سے ہوتی ہے اس سے زیادہ خوشی ان روحوں کو اس روح کے آنے سے ہوتی ہے۔ پھر وہ روحیں اس روح سے پوچھتی ہیں! فلاں کا کیا حال ہے، فلاں کا کیا حال ہے۔ پھر وہ روحیں آپس میں کہنے لگتی ہیں اسے چھوڑ دو اس لئے کہ یہ (اب تک) دنیا

الجد باب ما یلقی بہ المؤمن من الکرامۃ عند خروج نفسہ جزء اول ص۲۰۳ وسندہ۔ صحیح ۔التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء اول ص۵۱۲)

کے غم میں تھی۔ وہ روح (ان کے سوال کے جواب میں) کہتی ہے (وہ تو مر گیا) کیا وہ تمہارے پاس نہیں آیا۔ (یہ سن کر) وہ روحیں کہتی ہیں کہ اس کو اس کی ماں ہاویہ (دوزخ) کی طرف لے گئے اور جب کافر کو موت آتی ہے تو عذاب کے فرشتے اس کے پاس ٹاٹ لے کر آتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل کے عذاب کی طرف چل اس حال میں کہ نہ تو خوش اور نہ (اللہ تعالےٰ) تجھ سے خوش۔ پھر وہ روح نکلتی ہے اس حال میں کہ اس کی بو مردار کی بو سے زیادہ بدبو دار ہوتی ہے الغرض فرشتے اس کو لے کر زمین کے دروازے پر آتے ہیں۔ (زمین کے فرشتے) کہتے ہیں! کتنی بری ہے یہ بدبو۔ پھر فرشتے اس کو کفار کی روحوں کے پاس لے جاتے ہیں۔

مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ مؤمن کی روح کے لئے آسمان کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے، پھر وہ روح اللہ تعالےٰ کے دربار میں پہنچ جاتی ہے۔ کافر کی روح کے لئے آسمان کا دروازہ نہیں کھولا جاتا۔

آگے فرمایا (لَهُمْ مِنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ) کافر جنت میں داخل نہ ہو سکیں گے۔ ان کے لئے (ان کے نیچے) آگ کا بچھونا ہوگا اور ان کے اوپر آگ ہی کی رضائیاں ہوں گی (وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ) اور ہم ظالموں کو اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ بِالْكٰفِرِيْنَ ○ يَوْمَ يَغْشٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ (العنکبوت۔ ۵۴و۵۵)

اور (اے رسول) یہ لوگ آپ سے عذاب کی جلدی کر رہے ہیں (تو کیا یہ عذاب سے بچ کر کہیں چلے جائیں گے، کہیں نہیں جا سکتے) دوزخ کافروں کو (ہر طرف سے) گھیرے ہوئے ہے (ایک دن آنے والا ہے)

جس دن عذاب ان کو اوپر سے بھی ڈھانک لے
گا اور نیچے سے بھی ڈھانک لے گا اور (اللہ
ان سے) فرمائیگا جو عمل تم کرتے تھے ان کا
مزا چکھو۔

الغرض کافروں کے اوپر بھی آگ ہوگی اور نیچے بھی آگ ہوگی اور ان کا جنت میں داخل ہونا اتنا ناممکن ہوگا جتنا ناممکن کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے میں داخل ہونا ہے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی آیات کی تکذیب نہ کیجئے۔ اللہ تعالےٰ کے احکام سے سرکشی نہ کیجئے اور یہ یاد رکھیئے کہ ایسے لوگوں کے لئے جنت میں جانا ناممکن ہے۔

وَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ
فِيهَا خٰلِدُونَ ۴۲ وَنَزَعْنَا مَا
فِي صُدُورِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِي
مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ وَقَالُوا
الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدٰىنَا لِهٰذَا
وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ
هَدٰىنَا اللّٰهُ لَقَدْ جَآءَتْ

رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ وَنُودُوٓا
اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُورِثْتُمُوهَا
بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۴۳﴾

ترجمہ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے (اور نیک عمل کے معاملہ میں) ہم کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے تو ایسے لوگ جنتی ہوں گے اور وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے ﴿۴۲﴾ ان کے دلوں میں جو کینے ہوں گے انہیں ہم نکال دیں گے، ان کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی اور وہ اس طرح کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں اس مقام تک پہنچنے میں ہماری رہنمائی کی اور اگر اللہ رہنمائی نہ کرتا تو ہم کبھی بھی (یہاں تک پہنچنے کا) راستہ نہ پاتے، واقعی ہمارے ربّ کے رسول (ہمارے پاس) حق لے کر آئے تھے۔ پھر ان سے پکار کر کہا جائیگا کہ جو عمل تم (دنیا میں) کرتے تھے ان کے بدلہ میں (اب) تم کو اس جنت کا وارث بنا دیا گیا ہے ﴿۴۳﴾

معانی ومصادر (غِلٌّ) غَلَّ، یَغِلُّ، غِلٌّ وَ غَلِیْلٌ (ض) بغض ہونا (غِلٌّ = کینہ)

تفسیر کافروں کے انجام اور عذاب کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالےٰ نے ایمان والوں کے انجام اور ثواب کا ذکر فرمایا، اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ) اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے تو یہ لوگ جنتی ہوں گے اور ہم کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے۔ ہم نے ایمان والوں پر ان ہی اعمال کو فرض کیا ہے جن کو ادا کرنے کی ان میں طاقت ہے لہٰذا اگر کسی شخص سے طاقت نہ ہونے کی صورت میں بوجہ مجبوری کسی عمل میں کچھ کوتاہی بھی ہوگی تو وہ قابل معافی ہوگی۔ ایمان وعمل اور جنت کے ذکر کے درمیان "لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ" کا ذکر اللہ تعالےٰ کی ایک بہت بڑی نعمت اور رحمت ہے۔

اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوا وَ اَطِيْعُوْا وَ اَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ وَ مَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○
(التغابن - ۱۶)

(اے ایمان والو) جہاں تک ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو، (احکام الٰہی کو) سنو اور اطاعت کرو اور (اللہ کے راستہ میں) خرچ کرتے رہو، (یہ) تمہارے لئے بہتر ہے اور جو شخص نفس کے بخل سے بچا لیا گیا تو ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

فَاِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوْهُ وَاِذَا اَمَرْتُكُمْ بِاَمْرٍ فَاْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ
(صحیح بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ باب الاقتداء بسنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جزء ۹ ص ۱۱۷ وصحیح مسلم کتاب الفضائل باب توقیرہ ترک اکثار سوالہ جزء ۲ ص ۳۴۷ واللفظ للبخاری)

جب میں تمہیں کسی چیز سے منع کروں تو اس سے بچا کرو اور جب کسی کام کا حکم دوں تو اس کی تعمیل کرو جہاں تک تم سے ہو سکے۔

آگے فرمایا (هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ) یہ جنتی لوگ جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

يُدْخِلُ اللّٰهُ اَهْلَ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَيُدْخِلُ اَهْلَ النَّارِ النَّارَ ثُمَّ يَقُوْمُ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ فَيَقُوْلُ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ وَيَا اَهْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ كُلٌّ خَالِدٌ فِيْمَا هُوَ فِيْهِ
(صحیح مسلم کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمہا باب النار یدخلہا الجبارون جزء ۲ ص ۵۳۸)

اللہ اہل جنت کو جنت میں داخل کرے گا اور اہل دوزخ کو دوزخ میں داخل کریگا پھر ان دونوں کے درمیان ایک منادی کھڑا ہوگا اور وہ یہ اعلان کرے گا: اے اہل جنت، اب موت نہیں آئے گی اور اے اہل دوزخ، اب موت نہیں آئے گی۔ ہر شخص جس حالت میں ہے اُسی حالت میں ہمیشہ رہے گا۔

(نوٹ:۔ جنت یا دوزخ میں ہمیشہ رہنے کے سلسلہ میں مزید معلومات کے لئے سورۂ بقرہ کی آیت ۲۵ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

آگے فرمایا (وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ) اور جو لوگ جنت میں داخل ہوں گے

ہم ان کے دلوں کے کینے نکال دیں گے، دلوں کو بغض سے پاک وصاف کردیں گے ۔کسی جنتی کو کسی دوسرے جنتی سے کسی قسم کا بغض یا کینہ نہیں ہوگا ۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ۝ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ۝

(الحجر۔ ۴۶ تا ۴۷)

متقین باغوں اور چشموں میں (شاداں وفرحاں) ہوں گے (قیامت کے دن ان سے کہا جائے گا) ان باغوں میں سلامتی اور امن کے ساتھ داخل ہوجاؤ۔ہم ان کے دلوں سے بعض وکینہ کو نکال دیں گے (پھر) وہ ایک دوسرے کے سامنے تختوں پر اس طرح بیٹھے ہوں گے گویا کہ وہ بھائی بھائی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَوَّلُ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَالَّذِيْنَ عَلٰى اٰثَارِهِمْ كَاَحْسَنِ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَآءِ اِضَاءَةً قُلُوْبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ لَا تَبَاغُضَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَحَاسُدَ (وَفِيْ رِوَايَةٍ لَا اِخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ) (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ما جاء فی صفة الجنة جزء۴ ص۱۲۳ وص۱۲۵ وروی مسلم نحوہ فی صحیحہ فی کتاب الجنة وصفة نعیمہا فی باب اول زمرة تدل الجنة علی صورة القمر لیلة البدر جزء۲ ص۵۳۲)

سب سے پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہوگی وہ چودھویں رات کے چاند کے مانند ہوگی اور جو لوگ ان کے بعد داخل ہوں گے وہ چمک میں ایسے ہوں گے جیسے آسمان میں بہت روشن ستارہ ہوتا ہے ۔ان کے دل ایک شخص کے مانند ہوں گے نہ ان میں بغض ہوگا، نہ حسد ہوگا اور نہ اختلاف ہوگا۔

آگے فرمایا (تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ) اہل جنت کے نیچے نہریں بہ رہی ہونگی یعنی ان کے باغات کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

(التوبۃ ۔ ۷۲)

مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں سے اللہ نے ایسے باغات کا وعدہ کیا ہے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔

(نہروں کے متعلق تفصیلی بیان کے لئے سورۂ بقرہ کی آیت ۲۵ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)

آگے فرمایا (وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا) اور اہل جنت اس طرح کہیں گے: ہر قسم کی تعریف اللہ تعالےٰ کے لئے ہے جس نے اس مقام تک پہنچنے میں ہماری رہنمائی فرمائی۔ یہ سب کچھ اسی کی توفیق اور عنایت ہے (وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ) اگر وہ ہماری رہنمائی نہ فرماتا اور صراط مستقیم پر چلا کر منزل مقصود تک پہنچنے میں ہماری مدد نہ فرماتا تو ہم کبھی بھی منزل مقصود تک نہ پہنچتے اور نہ جنت میں داخل ہوتے (لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ) واقعی ہمارے رب کے رسول حق کے ساتھ آئے تھے، انہوں نے جنت اور دوزخ کے متعلق جو خبر ہمیں دی تھی وہ حق تھی (وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ) اور اے رسول، پھر ان سے پکار کر کہا جائیگا کہ جو عمل تم دنیا میں کرتے تھے ان کے بدلہ میں تم کو اس جنت کا وارث بنا دیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

یُنَادِیْ مُنَادٍ اَنَّ لَكُمْ اَنْ تَصِحُّوْا فَلَا تَسْقَمُوْا اَبَدًا وَاَنَّ لَكُمْ اَنْ تَحْیَوْا فَلَا تَمُوْتُوْا اَبَدًا وَاَنَّ لَكُمْ اَنْ تَشِبُّوْا فَلَا تَهْرَمُوْا اَبَدًا وَاَنَّ لَكُمْ اَنْ تَنْعَمُوْا فَلَا تَبْتَئِسُوْا اَبَدًا فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ عَزَّ وَجَلَّ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (صحیح مسلم کتاب الجنة باب فی بغیم اهل الجنة جزء ۲ صفحہ ۵۳۲)

ایک منادی ندا کرے گا! (اے اہل جنت) (اب) تم تندرست رہو گے، کبھی بیمار نہیں پڑو گے۔ تم زندہ رہو گے، تمہیں موت کبھی نہیں آئے گی۔ تم جوان رہو گے، تمہیں بڑھاپا کبھی نہیں آئے گا۔ تم عیش میں زندگی گذارو گے، تمہیں حزن و ملال کبھی نہیں ہوگا یہی مطلب ہے اللہ عزوجل کے اس فرمان کا: ان سے پکار کر کہا جائیگا "تمہارے اعمال کے بدلہ میں تمہیں اس جنت کا وارث بنا دیا گیا ہے"۔

عمل

اے لوگو، ایمان لائیے اور نیک عمل کرتے رہئے ایمان اور نیک عمل ہی کے بدلہ میں جنت ملے گی۔

اے لوگو، آپ کو اتنی ہی تکلیف دی گئی ہے جتنی آپ میں طاقت ہے لہٰذا اپنی طاقت کے مطابق عمل کرتے رہئے۔ طاقت کے مطابق عمل کرنا مشکل نہیں ہوتا۔ طاقت سے زیادہ عمل کرنا مشکل ہوتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے طاقت سے زیادہ عمل کرنے کا ہمیں مکلّف نہیں بنایا۔

اے ایمان والو، ہدایت تو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ملتی ہے لہذا اس ہدایت پر جو آپ کو مل گئی ہے اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرتے رہیے۔ اگر اللہ تعالےٰ توفیق نہ دیتا تو آپ کی کوشش بیکار جاتی اور آپ ہدایت سے محروم رہ جاتے۔

وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ
النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا
رَبُّنَا حَقًّا، فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا
وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا، قَالُوْا نَعَمْ،
فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ اَنْ
لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۴۴
اَلَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا
وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ۴۵

ترجمہ اور (جب) جنتی دوزخیوں (کو دیکھیں گے تو ان) سے پکار کر کہیں گے کہ ہمارے رب نے جو وعدہ ہم سے کیا تھا ہم نے اُسے سچ پایا تو کیا جو وعدہ تم سے تمہارے رب نے کیا تھا تم نے بھی اُسے سچ پایا، وہ کہیں گے ہاں (ہم نے بھی سچا پایا) پھر ان میں ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت (۴۴) جو (لوگوں کو) اللہ کے راستہ سے روکا کرتے تھے، اس میں کجی کے متلاشی رہا کرتے تھے اور آخرت کا انکار کرتے تھے (۴۵)

معانی ومصادر (عِوَجًا) عَوِجَ، یَعْوَجُ، عَوَجٌ (س) ٹیڑھا ہونا (عِوَجٌ = کجی)

تفسیر اللہ تعالیٰ نے اہل دوزخ کا ذکر کیا، پھر اہل جنت کا ذکر کیا پھر فرمایا (وَنَادٰٓی اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا) اہل جنت اہل دوزخ کو پکاریں گے اور ان سے کہیں گے ہمارے رب نے ہم سے جو وعدہ کیا تھا ہم نے اسے سچا پایا (فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا) تو کیا جو وعدہ تمہارے رب نے تم سے کیا تھا کیا تم نے بھی اسے سچا پایا (قَالُوْا نَعَمْ) اہل دوزخ جواب دیں گے: ہاں، ہم نے اپنے رب کے وعدہ کو سچا پایا۔ اللہ نے مومنین سے جو نیک عمل کرتے ہیں وعدہ کیا تھا کہ انہیں جنت ملے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِیْمِ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ (لقمان - ۸ و ۹)

البتہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لئے نعمتوں کے باغات ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اللہ کا وعدہ سچا ہے (وہ ضرور اپنے وعدہ کو پورا کریگا) اور وہ غالب اور حکمت والا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِیْلًا ۝ (النسآء - ۱۲۲)

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ہم ان کو ایسے باغات میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے (یہ اللہ کا وعدہ ہے) اور اللہ کا وعدہ سچا ہوتا ہے اور اللہ سے زیادہ (اپنی) بات کا سچا کون ہوسکتا ہے۔

یہ وعدہ اللہ تعالےٰ نے پورا کر دیا۔

کافروں سے اللہ تعالیٰ نے دوزخ کا وعدہ کیا تھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ثُمَّ قِیْلَ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ

پھر جن لوگوں نے ظلم کیا تھا ان سے کہا جائیگا

الْخُلْدِ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ○ وَيَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ قُلْ اِيْ وَرَبِّيْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ○

(یونس - ۵۲و۵۳)

(اب) دائمی عذاب کا مزا چکھو، یہ انہی اعمال کا بدلہ ہے جو تم (دنیا میں) کرتے رہے تھے۔ اور اے رسول یہ لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ (قیامت کے واقع ہونے کی خبر بالکل) سچ ہے، آپ کہہ دیجئے میرے رب کی قسم ہاں، یہ (بالکل) سچ ہے (ایسا ہو کر رہے گا) اور تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے۔

یہ وعدہ بھی اللہ تعالےٰ نے پورا کر دیا۔

جب صالح مؤمن جنت میں پہنچ جائیں گے اور کافر دوزخ میں پہنچ جائیں گے (فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ) تو ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ ظالموں کے لئے اللہ تعالےٰ کی لعنت ہے۔ یہ رحمت سے محروم رہیں گے (اَلَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ) یہ وہ لوگ تھے جو اللہ تعالےٰ کے راستے سے روکتے تھے اور اس میں کجی کے متلاشی رہتے تھے اور آخرت کا انکار کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کا راستہ بالکل سیدھا ہے۔ اس میں ذرہ برابر بھی کجی نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا

(بنیٓ اسرآئیل - ۹)

بے شک یہ قرآن وہ راستہ بتاتا ہے جو بہت ہی سیدھا ہے اور ان ایمان والوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں بشارت دیتا ہے کہ ان کے لئے (آخرت میں بہت) بڑا اجر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

(الانعام - ۱۶۱)

(اے رسول، آپ) کہہ دیجئے کہ مجھے میرے رب نے سیدھے راستے کی ہدایت کر دی ہے (یعنی) اس سیدھے دین کی ہدایت کر دی ہے جو ایک اللہ کی طرف رُخ کرنے والے ابراہیمؑ کا دین تھا اور وہ مشرک نہیں تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ

(یوسف - ۴۰)

حکم کسی کا نہیں چلتا سوائے اللہ (اکیلے) کے (تو پھر بغیر اس کے حکم کے ان ہستیوں کی عبادت کیسے ہو رہی ہے، برخلاف اس کے) اس نے تو یہ حکم دیا ہے کہ کسی کی عبادت نہ کرو سوائے اس کے، یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ (اتنی واضح بات کو بھی) نہیں جانتے۔

اللہ تعالےٰ کے راستے میں کجی کے متلاشی وہی رہتے ہیں جو دنیا کی زندگی کو آخرت کی زندگی پر ترجیح دیتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِ ۙ الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ

(ابراھیم - ۲ و ۳)

کافروں کے لئے شدید عذاب کے باعث بڑی خرابی ہے (یعنی ان لوگوں کے لئے) جو آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی سے محبت کرتے ہیں (لوگوں کو) اللہ کے راستے سے روکتے ہیں اور اس میں کجی نکالنے کی فکر میں رہتے ہیں۔

الغرض اللہ تعالےٰ کا راستہ تو بالکل سیدھا اور صاف ہے۔ ایسے واضح اور سیدھے راستے کو قبول کرنا بڑا آسان ہوتا ہے لیکن ضد اور ہٹ دھرمی کرنے والے نہ تو خود اسے قبول کرتے ہیں اور نہ دوسروں کو اسے قبول کرنے دیتے ہیں۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے راستہ یعنی دین اسلام میں طرح طرح کے شبہے پیدا کرتے ہیں۔ لایعنی نکتہ چینیاں کر کے لوگوں کو اس صاف اور سیدھے راستے سے بھٹکا دیتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا راستہ تو ٹیڑھا نہیں ہوتا یہ خود ٹیڑھے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ

(الصف - ۵)

پھر جب (وہ نہیں مانے اور) انہوں نے کجروی اختیار کی تو اللہ نے بھی ان کے دل ٹیڑھے کر دئے، اللہ فاسق لوگوں کو صحیح راستہ پر چلا کر منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا۔

ان کے دلوں میں کجی پیدا ہو جاتی ہے پھر وہ اللہ کے دین میں پُرفریب اعتراضات کے ذریعہ کجی پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ آیات متشابہات کے پیچھے پڑتے ہیں اور لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ

(اور اے رسول) وہی ہے جس نے آپ پر

اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ، فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ، وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ، وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ، كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا. وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ○

(اٰل عمران ۔ ۷)

(ایسی) کتاب نازل کی جس کی بعض آیتیں مضبوط اور برائیوں سے روک دینے والی (ہدایات وضوابط پر مشتمل) ہیں اور وہی کتاب کی اصل ہیں اور بعض آیتیں ایسی ہیں جو متشابہ ہیں (ان کے معنی معلوم کرنے کی ضرورت نہیں) پھر (بھی) جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہ آیت کے پیچھے پڑ جاتے ہیں تاکہ اس کے حقیقی معنوں کی تلاش کریں اور کوئی فتنہ برپا کریں حالانکہ اللہ کے علاوہ نہ کوئی اس کے حقیقی معنوں کو جانتا ہے (اور نہ جان سکتا ہے) اور جن لوگوں کو علم میں رسوخ ہے وہ (متشابہ آیت کے معنوں کی تلاش میں نہیں پڑتے بلکہ وہ تو) اس طرح کہتے ہیں! "ہم اس پر ایمان لائے۔ یہ (اور اس جیسی) تمام آیات ہمارے رب کی طرف سے (نازل ہوئی) ہیں" (اے لوگو، خبردار ہو جاؤ یہی عقل مند ہیں) اور عقل مند ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

الغرض اللہ تعالٰے کے راستے سے روکنے کا سبب ان کے اپنے دل کی کجی ہوتی ہے جو فتنے کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ (وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ) ان کا ایمان آخرت پر نہیں ہوتا، اسی لئے بے خوف ہو کر یہ اللہ تعالٰے کے راستہ سے روکنے کا سبب بنتے ہیں۔ دل کی کجی اور کفر بالآخرت سے بچانے کے لئے اللہ تعالٰے نے ایمان والوں کو مندرجہ ذیل دعائیں سکھائی ہیں۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ○ رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ، اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ

(اٰل عمران ۔ ۸ و ۹)

اے ہمارے رب، ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں میں کجی نہ پیدا کر، ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطاء فرما، بے شک تو بہت عطاء فرمانے والا ہے۔ اے ہمارے رب، (ہمارا ایمان ہے کہ) تو یقیناً ایک دن جس (کے آنے) میں کوئی شک نہیں (تمام) لوگوں کو جمع کرے گا (اے لوگو، سنو) بے شک

اللہ (سب کو ایک دن جمع کریگا، یہ اس کا
وعدہ ہے اور وہ) وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

ان دونوں آیتوں کا منشاء یہ ہے کہ دلوں میں کجی پیدا نہ ہو اور اس کا واحد علاج ایمان بالآخرت ہے۔ انکار آخرت ہی دلوں میں کجی کا سبب بنتا ہے اور یہی تمام برائیوں کی جڑ ہے۔

عمل

اے لوگو، لوگوں کو اللہ تعالےٰ کے راستے سے نہ روکئے۔ اللہ تعالےٰ کے دین میں کجی پیدا کرنے کی کوشش نہ کیجئے۔ آخرت پر صحیح معنوں میں ایمان لائیے۔

وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ، وَعَلَى الْأَعْرَافِ
رِجَالٌ يَعْرِفُونَ كُلًّا بِسِيمٰهُمْ
وَنَادَوْا أَصْحٰبَ الْجَنَّةِ أَنْ
سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ، لَمْ يَدْخُلُوهَا
وَهُمْ يَطْمَعُونَ ۴۶ وَإِذَا صُرِفَتْ
أَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ أَصْحٰبِ
النَّارِ قَالُوا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا
مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِينَ ۴۷ وَنَادَىٰ
أَصْحٰبُ الْأَعْرَافِ رِجَالًا

يُعْرِفُونَهُمْ بِسِيمٰهُمْ قَالُوْا مَآ
اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا
كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۴۸ اَهٰٓؤُلَآءِ
الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ
اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ، اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ
لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَنْتُمْ
تَحْزَنُوْنَ ۴۹

ترجمہ جنتیوں اور دوزخیوں کے درمیان (اعراف نامی) ایک (دیوار کی) آڑ ہو گی، اعراف پر کچھ آدمی ہوں گے جو سب کو ان کی علامتوں سے پہچان لیں گے (جب) وہ جنتیوں کو (دیکھیں گے تو ان) سے پکار کر کہیں گے "سلام علیکم" یہ لوگ اگرچہ ابھی جنت میں داخل نہیں ہوئے ہوں گے لیکن انہیں امید ہو گی (کہ وہ جنت میں داخل کر دئے جائیں گے) ۴۶ پھر جب ان کی نگاہیں دوزخیوں کی طرف مڑیں گی تو وہ (اس طرح) دعاء کریں گے "اے ہمارے رب ہمیں ظالم لوگوں کے ساتھ شامل نہ کرنا" ۴۷ (پھر) یہ اعراف

والے (کافر) لوگوں کو ان کی علامتوں سے پہچان کر پکاریں گے اور کہیں گے کہ (آج) نہ تمہاری جمعیت تمہارے کام آئی اور نہ وہ (غرور و) تکبر ہی (تمہارے) کام آیا جو تم (دنیا میں) کیا کرتے تھے ۴۸ پھر (جنتیوں کی طرف اشارہ کرکے پوچھیں گے) کیا یہی وہ لوگ ہیں جن کے متعلق تم قسمیں کھا کھا کر کہا کرتے تھے کہ ان پر اللہ (کبھی) رحمت نہیں کریگا، (اللہ نے تو ان سے کہہ دیا کہ) جنت میں داخل ہو جاؤ (اب) تمہیں نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ کوئی غم ۴۹

معانی ومصادر

(اَلْاَعْرَافِ) اَلْاَعْرَافِ = دیوار جو جنت اور دوزخ کے درمیان ہے۔
(سِیْمَا) سِیْمَا = علامت۔
(یَطْمَعُوْنَ) طَمِعَ، یَطْمَعُ، طَمْعٌ وطَمَاعٌ وطَمَاعِیَۃٌ (س) حرص کرنا، لالچ کرنا۔ امید رکھنا۔
(صُرِفَتْ) صَرَفَ، یَصْرِفُ، صَرْفٌ (ض) پھیر دینا۔
(تِلْقَاءَ) لَقِیَ، یَلْقٰی، لِقَاءٌ (س) ملاقات کرنا (تِلْقَاءَ = سامنے، ملاقات)۔

تفسیر

اوپر اللہ تعالےٰ نے اہل جنت، اہل دوزخ اور ان کی گفتگو کا ذکر کیا پھر فرمایا (وَبَیْنَھُمَا حِجَابٌ) اہل جنت اور اہل دوزخ کے درمیان ایک پردہ ہوگا (یعنی ایک دیوار ہو گی جو دونوں جماعتوں کو ایک دوسرے سے علیحدہ کر دے گی) (وَعَلَی الْاَعْرَافِ رِجَالٌ یَّعْرِفُوْنَ کُلًّا بِسِیْمٰھُمْ) اور اس دیوار پر کچھ لوگ ہوں گے جو اہل جنت اور اہل دوزخ سب کو انکے چہروں سے پہچان لیں گے (وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّۃِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ) پھر وہ اہل جنت کو پکاریں گے اور سلام علیکم کہہ کر ان کو سلام کریں گے (لَمْ یَدْخُلُوْھَا وَھُمْ یَطْمَعُوْنَ) (اگرچہ) وہ (ابھی تک) جنت میں داخل نہیں ہوئے ہوں گے لیکن انہیں امید ہوگی کہ وہ جنت میں داخل کر دئے جائیں گے۔

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے ایمان والوں اور کافروں کے درمیان ایک آڑ یا دیوار کا ذکر فرمایا ہے۔ اسی قسم کی ایک دیوار مؤمنین اور منافقین کے درمیان بھی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یَوْمَ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِکُمْ قِیْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَکُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا، فَضُرِبَ بَیْنَھُمْ بِسُوْرٍ لَّہٗ بَابٌ، بَاطِنُہٗ فِیْہِ الرَّحْمَۃُ وَظَاھِرُہٗ مِنْ قِبَلِہِ الْعَذَابُ

(الحدید - ۱۳)

اس دن منافق مرد اور منافق عورتیں ایمان والوں سے کہیں گے (کچھ دیر) ہمارا انتظار کرو تاکہ ہم تمہارے نور سے روشنی حاصل کریں، (اس کے جواب میں) ان سے کہا جائیگا: اپنے پیچھے لوٹ جاؤ اور (وہیں) روشنی تلاش کرو، پھر ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہوگا، اسکے اندر کی طرف رحمت (ہی رحمت) ہوگی اور

اس کے باہر کی طرف عذاب (ہی عذاب) ہوگا۔

آگے فرمایا (وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ) اور جب ان لوگوں کی نگاہ جو اس دیوار پر کھڑے ہوں گے دوزخیوں پر پڑے گی تو کہیں گے اے ہمارے رب ہمیں ظالم لوگوں کے ساتھ دوزخ میں داخل نہ کرنا (یہ لوگ اللہ تعالےٰ سے جنت کی امید رکھتے ہوں گے اور دوزخ سے بچانے کی دعائیں کرتے ہوں گے)۔ (وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ) اور (پھر ایسا ہوگا کہ) یہ (اعراف یعنی دیوار والے اہل دوزخ میں سے) کچھ لوگوں کو ان کے چہروں سے پہچان کر پکاریں گے اور ان سے اس طرح کہیں گے (قَالُوْا مَآ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ) تمہاری جمعیت یہاں تمہارے کچھ کام نہیں آئی اور جو تکبر تم کرتے تھے نہ وہ تمہارے کام آیا (اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ) (پھر اہل جنت کی طرف اشارہ کرکے ان سے پوچھیں گے) کیا یہی وہ لوگ ہیں جن کے متعلق تم قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ ان پر اللہ تعالیٰ کبھی رحمت نہیں کرے گا (اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ) (تمہاری یہ بات غلط نکلی۔ اللہ تعالیٰ نے تو ان سے فرمادیا) "جنت میں داخل ہوجاؤ، تمہیں یہاں نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ غم"۔

اعراف والوں کا یہ سوال کافروں پر ایک قسم کی ملامت ہوگی۔ سوائے شرمندہ ہونے کے اور ان کا کیا جواب ہوسکتا ہے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالےٰ کے ہاں آپ کی جمعیت اور قوت، شان اور شوکت، تکبر اور شیخی کچھ کام نہ آئے گی۔ وہاں تو اللہ تعالیٰ کی رضاء کام آئے گی لہٰذا ایمان اور اعمال نیک سے اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کی کوشش کیجئے۔

وَنَادَىٰٓ أَصْحَٰبُ ٱلنَّارِ أَصْحَٰبَ
ٱلْجَنَّةِ أَنْ أَفِيضُوا۟ عَلَيْنَا مِنَ
ٱلْمَآءِ أَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ ٱللَّهُ،
قَالُوٓا۟ إِنَّ ٱللَّهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى
ٱلْكَٰفِرِينَ ٥٠ ٱلَّذِينَ ٱتَّخَذُوا۟
دِينَهُمْ لَهْوًا وَلَعِبًا وَغَرَّتْهُمُ
ٱلْحَيَوٰةُ ٱلدُّنْيَا، فَٱلْيَوْمَ نَنسَىٰهُمْ
كَمَا نَسُوا۟ لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هَٰذَا
وَمَا كَانُوا۟ بِـَٔايَٰتِنَا يَجْحَدُونَ ٥١

ترجمہ (پھر) دوزخی جنتیوں سے کہیں گے کہ کچھ پانی ہم پر ڈال دو یا جو رزق اللہ نے تمہیں دیا ہے اس میں سے کچھ ہمیں بھی دے دو جنتی جواب دیں گے کہ اللہ نے (جنت کا) پانی اور رزق کافروں پر حرام کر دیا ہے ۵۰ جنہوں نے (دنیا کی زندگی میں) اپنے دین کو کھیل اور تماشہ بنا رکھا تھا اور جن کو دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا تھا (پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا) آج ہم ان کو اسی طرح بھلا دیں گے جس طرح انہوں نے آج کے دن کی ملاقات کو بھلا دیا تھا اور ہماری آیتوں کا انکار کرتے رہے ۵۱

معانی و مصادر (لَهْوًا) لَهَا، يَلْهُوْ، لَهْوٌ (ن) کھیلنا۔
(يَجْحَدُوْنَ) جَحَدَ، يَجْحَدُ، جَحْدٌ وجُحُوْدٌ (ف) انکار کرنا، تکذیب کرنا۔

تفسیر کافروں کو دوزخ میں پانی بھی ملے گا اور کھانا بھی ملے گا لیکن وہ پانی اور کھانا اللہ تعالےٰ کا عذاب ہوگا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ۔ (محمد ۔ ۱۵)

اور ان کو گرم پانی پلایا جائے گا جو انکی انتڑیوں کو کاٹ ڈالے گا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ○ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ○ كَالْمُهْلِ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ○ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ○ (الدخان ۔ ۴۳ تا ۴۶)

بے شک زقوم کا درخت گناہ گار کا کھانا ہو گا) وہ پگھلے ہوئے تانبے کے مانند ہو گا اور پیٹوں میں اس طرح کھولے گا جس طرح گرم پانی کھولتا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ○ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ○ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ○ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ○ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ○ (هل اتٰك حديث الغاشية ۔ ۳ تا ۷)

وہ عمل کرنے والے (اور عمل کرتے کرتے) تھک جانے والے ہوں گے (تاہم) دھکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے، ان کو ایک گرم چشمے سے (پانی) پلایا جائیگا، ان کے لئے (وہاں) کوئی کھانا نہیں ہو گا سوائے خاردار گھاس کے جو نہ موٹا کرے گی اور نہ بھوک میں (کچھ) کام آئے گی۔

برخلاف دوزخیوں کے اہل جنت دائمی نعمتوں میں عیش کر رہے ہوں گے۔ انہیں پانی بھی ملے گا اور عمدہ سے عمدہ کھانا بھی ملے گا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ ○
(الطور ۔ ۱۷)

متقی لوگ باغوں اور نعمتوں میں (شاداں فرحاں) ہوں گے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔
مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ
(محمد ۔ ۱۵)

جنت جس کا وعدہ متقیوں سے کیا گیا ہے اس کی صفت یہ ہے کہ اس میں پانی کی نہریں ہیں جن میں کبھی بو نہیں آئے گی۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔
فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ○
(الحج ۔ ۵۰)

تو جو لوگ ایمان لے آئیں گے اور نیک عمل کرتے رہیں گے ان کے لئے مغفرت بھی ہے اور عزت والی روزی بھی۔

الغرض جنتیوں کو ہر قسم کی نعمتیں مل رہی ہوں گی (وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ) اور (دوزخی ان نعمتوں سے محروم ہوں گے تو) وہ اہل جنت کو پکار کر کہیں گے کچھ پانی ہی ہم پر ڈال دو یا جو رزق اللہ تعالےٰ نے تمہیں دیا ہے اس میں سے کچھ ہمیں دے دو (قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ) اہل جنت کہیں گے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں چیزوں کو کافروں پر حرام کر دیا ہے (اَلَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا) جنہوں نے دنیا میں اپنے دین کو کھیل تماشہ بنا رکھا تھا اور جن کو دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ وہ ہمیشہ دنیا کی نعمتوں میں زندگی گذاریں گے لیکن یہ ان کی خام خیالی تھی۔ وہ قیامت کے دن کو بھولے ہوئے تھے، اللہ تعالیٰ فرمائیگا (فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا) آج ہم انہیں اسی طرح بھلا دیں گے جس طرح انہوں نے اس دن کی ملاقات کو بھلا دیا تھا۔ جس طرح انہوں نے قیامت کے دن کا خیال نہیں رکھا ہم بھی ان کا خیال نہیں رکھیں گے۔ ہم کبھی بھی ان پر رحم کرنے کا ارادہ نہیں کریں گے (وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ) اور اس وجہ سے بھی ہم انہیں بھول جائیں گے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا۔ جنت کی نعمتیں انہیں کبھی نہیں ملیں گی جنت کی نعمتیں تو خالص طور پر مؤمنین کے لئے ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ، قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ، كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ○ (الاعراف ۔ ۳۲)

(اور اے رسول آپ ان سے) پوچھئے کہ اللہ کی (پیدا کی ہوئی) آرائش و زیبائش کی چیزوں کو جن کو اس نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کیا ہے اور پاکیزہ کھانے کی چیزوں کو کس نے حرام کیا ہے؟ (اے رسول) آپ

ہی انہیں بتا دیجئے کہ یہ چیزیں دنیا کی زندگی میں ایمان والوں کے لئے ہیں (اگرچہ کافر بھی ان نعمتوں میں ان کے شریک ہیں لیکن) قیامت کے دن یہ چیزیں خالص ایمان والوں کیلئے ہوں گی (اور اے رسول) سمجھنے والوں کے لئے ہم اپنی آیتوں کو اس طرح علیحدہ علیحدہ بیان فرما رہے ہیں (کہ آسانی سے سمجھ میں آ جائے)۔

آیتِ زیرِ تفسیر سے معلوم ہوا کہ دین کو کھیل تماشہ بنا لینا کفر کا کام ہے۔ لایعنی کھیل کود، رنگ رلیاں، خود ساختہ جلسے وجلوس، گانا اور بجانا، قوالی اور راگ ورنگ، وغیرہ چیزوں کو دین کا نام دینا قطعاً حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شریعت کو بازیچۂ اطفال بنا لینا اور اپنے مفاد کی خاطر اُسے اپنی مرضی کے مطابق موڑ لینا ایمان کے منافی ہے۔ یہ کام وہی کریگا جس کو دنیا کی زندگی نے فریب میں ڈال دیا ہو اور وہ سمجھتا ہو کہ بس دنیا کی زندگی ہی بس زندگی ہے۔ اس زندگی میں خوب مزے اُڑالو، آخرت کی کیا خبر، واقع بھی ہوگی یا نہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ، وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ۔

(الرعد۔ ۲۶)

اللہ جس کی چاہتا ہے روزی فراخ کر دیتا ہے اور (جس کی چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے، کافر اس دنیا کی زندگی (میں جو فراخی انہیں میسّر ہے اس) سے بہت خوش ہیں حالانکہ دنیا کی زندگی (کا فائدہ) آخرت (کے مقابلہ) میں بہت تھوڑا اور ناپائدار ہے۔

عمل

اے لوگو، کفر سے بچئے۔ دین کو کھیل تماشہ نہ بنائیے۔ دیکھئے کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیا کی زندگی آپ کو دھوکے میں ڈال دے اور آپ آخرت کو بھول جائیں آخرت کو بھول جانے والوں کیلئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔

وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ
عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ
يُّؤْمِنُوْنَ ۵۲ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا
تَاْوِيْلَهٗ، يَوْمَ يَاْتِىْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ
الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ
جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ،
فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا
لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِىْ
كُنَّا نَعْمَلُ، قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۵۳
اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ
اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ
یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ
حَثِیْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَ
النُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ
اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ
اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۵۴

ترجمہ اور (اے رسول) ہم ان کافروں کے لئے کتاب نازل کر چکے ہیں جس (کے تمام احکام) کو ہم نے (اپنے) علم (کی بنیاد) پر علیحدہ علیحدہ بیان کر دیا ہے، وہ کتاب (سب کے لئے) ہدایت اور ایمان والوں کے لئے (سراسر) رحمت ہے ﴿۵۲﴾ (ایسی کتاب کا یہ لوگ انکار کرتے ہیں اور) کیا یہ اس (انکار) کے انجام کے منتظر ہیں (اے رسول) جس دن اس (انکار) کا انجام (ان کے سامنے) آجائے گا تو وہ لوگ جو پہلے اس (انجام) کو بھولے ہوئے تھے کہیں گے بے شک ہمارے رب کے رسول (ہمارے پاس) حق کے ساتھ آئے تھے، کیا (آج) ہمارے کوئی سفارشی ہیں جو ہمارے لئے سفارش کریں، یا (ایسا ہو سکتا ہے کہ) ہمیں (دنیا) میں پھر لوٹا دیا جائے تو جو (برے) عمل ہم پہلے کرتے تھے ان کے بجائے (نیک) عمل کریں، ان لوگوں نے خود اپنا نقصان کیا اور جو کچھ یہ افتراء کرتے تھے سب ان سے غائب ہو گیا ﴿۵۳﴾ (اے لوگو) بے شک تمہارا رب اللہ ہے جس نے چھ دن میں آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا، پھر عرش پر جلوہ افروز ہوا، وہی رات سے دن کو ڈھانک دیتا ہے (گویا) رات دن کی طلب میں تیزی کے ساتھ (دوڑتی) چلی آتی ہے، اسی نے سورج، چاند اور تاروں کو اپنے حکم سے مسخر کر دیا، خبردار ہو جاؤ مخلوق اسی کی ہے (لہٰذا اس کی مخلوق میں) حکم بھی اسی کا (چلتا ہے) (اور) اللہ رب العالمین بہت بابرکت ہے ﴿۵۴﴾

معانی و مصادر (فَصَّلْنَا) فَصَّلَ، یُفَصِّلُ، تَفْصِیْلٌ (باب تفعیل) فصل بنانا، علیحدہ علیحدہ کرنا۔

(تَاْوِیْل) اَوَّلَ، یُؤَوِّلُ، تَاْوِیْلٌ (باب تفعیل) لوٹانا، تشریح کرنا۔ اصل کی طرف رجوع کرنا (تاویل ء مقصود کے متعلق علمی یا عملی تشریح)۔

(نَسْیٌ) نَسِیَ، یَنْسٰی، نَسْیٌ وَنِسْیَانٌ وَنِسَایَۃٌ وَنَسْوَۃٌ (س) بھولنا۔

(حَثِیْثًا) حَثَّ، یَحُثُّ، حَثٌّ (ن) ترغیب دینا، اکسانا (حَثِیْثٌ = سریع، جلدی کرنے والا)

تفسیر کفار کو ایمان کی دعوت دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَلَقَدْ جِئْنٰھُمْ بِکِتٰبٍ فَصَّلْنٰہُ عَلٰی عِلْمٍ) اور اے رسول، ہم نے ان کفار کے لئے ایک ایسی کتاب نازل کر دی ہے جس کی آیات اور جس کے احکام کو ہم نے اپنے علم کی بنیاد پر علیحدہ علیحدہ بیان کر دیا ہے تاکہ سمجھنے میں کوئی دقت نہ ہو۔

فَصَّلْنَا کے معنیٰ یہ ہیں کہ ہم نے قرآن مجید کی آیات و احکام کو علیحدہ علیحدہ بیان کیا ہے۔ مندرجہ ذیل آیات سے بھی اس معنیٰ کی تائید ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاَرْسَلْنَا عَلَیْھِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰیٰتٍ	پھر (اے رسول) ہم نے ان پر طوفان، ٹڈیاں جوئیں، مینڈک اور خون (کا عذاب) بھیجا (یہ

مُفَصَّلٰتٍ. (الاعراف - ۱۳۳)

سب) نشانیاں علیٰحدہ علیٰحدہ بھیجی گئی تھیں۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ○

(الانعام - ۹۷)

(اے رسول) ہم نے سمجھنے والوں کے لئے (اپنی) آیات کو علیٰحدہ علیٰحدہ بیان کر دیا ہے (تاکہ کوئی پیچیدگی محسوس نہ ہو)۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

الٓرٰ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ○

(ھود - ۱)

الٓرٰ، (یہ وہ) کتاب ہے جس کی آیتیں مستحکم کر دی گئی ہیں پھر حکیم و خبیر (اللہ) کی طرف سے علیٰحدہ علیٰحدہ کر دی گئی ہیں (تاکہ سمجھنے میں الجھن نہ ہو)۔

آگے فرمایا (ھُدًی) یہ کتاب دنیا کے تمام انسانوں کے لئے ہدایت ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ

(البقرۃ - ۱۸۵)

رمضان ہی وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا، (وہ قرآن) جس میں (تمام) لوگوں کے لئے (رہنمائی، اور) ہدایت ہے۔

(وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ) اور یہ کتاب مؤمنین کے لیے تو سراسر رحمت ہے۔ وہ اس پر ایمان لاکر اور اس پر عمل کر کے رحمت کے مستحق بن جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○

(العنکبوت - ۵۱)

بے شک اس میں مؤمنوں کے لئے رحمت بھی ہے اور نصیحت بھی۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ○

(بنی اسرآئیل - ۸۲)

اور ہم قرآن میں ایسی ایسی باتیں نازل فرما رہے ہیں جو ایمان والوں کے لئے شفاء اور باعث رحمت ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ آیات وعید کی علمی تشریح کی تو ضرورت نہیں اس لئے کہ ہر آیت کو اللہ نے علیٰحدہ علیٰحدہ بیان کر دیا ہے۔ اس کے سمجھنے میں اب کسی قسم کی دقت نہیں ہو سکتی۔ علمی تشریح کی ضرورت نہ ہونے کے باوجود کفار ایمان نہیں لاتے (هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ) (تو) کیا انہیں اس کی عملی تشریح کا انتظار ہے؟ کیا انہیں اس بات کا انتظار ہے کہ قرآن مجید کو نہ ماننے کا جو انجام ہے وہ عملاً ظاہر ہو جائے؟ جو وعیدیں قرآن مجید میں بیان ہوئی ہیں کیا

یہ ان وقوع کے منتظر ہیں؟ (یَوْمَ یَاْتِیْ تَاْوِیْلُهٗ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ) کیا انہیں معلوم نہیں کہ جب وہ وعیدیں واقع ہو جائیں گی تو اس دن وہ لوگ جو اس دن کو پہلے دنیا کی زندگی میں بھولے بیٹھے تھے کہیں گے واقعی ہمارے رب کے رسول حق لے کر آئے تھے لیکن اس دن رسولوں کی لائی ہوئی شریعت کی حقانیت کا اقرار کام نہیں آئے گا۔ انہیں عذاب میں مبتلا کیا جائیگا اور بالآخر وہ کہیں گے (فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَیَشْفَعُوْا لَنَآ) کیا ہمارے کوئی سفارشی ہیں کہ ہماری سفارش کر سکیں (اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَیْرَ الَّذِیْ كُنَّا نَعْمَلُ) یا کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ ہم کو پھر دنیا میں لوٹا دیا جائے تاکہ جو برے عمل ہم کرتے تھے ان کے بجائے نیک عمل کریں۔ لیکن ایسا ہوگا نہیں۔ نہ اس دن سفارش کام آئے گی اور نہ دنیا میں واپس لوٹایا جائیگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْئًا وَّلَا یُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا یُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ

(البقرۃ - ۴۸)

ڈرو اس دن سے جس دن کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے کچھ بھی کام نہ آئیگا، نہ کسی سے کوئی سفارش قبول کی جائے، نہ کسی سے بدلہ (معاوضہ یا فدیہ) لیا جائے گا اور نہ وہ (یعنی اہل محشر) کسی کی مدد حاصل کر سکیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ

(البقرۃ - ۲۵۴)

اے ایمان والو، قبل اس کے کہ وہ دن آئے جس دن نہ خرید و فروخت ہوگی، نہ دوستی (کام آئے گی) اور نہ سفارش (کا کسی کو اختیار ہوگا) ہمارے دئے ہوئے مال میں سے خرچ کرتے رہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَوْ تَرٰۤی اِذْ وُقِفُوْا عَلَی النَّارِ فَقَالُوْا یٰلَیْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰیٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا یُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ

(الانعام - ۲۷ و ۲۸)

(اے رسول) اگر آپ (انہیں اس وقت) دیکھیں جس وقت انہیں دوزخ کے کنارے کھڑا کیا جائیگا تو (آپ دیکھیں گے کہ اس وقت) یہ لوگ اس طرح کہہ رہے ہوں گے اے کاش ہمیں پھر (دنیا میں) لوٹا دیا جائے تو (اب) ہم اپنے رب کی آیتوں کو نہیں جھٹلائیں گے بلکہ (ان پر) ایمان لے آئیں گے (اپنی بے ایمانی کا اقرار وہ کسی اور وجہ سے نہیں

کریں گے) بلکہ (صرف اس وجہ سے کریں گے کہ وہ کفر و نفاق) جس کو یہ پہلے چھپایا کرتے تھے اب ان کے سامنے عیاں ہو چکا ہے (اور اب سب اس سے واقف ہو گئے ہیں اور (اللہ کو تو یہ بھی علم ہے کہ) اگر ان کو (دنیا میں) لوٹا دیا جائے تو یہ پھر وہی کام کریں گے جن کی انہیں ممانعت کی گئی تھی اور اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں۔

آگے فرمایا (قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ) ان لوگوں نے خود اپنا نقصان کیا، اب انہیں فلاح کیسے مل سکتی ہے۔ جو افتراء پردازیاں دنیا میں یہ کرتے تھے وہ سب ان سے غائب ہو گئیں۔ کوئی افتراء پردازی ان کے کام نہ آئی بلکہ وہ ان افتراء پردازیوں کے وبال میں گرفتار ہوئے اور سزا کے مستوجب ہوئے۔

کفار کی افتراء پردازیوں کی فہرست بڑی طویل ہے۔ ان میں سے بعض کا ذکر قرآن مجید میں ہے مثلاً

(۱) بے حیائی کی باتیں کرنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا، قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ، اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

(الاعراف ۔ ۲۸)

اور (یہ کافر) جب بے حیائی کا کوئی کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہم نے اپنے آباء و اجداد کو اسی طرح (کرتے) پایا ہے اور اللہ نے بھی ہمیں یہی حکم دیا ہے، (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ اللہ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا، کیا تم اللہ کی طرف ایسی بات کو منسوب کرتے ہو جس کا خود تمہیں کوئی علم نہیں (تمہارا اعتماد تو بس سنی سنائی باتوں پر ہے)

(۲) اللہ تعالیٰ کی زینت اور پاکیزہ رزق کو اپنے اوپر حرام کر لینا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ۔

(الاعراف ۔ ۳۲)

(اور اے رسول آپ ان سے) پوچھئے کہ اللہ کی (پیدا کی ہوئی) آرائش و زیبائش کی چیزوں کو جن کو اس نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کیا ہے اور پاکیزہ کھانے کی چیزوں کو کس نے حرام کیا ہے؟

③ شرک کرنا، حلال چیزوں کو حرام کرنا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ ۭ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰى ذَاقُوْا بَاْسَنَا ۭ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا ۭ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ ○

(الانعام۔ ۱۴۸)

(اے رسول، شرک کی تردید سننے کے بعد) یہ مشرک کہیں گے اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے اور نہ ہمارے آباء واجداد (شرک کرتے) اور نہ ہم کسی چیز کو (خود) حرام کرتے۔ (اے رسول) اسی طرح ان لوگوں نے بھی تکذیب کی تھی جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں یہاں تک کہ انہوں نے ہمارے عذاب کا مزا چکھا (اے رسول) آپ ان سے کہئے کہ کیا تمہارے پاس (اس بات کی) کوئی سند ہے، اگر ہے تو اسے ہمارے سامنے پیش کرو (ہمیں معلوم ہے کہ تمہارے پاس کوئی سند نہیں ہے) تم تو بس وہم وگمان کی پیروی کر رہے ہو اور اندازے اور تخمینے لگاتے رہتے ہو۔

④ اولاد کو قتل کرنا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ۭ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ○

(الانعام۔ ۱۳۸)

اسی طرح بہت سے مشرکین کو انکے شریکوں نے اولاد کو قتل کرنا بھی اچھا کر کے دکھایا ہے تاکہ وہ ان کو ہلاکت میں ڈال دیں اور ان کے دین کو ان پر خلط ملط کر دیں، اگر اللہ چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے (اے رسول) آپ ان سے اور ان کی افتراء پردازیوں سے کنارہ کش رہیے۔

⑤ بعض جانوروں پر ذبح کے وقت اللہ کا نام نہ لینا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ۡ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ

اور مشرکین یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ چوپائے اور کھیتی (ہر ایک کے لئے) جائز نہیں (وہ اپنے زعم باطل میں کہتے ہیں کہ) انہیں کوئی

لَا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ ۭ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝
(الانعام - ۱۳۹)

نہیں کھا سکتا سوائے اس کے جس کو ہم چاہیں (اور یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ) بعض چوپائے ایسے ہیں جن پر سوار ہونا، سامان لادنا حرام کر دیا گیا ہے اور بعض چوپایوں پر (ذبح کے وقت) اللہ کا نام نہیں لیتے، یہ سب کچھ اللہ پر افتراء ہے (اللہ نے ان باتوں کا ان کو حکم نہیں دیا) عنقریب اللہ ان کو اس افتراء پردازی کی سزا دے گا۔

۶ <u>اپنے شریکوں کی نذر و نیاز کرنا۔</u>

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَ الْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا

(الانعام - ۱۳۷)

اور (اے رسول) یہ مشرکین اللہ کی پیدا کی ہوئی کھیتی اور چوپایوں میں سے اللہ کا (ایک مخصوص) حصہ مقرر کرتے ہیں، (پھر) اپنے زعم میں کہتے ہیں کہ یہ حصہ اللہ کا اور یہ حصہ ہمارے شریکوں کا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝

(المآئدۃ - ۱۰۳)

اللہ نے نہ تو یہ چیز مقرر کی ہے کہ کسی اونٹنی کے کان چیر کر بتوں کے نام پر چھوڑ دیا جائے اور پھر اس کا دودھ نہ پیا جائے، نہ یہ چیز مقرر کی ہے کہ کسی اونٹ کو بتوں کے نام پر چھوڑ دیا جائے اور پھر اس پر بوجھ نہ لادا جائے، نہ یہ چیز مقرر کی ہے کہ جو اونٹنی اوپر تلے دو مادہ بچے جنے اُسے بتوں کے نام پر چھوڑ دیا جائے اور نہ یہ چیز مقرر کی ہے کہ کسی اونٹ کی نسل سے چند بچے لے کر پھر اُسے بتوں کی نذر کر دیا جائے اور اس پر سواری نہ کی جائے، (ان چیزوں کے متعلق) کافر اللہ پر جھوٹا بہتان لگا رہے ہیں (بات یہ ہے کہ) ان میں سے اکثر بے عقل ہیں (کہ ایسی بیہودہ باتوں کو اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں)۔

۷ اپنے شریکوں کو اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارشی سمجھ کر ان کی عبادت کرنا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ، قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ، سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ

(یونس - ۱۸)

اور (اے رسول) یہ لوگ اللہ کے علاوہ ایسے لوگوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ ان کو نفع پہنچا سکتے ہیں اور (اپنی صفائی میں) کہتے ہیں کہ (ہم انکو مشکل کشا نہیں سمجھتے بلکہ) یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں (سفارشی سمجھ کر ہم ان کی عبادت کرتے ہیں، اے رسول) آپ (انسے) پوچھئے کیا تم اللہ کو آسمانوں اور زمین میں ایسی چیز کے وجود کی خبر دیتے ہو جس کے وجود کا اسے کوئی علم نہیں، جو شرک یہ کر رہے ہیں وہ اس سے پاک اور بلند و بالا ہے۔

۸ اپنے شریکوں کو اللہ تعالےٰ کے ہاں تقرب کا ذریعہ سمجھ کر ان کی عبادت کرنا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى، اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ، اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ

(الزمر - ۳)

خبردار ہو جاؤ اللہ کا تو دین خالص ہے (وہی اس کا واحد شارع ہے) اور جن لوگوں نے اللہ کے علاوہ (دوسرے) کارساز بنا لئے ہیں (وہ ان کارسازوں کی عبادت کرتے ہیں اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ عبادت تو صرف اللہ تعالےٰ کے لئے ہے تو اس طرح جواب دیتے ہیں کہ) ہم تو ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں، بے شک جن باتوں میں یہ اختلاف کر رہے ہیں ان باتوں کا فیصلہ اللہ ان کے مابین (قیامت کے دن) کریگا، بے شک اللہ اس کو جو جھوٹا اور ناشکرا ہو ہدایت پر چلا کر منزل مقصود پہ نہیں پہنچاتا۔

۹ اپنے آپ کو بڑا مقدس سمجھنا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ○

(النسآء - ۴۹)

(اور اے رسول) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنے آپ کو (بہت) مقدس سمجھتے ہیں حالانکہ یہ تو اللہ (کا کام) ہے کہ جس کو چاہے مقدس بنائے (انہیں اس فخر و گھمنڈ کی سزا ضرور ملے گی) لیکن ان پر کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے برابر بھی ظلم نہیں ہوگا (یعنی ظلم کی مناسبت سے سزا ملے گی، کسی پر زیادتی نہیں ہوگی)۔

الغرض کافروں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت سی افتراء پردازیاں کر کے حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر رکھا تھا۔ اپنے شریکوں کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھتے تھے، ان کے متعلق ان کا خیال تھا کہ بس ان کا دامن پکڑ لیا ہے، یہ ہمیں بخشوا لیں گے لیکن حقیقت یہ ہے کہ قیامت کے دن کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا، یہ بزرگ جن کی دنیا میں نذر و نیاز کی جاتی تھی اور جن کے کشف و کرامت پر بڑا ناز تھا سب غائب ہو جائیں گے۔

آگے فرمایا (اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ) یہ بزرگ جن کو تم نے اللہ تعالےٰ کا شریک بنا رکھا ہے جن کی تم اس نیت سے عبادت کرتے ہو کہ وہ تمہیں اللہ تعالےٰ کے قریب کر دیں گے تمہارے رب نہیں ہیں۔ تمہارا رب تو وہ ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر اس کے بعد وہ عرش پر جلوہ افروز ہوا (يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا) وہی رات سے دن سے ڈھانک دیتا ہے گویا رات دن کی طلب میں تیزی کے ساتھ دوڑتی چلی آتی ہے (وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ) وہی ہے جس نے سورج، چاند اور تاروں کو اپنے حکم سے مسخر کر رکھا ہے، سب اپنے اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں سب حکم الٰہی کے مطابق ایک خاص نظام میں جکڑے ہوئے ہیں (اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ) خبردار ہو جاؤ مخلوق سب اسی کی ہے اور اس مخلوق میں حکم بھی اسی کا چلتا ہے۔ پوری کائنات اللہ تعالےٰ کی تابع ہے۔ نظام کائنات اسی کی تدبیر سے چل رہا ہے اور اسی کی تقدیر پر قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ، مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ، اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ○

اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو، زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے سب کو چھ دن میں پیدا کیا، پھر عرش پر رونق افروز ہوا، (اے لوگو) اس کے علاوہ نہ تمہارا کوئی کارساز ہے

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ○ ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ○ الَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ○
(الٓمّٓ تنزیل ۔ ۴ تا ۷)

اور نہ سفارش کا اختیار رکھنے والا تو کیا تم (پھر بھی) نصیحت حاصل نہیں کرتے ۔ وہی آسمان سے (لے کر) زمین تک ہر کام کی تدبیر کرتا ہے پھر ایک ایسے وقفہ میں جس کی مقدار تمہارے حساب سے ایک ہزار سال کے برابر ہے وہ کام اسی کی طرف چڑھ جاتا ہے ۔ یہی (تو ہے جو) پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا، غالب اور (بہت) رحم کرنے والا ہے جس نے ہر چیز کو (بہت) اچھا بنایا (اور اسی نے) اس کو پیدا (بھی) کیا اور اسی نے انسان کی پیدائش کو مٹی سے شروع کیا۔

(تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ) اللہ رب العالمین بڑا بابرکت ہے۔ یہ اسی کی برکت ہے کہ ہر چیز ایک خاص نظام میں مربوط ہے ۔

کائنات کی پیدائش، کائنات کا تغیر و تبدل اور کائنات کے جملہ امور سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مرہون منت ہیں اور جس کی یہ صفت ہو وہی معبود و مسجود ہو سکتا ہے، وہی حاکم و شارع ہو سکتا ہے، وہی مشکل کشا اور حاجت روا ہو سکتا ہے اور جو شخص یہ امور انجام نہیں دے سکتا نہ وہ معبود ہو سکتا ہے اور نہ مسجود، نہ حاکم ہو سکتا ہے اور نہ شارع اور نہ مشکل کشا اللہ تعالیٰ خالق اور مدبر ہے، باقی سب مخلوق بے بس مخلوق اپنے خالق کی ہی محتاج ہو سکتی ہے نہ کہ کسی مخلوق کی ۔ جو لوگ مخلوق کو اپنا حاجت روا سمجھتے ہیں وہ گویا مخلوق کو اللہ تعالےٰ کا شریک بناتے ہیں ۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا ○ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ○ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ○

بابرکت ہے وہ (اللہ) جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل فرمایا تاکہ وہ (بندہ) تمام اقوام عالم کو ڈرائے، (وہ اللہ) جس کی بادشاہت ہے (تمام) آسمانوں میں اور زمین میں، اس نے نہ تو (اپنا) کوئی بیٹا بنایا ہے اور نہ اسکی بادشاہت میں کوئی اس کا شریک ہے، اسی نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر اس کا ایک اندازہ مقرر کر دیا (پھر بھی) لوگوں نے اس کے علاوہ دوسرے الٰہ بنا لئے حالانکہ وہ کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ تو خود

پیدا کئے گئے ہیں، وہ اپنے نقصان اور نفع کے بھی مالک نہیں اور نہ ان کے اختیار میں مرنا ہے، نہ جینا اور نہ مر کر اٹھ کھڑا ہونا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

مَالَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا ○

(الکھف - ۲۶)

اس کے علاوہ ان (لوگوں) کا کوئی کارساز نہیں اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ○

(بنی اسرآئیل - ۱۱۱)

اور (اے رسول، اس طرح کہا کیجئے) سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے نہ تو کوئی بیٹا بنایا ہے، نہ (اس کی) بادشاہت میں کوئی (اس کا) شریک ہے اور نہ کمزوری کی وجہ سے اس کا کوئی مددگار ہے اور (اے رسول) اس کی بڑائی خوب بیان کیا کیجئے۔

عمل

اے لوگو، قرآن مجید آپ کے لئے ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ اس پر چل کر ہی آپ منزل مقصود کو پا سکتے ہیں۔

اے لوگو، قیامت کے دن کوئی سفارش نہ ہو گا کہ آپ کو بخشوا سکے۔ بخشش کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہو گا لہذا صرف اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کی جدوجہد میں لگے رہیئے۔

اے لوگو، معبود و مشکل کشا صرف وہی ہو سکتا ہے جو خالق ہو، جو نظام کائنات کو چلا رہا ہو اور جو تمام جہانوں کا پروردگار ہو۔ اللہ تعالےٰ کے علاوہ ایسا کوئی نہیں لہذا کوئی بھی معبود و مشکل کشا نہیں ہو سکتا۔ مشکل کشائی کے لئے صرف اللہ تعالےٰ کو پکاریئے۔

اے ایمان والو، قرآن مجید آپ کے لئے سراسر رحمت ہے۔ آپ اس کو پڑھئے اور اس پر عمل کر کے رحمت کے مستحق بنیئے۔

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۵۵

ترجمہ (اے لوگو) اپنے رب سے عاجزی سے اور چپکے چپکے دعاء مانگا کرو (اور حد سے نہ بڑھ جایا کرو) اللہ حد سے بڑھ جانے والوں کو پسند نہیں کرتا ۵۵

معانی ومصادر (خُفْيَةً) خَفِيَ، يَخْفٰى، خَفَآءٌ وخُفْيَةٌ (س) چھپنا۔
(تَضَرُّعًا) تَضَرَّعَ، يَتَضَرَّعُ، تَضَرُّعٌ (باب تفعّل) عاجزی کرنا۔

تفسیر اوپر کی آیت میں اللہ تعالےٰ نے اپنی توحید کے دلائل دئے اور یہ ثابت کیا کہ رب صرف اللہ تعالیٰ خالق کائنات ہے۔ اسی کا حق ہے کہ اُسے پکارا جائے لہذا (اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً) اے لوگو اسی کو پکارو، اسی سے دعا مانگو، عاجزی کے ساتھ اور چپکے چپکے (اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ) (اللہ تعالےٰ نے تمام کاموں کے لئے حدود مقرر کر دئے ہیں لہذا ان مقررہ حدود سے آگے نہ بڑھو اور اس بات کو یاد رکھو کہ) اللہ تعالےٰ حدود سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ دعاء کے لئے بھی اللہ تعالےٰ نے حدود مقرر کئے ہیں لہذا ان حدود سے آگے نہ بڑھو۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ○ (البقرۃ - ۱۹۰) (المآئدۃ - ۸۷)

اللہ (تعالیٰ) زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

يَكُوْنُ فِيْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ قَوْمٌ يَعْتَدُوْنَ فِي الدُّعَآءِ وَالطُّهُوْرِ (رواہ احمد وسندہ صحیح۔ بلوغ الامانی جزء ۲۱ ص ۲۶ والمستدرک کتاب الدعاء باب الاعتداء فی الدعاء جزء اول ص ۵۲)

اس امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو دعاء اور پاکی میں حد سے تجاوز کریں گے۔

اب ہم دعاء کے آداب لکھتے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ دعاء میں حد سے تجاوز کرنے کے کیا معنیٰ ہیں۔ جو ان آداب سے تجاوز کریگا وہ گویا دعاء میں حد سے تجاوز کرنے والا ہے۔

دعاء کے آداب

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے دعاء کے آداب بتائے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:۔

۱ دعاء صرف اپنے ربّ سے مانگو۔

۲ دعاء عاجزی سے گڑگڑا کر چپکے چپکے مانگو۔

۳ دعاء میں حد سے تجاوز نہ کرو۔

دعاء کے بقیہ آداب مندرجہ ذیل ہیں:۔

۴ حلال طریقہ سے کمائی ہوئی آمدنی اپنے استعمال میں لائیے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:۔

ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ يُطِيْلُ السَّفَرَ اَشْعَثَ اَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ اِلَى السَّمَآءِ يَا رَبِّ، يَا رَبِّ وَمَطْعَمُهٗ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهٗ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهٗ حَرَامٌ وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ فَاَنّٰى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ

(صحیح مسلم کتاب الزکوۃ باب قبول الصدقۃ من الکسب الطیب جزء اول ص۳۲۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک (ایسے) شخص کا ذکر کیا جو طویل سفر کر رہا ہے، بال اس کے بکھرے ہوئے ہیں، جسم و لباس غبار آلود ہے۔ وہ اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتا ہے اور اے رب، اے رب (کہہ کر دعاء کرتا ہے) لیکن اس کا کھانا حرام ہے، اس کا پینا حرام ہے، اس کا لباس حرام ہے، اس کی پرورش حرام سے ہو رہی ہے تو ایسی صورت میں اس کی دعاء کیسے قبول ہو سکتی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی کتنا ہی پریشان حال ہو لیکن اگر اس کی کمائی حرام ہے تو اس کی دعاء قبول نہیں ہوگی۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پریشان حال مسافر کی دعاء کی قبولیت کا امکان زیادہ ہے۔

۵ اللہ تعالےٰ کو اپنے قریب سمجھے اس کے احکام کو مانے اور اس سے براہ راست طلب کرے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ

(المؤمن ۔ ۶۰)

اور (اے رسول لوگوں سے کہہ دیجئے) کہ تمہارے رب نے حکم دیا ہے کہ مجھ سے دعاء کرو، میں تمہاری دعاء قبول کروں گا اور جو لوگ میری عبادت سے سرکشی کریں گے وہ

عنقریب ذلیل وخوار ہوکر دوزخ میں داخل ہوں گے۔

(۶) دعاء میں اس طرح نہ کہے کہ "اے اللہ" اگر تو چاہے تو ایسا کر دے" بلکہ یقین اور پختگی کے ساتھ دعاء مانگے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔
اِذَادَعَا اَحَدُکُمْ فَلْیَعْزِمِ الْمَسْئَلَةَ وَلَا یَقُوْلَنَّ اَللّٰھُمَّ اِنْ شِئْتَ فَاَعْطِنِیْ فَاِنَّهٗ لَامُسْتَکْرِهَ لَهٗ (صحیح بخاری کتاب الدعوات باب لیعزم المسئلة فانه لامکرہ له جزء ۹ ص۹۲ وصحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء باب العزم بالدعاء جزء ۲ ص۳۴۶ واللفظ للبخاری)۔

جب تم میں سے کوئی دعاء کرے تو پختگی کے ساتھ دعاء کرے اور اس طرح ہرگز نہ کہے کہ! "اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھے عطاء کر دے" کیونکہ اس پر جبر کرنے والا کوئی نہیں (وہ تو جب چاہے گا جب ہی دیگا۔ اس پہ کوئی جبر کرنے والا نہیں کہ اس سے اسکے بغیر چاہے دلوادے)۔

(۷) دعاء کی قبولیت کے لئے جلدی نہ کرے۔

(۸) تھک کر دعاء کرنا نہ چھوڑے۔

(۹) گناہ کی دعاء نہ کرے۔

(۱۰) رشتہ قطع کرنے کی دعاء نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔
یُسْتَجَابُ لِاَحَدِکُمْ مَالَمْ یَعْجَلْ یَقُوْلُ دَعَوْتُ فَلَمْ یُسْتَجَبْ لِیْ (صحیح بخاری کتاب الدعوات باب یستجاب للعبد ما لم یعجل جزء ۸ ص۹۲ وصحیح مسلم کتاب الذکر باب بیان انه یستجاب الداعی مالم یعجل جزء ۲ ص۳۸۶)

تم میں سے ہر ایک کی دعاء قبول کی جاتی ہے جب تک جلدی نہ کرے، کہنے لگے کہ میں نے دعاء کی لیکن میری دعاء قبول نہیں ہوئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔
لَایَزَالُ یُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَالَمْ یَدْعُ بِاِثْمٍ اَوْ قَطِیْعَةِ رَحِمٍ مَالَمْ یَسْتَعْجِلْ

بندے کی دعاء برابر قبول ہوتی رہتی ہے جب تک وہ گناہ کی یا رشتہ قطع کرنے کی دعاء نہ کرے (بشرطیکہ) جلدی نہ کرے۔

آپ سے پوچھا گیا :۔

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِسْتِعْجَالُ ؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

يَقُوْلُ قَدْ دَعَوْتُ وَقَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ اَرَ يَسْتَجِيْبُ لِيْ فَيَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذٰلِكَ وَيَدَعُ الدُّعَآءَ (صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء باب بیان انه یستجاب للداعی مالم یعجل جزء ۲ ص ۳۸۶)

اے اللہ کے رسول جلدی کیا ہوتی ہے ؟

(جلدی یہ ہے کہ بندہ اس طرح) کہے میں نے (خوب) دعاء کی، (خوب) دعاء کی میں نہیں سمجھتا کہ اللہ (تعالےٰ) میری دعاء قبول کرے گا، پھر ایسی حالت میں وہ تھک کر دعاء کرنا چھوڑ دے۔

(۱۱) اپنے لئے یا اپنی اولاد کے لئے یا اپنے مال کے لئے بددعاء نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا تَدْعُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ وَلَا تَدْعُوْا عَلٰى اَوْلَادِكُمْ وَلَا تَدْعُوْا عَلٰى اَمْوَالِكُمْ لَا تُوَافِقُوْا مِنَ اللّٰهِ سَاعَةً يُسْئَلُ فِيْهَا عَطَآءً فَيَسْتَجِيْبُ لَكُمْ (صحیح مسلم کتاب الزھد والرقاق باب حدیث جابر الطویل جزء ۲ ص ۶۰۱)

اپنے لئے بددعاء نہ کیا کرو نہ اپنی اولاد کے لئے بددعاء کیا کرو اور نہ اپنے مال کے لئے بددعاء کیا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ بددعاء ایسی ساعت میں (زبان سے) نکلے کہ (اگر) اس (ساعت) میں اللہ سے مانگا جائے تو اللہ (ضرور) قبول کرلے۔

(۱۲) خوشحالی کے زمانہ میں کثرت سے دعاء کرے تاکہ مصیبت کے زمانہ میں دعاء جلدی قبول ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَسْتَجِيْبَ اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَ الشَّدَائِدِ وَالْكُرَبِ فَلْيُكْثِرِ الدُّعَآءَ فِي الرَّخَاءِ (رواہ الترمذی فی ابواب الدعوات باب ماجاء ان دعوۃ المسلم مستجابۃ جزء ۲ ص ۴۷۹ ورواہ الحاکم نحوہٗ فی کتاب الدعاء باب ۱ مر اکثار الدعاء فی الرخاء جزء اول ص ۵۴۴ وسندہ صحیح ۔ مرعاۃ جزء ۴ ص ۴۰۲)

جو شخص اس بات کو پسند کرے کہ اللہ سختیوں اور تکلیف میں اس کی دعاء قبول کرے تو اُسے چاہئے کہ خوشحالی (کے زمانہ) میں کثرت سے دعاء کرے۔

(۱۳) دعاء میں مسجّع اور مُقفّٰی عبارتیں استعمال نہ کرے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:۔

فَانْظُرِ السَّجْعَ مِنَ الدُّعَآءِ فَاجْتَنِبْهُ فَاِنِّيْ عَهِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

دعاء میں مسجّع عبارت پر نگاہ رکھو اور اس سے بچو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وَاَصْحَابَہٗ لَا یَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ یَعْنِیْ لَا یَفْعَلُوْنَ اِلَّا ذٰلِكَ الْاِجْتِنَابَ (صحیح بخاری کتاب الدعوات باب مایکرہ عن السجع فی الدعاء جزء ۸ صـ۹۲)

اوران کے صحابہ کو دیکھا ہے کہ وہ لوگ اس سے بچتے تھے۔

(۱۴) موت کی دعاء نہ کرے۔

حضرت خبابؓ فرماتے ہیں:۔

لَوْلَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھَانَا اَنْ نَدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِہٖ (صحیح بخاری کتاب الدعوات باب الدعاء بالموت والحیاۃ جزء ۸ صـ۹۲ وصحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء باب کراھۃ تمنی الموت جزء ۲ صـ۴۶۷)

اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں موت کی دعاء کرنے سے منع نہ کر دیا ہوتا تو میں موت کی دعاء کرتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا یَتَمَنّٰی اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ وَلَا یَدْعُ بِہٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَہٗ اِنَّہٗ اِذَا مَاتَ اَحَدُکُمُ انْقَطَعَ عَمَلُہٗ وَلَا یَزِیْدُ الْمُؤْمِنَ عُمُرُہٗ اِلَّا خَیْرًا (صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء باب کراھۃ تمنی الموت جزء ۲ صـ۴۸۸)

تم میں سے کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے اور موت کے آنے سے پہلے اس کے لئے دعاء نہ کرے اس لئے کہ تم میں سے جب کوئی مرجاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہوجاتا ہے اور مؤمن کی عمر اس کے لئے کچھ زیادہ نہیں کرتی سوائے خیر کے (یعنی اگر مؤمن کی عمر زیادہ ہوگی تو نیکیاں اور بڑھیں گی کیونکہ وہ نیکیاں کرتا ہی رہے گا جب تک زندہ رہے گا)۔

(۱۵) دعاء اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی سے نہ مانگے کیونکہ دعاء بھی عبادت کی ایک قسم ہے اور عبادت کسی کے لئے جائز نہیں سوائے اللہ تعالےٰ کے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلدُّعَاءُ ھُوَ الْعِبَادَۃُ ثُمَّ قَرَأَ وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَھَنَّمَ دَاخِرِیْنَ (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب الدعوات

دعاء عبادت ہے اور تمہارا رب فرماتا ہے مجھ سے دعا کرو، میں تمہاری دعاء قبول کروں گا۔ بے شک جو لوگ میری عبادت سے تکبر کریں گے وہ عنقریب ذلیل وخوار ہو کر جہنم میں داخل

باب ماجاء فی فضل الدعاء جزء ۲ ص ۲۷۶) ہوں گے۔

۱۶ جب دعاء کرے تو وضوء کرلے۔

۱۷ قبلہ کی طرف منہ کرے۔

۱۸ دونوں ہاتھوں کو دراز کرے اور ان کو اتنا بلند کرے کہ بغلیں کھل جائیں۔

حضرت ابو موسیٰ فرماتے ہیں:۔
دَعَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْہِ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِعُبَیْدٍ اَبِیْ عَامِرٍ وَرَاَیْتُ بَیَاضَ اِبْطَیْہِ (صحیح بخاری کتاب الدعوات باب الدعاء الوضوء جزء ۸ ص ۱۰۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگایا، پھر وضوء کیا پھر دونوں ہاتھوں کو بلند کیا پھر اس طرح دعاء کی! اے اللہ عبید ابو عامر کو بخش دے (آپ نے ہاتھوں کو اتنا بلند کیا تھا کہ) میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں:۔
لَمَّا کَانَ یَوْمُ بَدْرٍ نَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی الْمُشْرِکِیْنَ وَھُمْ اَلْفٌ وَ اَصْحَابُہٗ ثَلَاثُ مِائَۃٍ وَتِسْعَۃَ عَشَرَ رَجُلًا فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَۃَ ثُمَّ مَدَّ یَدَیْہِ فَجَعَلَ یَھْتِفُ بِرَبِّہٖ (صحیح مسلم کتاب الجہاد باب الامداد بالملٰئکۃ فی غزوۃ بدر جزء ۲ ص ۸۲)

جنگ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کی طرف دیکھا اور وہ ایک ہزار تھے اور آپ کے اصحاب تین سو انیس تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی طرف منہ کیا پھر ہاتھوں کو دراز کیا اور اپنے رب سے دعاء مانگنے لگے۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں:۔
رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَمُدُّ یَدَیْہِ حَتّٰی اِنِّیْ لَاَرٰی بَیَاضَ اِبْطَیْہِ (مسند احمد ورجالہ ثقات۔ بلوغ الامانی جزء ۱۲ ص ۲۷ رسندہ صحیح)

میں نے رسول اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے (دعاء کے لئے) ہاتھوں کو دراز کیا یہاں تک کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔

۱۹ دونوں ہاتھ اٹھانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد کرے اور حمد کی ابتداء ان الفاظ سے کرے:۔
سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلَی الْعَلِیِّ الْوَھَّابِ (ترجمہ) پاک ہے میرا رب، بلند و بالا اور خوب دینے والا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں:۔
رَفَعَ (رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھوں

يَدَيْهِ فَجَعَلَ يَحْمَدُ اللّٰهَ وَيَدْعُوْ بِمَا شَآءَ اَنْ يَدْعُوَ (صحیح مسلم کتاب الجہاد باب فتح مکۃ جزء۲ ص۹۶)

کو بلند کیا، پھر آپ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرنے لگے، اور آپ نے دعاء مانگی جو اللہ نے چاہا کہ آپ دعاء مانگیں۔

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں:۔

مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دُعَآءً اِلَّا اسْتَفْتَحَ بِسُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلَى الْعَلِيِّ الْوَهَّابِ (رواہ احمد و سندہ صحیح۔ بلوغ الامانی جزء۱۴ ص۲۷۱)

میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دعاء کرتے تو اس ثناء سے ابتداء کرتے:۔ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلَى الْعَلِيِّ الْوَهَّابِ۔

(۲۰) حمد کرنے کے بعد درود شریف پڑھے پھر دعاء کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِتَحْمِيْدِ اللّٰهِ وَالثَّنَآءِ عَلَيْهِ ثُمَّ لِيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لِيَدْعُ بَعْدُ بِمَا شَآءَ (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب الدعوات فی باب ما جاء فی جامع الدعوات عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۲/۵۰۲)

جب تم میں سے کوئی دعاء کرے تو اللہ کی حمد وثناء سے ابتداء کرے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے پھر اس کے بعد جو چاہے دعاء مانگے۔

(۲۱) دعاء تین مرتبہ کرے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:۔

كَانَ (رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اِذَا دَعَا دَعَا ثَلَاثًا (صحیح مسلم کتاب الجہاد باب ما لقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اذی المشرکین والمنافقین جزء۲ ص۱۰۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دعاء کرتے تو تین مرتبہ دعاء کرتے۔

(۲۲) اگر امام وغیرہ سے دعاء کے لئے کہا جائے تو حاضرین بھی دعاء کے لئے ہاتھ اٹھا سکتے ہیں اور دعاء کر سکتے ہیں۔

(۲۳) اگر امام سے دعاء کے لئے ایسے موقع پر کہا جائے کہ وہ خطبہ دے رہا ہو تو امام قبلہ کی طرف منہ نہ کرے بلکہ اسی حالت میں ہاتھوں کو دراز کر کے دعاء مانگے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

اَتٰی رَجُلٌ اَعْرَابِیٌّ مِنْ اَهْلِ الْبَدْوِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ (یَخْطُبُ) یَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَکَتِ الْمَاشِیَةُ هَلَکَ الْعِیَالُ هَلَکَ النَّاسُ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَدَیْهِ یَدْعُوْ وَرَفَعَ النَّاسُ اَیْدِیَهُمْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَدْعُوْنَ (رواہ البیہقی فی سننہ فی الاستسقاء جزء ۳ ص۳۵۷ وسندہ صحیح و رواہ البخاری فی صحیحہ تعلیقًا فی کتاب الاستسقاء باب رفع الناس ایدیہم مع الامام استسقاء جزء ۲ ص۳۹)

دیہاتیوں میں سے ایک دیہاتی اس حال میں آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ (دے رہے تھے)۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول مویشی ہلاک ہوگئے، اہل وعیال ہلاک ہو گئے، لوگ ہلاک ہوگئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور آپ دعاء مانگنے لگے۔ لوگوں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہاتھ اٹھائے اور وہ بھی دعاء مانگنے لگے۔

(۲۴) دوسرے سے دعاء کرانے میں کوئی حرج نہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

قَالَتْ اُمِّ سُلَیْمٍ رضی اللہ عنہا لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَسٌ رضی اللہ عنہ خَادِمُكَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَكْثِرْ مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ وَبَارِكْ لَهٗ فِیْمَا اَعْطَیْتَهٗ (صحیح بخاری کتاب الدعوات باب قول اللہ تعالٰی وصل علیہم جزء ۸ ص۹۱)

ام سلیم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: انس آپ کا خادم ہے (اس کے لئے دعاء کر دیجئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء کی: اے اللہ اس کے مال اور اولاد کو زیادہ کر اور جو کچھ تو اُسے دے اس میں اس کے لئے برکت عطاء فرما۔

(۲۵) جب کسی دوسرے کے لئے دعاء کرے تو پہلے اپنے لئے دعاء کرے پھر اس کے لئے دعاء کرے

حضرت ابی بن کعب فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ذَكَرَ اَحَدًا اَوْ دَعَا لَهٗ بَدَاَ بِنَفْسِهٖ (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب الدعوات باب ماجاء ان الداعی یبدأ بنفسہ جزء ۲ ص۴۷۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص کا ذکر فرماتے پھر اس کے لئے دعاء کرتے تو اپنے نفس سے ابتداء کرتے (یعنی پہلے اپنے لئے دعاء فرماتے)۔

(۲۶) مظلوم کی بددعاء سے بچے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
اِتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ (صحیح بخاری کتاب المظالم باب الاتقاء والحذر من دعوۃ المظلوم جزء ۳ ص ۱۶۹)

مظلوم کی بددعاء سے بچو کیونکہ (اس کی) بددعا اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا۔

۲۷ مسلم بھائی کی غیر موجودگی میں اس کے لئے دعاء کرے تو یہ دعاء کرنے والے کے حق میں بہت اچھا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِاَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ عِنْدَ رَاْسِهٖ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ كُلَّمَا دَعَا لِاَخِيْهِ بِخَيْرٍ قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهٖ اٰمِيْنَ وَلَكَ بِمِثْلٍ (صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء باب فضل الدعاء للمسلمین بظهر الغیب جزء ۲ ص ۳۸۵)

مسلم جب اپنے بھائی کے لئے اس کی غیر موجودگی میں دعاء کرتا ہے تو اس کی دعاء قبول ہوتی ہے۔ دعاء کرنے والے کے سر کے قریب ایک فرشتہ مقرر ہوتا ہے تو جب کبھی وہ اپنے (مسلم) بھائی کے لئے بھلائی کی دعاء کرتا ہے تو وہ فرشتہ جو مقرر ہوتا ہے کہتا ہے: آمین اور تیرے لئے بھی اسی کے مثل بھلائی (ہو)۔

۲۸ اپنے عمل صالح کے وسیلہ سے دعاء مانگنا جائز ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
بَيْنَمَا ثَلَاثَةُ نَفَرٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يَمْشُوْنَ اِذْ اَصَابَهُمْ مَطَرٌ فَاَوَوْا اِلٰى غَارٍ فَانْطَبَقَ عَلَيْهِمْ (وَفِىْ رِوَايَةٍ فَانْحَطَّتْ عَلٰى فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِّنَ الْجَبَلِ) فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اِنَّهٗ وَاللّٰهِ يَا هٰؤُلَآءِ لَا يُنْجِيْكُمْ اِلَّا الصِّدْقُ فَلْيَدْعُ كُلُّ رَجُلٍ مِّنْكُمْ بِمَا يَعْلَمُ اَنَّهٗ قَدْ صَدَقَ فِيْهِ (وَفِىْ رِوَايَةٍ اِلَّا اَنْ تَدْعُوا اللّٰهَ بِصَالِحِ اَعْمَالِكُمْ) فَقَالَ وَاحِدٌ مِّنْهُمْ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّهٗ كَانَ لِىْ اَجِيْرٌ عَمِلَ لِىْ عَلٰى فَرَقٍ مِّنْ اَرُزٍّ فَذَهَبَ وَتَرَكَهٗ

تم سے پہلے جو لوگ گذرے ہیں ان میں سے تین آدمی کہیں چلے جا رہے تھے کہ اسی اثناء میں ان کو بارش نے گھیر لیا۔ وہ ایک غار میں چلے گئے اس غار کا منہ ایک پتھر کے گرنے سے بند ہو گیا۔ ان لوگوں نے ایک دوسرے سے کہا: اے لوگو اللہ کی قسم تمہیں کوئی چیز نجات نہیں دے سکتی سوائے اس کے کہ صدق (دل سے) تم نے جو عمل صالح کیا ہو اور تم جانتے ہو کہ تم اس معاملہ میں سچ کہہ رہے ہو اس کے ذریعہ اللہ سے دعا کرو۔ ان میں سے ایک نے کہا: اے اللہ، تو جانتا ہے کہ میں نے ایک مزدور

وَاَنِّیْ عَمَدْتُ اِلٰی ذٰلِكَ الْفَرَقِ فَزَرَعْتُهٗ فَصَارَ مِنْ اَمْرِهٖ اَنِّی اشْتَرَیْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَ اَنَّهٗ اَتَانِیْ یَطْلُبُ اَجْرَهٗ فَقُلْتُ اِعْمِدْ اِلٰی تِلْكَ الْبَقَرِ فَسُقْهَا فَقَالَ لِیْ اِنَّمَا لِیْ عِنْدَكَ فَرَقٌ مِنْ اَرُزٍّ فَقُلْتُ لَهٗ اِعْمِدْ اِلٰی تِلْكَ الْبَقَرِ فَاِنَّهَا مِنْ ذٰلِكَ الْفَرَقِ (وَفِیْ رِوَایَةٍ قُلْتُ لَهٗ كُلُّ مَا تَرٰی مِنْ اَجْرِكَ مِنَ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالرَّقِیْقِ فَقَالَ یَا عَبْدَ اللّٰهِ لَا تَسْتَهْزِئْ بِیْ فَقُلْتُ اِنِّیْ لَا اَسْتَهْزِئُ بِكَ فَاَخَذَ كُلَّهٗ) فَسَاقَهَا فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّیْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ مِنْ خَشْیَتِكَ (وَفِیْ رِوَایَةٍ اِبْتِغَاءَ وَجْهِكَ) فَفَرِّجْ عَنَّا فَانْسَاحَتْ عَنْهُمُ الصَّخْرَةُ فَقَالَ الْاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ كَانَ لِیْ اَبَوَانِ شَیْخَانِ كَبِیْرَانِ فَكُنْتُ اٰتِیْهِمَا كُلَّ لَیْلَةٍ بِلَبَنِ غَنَمٍ لِیْ (وَفِیْ رِوَایَةٍ لَا اَغْبِقُ قَبْلَهُمَا اَهْلًا وَلَا مَالًا) فَاَبْطَاَتْ عَلَیَّ لَیْلَةً فَجِئْتُ وَقَدْ رَقَدَا وَاَهْلِیْ وَعِیَالِیْ یَتَضَاغَوْنَ مِنَ الْجُوْعِ فَكُنْتُ لَا اَسْقِیْهِمْ حَتّٰی یَشْرَبَ اَبَوَایَ فَكَرِهْتُ اَنْ اُوْقِظَهُمَا وَكَرِهْتُ اَنْ اَدَعَهُمَا فَیَسْتَكِنَّا لِشَرْبَتِهِمَا فَلَمْ اَزَلْ اَنْتَظِرُ حَتّٰی طَلَعَ الْفَجْرُ فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّیْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ مِنْ خَشْیَتِكَ (وَفِیْ رِوَایَةٍ اِبْتِغَاءَ وَجْهِكَ) فَفَرِّجْ عَنَّا فَانْسَاحَتْ عَنْهُمُ الصَّخْرَةُ حَتّٰی نَظَرُوْا اِلَی السَّمَآءِ (وَفِیْ رِوَایَةٍ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ الْخُرُوْجَ) فَقَالَ الْاٰخِرُ: اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّهٗ كَانَ لِیْ ابْنَةُ عَمٍّ مِنْ

رکھا۔ اس نے میرے لئے ایک فرق چاول کی اجرت پر مزدوری کی۔ وہ چلا گیا اور مزدوری چھوڑ گیا۔ میں نے اس فرق میں جو چاول تھے انہیں بو دیا۔ پھر میں نے اس سے بیل (وغیرہ) خریدا۔ (کچھ عرصہ بعد) وہ میرے پاس آیا اور اس نے مجھے مزدوری طلب کی میں نے کہا: یہ اونٹ، بیل، بکری غلام جو تم دیکھ رہے ہو ان کے پاس جاؤ اور انہیں ہانک لے جاؤ یہ اسی فرق کی آمدنی ہے۔ اس نے کہا: اے اللہ کے بندے مجھ سے مذاق نہ کر میں نے کہا میں تجھ سے مذاق نہیں کر رہا ہوں۔ الغرض وہ تمام چیزیں لے کر انہیں ہانکتا ہوا لے گیا (اے اللہ) اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میں نے تیرے ڈر سے اور تیری رضاء کے لئے کیا تو اس غار کے منہ کو کھول دے۔ وہ پتھر ان سے ہٹ گیا۔ دوسرے نے کہا: اے اللہ، تو جانتا ہے کہ میرے بڑے بوڑھے ماں باپ تھے۔ میں ہر رات کو ان کے پاس اپنی بکریوں کا دودھ لے کر آتا تھا اور ان سے پہلے اپنے اہل وعیال اور غلام کو دودھ نہیں پلاتا تھا۔ ایک رات کو (اتفاقاً) دیر ہو گئی اور وہ دونوں سو گئے۔ میرے اہل وعیال بھوک سے بلبلا رہے تھے لیکن میں نے انہیں نہیں پلایا جب تک اپنے ماں باپ کو نہ پلا لیا۔ میں نے ان کو جگانا اچھا نہیں سمجھا اور ان کو چھوڑنا بھی پسند نہیں کیا کہیں وہ نہ پی کر کمزور ہو جائیں میں برابر ان کے جاگنے کا انتظار کرتا رہا حتی کہ صبح ہو گئی (اے اللہ) اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیرے ڈر سے

اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ (وَفِی رِوَایَۃٍ اَحْبَبْتُہَا
کَاَشَدِّ مَا یُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَآءَ) وَاَنِّیْ
رَاوَدْتُّہَا عَنْ نَفْسِہَا فَاَبَتْ (وَفِی رِوَایَۃٍ
حَتّٰی اَلَمَّتْ بِہَا سَنَۃٌ مِنَ السِّنِیْنَ
فَجَاءَتْنِیْ فَاَعْطَیْتُہَا عِشْرِیْنَ وَمِائَۃَ
دِیْنَارٍ عَلٰی اَنْ تُخَلِّیَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ نَفْسِہَا
فَفَعَلَتْ) اِلَّا اَنْ اَتَیْتُہَا بِمِائَۃِ دِیْنَارٍ
فَطَلَبْتُہَا حَتّٰی قَدَرْتُ فَاَتَیْتُہَا بِہَا فَدَفَعْتُہَا
اِلَیْہَا فَاَمْکَنَتْنِیْ مِنْ نَفْسِہَا فَلَمَّا قَعَدْتُ
بَیْنَ رِجْلَیْہَا فَقَالَتِ اتَّقِ اللّٰہَ (وَفِی
رِوَایَۃٍ لَا اُحِلُّ لَکَ) وَلَا تَفُضَّ الْخَاتَمَ
اِلَّا بِحَقِّہٖ فَقُمْتُ (وَفِی رِوَایَۃٍ وَہِیَ
اَحَبُّ النَّاسِ اِلَیَّ) وَتَرَکْتُ الْمِائَۃَ دِیْنَارٍ
فَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّیْ فَعَلْتُ ذٰلِکَ مِنْ
خَشْیَتِکَ (وَفِی رِوَایَۃٍ اَللّٰہُمَّ اِنْ کُنْتُ
فَعَلْتُ ابْتِغَآءَ وَجْہِکَ) فَافْرِجْ عَنَّا
فَفَرَّجَ اللّٰہُ عَنْہُمْ فَخَرَجُوْا (صحیح
بخاری کتاب بداء الخلق باب حدیث
الغار جزء ۱۲ ص۲۱ وکتاب الاجارۃ باب
من استاجر اجیرا فترک اجرہ جزء ۳
ص۱۱۹ وکتاب المزارعۃ باب اذا تزوج
مال قوم بغیر اذنہم جزء ۳ ص۱۳۸)

اور تیری رضاء جوئی کے لئے کیا ہے تو ہم پر سے (پتھر) ہٹا کر غار کا منہ کھول دے۔ پتھر ہٹ گیا یہاں تک کہ آسمان نظر آنے لگا لیکن ابھی وہ باہر نہ نکل سکے۔ تیسرے نے کہا! اے اللہ تو جانتا ہے میری ایک چچا زاد بہن تھی جو مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب تھی اور میں اس سے اتنی شدت کے ساتھ محبت کرتا تھا جتنی شدت کے ساتھ مرد عورتوں سے محبت کرتے ہیں۔ میں نے اس کو اپنا نفس میرے حوالے کرنے کی ترغیب دی لیکن اس نے انکار کر دیا۔ ایک سال ایسا ہوا کہ قحط پڑ گیا۔ وہ میرے پاس آئی۔ (میں نے اس سے اس کا نفس طلب کیا) اس نے اس شرط پر آمادگی ظاہر کی کہ میں اُسے ایک سو دینار دوں۔ میں نے مطلوبہ رقم کی جستجو کی یہاں تک کہ جب وہ رقم حاصل ہو گئی تو میں اس رقم کو لے کر اس کے پاس آیا۔ میں نے اس کو ۱۲۰ دینار اس شرط پر دئے کہ وہ مجھے اپنے نفس پر قابو دے۔ اُس نے اپنے نفس کو میرے قابو میں دے دیا پھر جب میں اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان بیٹھ گیا تو اس نے کہا: اللہ سے ڈر، میں کام کو تیرے لئے حلال نہیں کرتی۔ تو مہر کو نہ توڑ مگر اس کے حق کے ساتھ۔ میں کھڑا ہو گیا حالانکہ وہ تمام لوگوں سے زیادہ مجھے محبوب تھی۔ اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیرے ڈر سے اور تیری رضاء جوئی کی خاطر کیا ہے تو (اس غار کا منہ) کھول دے۔ اللہ نے ان کے لئے (غار کا منہ) کھول دیا اور وہ لوگ باہر نکل آئے۔

عمل

اے لوگو، گڑگڑا کر عاجزی سے اور چپکے چپکے سے دعاء کیجئے۔ دعاء میں حد اعتدال سے آگے نہ بڑھیئے۔

وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ
اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا
وَّطَمَعًا اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ
مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۵۶

ترجمہ زمین میں اصلاح ہوجانے کے بعد فساد نہ پھیلاؤ۔ اللہ سے خوف اور امید کے ساتھ دعاء مانگتے رہو (اور نیکی کرتے رہو اس لئے کہ) اللہ کی رحمت نیکی کرنے والوں کے قریب ہوتی ہے ۵۶

معانی و مصادر (طَمَعًا) طَمَعَ، يَطْمَعُ، طَمَعٌ و طَمَاعٌ و طَمَاعِيَةٌ (س) لالچ کرنا۔

تفسیر گذشتہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ اللہ حدّ سے بڑھ جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ ملک میں بدامنی پھیلانا بھی ایک قسم کی زیادتی اور حد سے بڑھ جانا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ سے صرف ڈرنا اور اچھی امید نہ رکھنا یا اللہ تعالےٰ سے صرف اچھی امید رکھنا اور بے خوف ہوجانا یہ دونوں چیزیں زیادتی اور حد سے بڑھ جانے کی تعریف میں آتی ہیں۔ اعتدال پسندیدہ چیز ہے اور اعتدال یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ سے ڈرتا بھی رہے اور اس سے اچھی امید بھی رکھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا) ملک میں حالات کی اصلاح اور امن و امان کے قیام کے بعد فساد و بدامنی نہ پھیلاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اور اچھی امید رکھتے ہوئے دعائیں مانگو۔ اس سے ڈرنا بھی چاہئے معلوم نہیں کہ وہ کس گناہ میں پکڑ لے اور عذاب میں مبتلا کردے۔ اس سے اچھی امید بھی رکھنی چاہئے، معلوم نہیں کونسی نیکی اسے پسند آجائے اور وہ ازراہ فضل و کرم مغفرت فرمادے۔ گناہ تو انسان سے ہو ہی جاتے ہیں، لہذا

گناہوں کا تقاضا یہ ہے کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے اور معافی مانگتا رہے۔ مزید برآں نیکیاں کرتا رہے اور اللہ تعالےٰ سے رحمت کی امید رکھے (اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ) اللہ تعالیٰ کی رحمت نیکی کرنے والے کے قریب ہوتی ہے۔ جونیکی کرتا ہے اللہ تعالےٰ اس پر رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے۔

الغرض امید و بیم کے درمیان رہے۔ نیکی کرنے والوں کی یہی علامت ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ۝

(بنی اسرآئیل - ۵۶ و ۵۷)

(اے رسول) آپ (مشرکین سے) کہئے کہ اللہ کے علاوہ جن جن کے متعلق تمہارا دعویٰ ہے (کہ وہ تمہارے مشکل کشا ہیں) ان کو (اپنی تکلیف دور کرنے کے لئے) پکارو لیکن (وہ تم سے کیا تکلیف دور کریں گے) وہ تو تم سے تکلیف دور کرنے یا اس کو بدل دینے کا مطلق اختیار نہیں رکھتے۔ یہ لوگ جن کو (مشکل کشا سمجھ کر) پکارتے ہیں وہ تو خود اپنے رب کے ہاں تقرب حاصل کرنے کے لئے ایسے عمل کے متلاشی رہتے ہیں جو ان کو ان کے رب سے (اور زیادہ) قریب کر دے (پھر وہ اس بات پر بھی نظر رکھتے ہیں کہ) ان میں سے کون (اللہ کا) زیادہ مقرب ہوا، وہ اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں اور (اے رسول) آپ کے رب کا عذاب ڈرنے ہی کی چیز ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا

کیا وہ شخص جو رات کے اوقات میں (اللہ کے سامنے) کبھی سجدہ کرتا ہے اور کبھی قیام کرتا ہے، آخرت سے ڈرتا رہتا ہے اور اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتا ہے (اس مشرک جیسا ہو سکتا ہے جو مطلب کے وقت خالص اللہ

اتَّقُوْا رَبَّكُمْ، لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○

(الزمر - ۹ و ۱۰)

کو پکارتا ہے اور پھر شرک کرنے لگتا ہے ہرگز نہیں، اے رسول، آپ کہہ دیجئے کیا جو علم رکھتے ہیں اور جو علم نہیں رکھتے دونوں برابر ہو سکتے ہیں (نہیں ہو سکتے، اور اے رسول) نصیحت تو وہی حاصل کرتے ہیں جو عقل مند ہوتے ہیں۔ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ (اللہ فرماتا ہے) اے میرے مؤمن بندو اپنے رب سے ڈرتے رہو، جو لوگ اس دنیا میں نیکی کرتے ہیں ان کے لئے (آخرت میں) بھلائی ہی بھلائی ہے اور (اے ایمان والو، اگر کسی جگہ تم پورے دین پر عمل نہیں کر سکتے تو) اللہ کی زمین (بہت) وسیع ہے (دوسری جگہ ہجرت کر کے چلے جاؤ اور جو تکلیفیں پہنچیں ان پر صبر کرو) بے شک صبر کرنیوالوں کو بے حساب ثواب ملے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ○ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ○

(الٓمّٓ تنزیل - ۱۵ و ۱۶)

ہماری آیتوں پر تو بس وہی لوگ ایمان لاتے ہیں جن کو جب کبھی ان آیتوں کے ذریعہ نصیحت کی جائے تو وہ سجدہ میں گر پڑتے ہیں، اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح (اور تقدیس) کرتے ہیں اور تکبر نہیں کرتے، ان کے پہلو بستروں سے علیٰحدہ رہتے ہیں، وہ اپنے رب کو خوف اور امید کے ساتھ پکارتے ہیں اور جو کچھ (مال) ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے (ہمارے راستہ میں) خرچ کرتے رہتے ہیں۔

الغرض اِن تمام آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا بھی رہے اور اس سے اچھی امید بھی رکھے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بار بار فرمایا ہے "اِتَّقُوا اللّٰہَ" اللہ (تعالےٰ) سے ڈرتے رہو، اور "وَاتَّقُوْا یَوْمًا" قیامت کے دن سے ڈرتے رہو۔ ڈرنے والوں کے لئے اچھا انجام ہے اور ان کے لئے اچھا بدلہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ (القصص ۔ ۸۳)

اور (اچھا) انجام تو متقیوں کے لئے (ہی) ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۙ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ

(النور ۔ ۳۷ و ۳۸)

وہ لوگ جن کو تجارت اور خرید و فروخت اللہ کا ذکر کرنے، نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے غافل نہیں کرتی، وہ اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس دن دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی۔ (اور وہ دن اس لئے واقع ہوگا) کہ جو عمل انہوں نے کئے ہیں اللہ ان کو ان کا اچھا بدلہ دے اور اپنے فضل سے (کچھ) زیادہ بھی دے اور اللہ جس کو چاہتا ہے بے حساب دیتا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں اچھی امید رکھنے پر زور دیا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○

(الزمر ۔ ۵۳)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ (اللہ فرماتا ہے) اے میرے بندو، جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو، اللہ تمام گناہوں کو معاف کر دے گا، بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا يَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ○ (یوسف ۔ ۸۷)

اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو، اللہ (تعالیٰ) کی رحمت سے تو بس کافر ناامید ہوا کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا يَمُوْتَنَّ اَحَدُكُمْ اِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ الظَّنَّ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ (صحیح مسلم کتاب الجنة وصفة نعيمها باب الامر بحسن الظن بالله تعالیٰ جزء ۲ ص ۳۴۷)

تم میں سے کوئی شخص ہرگز نہ مرے مگر اس حالت میں کہ وہ اللہ عزوجل سے اچھا گمان رکھتا ہو۔

عمل

اے لوگو، ملک میں اصلاح احوال کے بعد فساد اور بدامنی نہ پھیلائیے۔ اللہ تعالےٰ سے ڈرتے ہوئے اور اچھی امید کے ساتھ دعائیں مانگیئے۔

نیکیاں کرتے رہیئے اس لئے کہ اللہ تعالےٰ کی رحمت نیکی کرنے والوں کے قریب ہوتی ہے۔

وَهُوَ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ
بُشْرًا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ،
حَتّٰۤی اِذَاۤ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا
سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ
الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ
الثَّمَرٰتِ، كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰی
لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝۵۷ وَالْبَلَدُ
الطَّیِّبُ یَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ
رَبِّهٖ وَالَّذِیْ خَبُثَ لَا یَخْرُجُ

اِلَّا نَكِدًا ؕ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ ۵۸

ترجمہ وہی ہے جو اپنی رحمت یعنی بارش سے پہلے (بارش کی آمد آمد کی) خوشخبری دینے کیلئے ہواؤں کو بھیجتا ہے یہاں تک کہ جب وہ (پانی سے بھرے ہوئے) بھاری بادل کو اٹھا لیتی ہیں تو ہم اس بادل کو کسی مُردہ زمین کی طرف ہانک دیتے ہیں، پھر ہم اس (بادل) سے پانی برساتے ہیں، پھر (اس پانی) کے ذریعہ ہم (زمین سے) ہر قسم کے پھل نکالتے ہیں، اسی طرح ہم (قیامت کے دن زمین سے تمام) مردوں کو نکالیں گے، (ہم اس مثال کے ذریعہ تمہیں سمجھا رہے ہیں) تاکہ تم نصیحت حاصل کرو ۵۷ اور (اے لوگو) جو زمین پاکیزہ ہوتی ہے اس کی پیداوار اس کے رب کے حکم سے (کامل) نکلتی ہے اور جو زمین خراب ہوتی ہے اس میں سے جو کچھ نکلتا ہے ناقص ہی نکلتا ہے، شکر گزار لوگوں کے لئے ہم اسی طرح اپنی آیتوں (کے الفاظ) کو بدل بدل کر بیان کرتے ہیں ۵۸

معانی ومصادر

(بُشْرًا) بَشَرَ، يَبْشِرُ، بَشْرٌ (ض، س) خوش ہونا (بُشْرٰی = خوشخبری)
(اَقَلَّتْ) اَقَلَّ، يُقِلُّ، اِقْلَالٌ (باب افعال) اٹھانا۔
(ثِقَالًا) ثَقُلَ، يَثْقُلُ، ثَقْلٌ و ثَقَالَةٌ (ك) بھاری ہونا (ثِقَال = ثَقِيْل کی جمع)
(سُقْنَا) ساق، يَسُوْقُ، سَوْقٌ و سِيَاقٌ (ن) ہانکنا۔
(طَيِّبٌ) طَابَ، يَطِيْبُ، طِيْبٌ و طَابٌ (ض) پاکیزہ ہونا۔
(اِذْنُ) اَذِنَ، يَاْذَنُ، اِذْنٌ (س) جائز کرنا، اجازت دینا۔
(خَبُثَ) خَبُثَ، يَخْبُثُ، خُبْثٌ و خَبَاثَةٌ و خَبَاثِيَةٌ (ك) ناپاک ہونا۔
(نَكِدًا) نَكِدَ، يَنْكَدُ، نَكَدٌ (س) تنگ حال ہونا (نَكِدٌ = تنگ حال، کم)

تفسیر ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن زندہ کرنے کے دلائل دئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ) اور اے لوگو، وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو اپنی رحمت یعنی بارش سے پہلے خوشخبری دینے والی ہوائیں بھیجتا ہے (حتی اذا اقلت سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ) یہاں تک کہ جب وہ پانی سے بھرے ہوئے بھاری بادل کو اٹھا لیتی ہیں تو (اے لوگو) ہم اس بادل کو کسی مردہ زمین کی طرف ہانک دیتے ہیں (فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ)

پھر ہم ہی اس سے پانی برساتے ہیں (فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ) اور اس پانی کے ذریعہ زمین سے ہر قسم کے پھل نکالتے ہیں اور اے لوگو، جس طرح ہم مردہ زمین کو زندہ کر دیتے ہیں اور اس سے ہرے بھرے پھل پھول نکالتے ہیں (كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ) اسی طرح ہم قیامت کے دن مردوں کو زندہ کر کے زمین سے نکالیں گے۔ ہم نے یہ مثال اس لئے بیان کی ہے تاکہ اس پر غور کر کے تم نصیحت حاصل کرو اور قیامت پر ایمان لے آؤ۔ اللہ تعالےٰ نے اس مثال کو بار بار دوہرایا ہے تاکہ لوگوں کو دوبارہ زندہ ہو جانے کا یقین آجائے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ

(ق ۔ ۹ تا ۱۱)

اور ہم ہی بادل سے برکت والا پانی برساتے ہیں، پھر اس سے باغ اور کھیتی کا غلہ اگاتے ہیں، اور لمبی لمبی کھجوریں بھی (اگاتے ہیں) جن کا خوشہ تہ بہ تہ ہوتا ہے۔ (یہ سب کچھ ہم) بندوں کو رزق فراہم کرنے کے لئے (اگاتے ہیں) اور ہم ہی اس پانی کے ذریعہ مردہ زمین کو زندہ کر دیتے ہیں (جس طرح درخت اور پودے پانی برستے ہی زمین سے نکل پڑتے ہیں) اسی طرح (قیامت کے روز مُردے) نکل پڑیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ

(الروم ۔ ۱۹)

وہی جاندار کو بے جان سے نکالتا ہے اور بے جان کو جاندار سے نکالتا ہے اور وہی زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کرتا ہے، اسی طرح تم بھی (قبروں سے) نکالے جاؤ گے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ

اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو چلاتا ہے پھر وہ بادل کو اٹھاتی ہیں پھر اللہ اسی بادل کو جس طرح چاہتا ہے بالائی فضاؤں میں پھیلا دیتا ہے اور (کبھی) ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے پھر (اے رسول) آپ دیکھتے ہیں کہ بادل کے درمیان سے پانی نکلنے لگتا ہے۔ پھر اللہ اپنے بندوں میں سے جن پر چاہتا ہے اُسے برسا دیتا ہے تو وہ خوش ہو

كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

(الروم - ۴۸ تا ۵۰)

جاتے ہیں، حالانکہ اس سے پہلے کہ ان پر بارش ہو وہ (بڑے) مایوس تھے تو (اے رسول) اللہ کی رحمت کے آثار کو دیکھئے کس طرح اللہ زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کر دیتا ہے، بے شک اللہ (اسی طرح) مردوں کو بھی زندہ کرے گا اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

آگے فرمایا (وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ) اور (اے لوگو) جو زمین اچھی ہوتی ہے تو اس کے رب کے حکم سے اس کی پیداوار بھی اچھی نکلتی ہے (وَالَّذِيْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا) اور جو زمین خراب ہوتی ہے تو اس کی پیداوار ناقص ہوتی ہے۔ اس مثال سے اللہ تعالیٰ یہ بتانا چاہتا ہے کہ جن لوگوں میں قبول حق کی صلاحیت ہوتی ہے وہ حق کو تسلیم کر لیتے ہیں، حق ان میں نکھار پیدا کرتا ہے اور جن لوگوں میں قبول حق کی صلاحیت نہیں ہوتی بلکہ اس کے برعکس ہٹ دھرمی اور ضد ہوتی ہے تو وہ پھر جو کچھ ان کی زبان اور جوارح سے نکلتا ہے وہ خبیث ہی ہوتا ہے۔ وہ حق کو تسلیم نہیں کرتے اور کافر ہی رہتے ہیں (كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ) اس طرح ہم بار بار آیات کے الفاظ کو شکر گزار لوگوں کے لئے بدل بدل کر نازل کرتے رہتے ہیں۔ شکر گزار لوگ نصیحت حاصل کر لیتے ہیں اور ناشکرے نصیحت حاصل نہیں کرتے۔

قیامت کے دن دوبارہ زندہ کرنے کو ثابت کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بار بار بارش اور مردہ زمین کا ذکر کیا ہے اور ہر مرتبہ ایک نئے انداز اور نئے الفاظ سے اس مضمون کو بیان کیا ہے۔ اوپر کی آیات دیکھنے سے یہ بات بخوبی سمجھ میں آسکتی ہے۔

عمل

اے لوگو، قیامت کے دن زندہ ہونے کا یقین رکھیئے۔ آپ قیامت کے دن اسی طرح زندہ کئے جائیں گے جس طرح بارش سے مردہ زمین زندہ ہو جاتی ہے۔

اے لوگو، قبول حق کی صلاحیت پیدا کیجئے۔ ضد اور ہٹ دھرمی کو قلوب سے نکال کر پھینک دیجئے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجئے کہ اس نے آپ کو سمجھانے کے لئے کتنے مختلف اسلوب اختیار کئے اگر آپ اس کے احسان کی قدر کریں گے تو ضرور اس سے فائدہ اٹھائیں گے اور اگر آپ نے اس کے احسان کی قدر نہیں کی تو آپ نقصان میں رہیں گے۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ
فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا
لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اِنِّيْٓ اَخَافُ
عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ٥٩
قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ
فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ٦٠ قَالَ يٰقَوْمِ
لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ
مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٦١ اُبَلِّغُكُمْ
رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ

وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۶۲
اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ
مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ
لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ
تُرْحَمُوْنَ ۶۳ فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ
وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَ
اَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا
اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ۶۴

ترجمہ ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا تھا، انہوں نے (اپنی قوم سے) کہا اے میری قوم، اللہ کی عبادت کرو، اس کے علاوہ تمہارا کوئی الٰہ نہیں مجھے تمہارے متعلق (قیامت کے) بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے ۵۹ ان کی قوم کے سرداروں نے کہا ہم دیکھتے

ہیں کہ تم صریح گمراہی میں (مبتلا) ہو (۶۰) انہوں نے کہا اے میری قوم مجھ میں گمراہی (کی کوئی بات) نہیں ہے بلکہ میں تو رب العالمین کی طرف سے رسول بنا (کر بھیجا گیا) ہوں (۶۱) میں اپنے رب کا پیغام تم لوگوں کو پہنچاتا ہوں، تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں اور مجھے اللہ کی طرف سے (آنے والی) ایسی ایسی باتوں کا علم ہے جن کو تم نہیں جانتے (۶۲) کیا تمہیں اس بات پر حیرت ہے کہ تمہارے رب کی طرف سے تم ہی میں سے ایک شخص کے اوپر تمہارے لئے نصیحت نازل کی گئی ہے تاکہ وہ تمہیں ڈرائے، پھر تم ڈرنے لگ جاؤ اور تم پر رحم کیا جائے (۶۳) قوم کے لوگوں نے نوح کی تکذیب کی تو (انجام کار) ہم نے نوح کو اور جو لوگ ان کے ساتھ کشتی میں سوار تھے ان کو تو بچا لیا اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا انہیں غرق کر دیا، اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ لوگ (ہٹ دھرمی اور عناد میں) اندھے ہو رہے تھے (۶۴)

معانی و مصادر (عَجِبْتُمْ) عَجِبَ، یَعْجَبُ، عَجَبٌ (س) تعجب کرنا، تعجب ہونا۔ (عَمِیْنَ) عَمِیَ، یَعْمٰی، عَمًی (س) اندھا ہونا (عَمِیْنَ = عَمِیٌ کی جمع = اندھے)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ نے پہلے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر فرمایا۔ ان کے بعد سلسلہ وار چند انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر فرمایا۔

آیات زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر فرمایا۔ نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام پہلے رسول ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اہل محشر جب نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس سفارش کی غرض سے جائیں گے تو ان سے اس طرح خطاب کریں گے۔

إِنَّكَ أَنْتَ أَوَّلُ الرُّسُلِ إِلَىٰ أَهْلِ الْأَرْضِ وَقَدْ سَمَّاكَ اللّٰهُ عَبْدًا شَكُورًا (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ بنی اسرآئیل جزء ۲ ص ۱۰۱ و صحیح مسلم کتاب الایمان باب ادنی اھل الجنۃ منزلۃ فیھا جزء اول ص ۱۰۳۔ صحیح مسلم میں خط کشیدہ لفظ نہیں ہے)

آپ اہل زمین کی طرف پہلے رسول ہیں، اللہ نے آپ کو عبد شکور کا لقب دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلٰهٍ غَيْرُهُ) ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ انہوں نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم، اللہ کی عبادت کرو، اس کے علاوہ تمہارا کوئی الٰہ نہیں۔ اگر اس کے علاوہ کوئی الٰہ ہوتا تو اس کی عبادت جائز ہو سکتی تھی۔ جب اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں تو بس پھر صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ دوسرے خود ساختہ معبودوں کی عبادت چھوڑ دو۔ اگر

تم نے میرا کہنا نہیں مانا تو (اِنِّیۡۤ اَخَافُ عَلَیۡکُمۡ عَذَابَ یَوۡمٍ عَظِیۡمٍ) مجھے تمہارے متعلق قیامت کے بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔ اس دن تمہیں اللہ تعالٰے کے علاوہ دوسروں کی عبادت کرنے کی بڑی سخت سزا ملے گی (قَالَ الۡمَلَاُ مِنۡ قَوۡمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ) ان کی قوم کے سرداروں نے کہا: ہم دیکھتے ہیں کہ تم صریح گمراہی میں مبتلا ہو۔ تم ہمیں گمراہ سمجھتے ہو حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ تم خود گمراہ ہو (قَالَ یٰقَوۡمِ لَیۡسَ بِیۡ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّیۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ) نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے میری قوم، مجھ میں گمراہی کی کوئی بات نہیں ہے بلکہ میں تو رب العلمین کی طرف سے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ کہیں رسول بھی گمراہ ہوا کرتے ہیں، رسول تو اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے وہ تو اپنے رب کا پیغام پہنچاتے ہیں اور بس (اُبَلِّغُكُمۡ رِسٰلٰتِ رَبِّیۡ) میں بھی اپنے رب کا پیغام تم لوگوں کو پہنچا رہا ہوں (وَاَنۡصَحُ لَكُمۡ) اور تمہاری خیر خواہی کر رہا ہوں کہ تمہیں عذاب الٰہی سے ڈرا کر تمہیں اس سے بچنے کی تلقین کر رہا ہوں۔ تمہیں نہیں معلوم کہ تمہارے ان اعمال کا کیا انجام ہوگا لیکن مجھے معلوم ہے (وَاَعۡلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ) اور یہی نہیں بلکہ میں اللہ تعالٰے کی طرف سے بہت سی باتوں کا علم رکھتا ہوں جن کا علم تم کو نہیں ہے لہذا تمہیں میری بات مان لینی چاہئے نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت کے جواب میں کافروں نے کہا تم تو ہماری ہی طرح انسان ہو، تم رسول کیسے ہو سکتے ہو۔

اللہ تعالٰی فرماتا ہے:۔

فَقَالَ الۡمَلَاُ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ قَوۡمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثۡلَنَا (ھود۔۲۷)	ان کی قوم کے سردار جو کافر تھے کہنے لگے ہم کو تم ہمارے ہی جیسے آدمی نظر آتے ہو۔

نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے تعجب کے جواب میں فرمایا (اَوَعَجِبۡتُمۡ اَنۡ جَآءَكُمۡ ذِكۡرٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ عَلٰی رَجُلٍ مِّنۡكُمۡ لِیُنۡذِرَكُمۡ وَلِتَتَّقُوۡا وَلَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ) اور کیا تمہیں اس بات پر تعجب ہے کہ تمہارے رب کی طرف سے تم ہی میں سے ایک شخص کے اوپر تمہارے لئے نصیحت نازل کی گئی تاکہ وہ شخص تمہیں ڈرائے اور اس کے ڈرانے سے تم ڈر جاؤ تو اللہ تعالٰے کے عذاب سے بچ جاؤ اور پھر تم پر رحم کیا جائے۔ لیکن قوم نے نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات نہیں مانی (فَكَذَّبُوۡهُ فَاَنۡجَیۡنٰهُ وَالَّذِیۡنَ مَعَهٗ فِی الۡفُلۡكِ وَاَغۡرَقۡنَا الَّذِیۡنَ كَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا) بلکہ ان کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو اور جو ایمان والے ان کے ساتھ کشتی میں سوار تھے ان کو عذاب سے بچا لیا اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان پر ایمان نہیں لائے، ان کو ہم نے غرق کر دیا (اِنَّهُمۡ كَانُوۡا قَوۡمًا عَمِیۡنَ) اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ لوگ اپنی ضد اور ہٹ دھرمی میں بالکل اندھے ہو گئے تھے۔ انہیں اپنا انجام نظر نہیں آیا اور بالآخر وہ عذاب الٰہی سے تباہ و برباد کر دئے گئے۔

(نوٹ:۔ نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پورا قصہ پوری تفصیل کے ساتھ ہم انشاء اللہ العزیز

سورۂ نوح کی تفسیر میں بیان کریں گے۔

عمل

اے لوگو، الٰہ صرف ایک ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے لہذا صرف اللہ کی عبادت کیجئے۔
اے لوگو، رسول انسان ہی ہوتے ہیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی باتوں کو جانتے ہیں جو عام انسانوں کو معلوم نہیں ہوتیں لہذا جتنے بھی رسول آچکے ہیں ان پر ایمان لائیے اور ان کی تعلیمات کی تصدیق کیجئے۔
اے لوگو، اللہ تعالیٰ کے آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیے اور یہ کہہ کر آپ کی تکذیب نہ کیجئے کہ وہ ہم جیسے انسان تھے۔
اے لوگو، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیے۔ آپ کی تکذیب نہ کیجئے کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کسی عذاب الٰہی میں مبتلا ہو جائیں۔
اے لوگو، اس بات پر یقین رکھئے کہ رسولوں میں گمراہی کی کوئی بات نہیں ہوتی، وہ بے کم و کاست احکام الٰہی کے مبلغ ہوتے ہیں اور انسانوں کے خیر خواہ ہوتے ہیں۔
اے لوگو، اللہ تعالیٰ سے اور اس کے عذاب سے ڈر جائیے تاکہ آپ پر رحم و کرم کی بارش ہو۔
اے لوگو، ضد اور ہٹ دھرمی، بغض و عناد سے حق کا انکار نہ کیجئے اور اپنے انجام سے آنکھیں بند کر کے نہ بیٹھ جائیے۔ اپنے اعمال کا جائزہ لیجئے اور اپنے انجام پر غور کیجئے۔

وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا ۚ قَالَ
يَٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ
مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ أَفَلَا تَتَّقُونَ ٦٥
قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن
قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَىٰكَ فِي سَفَاهَةٍ
وَإِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ٦٦
قَالَ يَٰقَوْمِ لَيْسَ بِي سَفَاهَةٌ
وَلَٰكِنِّي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ٦٧
أُبَلِّغُكُمْ رِسَالَٰتِ رَبِّي وَأَنَا لَكُمْ

نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ۝۶۸ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ
جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى
رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ۭ وَاذْكُرُوْٓا
اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاۗءَ مِنْۢ بَعْدِ
قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ
بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَاۗءَ اللّٰهِ
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۶۹ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا
لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا
كَانَ يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا

تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝
قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ
رِجْسٌ وَّغَضَبٌ، اَتُجَادِلُوْنَنِيْ
فِيْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَ
اٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ
سُلْطٰنٍ، فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ
مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝ فَاَنْجَيْنٰهُ
وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا
وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۷۲

ترجمہ اور عاد کی طرف ہم نے ان کے بھائی ہود کو (رسول بنا کر) بھیجا۔ ہود نے کہا اے میری قوم، اللہ کی عبادت کرو اللہ کے علاوہ تمہارا کوئی الٰہ نہیں (تم جو دوسروں کی عبادت کرتے ہو) تو کیا تم ڈرتے نہیں (کہ تم عذاب الٰہی میں مبتلا ہو جاؤ) ۶۵ ان کی قوم کے سردار جو کافر تھے کہنے لگے کہ ہمیں تو تم بے وقوف معلوم ہوتے ہو اور ہم تو تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں ۶۶ (ہود نے) کہا اے میری قوم، مجھ میں بے وقوفی کی کوئی بات نہیں، میں تو رب العالمین کی طرف سے رسول (بنا کر بھیجا گیا) ہوں ۶۷ میں اپنے رب کا پیغام تمہیں پہنچا رہا ہوں اور میں تمہارا امانت دار خیر خواہ ہو ۶۸ کیا تمہیں اس بات پر تعجب ہے کہ تمہارے رب کی طرف سے تم ہی میں سے ایک شخص پر تمہارے لئے نصیحت نازل ہوئی ہے تاکہ وہ تمہیں ڈرائے۔ (اللہ کی نعمت کو) یاد کرو کہ اس نے قوم نوح کے بعد تمہیں خلیفہ بنایا اور (جسمانی) ساخت کے لحاظ سے تم کو ان کے مقابلہ میں طاقت اور قد و قامت زیادہ عطاء فرمایا، (اللہ کی ان) نعمتوں کو یاد کرو تاکہ تم فلاح پا سکو ۶۹ (قوم کے لوگوں نے) کہا کیا تم ہمارے پاس (اس لئے) آئے ہو کہ ہم اکیلے اللہ کی عبادت کریں اور جن کو ہمارے آباء و اجداد پوجتے تھے ان کو چھوڑ دیں، اگر تم سچے ہو تو (وہ عذاب) لے آؤ جس سے تم ہم کو ڈرایا کرتے ہو ۷۰ ہود نے کہا تم پر تمہارے رب کی طرف سے عذاب اور غضب نازل ہونے ہی والا ہے، کیا تم مجھ سے (اپنے معبودان باطل کے) ناموں کے بارے میں جھگڑتے ہو جن کو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے خود ہی رکھ لیا (اور پھر ان کی عبادت کرنے لگے)، اللہ نے اس سلسلہ میں کوئی سند نازل نہیں کی، لہٰذا (اب) تم (عذاب الٰہی کا) انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں ۷۱ الغرض ہم نے اپنی رحمت سے ہود کو اور جو لوگ انکے ساتھ تھے ان کو (عذاب سے) بچا لیا اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا اور ایمان نہیں لائے تھے ان کی جڑ کاٹ دی ۷۲

معانی و مصادر (سَفَاهَةٌ) سَفُهَ، يَسْفُهُ، سَفَاهٌ وسَفَاهَةٌ (ك) بیوقوف ہونا۔
(نَاصِحٌ) نَصَحَ، يَنْصَحُ، نُصْحٌ ونَصَاحَةٌ (ف) نصیحت کرنا، خیر خواہی کرنا۔
(بَصْطَةٌ) بَسَطَ، يَبْسُطُ، بَسْطٌ (ن) کشادہ کرنا (بَصْطَةٌ = کشائش، کمال)۔
(رِجْسٌ) رَجَسَ، يَرْجَسُ، رَجَاسَةٌ (س، ك) برا عمل کرنا (رِجْسٌ = ناپاکی)۔
(دَابِر) دَبَرَ، يَدْبُرُ، دَبْرٌ ودُبُورٌ (ن) گذرنا۔ لکھنا، بعد میں آنا اور جانشین ہونا (دَابِرٌ = تابع، پیرو، ہر چیز کا آخر)۔

(اَلَآءِ) اَلَآءٌ = اَلْیٌ، اِلیٰ اور اَلیٰ کی جمع، نعمتیں۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ) اور اے رسول، ہم نے عاد کی طرف ان کے بھائی ہود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو رسول بنا کر بھیجا۔ ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم، اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اس کے علاوہ تمہارا کوئی الٰہ نہیں۔ عبادت کا مستحق وہی ہے جو الٰہ ہو پھر تم دوسروں کی عبادت کیوں کرتے ہو (اَفَلَا تَتَّقُوْنَ) کیا تم اللہ تعالےٰ سے ڈرتے نہیں کہ وہ تم کو معبودان باطل کی عبادت کی سزا میں تباہ و برباد کر دے، تمہارا انجام خراب ہو جائے (قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ سَفَاهَةٍ) ان کی قوم کے سردار جنہوں نے ان کی رسالت کا انکار کیا تھا کہنے لگے ہمیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم بے وقوفی اور نادانی میں مبتلا ہو (وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ) اور ہم تو تم کو جھوٹا خیال کرتے ہیں (قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ) ہود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا اے میری قوم مجھ میں کسی قسم کی بے وقوفی اور نادانی نہیں ہے بلکہ میں تو رب العالمین کی طرف سے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا (اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ) میں تو اپنے رب کے پیغامات پہنچا رہا ہوں (جو سراسر دانائی پر مبنی ہے۔ رب العالمین کی بات میں نادانی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا) (وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ) اور اے میری قوم میں تمہارا امانت دار خیر خواہ ہوں۔ جو احکام الٰہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لئے نازل ہو رہے ہیں میں انہیں بے کم و کاست تم کو پہنچا رہا ہوں اور تمہاری خیر خواہی میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرتا۔ قوم کا جواب وہی تھا جو عام طور پر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو دیا جاتا رہا کہ تم ہمارے ہی جیسے انسان ہو۔ ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب دیا (اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰی رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِیُنْذِرَكُمْ) کیا تمہیں اس بات پر تعجب ہے کہ تمہارے لئے تمہارے رب کی طرف سے تم ہی میں سے ایک شخص پر نصیحت نازل ہوئی ہے تاکہ وہ تمہیں اللہ تعالےٰ کے عذاب سے ڈرائے تو سنو تم سے پہلے نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کی نصیحت ایک انسان ہی پر نازل ہوئی تھی انہوں نے اس نصیحت کو تسلیم نہیں کیا، نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کا انکار کیا اور اس انکار کی سزا میں وہ تباہ و برباد کر دئے گئے (وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِی الْخَلْقِ بَصْۜطَةً) اللہ تعالےٰ کے احسان کو یاد کرو، اس کے احسان کو مانو کہ اس نے نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کے بعد تمہیں ان کا جانشین بنایا اور جسمانی ساخت کے لحاظ سے تم کو ان کے مقابلہ میں طاقت اور قد و قامت زیادہ عطاء فرمائی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَلَمْ تَرَ كَیْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۝ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝ الَّتِیْ لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُهَا

(اے رسول) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے عاد کے ساتھ کیا کیا (جو) اِرم

فِی الْبِلَادِ ○ (الفجر ۔ ۶ تا ۸)

(کے رہنے والے) اور (بڑے بڑے) ستونوں والے تھے (یعنی وہ) جن کی مثل کسی شہر میں کوئی قوم پیدا نہیں کی گئی۔

ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سلسلۂ تبلیغ جاری رکھتے ہوئے فرمایا: (فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ) تو اب تمہارا فرض یہ ہے کہ تم اس کی نعمتوں کو یاد کرو اور ان نعمتوں کا حق ادا کرو، اس کے پیغام کو تسلیم کرو، اس پر ایمان لاؤ اور اس کے مطابق عمل کرو، تاکہ تم فلاح پاؤ (قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا) قوم کے لوگوں نے کہا: کیا آپ ہمارے پاس اس لئے آئے ہیں کہ ہم اکیلے اللہ کی عبادت کریں اور جن معبودوں کو ہمارے آباء و اجداد پوجتے تھے ان کو چھوڑ دیں ان کی پوجا نہ کریں۔ یہ ہم سے نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ○ (ھود ۔ ۵۳)

(قوم کے لوگوں نے) کہا اے ہود، آپ ہمارے پاس (اپنی نبوت کی) کوئی نشانی لے کر تو آئے نہیں لہٰذا (محض) آپ کے کہنے سے ہم نہ اپنے معبودوں کو چھوڑ سکتے ہیں اور نہ آپ پر ایمان لا سکتے ہیں۔

(فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ) اگر آپ سچے ہیں تو ہم پر وہ عذاب لے آئیں جس کا وعدہ آپ ہم سے کیا کرتے ہیں (قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ) ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: (ہوشیار ہو جاؤ) تم پر تمہارے رب کی طرف سے عذاب اور غضب نازل ہونے ہی والا ہے (اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ) کیا تم مجھ سے اپنے معبودان باطل کے ناموں کے بارے میں جھگڑتے ہو۔ یہ تو بس نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے آباء و اجداد نے خود ہی رکھ لئے ہیں۔ نہ ان ناموں کی کوئی حقیقت ہے اور نہ ان نام والوں کی معبود ہونے کے لحاظ سے کوئی اصلیت ہے، اور نہ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ میں کوئی وحی نازل فرمائی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ واقعی اس قابل تھے کہ ان کی عبادت اور نذر و نیاز کی جائے۔ اب بھی اگر تم نہیں مانتے (فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ) تو پھر تم عذاب الٰہی کا انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں (فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا) (الغرض، ان پر ہمارا عذاب نازل ہوا تو) ہم نے اپنی رحمت سے ہود کو اور جو لوگ ان کے ساتھ تھے ان کو بچا لیا (وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ) اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا اور ایمان نہیں لائے تھے ان کی جڑ کاٹ دی۔ ان کو بالکل نیست و نابود کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ
سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ
حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ
اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ
مِّنْ بَاقِيَةٍ
(الحآقۃ ۔ ۶ تا ۸)

اور عاد کو انتہائی تیز آندھی سے ہلاک کیا گیا۔ اللہ نے اس (آندھی کو) سات منحوس راتیں اور آٹھ منحوس دن ان پر مسخر کر دیا تو (اے رسول اگر) آپ (عذاب کے بعد) ان لوگوں کو دیکھتے (تو یہ دیکھتے) کہ وہ اس طرح زمین پر پڑے ہوئے ہیں گویا کہ کھجور کے گرے ہوئے تنے ہیں تو (اے رسول) کیا آپ ان میں سے کسی کو باقی (بچا ہوا) دیکھتے ہیں۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کیا کیجئے، ان کا شکر ادا کیجئے اور ان کا شکر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر چلئے اور اس کی شریعت کے وفادار رہئے۔

اے لوگو، آپ کا معبود صرف ایک ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ لہذا صرف اسی کی عبادت کیجئے۔ اگر آپ کے آباء واجداد نے دوسرے معبود بنا لئے ہیں تو اپنے آباء واجداد کو سند نہ بنائیے۔ سند تو اللہ تعالیٰ کی بات ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے معبود ہونے کے سلسلہ میں کوئی سند نازل نہیں فرمائی لہذا یہ لوگ معبود نہیں ہو سکتے۔

اے لوگو، گذشتہ قومیں تکذیب رسل کی وجہ سے تباہ و برباد ہوئیں۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب نہ کیجئے۔ ان پر ایمان لائیے اور فلاح و کامرانی سے ہمکنار ہو جائیے۔

وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَٰلِحًا قَالَ
يَٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِّنْ
إِلَٰهٍ غَيْرُهُ قَدْ جَآءَتْكُم بَيِّنَةٌ
مِّن رَّبِّكُمْ هَٰذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ
لَكُمْ ءَايَةً فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِى
أَرْضِ اللَّهِ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوٓءٍ
فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۷۳
وَاذْكُرُوٓا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ
مِنۢ بَعْدِ عَادٍ وَبَوَّأَكُمْ فِى

الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا
قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ
بُيُوْتًا فَاذْكُرُوْا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا
تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۷۴
قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا
مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا
لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ
اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ
قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۷۵

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا
بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۷۶
فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ
اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا
بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ
الْمُرْسَلِيْنَ ۷۷ فَاَخَذَتْهُمُ
الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ
جٰثِمِيْنَ ۷۸ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ
يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ

رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ
لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ۷۹

ترجمہ اور (ہم نے قوم) ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح (کو رسول بنا کر) بھیجا۔ صالح نے کہا: اے میری قوم، اللہ کی عبادت کرو، اس کے علاوہ تمہارا کوئی الٰہ نہیں، تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے (میری صداقت کی) ایک کھلی دلیل بھی آچکی ہے (یعنی) یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے ایک معجزہ ہے، اسے (کھلا) چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں (جہاں سے چاہے) کھائے اور (دیکھنا) برائی کی نیت سے اُسے ہاتھ بھی نہ لگانا ورنہ تم دردناک عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے ۷۳ اور (اللہ کی نعمت کو) یاد کرو کہ جب اس نے (قوم) عاد کے بعد تمہیں خلیفہ بنایا اور تمہیں زمین پر آباد کیا، تم میدانوں میں محل تعمیر کرتے ہو اور (پہاڑوں پر) پہاڑوں کو تراش تراش کر گھر بناتے ہو، لہٰذا اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو (اس کا شکر ادا کرو) اور زمین میں فساد مچاتے نہ پھرو ۷۴ ان کی قوم کے سرداروں نے جو تکبر کیا کرتے تھے ان کمزور لوگوں سے جو ایمان لے آئے تھے کہا "کیا تمہیں علم ہے کہ صالح (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اپنے رب کی طرف سے (رسول بنا کر) بھیجے گئے ہیں" ان لوگوں نے کہا، "ہم تو اس چیز پر جس کو دے کر وہ بھیجے گئے ہیں ایمان رکھتے ہیں (اور انہیں سچا رسول سمجھتے ہیں) ۷۵ متکبرین نے کہا "جس چیز پر تم ایمان لے آئے ہو ہم تو اس کے منکر ہیں" ۷۶ الغرض ان لوگوں نے اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ دیں، اپنے رب کے حکم سے سرتابی کی اور (صالح سے) کہنے لگے "اے صالح، اگر تم (واقعی اللہ کے) رسول ہو تو جس (عذاب) سے تم ہم کو ڈرایا کرتے ہو وہ (عذاب) لے آؤ ۷۷ (ان کی اس سرکشی کے بعد) ایک زلزلہ نے ان کو (اپنی) گرفت میں لے لیا اور جب صبح ہوئی تو وہ سب اپنے گھروں میں (زمین پر) گرے پڑے تھے ۷۸ صالح ان کے پاس سے چلے آئے البتہ (چلتے وقت) ان سے اس طرح خطاب کیا: اے میری قوم، میں نے تم کو اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا اور تمہاری خیر خواہی کی لیکن تم خیر خواہی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے ۷۹

معانی و مصادر (ذَرُوْا) وَذَرَ، یَذَرُ، وَذْرٌ (ف) چھوڑنا۔
(بَوَّاَ) بَوَّأَ، یُبَوِّئُ، تَبْوِئَۃٌ (باب تفعیل) ٹھکانہ دینا۔
(سُہُوْل) سَہُلَ، یَسْہُلُ، سُہُوْلَۃٌ (ک) آسان ہونا (سُہُوْل = سَہْلٌ کی جمع = ہموار زمین)

(تَنْحِتُوْنَ) نَحَتَ، یَنْحِتُ، نَحْتٌ (ن، ض، س) تراشنا۔
(تَعْثَوْا) عَثِیَ، یَعْثٰی، عُثِیٌّ (س) فساد مچانا۔
(رَجْفَةٌ) رَجَفَ، یَرْجُفُ، رَجْفٌ ورُجُوْفٌ ورَجِیْفٌ ورَجَفَانٌ (ن) بہت زور سے ہلنا یا ہلانا۔
(جٰثِمِیْنَ) جَثَمَ، یَجْثُمُ، جَثْمٌ وجُثُوْمٌ (ن، ض) زمین پر گر پڑنا۔

تفسیر قوم عاد کے بعد اللہ تعالیٰ نے قوم ثمود کا حال بیان کیا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا) اور قوم ثمود کی طرف ہم نے ان کے بھائی صالح کو رسول بنا کر بھیجا (قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ) صالح (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اس کے علاوہ تمہارا کوئی الٰہ نہیں (قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ) تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس میری صداقت کی ایک کھلی دلیل بھی آچکی ہے (هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰیَةً) اور وہ دلیل یہ اللہ تعالیٰ کی اونٹنی ہے جو تمہارے لئے ایک معجزہ کے طور پر ظاہر ہوئی ہے (فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِیْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ) اسے کھلا چھوڑ دو کہ یہ اللہ تعالیٰ کی زمین میں (جہاں سے چاہے) کھائے اور (دیکھو) برائی کی نیت سے اسے ہاتھ بھی نہ لگانا ورنہ تم دردناک عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے (وَاذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ) اور اے میری قوم اللہ تعالیٰ کے احسان کو یاد کرو کہ اس نے قوم عاد کے بعد تمہیں خلیفہ بنایا (وَبَوَّاَكُمْ فِی الْاَرْضِ) اور تم کو زمین میں آباد کیا (تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُیُوْتًا) تم میدانوں میں محل تعمیر کرتے ہو اور پہاڑوں کو تراش تراش کر گھر بناتے ہو غرض یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں سے فائدہ حاصل کر رہے ہو (فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ) تو اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کو یاد کرو، اس کا شکر ادا کرو اور زمین میں فساد مچاتے نہ پھرو۔ یہ تو بڑی نازیبا بات ہے کہ اللہ تعالےٰ تو تمہیں نعمتوں سے نوازے اور تم اسکی زمین میں بدامنی پھیلاؤ حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ سے کچھ کمزور لوگ ایمان لے آئے (قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ) تو ان کی قوم کے سردار جو متکبر تھے کمزور لوگوں میں سے ان لوگوں سے جو ایمان لے آئے تھے کہنے لگے کیا تمہیں اس بات کا یقینی علم ہے کہ صالح اپنے رب کی طرف سے رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں (قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ) کمزور لوگوں نے جواب دیا کہ جو کچھ دے کر وہ بھیجے گئے ہیں ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں اور انہیں سچا رسول سمجھتے ہیں (قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا اِنَّا بِالَّذِیْۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ) متکبرین نے کہا، جس چیز پر تم ایمان لے آئے ہو ہم تو اس کا انکار کرتے ہیں۔ اُسے حق نہیں سمجھتے (فَعَقَرُوا النَّاقَةَ) الغرض (ایک دن) انہوں نے اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ دیں (وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ) انہوں نے اپنے رب کے حکم سے

سرتابی کی (وَقَالُوْا یٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ کُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ) اور کہنے لگے: اے صالح اگر آپ واقعی رسول ہیں تو وہ عذاب لے آئیے جس کا آپ ہم سے وعدہ کیا کرتے ہیں (فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ) الغرض ایک زلزلہ نے انہیں پکڑ لیا (فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ) پھر انہیں اس حال میں صبح ہوئی کہ وہ سب اپنے اپنے گھروں میں (بے جان) پڑے ہوئے تھے۔ (فَتَوَلّٰی عَنْهُمْ وَ قَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِیْنَ) جب عذاب نازل ہونے کا وقت قریب آیا تو حضرت صالح علیہ السلام ان کے پاس سے چلے گئے، جاتے وقت ان سے بطور ملامت کے کہا کہ اے میری قوم، میں نے اپنے رب کے پیغام کو تمہیں پہنچا دیا اور تمہاری خیر خواہی کی لیکن تم خیر خواہی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اور ایمان والوں کو عذاب کے آنے سے پہلے نجات دی۔ وہ عذاب میں مبتلا نہیں ہوئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّیْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْیِ یَوْمَئِذٍ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ

(ھود ۔ ۶۶)

پھر (اے رسول) جب ہمارا عذاب آیا تو ہم نے صالح اور جو لوگ ان پر ایمان لائے تھے ان کو اپنی رحمت سے (اس عذاب سے) نجات دی اور اس دن کی رسوائی سے (انہیں بچا لیا)، بے شک آپ کا رب قوی اور غالب ہے۔

کافروں میں سے کوئی نہیں بچا۔ ایک شخص جو حرم میں تھا بچ گیا جیسے ہی وہ حرم سے باہر نکلا عذاب نے اسے بھی پکڑ لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

فَاَهْمَدَهُمُ اللّٰهُ مِنْ تَحْتِ السَّمَآءِ مِنْهُمْ اِلَّا رَجُلًا وَاحِدًا كَانَ فِیْ حَرَمِ اللّٰهِ فَلَمَّا خَرَجَ مِنَ الْحَرَمِ اَصَابَهٗ مَا اَصَابَ قَوْمَهٗ (حاکم۔ تفسیر سورۃ الاعراف جزء ۲ ص ۳۲۰ وسندہ صحیح)۔

اللہ نے آسمان کے نیچے ان سب کو ہلاک کر دیا، صرف ایک شخص بچا جو حرم میں تھا لیکن جیسے ہی وہ حرم سے نکلا عذاب نے اسے بھی پکڑ لیا۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں لہٰذا صرف اسی کی عبادت کیجئے۔

وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ
الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ
اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ۸۰ اِنَّكُمْ
لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ
دُوْنِ النِّسَآءِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ
مُّسْرِفُوْنَ ۝ ۸۱ وَمَا كَانَ جَوَابَ
قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ
مِّنْ قَرْيَتِكُمْ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ
يَّتَطَهَّرُوْنَ ۝ ۸۲ فَاَنْجَيْنٰهُ وَ

اَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۫ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۸۳ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ۸۴

ترجمہ اور (اے رسول ہم نے) لوط کو بھی (رسول بنا کر) بھیجا تھا۔ (ذرا آپ وہ وقت یاد کیجئے) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کیا تم ایسی بے حیائی کا کام کرتے ہو جو تم سے پہلے اقوام عالم میں سے کسی ایک فرد نے بھی نہیں کیا ۸۰ تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے (اپنی) خواہش پوری کرتے ہو (اور صرف یہی نہیں) بلکہ تم تو (ہر کام میں) حد سے بڑھ جانے والے لوگ ہو ۸۱ ان کی قوم کا جواب سوائے اس کے اور کچھ نہیں تھا کہ وہ (آپس میں ایک دوسرے سے) کہنے لگے ان لوگوں کو اپنی بستی سے نکال دو، یہ لوگ بڑے پاکباز بنتے ہیں ۸۲ پھر ہم نے لوط کو اور ان کے (تمام) اہل بیت کو نجات دی، سوائے ان کی بیوی کے جو پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ (پیچھے) رہ گئی ۸۳ پھر ہم نے ان پر (پتھروں کی) بارش برسائی (اور ان کو نیست و نابود کر دیا) تو (اے رسول) آپ دیکھ لیں کہ مجرمین کا انجام کیسا ہوا ۸۴

معانی و مصادر (سَبَقَ) سَبَقَ، يَسْبُقُ، سَبْقٌ (ن۔ض) آگے بڑھنا، سبقت کرنا۔
(شَهْوَةً) شَهَا، يَشْهُو. شَهْوَةٌ و شَهِيَ، يَشْهٰى، شَهْوَةٌ (ن، س) بہت زیادہ خواہش و رغبت کرنا۔
(اُنْسٌ) اُنَاسٌ = اِنْسِيٌّ اور اَنْسِيٌّ کی جمع، انسان (اسم جنس انس ہے)۔
(غٰبِرِيْنَ) غَبَرَ، يَغْبُرُ. غُبُوْرٌ (ن) گذر جانا، رہ جانا، غبار آلود ہونا (غٰبِرِيْنَ = ماضی، باقی)۔

تفسیر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ) اور اے رسول، ہم نے لوط کو ان کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا تو آپ ذرا وہ وقت یاد کیجئے جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم، کیا تم ایسی بے حیائی کا کام کرتے ہو جو تم سے پہلے اقوام عالم میں سے کسی نے بھی نہیں کیا (اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ) تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے اپنی خواہش پوری کرتے ہو (اور صرف یہی نہیں) (بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ) بلکہ تم تو ہر کام میں حد سے بڑھ جانے والے لوگ ہو۔ لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس نصیحت اور ملامت کا ذکر کرتے ہوئے ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ ۝

(الشعرآء ۔ ۱۶۵ و ۱۶۶)

کیا تم اہل عالم میں سے مردوں کے پاس آتے ہو اور اپنی بیویوں کو جو تمہارے رب نے تمہارے لئے پیدا کی ہیں چھوڑ دیتے ہو حقیقت یہ ہے کہ تم حد سے تجاوز کرتے ہو۔

آگے فرمایا (وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ) ان کی قوم کا اس کے سوا اور کوئی جواب نہیں تھا کہ وہ آپس میں کہنے لگے ان لوگوں کو اپنی بستی سے نکال دو، یہ لوگ بڑے پاکباز بنتے ہیں (فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے لوط اور ان کے اہل بیت کو عذاب سے نجات دی سوائے ان کی بیوی کے، وہ پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ پیچھے رہ گئی (اس نے اپنی قوم کا ساتھ دیا اور ان کے ساتھ عذاب میں گرفتار ہوئی) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ۝

(الشعرآء ۔ ۱۷۰ و ۱۷۱)

پھر ہم نے ان کو اور ان کے سب گھر والوں کو (عذاب سے) بچا لیا سوائے ایک بڑھیا کے (جو) پیچھے رہ جانے والوں میں (پیچھے رہ گئی)۔

آگے فرمایا (وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ) اور اے رسول ہم نے ان پر (پتھروں کی) بارش برسائی پھر آپ دیکھ لیجئے کہ ان گنہ گاروں کا انجام کیسا ہوا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ، نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ۝

(اقتربت الساعۃ ۔ ۳۴)

ہم نے لوط کے گھر والوں کے علاوہ سب پر پتھروں کی بارش کی (اور ان سب کو ہلاک کر دیا لیکن) لوط کے گھر والوں کو ہم نے صبح کے وقت ہی (عذاب سے) بچا (کر نکال) لیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا
وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ مَّنْضُوْدٍ ۝

(ھود ۔ ۸۲)

پھر (اے رسول) جب ہمارا حکم (عذاب) آیا تو ہم نے اس (بستی) کو الٹ پلٹ کر دیا اور اس پر پے در پے کنکریلے پتھروں کی بارش کی۔

عمل

اے لوگو، خلاف وضع فطری باتوں سے دور رہئے۔ حد اعتدال سے آگے نہ بڑھیئے۔ گمراہوں کا ساتھ نہ دیجئے بلکہ اہل حق کا ساتھ دیجئے۔

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا
قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا
لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ، قَدْ جَآءَتْكُمْ
بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ
وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ
اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِى
الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا، ذٰلِكُمْ
خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۸۵
وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ

تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ
وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا، وَاذْكُرُوْٓا
اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ
وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَاِنْ كَانَ
طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْٓ
اُرْسِلْتُ بِهٖ وَطَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا
فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ

بَيْنَنَا وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۷﴾
قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا
مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ
قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا
قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ ﴿۸۸﴾ قَدِ
افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ
عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ
نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا، وَمَا يَكُوْنُ لَنَآ

اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَآ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ
اللّٰهُ رَبُّنَا ۭ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ
عِلْمًا ۭ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۭ رَبَّنَا
افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ
وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ۸۹ وَقَالَ
الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ
قَوْمِهٖ لَىِٕنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا
اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۹۰ فَاَخَذَتْهُمُ
الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ

جٰثِمِيْنَ ۹۱ اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۚ اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ ۹۲ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ۹۳

ترجمہ اور (اے رسول) مدین میں ہم نے ان کے بھائی شعیب کو (رسول بنا کر) بھیجا، انہوں نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم، اللہ کی عبادت کرو، اس کے علاوہ تمہارا کوئی الٰہ نہیں۔ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے (میری رسالت) کی نشانی بھی آچکی ہے (لہٰذا

ایمان لے آؤ)، ناپ تول کو پورا کیا کرو، لوگوں کو ان کی (خریدی ہوئی) چیزیں کم نہ دیا کرو اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ مچاؤ، اگر تم ایماندار ہو تو یہ باتیں تمہارے حق میں (بہت) بہتر ہیں ۸۵ ہر رہگذر پر تم اس لئے نہ بیٹھا کرو کہ جو لوگ ایمان لے آئے ہیں انہیں ڈراؤ اور انہیں دھمکیاں دو اور انہیں اللہ کے راستہ سے روکو اور اللہ کے راستہ میں کجی تلاش کرنے کی فکر میں لگے رہو (اور ایمان والوں کو ورغلاؤ) اور اس وقت کو یاد کرو جب تم قلیل تھے، اللہ نے تم کو زیادہ کر دیا (اس کا شکر ادا کرو، ایمان لے آؤ اور فساد سے باز آجاؤ) اور دیکھ لو کہ فساد مچانے والوں کا انجام کیسا ہوتا رہا ہے (کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا بھی ویسا ہی انجام ہو ۸۶ اگر تم میں سے ایک جماعت اس چیز پر ایمان لے آئی ہے جس کو دے کر میں بھیجا گیا ہوں اور ایک جماعت ایمان نہیں لائی ہے تو صبر کرو یہاں تک کہ اللہ ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کر دے، وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے ۸۷ ان کی قوم کے متکبر سرداروں نے کہا، اے شعیب یا تو تم ہمارے مذہب میں لوٹ آؤ ورنہ ہم تمہیں اور تمہارے ساتھ ایمان لانے والوں کو ضرور اپنی بستی سے نکال دیں گے۔ شعیب نے کہا "(کیا ہم تمہارے مذہب میں لوٹ آئیں) خواہ ہم (اس سے) بیزار ہی کیوں نہ ہوں ۸۸ اگر اس کے بعد کہ اللہ نے ہمیں تمہارے مذہب سے نجات دی ہم پھر تمہارے مذہب میں لوٹ آئیں تو (اس کے معنی یہ ہوں گے کہ) ہم نے اللہ پر جھوٹ افتراء کیا، ہم سے تو یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم تمہارے مذہب میں لوٹ آئیں مگر ہاں یہ کہ اللہ یعنی ہمارے رب کی یہی مرضی ہو (تو پھر ہم کیا کر سکتے ہیں)، ہمارے رب کا علم ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے، ہم نے اسی پر بھروسہ کیا ہے (پھر انہوں نے اس طرح دعاء کی) اے ہمارے رب، ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دے تو سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے" ۸۹ شعیب کی قوم کے سرداروں نے جنہوں نے ایمان لانے سے انکار کر دیا تھا (اپنی قوم سے) کہا (اے لوگو) اگر تم نے شعیب کی پیروی کی تو تم بڑا نقصان اٹھاؤ گے ۹۰ الغرض ایک زلزلہ نے انہیں (اپنی) گرفت میں لے لیا اور جب صبح ہوئی تو وہ سب اپنے گھروں میں زمین پر گرے ہوئے پڑے تھے ۹۱ (یعنی) جن لوگوں نے شعیب کی تکذیب کی (وہ اپنے گھروں میں اس طرح نیست و نابود کر دئے گئے) گویا وہ کبھی ان میں رہے ہی نہیں تھے (بیشک) جن لوگوں نے شعیب کی تکذیب کی وہ بڑے نقصان میں رہے ۹۲ شعیبؑ ان کے پاس سے چلے آئے البتہ (چلتے وقت) ان سے اس طرح خطاب کیا: اے میری قوم، میں نے اپنے رب کا پیغام تمہیں پہنچا دیا اور (ہر طرح سے) تمہاری خیر خواہی کی (لیکن تم کفر پر اڑے رہے) تو اب میں کافر لوگوں (کی تباہی و بربادی) پر کیوں افسوس کروں ۹۳

معانی و مصادر

(اَوْفُوْا) اَوْفٰی، یُوْفِیْ، اِیْفَاءٌ (باب افعال) پورا کرنا۔
(کَیْلَ) کَالَ، یَکِیْلُ، کَیْلٌ و مَکِیْلٌ و مَکَالٌ (ض) ناپنا۔
(مِیْزَانَ) وَزَنَ، یَزِنُ، وَزْنٌ، وِزْنَةٌ (ض) تولنا (مِیْزَان = ترازو)۔

(تُوْعِدُوْنَ) اَوْعَدَ، یُوْعِدُ، اِیْعَادٌ (باب افعال) وعدہ کرنا، تہدید کرنا، ڈرانا۔
(عِوَجًا) عَاجَ، یَعُوْجُ، عِوَجٌ وعِیَاج (نُ) مائل ہونا۔
عَوِجَ، یَعْوَجُ، عَوَجٌ (س) ٹیڑھا ہونا۔
(رَجْفَةٌ) رَجَفَ، یَرْجُفُ۔ رَجْفٌ ورُجُوْفٌ ورَجْفَانٌ وَرَجِیْفٌ (ن) زور سے ہلنا یا بلانا۔
(یَغْنَوْا) غَنِیَ، یَغْنٰی، غِنًی وَمَغْنًی (س) رہنا، آباد ہونا۔
(اٰسٰی) اَسِیَ، یَاْسٰی، اَسًی (س) رنج کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا) اور اے رسول، اہل مدین کی طرف ہم نے شعیب کو رسول بنا کر بھیجا (قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ) انہوں نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم اللہ (تعالےٰ) کی عبادت کرو، اس کے علاوہ تمہارا کوئی الٰہ نہیں (قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ) تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے کھلی دلیل آچکی ہے۔ دلیل سے مراد معجزہ بھی ہو سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی شریعت بھی ہو سکتی ہے جس کو دے کر حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام بھیجے گئے اور جس کا ذکر انہوں نے خود کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:۔

وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِیْٓ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَطَآئِفَةٌ لَّمْ یُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا حَتّٰی یَحْكُمَ اللّٰهُ بَیْنَنَا وَهُوَ خَیْرُ الْحٰكِمِیْنَ (الاعراف ۔۸۷)	اگر تم میں سے ایک جماعت اس چیز پر ایمان لے آئی ہے جس کو دے کر میں بھیجا گیا ہوں اور ایک جماعت ایمان نہیں لائی ہے تو صبر کرو یہاں تک کہ اللہ ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کر دے، وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس دلیل کی طرف اشارہ کیا ہے اس دلیل کا ذکر ایک اور جگہ بھی ملتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

قَالَ یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ۔ (ھود ۔ ۸۸)	شعیب نے کہا: اے میری قوم بتاؤ اگر میں اپنے رب کی طرف سے کھلی دلیل پر قائم ہوں۔

شعیب علیہ السلام نے سلسلۂ وعظ و نصیحت جاری رکھتے ہوئے فرمایا (فَاَوْفُوا الْكَیْلَ وَالْمِیْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَهُمْ) (اے میری قوم تمہارے پاس اللہ تعالےٰ کی شریعت نازل ہو چکی ہے) تو (اب تمہیں چاہئے کہ اسی شریعت کے مطابق) ناپ اور تول کو پورا کیا کرو اور لوگوں کو ان کی خریدی ہوئی چیزیں کم نہ دیا کرو (وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا)

اور اے میری قوم، ملک میں امن وامان قائم ہوجانے کے بعد بدامنی نہ پھیلاؤ (ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ) یہ باتیں تمہارے حق میں بہت اچھی ہیں بشرطیکہ تم مؤمن بن جاؤ۔ بغیر ایمان کے کوئی نیکی نفع نہیں دیتی لہذا ایمان لاکر ان اچھی باتوں پر عمل کرو تو تمہارا دین و دنیا میں فائدہ ہی فائدہ ہے (وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا) اور اے میری قوم، تم رہ گزر پر اس لئے نہ بیٹھا کرو کہ جو لوگ میری لائی ہوئی شریعت پر ایمان لے آئے ہیں انہیں ڈراؤ (انہیں دھمکیاں دو)، اللہ تعالےٰ کے راستے سے روکو اور اللہ تعالےٰ کے راستے میں کجی تلاش کرنے کی فکر میں لگے رہو تاکہ اس کجی کے ذریعہ ان لوگوں کو جو ایمان لے آئے ہیں ورغلاؤ اور انہیں پھر کفر کی طرف لوٹا دو (وَاذْكُرُوْٓا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ) اور اے میری قوم، اللہ تعالیٰ کے احسان کو یاد کرو کہ ایک وہ وقت تھا کہ تم بہت قلیل تھے اللہ تعالےٰ نے تمہیں ایک بہت بڑی جماعت بنا دیا۔ (اس کا احسان مانو اور فساد سے باز آجاؤ) (وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ) (اور اگر تم باز آنا نہیں چاہتے تو) دیکھ لو کہ فساد کرنے والوں کا انجام (ماضی میں) کیسا ہوتا رہا ہے (کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا انجام بھی ویسا ہی ہوجائے)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ، وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ

(هود ۔ ۸۹)

اور اے میری قوم، میری مخالفت تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ (تم حق کو تسلیم نہ کرو اور پھر اس کے نتیجہ میں) تم پر اسی قسم کا عذاب نازل ہوجائے جس طرح کا عذاب قوم نوح یا قوم ہود یا قوم صالح پر نازل ہوا تھا اور (اگر تمہیں عذاب کا یقین نہیں آتا تو) قوم لوط کی تباہ شدہ بستی کو جاکر دیکھ لو (وہ) تو تم سے کچھ دور بھی نہیں ہے۔

(وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْٓ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَطَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا) اور اے میری قوم، اگر تم میں سے ایک جماعت اس شریعت پر ایمان لے آئی ہے جس شریعت کے ساتھ مجھے بھیجا گیا ہے اور ایک جماعت ایمان نہیں لائی ہے (فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ) تو صبر کرو یہاں تک کہ اللہ ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کردے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ، سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ، وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ

اور اے میری قوم تم اپنی جگہ پر عمل کرتے رہو، میں (اپنی جگہ) پر عمل کر رہا ہوں، عنقریب تمہیں معلوم ہوجائے گا کہ کس پر رسوا کرنے والا عذاب نازل

رَقِیْبٌ ہوتا ہے اور کون جھوٹا ہے، تم بھی انتظار کرو، میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔ (ھود ۔ ۹۳)

(قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْا مِنْ قَوْمِہٖ لَنُخْرِجَنَّکَ یٰشُعَیْبُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَکَ مِنْ قَرْیَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا) ان کی قوم کے متکبر (اور مغرور) سرداروں نے کہا! اے شعیب، ہم تمہیں اور تمہارے ساتھ ایمان لانے والوں کو ضرور اپنی بستی سے نکال دیں گے یا بصورت دیگر تمہیں ضرور ہمارے مذہب میں لوٹنا ہوگا۔ (قَالَ اَوَلَوْ کُنَّا کٰرِھِیْنَ) حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کیا ہم تمہارے مذہب میں لوٹ آئیں خواہ ہم اس سے بیزار ہی کیوں نہ ہوں (قَدِ افْتَرَیْنَا عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِیْ مِلَّتِکُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰہُ مِنْھَا) اگر اس کے بعد کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمہارے مذہب سے نجات دی ہم تمہارے مذہب میں لوٹ آئیں تو اس کے یہ معنے ہوں گے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ افتراء کیا تھا (یعنی نبوت کا دعویٰ جھوٹ تھا، شریعت الٰہی کے نزول کی اطلاع غلط تھی، تمہارے شرک کا ابطال بے بنیاد تھا حالانکہ یہ باتیں صحیح نہیں، ہمارے تمام دعوے صحیح ہیں، ہم نے کوئی غلط بیانی نہیں کی اور نہ اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ منسوب کیا) (وَمَا یَکُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ فِیْھَآ) لہٰذا ہم سے تو یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم تمہارے (غلط) مذہب میں لوٹ آئیں (اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ رَبُّنَا) سوائے اس کے اللہ یعنی ہمارا ربّ ہی ایسا چاہے (تو پھر ہر چیز ممکن ہے) (وَسِعَ رَبُّنَا کُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا) ہمارا رب علم کے لحاظ سے ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے (اُسے معلوم ہے کہ ہم آئندہ کیا کرنے والے ہیں۔ ہمیں کوئی علم نہیں) (عَلَی اللّٰہِ تَوَکَّلْنَا) ہمارا بھروسہ اللہ تعالیٰ پر ہے پھر انہوں نے اس طرح دعاء کی (رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفٰتِحِیْنَ) اے ہمارے رب، ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ فرما دے، تو سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے (وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِہٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَیْبًا اِنَّکُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ) شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کے سرداروں نے جنہوں نے ایمان لانے سے انکار کر دیا تھا اپنی قوم کے لوگوں سے کہا: اگر تم نے شعیب کی پیروی کی تو تم بڑا نقصان اٹھاؤ گے (فَاَخَذَتْھُمُ الرَّجْفَۃُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِھِمْ جٰثِمِیْنَ) بالآخر ان کو ایک زلزلہ نے اپنی گرفت میں لے لیا اور جب صبح ہوئی تو وہ سب اپنے اپنے گھروں میں زمین پر (بے جان) گرے ہوئے پڑے تھے۔ (اَلَّذِیْنَ کَذَّبُوْا شُعَیْبًا کَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا فِیْھَا) الغرض جن لوگوں نے شعیب علیہ السلام کی تکذیب کی تھی وہ اپنے گھروں میں اس طرح نیست و نابود کر دئے گئے گویا وہ اُن میں کبھی رہے ہی نہیں تھے (اَلَّذِیْنَ کَذَّبُوْا شُعَیْبًا کَانُوْا ھُمُ الْخٰسِرِیْنَ) بے شک جن لوگوں نے شعیب علیہ السلام کی تکذیب کی وہ بڑے نقصان میں رہے (فَتَوَلّٰی عَنْھُمْ وَقَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُکُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَکُمْ) (شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام عذاب سے پہلے)

ان کے پاس سے چلے آئے (البتہ چلتے وقت ان سے اس طرح) کہا: اے میری قوم میں نے اپنے رب کے پیغامات تم کو پہنچا دئے اور تمہاری خوب خیر خواہی بھی کی (فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ) تو اب میں تم جیسے کافروں کی تباہی و بربادی پر کیوں افسوس کروں۔ (میں نے تو اپنا فرض پورا کر دیا لیکن تم نہ مانے تو اب تم لوگ اپنی تباہی و بربادی کے خود ذمہ دار ہو۔ اگر میں نے اپنے فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کی ہوتی اور تم میری کوتاہی کی وجہ سے تباہ و برباد ہوتے تو مجھے یقیناً افسوس ہوتا کہ محض میری کوتاہی کی وجہ سے تم بے وقت تباہ و برباد ہوئے۔

حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر جمیل

حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اہل مدین کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا تھا (الاعراف ۸۵) (ہود ۔ ۸۴)

اہل مدین کو اصحاب الأیکہ (جنگل والے) بھی کہتے ہیں (الشعرآء ۱۷۶)

حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا: تم ڈرتے کیوں نہیں (کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کی عبادت کرتے ہو) میں تمہارے لئے امانت دار رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں، اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو (الشعرآء ۔ ۱۷۷ تا ۱۷۹)

اے میری قوم صرف اللہ تعالےٰ کی عبادت کرو۔ اس کے علاوہ تمہارا کوئی الٰہ نہیں (الاعراف ۔ ۸۵) (ہود ۔ ۸۴)

اور اے میری قوم قیامت پر ایمان لاؤ (اس دن اعمال کی سزا اور جزا ملے گی) (العنکبوت ۔ ۳۶)

توحید کی تعلیم کے ساتھ حضرت شعیب علیہ السلام نے ان کو اخلاقی تعلیم بھی دی۔ انہوں نے کہا: اے میری قوم میں دیکھتا ہوں کہ تم بڑے خوش حال ہو، تمہارے پاس مال و دولت کی فراوانی ہے (تو پھر بے ایمانی کی کیا ضرورت ہے) ناپ، تول میں کمی نہ کیا کرو۔ مجھے ڈر ہے کہ تم احاطہ کرنے والے دن یعنی قیامت کے دن کے عذاب میں نہ مبتلا ہو جاؤ۔ اے میری قوم، انصاف کے ساتھ ناپو اور انصاف کے ساتھ تولو۔ لوگوں کو ان کی خریدی ہوئی چیزیں کم ناپ کر یا کم تول کر نہ دو (ہود ۔ ۸۵)

حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے میری قوم تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے واضح دلیل یعنی معجزہ یا اللہ تعالیٰ کی شریعت آچکی ہے امن و امان قائم ہو جانے کے بعد ملک میں فساد اور بدامنی نہ پھیلاؤ۔ اسی میں تمہاری بہتری ہے بشرطیکہ تم ایمان لے آؤ (الاعراف ۔ ۸۵)

حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا: اے میری قوم میں تمہاری خیر خواہی پر تم سے کوئی اجرت طلب نہیں کرتا (مجھے تم سے کوئی لالچ نہیں) میری اجرت تو اللہ، رب العالمین کے ذمہ ہے (وہی مجھے اجر دے گا)۔ ناپ میں کمی نہ کیا کرو۔ تولتے وقت ڈنڈی سیدھی رکھا کرو، زمین میں فساد برپا نہ کرو

اس ہستی سے ڈرو جس نے تم کو پیدا کیا اور تم سے پہلے جو لوگ گذرے ہیں انہیں بھی پیدا کیا۔ (الشعراء ۔ ۱۸۰ تا ۱۸۴)

حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا: اے میری قوم، ہر گذرگاہ پر اس لئے نہ بیٹھ جایا کرو کہ جو ایمان والا ادھر سے گذرے اسے ڈراؤ (دھمکاؤ) اور اُسے اللہ تعالےٰ کے راستہ سے روکو اور شریعت الٰہی میں کجی نکال کر ان کو ورغلاؤ۔ اللہ تعالےٰ کے احسانات کو یاد کرو کہ تم ایک چھوٹی سی جماعت تھے، اللہ تعالےٰ نے تمہیں ایک بڑی جماعت بنا دیا (الاعراف ۔ ۸۶)

گذشتہ قوموں کا حال تمہارے سامنے ہے۔ اسے دیکھو اور غور کرو کہ فساد مچانے والوں کا انجام کیا ہوا (الاعراف ۸۶)

حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا: تجارت میں جو نفع اللہ تعالیٰ دیتا ہے وہ تمہارے لئے بہتر ہے (اور کافی ہے، کیوں بے ایمانی کرتے ہو۔ میرا کام سمجھانا ہے۔ اگر تم مان لو تو تمہارا فائدہ ہے۔ نہ مانو تو) میں تم پر نگران نہیں ہوں (کہ تم سے زبردستی منواؤں)۔

قوم کے لوگوں نے کہا:۔

اے شعیب، تمہاری نماز تم کو یہ حکم دیتی ہے کہ ہم ان معبودوں کی عبادت چھوڑ دیں جنکی عبادت ہمارے آباء واجداد کرتے تھے اور یہ کہ اپنے مالوں میں جس طرح چاہیں تصرف نہ کریں (بلکہ تمہارے کہنے پر چلیں گویا بس) تم (ہی) بردبار اور راست باز ہو۔

حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

اے میری قوم، میں اپنے رب کی طرف سے آئی ہوئی کھلی دلیل پر قائم ہوں۔ اس نے مجھے حلال روزی عطاء فرمائی (تو کیا میں بھی تمہاری طرح حرام کمائی کھانے لگوں، یہ نہیں ہو سکتا) اور، اے میری قوم، میں جس چیز سے تمہیں منع کرتا ہوں کیا اسی چیز کو اختیار کر کے تمہارے خلاف عمل کروں، میں تو ایسی بات کا ارادہ بھی نہیں کر سکتا (میں تو جو کہتا ہوں وہی کرتا ہوں) میں تو جہاں تک مجھ سے ہو سکے اصلاح چاہتا ہوں (میرے قول و فعل میں اگر تضاد ہو تو میں اصلاح نہیں کر سکتا)۔ میری توفیق اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہے، میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور اُسی سے لو لگاتا ہوں۔ اے میری قوم میری مخالفت نہ کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم بھی اسی طرح عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جاؤ جس طرح قوم نوح، قوم ہود، اور قوم صالح اپنے نبیوں کی تکذیب اور مخالفت کی وجہ سے تباہ و برباد ہوئے اور قوم لوط کا انجام بھی تم دیکھ چکے ہو۔ ان کی تباہ شدہ بستیاں تم سے کچھ دور بھی نہیں ہیں (ان کے کھنڈرات کو دیکھ کر عبرت حاصل کرو)۔ اپنے رب سے معافی مانگو، اپنے گناہوں سے توبہ کرو بے شک میرا رب بڑا رحم کرنے والا اور (اپنے بندوں سے بہت) محبت کرنے والا ہے (وہ تمہیں معاف کر دیگا اور تم پر رحم و کرم فرمائیگا) (ہود ۔ ۸۹ ۔ ۹۰)

قوم کے لوگوں نے کہا: ہماری سمجھ میں تو تمہاری بہت سی باتیں نہیں آتیں اور ہم تو دیکھتے ہیں کہ

تم ہم لوگوں میں (بہت) کمزور ہو اور اگر تمہاری برادری کے لوگ نہ ہوتے تو ہم تمہیں سنگسار کر دیتے تمہارا ہم پر کسی قسم کا غلبہ نہیں ہے۔

حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

اے میری قوم، کیا اللہ تعالےٰ سے زیادہ تم میری برادری کو قوی سمجھتے ہو (کہ برادری سے ڈرتے ہو اور اللہ تعالےٰ سے نہیں ڈرتے) تم نے اس کو پس پشت ڈال دیا ہے (اور اس کو بھول گئے ہو) حالانکہ وہ تمہارے تمام عملوں کو گھیرے ہوئے ہے (وہ مجھے بچائیگا اور تمہاری تمام تدبیریں بیکار کر دیگا) (ہود۔ ۹۱و۹۲)

حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مزید فرمایا:۔

اے میری قوم، اگر تم میں سے ایک جماعت میری لائی ہوئی شریعت پر ایمان لے آئی ہے اور ایک جماعت ایمان نہیں لائی (الاعراف ۔ ۸۷) تو تم اپنی جگہ پر عمل کرتے رہو، میں اپنی جگہ پر عمل کرتا ہوں۔ عنقریب تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ ہم تم میں کون جھوٹا ہے اور کس پر عذاب نازل ہوتا ہے (ہود۔ ۹۳) لہٰذا صبر کرو یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ فرمادے وہ بہتر فیصلہ کرنے والا ہے (الاعراف ۔ ۸۷) تم بھی اس کے فیصلہ کا انتظار کرو، میں بھی تمہارے ساتھ اس کے فیصلہ کا انتظار کر رہا ہوں (ہود۔ ۹۳)

قوم کے سرداروں نے کہا: اے شعیب اگر تم باز نہ آئے تو ہم تمہیں اپنی بستی سے نکال دیں گے (اگر تم اپنی خیریت کے خواہاں ہو تو) ہمارے مذہب میں واپس لوٹ آؤ۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا: کیا ہم تمہارے مذہب میں واپس لوٹ آئیں اگرچہ ہمیں تمہارا مذہب ناپسند ہی کیوں نہ ہو۔ اگر ہم تمہاری ملت میں لوٹ آئیں بعد اس کے کہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں اس سے نجات دے دی تو اس کے یہ معنیٰ ہوں گے کہ ابھی تک ہم جھوٹ بولتے رہے اور اللہ تعالےٰ پر افتراء کرتے رہے (حالانکہ بات یہ نہیں ہے، ہم سچے ہیں اور اللہ تعالےٰ کی طرف سچی بات ہی کو منسوب کرتے ہیں۔ ایسی صورت میں) ہم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم تمہارے مذہب میں واپس لوٹ آئیں سوائے اس صورت کے کہ اللہ تعالےٰ ہی ایسا چاہے (ہمیں تو کوئی علم نہیں کہ ہم کیا کرنے والے ہیں۔ آئندہ کا علم تو ہمارے رب ہی کو ہے) ہمارے رب کا علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ ہم اسی پر توکل کرتے ہیں۔ پھر ایمان والوں نے اس طرح دعاء کی:۔

اے ہمارے رب ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ فرمادے۔ تو بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

قوم کے سرداروں نے جو شعیب علیہ السلام کی نبوت کا انکار کرتے تھے اپنی قوم سے کہا: اگر تم نے شعیب کی پیروی کی تو بڑے خسارے میں رہو گے (ایسا ہرگز نہ کرنا) (الاعراف ۔ ۸۸ تا ۹۰)

الغرض قوم کے لوگوں نے حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے صاف صاف کہہ دیا: تم پر

کسی نے جادو کر دیا ہے۔ تم ہمارے ہی مثل ایک انسان ہو (اللہ تعالےٰ کے رسول کیسے ہو سکتے ہو) ہم تو تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں۔ اگر تم اپنے زعم میں اپنے کو سچا سمجھتے ہو تو اپنی صداقت کے ثبوت میں آسمان کے ٹکڑے ہم پر گرا دو (اور ہمیں نیست و نابود کر دو)۔

حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میرے رب کو علم ہے جو تم کر رہے ہو (وہ تم سے غافل نہیں ہے۔ وہ جب چاہے گا عذاب بھیج کر تمہیں نیست و نابود کر دے گا)۔

الغرض قوم نے حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جھٹلایا اور کسی طرح باز نہ آئے تو سائبان کی صورت میں عذاب الٰہی نازل ہوا اور وہ بڑا سخت عذاب تھا (الشعرآء۔ ۱۸۵ تا ۱۸۹) شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں سے چلے گئے انہوں نے جاتے وقت ان سے کہا: میں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام تم کو پہنچا دیا اور تمہاری خوب خیر خواہی کی (لیکن تم نہیں مانے تو اب عذاب الٰہی کا مزا چکھو) (الاعراف۔۹۳)

اللہ تعالےٰ نے شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مؤمنین کو اپنی رحمت سے اس عذاب سے بچا لیا اور ظالم لوگوں کو جنہوں نے شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کی تھی ایک سخت آواز سے ہلاک کر دیا (ہود۔۹۴) سخت آواز کے ساتھ ایک زلزلہ بھی آیا۔ صبح ہوئی تو وہ سب لوگ بے جان اپنے گھروں میں گرے پڑے تھے الغرض وہ لوگ اس عذاب سے اس طرح نیست و نابود کر دئے گئے گویا وہ ان گھروں میں کبھی رہے ہی نہ تھے (الاعراف۔ ۹۲) (ہود۔۹۴)

یہ عذاب زدہ بستی اب بھی شاہراہ پر واقع ہے (الحجر۔۷۸) (ہے کوئی جو عبرت حاصل کرے)۔

عمل

اے لوگو، صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کیجئے۔

اے لوگو، ناپ تول میں کمی نہ کیجئے، زمین میں فساد برپا نہ کیجئے۔

اے لوگو، ایمان لانے کے بعد استقامت اختیار کیجئے۔ خوف کی وجہ سے متزلزل نہ ہو جائیے۔ اللہ تعالےٰ سے مدد طلب کرتے رہئے۔ وہ آپ کو فتح عطاء فرمائے گا۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَرْيَةٍ مِّنْ
نَّبِيٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ
وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُوْنَ ۹۴
ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ
حَتّٰى عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ
اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ
فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۹۵

ترجمہ اور ہم نے جب کبھی کسی بستی میں کوئی نبی بھیجا تو ہم (ہمیشہ یہی کرتے رہے کہ) اس بستی کے رہنے والے (کافر) لوگوں کو سختی اور تنگی میں گرفتار کرتے رہے تاکہ وہ (سرکشی چھوڑ دیں) عاجزی کریں (اور ایمان لے آئیں) ۹۴ (لیکن جب وہ باز نہ آئے تو) پھر ہم نے ان مصائب کو خوشحالی سے تبدیل کر دیا یہاں تک کہ جب مال و اولاد کے لحاظ سے (بہت) زیادہ ہو گئے تو کہنے لگے کہ سختیاں اور خوشحالیاں تو ہمارے آباء و اجداد کو بھی پہنچتی رہی ہیں (یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے یہ مصائب جو ہم کو پہنچے ہیں ان کا سزا سے کوئی تعلق نہیں) الغرض ہم نے ان کو ناگہانی طور پر پکڑ لیا اور انہیں خبر بھی

نہیں ہوئی ۹۵

معانی ومصادر (ضَرَّآءُ) ضَرَّ، یَضُرُّ، ضَرٌّ (ن) نقصان پہنچنا (ضَرَّاء = شدت، قحط، سختی، نقصان)۔
(یَضَّرَّعُوْنَ) اِضَّرَّعَ، یَضَّرَّعُ، اِضَّرُّعٌ (باب اِفْتَعُّل) گڑگڑانا، عاجزی کرنا۔
(عَفَوْا) عَفَا، یَعْفُوْ، عَفْوٌ (ن) معاف کرنا، زیادہ ہونا، زیادہ کرنا۔
(سَرَّآءُ) سَرَّ، یَسُرُّ، سَرَّۃٌ وسُرُوْرٌ (ن) خوش کرنا (سَرَّاء = خوشی وخوشحالی)
(بَغْتَۃً) بَغَتَ، یَبْغُتُ، بَغْتٌ (ن) ناگہاں واقع ہونا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَۃٍ مِّنْ نَّبِیٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَھْلَھَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّھُمْ یَضَّرَّعُوْنَ) اور اے رسول، ہم نے جب کبھی کسی بستی میں بھی کوئی نبی بھیجا تو ہم یہی کرتے رہے کہ اس بستی والوں کو سختی اور تنگی میں مبتلا کرتے رہے تاکہ وہ سرکشی سے باز آئیں عاجزی کریں، گڑگڑائیں، معافی مانگیں اور ایمان لے آئیں لیکن جب وہ سرکشی سے باز نہ آئے تو (ثُمَّ بَدَّلْنَا مَکَانَ السَّیِّئَۃِ الْحَسَنَۃَ) پھر ہم نے ان مصائب کو خوشحالی سے بدل دیا (حَتّٰی عَفَوْا) یہاں تک کہ جب وہ (مال واولاد کے لحاظ سے بہت) پھلے پھولے (وَقَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ) اور یہ کہنے لگے کہ ایسی سختیاں اور خوشحالیاں تو ہمارے آباء واجداد کو بھی پہنچ چکی ہیں۔ (اس سے پہلے جو سختیاں ہم پر ڈالی گئی تھیں وہ ہماری بداعمالی یا کسی نبی کی تکذیب کی وجہ سے نہیں تھیں بلکہ یہ تو دنیا کا معمول چلا آرہا ہے کہ کبھی سختی ہے اور کبھی آسانی، کبھی مصیبت ہے اور کبھی راحت کبھی بدحالی ہے اور کبھی خوش حالی۔ اگر پہلے ہم مصیبت میں مبتلا تھے تو اب راحت سے بہرہ ور ہیں۔ نہ وہ مصیبت کسی بُرے عمل کا نتیجہ تھی اور نہ یہ خوشحالی ہمارے عمل کی کسی تبدیلی کا نتیجہ ہے۔ ہمارے جو عمل پہلے تھے وہی اب بھی ہیں لہٰذا بدحالی پر یا خوشحالی محض اتفاقی امور ہیں اور دنیا کا نظام اسی طرح چل رہا ہے)۔

الغرض جب وہ اپنی خوشحالی میں خوب مست ہو گئے اور اس خوشحالی کو انہوں نے مہلت نہ سمجھا (فَاَخَذْنٰھُمْ بَغْتَۃً وَّھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ) تو ہم نے ان کو اچانک پکڑ لیا اور انہیں خبر بھی نہ ہوئی۔ (وہ خواب غفلت میں تھے کہ ناگہانی عذاب میں مبتلا ہو گئے)۔

عذاب الٰہی سے پہلے کافروں کو مہلت دی جاتی رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدِ اسْتُھْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَیْتُ لِلَّذِیْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُھُمْ فَكَیْفَ كَانَ عِقَابِ
(الرعد - ۳۲)

اور (اے رسول اگر آپ کا مذاق اڑایا جارہا ہے تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے) آپ سے پہلے بھی رسولوں کا مذاق اڑایا جاتا رہا ہے (لیکن میں نے مذاق اڑانے والوں کو فوراً سزا نہیں

دی بلکہ) میں نے کافروں کو (ہمیشہ) مہلت دی (تاکہ اس مہلت کے زمانہ میں وہ سنبھل جائیں لیکن جب وہ نہیں سنبھلے تو) پھر میں نے ان کو پکڑ لیا تو (پھر دیکھ لو) میرا عذاب کیسا رہا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ

(الحج ۔ ۴۸)

اور (اے رسول) کتنی ہی بستیاں ہیں جو ظالم تھیں، میں نے (پہلے) ان کو مہلت دی، پھر ان کو پکڑ لیا اور میری ہی طرف (سب کو) لوٹ کر آنا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ ۝ وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ ۝ وَّاَصْحٰبُ مَدْيَنَ، وَكُذِّبَ مُوْسٰى فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝

(الحج ۔ ۴۲ تا ۴۴)

اور (اے رسول) اگر یہ آپ کو جھٹلاتے ہیں تو (یہ کوئی نئی بات نہیں اس لئے کہ) ان سے پہلے قوم نوح، (قوم) عاد اور (قوم) ثمود بھی (اپنے اپنے رسولوں کو) جھٹلا چکے ہیں۔ اور قوم ابراہیم اور قوم لوط نے بھی (جھٹلایا تھا) اور اہل مدین بھی جھٹلا چکے ہیں اور موسیٰ کو بھی جھٹلایا گیا تھا پھر میں نے کافروں کو (کچھ عرصہ تک مہلت دی) پھر انہیں پکڑ لیا تو (دیکھ لو) میرا عذاب کیسا (سخت) تھا۔

آیات زیر تفسیر میں دو باتیں بیان کی گئی ہیں:۔

۱ پہلی بات تو یہ کہ جب کوئی قوم اپنے نبی کی تکذیب کرتی ہے تو قوم کے لوگوں کو مصائب میں مبتلا کیا جاتا ہے تاکہ ان کی سرکشی دور ہو جائے اور وہ جھک جائیں۔

۲ دوسری بات یہ کہ جب کوئی قوم مصائب کے دور میں بھی اللہ تعالےٰ کے سامنے عاجزی کا اظہار نہیں کرتی اور اپنی بداعمالی سے تائب نہیں ہوتی تو اللہ تعالےٰ اسے خوشحال کر دیتا ہے۔ اسے ہر قسم کی فارغ البالی اور فراوانی عطاء فرماتا ہے۔ یہ مہلت کا زمانہ ہوتا ہے۔ اس مہلت کے زمانہ میں اس قوم کے لوگ اور زیادہ مست اور متکبر ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی نافرمانی اور کفر میں اور زیادہ دلیر ہو جاتے ہیں تو پھر اللہ تعالےٰ ان کو ناگہانی عذاب میں مبتلا کر کے نیست و نابود کر دیتا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝

(آل عمران ۔ ۱۷۸)

اور جو لوگ کفر کر رہے ہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ ہم انہیں ڈھیل دے رہیں ہیں یہ ڈھیل ان کے حق میں بہتر ہے، (نہیں) ہم تو اس لئے ڈھیل دے رہے ہیں کہ یہ اور گناہ کر لیں (پھر) ان کے لئے ذلیل وخوار کرنے والا عذاب ہے۔

آیاتِ زیرِ تفسیر سے پہلے اللہ تعالےٰ نے چند انبیاء کا ذکر فرمایا۔ ان کی قوموں نے اپنے نبیوں کو جھٹلایا، ان پر ایمان نہیں لائے تو اللہ تعالےٰ نے ان کو نیست و نابود کر دیا۔ یہ قصے اللہ تعالےٰ نے کفار مکہ کی تنبیہ کے لئے نازل فرمائے۔ اللہ تعالےٰ نے تنبیہ کی کہ اگر وہ بھی ایمان نہیں لائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے رہے تو ان کا انجام بھی وہی ہوگا جو ان انبیاء کی قوموں کا ہوتا رہا ہے۔

آیاتِ زیرِ تفسیر میں اللہ تعالےٰ نے کفار مکہ کو دوسری تنبیہ کی کہ اگر وہ اپنے کو خوشحال دیکھ کر یہ سمجھتے ہیں کہ ان کو عذاب سے ہلاک نہیں کیا جائیگا تو یہ غلط فہمی ہے۔ یہ تو مہلت کا زمانہ ہے۔ ان کو اپنے کفر سے باز آجانا چاہئے ورنہ کسی وقت بھی عذاب آسکتا ہے۔

عمل

اے لوگو، مصیبت کے زمانہ میں خوب گڑگڑایا کیجئے۔ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگا کیجئے۔

اے لوگو، خوشی کے زمانہ سے دھوکا نہ کھائیے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ مہلت کا زمانہ ہو اور عنقریب اللہ تعالےٰ آپ کو آپ کی بے ایمانی اور بداعمالی کی سزا میں کسی بڑے اور ناگہانی عذاب میں مبتلا کرنا چاہتا ہو۔

الغرض مصیبت کا زمانہ ہو یا راحت کا ہر زمانہ میں اپنے اعمال کے انجام پر غور کرتے رہئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیجئے۔

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَ
اتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ
السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ
كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا
يَكْسِبُوْنَ ۹۶ اَفَاَمِنَ اَهْلُ
الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا
بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ ۹۷ اَوَ
اَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ
بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۹۸

أَفَأَمِنُوا مَكْرَ اللّٰهِ فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُونَ ۹۹

ترجمہ اور (اے رسول) اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکات (کے دروازے) کھول دیتے لیکن انہوں نے تکذیب کی تو ہم نے ان کو ان کے اعمال کی سزا میں پکڑ لیا ۹۶ (اور اے رسول) کیا ان بستیوں کے رہنے والے اس بات سے بے خوف ہو گئے ہیں کہ ہمارا عذاب ان پر (اچانک) رات کے وقت نازل ہو جائے اور وہ (بے خبر) سو رہے ہوں ۹۷ اور کیا ان بستیوں کے رہنے والے اس بات سے بے خوف ہو گئے ہیں کہ ہمارا عذاب ان پر (اچانک) صبح کے وقت آجائے اور وہ کھیل (کود) میں مصروف ہوں ۹۸ کیا یہ لوگ اللہ کی تدبیر سے بے خوف ہو گئے ہیں تو (یہ خبردار ہو جائیں کہ) اللہ کی تدبیر سے وہی لوگ بے خوف ہوتے ہیں جو نقصان اٹھانے والے ہوتے ہیں ۹۹

معانی ومصادر (أَمِنَ) (يَأْمَنُ، أَمِنَ، يَأْمَنُ، أَمْنٌ وَأَمَنٌ وَأَمَانٌ وَأَمَنَةٌ (س) مطمئن ہونا۔

(بَيَاتًا) بَاتَ، يَبِيتُ، بَيْتٌ وَبَيَاتٌ وَبَيْتُوتَةٌ وَمَبِيتٌ وَمَبَاتٌ (ض) رات گذارنا۔
(ضُحًى) ضَحِيَ، يَضْحَى، ضَحَاءٌ (س) دھوپ میں آنا (ضُحًى = طلوع آفتاب کا وقت)
(مَكْرٌ) مَكَرَ، يَمْكُرُ، مَكْرٌ (ن) مکر کرنا، مکر کی سزا دینا، خفیہ تدبیر کرنا۔

تفسیر گذشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے چند نبیوں کا ذکر فرمایا۔ ان بستیوں کے رہنے والوں نے اپنے نبی کو جھٹلایا تو اللہ تعالیٰ نے ان قوموں کو نیست ونابود کر دیا۔ پھر فرمایا (وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرٰى آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ) اور اے رسول، اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکات کے دروازے کھول دیتے (وَلٰكِنْ كَذَّبُوا فَأَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ) لیکن انہوں نے تکذیب کی اور اپنے نبی پر ایمان نہیں لائے تو ہم نے ان کو ان کے اعمال کی سزا میں پکڑ لیا اور عذاب بھیج کر انہیں ہلاک کر دیا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل مکہ اور دوسری بستیوں کے رہنے والوں کو یہ خوشخبری

سناتی ہے کہ اگر یہ لوگ ایمان لے آئیں تو اللہ تعالیٰ ان پر آسمان اور زمین کی برکات کے دروازے کھول دیگا۔ خوشخبری کے ساتھ اللہ تعالےٰ نے انہیں خبردار بھی کیا ہے کہ اگر وہ ایمان نہیں لائے تو انہیں بھی اسی طرح نیست و نابود کر دیا جائیگا جس طرح گذشتہ قوموں کو نیست و نابود کر دیا گیا۔

آگے فرمایا (اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ) کیا ان بستیوں کے رہنے والے اس بات سے بے خوف ہو گئے ہیں کہ ہمارا عذاب رات کے وقت ان کے پاس اچانک ایسی حالت میں آجائے کہ وہ (بے خبر) سو رہے ہوں (اَوَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ) یا ہمارا عذاب ان کے پاس صبح کے وقت اچانک ایسی حالت میں آجائے کہ وہ کھیل کود میں مصروف ہوں (اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ) کیا یہ اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے بے خوف ہو گئے ہیں تو (یہ اچھی طرح سمجھ لیں کہ) اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے وہی لوگ بے خوف ہوتے ہیں جو نقصان اٹھانے والے ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اپنا نقصان ہی چاہتے ہیں لہذا بار بار ڈرانے کے باوجود اللہ تعالےٰ کی پکڑ سے غافل ہیں جو کسی بھی وقت ناگہانی طور پر آسکتی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○

(یوسف - ۱۰۷)

کیا انہیں اس بات کا ڈر نہیں کہ (اس جرم کی سزا میں) ان پر اللہ کے عذاب کا کوئی ٹکڑا نازل ہو جائے یا اچانک ان پر قیامت قائم ہو جائے اور انہیں خبر بھی نہ ہو۔

عمل

اے لوگو، ایمان لے آئیے تاکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکت سے آپ فیضیاب ہوں۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کے کلام اور اللہ تعالیٰ کے مقدس اور آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب نہ کیجئے کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ عذاب الٰہی میں مبتلا ہو جائیں۔

اے لوگو، اللہ تعالےٰ کے عذاب سے کبھی غافل نہ ہو جائیے۔ اللہ تعالیٰ کا عذاب کسی وقت بھی اچانک آسکتا ہے لہذا عذاب کے آنے سے پہلے اپنی اصلاح کر لیجئے۔ عذاب کا تاخیر سے آنا اس بات کی علامت نہیں کہ اللہ تعالےٰ آپ سے خوش ہے۔

أَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِينَ يَرِثُونَ
الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِ أَهْلِهَا أَنْ
لَّوْ نَشَاءُ أَصَبْنَاهُمْ بِذُنُوبِهِمْ
وَنَطْبَعُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا
يَسْمَعُونَ ﴿١٠٠﴾ تِلْكَ الْقُرَىٰ نَقُصُّ
عَلَيْكَ مِنْ أَنبَائِهَا وَلَقَدْ
جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ
فَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا بِمَا كَذَّبُوا
مِنْ قَبْلُ كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ

عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۱﴾ وَمَا
وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ
وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ
لَفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

ترجمہ (اے رسول) جو لوگ زمین پر رہنے والی قوموں (کی ہلاکت) کے بعد زمین کے وارث ہوتے ہیں کیا ان کے لئے یہ بات بھی باعث ہدایت نہیں ہوتی کہ (جس طرح ہم نے پہلے لوگوں کو مصائب میں مبتلا کیا تھا) اگر ہم چاہیں تو ان کو بھی ان کے گناہوں کے سبب مصائب میں مبتلا کر دیں اور (یہ) ہم (ہی ہیں جو ہٹ دھرمی کے فطری نتیجہ کی وجہ سے ایسے) لوگوں کے قلوب پر مہر لگا دیتے ہیں پھر وہ نصیحت کی بات سنتے ہی نہیں ﴿۱۰۰﴾ (اے رسول) یہ بستیاں ہیں جن کے کچھ حالات ہم آپ کو سنا رہے ہیں، ان (بستیوں کے رہنے والوں) کے پاس ان کے رسول کھلے معجزات لے کر آئے تھے لیکن یہ لوگ ایسے نہیں تھے کہ جس چیز کو پہلے جھٹلا دیا تھا (معجزات دیکھ کر) اسے مان لیتے، حق پوشی کرنے والوں کے دلوں پر اللہ اسی طرح مہر لگا دیتا ہے ﴿۱۰۱﴾ ہم نے ان لوگوں میں وفائے عہد کا (ادنیٰ سا بھی) لحاظ نہیں پایا بلکہ ہم نے ان میں سے اکثر کو فاسق ہی پایا ﴿۱۰۲﴾

معانی ومصادر (یَرِثُوْنَ) وَرِثَ، یَرِثُ، وِرْثٌ وَاِرْثٌ و وِرَاثَةٌ وَتُرَاثٌ (ج) وارث ہونا۔

تفسیر گذشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے کفار کو ایمان کی دعوت دی اور ایمان نہ لانے کے انجام سے ڈرایا۔ اللہ تعالیٰ نے گذشتہ قوموں کے حالات بیان کئے جو انبیاء علیہم السلام پر ایمان نہ لانے کے سبب ہلاک و برباد کر دی گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان قوموں کے حالات اس لئے بیان کئے کہ کفار کو عبرت ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈر کر ہدایت قبول کر لیں۔ اللہ تعالیٰ

نے اس کے بعد فرمایا (اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَآ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ) اور اے رسول، جو لوگ زمین پر رہنے والی قوموں (کی ہلاکت) کے بعد زمین کے وارث ہوتے ہیں کیا ان کے لئے یہ بات بھی باعث ہدایت نہیں ہوتی کہ (جس طرح ہم نے ان لوگوں کو مصائب میں مبتلا کیا تھا) اگر ہم چاہیں تو انہیں بھی ان کے گناہوں کے سبب مصائب میں مبتلا کر دیں (وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ) اور اے رسول (اس تخویف اور تنبیہ کے باوجود یہ لوگ ہدایت قبول نہیں کرتے تو) اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہم ایسے لوگوں کی ہٹ دھرمی اور حق پوشی کے فطری نتیجہ کے طور پر ان کے قلوب پر مہر لگا دیتے ہیں تو پھر وہ کچھ سنتے ہی نہیں۔ جب دل ہی مُردہ ہو جائے تو نصیحت کی بات کیسے سنی جا سکتی ہے۔ سنتا تو وہ ہے جو روحانی طور پر زندہ ہو۔

(نوٹ:۔ دل پر مہر لگ جانے کے سلسلہ میں تفصیلی معلومات کے لئے سورۂ بقرہ کی آیت ۷ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

آگے فرمایا (تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا) اے رسول ان بستیوں کا حال ہم آپ کو (اس لئے) سنا رہے ہیں (کہ کفار کو عبرت ہو) (وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ) ان قوموں کے پاس ان کے رسول معجزات کے ساتھ آئے تھے (فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ) لیکن یہ لوگ ایسے نہیں تھے کہ جس چیز کو پہلے جھٹلا دیا تھا (معجزات دیکھ کر) اُسے مان لیتے۔ وہ مسلسل حق پوشی اور ہٹ دھرمی کرتے رہے جس کے فطری نتیجہ کے طور پر ہم نے ان کے قلوب پر مُہر لگا دی (كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ) اور حق پوشی کرنے والوں پر ہم اسی طرح مُہر لگا دیا کرتے ہیں (پھر وہ کچھ نہیں سمجھتے)۔

کفار کا عموماً یہ دستور رہا ہے کہ وہ معجزہ کا مطالبہ کرتے ہیں اور معجزہ دیکھ کر ایمان لانے کا وعدہ کرتے ہیں لیکن وہ وعدہ پورا نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۝ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ فَعَقَرُوْهَا فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِيْنَ ۝ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

(الشعرآء ۔ ۱۵۴ تا ۱۵۸)

(حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان کی قوم کے لوگوں نے کہا) آپ کچھ نہیں بس ہم ہی جیسے ایک آدمی ہیں، اگر (واقعی) آپ (دعوئی نبوت میں) سچے ہیں تو کوئی معجزہ پیش کیجئے۔ (صالح نے) کہا یہ اونٹنی (معجزہ ہے) (ایک مقررہ دن) اس کے پانی پینے کی باری ہو گی اور ایک مقررہ دن تمہارے پینے کی باری ہو گی اور (دیکھو) اس کو (کسی قسم کی) تکلیف نہ پہنچانا ورنہ بڑے دن کے عذاب میں گرفتار ہو

بہاڑ گے ۔ لیکن انہوں نے (صالح کی باتوں کی کوئی پرواہ نہیں کی اور) تلوار سے اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ ڈالیں پھر (اپنے اس فعل پر) بہت نادم ہوئے (لیکن ان کی یہ ندامت بے وقت تھی) عذاب نے انہیں آپکڑا (اور وہ نیست ونابود کر دئے گئے)، بے شک اس (قصہ) میں (بڑی عبرت انگیز اور نصیحت آموز نشانی ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ (پھر بھی) ایمان نہیں لاتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ، وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ، وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ○

(بنی اسرآئیل ۔ ۵۹)

اور (اے رسول ، مطلوبہ) معجزہ بھیجنے سے ہمیں کوئی امر مانع نہیں سوائے اس کے کہ اگلوں نے معجزوں کو جھٹلایا تھا (معجزے دیکھ کر بھی وہ ایمان نہیں لائے تھے) مثلاً ہم نے (قوم) ثمود کو اونٹنی دی تھی جو کھلی (نشانی) تھی لیکن انہوں نے اس پر ظلم کیا (اور ایمان نہیں لائے) اور ہم تو (مطلوبہ) معجزات صرف اس لئے بھیجتے ہیں کہ (کافروں کو) ڈرا دیں (کہ اگر وہ مطلوبہ معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے تو عذاب سے ہلاک کر دئے جائیں گے)۔

کفار کی وعدہ خلافی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ) ہم نے کفار کی اکثریت میں عہد کو پورا کرنے کا جذبہ نہیں پایا۔ وہ معجزہ دیکھ کر ایمان لانے کا وعدہ کرتے تھے لیکن ایمان نہیں لاتے تھے (وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ) اور (اے رسول) ہم نے تو ان میں سے اکثر کو فاسق ہی پایا اور یہ فاسق ہی کا کام ہے کہ وعدہ کر کے اپنے وعدہ سے پھر جائے۔

عمل

اے لوگو، گذشتہ قوموں کی تباہی و بربادی سے عبرت حاصل کیجئے۔ جن باتوں کی وجہ سے ان قوموں پر عذاب الٰہی نازل ہوا ان باتوں سے بچ جائیے۔

اے لوگو، ہٹ دھرمی اور حق پوشی نہ کیجئے اس لئے کہ ہٹ دھرمی اور حق پوشی کرنے سے دل پہ مہر لگ جاتی ہے اور جب دل پر مہر لگ جاتی ہے تو حق کو تسلیم کرنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے، پھر ہدایت پر آنا ناممکن ہو جاتا ہے۔

اے لوگو، اگر آپ نے کبھی پہلے کسی بات کو ماننے سے انکار کر دیا ہے تو اپنی بات پر اڑ نہ جائیے بلکہ جب بھی حق بات سمجھ میں آجائے اُسے تسلیم کر لیجئے۔ حق تسلیم کرنے کو اپنی خفّت کا باعث نہ سمجھئے بلکہ عزت کا سبب سمجھئے۔

اے لوگو. عہد کو پورا کیا کیجئے۔ عہد کو توڑنا بہت بڑا گناہ ہے۔ آپ اس سے بچئے۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى
بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ
فَظَلَمُوْا بِهَا، فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ
عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَقَالَ
مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ اِنِّيْ رَسُوْلٌ
مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ حَقِيْقٌ
عَلٰٓى اَنْ لَّآ اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا
الْحَقَّ، قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ
مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَرْسِلْ مَعِيَ

بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ﴿۱۰۵﴾ قَالَ اِنْ كُنْتَ
جِئْتَ بِاٰیَةٍ فَاْتِ بِهَآ اِنْ كُنْتَ
مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۱۰۶﴾ فَاَلْقٰی عَصَاهُ
فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۰۷﴾ وَنَزَعَ
یَدَهٗ فَاِذَا هِیَ بَیْضَآءُ لِلنّٰظِرِیْنَ ﴿۱۰۸﴾
قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ
اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِیْمٌ ﴿۱۰۹﴾ یُرِیْدُ
اَنْ یُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ فَمَاذَا
تَاْمُرُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ

وَأَرْسِلْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۱۱۱﴾
يَأْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ﴿۱۱۲﴾ وَ
جَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوْٓا
اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ
الْغٰلِبِيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ
لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى
اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ
نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ قَالَ اَلْقُوْا فَلَمَّآ
اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ

وَاسْتَرْهَبُوهُمْ وَجَآءُو بِسِحْرٍ عَظِيمٍ ﴿۱۱۶﴾
وَأَوْحَيْنَآ إِلَىٰ مُوسَىٰٓ أَنْ أَلْقِ
عَصَاكَ ۖ فَإِذَا هِىَ تَلْقَفُ مَا
يَأْفِكُونَ ﴿۱۱۷﴾ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ
مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۱۸﴾ فَغُلِبُوا
هُنَالِكَ وَانقَلَبُوا صَٰغِرِينَ ﴿۱۱۹﴾
وَأُلْقِىَ السَّحَرَةُ سَٰجِدِينَ ﴿۱۲۰﴾ قَالُوٓا
ءَامَنَّا بِرَبِّ الْعَٰلَمِينَ ﴿۱۲۱﴾ رَبِّ
مُوسَىٰ وَهَٰرُونَ ﴿۱۲۲﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ

أَمَنتُمْ بِهِۦ قَبْلَ أَنْ ءَاذَنَ لَكُمْ ۖ
إِنَّ هَٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوهُ فِى ٱلْمَدِينَةِ
لِتُخْرِجُوا مِنْهَآ أَهْلَهَا ۖ فَسَوْفَ
تَعْلَمُونَ ﴿۱۲۳﴾ لَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ
وَأَرْجُلَكُم مِّنْ خِلَٰفٍ ثُمَّ
لَأُصَلِّبَنَّكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿۱۲۴﴾ قَالُوٓا۟
إِنَّآ إِلَىٰ رَبِّنَا مُنقَلِبُونَ ﴿۱۲۵﴾ وَمَا تَنقِمُ
مِنَّآ إِلَّآ أَنْ ءَامَنَّا بِـَٔايَٰتِ رَبِّنَا
لَمَّا جَآءَتْنَا ۚ رَبَّنَآ أَفْرِغْ عَلَيْنَا

صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَقَالَ
الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ
مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِى
الْاَرْضِ وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ ،
قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَنَسْتَحْىٖ
نِسَآءَهُمْ وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾
قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا
بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا ، اِنَّ الْاَرْضَ
لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ

عِبَادِهٖ ۙ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۸﴾
قَالُوْٓا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ
تَاْتِيَنَا وَمِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ؕ
قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ
عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِى
الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۹﴾
وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ
بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ
لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ فَاِذَا جَآءَتْهُمُ

الْحَسَنَةُ قَالُوا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنْ
تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى
وَمَنْ مَّعَهٗ ۗ اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ
عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ
لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَقَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا
بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا
نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۲﴾ فَاَرْسَلْنَا
عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ
وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ

مُفَصَّلٰتٍ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا
قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ وَلَمَّا وَقَعَ
عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى
ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ
لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ
لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ
اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۳۴﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ
الرِّجْزَ اِلٰٓى اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ
اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ فَانْتَقَمْنَا

مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ
بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا
عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَاَوْرَثْنَا
الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ
مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا
الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا وَتَمَّتْ
كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى
بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ بِمَا صَبَرُوْا
وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ

فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ﴿۱۳۷﴾

ترجمہ (جن نبیوں کا ذکر ہم کر چکے ہیں) ان کے بعد پھر ہم نے فرعون اور ان کے سرداروں کے پاس موسٰی کو اپنی آیات کے ساتھ مبعوث فرمایا، ان لوگوں نے ہماری آیات کے ساتھ ظلم (و زیادتی کی اور ان کا انکار) کیا تو پھر (اے رسول) آپ دیکھ لیں کہ ان مفسدین کا کیا انجام ہوا (اگر یہ مشرکین مکہ بھی انکار و ہٹ دھرمی پر قائم رہے تو ان کا انجام بھی وہی ہوگا جو ان سے پہلے مفسدین و منکرین کا ہو چکا ہے) ﴿۱۰۳﴾ اور (اے رسول، جب) موسٰی (فرعون کے پاس پہنچے تو انہوں) نے کہا اے فرعون میں رب العالمین کا رسول ہوں ﴿۱۰۴﴾ میں (اس بات کا) پابند ہوں کہ اللہ کی طرف کوئی بات منسوب نہ کروں سوائے حق کے، میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس کھلی نشانی لے کر آیا ہوں لہٰذا (پہلی بات تو یہ کہ) بنی اسرائیل کو میرے ساتھ بھیج دے ﴿۱۰۵﴾ فرعون نے کہا کہ اگر تم سچے ہو تو جو نشانی تم لے کر آئے ہو اُسے پیش کرو ﴿۱۰۶﴾ موسٰی نے اپنا عصا (زمین پر) ڈال دیا تو وہ حقیقتاً ایک اژدہا بن گیا ﴿۱۰۷﴾ پھر (موسٰی نے) اپنا ہاتھ (گریبان سے) نکالا تو وہ دیکھنے والوں کے لئے سفید (چمک) بن گیا ﴿۱۰۸﴾ قوم فرعون کے سرداروں نے (آپس میں) کہا یہ تو (فن سحر کا) بڑا جاننے والا جادوگر ہے ﴿۱۰۹﴾ یہ چاہتا ہے کہ تم کو تمہارے ملک سے نکال دے تو اب بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے ﴿۱۱۰﴾ بالآخر ان سب نے فرعون سے کہا اس کو اور اس کے بھائی کو (کچھ عرصہ کے لئے) مہلت دیجئے اور (اس عرصہ میں تمام) شہروں میں جمع کرنے والے روانہ کر دیجئے ﴿۱۱۱﴾ تاکہ وہ آپ کے پاس (فن سحر کی) اچھی واقفیت رکھنے والے تمام جادوگروں کو جمع کر کے لے آئیں ﴿۱۱۲﴾ الغرض (تمام) جادوگر فرعون کے پاس جمع ہو گئے۔ جادوگروں نے فرعون سے کہا اگر ہم (مقابلہ میں) غالب آ گئے تو ہمیں اس کا (معقول) انعام ملنا چاہئے ﴿۱۱۳﴾ فرعون نے کہا ہاں، تمہیں (ضرور انعام ملے گا اور (یہی نہیں بلکہ) تمہیں (دربار شاہی میں) مقرب بھی بنایا جائے گا ﴿۱۱۴﴾ (پھر جب مقابلہ کا وقت آیا تو) جادوگروں نے کہا اے موسٰی، یا تو آپ (اپنا عصا) ڈالیں یا (آپ کہیں تو ہم) اپنی (چیزیں) ڈالیں ﴿۱۱۵﴾ موسٰی نے کہا تم ہی (پہلے) ڈالو الغرض جب انہوں نے (اپنی چیزیں) ڈالیں تو انہوں نے لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا اور انہیں دہشت میں ڈال دیا اور (یہ ایک حقیقت ہے کہ) انہوں نے بہت بڑے جادو کا مظاہرہ کیا تھا ﴿۱۱۶﴾ ہم نے

موسٰی کو وحی بھیجی کہ اپنا عصا ڈال دو (جب انہوں نے اپنا عصا ڈالا) تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ عصا (اژدہا بن کر) ان کی بناوٹی چیزوں کو نگلنے لگا (۱۱۷) (اس طرح) حق ثابت ہو گیا اور جو کچھ ان جادوگروں نے کیا تھا باطل ہو گیا (۱۱۸) فرعون اور اس کے سردار مغلوب ہو گئے اور ذلیل و خوار ہو کر رہ گئے (۱۱۹) (لیکن جادوگر حقیقت کو پہچان گئے) اور فوراً سجدہ میں گر پڑے (۱۲۰) انہوں نے کہا ہم رب العالمین پر ایمان لاتے ہیں (۱۲۱) (یعنی) موسٰی اور ہارون کے رب پر (ایمان لاتے ہیں) (۱۲۲) فرعون نے کہا قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں تم اس پر ایمان لے آئے یقیناً اس شہر میں تم سب نے مل کر سازش کی ہے تاکہ شہر والوں کو یہاں سے نکال دو، عنقریب تمہیں (اس کا انجام) معلوم ہو جائے گا (۱۲۳) میں تمہارے ہاتھ اور ایک پیر مخالف سمت سے کٹوا دوں گا پھر تم سب کو پھانسی پر لٹکا دوں گا (۱۲۴) (جادوگروں نے) کہا ہم تو اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے ہی والے ہیں (جلدی جائیں یا دیر سے ہمیں کوئی غم نہیں) (۱۲۵) اور اے فرعون تو ہم سے بس اس بات کا بدلہ لے رہا ہے کہ جب ہمارے پاس ہمارے رب کی آیات آ گئیں تو ہم ان پر ایمان لے آئے۔ (یہ کہہ کر انھوں نے اس طرح دعاء کی) اے ہمارے رب ہمارے دلوں میں صبر و استقامت ڈال دے اور ہمیں اس حالت میں دنیا سے اٹھا کہ ہم مسلم ہوں (۱۲۶) قوم فرعون کے سرداروں نے فرعون سے کہا کیا تو موسٰی اور ان کی قوم کو (اسی حالت میں) چھوڑ دیگا کہ وہ ملک میں فساد مچاتے پھریں اور (موسٰی) تجھ سے اور تیرے معبودوں سے کنارہ کش ہو جائے، فرعون نے کہا ہم ان کے لڑکوں کو قتل کر ڈالیں گے اور ان کی لڑکیوں کو زندہ رہنے دیں گے اور ہم بے شک ان پر غالب ہیں (وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے) (۱۲۷) موسٰی نے اپنی قوم سے کہا اللہ سے مدد مانگو اور صبر سے کام لو، زمین اس کی ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے زمین کا وارث بنا دیتا ہے اور اچھا انجام تو متقیوں ہی کا ہوتا ہے (۱۲۸) وہ کہنے لگے آپ کے آنے سے پہلے بھی ہم کو اذیت دی جاتی رہی اور آپ کے آنے کے بعد بھی (ہم کو اذیت دی جا رہی ہے) موسٰی نے کہا وہ وقت قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے، تم کو زمین میں خلافت عطاء فرمائے اور پھر دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو (۱۲۹) الغرض (اے رسول) ہم نے قوم فرعون کو قحط سالیوں میں اور پھلوں کے نقصان میں مبتلا کر دیا تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں (۱۳۰) تو جب کبھی انہیں خوشحالی نصیب ہوتی تو کہتے یہ ہمارا (حق) ہے اور اگر انہیں کوئی برائی پہنچتی تو کہتے کہ یہ موسٰی اور ان کے ساتھیوں کی نحوست ہے، خبردار ہو جاؤ کہ ان کی نحوست تو اللہ کے پاس (مقدر ہو چکی) تھی لیکن ان میں سے اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے تھے (۱۳۱) (فرعون اور اس کے ساتھیوں نے) کہا (اے موسٰی) تم ہمارے پاس کوئی سی بھی نشانی لاؤ جس کے ذریعہ ہم پر اپنا جادو چلاؤ، تو (یہ تم اچھی طرح سمجھ لو) ہم تو تم پر (کسی حالت میں) ایمان لانے والے نہیں (۱۳۲) پھر (اے رسول) ہم نے ان پر طوفان، ٹڈیاں، جوئیں، مینڈک اور خون (کا عذاب) بھیجا (یہ سب) نشانیاں علیحدہ علیحدہ بھیجی گئی تھیں لیکن انہوں نے (ہر مرتبہ)

تکبر کیا اور وہ تھے ہی مجرم (جرم کرنا ان کی عادت بن چکی تھی) اور جب کبھی ان پر عذاب نازل ہوتا تو کہتے اے موسٰی، اپنے رب سے ہمارے لئے دعاء کیجئے اس لئے کہ اس نے تو آپ سے (قبولیت دعاء کا) عہد کر رکھا ہے، (اے موسٰی) اگر آپ نے ہم سے یہ عذاب دور کر دیا تو ہم آپ پر ضرور ایمان لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو آپ کے ساتھ بھیج دیں گے (۱۳۴) لیکن (اے رسول) جب عذاب کو ایک ایسی مدت تک جس مدت تک انہیں (خیر و عافیت) پہنچنا (مقدر) تھا ٹال دیتے تو وہ (اپنے عہد کو) توڑ ڈالتے (۱۳۵) بالآخر ہم ان سے بدلہ لے کر ہی رہے، ہم نے ان کو سمندر میں ڈبو دیا اس لئے کہ وہ (مسلسل) ہماری آیتوں کو جھٹلاتے رہے اور ان سے غفلت برتتے رہے (۱۳۶) پھر ہم نے اس قوم کو جو کمزور سمجھے جاتے تھے اس سرزمین کے مشرق و مغرب کا وارث بنا دیا جس سرزمین کو ہم نے برکت دی تھی (الغرض اے رسول) بنی اسرائیل کی ثابت قدمی کی وجہ سے آپ کے رب کا وہ وعدۂ خیر (و برکت جو اس نے بنی اسرائیل سے کیا تھا) پورا ہوا اور ہم نے فرعون اور اس کی قوم کی (ان بڑی بڑی عمارتوں کو) جو (وہ) تعمیر کرتے تھے اور (ان باغات کو) جنہیں وہ چھتریوں پر چڑھاتے تھے سب کو تباہ و برباد کر دیا (۱۳۷)

معانی و مصادر

(حَقِیْقٌ) حَقَّ، یَحِقُّ، حَقٌّ (ض، ن) واجب ہونا، پابند ہونا۔ (حَقِیْقٌ = حریص، پابند، واجب)۔

(اَرْجِہْ) اَرْجَہَ، یُرْجِہُ، اِرْجَاءٌ (باب افعال) تاخیر کرنا (اَرْجِہْ = تاخیر کر)۔

(المَدَآئِن) مَدَآئِنُ = مَدِیْنَۃٌ کی جمع شہر۔

(تَلْقَفُ) لَقِفَ، یَلْقَفُ، لَقْفٌ و لَقْفَانٌ (س) نگل جانا۔

(یَاْفِکُوْنَ) اَفَکَ، یَاْفِکُ، اَفْکٌ و اُفُوْکٌ (ض) جھوٹ بولنا، جعل سازی کرنا۔

(صٰغِرِیْنَ) صَغُرَ، یَصْغُرُ، صَغَارَۃٌ و صُغْرَانٌ (ک) ذلیل ہونا۔

(بَطَلَ) بَطَلَ، یَبْطُلُ، بُطْلٌ و بُطُوْلٌ و بُطْلَانٌ (ن) باطل ہونا۔

(اٰذَنَ) اَذِنَ، یَاْذَنُ، اِذْنٌ (س) اجازت دینا، خبردار کرنا۔

(خِلَافٌ) خَالَفَ، یُخَالِفُ، مُخَالَفَۃٌ و خِلَافٌ (باب مفاعلہ) مخالفت کرنا (خِلَافٌ: ضد، ناموافقت)۔

(نَنْتَقِمُ) نَقَمَ، یَنْقِمُ، نَقْمٌ (ض، س) برا سمجھنا، بدلہ لینا۔

(السِّنِیْنَ) سِنِیْنَ = سَنَۃٌ کی جمع، سال، قحط سالیاں۔

(یَطَّیَّرُوْا) اِطَّیَّرَ، یَطَّیَّرُ، اِطَّیُّرٌ (باب اِفْتِعَالٌ) منحوس سمجھنا۔

(مَہْمَا) مَہْمَا = جب، اگر، جو کچھ۔

(طُوْفَانَ) طَافَ، یَطُوْفُ، طَوْفٌ و طَوَافٌ و طَوَفَانَ (ن) چکر لگانا۔

(جَرَادٌ) جَرَادٌ = جَرَادَةٌ کی جمع۔ ٹڈی۔
(قُمَّلَ) قُمَّلٌ = قُمَّلَةٌ کی جمع۔ جوئیں۔
(ضَفَادِعَ) ضَفَادِعُ = ضِفْدَعٌ یا ضِفْدَعَةٌ کی جمع۔ مینڈک۔
(رِجْزٌ) رَجَزَ، یَرْجُزُ، رَجْزٌ (ن) رجز کہنا (رِجْزٌ = عذاب)

تفسیر گذشتہ آیات میں اللہ تعالےٰ نے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام، اور حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر فرمایا۔ اس کے بعد فرمایا (ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا) پھر ہم نے ان انبیاء (علیہم السلام) کے بعد فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس موسیٰ (علیہ السلام) کو اپنی آیات کے ساتھ بھیجا۔ ان لوگوں نے ہماری آیات کے ساتھ ظلم و زیادتی کی اور ان کا انکار کیا تو ہم نے ان کو نیست و نابود کر دیا (فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ) تو اے رسول، آپ دیکھ لیں کہ ان مفسدین کا کیسا انجام ہوا (اگر یہ مشرکین بھی اسی طرح انکار و ضد پر قائم رہے تو ان کا بھی وہی حشر ہوگا) (وَقَالَ مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ) اور اے رسول، موسیٰ نے فرعون سے کہا: اے فرعون میں رب العالمین کی طرف سے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں (حَقِيْقٌ عَلٰٓى اَنْ لَّآ اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ) میں اس بات کا پابند ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی بات منسوب نہ کروں سوائے حق کے (قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَرْسِلْ مَعِيَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ) میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس کھلی نشانی لے کر آیا ہوں لہٰذا (تم سب ایمان لاؤ اور اے فرعون میرا تجھ سے یہ بھی مطالبہ ہے کہ) بنی اسرائیل کو میرے ساتھ بھیج دے (قَالَ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰيَةٍ فَاْتِ بِهَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ) فرعون نے کہا: اگر تم سچے ہو تو جو نشانی تم لے کر آئے ہو اُسے پیش کرو (فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ) موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنا عصا زمین پر ڈال دیا تو وہ حقیقتاً ایک اژدہا بن گیا (وَنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ) پھر موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر باہر نکالا تو وہ تمام دیکھنے والوں کو سفید چمک دار نظر آنے لگا۔ اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے:

وَاَدْخِلْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۔
(النمل - ۱۲)

اور (اے موسیٰ) اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو (پھر اُسے نکالو تو) وہ بغیر بیماری کے سفید جھک ہو کر نکلے گا۔

(قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ) قوم فرعون کے سرداروں نے جب یہ معجزات دیکھے تو کہنے لگے یہ تو فن سحر کا بڑا جاننے والا جادوگر ہے (يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ) یہ چاہتا ہے کہ تم کو تمہارے ملک سے نکال دے تو اب تم بتاؤ کہ اس کے سلسلہ میں

تم کیا مشورہ دیتے ہو۔

جس قسم کے اندیشے کا اظہار سرداروں نے آپس میں کیا تھا فرعون نے بھی اسی قسم کے اندیشہ کا اظہار کیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗٓ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ۝ يُرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ۝

(الشعراء ۔ ۳۴و۳۵)

فرعون نے اپنے اردگرد (بیٹھے ہوئے) سرداروں سے کہا یہ (تو) بڑا ماہر جادوگر ہے یہ چاہتا ہے کہ اپنے جادو کے ذریعہ تم کو تمہاری سرزمین سے نکال دے تو بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے۔

سرداروں نے جواب دیا (قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَاَرْسِلْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ) اے بادشاہ ان کو اور ان کے بھائی کو کچھ عرصہ کے لئے مہلت دے دیجئے اور اس اثناء میں تمام شہروں میں جمع کرنے والے روانہ کر دیجئے (يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ) تاکہ وہ آپ کے پاس (فن سحر کی) اچھی واقفیت رکھنے والے جادوگروں کو لے آئیں۔ الغرض فرعون نے سرداروں کے مشورہ کے مطابق تمام جادوگروں کو جمع کرنے کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِيْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ۝

(یونس ۔ ۷۹)

پھر فرعون نے کہا تمام جادوگروں کو جو (جادو کے فن کے) خوب جاننے والے ہوں میرے پاس لاکر جمع کرو۔

فرعون کے حکم کے مطابق تمام جادوگر جمع کر کے لائے گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۝

(الشعراء ۔ ۳۸)

الغرض تمام جادوگر مقررہ دن مقررہ وقت پر جمع ہو گئے۔

آگے فرمایا (وَجَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ) جادوگر فرعون کے پاس جمع ہو گئے۔ انہوں نے فرعون سے کہا: (اے بادشاہ) اگر ہم اس مقابلہ میں غالب آ گئے تو ہمیں معقول انعام ملنا چاہئے (قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ) فرعون نے کہا: ہاں ضرور تمہیں انعام ملے گا اور یہی نہیں بلکہ تم کو (دربار بادشاہی میں) مقرب بھی بنایا جائے گا۔ الغرض موسیٰ علیہ السلام اور جادوگر ایک دوسرے کے مقابلہ پر آ گئے۔ (قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ) جادوگروں نے کہا: اے موسیٰ، یا تو آپ (اپنا عصا) ڈالیں یا آپ کہیں تو ہم اپنی (چیزیں) ڈالیں (قَالَ اَلْقُوْا) موسیٰ علیہ السلام نے کہا نہیں پہلے تم ہی اپنی چیزیں ڈالو (فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ) الغرض جادوگروں نے اپنی چیزیں ڈالیں تو انہوں نے لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا اور انہیں دہشت میں مبتلا کر دیا اور یہ حقیقت ہے کہ انہوں نے فن سحر کے ایک بہت بڑے کرتب کا مظاہرہ کیا۔ انہوں نے اپنی رسیاں

اور لاٹھیاں ڈال دیں جو لوگوں کو (ادھر ادھر) دوڑتی ہوئی نظر آئیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ○ (الشعرآء - ۴۴)

انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں اور کہا فرعون کی عزت کی قسم ہم ہی غالب رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ○ (طٰہٰ - ۶۶)

(الغرض انہوں نے اپنی چیزیں ڈالیں) تو ناگہاں ان کے جادو کی وجہ سے موسیٰ کو ایسا معلوم ہوا کہ ان کی رسیاں اور لاٹھیاں (سانپ بن کر) دوڑ رہی ہیں۔

آگے فرمایا (وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ) ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ اے موسیٰ، تم اپنا عصا ڈال دو۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا ڈال دیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ عصا (اژدہا بن کر) ان کی بناوٹی چیزوں کو نگلنے لگا (فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ) اس طرح حق ثابت ہو گیا اور جو کچھ ان جادوگروں نے کیا تھا باطل ہو گیا (فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ) فرعون اور اس کے سردار مغلوب ہو گئے اور ذلیل و خوار ہو کر رہ گئے (وَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ) لیکن جادوگر حقیقت کو پا گئے اور سب کے سب سجدہ میں گر پڑے اور (قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ) کہنے لگے ہم رب العالمین پر ایمان لائے (رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ) جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے (قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ) فرعون نے جادوگروں سے کہا: قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں تم اس پر (بغیر میری اجازت کے) ایمان لے آئے (اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِي الْمَدِيْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا) یقیناً اس شہر میں تم سب نے مل کر کوئی سازش کی ہے تاکہ شہر والوں کو یہاں سے نکال دو (اور تم مزے اڑاؤ) (فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ) تو (سن لو) عنقریب تمہیں اس کا انجام معلوم ہو جائیگا (لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ) میں تمہارے ہاتھ اور پیر مخالف سمت سے کٹوا دوں گا اور تم سب کو پھانسی دوں گا (قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ) جادوگروں نے کہا: ہم تو اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے ہی والے ہیں (جلدی جائیں یا دیر سے کوئی غم نہیں) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالُوْا لَا ضَيْرَ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ○ اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰيٰنَآ اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ (الشعرآء - ۵۰ و ۵۱)

انہوں نے کہا کوئی نقصان نہیں ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں (وہاں ہمارے لئے فائدہ ہی فائدہ ہے) ہمیں امید ہے کہ اس وجہ سے ہم سب سے پہلے ایمان لائے ہیں ہمارا رب ہماری خطاؤں کو معاف کر دیگا۔

سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے جادوگروں نے کہا (وَمَا تَنْقِمُ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا) اور اے بادشاہ، تو ہم سے بس اس بات کا بدلہ لے رہا ہے کہ جب ہمارے پاس ہمارے رب کی آیات آگئیں تو ہم ان پر ایمان لے آئے۔ یہ کہہ کر ان جادوگروں نے اس طرح دعاء کی (رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ) اے ہمارے رب، ہمارے دلوں میں صبر و استقامت ڈالدے اور ہمیں اس حالت میں دنیا سے اٹھا کہ ہم مسلم ہوں (وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ) یہ سنکر قوم فرعون کے سرداروں نے بادشاہ سے عرض کیا: اے بادشاہ کیا آپ موسیٰ اور ان کی قوم کو ایسی حالت میں چھوڑ دیں گے کہ وہ ملک میں فساد مچاتے پھریں اور موسیٰ آپ سے اور آپ کے معبودوں سے کنارہ کش ہو جائیں (یہ تو دانشمندی کی بات نہ ہوگی) موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کے نوجوان لوگ ایمان لائے تھے۔ اس آیت میں انہی کی طرف اشارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ (یونس ۔ ۸۳)

موسیٰ پر کوئی ایمان نہیں لایا سوائے ان کی قوم کی نوجوان نسل کے۔

(قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَنَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ) فرعون نے کہا: (نہیں ایسا نہیں ہوگا بلکہ) ہم ان کے بیٹوں کو قتل کر ڈالیں گے اور ان کی عورتوں کو زندہ رہنے دیں گے۔ (اس طرح ان کی نسل کشی ہو جائے گی) (وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ) اور (یہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اس لئے کہ) ہم ان پر پوری طرح سے غالب ہیں (قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ) یہ سنکر موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو اور صبر و استقامت سے ڈٹے رہو۔ زمین تو اللہ تعالیٰ کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے (اس سے امید رکھو کہ وہ ان کو ہلاک کر کے تمہیں اس سرزمین کا وارث بنا دے) اور (یہ یاد رکھو کہ) انجام تو متقیوں ہی کا اچھا ہوتا ہے (اگر تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہے تو تمہارا ہی انجام اچھا ہوگا) (قَالُوْٓا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا) قوم نے کہا: آپ کے آنے سے پہلے بھی ہمیں اذیت دی جاتی رہی اور آپ کے آنے کے بعد بھی ہمیں اذیت دی جا رہی ہے (آپ پر ایمان لانے سے ہمیں کیا فائدہ پہنچا) (قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ) موسیٰ علیہ السلام نے کہا: (گھبراؤ نہیں) وہ وقت قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے اور تم کو زمین میں خلافت عطاء فرمائے اور پھر دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو (وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ) الغرض اے رسول، ہم نے قوم فرعون کو قحط سالیوں اور پھلوں کے نقصان میں مبتلا کر دیا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ (سرکشی چھوڑ دیں اور) نصیحت حاصل کریں لیکن ہوا یہ کہ (فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا

هٰذِهٖ) جب کبھی انہیں خوشحالی نصیب ہوتی تو کہتے یہ ہمارا (حق) ہے (ہم اس کے اہل ہیں) وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ) اور جب کبھی انہیں کوئی برائی پہنچتی تو کہتے کہ یہ موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کی نحوست ہے (اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ) خبردار ہو جاؤ کہ ان کی نحوست تو اللہ تعالیٰ کے پاس (پہلے سے لکھی ہوئی تھی) (وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ) لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے (کہ نحوست ان کے اپنے اعمال کی وجہ سے ہوتی ہے) وَقَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ) ان نشانیوں کے دیکھنے کے بعد بھی فرعون اور اس کی قوم کے لوگوں نے کہا: اے موسیٰ تم ہمارے پاس کوئی سی بھی نشانی لاؤ جس کے ذریعہ ہم پر اپنا جادو چلاؤ تو یہ تم اچھی طرح سمجھ لو کہ ہم تم پر ایمان لانے والے نہیں (فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ) پھر ہم نے ان پر موسیٰ (علیہ السلام) کی رسالت کی تصدیق کے لئے بطور معجزہ طوفان کا، ٹڈیوں کا، جوؤں کا، مینڈک کا اور خون کا عذاب بھیجا (اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ) (یہ تمام) معجزات (عذاب کی صورت میں) علیحدہ علیحدہ (واقع ہوئے تھے۔ ایک عذاب چلا جاتا تھا تو دوسرا عذاب آجاتا تھا) (فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ) لیکن انہوں نے معجزات کو دیکھ کر بھی عاجزی اختیار نہیں کی بلکہ تکبر اور سرکشی میں مبتلا رہے اور وہ تھے ہی ہمیشہ سے مجرم۔ جرم کرنا ان کی عادت بن چکی تھی (وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ) اور جب کبھی ان پر عذاب نازل ہوتا تو موسیٰ علیہ السلام سے کہتے: اے موسیٰ، اپنے رب سے ہمارے لئے دعاء کیجئے کہ یہ عذاب ہم سے دور کر دے۔ ہمیں یقین ہے کہ آپ کا رب آپ کی دعاء ضرور قبول کرے گا اس لئے کہ اس نے آپ سے (دعاء کی قبولیت کا) وعدہ کر رکھا ہے (لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ) اور اے موسیٰ اگر آپ نے ہم سے یہ عذاب دور کر دیا تو ہم آپ پر ضرور ایمان لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو ضرور آپ کے ساتھ بھیج دیں گے (فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓى اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ) تو جب کبھی ان کے اس وعدے کی بنیاد پر ہم عذاب کو ان سے ایک ایسی مدت تک کے لئے ہٹا دیتے جس مدت تک انہیں (بخیر و عافیت) پہنچنا مقدر تھا (اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ) تو وہ اپنے عہد کو توڑ ڈالتے تھے (اور پھر وہی کفر اور سرکشی کرنے لگتے تھے) (فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ) بالآخر ہم نے ان سے بدلہ لیا اور ان کو سمندر میں ڈبو دیا محض اس لئے کہ وہ ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے اور ان سے غفلت برتتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ○ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ	اور (اے رسول، پھر) ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ میرے بندوں کو ساتھ لیکر راتوں رات یہاں سے چلے جاؤ اور ان کے لئے سمندر میں خشک راستہ بنا دو پھر نہ تمہیں (فرعون کے)

مَا غَشِيَهُمْ ○

(طٰہٰ۔ ۷۷ و ۷۸)

پکڑنے کا خوف ہوگا اور نہ (غرق کا) ڈر۔ (الغرض جب موسیٰ مؤمنین کو لے کر وہاں سے چل دئے) تو فرعون نے اپنے لشکروں کے ساتھ انکا تعاقب کیا پھر سمندر کی جس چیز نے انہیں ڈھانک لیا ڈھانک لیا (یعنی سمندر کی لہروں نے انہیں ڈبو دیا)۔

آگے فرمایا (وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا) پھر ہم نے اس قوم کو جو کمزور سمجھے جاتے تھے اس سرزمین کے مشرق و مغرب کا وارث بنا دیا جس سرزمین کو ہم نے برکت عطاء فرمائی تھی (وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ بِمَا صَبَرُوْا) الغرض اے رسول، بنی اسرائیل کی ثابت قدمی کی وجہ سے آپ کے رب کا وعدۂ خیر و برکت جو اس نے بنی اسرائیل سے کیا تھا پورا ہوا (وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ) اور اے رسول، ہم نے فرعون اور اس کی قوم کی ان بڑی بڑی عمارتوں کو جو وہ تعمیر کرتے تھے اور ان باغات کو جنہیں وہ چھتریوں پر چڑھاتے تھے تباہ و برباد کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ○ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ○ كَذٰلِكَ وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ○

(الشعرآء۔ ۵۷ تا ۵۹)

پھر ہم نے انکو باغوں اور چشموں سے نکال دیا، خزانوں اور باعزت مکانوں سے نکال دیا۔ (اور ہم سرکشوں کے ساتھ) اسی طرح (کیا کرتے ہیں) پھر ہم نے بنی اسرائیل کو ان تمام چیزوں کا وارث بنا دیا۔

مندرجہ بالا آیات سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قوم فرعون کے غرق ہونے کے بعد ان کی عمارتیں اور باغات ویران ہو گئے، پھر بنی اسرائیل نے کسی وقت واپس جا کر ان پر قبضہ کیا۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی نہ کیجئے۔ ان پر ایمان لائیے اور ان پر عمل کیجئے۔

اے لوگو، جب حق کھل کر سامنے آجائے تو اس کا انکار نہ کیجئے۔ حق کو فوراً اسی طرح قبول کیجئے جس طرح موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مقابلہ کرنے والے جادوگروں نے قبول کیا تھا۔

اے ایمان والو، ایمان لانے کے بعد اگر آپ آزمائش میں مبتلا ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیئے۔ قوت ایمانی کا مظاہرہ کیجئے اور خندہ پیشانی سے تمام تکلیفوں کو اسی طرح برداشت کیجئے جس طرح جادوگروں نے برداشت کیا تھا۔

اے ایمان والو، کیسی مصیبت آئے، کیسی ہی دھمکی آپ کو دی جائے آپ ہمت نہ ہاریئے۔ بزدلی نہ دکھائیے۔ یہاں کی مصیبت یقیناً عارضی ہوگی اور اس کا اجر و ثواب دائمی ہوگا۔ دنیا کی زندگی چند روزہ ہے لہذا یہاں کی تکلیف برداشت کر لیجئے۔ دنیا کی خاطر آخرت کو برباد نہ کیجئے اس لئے کہ آخرت بہتر اور دائمی ہے۔

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ سے صبر و استقامت کی دعاء کرتے رہا کیجئے اور یہ بھی دعا کیجئے کہ وہ آپ کو بحیثیت مسلم زندہ رکھے اور بحیثیت مسلم وفات دے۔

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیئے۔ اس سے ڈرتے رہئے۔ انجام تو ڈرنے والوں کا ہی اچھا ہوتا ہے۔

اے ایمان والوں، اللہ تعالےٰ کے راستہ میں تمام تکالیف برداشت کیجئے اور امید رکھیئے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو تکلیفوں اور جدوجہد کے صلہ میں آپ کو خلافت عطا فرمائیگا۔

اے ایمان والو، جب آپ کو خلافت مل جائے تو یہ سمجھ لیجئے کہ اب بھی اللہ تعالیٰ آپ کا امتحان لے رہا ہے۔ وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ خلافت ملنے کے بعد آپ اس کے احکام پر چلتے ہیں یا نہیں۔

اے لوگو، مصائب کو اپنے برے اعمال کا نتیجہ سمجھیئے۔ مصائب کو کسی دوسرے کی نحوست کا نتیجہ قرار دے کر اپنی بداعمالی سے غافل نہ ہو جائیے۔ ان مصائب سے عبرت حاصل کیجئے اور اللہ تعالےٰ کے فرمانبردار بن جائیے۔

اے ایمان والو، صبر و استقامت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیئے۔ اگر آپ نے صبر و استقامت کا دامن مضبوطی سے پکڑے رکھا، مصائب و آلام، جنگ و جدال میں ثابت قدم رہے تو آپ کا دشمن کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو وہ انشاء اللہ تباہ و برباد ہوگا، فتح آپ کے قدم چومے گی۔

اے ایمان والو، موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قصہ میں آپ کے لئے بڑی عبرت ہے۔ فرعون جیسا طاقتور بادشاہ تباہ و برباد ہو گیا اور بنی اسرائیل جیسی محکوم و مظلوم، مجبور و کمزور قوم کامیاب و کامران ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے دور میں بھی اسلامی فوج باوجود کمزور ہونے کے فتحیاب ہوئی۔ قیصر و کسریٰ جیسی عظیم طاقتوں کے پرخچے اڑ گئے اور ان کی سلطنتوں پر مسلمین قابض ہو گئے۔ اگر آپ نے بھی اسی جیسے مؤمنانہ عزم کا مظاہرہ کیا تو آپ بھی انشاء اللہ العزیز غالب ہوں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور وہ پورا ہو کر رہے گا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ○

(آل عمران - ۱۳۹)

اور (اے ایمان والو، کافروں سے مقابلہ کرتے وقت) کمزوری نہ دکھانا اور نہ غمگین ہونا، اگر تم مؤمن ہو تو تم ہی غالب رہو گے۔

وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ
الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ
عَلٰٓى اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ قَالُوْا يٰمُوْسَى
اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ۭ
قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ اِنَّ
هٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ وَ
بٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۹﴾
قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا
وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۴۰﴾

وَإِذْ أَنجَيْنَاكُم مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ
يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ
يُقَتِّلُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ
نِسَاءَكُمْ ۚ وَفِي ذَٰلِكُم بَلَاءٌ مِّن
رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ ﴿١٤١﴾

ترجمہ اور جب ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر پار کرادیا تو ان کا گذر ایسے لوگوں پر ہوا جو اپنے بتوں کے سامنے بیٹھے رہتے تھے (اور ان کی پوجا کرتے تھے)، بنی اسرائیل نے (موسیٰ سے) کہا اے موسیٰ جیسے ان کے بت ہیں ایسا ہی ایک بت ہمارے لئے بھی بنا دیجئے موسیٰ نے کہا تم (بڑے ہی) جاہل لوگ ہو (۱۳۸) جس کام میں یہ مشغول ہیں وہ نیست و نابود ہونے والا ہے اور جو کچھ یہ کر رہے ہیں (سب) باطل ہے (۱۳۹) کیا میں اللہ کے علاوہ تمہارے لئے کوئی اور الٰہ تلاش کروں حالانکہ اس نے تمہیں تمام اقوام عالم پر فضیلت دی ہے (۱۴۰) اور (اے بنی اسرائیل، وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے قوم فرعون سے نجات دی جو تم کو سخت تکلیف پہنچایا کرتے تھے، تمہارے لڑکوں کو قتل کر دیا کرتے تھے اور تمہاری لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دیا کرتے تھے، اور اس (تکلیف) میں تمہارے رب کی طرف سے تمہاری بہت بڑی آزمائش تھی (۱۴۱)

معانی و مصادر (جَاوَزْنَا) جَاوَزَ، يُجَاوِزُ، مُجَاوَزَةً (باب مفاعلہ) پار کرانا۔ آگے بڑھانا۔

(يَعْكُفُونَ) عَكَفَ، يَعْكُفُ، عَكْفٌ (ن، س) روکنا، ہمیشہ لازم کر لینا۔

(مُتَبَّرٌ) تَبَّرَ، يُتَبِّرُ، تَتْبِيْرٌ (باب تفعیل) ہلاک کردینا (مُتَبَّرٌ= ہلاک ہونے والا، تباہ ہونے والا)

(اَبْغِ) بَغٰى، يَبْغِيْ، بَغْيٌ وبُغَاءٌ وبُغْيَةٌ (ض) تلاش کرنا، حد سے بڑھ جانا، زیادتی کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ) (اے رسول، ہم نے فرعون اور اس کی فوج کو غرق کردیا) اور بنی اسرائیل کو ہم نے سمندر پار کرادیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ○ (طٰہٰ۔ ۷۸)

(الغرض جب موسیٰ مومنین کو لے کر وہاں سے چل دئے) تو فرعون نے اپنے لشکروں کے ساتھ ان کا تعاقب کیا پھر سمندر کی جس چیز نے انہیں ڈھانک لیا ڈھانک لیا (یعنی سمندر کی لہروں نے انہیں ڈبو دیا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ○ (الشعرآء۔ ۶۵و۶۶)

پھر ہم نے موسیٰ اور ان کے تمام ساتھیوں کو نجات دی اور دوسرے لوگوں کو غرق کردیا۔

آگے فرمایا (فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓى اَصْنَامٍ لَّهُمْ) سمندر پار کرنے کے بعد بنی اسرائیل کا گذر ایسے لوگوں پر ہوا جو اپنے بتوں کے سامنے بیٹھے رہتے تھے (اور ان کی پوجا کرتے تھے) (قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ) بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا: اے موسیٰ جیسے ان کے بت ہیں ایسا ہی ایک بت ہمارے لئے بھی بنا دیجئے (قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ) موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تم بڑے ہی جاہل لوگ ہو (اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ) جس کام میں یہ لوگ مشغول ہیں وہ تباہ و برباد ہونے والا ہے۔ (اس کا نتیجہ سوائے تباہی اور بربادی کے کچھ نہیں) (وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ) اور جو کچھ یہ کر رہے ہیں سب باطل ہے (حق کا اس سے دور کا بھی واسطہ نہیں) (قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ) کیا میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ تمہارے لئے کوئی اور الٰہ تلاش کروں حالانکہ اس نے تمہیں تمام اقوام عالم پر فضیلت دی ہے۔ (تمہیں دوسری قوموں کی نقالی نہیں کرنی چاہئے بلکہ جو احسان اللہ تعالیٰ نے تم پر کئے ہیں ان کا شکر ادا کرتے ہوئے صرف اسی کی عبادت کرنی چاہیئے)۔

دوسری قوموں کی نقالی احساس کمتری کی غماز ہوتی ہے۔ احساس کمتری سے آدمی اسلامی چیزوں کو برا اور غیر اسلامی چیزوں کو اچھا سمجھنے لگتا ہے اور یہ چیز ایمان کے منافی ہے۔ کافروں کی چیزوں اور ان کے طریقوں کو پسند کرنا گویا کفر کو پسند کرنا ہے۔ ایسے آدمی کا ایمان درحقیقت ایمان ہی نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ○

(النسآء ۔ ۱۱۵)

اور جو شخص ہدایت کے واضح ہوجانے کے بعد رسول کی مخالفت کرے اور مؤمنین کے راستے کے علاوہ کسی اور راستے پر چلے تو ہم اُسے ادھر ہی جانے دیں گے جس طرف جانے کے لئے اس نے رخ پھیر لیا ہے، پھر ہم اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور وہ بہت بری جگہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ (ابو داؤد کتاب اللباس باب ماجاء فی الاقبیۃ جزء ۲ صـ۲۰۳ وسندہ صحیح ۔ بلوغ الامانی جزء ۶ صـ۱۲۱)

جس نے کسی قوم کی مشابہت کی تو مشابہت کرنے والا اسی قوم میں (شمار) ہوگا۔

حضرت ابو واقدؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّهُمْ خَرَجُوْا عَنْ مَكَّةَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى حُنَيْنٍ وَ كَانَ لِلْكُفَّارِ سِدْرَةٌ يَعْكِفُوْنَ عِنْدَهَا وَيُعَلِّقُوْنَ بِهَا اَسْلِحَتَهُمْ يُقَالُ لَهَا ذَاتُ اَنْوَاطٍ فَمَرَرْنَا بِسِدْرَةٍ خَضْرَآءَ عَظِيْمَةٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اجْعَلْ لَنَا ذَاتَ اَنْوَاطٍ كَمَا لِلْكُفَّارِ ذَاتُ اَنْوَاطٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُمْ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوْسٰى اِجْعَلْ لَّنَا اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ اِنَّهَا لَسَنَنٌ لَتَرْكَبُنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ سُنَّةً سُنَّةً

(رواہ احمد ۔ بلوغ الامانی جزء اول صـ۱۹۹ وسندہ صحیح)۔

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے حنین کی طرف چلے۔ (راستے میں) ایک بیری کا درخت تھا جس کے پاس کفار بیٹھا کرتے تھے اور اس میں اپنے ہتھیار لٹکا دیا کرتے تھے۔ اس درخت کو ذات انواط کہا جاتا تھا۔ ہم اس بیری کے درخت کے پاس سے گذرے جو سبز رنگ کا ایک بڑا درخت تھا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول، ہمارے لئے ایک ایسا ہی ذات انواط مقرر فرما دیجئے جیسا کا کفار کا ذات انواط ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ تو تم نے ایسی ہی بات کہی ہے جیسی بات کہ قوم موسیٰ نے کہی تھی (یعنی اے موسیٰ) ہمارے لئے بھی ایک ایسا الٰہ مقرر

کر دیجئے جیسے ان کفار کے الٰہ ہیں، موسیٰ نے کہا تم بڑے نادان لوگ ہو (پھر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سے پہلے جو لوگ گذرے ہیں تم ان کے ایک ایک طریقہ کی پیروی کرو گے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا (وَاِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ) اور اے بنی اسرائیل، وہ وقت یاد کرو جب ہم نے تمہیں قوم فرعون سے نجات دی جو تم کو سخت تکلیف پہنچایا کرتے تھے، تمہارے لڑکوں کو قتل کر دیا کرتے تھے اور تمہاری لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دیا کرتے تھے (الغرض یہ کہ وہ تمہیں بہت تکلیف دیا کرتے تھے) اور اس تکلیف میں تمہارے رب کی طرف سے تمہاری بہت بڑی آزمائش تھی۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو اپنے احسانات جتا کر شکر کرنے کی ترغیب دی اور شکر کرنے کی بہترین صورت یہ تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئیں اور اللہ تعالیٰ کے احسانات کی ناقدری و ناشکری نہ کریں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو اشارۃً اسلام کی دعوت دی ہے۔

عمل

اے ایمان والو، دوسری قوموں کی نقالی نہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ کے احسانات کو یاد کرتے رہیئے اور اس کا شکر ادا کرتے رہیئے۔

وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّ
اَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ
رَبِّهٖٓ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ، وَقَالَ
مُوْسٰى لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِيْ
فِيْ قَوْمِيْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ
سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۴۲﴾ وَلَمَّا
جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ
رَبُّهٗ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ
اِلَيْكَ ، قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَ

لٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ
اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ ۚ
فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ
دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّآ
اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ
اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۴۳﴾
قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ
عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِىْ وَبِكَلَامِىْ ۖ
فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ

الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَكَتَبْنَا لَهٗ فِي
الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً
وَّتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ فَخُذْهَا
بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا
بِاَحْسَنِهَا، سَاُوْرِيْكُمْ دَارَ
الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ
الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ
بِغَيْرِ الْحَقِّ، وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ
لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا، وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ

الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا،
وَإِنْ يَّرَوْا سَبِيلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوهُ
سَبِيلًا، ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا
بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غٰفِلِينَ ﴿۱۴۶﴾
وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ
الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ، هَلْ
يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۴۷﴾

ترجمہ اور وہ (وقت بھی یاد کرو) جب ہم نے موسٰے سے تیس رات کا وعدہ لیا، پھر ہم نے دس راتیں (اور ملاکر) انہیں پورا (چالیس) کردیا، اس طرح موسی کے رب کی چالیس راتوں کی مدت پوری ہوگئی، (پھر اس وعدہ کو پورا کرنے کے لئے جب) موسٰی (جانے لگے تو انہوں) نے اپنے بھائی ہارون سے کہا تم (میرے جانے کے بعد) میری قوم میں میری نیابت کرنا، (انکی) اصلاح کرنا اور مفسدین کے راستہ پر (ہرگز) نہ چلنا ﴿۱۴۲﴾ پھر جب موسٰی ہمارے مقررہ کردہ وقت پر (طور پہاڑ پر) پہنچے تو ان کے رب نے ان سے بات کی۔ (دوران گفتگو) موسٰی نے کہا: اے میرے رب

مجھے اپنی ذات اقدس دکھادے تاکہ میں تیرا دیدار بھی کرلوں، اللہ نے فرمایا: تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتے البتہ تم اس پہاڑ کی طرف نظر کرو، اگر وہ اپنی جگہ پر برقرار رہا تو تم مجھے دیکھ سکو گے (ورنہ نہیں (الغرض) جب ان کے رب نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو اس کو ریزہ ریزہ کر دیا (پہاڑ اپنی جگہ پر برقرار نہیں رہا) اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے، پھر جب وہ ہوش میں آئے تو کہنے لگے (اے اللہ) تو پاک ہے (مجھ سے غلطی ہو گئی کہ میں نے تجھے دیکھنے کی درخواست کی)، میں تجھ سے معافی مانگتا ہوں اور میں سب سے پہلے (تجھ پر) ایمان لانے والا ہوں ﴿۱۴۳﴾ اللہ نے فرمایا: اے موسیٰ میں نے تمام لوگوں میں سے تم کو اپنی رسالت اور اپنی ہمکلامی کے لئے منتخب فرمایا لہٰذا جو کچھ میں تم کو دے رہا ہوں اُسے (مضبوطی سے) پکڑے رہنا اور (میرا) شکر ادا کرتے رہنا ﴿۱۴۴﴾ اور (اے رسول) ہم نے موسیٰ کے لئے تختیوں میں ہر قسم کی نصیحت اور ہر چیز کا بیان علیحدہ علیحدہ لکھ دیا تھا، پھر (ہم نے بطور تاکید کے ان سے ایک مرتبہ اور کہا) اسے مضبوطی سے پکڑے رہنا اور اپنی قوم کو بھی حکم دینا کہ وہ بھی اس کے بہترین (قواعد و ضوابط) کو (مضبوطی سے) پکڑے رہیں (اور اے بنی اسرائیل میرے احکام سے سرتابی نہ کرنا) جو لوگ میرے احکام سے سرتابی کریں گے میں عنقریب ان کا گھر تمہیں دکھاؤنگا (یعنی تمہیں دوزخ کا منہ دیکھنا پڑے گا) ﴿۱۴۵﴾ (اور یہ بھی سن لو کہ) میں اپنے احکام سے انہی لوگوں کو برگشتہ کروں گا جو زمین میں ناحق تکبر کرتے پھرتے ہیں، (یہ ایسے لوگ ہیں کہ) اگر تمام نشانیاں (اور معجزات) دیکھ لیں تب بھی ایمان نہ لائیں، اگر ہدایت کا راستہ دیکھ لیں تو کبھی اس پر نہ چلیں البتہ اگر گمراہی کا راستہ دیکھ لیں تو (ضرور) اس پر چلنے لگیں، (ان کی) یہ (بدبختی صرف) اس لئے ہے کہ انہوں نے (ہٹ دھرمی سے) ہماری آیات کی تکذیب کی اور ان سے قصداً) غفلت برتتے رہے ﴿۱۴۶﴾ اور (اے رسول) جن لوگوں نے ہماری آیات اور آخرت کی ملاقات کی تکذیب کی ان کے (تمام) اعمال ضائع کر دئے جائیں گے (پھر) ان کو ان کے اعمال (بد) کا بدلہ ملے گا ﴿۱۴۷﴾

معانی و مصادر

(وٰعَدْنَا) وَاعَدَ، یُوَاعِدُ، مُوَاعَدَۃٌ (باب مفاعلہ) دو آدمیوں کا باہم عہد و پیمان کرنا۔

(مِیْقَات) وَقَتَ، یَقِتُ، وَقْتٌ (ض) وقت مقرر کرنا (مِیْقَات: وعدہ کے مطابق مقررہ وقت)۔

(اَرِ) اَرٰی، یُرِی، اِرَاءَۃٌ (باب افعال) دکھانا۔

(تَجَلّٰی) تَجَلّٰی، یَتَجَلّٰی، تَجَلِّیْ (باب تفعّل) ظاہر ہونا۔

(دَکًّا) دَکَّ، یَدُکُّ، دَکٌّ (ن) توڑ کر زمین کے برابر کر دینا۔

(خَرَّ) خَرَّ، یَخُرُّ، خَرٌّ وخُرُوْرٌ (ن ض) گر پڑنا۔

(صَعِقٌ) صَعِقَ، یَصْعَقُ، صَعْقٌ (س) بے ہوش ہو جانا۔

(اَفَاقَ) اَفَاقَ ، یُفِیْقُ، اِفَاقَۃٌ (باب افعال) صحت کی طرف لوٹنا، ہوش میں آنا، جاگنا۔
(غَیٌّ) غَوٰی، یَغْوِیْ، غَیٌّ (ض) گمراہ ہونا۔
(حَبِطَتْ) حَبِطَ، یَحْبَطُ، حَبْطٌ وحُبُوْطٌ (س) ضائع ہونا۔

تفسیر اللہ تعالےٰ نے بنی اسرائیل کو تبلیغ اسلام کرتے ہوئے اپنے بہت سے احسانات کی طرف ان کی توجہ مبذول کرائی۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

(وَوٰعَدْنَا مُوْسٰی ثَلٰثِیْنَ لَیْلَۃً وَّاَتْمَمْنٰھَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِیْقَاتُ رَبِّہٖٓ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَۃً) اور اے بنی اسرائیل وہ وقت یاد کرو جب ہم نے موسیٰ سے تیس رات (تک کوہ طور پر رہنے) کا وعدہ لیا، پھر ہم نے دس راتیں اور ملا کر انہیں پورا (چالیس) کر دیا، اس طرح اس کے رب کی چالیس رات کی مدت پوری ہو گئی۔ اس وعدہ کا ذکر فرماتے ہوئے اللہ تعالےٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓی اَرْبَعِیْنَ لَیْلَۃً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِہٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ○ (البقرۃ۔ ۵۱)

اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے موسےٰ سے چالیس رات (ودن کوہ طور پر رہنے) کا وعدہ لیا تو تم نے ان کے (کوہ طور پر جانے کے) بعد بچھڑے کو (معبود) بنا لیا اور (اپنی جانوں پر بڑا) ظلم کیا۔

مندرجہ بالا آیت اور آیت زیر تفسیر کو ملانے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وعدہ کے دو اجزاء تھے۔ پہلا جزو یہ تھا کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تیس رات کوہ طور پر رہنا ہو گا۔ دوسرا جزء یہ تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو مزید دس رات اور رہنا ہو گا گویا وعدہ کے مطابق پوری مدت چالیس رات تھی (وَقَالَ مُوْسٰی لِاَخِیْہِ ھٰرُوْنَ اخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِیْلَ الْمُفْسِدِیْنَ) اور جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام وعدہ کے مطابق کوہ طور جانے لگے تو اپنے بھائی ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا: اے ہارون میری غیر حاضری میں تم میری قوم میں میری نیابت کرنا، قوم کی اصلاح کرنا اور مفسدین کے راستہ پر ہرگز نہ چلنا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰی لِمِیْقَاتِنَا وَکَلَّمَہٗ رَبُّہٗ قَالَ رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ) اور جب موسیٰ ہمارے مقرر کردہ وقت کے مطابق کوہ طور پہنچے تو ان کے رب نے ان سے بات کی۔ (دوران گفتگو) موسیٰ نے کہا: اے میرے رب تو اپنی ذات اقدس مجھے دکھا دے تاکہ میں تیرا دیدار بھی کر لوں (قَالَ لَنْ تَرٰىنِیْ) اللہ تعالےٰ نے فرمایا: تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتے (وَلٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ) البتہ تم اس پہاڑ کی طرف نظر کرو (فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَکَانَہٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ) اگر یہ پہاڑ اپنی جگہ پر برقرار رہا تو تم مجھے دیکھ سکو گے ورنہ نہیں (فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَہٗ دَکًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا) الغرض جب ان کے رب نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر دیا اور موسےٰ

بے ہوش ہو کر گر پڑے (فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ) پھر جب وہ ہوش میں آئے تو کہنے لگے: اے اللہ، تو غلطی، عجز و نقص سے پاک ہے۔ میں تجھ سے توبہ کرتا ہوں (کہ میں نے غلطی کی اور تجھے دیکھنے کی درخواست کی) میں سب سے پہلے تجھ پر ایمان لانے والا ہوں (قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِىْ وَبِكَلَامِىْ فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ) اللہ تعالےٰ نے فرمایا: میں نے تمام لوگوں میں سے تم کو اپنی رسالت اور ہمکلامی کے لئے منتخب فرمایا ہے لہذا جو کچھ میں تم کو دے رہا ہوں اُسے (مضبوطی سے) پکڑے رہنا اور میرا شکر ادا کرتے رہنا (وَكَتَبْنَا لَهٗ فِى الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَىْءٍ) اور اے رسول، ہم نے موسیٰ کے لئے تختیوں میں ہر قسم کی نصیحت اور ہر چیز کا بیان علیحدہ علیحدہ لکھ دیا تھا تاکہ سمجھنے میں دشواری نہ ہو۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ○

(القصص ۔ ۴۳)

اور (اے رسول) ہم نے پہلی قوموں کو ہلاک کرنے کے بعد موسیٰ کو کتاب دی جو لوگوں کے لئے بصیرت ہدایت اور رحمت تھی تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

(فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا) ہم نے موسیٰ سے (بطور تاکید) پھر ایک مرتبہ کہا: اسے مضبوطی سے پکڑے رہنا اور اپنی قوم کو بھی حکم دینا کہ اس کے بہترین قواعد و ضوابط کو (مضبوطی سے) پکڑے رہیں (اور اے بنی اسرائیل ان قواعد و ضوابط کی نافرمانی نہ کرنا) (سَاُوْرِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ) میں عنقریب تمہیں نافرمانی کرنے والوں کا گھر بتاؤں گا یعنی اگر تم نے نافرمانی کی تو تمہیں دوزخ کا منہ دیکھنا پڑے گا جو آخرت میں نافرمانوں کا ٹھکانہ ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ○

(حٰمٓ المؤمن ۔ ۵۲)

جس دن ظالموں کو ان کی معذرت کوئی فائدہ نہیں دے گی ان پر لعنت (برس رہی) ہو گی اور ان کے (رہنے کے) لئے (بہت ہی) بُرا گھر ہو گا۔

آگے فرمایا (سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِىَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ) اور اے بنی اسرائیل یہ بھی سن لو کہ میں اپنے احکام سے انہی لوگوں کو برگشتہ کروں گا جو زمین میں تکبر کرتے ہیں اور بغیر حق کے اکڑتے پھرتے ہیں (وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا) اور یہ ایسے لوگ ہیں کہ اگر تمام نشانیاں اور معجزات دیکھ لیں تب بھی ایمان نہ لائیں (وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا) اور اگر ہدایت کا راستہ دیکھ لیں تو کبھی اس پر نہ چلیں۔ حق پوشی، ضد اور ہٹ دھرمی سے ہر حق بات کا انکار کریں اور یہ چیز حق پوشی، ضد اور ہٹ دھرمی کے فطری نتائج میں سے ہے (وَاِنْ

يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا) البتہ اگر گمراہی کا راستہ دیکھ لیں تو (ضرور) اس پر چلنے لگیں تکبر کے ساتھ حق کا انکار اور باطل سے لگاؤ ان کی طبیعت ثانیہ بن گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا، وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ○

(القصص ۔ ۸۳)

(اے رسول) وہ (جو) آخرت کا گھر (ہے وہ) تو ہم ان لوگوں کے لئے (مخصوص) کر دیں گے جو زمین میں نہ تو تکبر کا ارادہ کرتے ہیں اور نہ فساد کے خواہاں رہتے ہیں اور (اچھا) انجام تو متقیوں کے لئے (ہی) ہے۔

حق کا انکار ہی دراصل تکبر کی غمازی کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم الکبر وبیانہ جزء اول ص۵۲)

تکبر یہ ہے کہ حق کو تسلیم نہ کرے اور لوگوں کو حقیر سمجھے۔

آگے فرمایا (ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ) حق کا انکار اور باطل پر اصرار یہ بدبختی ان میں اس لئے پیدا ہوئی کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو ہٹ دھرمی سے جھٹلایا اور ان سے (جان بوجھ کر) غفلت برتتے رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کو ہدایت نہیں مل سکتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ، وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○

(البقرۃ ۔ ۶ و ۷)

(اے رسول) بے شک جو لوگ (حق کو) چھپاتے ہیں انہیں آپ ڈرائیں یا نہ ڈرائیں دونوں برابر ہیں، وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ ان کے دلوں اور کانوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے اور آنکھوں پر (تعصب کا) پردہ پڑا ہوا ہے، ان کے لئے (بہت) بڑا عذاب ہے۔

(نوٹ:۔ ہٹ دھرمی کے نتائج کے متعلق تفصیلی بیان سورۃ بقرۃ کی آیات ۶ و ۷ کی تفسیر میں ملاحظہ فرمائیں)۔

آگے فرمایا (وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ) اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور قیامت کے دن کی ملاقات کی تکذیب کی ان کے تمام اعمال ضائع کر دئے جائیں گے، آخرت میں ان کے کچھ کام نہیں آئیں گے۔

اعمال دو قسم کے ہوتے ہیں:۔

۱۔ اعمال بد
۲۔ اعمال نیک

اعمال بد پر تو جزائے خیر ملنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا (هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ) ان اعمال بد ہی کی تو انہیں سزا ملے گی۔ رہ گئے اعمال نیک تو وہ بھی آخرت میں جزائے خیر کے لحاظ سے بے ثمر ثابت ہوں گے۔ ان نیک اعمال کا بدلہ انہیں دنیا میں مل جائے گا۔ آخرت میں کوئی بدلہ نہیں ملے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مُؤْمِنًا حَسَنَةً يُعْطٰى بِهَا فِى الدُّنْيَا وَيُجْزٰى بِهَا فِى الْاٰخِرَةِ، وَاَمَّا الْكَافِرُ فَيُطْعَمُ بِحَسَنَاتِ مَا عَمِلَ بِهَا لِلّٰهِ فِى الدُّنْيَا حَتّٰى اِذَا اَفْضٰى اِلَى الْاٰخِرَةِ لَمْ تَكُنْ لَهٗ حَسَنَةٌ يُجْزٰى بِهَا (صحیح مسلم کتاب صفة القيامة والجنة والنار باب جزاء المؤمن بحسناته فى الدنيا والاخرة جزء ۲ ص ۵۲۱)

اللہ کسی بھی نیکی کے معاملہ میں مؤمن کی حق تلفی نہیں کرے گا مؤمن کو دنیا میں بھی اس کا بدلہ ملتا ہے اور آخرت میں بھی ملے گا لیکن کافر کو ان نیکیوں کا جو اس نے اللہ کے لئے کی ہوں گی (پورا) بدلہ دنیا ہی میں دے دیا جاتا ہے یہاں تک کہ جب وہ آخرت میں پہنچے گا تو اس کے پاس کوئی نیکی نہیں ہوگی کہ اس کا بدلہ اُسے دیا جائے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والوں کا ٹھکانہ بہت بُرا ہے۔

اے لوگو، حق کا انکار کر کے تکبر کا مظاہرہ نہ کیجئے۔ عناد اور ہٹ دھرمی سے حق کا انکار نہ کیجئے۔

اے لوگو، اپنے نیک اعمال کو ضائع نہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ پر، اس کی کتاب پر، اس کے رسول پر اور قیامت پر ایمان لائیے۔ ایمان لانے کے بعد ہی قیامت کے دن آپ کو آپ کے اچھے اعمال کا بدلہ ملے گا۔ اگر آپ ایمان نہیں لائے تو آخرت میں آپ کو آپ کی نیکیوں کا کوئی اجر نہیں ملے گا۔ نیکیوں پر ثواب ملنے کا دار و مدار ایمان پر ہے۔

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ
مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ
خُوَارٌ ؕ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ
وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا ۘ اِتَّخَذُوْهُ
وَكَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۸﴾ وَلَمَّا سُقِطَ فِيْٓ
اَيْدِيْهِمْ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ
ضَلُّوْا ۙ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ يَرْحَمْنَا
رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ
الْخٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰٓى

إِلَىٰ قَوْمِهِۦ غَضْبَٰنَ أَسِفًا قَالَ
بِئْسَمَا خَلَفْتُمُونِى مِنۢ بَعْدِىٓ ۖ
أَعَجِلْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ ۖ وَأَلْقَى
الْأَلْوَاحَ وَأَخَذَ بِرَأْسِ أَخِيهِ
يَجُرُّهُۥٓ إِلَيْهِ ۚ قَالَ ٱبْنَ أُمَّ إِنَّ
ٱلْقَوْمَ ٱسْتَضْعَفُونِى وَكَادُوا
يَقْتُلُونَنِى فَلَا تُشْمِتْ بِىَ
ٱلْأَعْدَآءَ وَلَا تَجْعَلْنِى مَعَ
ٱلْقَوْمِ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿١٥٠﴾ قَالَ رَبِّ

اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ
رَحْمَتِكَ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾
اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ
سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ
وَذِلَّةٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَكَذٰلِكَ
نَجْزِي الْمُفْتَرِيْنَ ﴿۱۵۲﴾ وَالَّذِيْنَ
عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْ
بَعْدِهَا وَاٰمَنُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْ
بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۵۳﴾ وَلَمَّا

سَكَتَ عَنْ مُّوْسَى الْغَضَبُ
اَخَذَ الْاَلْوَاحَ وَفِيْ نُسْخَتِهَا
هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ هُمْ
لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ ﴿۱۵۴﴾

ترجمہ اور (اے رسول) موسٰی کے (کوہ طور پر جانے کے) بعد ان کی قوم نے اپنے زیوروں سے بچھڑے کا ایک مجسمہ بنالیا جس میں سے آواز نکلتی تھی (پھر وہ اسے پوجنے لگے) کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ وہ نہ ان سے بات کرسکتا ہے اور نہ انہیں راستہ بتا سکتا ہے (تو وہ الٰہ کیسے ہوسکتا ہے لیکن) انہوں نے (کچھ نہ سوچا اور) اُسے الٰہ بنا بیٹھے اور وہ (بڑے ہی) ظالم لوگ تھے ﴿۱۴۸﴾ پھر جب انہوں نے سمجھ لیا کہ وہ (راہ راست) سے بھٹک گئے تو بہت نادم ہوئے اور (اس طرح) کہنے لگے: اگر ہمارا رب ہم پر رحم نہیں کریگا اور ہم کو معاف نہیں کریگا تو ہم ضرور نقصان اٹھائیں گے ﴿۱۴۹﴾ پھر جب موسٰی غصہ اور غم کی حالت میں اپنی قوم کے پاس لوٹے تو انہوں نے (اپنی قوم سے) کہا تم نے میرے بعد میری غیر حاضری میں جو کام کیا وہ (بہت) برا ہے، کیا تم نے اپنے ربّ کے حکم (عذاب) کو (اپنے اوپر) جلد (واقع کرنا) چاہا، (یہ کہہ کر) انہوں نے (توریت کی) تختیوں کو (غصہ میں ایک طرف) رکھ دیا اور اپنے بھائی (ہارون) کے سر کو پکڑ کر اپنی طرف گھسیٹنے لگے۔ ہارون نے کہا اے (میرے) بھائی، (میں نے تو حتی الامکان انہیں اس حرکت سے باز رکھنے کی کوششیں کی لیکن) انہوں نے مجھے کمزور سمجھا اور قریب تھا کہ مجھے قتل کر ڈالیں تو اب آپ دشمنوں کو مجھ پر ہنسنے کا موقع تو نہ دیجئے اور مجھے ان ظالم لوگوں میں (شمار) نہ کیجئے ﴿۱۵۰﴾ (ہارون کا یہ عذر سن کر) موسٰی نے دعاء کی کہ اے میرے رب مجھے اور میرے بھائی کو معاف فرمادے اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل فرما (اس لئے کہ) تو تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے ﴿۱۵۱﴾ اللہ نے فرمایا (تمہیں معاف کیا

لیکن) جن لوگوں نے بچھڑے کو معبود بنایا تھا ان پر ضرور ان کے رب کی طرف سے غضب نازل ہوگا مزید برآں ان کو دنیا کی زندگی میں ذلت بھی نصیب ہوگی اور افتراء پردازی کرنے والوں کو ہم اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں (۱۵۲) البتہ جو لوگ بداعمالیاں کرنے کے بعد توبہ کرلیں اور ایمان لے آئیں تو بے شک آپ کا رب اس (توبہ) کے بعد (انہیں معاف کردیگا اس لئے کہ وہ) معاف کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے (۱۵۳) اور (اے رسول) جب موسیٰ کا غصہ ٹھنڈا ہوگیا تو انہوں نے (توریت کی) تختیوں کو (زمین پر سے) اٹھالیا (یقیناً) توریت کے نسخے میں ان لوگوں کیلئے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں ہدایت بھی تھی اور رحمت بھی (۱۵۴)

معانی ومصادر

(حُلِیٌّ) حَلٰی، یَحْلِیْ، حَلْیٌ (ض) بناؤ سنگھار کرنا۔ زیور بنانا (حُلِیٌّ = حَلْیٌ کی جمع۔ زیورات)۔

(خُوَارٌ) خَارَ، یَخُوْرُ، خُوَارٌ (ن) چلّانا۔

(سُقِطَ) سَقَطَ، یَسْقُطُ، سُقُوْطٌ و مَسْقَطٌ (ن) زمین پر گر پڑنا۔ (سُقِطَ فِیْ یَدِہٖ ایک محاورہ ہے جس کے معنی ہیں، وہ نادم ہوا)۔

(غَضْبَانَ) غَضِبَ، یَغْضَبُ، غَضْبٌ (س) غصہ کرنا (غَضْبَان = غصہ کرنے والا)

(اَسِفًا) اَسِفَ، یَاْسَفُ، اَسَفٌ (س) غمگین ہونا۔

(خَلَفْتُمُوْنِیْ) خَلَفَ، یَخْلُفُ، خِلَافَۃٌ (ن) جانشین ہونا، جانشین بنانا۔

(یَجُرُّ) جَرَّ، یَجُرُّ، جَرٌّ (ن) کھینچنا۔

(تُشْمِتْ) اَشْمَتَ، یُشْمِتُ، اِشْمَاتٌ (باب افعال) دشمن کا ہنسنا یا دشمن کو ہنسانا۔

(ذِلَّۃٌ) ذَلَّ، یَذِلُّ، ذُلٌّ وذِلَّۃٌ وذَلَالَۃٌ ومُذَلَّۃٌ (ض) ذلیل ہونا۔

تفسیر

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام چالیس رات کے وعدہ پر کوہ طور چلے گئے تو (وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰی مِنْ بَعْدِہٖ مِنْ حُلِیِّہِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّہٗ خُوَارٌ) ان کے جانے کے بعد ان کی قوم نے اپنے زیورات (کو گلا کر اس) سے ایک بچھڑے کا مجسمہ بنالیا جس (میں سے ہوا کے داخل ہونے اور خارج ہونے) سے (ایک قسم کی) آواز نکلنے لگی (وہ اسے معبود سمجھ بیٹھے اور اسے پوجنا شروع کردیا)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاَخْرَجَ لَہُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّہٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا ہٰذَآ اِلٰـہُکُمْ وَاِلٰہُ مُوْسٰی فَنَسِیَ ○

(طٰہٰ - ۸۸)

پھر (سامری نے اس زیور کا) ان کے لئے ایک بچھڑا بنادیا، وہ ایک جسم تھا جس میں سے گائے جیسی آواز نکلتی تھی، لوگوں نے کہا یہ تمہارا الٰہ ہے اور یہی موسیٰ کا الٰہ ہے، وہ تو بھول (کر کوہ طور چلے) گئے ہیں۔

الغرض اسے پوج کر انہوں نے انتہائی بے وقوفی کا مظاہرہ کیا) (اَلَمْ یَرَوْا اَنَّهٗ لَا یُكَلِّمُهُمْ وَلَا یَهْدِیْهِمْ سَبِیْلًا) کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ وہ نہ ان سے بات کر سکتا ہے اور نہ انہیں راستہ بتا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَفَلَا یَرَوْنَ اَلَّا یَرْجِعُ اِلَیْهِمْ قَوْلًا وَّلَا یَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ○ (طٰہٰ - ۸۹)

(بچھڑے کو پوجتے وقت) انہوں نے یہ کیوں نہیں دیکھا کہ یہ تو کسی بات کا جواب ہی نہیں دیتا اور نہ ان کے نفع، نقصان کا اختیار رکھتا ہے (پھر یہ الٰہ کیسے ہو سکتا ہے)۔

(اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِیْنَ) انہوں نے (کچھ نہ سوچا اور) اسے معبود بنا ہی لیا اور وہ بڑے ہی ظالم لوگ تھے (وَلَمَّا سُقِطَ فِیْۤ اَیْدِیْهِمْ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا) لیکن جب انہوں نے سمجھ لیا کہ وہ اسے معبود بنا کر گمراہ ہو گئے تو اپنی اس حرکت پر وہ بہت نادم ہوئے (قَالُوْا لَىِٕنْ لَّمْ یَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَیَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ) اور اس طرح کہنے لگے: اگر ہمارا رب ہم پر رحم نہیں کرے گا اور ہم کو معاف نہیں کرے گا تو ہم ضرور نقصان اٹھائیں گے (وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰۤی اِلٰی قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا) (اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کی خبر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو طور پر ہی دے دی موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بہت غصہ آیا) وہ غصہ اور غم کی حالت میں اپنی قوم کے پاس واپس لوٹے (قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِیْ مِنْۢ بَعْدِیْ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ) تو ان سے کہا تم نے میرے بعد میری غیر حاضری میں جو کام کیا وہ بہت برا ہے کیا تم نے اپنے رب کے حکم عذاب کو اپنے اوپر جلد واقع کرنا چاہا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ یَّحِلَّ عَلَیْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ۔ (طٰہٰ - ۸۶)

یا تم نے یہ چاہا کہ تم پر تمہارے رب کی طرف سے غضب نازل ہو۔

(وَاَلْقَی الْاَلْوَاحَ) یہ کہہ کر انہوں نے تختیوں کو ایک طرف رکھ دیا (وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِیْهِ یَجُرُّهٗۤ اِلَیْهِ) اور اپنے بھائی ہارون کے بال پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے لگے (قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِیْ وَكَادُوْا یَقْتُلُوْنَنِیْ فَلَا تُشْمِتْ بِیَ الْاَعْدَآءَ وَلَا تَجْعَلْنِیْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ) ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: اے میرے بھائی (میں نے تو حتی الامکان ان کو اس حرکت سے باز رکھنے کی کوشش کی لیکن) انہوں نے مجھے کمزور سمجھا اور قریب تھا کہ مجھے قتل کر ڈالیں تو اب آپ دشمنوں کو مجھ پر ہنسنے کا موقع نہ دیجئے اور مجھے ان ظالموں میں شمار نہ کیجئے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ یٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِیْ وَاَطِیْعُوْۤا اَمْرِیْ ○ قَالُوْا

اور ہارون نے ان سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اے میری قوم تم اس کے ذریعہ آزمائش میں مبتلا کر دئے گئے ہو، تمہارا رب تو رحمٰن ہے، لہذا

لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ○
(طٰہٰ ۔ ۹۰ و ۹۱)

تم میری پیروی کرو اور میرا حکم مانو۔ وہ کہنے لگے جب تک موسیٰ ہمارے پاس لوٹ کر نہ آئیں ہم ہرگز اس کی پرستش سے باز نہ آئیں گے۔

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کوہ طور سے ہی غیظ و غضب کی حالت میں لوٹے تھے اس لئے ان کو اللہ تعالیٰ نے وہیں اس واقعہ کی خبر دے دی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ○
(طٰہٰ ۔ ۸۵)

(اللہ نے) فرمایا ہم نے تمہارے (آنے کے) بعد تمہاری قوم کو آزمائش میں ڈال دیا یعنی سامری نے ان کو گمراہ کر دیا۔

جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معلوم ہو گیا کہ اس کام میں ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کوئی غلطی نہیں ہے تو انہوں نے اللہ تعالےٰ سے اس طرح دعاء کی (قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ) انہوں نے کہا: اے میرے رب مجھے اور میرے بھائی کو معاف فرما اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل فرما اس لئے کہ تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ (اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا) اللہ تعالیٰ نے فرمایا (تم دونوں کو تو میں نے معاف کیا لیکن) جن لوگوں نے بچھڑے کو معبود بنایا تھا ان پر ان کے رب کی طرف سے غضب نازل ہو گا اور دنیا کی زندگی میں انہیں ذلت نصیب ہو گی (وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِيْنَ) اور افتراء پردازی کرنے والوں کو ہم اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں۔ (وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْ بَعْدِهَا وَاٰمَنُوْا اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ) البتہ جو لوگ بداعمالیاں کرنے کے بعد توبہ کر لیں اور ایمان لے آئیں تو بے شک ان کا رب توبہ کے بعد انہیں معاف کر دیگا اس لئے کہ وہ بڑا معاف کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

ان آیات میں جس سزا اور پھر معافی کا ذکر ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○
(البقرۃ ۔ ۵۴)

اور (وہ وقت یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم، تم نے بچھڑے کو معبود بنا کر اپنی جانوں پر (بڑا) ظلم کیا، اب اپنے پیدا کرنے والے سے توبہ کرو، آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرو، تمہارے پیدا کرنے والے کے ہاں یہی چیز تمہارے لئے بہتر ہے، پھر اللہ نے تمہاری توبہ قبول کی، بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ انہیں جو سزا دی گئی وہ یہ تھی کہ وہ ایک دوسرے کو قتل کریں پھر جب انہوں نے اس حکم کی تعمیل کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا۔

آگے فرمایا (وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوْسَى الْغَضَبُ اَخَذَ الْاَلْوَاحَ وَفِيْ نُسْخَتِهَا هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ) اور جب موسیٰ کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا تو انہوں نے (توریت کی) تختیوں کو اٹھا لیا۔ یقیناً توریت کے نسخہ میں ان لوگوں کے لئے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں ہدایت بھی تھی اور رحمت بھی۔

عمل

اے لوگو، نہ کسی چیز کو پوجیئے اور نہ کسی انسان کو، اس لئے کہ کوئی چیز آپ کو نہ نفع پہنچا سکتی ہے اور نہ نقصان۔ اسی طرح کوئی انسان آپ کو نہ نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان۔ نفع اور نقصان کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے لہذا صرف اسی کی عبادت کیجئے۔

اے لوگو، اگر آپ سے کوئی برائی ہو جائے تو نادم ہوا کیجئے اور فوراً اللہ تعالیٰ سے معافی مانگا کیجئے اور اگر آپ دوسروں کو برائی کرتے دیکھیں تو حتی الامکان انہیں اس برائی سے روکئے۔

وَاخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ
رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ
الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ
اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّايَ،
اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا،
اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ، تُضِلُّ
بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَتَهْدِيْ مَنْ
تَشَآءُ، اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا
وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾

وَاكْتُبْ لَنَا فِي هٰذِهِ الدُّنْيَا
حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ
اِلَيْكَ، قَالَ عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ
بِهٖ مَنْ اَشَآءُ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ
كُلَّ شَيْءٍ، فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ
يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ
وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۶﴾

ترجمہ اور (اے رسول) موسیٰ نے اپنی قوم کے ستر آدمیوں کو ہمارے مقرر کردہ وقت پر (کوہ طور پر حاضر ہونے کے لئے) منتخب کیا، پھر (وہاں پہنچ کر) جب (انہوں نے دیدار الٰہی کا مطالبہ کیا تو) ایک زلزلے نے اُن کو پکڑ لیا (اور ہلاک کر دیا) موسیٰ نے کہا اے میرے رب اگر تو چاہتا تو ان کو اور مجھ کو پہلے بھی ہلاک کر سکتا تھا (اے رب) بے وقوف لوگوں نے جو (سوال) کیا کیا تو اس کی سزا میں ہم سب کو ہلاک کر دیگا، یہ تو تیری آزمائش ہے (اپنی آزمائش میں ناکام کر کے) تو جس کو چاہے گمراہ کر دے اور جس کو چاہے (کامیاب کر کے) ہدایت پر چلائے،

تو ہی ہمارا کارساز ہے، ہمیں معاف فرما، ہم پر رحم فرما، تو سب سے بہتر معاف کرنے والا ہے (۱۵۵) ہمارے لئے اس دنیا میں بھی بھلائی لکھ دے اور آخرت میں بھی بھلائی لکھ دے، ہم تیری طرف رجوع کرنے والے ہیں۔ اللہ نے فرمایا میں اپنے عذاب میں جس کو چاہتا ہوں مبتلا کرتا ہوں اور میری رحمت تو ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے البتہ میں اپنی رحمت ان لوگوں کے لئے لکھوں گا جو تقوٰے اختیار کریں گے، اور زکوٰۃ ادا کریں گے اور ہماری آیتوں پر ایمان لائیں گے (۱۵۶)

معانی و مصادر (اِختَارَ) اِختَارَ، یَختَارُ، اِختِیَارٌ (باب افتعال) منتخب کرنا۔
(رَجْفَۃٌ) رَجَفَ، یَرْجُفُ، رَجْفٌ و رَجَفَانٌ و رُجُوْفٌ و رَجِیْفٌ (ن) ہلانا۔
(ھُدْنَا) ھَادَ، یَھُوْدُ، ھَوْدٌ (ن) حق کی طرف رجوع کرنا۔
(وَسِعَتْ) وَسِعَ، یَسَعُ، سِعَۃٌ (س، ح) وسیع ہونا، وسیع کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاخْتَارَ مُوْسٰی قَوْمَہٗ سَبْعِیْنَ رَجُلًا لِّمِیْقَاتِنَا) موسیٰ نے اپنی قوم کے ستر آدمیوں کو ہمارے مقرر کردہ وقت پر (کوہ طور لے جانے کے لئے) منتخب کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ قَدْ اَنْجَیْنٰکُمْ مِّنْ عَدُوِّکُمْ وَوٰعَدْنٰکُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَیْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَیْکُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰی ○

اے بنی اسرائیل ہم نے تم کو تمہارے دشمن سے نجات دی، تم سے (کوہ) طور کے داہنی جانب کا وعدہ کیا اور تم پر منّ و سلویٰ اتارا۔

(طٰہٰ ۔ ۸۰)

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے بنی اسرائیل کو کوہ طور پر بلایا تھا اور بلانے کا ایک وقت بھی مقرر کر دیا تھا۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کوہ طور پر ذرا پہلے پہنچ گئے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَمَآ اَعْجَلَکَ عَنْ قَوْمِکَ یٰمُوْسٰی ○ قَالَ ھُمْ اُولَآءِ عَلٰٓی اَثَرِیْ وَعَجِلْتُ اِلَیْکَ رَبِّ لِتَرْضٰی ○ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَکَ مِنْ بَعْدِکَ وَاَضَلَّھُمُ السَّامِرِیُّ ○

اور (اے بنی اسرائیل جب موسیٰ باقی لوگوں کو پیچھے چھوڑ کر اکیلے کوہ طور پر پہنچے تو ہم نے ان سے پوچھا) اے موسیٰ اپنی قوم سے پہلے (یہاں پہنچنے پر) تمہیں کس چیز نے جلدی پر ابھارا۔ (موسیٰ نے) کہا وہ میرے پیچھے (آ رہے) ہیں اور اے میرے رب میں نے تیرے پاس آنے میں اس لئے جلدی کی کہ تو خوش ہو۔ (اللہ نے) فرمایا ہم نے تمہارے (آنے کے)

(طٰہٰ ۔ ۸۳ تا ۸۵)

بعد تمہاری قوم کو آزمائش میں ڈال دیا یعنی
سامری نے ان کو گمراہ کر دیا۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب ان ستر منتخب نمائندوں کے ساتھ کوہ طور پر پہنچے تو ان کی غیر حاضری میں بنی اسرائیل کے باقی افراد نے بچھڑے کی پوجا شروع کر دی۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس موقع پر توریت کی تختیاں دی گئی تھیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْۢ بَعْدِيْ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ يَجُرُّهٗٓ اِلَيْهِ۔

(الاعراف۔ ۱۵۰)

پھر جب موسیٰ غصہ اور غم کی حالت میں اپنی قوم کے پاس لوٹے تو انہوں نے (اپنی قوم سے) کہا تم نے میرے بعد میری غیر حاضری میں جو کام کیا وہ (بہت) برا ہے، کیا تم نے اپنے رب کے حکم (عذاب) کو (اپنے اوپر) جلد (واقع کرنا) چاہا، (یہ کہہ کر) انہوں نے (توریت کی) تختیوں کو (غصہ میں ایک طرف) رکھ دیا اور اپنے بھائی (ہارون) کے سر کو پکڑ کر اپنی طرف گھسیٹنے لگے۔

یہ ستر آدمی جو کوہ طور پر گئے تھے کہنے لگے ہم اللہ تعالیٰ کو دیکھے بغیر ایمان نہیں لائیں گے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ○

(البقرۃ۔ ۵۵)

اور (اے بنی اسرائیل وہ وقت یاد کرو) جب تم نے موسیٰ سے کہا تھا کہ (اے موسیٰ) ہم آپ پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے جب تک اللہ کو علانیہ نہ دیکھ لیں (تمہارے اس مطالبہ پر) تمہارے دیکھتے دیکھتے بجلی نے تمہیں آپکڑا بجلی سے تمہاری موت واقع ہو گئی۔

آگے فرمایا (فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّايَ) اِن لوگوں کے اس مطالبہ پر ایک زلزلے نے انہیں آپکڑا (اور وہ سب مر گئے) موسیٰ نے کہا اے رب اگر تو چاہتا تو ان کو اور مجھ کو پہلے بھی ہلاک کر سکتا تھا (تجھے ہر قسم کی قدرت ہے اور ہر بات کا اختیار ہے لیکن اس موقع پر ہلاک کرنا تو نادانوں کے مطالبہ کی سزا ہے) (اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا) تو کیا تو ان نادانوں نے جو سوال کیا اس کی سزا میں ہم سب کو ہلاک کر دیگا (اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ) یہ تو تیری آزمائش ہے (تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَتَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ) تو جس کو چاہے اپنی آزمائش میں ناکام

کر کے گمراہ کر دے اور جس کو چاہے اپنی آزمائش میں کامیاب کر کے ہدایت کے راستہ پر چلا کر منزل مقصود تک پہنچا دے (اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ) تو ہی ہمارا کارساز ہے، ہمیں معاف فرما، ہم پر رحم فرما، تو سب سے بہتر معاف کرنے والا ہے۔

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاء سے ان کا قصور معاف ہوا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں دوبارہ زندہ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○

(البقرۃ ۔ ۵۶)

پھر اللہ نے تمہاری موت کے بعد تمہیں زندہ کر دیا تاکہ (اللہ کا احسان مانو اور) شکر گذار (بندے) بن جاؤ۔

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعاء جاری رکھتے ہوئے عرض کیا (وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ) (اے ہمارے رب) ہمارے لئے اس دنیا میں بھی بھلائی لکھ دے اور آخرت میں بھی بھلائی لکھ دے، ہم تیری طرف رجوع کرتے ہیں (قَالَ عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں اپنے عذاب میں جس کو چاہتا ہوں مبتلا کرتا ہوں یعنی اپنے قوانین عذاب کے ماتحت جو لوگ عذاب کے مستحق ہوتے ہیں انہیں عذاب میں مبتلا کرتا ہوں اور جو لوگ رحمت کے مستحق ہوتے ہیں ان پر رحمت نازل کرتا ہوں (وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ) اور میری رحمت تو اتنی وسیع ہے کہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ لینے والا چاہیئے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ○

(الاعراف ۔ ۵۶)

اللہ (تعالیٰ) کی رحمت نیکی کرنے والوں کے قریب ہوتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں:۔

قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ صَلٰوةٍ وَقُمْنَا مَعَهٗ فَقَالَ اَعْرَابِيٌّ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ وَمُحَمَّدًا وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا اَحَدًا فَلَمَّا سَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْاَعْرَابِيِّ لَقَدْ حَجَّرْتَ وَاسِعًا يُرِيْدُ رَحْمَةَ اللّٰهِ (صحیح بخاری کتاب الادب باب رحمۃ الناس و البھائم جزء ۸ ص۱۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کھڑے ہوئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے اسی اثناء میں ایک دیہاتی نے اس حالت میں کہ وہ نماز میں تھا کہا: اے اللہ مجھ پر اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر رحم فرما، اور ہمارے ساتھ کسی پر رحم نہ فرما۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو، اس دیہاتی سے فرمایا تم نے ایک بڑی وسیع چیز کو گھیر دیا۔ اس سے آپ کی مراد اللہ

کی رحمت تھی۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ سے بے جا سوال نہ کیجئے۔ تقویٰ اختیار کیجئے، زکوٰۃ ادا کرتے رہیے اور اللہ تعالیٰ کی آیات پر پختگی کے ساتھ ایمان لائیے۔

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ
الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا
عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ
يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ
عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ
وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ
عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي
كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِينَ آمَنُوا
بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَ

اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۵۷﴾

ترجمہ (یعنی میں اپنی رحمت ان لوگوں کے لئے لکھوں گا) جو رسول، نبی اُمّی کی پیروی کریں گے جن (کی بشارت اور جن کے ذکرِ جمیل) کو وہ اپنے ہاں توریت اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں، جو انہیں نیک کام کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں، جو پاکیزہ چیزیں ان کے لئے حلال قرار دیتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام کرتے ہیں اور جو ان (کی پیٹھوں) کے بوجھ اور ان (کی گردنوں) کے طوق ان سے اتار کر پھینک رہے ہیں، الغرض جو لوگ ان پر ایمان لائے، ان کا احترام کیا، ان کی مدد کی اور اس نور کی پیروی کی جو ان پر نازل کیا گیا ہے وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں ﴿۱۵۷﴾

معانی و مصادر اُمِّیٌّ = وہ شخص جس نے لکھنا پڑھنا نہ سیکھا ہو۔ (نوٹ :۔ اُمّی کے معنی جاہل نہیں ہے)۔

(اِصْرٌ) اِصْرٌ = بوجھ۔

(اَغْلَالَ) غَلَّ، یَغُلُّ، غَلٌّ (ن) طوق پہننا، طوق پہنانا۔

(عَزَّرُوْا) عَزَّرَ، یُعَزِّرُ، تَعْزِیْرٌ (باب تفعیل) ادب و احترام کرنا۔

تفسیر گذشتہ آیت میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا تھا کہ میں اپنی رحمت کو ان لوگوں کے لئے لکھوں گا جو تقویٰ اختیار کریں گے، زکوٰۃ ادا کریں گے اور ہماری آیتوں پر ایمان لائیں گے۔ آگے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ) یعنی میں اپنی رحمت ان لوگوں کے لئے لکھوں گا جو رسول، نبی امی کی پیروی کریں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کے سامنے زانوئے ادب طے نہیں کیا، نہ لکھنا سیکھا اور نہ پڑھنا، اسی لئے آپ کو امّی کہا جاتا ہے۔ آپ کا امّی ہو کر قرآن مجید جیسی کتاب پیش کرنا آپ کی نبوت کی ایک بہت بڑی دلیل ہے۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کی نظیر پیش کرنے سے دنیا عاجز ہے۔ پوری کتاب تو بڑی بات ہے ایک سورت بھی کوئی اس کی مثل بنا کر پیش نہ کر سکا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی — اور اگر تم کو اس کتاب (کے سلسلے) میں جو ہم

عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ○

(البقرۃ ۔ ۲۳و۲۴)

نے اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل کی ہے، (ہماری طرف سے ہونے میں) کچھ شک ہے تو اس کی مثل ایک سورت تم بھی (بنا) لاؤ اور اللہ کے علاوہ جو تمہارے (خیال میں) حاضر و ناظر ہیں ان کو بھی (اپنی مدد کے لئے) بلا لو، اگر تم (اس دعوٰی میں) سچے ہو (کہ یہ انسانی کلام ہے تو اس چیلنج کو قبول کرو اور یہ کام کر گذرو)، پھر اگر تم ایسا نہ کر سکو اور تم ہرگز ایسا نہ کر سکو گے تو پھر اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں (تمہیں رسول اور کتاب کے ساتھ کفر کرنے کی وجہ سے اس آگ میں ڈال دیا جائیگا اور) وہ کفر کرنے والوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

امّی کی تشریح کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِنَّا اُمَّةٌ اُمِّيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا (وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا وَعَقَدَ الْاِبْهَامَ فِي الثَّالِثَةِ) يَعْنِيْ مَرَّةً تِسْعَةً وَّعِشْرِيْنَ وَمَرَّةً ثَلَاثِيْنَ (صحیح بخاری کتاب الصوم باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا نکتب ولا نحسب جزء ۳ ص ۳۵ وصحیح مسلم کتاب الصوم باب وجوب صوم رمضان لرویۃ الھلال جزء ۱ ص ۳۴۷)

ہم اُمّی لوگ ہیں۔ نہ لکھنا جانتے ہیں اور نہ حساب لگانا۔ مہینہ اتنا اور اتنا ہوتا ہے۔ تیسری مرتبہ آپ نے اپنا انگوٹھا بند کر لیا یعنی ایک مرتبہ آپ نے (انگلیوں سے) ۲۹ کا عدد بنایا اور ایک مرتبہ ۳۰ کا عدد بنایا۔

(نوٹ:۔ خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)۔

آگے فرمایا (اَلَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ) جن کی بشارت اور جن کے ذکر جمیل کو اہل کتاب اپنے ہاں توریت اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ توریت اور انجیل میں لکھے ہوئے اوصاف کی بنیاد پر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھی طرح پہچانتے تھے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ رسول کو

كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ، اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○

(الانعام ۔ ۲۰)

اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں (لیکن) جو لوگ اپنی جانوں کو نقصان پہنچا رہے ہیں وہی ایمان نہیں لاتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ○

(البقرۃ ۔ ۸۹)

اور جب ان لوگوں کے پاس اللہ کی طرف سے (وہ) کتاب آگئی جو ان کی کتاب کی تصدیق کرتی ہے اور (جس پر ایمان لانے اور جس پر عمل کرنے کا وعدہ کرکے) یہ پہلے کافروں پر فتح (پانے کی دعائیں) مانگا کرتے تھے تو انہوں نے اس کے آنے اور اس کو پہچان لینے کے بعد اس کا انکار کر دیا، ایسے کافروں پر اللہ کی لعنت ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ، يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ○

(المآئدۃ ۔ ۸۳)

اور یہ لوگ جب اس کتاب کو سنتے ہیں جو رسول پر نازل ہوئی ہے تو (اے رسول) آپ دیکھیں گے کہ اس وجہ سے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا ہے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں (پھر وہ اس طرح) کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے لہذا ہمارا نام بھی (حق کی) گواہی دینے والوں کے ساتھ لکھ لے۔

آگے فرمایا (يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ) جو انہیں نیک کام کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں (وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ) جو پاکیزہ چیزیں ان کے لئے حلال قرار دیتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِى الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ، اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ○

(البقرۃ ۔ ۱۶۸)

اے لوگو، زمین کی وہ چیزیں کھاؤ جو حلال و طیب ہیں اور شیطان کے قدم بقدم نہ چلو، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَ
لَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ
فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ
عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ○
(البقرۃ۔ ۱۷۳)

بے شک اللہ نے تم پر مُردار، خون، خنزیر کا گوشت اور وہ چیز جس پر غیر اللہ کا نام لیا جائے حرام کر دی ہے، البتہ جو شخص (فاقہ سے) مجبور ہو جائے تو اس پر ان چیزوں کے کھا لینے پر کوئی گناہ نہیں ہوگا بشرطیکہ اللہ تعالےٰ کی نافرمانی (کی نیت) نہ ہو اور نہ حد سے تجاوز کرے (ایسی حالت میں حرام چیز کھا لینے کو اللہ معاف کر دیگا) بے شک اللہ معاف کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔

آگے فرمایا (وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ) اور جو ان کی (پیٹھوں کے) بوجھ اور ان (کی گردنوں) کے طوق ان سے اتار کر پھینک رہے ہیں۔

بوجھ کئی قسم کے ہو سکتے ہیں:۔

(۱) بعض حلال چیزوں کو حرام کر دیا گیا تھا مثلاً یہودیوں پر ان کی سرکشی اور سرتابی کی وجہ سے بعض حلال چیزوں کو حرام کر دیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ
طَيِّبَاتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَن
سَبِيلِ اللَّهِ كَثِيرًا ○
(النسآء۔ ۱۶۰)

اور (ہم نے ان پر لعنت کی) ان کے ظلم کے سبب سے (جس ظلم کی وجہ سے) ہم نے ان پر وہ پاکیزہ چیزیں جو ان کے لئے حلال تھیں حرام کر دی تھیں اور (اس وجہ سے بھی بہت سی پاک چیزیں ہم نے ان پر حرام کر دیں) کہ وہ اللہ کے راستے سے بہت زیادہ روکتے تھے۔

(۲) بعض چیزوں کو یہودیوں نے خود اپنے اوپر حرام کر لیا تھا اللہ تعالیٰ ان کی اس تحریم کا ابطال کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ
إِلَّا مَا حَرَّمَ إِسْرَائِيلُ عَلَىٰ نَفْسِهِ مِن
قَبْلِ أَن تُنَزَّلَ التَّوْرَاةُ، قُلْ فَأْتُوا
بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوهَا إِن كُنتُمْ
صَادِقِينَ ○ فَمَنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ
الْكَذِبَ مِن بَعْدِ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ

بنی اسرائیل کے لئے کھانے کی تمام چیزیں حلال تھیں سوائے ان چیزوں کے جن کو یعقوب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے اپنے اوپر خود ہی توریت کے نازل ہونے سے پہلے حرام کر لیا تھا۔ (اے رسول ان سے) کہیئے کہ اگر تم سچے ہو تو توریت کو (بطور دلیل)

الظّٰلِمُوْنَ ○
(آل عمران ۔ ۹۳ و ۹۴)

پیش کرو (اور اس میں بتاؤ کہ یہ چیزیں جو تم پر بعد میں حرام کی گئیں ملّت ابراہیمی میں بھی حرام تھیں، ملت ابراہیمی میں یہ چیزیں حرام نہیں تھیں، جو کچھ تم دعویٰ کر رہے ہو وہ اللہ پر افتراء ہے)۔ اس (وضاحت) کے بعد بھی جو شخص اللہ پر افتراء کریگا تو ایسے ہی لوگ ظالم ہیں۔

(۳) رسم و رواج کی بعض پابندیاں بھی تھیں جن کے بوجھ کے نیچے وہ دبے ہوئے تھے۔ مثلاً جب کوئی عورت اذیّت ماہانہ میں ہوتی تھی تو نہ اس کے ساتھ کھانا کھاتے اور نہ گھر میں اس کے ساتھ رہتے۔ حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں:۔

اِنَّ الْیَھُوْدَ کَانُوْا اِذَا حَاضَتِ الْمَرْاَۃُ فِیْھِمْ لَمْ یُؤَاکِلُوْھَا وَلَمْ یُجَامِعُوْھُنَّ فِی الْبُیُوْتِ فَسَاَلَ اَصْحَابُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ النَّبِیَّ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْمَحِیْضِ قُلْ ھُوَ اَذًی فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِی الْمَحِیْضِ اِلٰی اٰخِرِ الْاٰیَۃِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اصْنَعُوْا کُلَّ شَیْءٍ اِلَّا النِّکَاحَ (صحیح مسلم کتاب الحیض باب جواز غسل الحائض رأس زوجہا جزء اول ص ۱۳۸)

یہودیوں میں جب کوئی عورت اذیّت ماہانہ میں ہوتی تو وہ نہ اس کے ساتھ کھانا کھاتے اور نہ گھر میں اس کو اپنے ساتھ رکھتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سلسلہ میں سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی! ویَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْمَحِیْضِ ..... الخ لوگ آپ سے محیض کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ وہ ایک اذیّت ہے لہذا اذیت کے زمانہ میں ان سے علیحدہ رہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر کام کر سکتے ہو سوائے جماع کے۔

(۴) عیسائیوں نے رہبانیت اور ترک دنیا کو اپنے اوپر لازم کر لیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَرَھْبَانِیَّۃَ نِ ابْتَدَعُوْھَا مَا کَتَبْنٰھَا عَلَیْھِمْ۔
(الحدید ۔ ۲۷)

اور ترک دنیا تو انہوں نے خود ایجاد کیا تھا ہم نے ترک دنیا کو ان پر لازم نہیں کیا تھا۔

(۵) اہل کتاب کو بعض احکام بہت سخت دئے گئے تھے مثلاً کپڑا اگر نجس ہو جائے تو اسے کترنے کا حکم تھا دھو کر نہیں پہن سکتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

کَانُوْا اِذَا اَصَابَھُمْ شَیْءٌ مِنَ الْبَوْلِ

بنی اسرائیل کے (کپڑے میں) اگر کہیں کچھ

قَرِضُوْهُ بِالْمَقَارِيْضِ (نسائی کتاب الطہارۃ باب البول الی سترۃ یستترھا جزء اول ص۷ سندہ صحیح۔ فتح الباری جزء اول ص۳۴۱)

پیشاب لگ جاتا تو اُسے قینچیوں سے کتر دیا کرتے تھے۔

دوسری چیز جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر سے اتار پھینکی وہ غلامی کے طوق تھے جو انہوں نے پہن رکھے تھے۔

تمام انسان اللہ تعالےٰ کے بندے ہیں۔ سب کے گلے میں اللہ تعالےٰ کی غلامی کے طوق پڑے ہوئے ہیں لیکن اہل کتاب نے علماء اور مشائخ کی غلامی کے طوق پہن رکھے تھے۔ اللہ تعالےٰ ان کے اس فعل قبیح کا ابطال کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ (التوبۃ۔ ۳۱)

انہوں نے اللہ کے علاوہ اپنے علماء اور مشائخ کو اور عیسیٰ بن مریم کو بھی (اپنا) رب (اور معبود) بنا رکھا ہے حالانکہ انہیں تو یہ حکم دیا گیا تھا کہ ایک الٰہ کی عبادت کریں، اس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں (اور جو الٰہ نہیں وہ رب یا معبود کیسے ہو سکتے ہیں، یہ لوگ اللہ کے ساتھ شرک کر رہے ہیں) اللہ ان کے شرک سے پاک ہے۔

الغرض جتنی سختیاں اور تنگیاں ان پر لادی گئی تھیں یا انہوں نے خود اپنے اوپر لادی تھیں سب کو یکسر ختم کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ۔ (الحج۔ ۷۸)

اس نے تم کو منتخب کر لیا ہے اور تمہارے دین میں تم پر کوئی سختی نہیں کی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ۔ (البقرۃ۔ ۱۸۵)

اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے، سختی نہیں چاہتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ الدِّيْنَ يُسْرٌ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب الدین یسر جزء اول ص۱۹)

بے شک دین آسان ہے۔

آگے فرمایا (فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ) تو جو لوگ رسول نبی امی پر ایمان لاتے ہیں، ان کا ادب و احترام کرتے

ہیں، ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کی پیروی کرتے ہیں جو ان کے ساتھ نازل کیا گیا ہے تو ایسے ہی لوگ فلاح پائیں گے۔

پہلے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات عالیہ اور فرائض مفوّضہ کا ذکر فرمایا پھر حصولِ فلاح کے شرائط کا ذکر فرمایا۔ یہ شرائط چار ہیں:۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے مراد یہ ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کا رسول برحق تسلیم کرے۔ آپ کی لائی ہوئی شریعت کی تصدیق کرے اور آپ کی اطاعت اور پیروی کو نجات اخروی کے لئے ضروری سمجھے۔

(۲) فلاح کی دوسری شرط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب واحترام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب واحترام پر بہت زور دیا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ○ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ○ إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ، لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ○ إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ○ وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّىٰ تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ○

(الحجرات ۔ ۱ تا ۵)

اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو، اللہ سے ڈرتے رہو، بیشک اللہ سننے والا، اور جاننے والا ہے۔ اے ایمان والو اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے اونچا نہ کرو اور جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے بولتے ہو نبی سے اس طرح زور سے نہ بولا کرو (کہیں ایسا نہ ہو) کہ تمہارے سارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ بے شک جو لوگ اللہ کے رسول کے پاس اپنی آوازوں کو پست کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقوٰے کے لئے آزما لیا ہے، ان کے لئے مغفرت بھی ہے اور اجر عظیم بھی۔ (اور اے رسول) جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر ناسمجھ ہیں۔ اور (اے رسول) اگر وہ آواز نہ دیتے اور صبر (کے ساتھ انتظار) کرتے یہاں تک کہ آپ خود نکل کر ان کے پاس آتے تو یہ ان کے لئے بہتر ہوتا (اللہ نے ان کی گذشتہ غلطی کو معاف

کر دیا اس لئے کہ) اللہ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا، اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ○

(الاحزاب۔ ۵۳)

تمہارے شایاں نہیں کہ تم اللہ کے رسول کو تکلیف دو اور نہ (یہ بات تمہارے شایاں ہے کہ) ان کے بعد کبھی بھی ان کی بیویوں سے نکاح کرو، یہ اللہ کے نزدیک (بہت) بڑی (بات) ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا، قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا، فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

(النور۔ ۶۳)

(اے ایمان والو) رسول کے بلانے کو ایسا نہ سمجھو جیسا تمہارا آپس میں ایک دوسرے کو بلانا، اللہ تو ان لوگوں کو جانتا ہے جو تم میں سے چھپ کر چپکے سے کھسک جاتے ہیں۔ تو جو لوگ رسول کے حکم (یا فعل) کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرنا چاہئے کہ کہیں وہ کسی فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں یا ان پر کوئی دردناک عذاب نہ نازل ہو جائے۔

صحابہ کرامؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا ادب و احترام کرتے تھے۔ حضرت اسامہؓ بن شریک فرماتے ہیں:۔

اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ كَاَنَّمَا عَلٰى رُءُوْسِهِمُ الطَّيْرُ

(ابوداؤد کتاب الطب باب الرجل یتداوی جزء۲ ص۱۸۳ سندہٗ صحیح) عون المعبود جزء۱۰ ص۱)

میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ کے اصحاب اس طرح (بیٹھے ہوئے) تھے گویا ان کے سروں پر پرندے (بیٹھے) ہیں۔

③ فلاح کی تیسری شرط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنا ہے۔

④ فلاح کی چوتھی شرط اس نور یعنی شریعت کی پیروی کرنا ہے جس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث کئے گئے ہیں۔

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○

اور اس کتاب کو ہم نے نازل کیا ہے یہ بڑی بابرکت کتاب ہے لہذا تم اس کتاب کی پیروی

(الانعام ۔ ۱۵۵) کرو اور (اللہ سے) ڈرتے رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

شریعت کی پیروی درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی پیروی پر منحصر ہے، جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتا ہے وہ درحقیقت اس نور ہدایت کی پیروی کرتا ہے جو آپ لے کر آئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاتَّبِعُوْنِ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ○

(الزخرف ۔ ۶۱)

اور (اے رسول، کہدیجئے) میری پیروی کئے چلے جاؤ، صراط مستقیم یہی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

(آل عمران ۔ ۳۱)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم کو اللہ سے محبت کرنے کا دعویٰ ہے تو میری پیروی کرو، (اگر تم میری پیروی کرو گے تو) اللہ تم سے محبت کریگا، تمہارے گناہوں کو معاف کر دیگا کیونکہ اللہ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○

(الاعراف ۔ ۱۵۸)

اور رسول کی پیروی کرو تا کہ تمہیں ہدایت مل جائے۔

عمل

اے لوگو، رسول، نبی، امی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لائیے۔ ان کی پیروی کیجئے۔ انہی کی پیروی سے آپ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے حق دار بن سکتے ہیں۔

اے ایمان والو، انہی چیزوں کو حرام سمجھئے جن چیزوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کہا ہے۔

اے ایمان والو، رسم و رواج، فتووں اور قیاسات کے بوجھ جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتار پھینکا تھا انہیں دوبارہ اپنے اوپر نہ لادئیے۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں کے بندے نہ بنئے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کی غلامی کا طوق جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی گردنوں سے نکال دیا دوبارہ اپنی گردنوں میں نہ ڈالئے۔

اے ایمان والو، اگر آپ فلاح چاہتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کام میں آپ کی

مدد کیجئے یعنی دین کی خدمت کیجئے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب و احترام اور اس نور ہدایت کی پیروی کیجئے جس کو دے کر اللہ تعالےٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا تھا یعنی اللہ تعالیٰ کی شریعت قرآن مجید اور حدیث نبوی کی پیروی کیجئے۔

حلال و حرام چیزیں

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پاکیزہ چیزیں کو حلال کیا ہے اور ناپاک چیزوں کو حرام کیا ہے۔ اب ہم حرام چیزوں کی تفصیل لکھتے ہیں۔

گذشتہ صفحات میں جن چیزوں کے حرام ہونے کی نشاندہی کی جا چکی ہے وہ یہ ہیں:۔

(۱) ناپاک اور خبیث چیز (الاعراف۔ ۱۵۷)

(۲) مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور وہ چیزیں جو غیر اللہ کے نام زد کر دی گئی ہوں (البقرۃ۔ ۱۷۳)

(۳) خون سے مراد وہ خون ہے جو جانور کے جسم سے بہتا ہوا نکلتا ہے۔ (الانعام۔ ۱۴۶)

(۴) وہ جانور جو گلا گھونٹنے سے مر جائے، وہ جانور جو چوٹ لگنے سے مر جائے، وہ جانور جو اوپر سے گر کر مر جائے، وہ جانور جو سینگ لگنے سے مر جائے، وہ جانور جو کسی درندے کے کھانے کی وجہ سے مر جائے، وہ جانور جو غیر اللہ کے آستانوں پر ذبح کیا جائے (المآئدۃ۔ ۴)

(۵) اگر شکاری جانور کو چھوڑتے وقت بسم اللہ نہیں کہی یا شکاری جانور نے اس میں سے کچھ کھایا اور اُسے روکے نہ رکھا تو وہ شکار نہ کھائے۔ (المآئدۃ۔ ۴)

(۶) اگر جانور کو ذبح کرتے وقت بسم اللہ نہیں پڑھی تو اس جانور کا گوشت نہ کھائے۔ (الانعام۔ ۱۲۱)

(۷) حالت احرام میں خشکی کا شکار نہ کرے اور نہ اس کا گوشت کھائے۔ (المآئدۃ۔ ۱ و ۹۶)

اب ہم باقی ماندہ حرام چیزوں کا بیان کرتے ہیں:۔

(۸) جو جانور پانی میں ڈوب کر مر جائے وہ حرام ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَإِنْ وَقَعَ فِي الْمَاءِ فَلَا تَأْكُلْ (صحیح بخاری کتاب الذبائح والصید باب الصید اذا غاب عنہ یومین او ثلاثۃ جزء ۲ ص ۸۳۱ و روی نحوہ مسلم فی صحیحہ فی کتاب الصید والذبائح باب الصید

اگر جانور پانی میں ڈوب (کر مر جائے) تو اسے نہ کھاؤ کیونکہ تمہیں نہیں معلوم کہ اُسے پانی نے مارا ہے یا تمہارے تیر نے۔

(نوٹ:۔ خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)

بالكلاب المعلمة جزء۲ ص۱۶۶ وفی روایۃ له
فَإِنَّكَ لَا تَدْرِی الْمَاءُ قَتَلَهُ أَوْ سَهْمُكَ۔

⑨ اگر تیر عرضًا جانور کے لگے اور جانور مرجائے تو اُسے نہ کھائے اس لئے کہ اس کا خون نہیں نکلا اور وہ صرف چوٹ سے مرا ہے۔

حضرت عدی رضؓ کہتے ہیں: میں نے کہا:
(يَارَسُوْلَ اللّٰهِ) إِنَّا نَرْمِیْ بِالْمِعْرَاضِ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔
كُلْ مَاخَرَقَ وَمَا أَصَابَ بِعَرْضِهٖ فَقَتَلَهٗ فَإِنَّهٗ وَقِيْذٌ فَلَا تَأْكُلْ (صحیح بخاری کتاب الذبائح والصید باب ما اصاب المعراض بعرضه جزء ۷، ص۱۱۱ وروی مسلم فی صحیحه نحوهٗ فی کتاب الصید باب الصید بالکلاب المعلمة جزء۲ ص۱۶۵)

ہم تیر پھینکتے ہیں۔

اس جانور کو کھالو جس کا جسم پھٹ جائے اور اگر تیر عرضًا لگے تو وہ چوٹ سے مرا ہے اُسے نہ کھاؤ۔

⑩ اگر شکار کے پاس تمہارے شکاری جانور کے ساتھ کوئی دوسرا کتا وغیرہ پایا جائے اور اگر وہ شکار مرچکا ہو تو اس شکار کو نہ کھائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
وَإِنْ وَجَدْتَّ مَعَ كَلْبِكَ كَلْبًا غَيْرَهٗ فَخَشِيْتَ أَنْ يَكُوْنَ أَخَذَهٗ مَعَهٗ وَقَدْ قَتَلَهٗ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا ذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى كَلْبِكَ وَلَمْ تَذْكُرْهُ عَلٰى غَيْرِهٖ (صحیح بخاری کتاب الذبائح باب قوله تعالیٰ. یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَیَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَیْءٍ من الصید باب الصید بالکلاب المعلمة جزء۲ ص۱۶۵)

اگر تم اپنے (شکاری) کتے کے ساتھ دوسرا کتا پاؤ اور تمہیں اندیشہ ہو کہ تمہارے کتے کے ساتھ اس نے بھی اسے پکڑا ہے اور اسے مار دیا ہے تو اسے نہ کھاؤ اس لئے کہ تم نے اپنے کتے پر بسم اللہ پڑھی تھی۔ دوسرے کتے پر بسم اللہ نہیں پڑھی تھی۔

⑪ حالت احرام میں خشکی کے جانور کے شکار میں کسی قسم کی مدد کرے یا شکار کی نشاندہی کرے یا شکار کرنے پر آمادہ کرے تو اس شکار کا گوشت نہ کھائے۔

حضرت ابوقتادہؓ کہتے ہیں:۔
قَالُوْا أَنَأْكُلُ لَحْمَ صَيْدٍ وَنَحْنُ مُحْرِمُوْنَ

صحابہ نے آپس میں کہا: کیا ہم حالت احرام میں

شکار کا گوشت کھا سکتے ہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر فرمایا:۔

مِنْكُمْ اَحَدٌ اَمَرَهٗ اَنْ يَحْمِلَ عَلَيْهَا اَوْ اَشَارَ اِلَيْهَا۔

کیا تم میں سے کسی نے ان سے شکار پر حملہ کرنے کے لئے کہا تھا یا اس کی طرف اشارہ کیا تھا

صحابہ نے عرض کیا:۔

لَا۔

نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

فَكُلُوْا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا (صحیح بخاری کتاب الحج باب لا یشیر المحرم الی الصید جزء ۳ ص ۱۶)

پھر تم (اسے کھا سکتے ہو اور) جو بچا ہوا ہے اُسے بھی کھا سکتے ہو۔

(۱۲) اگر جمے ہوئے گھی میں چوہا گر جائے تو اُسے نکال کر پھینک دے اور آس پاس کا گھی بھی نکال کر پھینک دے، باقی بچے ہوئے گھی کو اگر چاہے تو کھالے۔ اگر پگھلے ہوئے گھی میں چوہا گر جائے تو سب گھی کو پھینک دے، اس میں سے کچھ نہ کھائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا وَقَعَتِ الْفَارَةُ فِي السَّمْنِ فَاِنْ كَانَ جَامِدًا فَاَلْقُوْهَا وَمَا حَوْلَهَا وَاِنْ كَانَ مَائِعًا فَلَا تَقْرَبُوْهُ (ابوداؤد کتاب الاطعمة باب فی الفارة تقع فی السمن جزء ۲ ص ۱۸۱ وسندہ صحیح۔ نیل الاوطار جزء ۸ ص ۱۳۲)

جب گھی میں چوہا گر جائے تو اگر وہ جما ہوا ہو تو چوہے کو اور اس کے آس پاس کے گھی کو پھینک دو اور اگر پگھلا ہوا ہو تو تمام گھی کو پھینک دو۔

(۱۳) نشہ والی چیز نہ کھائے نہ پیئے۔ جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ لائے اس کی قلیل مقدار بھی نہ کھائے، نہ پیئے۔ نشہ والی چیز کی تھوڑی سی مقدار بھی حرام ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○

(المآئدۃ - ۹۱)

نشہ لانے والی چیز، جُوا، (غیر اللہ کے) آستانے اور (فال نکالنے کے) تیر (یہ سب) ناپاک، شیطانی اعمال میں سے ہیں، ان سے بچو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ (صحیح مسلم کتاب الاشربة باب النهی عن الانتباذ فی المزفت جزء ۲ ص ۱۹۹ و ص ۲)

ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے۔

حضرت سعدؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ قَلِیْلِ مَا اَسْکَرَ کَثِیْرُهٗ (رواہ النسائی فی کتاب الاشربة باب تحریم کل شراب اسکر کثیرہ جزء ۲ ص ۲۷۸ رواته ثقات۔ نیل الاوطار ۸/۱۵۰ وسندہ صحیح)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چیز کی تھوڑی سی مقدار سے بھی جس کی کثیر مقدار نشہ لائے منع فرمایا ہے۔

(۱۴) شراب کا سرکہ نہ بنائے۔

حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْخَمْرِ تُتَّخَذُ خَلًّا فَقَالَ لَا (صحیح مسلم کتاب الاشربة باب تحریم تخلیل الخمر جزء ۲ ص ۱۹۱)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شراب کا سرکہ بنانے کے متعلق سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا نہیں (بنایا جائے)۔

(۱۵) پکی کھجور اور کچی کھجور، خشک کھجور اور خشک انگور (کشمش) اور کچی کھجور اور خشک کھجور کو ساتھ بھگو کر اس کا شربت نہ پیئے۔

حضرت ابو قتادہؓ فرماتے ہیں:۔

نَهَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّجْمَعَ بَیْنَ التَّمْرِ وَالزَّهْوِ وَالتَّمْرِ وَ الزَّبِیْبِ وَلْیُنْبَذْ کُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلٰی حِدَةٍ (صحیح بخاری کتاب الاشربة باب من رای ان لا یخلط البسر والتمر جزء ۷ ص ۱۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خشک کھجور اور کچی کھجور اور خشک انگور (کشمش) کو ساتھ بھگونے سے منع فرمایا اور (آپ نے فرمایا) ان میں سے ہر ایک کو علیحدہ بھگویا جائے۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّهٗ نَهٰی اَنْ یُّنْبَذَ الزَّبِیْبُ وَالتَّمْرُ جَمِیْعًا وَنَهٰی اَنْ یُّنْبَذَ الْبُسْرُ وَالرُّطَبُ جَمِیْعًا (صحیح مسلم کتاب الاشربة

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خشک انگور اور خشک کھجور کو اور کچی کھجور اور پکی کھجور کو ساتھ بھگونے سے منع فرمایا ہے۔

باب کراھۃ انتباذ التمر الزبیب

مخلوطین جزء ۲ ص ۱۹۲)

(۱۶) اگر کشمش بھگو کر شربت بنائے تو تین دن تک بھگونے کے بعد شام تک اسے پی لے لیکن تیسرے دن کی شام گذرنے کے بعد اسے نہ پیئے۔ اب اس کا پینا اور پلانا حرام ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رض فرماتے ہیں:۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْقَعُ لَهُ الزَّبِيْبُ فَيَشْرَبُهُ الْيَوْمَ وَالْغَدَ وَبَعْدَ الْغَدِ إِلٰى مَسَاءِ الثَّالِثَةِ ثُمَّ يَأْمُرُ بِهٖ فَيُسْقٰى اَوْ يُهْرَاقُ (صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب اباحۃ النبیذ الذی لم یشتد جزء ۲ ص ۲۰۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کشمش بھگوئی جاتی تھی۔ آپ اس (کے شربت) کو اس دن پیتے، دوسرے دن پیتے پھر تیسرے دن شام تک پیتے پھر آپ حکم دیتے تو وہ پی لیا جاتا یا بہا دیا جاتا۔

(۱۷) دماغ میں فتور پیدا کرنے والی چیز نہ کھائے اور نہ پیئے۔

حضرت ام سلمہ رض فرماتی ہیں:۔

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ وَّمُفْتِرٍ (ابوداؤد کتاب الاشربۃ باب ماجاء فی السکر جزء ۲ ص ۱۶۳۔ سندہ صحیح۔ بلوغ الامانی جزء ۱۷ ص ۱۳۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نشہ لانے والی اور فتور پیدا کرنے والی چیز سے منع فرمایا ہے۔

(۱۸) سڑی ہوئی چیز نہ کھائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا رَمَيْتَ بِسَهْمِكَ فَغَابَ عَنْكَ فَاَدْرَكْتَهٗ فَكُلْهُ مَالَمْ يُنْتِنْ (صحیح مسلم کتاب الصید باب اذا غاب عنہ الصید ثم وجدہ جزء ۲ ص ۱۶۷)

جب تم تیر پھینکو اور شکار غائب ہو جائے پھر تم اُسے پاؤ تو اسے کھا سکتے ہو بشرطیکہ سڑا ہوا نہ ہو۔

(۱۹) غلاظت کھانے والے جانور کا دودھ نہ پیئے۔

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمَجْثَمَةِ وَعَنْ لَبَنِ الْجَلَّالَةِ وَعَنِ الشُّرْبِ مِنْ فِيْ السِّقَاءِ (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب الاطعمۃ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجثمہ سے، غلاظت کھانے والے جانور کے دودھ سے اور مشک کے منہ سے پینے سے منع فرمایا ہے (نوٹ:۔ مجثمہ وہ جانور ہے جس کو گاڑ دیا جائے

باب ماجاء فی اکل الجلالۃ والبانھا (جزء ۲ صـ۱۱)

پھر اس پر تیر چلا کر اُسے مار ڈالا جائے)

(۲۰) درندوں کا گوشت اور ان پرندوں کا گوشت جو پنجوں سے پکڑتے ہیں نہ کھائے۔

حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں:۔

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كُلِّ ذِيْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَعَنْ كُلِّ ذِيْ مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ (صحیح مسلم کتاب الصید باب تحریم اکل کل ذی ناب من السباع جزء ۲ صـ۱۶۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درندوں سے اور ان پرندوں سے جو پنجوں سے پکڑتے ہیں منع فرمایا ہے۔

(۲۱) شہری گدھے کا گوشت نہ کھائے۔

حضرت ابو ثعلبہ فرماتے ہیں:۔

حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لُحُوْمَ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ (صحیح بخاری کتاب الذبائح والصید جزء ۷ صـ۱۲۱ و صحیح مسلم کتاب الصید جزء ۲ صـ۱۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہری گدھوں کے گوشت کو حرام کر دیا۔

(نوٹ:۔ حلال و حرام چیزوں کے سلسلہ میں بقیہ تفصیل سورۂ نساء کی آیت ۲۹ کی تفسیر میں ملاحظہ فرمائیں)

الغرض حلال و حرام کے سلسلہ میں یہ بات ہمیشہ ذہن میں رہنی چاہئے کہ حلال وہ چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حلال کیا ہے۔ حرام وہ چیز ہے جسے اللہ تعالےٰ نے حرام کیا ہے اور جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ نے خاموشی اختیار فرمائی وہ حلال ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ۭ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ○

(المآئدۃ - ۱۰۱)

اے ایمان والو، (ایسی) چیزوں کے متعلق (جو تم پر ظاہر نہیں کی گئی) سوال نہ کیا کرو، اگر وہ تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تم کو بری معلوم ہوں گی اور اگر تم نزول قرآن کے زمانہ میں سوال کرو گے تو (پھر) وہ تم پر (ضرور) ظاہر کر دی جائیں گی، اللہ نے تو ان (کے متعلق حکم دینے) سے عفو و درگذر سے کام لیا ہے، اللہ بہت

معاف کرنے والا اور بہت بردبار ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا اَحَلَّ اللّٰهُ فِیْ كِتَابِهٖ فَهُوَ حَلَالٌ وَمَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَافِيَةٌ فَاقْبَلُوْا مِنَ اللّٰهِ الْعَافِيَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُنْ نَسِيًّا ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةِ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا (رواہ الحاکم عن ابی الدرداء وسندہ صحیح المستدرک جزء ۲ صـ۳۷۵ و نیل الاوطار جزء ۸ صـ۸۹)

جو چیز اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کردی وہ حلال ہے اور جو حرام کردی وہ حرام ہے اور جس چیز سے سکوت کیا وہ معاف ہے لہذا اللہ کی معافی کو قبول کرو اس لئے کہ اللہ بھولنے والا نہیں۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی "وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا" اور آپ کا رب بھولنے والا نہیں ہے۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ
اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ِۨالَّذِيْ لَهٗ
مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۠
فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ
الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ
كَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ
تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۸﴾

ترجمہ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو، میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں جس اللہ کی بادشاہت آسمانوں پر بھی ہے اور زمین پر بھی، اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، وہی زندہ کرتا ہے، وہی مارتا ہے، تو (اے لوگو) اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول، نبی امّی

پر ایمان لاؤ جو اللہ پر اور اللہ کی باتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کی پیروی کرو تاکہ تمہیں ہدایت مل جائے (۱۵۸)

شان نزول یہ آیت ابتدائے اسلام میں نازل ہوئی تھی حضرت عمرؓ بھی اس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر حضرت عمرؓ وغیرہ سے فرمایا تھا:۔

اِنِّیْ قُلْتُ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا فَقُلْتُمْ کَذَبْتَ وَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ صَدَقْتَ (صحیح بخاری تفسیر سورۃ الاعراف جزء ۶ ص۷۵)

میں کہتا تھا اے لوگو، میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ تم لوگوں نے کہا تم جھوٹ کہتے ہو ابوبکر نے کہا تم سچ کہتے ہو۔

تفسیر اوپر کی آیت میں اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کو حصول رحمت کا ذریعہ بتایا اور آیت زیر تفسیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا حکم دے کر اسے فرض کر دیا۔ اوپر کی آیت میں دعوت اسلام خصوصیت کے ساتھ اہل کتاب کو دی گئی تھی تو آیت زیر تفسیر میں دعوت اسلام کو عام کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعَانِ الَّذِیْ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ) اے رسول کہدیجئے کہ اے انسانو، میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں جس اللہ کی بادشاہت آسمانوں پر بھی ہے اور زمین پر بھی (لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ، یُحْیٖ وَیُمِیْتُ) اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، وہی زندہ کرتا ہے، وہی مارتا ہے (فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَکَلِمٰتِہٖ) لہٰذا اس اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول، نبی امّی پر بھی ایمان لاؤ جو اللہ تعالیٰ پر اور اس کی باتوں پر ایمان لاتے ہیں (وَاتَّبِعُوْہُ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ) اور اے لوگو، ان کی پیروی کرو تاکہ تمہیں ہدایت مل جائے۔

اس آیت سے دو باتیں ثابت ہوئیں:۔

(۱) ایک تو یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں کے لئے رسول ہیں۔ اب قیامت تک جتنے بھی انسان ہوں گے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو اپنا رسول مان کر ان پر ایمان لانا ہوگا، اور ان کی پیروی کرنی ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت عام ہے۔ اب اقوام عالم کی ہدایت کے لئے قیامت تک کوئی نبی نہیں بنے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا فیضان اتنا وسیع ہے کہ وہ قیامت تک کے تمام انسانوں پر محیط ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان نبوت کسی خاص زمانہ کیلئے نہیں کہ منقطع ہو جائے اور نہ کسی خاص قوم کے ساتھ مخصوص ہے کہ دوسری قوموں کے لئے کوئی دوسرا نبی بھیجا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ نبوت اور رسالت کے سلسلہ کو منقطع کر دیا گیا اور اب قیامت تک کوئی رسول نہیں بنے گا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

(سبا ۔ ۲۸)

اور (اے رسول) ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لئے بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ○

(الفرقان ۔ ۱)

بابرکت ہے وہ اللہ جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل فرمایا تاکہ وہ (بندہ) تمام اقوام عالم کو ڈرائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ○

(الاحزاب ۔ ۴۰)

(اے ایمان والو) محمد تم مردوں میں سے کسی (مرد) کے باپ نہیں بلکہ وہ تو اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے ختم کرنے والے اور اللہ ہر چیز سے بخوبی واقف ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اَنَا خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب الفتن باب ماجاء لاتقوم الساعۃ حتی یخرج کذابون جزء ۲ صـ۱۱۲)

میں نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِيْ وَلَا نَبِيَّ (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب الرؤیا باب ذھبت النبوۃ جزء ۲ صـ۱۲۹)

رسالت اور نبوت (دونوں) منقطع ہو گئیں، اب میرے بعد نہ کوئی رسول بنے گا اور نہ نبی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ اِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ عَامَّةً (وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ وَبُعِثْتُ اِلٰى كُلِّ اَحْمَرَ وَاَسْوَدَ) (صحیح بخاری کتاب التیمم باب قول اللہ تعالیٰ فلم تجدوا ماءً فتیمموا

ہر نبی خاص طور پر اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور میں عام طور پر تمام لوگوں کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ میں ہر گورے اور کالے کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

صعیدا جزء اول ص۹۲ و صحیح مسلم کتاب
المساجد جزء اول ص۲۱۳)

(نوٹ:۔ دوہرا خط کشیدہ مضمون صرف صحیح بخاری میں ہے اور ایک خط کشیدہ مضمون صرف صحیح مسلم میں ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَآءِ بِسِتٍّ أُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَهُوْرًا وَّ مَسْجِدًا وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَ خُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ (صحیح مسلم کتاب المساجد جزء اول ص۲۱۳)

مجھے (تمام) نبیوں پر چھ باتوں کی فضیلت دی گئی ہے:۔

۱۔ مجھے جامع کلمات دئے گئے ہیں،
۲۔ میری مدد رعب سے کی گئی ہے،
۳۔ میرے لئے مال غنیمت کو حلال کر دیا گیا ہے۔
۴۔ میرے لئے روئے زمین کو پاک کرنے والی اور نماز پڑھنے کی جگہ بنا دیا گیا ہے،
۵۔ مجھے تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے اور
۶۔ مجھ پر نبیوں (کے سلسلہ) کو ختم کر دیا گیا ہے۔

حضرت ضمام بن ثعلبہؓ نے جب اسلام قبول کیا تو اس سے پہلے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا؟

أَسْأَلُكَ بِرَبِّكَ وَرَبِّ مَنْ قَبْلَكَ آللّٰهُ أَرْسَلَكَ إِلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ

میں آپ کے رب اور آپ سے پہلے کے لوگوں کے رب کی قسم دے کر آپ سے پوچھتا ہوں کیا اللہ نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ نَعَمْ (صحیح بخاری کتاب العلم باب ماجاء فی العلم جزء اول ص۲۵)

اللہ کی قسم، ہاں۔

(۲) دوسری چیز جو آیت تفسیر سے ثابت ہوئی وہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی فرض ہے۔ آپ کی پیروی کئے بغیر کوئی شخص ہدایت پر چل کر منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

(ال عمران - ۳۱)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم کو اللہ سے محبت کرنے کا دعوٰی ہے تو میری پیروی کرو، (اگر تم میری پیروی کروگے تو) اللہ تم سے محبت کریگا، تمہارے گناہوں کو معاف کردیگا کیونکہ اللہ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاتَّبِعُوْنِ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ○

(الزخرف - ۶۱)

اور (اے رسول، کہدیجئے) میری پیروی کئے چلے جاؤ، صراط مستقیم یہی ہے۔

عمل

اے ایمان والو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو عام سمجھئے اور اس بات پر یقین رکھئے کہ آپ کی نبوت قیامت تک کے تمام انسانوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

اے ایمان والو، اب کسی نئے نبی کی ضرورت نہیں، جو شخص نبوت کا دعوٰی کرے اُسے جھوٹا سمجھئے۔

اے ایمان والو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی کو لازم سمجھئے اور اس بات پر یقین رکھئے کہ بغیر آپ کی سنت کی پیروی کے کوئی شخص ہدایت نہیں پا سکتا۔

وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ
بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ وَ
قَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا
اُمَمًا، وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اِذِ
اسْتَسْقٰىهُ قَوْمُهٗٓ اَنِ اضْرِبْ
بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ، فَانْۢبَجَسَتْ
مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا، قَدْ
عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ،
وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا

عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ۭ كُلُوْا
مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ۭ وَمَا
ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ
يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ وَاِذْ قِيْلَ لَهُمُ
اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوْا
مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُوْلُوْا
حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا
نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيْۗـــَٔتِكُمْ ۭ سَنَزِيْدُ
الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۶۱﴾ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ

ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِیْ
قِیْلَ لَهُمْ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِجْزًا
مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا یَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۲﴾

ترجمہ اور (اے رسول) قوم موسیٰ میں کچھ ایسے بھی لوگ ہیں جو حق کی طرف رہنمائی کرتے ہیں، اور اسی حق کے مطابق عدل وانصاف کرتے ہیں ﴿۱۵۹﴾ اور (اے رسول وہ وقت یاد کیجئے جب) ہم نے بنی اسرائیل کو بارہ قبیلوں میں تقسیم کرکے (بارہ) جماعتوں میں منقسم کر دیا اور جب موسیٰ کی قوم نے پانی طلب کیا تو ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی اپنے عصا کو پتھر پر ماریں، (جب انہوں نے پتھر پر عصا مارا) تو اس پتھر سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے، تمام لوگوں نے اپنے اپنے گھاٹ کو پہچان لیا، اور (اے رسول) ہم نے ان پر بادل کا سایہ کر دیا اور ان پر منّ وسلویٰ اتارا (اور ان سے کہا) چو پاکیزہ چیزیں ہم نے تم کو دی ہیں ان میں سے کھاؤ (اور پیو) اور (اے رسول، جب انہوں نے ہمارے احکام کی خلاف ورزی کی تو) انہوں نے ہمارا کچھ نہیں بگاڑا بلکہ اپنا ہی نقصان کیا ﴿۱۶۰﴾ اور (اے رسول وہ وقت یاد کیجئے) جب بنی اسرائیل سے کہا گیا کہ اس بستی میں (جاؤ اور وہاں) سکونت اختیار کرو پھر اس میں جہاں سے جی چاہے کھاؤ (پیو)، لیکن (بستی میں داخل ہوتے وقت) حِطَّةٌ کہتے رہنا اور (جب بستی کے) دروازے میں (داخل ہو تو) سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونا، (اگر تم نے ایسا کیا تو) ہم تمہارے گناہ معاف کر دیں گے (اور یہی نہیں بلکہ) نیکی کرنے والوں کو ہم اور بھی بہت کچھ دیں گے پھر (ایسا ہوا کہ) ان لوگوں میں جو ظالم تھے انہوں نے اس قول کے بدلہ میں جو ان سے کہا گیا تھا (اپنی طرف سے) دوسرے قول کو اختیار کر لیا تو ہم نے ان کے ظلم کی سزا میں ان پر آسمان سے عذاب بھیجا (اور انہیں تباہ وبرباد کر دیا) ﴿۱۶۲﴾

معانی ومصادر (یَعْدِلُوْنَ) عَدَلَ، یَعْدِلُ، عَدْلٌ (ض) انصاف کرنا، راستہ سے ہٹ جانا۔

(اَسْبَاطًا) اَسْبَاط ء سِبْطٌ کی جمع = اولاد۔

(اِنْبَجَسَتْ) اِنْبَجَسَ، یَنْبَجِسُ، اِنْبِجَاسٌ (باب انفعال) جاری ہونا۔
(رِجْزًا) رِجْزٌ = عذاب۔

تفسیر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم بنی اسرائیل میں سب بُرے نہیں تھے کچھ اچھے لوگ بھی تھے۔ ان اچھے لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ) اور اے رسول، قوم موسیٰ میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو حق کی طرف رہنمائی کرتے ہیں اور حق کے مطابق عدل وانصاف کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں جگہ جگہ ان لوگوں کی مدح وتعریف کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ۔
(اٰل عمران - ۷۵)

اہل کتاب میں بعض آدمی ایسے بھی ہیں کہ اگر آپ ان کے پاس ایک خزانہ بھی بطور امانت کے رکھوا دیں تو وہ آپ کو (فوراً) ادا کریں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَيْسُوْا سَوَآءً ۭ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَاۗىِٕمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَاۗءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ○ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ○
(اٰل عمران - ۱۱۳ تا ۱۱۵)

(لیکن) یہ سب یکساں نہیں ہیں، ان میں بعض ایسے بھی ہیں جو (حق پر) قائم ہیں، رات کے اوقات میں اللہ کی (کتاب قرآن مجید کی) آیات تلاوت کرتے ہیں اور (اللہ کے آگے) سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، نیک کاموں کا حکم دیتے ہیں، بُرے کاموں سے روکتے ہیں اور نیکیوں کی طرف بڑی سرعت (کے ساتھ سبقت) کرتے ہیں، یہی لوگ (دراصل) صالحین میں سے ہیں۔ جو نیکی یہ کر رہے ہیں اس کی ناقدری ہرگز نہیں کی جائے گی (ان کا تقوی وخلوص) اللہ (سے پوشیدہ نہیں ہے اس لئے کہ وہ) متقین (اور مخلص لوگوں) سے بخوبی واقف ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ

(اے ایمان والو) اہل کتاب میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ پر ایمان لاتے ہیں، اس

اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ
اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ
عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ○
(آل عمران - ۱۹۹)

کتاب پر بھی ایمان لاتے ہیں جو تم پر نازل ہوئی
اور اس کتاب پر بھی ایمان لاتے ہیں جو ان پر
نازل ہوئی، وہ اللہ کے آگے عاجزی کرتے ہیں
اللہ کی آیات کو بیچ کر تھوڑی سی قیمت حاصل
نہیں کرتے، ایسے لوگوں کے لئے ان کے رب
کے پاس ان کا اجر ہے، بے شک اللہ جلدی
حساب لینے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ
اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ
يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ○ وَّيَقُوْلُوْنَ
سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا
لَمَفْعُوْلًا ○ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ
وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ○
(بنی اسرآءیل - ۱۰۷ تا ۱۰۹)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے تم اس پر ایمان لاؤ
یا نہ لاؤ، اس سے پہلے جن لوگوں کو علم دیا گیا
تھا (وہ اس پر ایمان لاتے ہیں اور) جب یہ
قرآن پڑھ کر انہیں سنایا جاتا ہے تو وہ ٹھوڑیوں
کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارا
رب پاک ہے، بے شک ہمارے رب کا
وعدہ پورا ہو گیا (وعدہ کے مطابق قرآن آ گیا)
اور (یہ کہہ کر) وہ (پھر) روتے ہوئے ٹھوڑیوں
کے بل (سجدے میں) گر پڑتے ہیں اور (اس
قرآن کے ذریعہ) ان کی عاجزی اور انکساری
اور بڑھتی چلی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ
بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ○ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا
اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا
مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ○ اُولٰۗىِٕكَ يُؤْتَوْنَ
اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ
بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ
يُنْفِقُوْنَ ○ وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا
عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ

جن کو ہم نے اس سے پہلے کتاب دی تھی (ان
میں جو سنجیدہ لوگ ہیں) وہ تو اس پر ایمان لے
آتے ہیں اور جب ان کے سامنے ہمارا قرآن
پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں ہم اس پر
ایمان لائے، بے شک یہ ہمارے رب کی
طرف سے حق ہے ہم تو اس (کے نازل ہونے)
سے پہلے ہی مسلم تھے۔ ان لوگوں کو دگنا اجر دیا
جائے گا اس لئے کہ یہ لوگ (ایمان لانے کے

سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ○
(القصص ۔ ۵۲ تا ۵۵)

بعد ہر قسم کی تکلیف پر) صبر کرتے رہے ہیں (مزید برآں) یہ لوگ برائی کو بھلائی سے دور کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے (اللہ کے نام پر) خرچ کرتے ہیں اور جب کوئی بیہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے روگردانی کرتے ہیں اور (اس طرح) کہتے ہیں: ہمارے اعمال ہمارے لئے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے ہیں (ہمارا تو) تم کو سلام ہے ہم نادانوں کو (خطاب کرنا) نہیں چاہتے۔

آگے فرمایا (وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا) اور اے رسول، وہ وقت یاد کیجئے جب ہم نے بنی اسرائیل کو بارہ قبیلوں میں تقسیم کرکے بارہ جماعتوں میں منقسم کر دیا (وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اِذَا اسْتَسْقٰىهُ قَوْمُهٗٓ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ) اور جب موسیٰ کی قوم نے پانی مانگا تو ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ اپنے عصا کو پتھر پر ماریں۔ (انہوں نے پتھر پر اپنا عصا مارا) (فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا) تو اس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے (قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ) تمام لوگوں نے اپنے اپنے گھاٹ کو پہچان لیا یعنی ہر قبیلہ نے اپنا اپنا گھاٹ پہچان لیا (وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى) اور (اے رسول، وہ وقت بھی یاد کیجئے، جب) ہم نے ان پر بادل کا سایہ کر دیا اور ان پر منّ اور سلویٰ نازل کیا (پھر) ان سے فرمایا (كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ) جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تم کو دی ہیں ان میں سے کھاؤ (اور پیو)۔ اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ ارشاد فرماتا ہے:۔

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ○
(البقرۃ ۔ ۶۰)

اللہ کے رزق میں سے کھاؤ اور پیو اور زمین میں فساد برپا نہ کرو۔

اللہ تعالےٰ نے بنی اسرائیل کو نعمتوں سے نوازا، انہیں بافراغت کھانے پینے کی چیزیں مہیا کیں۔ انہیں چاہئے تھا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے، اس کے احکام پر چلتے ملک میں فساد نہ پھیلاتے لیکن انہوں نے ان باتوں کی خلاف ورزی کرکے اپنے حق میں ظلم کیا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ) انہوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے رہے۔ انہوں نے ہمارا کوئی نقصان نہیں کیا بلکہ اپنا ہی نقصان کرتے رہے (وَاِذْ قِيْلَ لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ

لَكُمْ خَطِيْٓئٰتِكُمْ ، سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ) اور اے رسول، وہ وقت یاد کیجئے جب ہم نے ان سے کہا: اس بستی میں (جاؤ اور وہاں) سکونت اختیار کرو اور اس بستی میں سے جہاں سے تمہارا جی چاہے کھاؤ (پیو) اور حِطَّةٌ کہتے رہو اور جب اس بستی کے دروازے میں داخل ہو تو سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو ہم تمہارے گناہ معاف کر دیں گے (اور یہی نہیں بلکہ) نیکی کرنے والوں کو ہم اور بھی بہت کچھ دیں گے (فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ) پھر ایسا ہوا کہ ان لوگوں میں جو ظالم تھے انہوں نے اس قول کے بدلہ میں جن کے کہنے کا انہیں حکم دیا گیا تھا اپنی طرف سے دوسرے قول کو اختیار کر لیا تو ہم نے ان کے ظلم کی سزا میں ان پر آسمان سے عذاب بھیجا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

قِيْلَ لِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ فَبَدَّلُوْا فَدَخَلُوْا يَزْحَفُوْنَ عَلٰٓى اَسْتَاهِهِمْ وَقَالُوْا حَبَّةٌ فِيْ شَعَرَةٍ (صحیح بخاری ابواب تفسیر سورۃ الاعراف جزء ۶ ص۷۶ وصحیح مسلم کتاب التفسیر جزء ۲ ص۶۰۵)

بنی اسرائیل سے کہا گیا تھا کہ (شہر کے) دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونا اور حِطَّةٌ (اے اللہ، معاف فرما) کہتے رہنا لیکن وہ کولہوں کے بل گھسٹتے ہوئے داخل ہوئے اور (حطۃ کے بجائے) حَبَّةٌ فِيْ شَعَرَةٍ یعنی "بال میں دانہ" کہنے لگے۔

الغرض بنی اسرائیل نافرمانیاں کرتے رہے تو اللہ تعالےٰ نے ان پر عذاب نازل فرمایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ○ (البقرۃ - ۵۹)

تو ہم نے ان ظالموں پر آسمان سے عذاب نازل کیا اور یہ (عذاب) اس لئے (نازل کیا) کہ وہ مسلسل نافرمانیاں کر رہے تھے۔

(نوٹ:۔ ان آیات کی مزید تفسیر کے لئے سورۃ بقرۃ کی آیات ۵۷ تا ۶۰ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

عمل

اے لوگو، موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کے اچھے لوگوں کی طرح آپ بھی ایمان لائیے۔ حق کو تسلیم کیجئے، حق کو پھیلائیے اور حق کے مطابق عدل و انصاف کے تقاضوں کو پورا کیجئے۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کے احسانات کو یاد کیا کیجئے اور ان احسانات کے شکریہ میں اس کی اطاعت و فرمانبرداری کیجئے۔

اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ کے احکام کو اسی طرح مانئے اور ان پر اسی طرح عمل کیجئے جس طرح اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے احکام کو بدل کر ان کی جگہ اپنی پسند کے احکام کو اختیار نہ کیجئے۔ اللہ تعالےٰ کے احکام کی نہ تاویل کیجئے اور نہ انہیں تبدیل کیجئے۔

وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ
حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي
السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ
يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا
يَسْبِتُوْنَ ۙ لَا تَاْتِيْهِمْ ۛ كَذٰلِكَ
نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۳﴾
وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ
قَوْمًا ۙ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ
عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ قَالُوْا مَعْذِرَةً

إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿١٦٤﴾
فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ أَنجَيْنَا
الَّذِينَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوءِ وَ
أَخَذْنَا الَّذِينَ ظَلَمُوا بِعَذَابٍ
بَئِيسٍ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿١٦٥﴾
فَلَمَّا عَتَوْا عَن مَّا نُهُوا عَنْهُ قُلْنَا
لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ﴿١٦٦﴾

ترجمہ اور (اے رسول ذرا) ان سے اس بستی کا حال دریافت کیجئے جو ساحل سمندر پر واقع تھی کہ جب وہ ہفتہ کے دن (کے احکام کے سلسلہ) میں حدّ سے تجاوز کرنے لگے (تو ان کا کیا حشر ہوا، یعنی) جب (انہیں ہفتہ کے دن مچھلی کا شکار کرنے سے منع کر دیا گیا تو ہوا یہ کہ) ہفتہ کے دن مچھلیاں واضح طور پر ان کے سامنے آتیں اور جب ہفتہ کا دن نہ ہوتا تو (سامنے) نہ آتیں (اور اے رسول، کیونکہ) وہ (پہلے ہی سے) فسق (و فجور) میں مبتلا تھے ہم نے اس طریقہ سے ان کو مزید آزمائش میں مبتلا کر دیا ﴿۱۶۳﴾ اور (اے رسول، وہ وقت بھی قابل ذکر ہے) جب ان میں سے ایک

جماعت نے (ان لوگوں سے جو ان ظالموں کو نصیحت کیا کرتے تھے) کہا تم ایسے لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو جن کو اللہ ہلاک کرنے والا ہے یا ان کو سخت عذاب میں مبتلا کرنے والا ہے، (نصیحت کرنے والوں نے) کہا (ہم اس لئے نصیحت کرتے ہیں) تاکہ (قیامت کے دن) تمہارے رب کے سامنے معذرت کر سکیں (کہ ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا تھا) اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ شاید وہ (ہماری نصیحت سے) ڈرنے لگ جائیں (اور اپنی اصلاح کر لیں) (۱۶۴) پھر جب نافرمان لوگوں نے اس نصیحت کو جو انہیں کی گئی تھی بھلا دیا تو ہم نے ان لوگوں کو جو برائی سے روکتے تھے (عذاب سے) بچا لیا اور جو ظلم (و زیادتی) کرتے تھے ان کو ان کی نافرمانیوں کی سزا میں (ایک بہت) بُرے عذاب میں پکڑ لیا (۱۶۵) (یعنی) جب وہ اس سے جس سے ان کو منع کیا گیا (باز نہ آئے اور) سرکشی کرنے لگے تو ہم نے ان سے کہا کہ تم بندر بن جاؤ (اور وہ بھی) اس حالت میں کہ تم رحمت سے دور کر دئے گئے ہو (۱۶۶)

معانی و مصادر

(یَعْدُوْنَ) عَدَا، یَعْدُوْ، عَدْوٌ و عُدُوٌّ و عُدْوَانٌ و عَدَاءٌ (ن) ظلم کرنا۔

(یَسْبِتُوْنَ) سَبَتَ، یَسْبِتُ، سَبْتٌ (ن، ض) ہفتہ کے دن میں داخل ہونا۔

(حِیْتَانَ) حِیْتَانَ = حُوْت کی جمع = مچھلیاں۔

(شُرَّعًا) شَرَعَ، یَشْرَعُ، شَرْعٌ (ف) طریقہ مقرر کرنا، راستہ واضح کرنا، جہاز پر بادبان کھڑا کرنا (شُرَّعٌ = شَارِعٌ کی جمع، واضح راستے)

(مَعْذِرَةً) عَذَرَ، یَعْذِرُ، عُذْرٌ و عُذُرٌ و مَعْذِرَةٌ و عُذْرٰی (ض) عذر قبول کرنا۔

(بَئِیْسٍ) بَئِسَ، یَبْئَسُ، بُؤْسٌ و بَئِیْسٌ و بُؤُوْسٌ (س) محتاج ہونا۔

(عَتَوْا) عَتَا، یَعْتُوْ، عُتُوٌّ و عُتِیٌّ (ن) تکبر کے ساتھ حد سے تجاوز کرنا۔

(خٰسِئِیْنَ) خَسَأَ، یَخْسَأُ، خَسْأٌ (س، ف) دھتکارنا، دور کرنا، دور ہونا (خَاسِئٌ = ذلیل و خوار)۔

تفسیر

بنی اسرائیل کی نافرمانیوں اور احسان فراموشیوں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ان کی ایک اور نافرمانی کا ذکر فرماتا ہے (وَسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْیَةِ الَّتِیْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ) اور اے رسول، ذرا ان سے اس بستی کا حال دریافت کیجئے جو ساحل سمندر پر واقع تھی ان سے کہا گیا تھا کہ ہفتہ کے دن زیادتی نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِی السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا ○

(النسآء۔ ۱۵۴)

ہم نے ان سے کہا تھا دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونا اور ہم نے ان سے یہ بھی کہا تھا کہ ہفتے کے دن (حدود شرعی سے) تجاوز نہ کرنا، غرض یہ کہ ہم نے ان سے بڑا مضبوط عہد لیا تھا

(لیکن انہوں نے اُسے بھی توڑ ڈالا)۔

آگے فرمایا (اِذْ یَعْدُوْنَ فِی السَّبْتِ) جب وہ ہفتہ کے دن کے احکام کے سلسلہ میں حدّ سے زیادہ تجاوز کرنے لگے (تو ان کا کیا حشر ہوا یعنی جب انہیں ہفتہ کے دن مچھلی کا شکار کرنے سے منع کیا گیا) تو ہوا یہ کہ (اِذْ تَاْتِیْهِمْ حِیْتَانُهُمْ یَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّیَوْمَ لَا یَسْبِتُوْنَ لَا تَاْتِیْهِمْ كَذٰلِكَ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا یَفْسُقُوْنَ) ہفتہ کے دن مچھلیاں واضح طور پر بادبانوں کے مثل کھڑی ہوئی ان کے سامنے آتیں اور جب ہفتہ کا دن نہ ہوتا تو سامنے نہ آتیں اس طرح ہم نے ان کو مزید آزمائش میں ڈال دیا اور اس مزید آزمائش کی اور کوئی وجہ نہیں تھی سوائے اس کے کہ وہ پہلے ہی سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مبتلا تھے۔ ان کی مسلسل حیلہ جوئی، سرکشی اور نافرمانی کی سزا میں اللہ تعالےٰ نے ان کو ایک اور امتحان میں ڈال دیا۔ ظاہر ہے کہ وہ اس امتحان میں کیسے کامیاب ہو سکتے تھے جبکہ سرکشی ان کی عادت ثانیہ بن گئی تھی۔ انہوں نے اس حکم سے سرتابی کی اور اپنے گناہوں میں اضافہ کر کے اپنے آپ کو عذاب الٰہی کا مستحق بنا لیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِیْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِی السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِیْنَ ○
(البقرۃ - ۶۵)

اور (اے بنی اسرائیل) تم میں سے جن لوگوں نے ہفتہ کے دن (حدود شرعیہ) سے تجاوز کیا تھا انہیں تم اچھی طرح جانتے ہو، ہم نے ان سے کہا تھا تم ذلیل و خوار بندر بن جاؤ، (وہ بندر بن گئے)۔

سرکش لوگوں کی آزمائش اس لئے ہوتی ہے کہ ان کے گناہ اور بڑھ جائیں اور پھر اللہ تعالےٰ انہیں عذاب میں مبتلا کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ خَیْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ اِنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ لِیَزْدَادُوْٓا اِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ○
(اٰل عمران - ۱۷۸)

اور جو لوگ کفر کر رہے ہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ ہم جو انہیں ڈھیل دے رہے ہیں یہ ڈھیل ان کے حق میں بہتر ہے، (نہیں) ہم تو اس لئے ڈھیل دے رہے ہیں کہ یہ اور گناہ کر لیں (پھر) ان کے لئے ذلیل و خوار کرنے والا عذاب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَیْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَیْءٍ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ○
(الانعام - ۴۴)

پھر جب انہوں نے اس نصیحت کو جو انہیں کی گئی تھی فراموش کر دیا تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دئے، یہاں تک کہ جب وہ ان چیزوں میں جو ان کو دی گئیں تھیں خوب مگن ہو گئے تو ہم نے ان کو اچانک پکڑ لیا،

پھر وہ مایوس ہو کر رہ گئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّبِیٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ یَضَّرَّعُوْنَ ○ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّیِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ○

(الاعراف - ۹۴ و ۹۵)

اور ہم نے جب کبھی کسی بستی میں کوئی نبی بھیجا تو ہم (ہمیشہ یہی کرتے رہے کہ) اس بستی کے رہنے والے (کافر) لوگوں کو سختی اور تنگی میں گرفتار کرتے رہے تاکہ وہ (سرکشی چھوڑیں) عاجزی کریں (اور ایمان لے آئیں لیکن جب وہ باز نہ آئے تو) ہم نے ان مصائب کو خوشحالی سے بدل دیا یہاں تک کہ جب وہ (مال و اولاد کے لحاظ) بہت بڑھ گئے تو کہنے لگے کہ سختیاں اور خوشحالیاں تو ہمارے آباء و اجداد کو بھی پہنچتی رہی ہیں (یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے، یہ مصائب جو ہم کو پہنچے ان کا سزا سے کوئی تعلق نہیں، الغرض جب وہ دنیا کی کثرت میں مگن ہو گئے) تو ہم نے انہیں اس حال میں کہ وہ بے خبر تھے اچانک پکڑ لیا۔

الغرض جب بنی اسرائیل نے اللہ تعالےٰ کے احکام سے سرتابی کی تو جو نیک لوگ تھے وہ دو جماعتوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک جماعت ان کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے روکتی تھی، دوسری جماعت نے مایوس ہو کر ان کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے روکنا چھوڑ دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمًا نِ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِیْدًا) اور وہ وقت یاد کرو جب ان میں سے ایک جماعت نے نصیحت کرنے والی جماعت سے کہا: تم ایسی قوم کو کیوں نصیحت کرتے ہو جس کو اللہ تعالےٰ ہلاک کرنے والا ہے یا ان کو شدید عذاب میں مبتلا کرنے والا ہے (یہ لوگ اپنی بداعمالی کی وجہ سے اسی قابل ہیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں نیست و نابود کر دے، ان کو نصیحت کرنا بے سود یا بے فائدہ ہے یہ ماننے والے نہیں عذاب الٰہی ان پر منڈلا رہا ہے) (قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ) نصیحت کرنے والے لوگوں نے کہا: ہم ان کو اس لئے نصیحت کر رہے ہیں کہ ہم تمہارے رب کے سامنے اپنی معذرت پیش کر سکیں۔ ان کی سرکشی کا خمیازہ ہمیں نہ بھگتنا پڑے۔ ہم اللہ تعالےٰ سے ان کی سرکشی کے سلسلہ میں اپنا عذر پیش کر سکیں کہ ہم نے تو اپنا فرض ادا کر دیا تھا، ان لوگوں نے ہماری نصیحت نہیں سنی (وَلَعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ) اور ہم اس لئے بھی نصیحت کر رہے ہیں کہ شاید یہ لوگ ڈر جائیں (اور اپنی بے راہ روی کو چھوڑ دیں۔ الغرض اگر یہ ہماری نصیحت مان لیں تو ہماری مراد بر آئی اور اگر نہ مانیں

تو بھی ہمارا فائدہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فرض سے عہدہ برآ ہونے کا ثبوت پیش کر سکیں گے) (فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖٓ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۭ بَئِيْسٍۢ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ) الغرض جب گمراہ لوگوں نے ان نصیحتوں کو جو انہیں کی گئی تھیں بھلا دیا تو ہم نے ان لوگوں کو جو برائی سے روکتے تھے عذاب سے بچا لیا اور ان لوگوں کو جو ظلم و زیادتی کرتے تھے ان کی نافرمانیوں کی سزا میں ایک بہت برے عذاب میں پکڑ لیا۔

آیت زیر تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ عذاب الٰہی سے صرف وہ بچائے گئے جو برائی سے روکتے تھے لیکن جو برائی کرتے تھے یا برائی کو ہوتا دیکھ کر منع نہیں کرتے تھے انہیں عذاب سے نہیں بچایا گیا۔ برائی کرنے والے تو درحقیقت اللہ تعالیٰ کے نافرمان تھے ہی لیکن وہ بھی تو آخر نافرمان ہی تھے جنہوں نے برائی سے روکنا چھوڑ دیا۔ ان پر برائی سے روکنا فرض تھا، انہوں نے اس فرض پر عمل نہ کر کے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔

اسی فرض کا ذکر کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ رَاٰى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَاِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب کون النہی عن المنکر من الایمان جزء اول ص ۳۹)

تم میں سے جو شخص کسی برائی کو دیکھے تو اُسے چاہئے کہ اپنے ہاتھ سے اُسے بدل دے۔ اگر اس میں اتنی طاقت نہ ہو تو زبان ہی سے (منع کرے) اگر اتنی بھی طاقت نہ ہو تو دل میں (اُسے برا سمجھے) اور یہ کمزور ترین ایمان ہے۔

آیت زیر تفسیر سے معلوم ہوا کہ جو لوگ اگرچہ وہ خود برے کام نہیں کرتے لیکن برے کام کرنے والوں کو نصیحت نہیں کرتے وہ عذاب سے نہیں بچا کرتے۔ وہ بھی عذاب الٰہی کے لپیٹ میں آ جاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایک مثال کے ذریعہ سے سمجھا دیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَثَلُ الْمُدْهِنِ فِيْ حُدُوْدِ اللّٰهِ وَالْوَاقِعِ فِيْهَا مَثَلُ قَوْمٍ اسْتَهَمُوْا سَفِيْنَةً فَصَارَ بَعْضُهُمْ فِيْ اَسْفَلِهَا وَصَارَ بَعْضُهُمْ فِيْ اَعْلَاهَا فَكَانَ الَّذِيْنَ فِيْ اَسْفَلِهَا يَمُرُّوْنَ بِالْمَاءِ عَلَى الَّذِيْنَ فِيْ اَعْلَاهَا فَتَاَذَّوْا بِهٖ فَاَخَذَ فَاْسًا فَجَعَلَ يَنْقُرُ

اللہ کے حدود کی خلاف ورزی دیکھ کر خاموش رہنے والا اور ان حدود کی خلاف ورزی کرنے والا ہے ان کی مثال ایسی ہے جیسی ان لوگوں کی جنہوں نے کسی جہاز (میں بیٹھنے) کے لئے قرعہ اندازی کی۔ کچھ لوگوں کے حصہ میں نیچے کی منزل آئی اور کچھ لوگوں کے حصہ میں اوپر

اَسْفَلَ السَّفِيْنَةِ فَاَتَوْهُ فَقَالُوْا مَالَكَ قَالَ تَاَذَّيْتُمْ بِيْ وَلَابُدَّ لِيْ مِنَ الْمَآءِ فَاِنْ اَخَذُوْا عَلٰى يَدَيْهِ اَنْجَوْهُ وَنَجَّوْا اَنْفُسَهُمْ وَاِنْ تَرَكُوْهُ اَهْلَكُوْهُ وَ اَهْلَكُوْا اَنْفُسَهُمْ (صحیح بخاری کتاب الشہادات باب القرعۃ فی المشکلات جزء ۳ ص ۲۳۷)

کی منزل آئی تو جو لوگ نیچے کی منزل میں تھے وہ پانی لے کر اوپر کی منزل والوں کے پاس سے گذرتے تو اوپر کی منزل والوں کو اس سے تکلیف پہنچتی تھی۔ الغرض (نیچے والوں میں سے) ایک شخص نے کلہاڑی لی اور جہاز کے پیندے میں سوراخ کرنے لگا۔ اوپر والے اس کے پاس آئے اور اس سے کہا: تمہیں کیا ہو گیا ہے (ایسا کیوں کر رہے ہو) اُس نے کہا: تمہیں میری وجہ سے تکلیف پہنچتی ہے اور میرے لئے بغیر پانی کے کوئی چارہ نہیں، (لہٰذا میں اس سوراخ سے پانی لے لیا کروں گا تاکہ تمہیں تکلیف نہ ہو) تو اگر اوپر والوں نے اس کے ہاتھوں کو پکڑ لیا (اور سوراخ کرنے سے اُسے باز رکھا) تو اُسے بھی بچا لیا اور خود کو بھی بچا لیا اور اگر اُسے چھوڑ دیا (اور اس نے جہاز کے پیندے میں سوراخ کر دیا) تو انہوں نے اُسے بھی ہلاک کیا اور خود بھی ہلاک ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ النَّاسَ اِذَا رَاَوُا الظَّالِمَ فَلَمْ يَاْخُذُوْا عَلٰى يَدَيْهِ اَوْشَكَ اَنْ يَعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابٍ (ابوداؤد کتاب الملاحم باب فی الامر والنہی جزء ۲ ص ۲۴۸۔ سندہ صحیح التعلیقات للالبانی علی المشکوۃ $\frac{3}{1422}$)

لوگ جب کسی ظالم کو دیکھیں (کہ ظلم یا گناہ کر رہا ہے) اور اس کے ہاتھوں کو نہ پکڑیں تو قریب ہے کہ اللہ عذاب میں ان سب کو شریک کر لے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَنْ يَهْلِكَ النَّاسُ حَتّٰى يَعْذِرُوْا اَوْ يُعْذِرُوْا مِنْ اَنْفُسِهِمْ (ابوداؤد کتاب الملاحم باب الامر النہی جزء ۲ ص ۲۴۹۔

لوگ ہرگز ہلاک نہیں ہوں گے جب تک اپنی جانوں کو بچانے کے لئے عذر رکھتے ہوں گے (یعنی عدم استطاعت کے عذر سے

سندہ صحیح۔ تنقیح الرواۃ جزء ۳ ص۳۶۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا يَحْقِرُ اَحَدُكُمْ نَفْسَهٗ۔

صحابہ نے پوچھا۔

كَيْفَ يَحْقِرُ اَحَدُنَا نَفْسَهٗ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

يَرٰى اَمْرًا لِلّٰهِ عَلَيْهِ فِيْهِ مَقَالٌ ثُمَّ لَا يَقُوْلُ فِيْهِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَقُوْلَ فِيْ كَذَا وَكَذَا فَيَقُوْلُ خَشْيَةُ النَّاسِ فَيَقُوْلُ فَاِيَّايَ كُنْتَ اَحَقَّ اَنْ تَخْشٰى (ابن ماجۃ ابواب الفتن باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر۔ سندہ صحیح۔ ابن ماجۃ جزء ۲ ص۲۸۵)

سے بچ سکتے ہیں ورنہ نہیں)

تم میں سے کوئی شخص اپنے کو حقیر نہ جانے۔

ہم میں سے کوئی اپنے نفس کو کس طرح حقیر جانیگا۔

اللہ کی نافرمانی کا کام ہوتے ہوئے دیکھے جس کے سلسلہ میں اس پر کچھ کہنا واجب ہے لیکن وہ کچھ نہ کہے تو اللہ عزّوجل قیامت کے دن اس سے پوچھے گا، تجھے کس چیز نے فلاں فلاں بات میں نصیحت کرنے سے باز رکھا؟ وہ کہے گا: لوگوں کے خوف نے (مجھے باز رکھا) اللہ عزوجل فرمائیگا میں زیادہ حق دار تھا کہ تو مجھ سے ڈرتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰهَ يَسْاَلُ الْعَبْدَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى يَقُوْلَ مَا مَنَعَكَ اِذَا رَاَيْتَ الْمُنْكَرَ اَنْ تُنْكِرَهٗ فَاِذَا لَقَّنَ اللّٰهُ عَبْدًا حُجَّتَهٗ قَالَ يَا رَبِّ رَجَوْتُكَ وَفَرِقْتُ مِنَ النَّاسِ (ابن ماجۃ ابواب الفتن باب قولہ تعالیٰ یاایھا الذین امنوا علیکم انفسکم۔ سندہ صحیح۔ ابن ماجۃ جزء ۲ ص۲۸۸)

اللہ بندے سے قیامت کے دن (بہت سے) سوال کریگا حتیٰ کہ وہ یہ بھی سوال کرے گا: تجھے کس چیز نے اس بات سے باز رکھا کہ جب تو نے برائی کو دیکھا تھا تو تو اس کی برائی بیان کرتا پھر اللہ تعالیٰ بندے کو اس کا عذر سکھائے گا (اور) وہ اس طرح جواب دے گا اے میرے رب تجھ سے مجھے (معافی کی) امید تھی اور لوگوں سے ڈرتا تھا۔

الغرض جہاں تک استطاعت ہو بُری بات سے روکنا فرض ہے۔ لوگوں سے ڈر کر بری بات سے نہ روکنا اگرچہ قابل معافی ہے لیکن یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے جیسا کہ صحیح مسلم کے حوالہ سے اوپر حدیث میں گذر چکا ہے۔ افضل ترین بات یہی ہے کہ دلیرانہ قدم اٹھائیے، صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور حق بات کہے۔

الغرض بنی اسرائیل کا وہ گروہ جو ظلم میں ملوث تھا عذاب میں مبتلا کیا گیا۔ آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ) پھر جب وہ لوگ اس کام سے جس سے ان کو منع کیا

گیا تھا باز نہیں آئے اور اپنی سرکشی اور نافرمانی میں حد سے بڑھ گئے تو (قُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ) ہم نے ان سے کہا بندر بن جاؤ اور وہ بھی اس حالت میں کہ اب تم رحمت سے دور کر دئے گئے ہو یعنی تم پر لعنت کر دی گئی ہے۔ ہفتہ والوں پر لعنت کا ذکر کرتے ہوئے ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى اَدْبَارِهَآ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ، وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ○

(النسآء - ۴۷)

اے اہل کتاب، اس کتاب پر ایمان لے آؤ جو ہم نے نازل کی ہے اور جو تمہاری کتاب کی تصدیق بھی کرتی ہے قبل اس کے کہ ہم چہروں کو بگاڑ کر (ان کی) پیٹھوں کی طرف پھیر دیں یا ان پر ایسی لعنت کریں جیسی لعنت کہ ہم نے ہفتہ والوں پر کی تھی اور اللہ کا کام تو ہو کر رہتا ہے (اُسے کوئی روکنے والا نہیں)۔

اللہ تعالیٰ جب کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے کہتا ہے "ہو جا" وہ ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ○

(یٰسٓ - ۸۲)

جب وہ کسی چیز (کو پیدا کرنے) کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا کام تو بس اتنا ہوتا ہے کہ اس چیز سے کہتا ہے، "ہو جا" تو وہ چیز ہو جاتی ہے۔

آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے نافرمان گروہ سے فرمایا تھا "تم بندر بن جاؤ" لہذا سورہ یٰسٓ کی مندرجہ بالا آیت کی رُو سے وہ سب بندر بن گئے۔ اس سزا کو اللہ تعالیٰ نے دوسرے لوگوں کے لئے نصیحت آمیز اور عبرت انگیز بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ○

(البقرۃ - ۶۶)

پھر ہم نے اس سزا کو اس وقت کے لوگوں کے لئے اور بعد میں آنے والوں کیلئے باعث عبرت اور متقیوں کے لئے باعث نصیحت بنا دیا۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ملامت کی ہے۔ ان کی پرانی تاریخ ان کے سامنے رکھ دی ہے اور انہیں بتایا ہے کہ وہ ہمیشہ ہی اس قسم کی حرکات کرتے رہے ہیں جیسی کہ اب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں تنبیہ کی ہے کہ اگر ان کی یہی روش جاری رہی تو جس طرح ان کے آباء واجداد پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوا، اسی طرح ان پر بھی ہو سکتا ہے۔ انہیں ڈرنا چاہئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت سے باز آجانا چاہئے۔

ان آیات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک قسم کی تسلی بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

اے رسول، یہ لوگ تو ہمیشہ سے ہی ایسی حرکتیں کرتے آئے ہیں، آپ کے ساتھ ان کی حرکتیں کوئی نئی نہیں ہیں۔ آپ صبر کریں اور ان کے انجام کا انتظار کرتے رہیں۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچیئے۔ حیلہ سازیوں سے اللہ تعالیٰ کی ممنوعات کو جائز نہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ کی آزمائش میں پورے اترنے کی پوری کوشش کیجئے۔

اے ایمان والو، برائی کرنے والوں کو برائی سے باز رکھئے۔ ہمت ہار کر یا تھک کر نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا نہ چھوڑیئے کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالےٰ آپ کو بھی اپنے عذاب میں شریک کرلے۔

اے ایمان والو، اگر آپ مایوس ہو کر نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا چھوڑ دیں گے تو آپ کے پاس قیامت کے دن اپنی نجات کے لئے کیا عذر ہوگا۔ آپ کا اپنے فرض منصبی کو پورا کر دینا آپ کا عذر ہے لہذا آپ اپنے فرض منصبی کو مایوس ہو کر چھوڑ نہ دیں۔ اپنے فرض منصبی کو پورا کرتے رہئے خواہ آپ کامیاب ہوں یا ناکام۔ آپ اس امید پر نصیحت کرتے رہئے کہ شائد جن کو آپ نصیحت کر رہے ہیں وہ کسی وقت نصیحت قبول کرلیں اور اللہ تعالےٰ سے ڈرنے لگ جائیں۔

آپ کا فرض صرف پہنچا دینا ہے، منوانا نہیں ہے لہذا اگر آپ نے پہنچا دیا تو آپ اپنے فرض سے سبکدوش ہو گئے۔

دوسرا عذر جس کی بنیاد پر آپ اپنے فرض منصبی کو پورا نہ کرنے کی سزا سے بچ سکیں یہ ہے کہ آپ برے کام کو برا سمجھیں لیکن لوگوں کے خوف سے کچھ کہہ نہ سکیں۔

وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ
عَلَيْهِمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَنْ
يَسُومُهُمْ سُوءَ الْعَذَابِ ۗ إِنَّ
رَبَّكَ لَسَرِيعُ الْعِقَابِ ۖ وَإِنَّهُ
لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١٦٧﴾ وَقَطَّعْنَاهُمْ فِي
الْأَرْضِ أُمَمًا ۖ مِنْهُمُ الصَّالِحُونَ
وَمِنْهُمْ دُونَ ذَٰلِكَ ۖ وَبَلَوْنَاهُمْ
بِالْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ لَعَلَّهُمْ
يَرْجِعُونَ ﴿١٦٨﴾ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ

خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ
عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَيَقُوْلُوْنَ
سَيُغْفَرُ لَنَا وَاِنْ يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ
مِّثْلُهٗ يَاْخُذُوْهُ، اَلَمْ يُؤْخَذْ
عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ
لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ
وَدَرَسُوْا مَا فِيْهِ، وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ
خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ، اَفَلَا
تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ

بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ اِنَّا
لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿۱۷۰﴾

ترجمہ اور (اے رسول، وہ وقت بھی قابل ذکر ہے) جب آپ کے رب نے بنی اسرائیل کو متنبہ کیا کہ وہ قیامت کے دن تک ان پر ایسے لوگوں کو مسلط کرتا رہے گا جو ان کو سخت ترین تکلیف پہنچاتے رہیں گے (اور اے رسول) بے شک آپ کا رب جلد سزا دینے والا ہے اور وہ بہت معاف کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا بھی ہے ﴿۱۶۷﴾ اور (اے رسول) ہم نے بنی اسرائیل کی (مختلف) جماعتیں بنا کر انہیں زمین میں منتشر کر دیا، ان میں سے بعض صالح تھے اور بعض فاسق، (پھر) ہم (وقتاً فوقتاً) خوشحالیوں اور بدحالیوں سے فاسقین کی آزمائش کرتے رہے تاکہ وہ (فسق و فجور سے) باز آجائیں ﴿۱۶۸﴾ پھر ان کے بعد ان کے ناخلف جانشین کتاب الٰہی کے وارث ہوئے جو اس دنیا کا مال (ناجائز طریقہ پر) حاصل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں معاف کر دیا جائیگا اور اگر (دوبارہ پھر) اتنا ہی مال ان کو ملے تو (لالچ کا یہ حال ہے کہ) اسے بھی لے لیتے ہیں (جائز ناجائز کی مطلق پرواہ نہیں کرتے اور ہر مرتبہ یہی کہہ دیتے ہیں کہ اللہ معاف کر دے گا، ان کا یہ کہنا اللہ پر سراسر بہتان ہے) کیا ان سے کتاب (الٰہی) میں لکھا ہوا یہ عہد نہیں لیا گیا تھا کہ وہ اللہ کی طرف سچ کے علاوہ اور کوئی بات منسوب نہیں کریں گے اور جو کچھ اس کتاب میں ہے اس کو انہوں نے خود بھی پڑھا ہے (لیکن اس کے باوجود وہ افتراء پردازی سے باز نہیں آتے اور مغفرت کے امیدوار ہیں) حالانکہ آخرت کا گھر تو بس ڈرنے والوں کے لئے اچھا ہے تو (اے بنی اسرائیل) کیا تم (اتنی بات بھی نہیں سمجھتے ﴿۱۶۹﴾ (آخرت میں تو بس وہی لوگ نجات پائیں گے) جو کتاب الٰہی کو مضبوطی سے پکڑتے ہیں (سختی کے ساتھ اس کے مطابق عمل کرتے ہیں) اور (خصوصیت کے ساتھ) نماز کو قائم کرتے ہیں (ایسے لوگوں کو ضرور ان کا اجر ملے گا اس لئے کہ) ہم ان لوگوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے جو (اپنے اعمال کی) اصلاح کر لیتے ہیں ﴿۱۷۰﴾

معانی و مصادر (تَاَذَّنَ) تَاَذَّنَ، يَتَاَذَّنُ، تَاَذُّنٌ (باب تفعل) خبردار کرنا۔
(خَلْفٌ) خَلَفَ، يَخْلُفُ، خِلَافَةٌ (ن) جانشین ہونا (خَلْفٌ = جانشین، بعد میں آنے والے۔ اس کی جمع خُلُوْفٌ ہے)۔

(عَرَضَ) عَرَضٌ: اسباب، سامان۔
(دَرَسُوْا) دَرَسَ، یَدْرُسُ، دَرْسٌ ودِرَاسَۃٌ (ن) کتاب یاد کرنا، پڑھنا۔

تفسیر گذشتہ آیات میں بنی اسرائیل کی بداعمالیوں کا ذکر تھا۔ آگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ) اور اے رسول، وہ وقت یاد کیجئے جب آپ کے رب نے بنی اسرائیل کو متنبہ کیا کہ وہ ضرور ان پر قیامت کے دن تک ایسے لوگوں کو مسلط کرتا رہے گا جو ان کو سخت تکلیف پہنچاتے رہیں گے۔ بنی اسرائیل خواہ غالب ہوں یا مغلوب، حاکم ہوں یا محکوم اللہ تعالےٰ ضرور ایسے لوگوں کو مسلط کرتا رہے گا جو بنی اسرائیل کے لئے باعث اذیت ہوں گے اور انہیں چین سے نہیں بیٹھنے دیں گے۔

چین سے نہ بیٹھنا یہ بھی ایک قسم کا عذاب ہے۔ بنی اسرائیل کی تاریخ گواہ ہے کہ ان لوگوں کو کبھی بھی چین سے رہنے نہیں دیا گیا۔ کبھی عذاب نازل ہوتے رہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ○
(الاعراف۔ ۱۶۲)

پھر (ایسا ہوا کہ) ان لوگوں میں جو ظالم تھے انہوں نے اس قول کے بدلہ میں جو ان سے لیا گیا تھا (اپنی طرف سے) دوسرے قول کو اختیار کر لیا تو ہم نے ان کے ظلم کی سزا میں ان پر آسمان سے عذاب بھیجا (اور انہیں تباہ و برباد کر دیا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِيْنَ ○
(الاعراف۔ ۱۵۲)

اللہ نے فرمایا (تمہیں تو معاف کیا لیکن) جن لوگوں نے بچھڑے کو معبود بنایا تھا ان پر ضرور ان کے رب کی طرف سے غضب نازل ہوگا مزید برآں ان کو دنیا کی زندگی میں ذلت بھی نصیب ہوگی اور افتراء پردازی کرنے والوں کو ہم اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ، ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ، ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا

ان پر ذلت اور محتاجی مسلط کر دی گئی، وہ اللہ کے غضب میں گرفتار ہو گئے، یہ اس لئے ہوا کہ وہ اللہ کی آیات کا انکار کرتے تھے نبیوں کو ناحق قتل کرتے تھے اور یہ اس لئے بھی ہوا

دَّكَانُوا يَعْتَدُونَ ○

(البقرۃ - ۶۱)

کہ وہ بار بار نافرمانی اور ظلم و زیادتی کرتے تھے (اور حدود شرعیہ سے آگے بڑھ جایا کرتے تھے)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ هَلْ أُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّن ذَٰلِكَ مَثُوبَةً عِندَ اللَّهِ، مَن لَّعَنَهُ اللَّهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوتَ، أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضَلُّ عَن سَوَاءِ السَّبِيلِ ○

(المائدۃ - ۶۰)

(اے رسول) آپ ان سے پوچھئے کہ کیا میں تمہیں ایسے لوگ نہ بتاؤں جو بدلہ پانے کے لحاظ سے اللہ کے ہاں اس سے بھی بدتر (مقام پر) ہیں (جو مقام کہ تم نے اپنے زعم باطل میں ہمارے لئے تجویز کیا ہے) یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کا غضب ہے اور جن میں سے بعض لوگوں کو اللہ نے بندر اور سُور بنا دیا اور جنہوں نے شیطان کی پرستش کی یہ لوگ مقام کے لحاظ سے (بہت) برے ہیں اور یہ (اس وجہ سے کہ) سیدھے راستے سے بھٹک گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ أَنجَيْنَا الَّذِينَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوءِ وَأَخَذْنَا الَّذِينَ ظَلَمُوا بِعَذَابٍ بَئِيسٍ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ○

(الاعراف - ۱۶۵)

پھر جب نافرمان لوگوں نے اس نصیحت کو جو انہیں کی گئی تھی بھلا دیا تو ہم نے ان لوگوں کو جو برائی سے روکتے تھے (عذاب سے) بچا لیا اور جو ظلم (و زیادتی) کرتے تھے ان کو ان کی نافرمانیوں کی سزا میں (ایک بہت) بُرے عذاب میں پکڑ لیا۔

کبھی ایسے حاکم ان پر مسلط ہوتے رہے جو ان کو سخت تکلیف پہنچاتے رہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَإِذْ أَنجَيْنَاكُم مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ يُقَتِّلُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ وَفِي ذَٰلِكُم بَلَاءٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ ○

(الاعراف - ۱۴۱)

اور (اے بنی اسرائیل وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تمہیں قوم فرعون سے نجات دی جو تم کو سخت تکلیف پہنچایا کرتے تھے، تمہارے لڑکوں کو قتل کر دیا کرتے تھے اور تمہاری لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دیا کرتے تھے، اور اس (تکلیف) میں تمہارے رب کی طرف سے

تمہاری بہت بڑی آزمائش تھی۔

کبھی کسی حملہ آور قوم کے ذریعہ ان کو سخت تکلیف پہنچائی گئی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ فِي الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا ۝ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ ۭ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۝ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا ۝ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۚ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ۭ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْۗءٗا وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا ۝

(بنی اسرآءیل۔ ۴ تا ۷)

اور (اے رسول) ہم نے (اپنی) کتاب میں بنی اسرائیل کو واضح طور پر یہ بات بتادی تھی کہ تم ملک میں دو مرتبہ فساد مچاؤ گے اور بڑی سرکشی کرو گے۔ پھر جب ان دونوں (فسادوں) میں سے پہلے (فساد کا) وقت موعود آیا (اور تم سرکشی میں حد سے بڑھ گئے تو) ہم نے اپنے سخت جنگجو بندوں کو تم پر مسلط کر دیا، وہ فساد مچاتے ہوئے (تمام) شہروں میں پھیل گئے اور (اللہ کا) وعدہ پورا ہو کر رہا۔ پھر ہم نے دوبارہ تم کو ان پر غلبہ دیا اور تم کو (خوب) مال اور اولاد عطاء کی اور تمہیں جماعت کثیر بنا دیا (اس عیش اور غلبہ کے وقت ہم نے تم سے پھر کہدیا تھا کہ) اگر تم نے نیکی کی تو اس کا فائدہ تم ہی کو پہنچے گا اور اگر تم نے برائی کی تو اس کا وبال تم ہی پر ہوگا الغرض جب دوسرے (فساد کا) وقت موعود آیا (تو ہم نے اپنے دوسرے جنگجو بندے تم پر مسلط کر دئے) تاکہ (مار مار کر) وہ تمہارے چہرے بگاڑ دیں، مسجد (اقصیٰ) میں اسی طرح داخل ہو جائیں جس طرح پہلی مرتبہ داخل ہوئے تھے اور جس چیز پر غلبہ حاصل کریں اُسے تباہ و برباد کر ڈالیں۔

کبھی ان کو جلا وطن کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ۭ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ

وہی ہے جس نے اہل کتاب کے کافروں کو انکے پہلے حشر کے وقت ان کے گھروں سے نکال دیا، تمہیں تو وہم و گمان بھی نہیں تھا کہ وہ نکل جائیں گے اور وہ لوگ یہ سمجھے ہوئے تھے کہ

حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا، وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ، فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ○
(الحشر۔ ۲)

ان کے قلعے ان کو اللہ سے بچالیں گے لیکن اللہ ان کے پاس اس جگہ سے آیا کہ جہاں سے (آنے کا) انہیں وہم وگمان بھی نہ تھا، اللہ نے ان کے دلوں میں (ایسا) رعب ڈال دیا کہ وہ خود اپنے ہاتھوں سے اور مؤمنین کے ہاتھوں اپنے گھروں کو اجاڑنے لگے، تو اے آنکھوں والو، (اس واقعہ سے) عبرت حاصل کرو۔

آیت بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں کی یہ جلا وطنی ان کا پہلا حشر تھا اس کے بعد بھی کئی مرتبہ ان کا یہی حشر ہونا تھا۔ یہ آیت گویا یہودیوں کی جلا وطنی کے سلسلہ میں ایک پیشین گوئی تھی اور یہ ایک حقیقت ہے کہ پھر بار بار ایسا ہوتا رہا اور پیشین گوئی کی تصدیق ہوتی رہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر یہودیوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

اَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ اُجْلِيَكُمْ مِنْ هٰذَا الْاَرْضِ فَمَنْ يَجِدْ مِنْكُمْ بِمَالِهٖ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ وَاِلَّا فَاعْلَمُوْا اَنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (صحیح بخاری کتاب الجهاد باب اخراج الیهود من جزیرة العرب جزء ۴ ص ۱۲)

اسلام قبول کرو تو سلامت رہو گے اور یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے اور میں یہ ارادہ کر رہا ہوں کہ تمہیں اس سرزمین سے جلا وطن کر دوں لہذا تم میں سے جس شخص کے پاس اس کے مال میں سے کوئی چیز ہو اسے چاہیئے کہ اُسے بیچ دے (اور جلاء وطنی کے لئے تیار ہو جائے) اور اس بات کو پھر اچھی طرح سمجھ لو کہ زمین تو اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔

حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارادہ کو عملی جامہ پہنایا اور انہیں جلا وطن کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

فَاَجْلَاهُمْ عُمَرُ وَاَعْطَاهُمْ قِيْمَةَ مَا كَانَ لَهُمْ مِنَ الثَّمَرِ مَالًا وَاِبِلًا وَعُرُوْضًا مِنْ اُقْتَابٍ وَحِبَالٍ وَغَيْرِ ذٰلِكَ (صحیح بخاری کتاب الشروط باب اذا اشرط فی المزارعة ۲۵۲/۳)

عمرؓ نے انہیں جلا وطن کر دیا اور جو پھل، مال، اونٹ، عماریوں اور رسیوں وغیرہ کی قسم سے جو اسباب ان کے پاس تھا ان کی قیمت انہیں ادا کر دی۔

الغرض بنی اسرائیل کو مختلف قسم کی تکلیفیں پہنچتی رہیں اور ایسے لوگ جو انہیں تکلیف پہنچاتے رہے آج تک کسی نہ کسی شکل میں موجود رہے اور اب بھی موجود ہیں۔

آگے فرمایا (اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ) اے رسول، بے شک آپ کا رب جلد سزا دینے والا ہے، عنقریب ان کو انکارِ حق کی سزا دیگا (وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ) اور اگر یہ اپنی حرکتوں سے باز آگئے تو وہ غفور رحیم بھی ہے، انہیں معاف کر دیگا (وَقَطَّعْنٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اُمَمًا) اور اے رسول، ہم نے بنی اسرائیل کی مختلف جماعتیں بنا کر انہیں زمین میں منتشر کر دیا، ان کی اجتماعیت کو ختم کر دیا اور انہیں کمزور بنا دیا۔ یہ بھی اللہ تعالےٰ کا ایک عذاب تھا۔ جب کسی قوم میں اجتماعیت باقی نہیں رہتی تو پھر وہ قوم ذلیل و خوار ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ، وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ، ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ○

(اٰل عمران ۔ ۱۱۲)

ان پر ذلت ڈال دی گئی ہے، یہ جہاں کہیں پائے جائیں گے (ایسی ذلت میں گرفتار نظر آئیں گے) سوائے اس صورت کے کہ انہیں اللہ کی پناہ مل جائے یا لوگوں کی پناہ مل جائے۔ یہ لوگ اللہ کے غضب میں گرفتار ہیں، مزید برآں ان پر کمزوری ڈال دی گئی، یہ (اس بد بختی میں) اس لئے (مبتلا ہیں) کہ اللہ کی آیات کا انکار کرتے رہے انبیاء کو ناحق قتل کرتے رہے (اللہ اور انبیاء کی) نافرمانی کرتے رہے اور سرکشی میں حد سے تجاوز کرتے رہے۔

آگے فرمایا (مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ) ان میں سب ہی برے نہیں، ان میں کچھ نیک لوگ بھی ہمیشہ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَيْسُوْا سَوَآءً، مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ○ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ، وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ، وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالْمُتَّقِيْنَ ○

(اٰل عمران ۔ ۱۱۳ تا ۱۱۵)

(لیکن) یہ سب یکساں نہیں ہیں، ان میں بعض ایسے بھی ہیں جو (حق پر) قائم ہیں، رات کے اوقات میں اللہ کی (کتاب قرآن مجید کی) آیات تلاوت کرتے ہیں اور (اللہ کے آگے) سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، نیک کاموں کا حکم دیتے ہیں، برے کاموں سے روکتے ہیں اور نیکیوں کی طرف بڑی سرعت (کے ساتھ سبقت) کرتے ہیں۔ یہی

لوگ (دراصل) صالحین میں سے ہیں۔ جو نیکی یہ کر رہے ہیں اس کی ناقدری ہرگز نہیں کی جائے گی (ان کا تقویٰ وخلوص) اللہ (پر پوشیدہ نہیں ہے اس لئے کہ وہ) متقین (اور مخلص لوگوں) سے بخوبی واقف ہے۔

(وَمِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ) اوران میں کچھ برے لوگ بھی ہمیشہ رہے ہیں (وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ) ہم نے وقتاً فوقتاً خوشحالی اور بدحالی کے ذریعہ ان برے لوگوں کی آزمائش بھی کی تاکہ وہ اپنی برائی سے باز آجائیں (لیکن وہ برائی سے باز نہ آئے) (فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ) پھران کے بعد کتاب الٰہی کے وارث ایسے ناخلف لوگ ہوئے (يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَيَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا) جو اس دنیا کا مال ناجائز طور پر حاصل کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہمیں معاف کر دیا جائیگا (وَاِنْ يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ يَاْخُذُوْهُ) اور اگر پھر دوبارہ ان کو اتنا ہی مال ملے تو لالچ کا یہ حال ہے کہ اسے بھی لے لیتے ہیں۔ دنیوی مال ودولت سے ان کی نیت ہی نہیں بھرتی۔ جانتے ہیں کہ اس طرح مال کھانا گناہ ہے لیکن ہر مرتبہ یہی کہہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ معاف کر دیگا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے کہیں نہیں کہا کہ ان کو معاف کر دیا جائے گا۔ ان کا یہ کہنا اللہ تعالےٰ پر سراسر بہتان ہے (اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوْا مَا فِيْهِ) کیا ان سے کتاب الٰہی میں لکھا ہوا یہ عہد نہیں لیا گیا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سچ کے علاوہ اور کوئی بات منسوب نہیں کریں گے اور جو کچھ اس کتاب میں ہے اس کو انہوں نے خود بھی پڑھا ہے لیکن اس کے باوجود وہ افتراء پردازی سے باز نہیں آتے اور مغفرت کی امید لگائے بیٹھے ہیں۔ وہ اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ آخرت کے گھر میں ان کے لئے خیر ہی خیر ہے (وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ) حالانکہ آخرت کا گھر تو انہیں لوگوں کے لئے اچھا ہے جو اللہ تعالےٰ سے ڈرتے ہیں اور تقویٰ اور پرہیزگاری کی زندگی گذارتے ہیں (اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ) تو اے بنی اسرائیل کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے کہ آخرت میں تقویٰ کام آئے گا۔ تمہاری خوش فہمیاں اور خود تراشیدہ باتیں کام نہیں آئیں گی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ○ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ○

(اے ایمان والو کامیابی کا دارومدار) نہ تمہاری خوش فہمیوں پر ہے اور نہ اہل کتاب کی خوش فہمیوں پر، جو شخص بھی برا عمل کریگا اس کو اس کی سزا ملے گی اور اسے (وہاں) نہ کوئی دوست ملے گا اور نہ مددگار۔ جو شخص نیک عمل کریگا خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ وہ مؤمن ہو تو ایسے لوگ

(النسآء۔ ۱۲۳ و ۱۲۴) جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر تل برابر بھی ظلم نہیں ہوگا۔

آگے فرمایا (وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ) آخرت میں مغفرت اور نجات پانے والے تو وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑتے ہیں اس کے احکام پر سختی سے عمل کرتے ہیں اور خاص طور پر نماز کو قائم کرتے ہیں۔ (اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ) (ایسے لوگوں کو ضرور ان کا اجر ملے گا کیونکہ) ہم ان لوگوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے جو اپنے اعمال کی اصلاح کر لیتے ہیں۔

عمل

اے ایمان والو، خوشحالی اور بدحالی کو اللہ تعالیٰ کی آزمائش سمجھیے۔ خوشحالی میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجئے اور بدحالی میں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیئے۔ نہ خوش حالی میں اللہ تعالیٰ کو بھولیئے اور نہ بدحالی میں اللہ تعالےٰ کو بھولیئے۔ ہر حال میں اسی کی طرف لو لگائیے۔

اے ایمان والو، ناجائز مال حاصل کر کے اس خوش فہمی میں مبتلا نہ ہو جایئے کہ اللہ تعالےٰ معاف فرما دے گا۔ آپ کو کیا معلوم کہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دیگا۔ اپنے زعم باطل میں ایسی معافی کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف صرف اسی بات کو منسوب کیجئے جو حق ہو یعنی جو قرآن مجید اور حدیث نبوی میں موجود ہو۔

اے ایمان والو، آخرت کا گھر تو تقویٰ شعار لوگوں کے لئے ہے لہذا آپ تقویٰ اختیار کیجئے۔ اللہ تعالیٰ کی شریعت کو مضبوطی سے پکڑ لیجئے۔ خصوصیت کے ساتھ نماز کو باقاعدگی کے ساتھ ادا کرتے رہیئے اور اپنی اصلاح سے کبھی غافل نہ ہوئیے۔

وَإِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَأَنَّهُ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْٓا أَنَّهُ وَاقِعٌ بِهِمْ، خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۱﴾

ترجمہ اور (اے رسول، بنی اسرائیل کو وہ وقت یاد دلائیے) جب ہم نے ان کے اوپر کوہ (طور) کو بلند کیا، (وہ ایسا معلوم ہوتا تھا) گویا کہ وہ ایک سائبان ہے۔ بنی اسرائیل نے خیال کیا کہ وہ ان پر گرنے والا ہے، (ایسے موقع پر ہم نے ان سے کہا) جو (کتاب) ہم نے تم کو دی ہے اس کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو اور جو کچھ اس (کتاب) میں ہے اُسے یاد رکھو تاکہ (اس کے مطابق عمل کر کے) تم متقی بن جاؤ ﴿۱۷۱﴾

معانی و مصادر (نَتَقْنَا) نَتَقَ، يَنْتِقُ، نَتْقٌ (ض) اٹھانا۔
(ظُلَّةٌ) ظَلَّ، يَظِلُّ، ظَلٌّ وظَلَالَةٌ (ض) سایہ دار ہونا۔
(ظُلَّةٌ = سائبان)

تفسیر اوپر کی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کی بدعہدیاں اور نافرمانیاں یاد دلا کر ان کو اچھی طرح جھنجوڑا۔ ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ وہ اپنے اسلاف کی حرکتوں کو بری نگاہ سے دیکھتے اور اپنی اصلاح کر لیتے لیکن ان پر ان باتوں کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ وہ بدستور بدعہدی سرکشی اور ہٹ دھرمی میں مبتلا رہے۔ آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالےٰ نے پھر ان کے اسلاف کی

ایک حرکت کی طرف ان کو توجہ دلائی ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔(وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ) اور وہ وقت بھی انہیں یاد رکھنا چاہئے جب ہم نے ان پر پہاڑ کو اٹھا کر اس طرح ان پر معلق ٹھہرا دیا گویا کہ وہ ایک سائبان ہے اور وہ یہ سمجھے کہ وہ پہاڑ ان پر گرنے والا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اس موقع پر ان سے ایک مضبوط عہد لیا ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ۔

(البقرۃ ۔ ۶۳)

اور (اے بنی اسرائیل وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تم سے مضبوط عہد لیا ایسی حالت میں ہم نے تمہارے اوپر کوہ طور بلند (کر کے مثل سائبان کے) کر دیا تھا ۔

وہ عہد یہ تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب پر سختی کے ساتھ عمل کریں گے ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔

(خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ) اے بنی اسرائیل اس کتاب کو جو ہم نے تم کو دی ہے مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو اور جو احکام اس میں دئے ہوئے ہیں ان کو یاد رکھو، ان کی خلاف ورزی نہ ہونے پائے، اس طرح کرنے سے ہو سکتا ہے کہ تم اللہ تعالےٰ سے ڈرو، گناہوں سے بچو اور متقی بن جاؤ ۔ بنی اسرائیل نے اس ہدایت پر عمل کرنے کا وعدہ کیا ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا قَالُوْا سَمِعْنَا ۔

(البقرۃ ۔ ۹۳)

اور (اے بنی اسرائیل وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے کوہ طور کو تم پر بلند کر کے تم سے (مضبوط) عہد لیا تھا کہ جو (کتاب) ہم نے تم کو دی ہے اُسے قوت کے ساتھ پکڑے رہنا اور (ہم نے تم سے یہ بھی کہا تھا کہ جو حکم تمہیں دیا جا رہا ہے اُسے) سُنو، انہوں نے کہا ہم نے سن لیا ۔

لیکن وعدہ کرنے کے بعد انہوں نے وعدہ خلافی کی ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔

ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ○

(البقرۃ ۔ ۶۴)

پھر (ہوا یہ کہ) تم اس کے بعد (اس عہد سے) پھر گئے اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاتے ۔

اللہ تعالےٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے اسلاف کی بدعہدی یاد دلا کر سمجھایا ہے کہ اب تو وہ بدعہدی سے باز آجائیں ۔ اسلاف کے نقش قدم پر چل کر اپنے آپ کو دوزخ میں نہ دھکیلیں ۔ توریت پر عمل کرنے کا جو وعدہ ان کے اسلاف نے کیا تھا وہ اس وعدہ کو پورا کریں، نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئیں اور دین و دنیا میں سرخرو ہو جائیں ۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑ لیجئے۔ اس کو پڑھتے رہیئے اور اس کے احکام کو یاد رکھیئے، ان پر سختی سے عمل کیجئے تاکہ آپ متقی بن جائیں اور آپ کی آخرت سدھر جائے۔ بنی اسرائیل نے اپنی کتاب کے ساتھ جو عمل کیا وہ آپ نہ کیجئے۔

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ
مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَ
اَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ، اَلَسْتُ
بِرَبِّكُمْ، قَالُوْا بَلٰى، شَهِدْنَا، اَنْ
تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا
عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷۲﴾ اَوْ تَقُوْلُوْٓا
اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ
وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ،
اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۱۷۳﴾

وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۷۴﴾

ترجمہ اور (اے رسول وہ وقت یاد کیجئے) جب ہم نے بنی آدم سے (یعنی) ان کی پیٹھوں سے ان کی اولاد کو (باہر) نکالا اور ان پر انہی کو گواہ بنایا (وہ اس طرح کہ ہم نے ان سے کہا) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں، ہم گواہی دیتے ہیں (کہ تو ہمارا رب ہے، اللہ نے کہا، میں نے تم سے یہ اقرار اس لئے کرایا ہے) کہ کہیں تم قیامت کے دن یہ نہ کہدو کہ ہمیں تو خبر ہی نہیں تھی (کہ تو ہمارا رب ہے) ﴿۱۷۲﴾ یا تم یہ نہ کہدو (ہم سے) پہلے ہمارے آباء و اجداد نے شرک کیا اور ہم تو ان کی اولاد تھے ان کے بعد (پیدا ہوئے، جیسا ان کو کرتے دیکھا وہی کرنے لگے) تو کیا (اے اللہ) تو ہم کو ان باطل پرست لوگوں کے اعمال کی وجہ سے ہلاک کریگا ﴿۱۷۳﴾ اور (اے رسول) ہم اس طرح اپنی آیات کو علیحدہ علیحدہ بیان کر رہے ہیں (کہ لوگوں کو سمجھنے میں کوئی الجھن نہ ہو) اور کافر (اپنے کفر سے) باز آجائیں ﴿۱۷۴﴾

معانی و مصادر

(لَسْتُ) لَسْتُ = میں نہیں ہوں۔

تفسیر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اَخَذَ اللّٰهُ الْمِيْثَاقَ مِنْ ظَهْرِ اٰدَمَ بِنَعْمَانَ يَعْنِيْ عَرَفَةَ فَاَخْرَجَ مِنْ صُلْبِهٖ كُلَّ ذُرِّيَّةٍ ذَرَأَهَا فَنَثَرَهُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ كَالذَّرِّ ثُمَّ كَلَّمَهُمْ قُبُلًا قَالَ. اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا الخ (رواہ امام احمد عن ابن عباس وسندہ صحیح۔ بلوغ جزء اول ص۳۳)

اللہ تعالیٰ نے آدم کی پیٹھ سے (ان کی اولاد کو نکال کر ان سے) نعمان یعنی عرفات کے مقام پر عہد لیا (اور وہ اس طرح کہ) اللہ تعالیٰ نے آدم کی صلب سے (ان کی) تمام اولاد کو جن کو اس نے پیدا (کرنے کا ارادہ) کیا تھا انکی صلب سے باہر نکالا پھر ان کو اپنے سامنے چیونٹیوں کی مانند پھیلا دیا پھر ان سے بالمشافہ بات کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے پوچھا! کیا میں تمہارا

رب نہیں ہوں، ان سب نے کہا کیوں نہیں، ہم
گواہی دیتے ہیں (کہ تو ہمارا رب ہے)۔

مذکورہ بالا حدیث میں جو واقعہ بیان کیا گیا ہے آیات زیر تفسیر میں اس کی طرف اشارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا کے تمام مشرکین کو ابتدائے آفرینش کا وہ اقرار اور عہد یاد دلاتا ہے جس میں انہوں نے اقرار کیا تھا کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ان کا رب ہے اور وہ صرف اسی کو اپنا رب سمجھیں گے، کسی دوسرے کو نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ) اور اے رسول، مشرکین کو وہ واقعہ یاد دلائیے جب آپ کے رب نے بنی آدم سے یعنی ان کی پیٹھوں سے ان کی ذریت کو نکالا۔ (وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ) اور ان پر انہی کو گواہ بنایا۔ آپ کے رب نے ان سے پوچھا بتاؤ (اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں (قَالُوْا بَلٰى) ان سب نے جواب دیا، کیوں نہیں (شَهِدْنَا) ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک تو ہمارا رب ہے، ہم اس پر قائم رہیں گے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ) میں نے یہ قول و قرار تم سے اس لئے لیا ہے کہ کہیں تم قیامت کے روز یہ نہ کہہ دو کہ ہم تو عقیدۂ توحید سے بالکل بے خبر تھے، ہمیں تو کسی نے بتایا ہی نہیں (اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ) یا کہیں تم یہ عذر نہ پیش کرو کہ ہم سے پہلے ہمارے آباء و اجداد نے شرک کیا، ہم ان کی اولاد تھے، ان کے بعد ہماری پیدائش ہوئی، ہم نے جو کچھ انہیں کرتے دیکھا اسے صحیح سمجھا اور ہم بھی کرتے رہے (اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ) تو کیا اے ہمارے رب، جو کچھ ان باطل پرستوں نے کیا اس کی سزا میں تو ہمیں ہلاک کریگا۔ ہمارا تو کوئی قصور نہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اس عہد اَلَسْت یں مشرکین کی اس حجت کو کالعدم کر دیا۔ اب وہ قیامت کے روز شرک کے سلسلہ میں اپنی نجات کے لئے کوئی حجت پیش نہیں کر سکتے۔

اللہ تعالےٰ نے اس عہد الست کو یاد دلا کر دنیا کے تمام مشرکین کو متنبہ کر دیا کہ شرک سے باز آجائیں، اپنے عہد کو یاد کریں اور توحید کا اقرار کر کے مسلم بن جائیں آگے فرمایا (وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ) اور ہم اسی طرح اپنی آیات کو علیحدہ علیحدہ بیان کر رہے ہیں تاکہ ہماری باتیں ان کی سمجھ میں آجائیں اور وہ اپنے شرک سے باز آجائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى لِاَهْوَنِ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَوْ اَنَّ لَكَ مَا فِى الْاَرْضِ مِنْ شَىْءٍ اَكُنْتَ تَفْتَدِىْ بِهٖ؟ فَيَقُوْلُ نَعَمْ، فَيَقُوْلُ اَرَدْتُ مِنْكَ اَهْوَنَ مِنْ

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس شخص سے جس کو دوزخ میں سب سے کم عذاب ہوگا پوچھے گا: بتا اگر زمین کی ہر چیز (اس وقت) تیرے پاس ہو تو کیا تو اس کو اپنے فدیہ میں

هٰذَا وَاَنْتَ فِیْ صُلْبِ اٰدَمَ اَنْ لَّا تُشْرِكَ بِیْ شَیْئًا فَاَبَیْتَ اِلَّا اَنْ تُشْرِكَ بِیْ (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب صفة الجنة والنار جزء ۸ صـ۱۴۳ وصحیح مسلم کتاب صفة القیامة والجنة والنار باب طلب الکافر الفداء بملء الارض ذهبا جزء ۲ صـ۵۲۲ واللفظ للبخاری)

دے دیگا! وہ کہے گا ہاں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیگا: جب تو صلب آدم میں تھا تو میں نے تجھ سے اس سے بھی زیادہ آسان چیز کا مطالبہ کیا تھا، وہ یہ کہ میرے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہ کیجیو لیکن تو نے وہ مطالبہ نہیں مانا اور شرک کر کے رہا۔

مندرجہ بالا حدیث کو آیات زیر تشریح کی تفسیر میں بڑا دخل ہے۔ الغرض انسانوں کو پیدا کرنے سے پہلے اللہ تعالےٰ نے تمام انسانوں سے توحید کا عہد لیا تھا۔

یہی وہ عہد ہے جو انسان کی فطرت میں داخل ہے۔ اگر دوسرے عوامل اس کی فطرت کو خراب نہ کریں تو انسان اس عہد کی بنا پر توحید پر قائم رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ اِلَّا یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ یُهَوِّدَانِهٖ اَوْ یُنَصِّرَانِهٖ اَوْ یُمَجِّسَانِهٖ كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِیْمَةُ بَهِیْمَةً جَمْعَاءَ هَلْ تُحِسُّوْنَ فِیْهَا مِنْ جَدْعَاءَ ثُمَّ یَقُوْلُ فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ (صحیح بخاری کتاب التفسیر ابواب تفسیر سورة الروم جزء ۶ صـ۱۴۳ و صحیح مسلم کتاب القدر باب معنی کل مولود یولد علی الفطرة جزء ۲ صـ۲۵۸)

کوئی بچہ ایسا نہیں جو فطرت پر نہ پیدا ہوتا ہو پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی یا عیسائی یا مجوسی بنا لیتے ہیں جیسے چوپایہ اپنے بچہ کو صحیح سالم جنتا ہے، کیا تم اس میں کسی کو ناک کٹا دیکھتے ہو (پھر آپ نے یہ آیت پڑھی) فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ یعنی یہ اللہ کی فطرت ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کی فطرت میں کوئی تبدیلی نہیں آتی (ہر بچہ فطرت ہی پر پیدا ہوتا ہے۔ یہ فطرت سب کے لئے یکساں ہے اور) یہ (فطرت کیا ہے) سیدھا دین اسلام ہے (یعنی ہر بچہ فطرةً مسلم پیدا ہوتا ہے بعد میں اس کے ماں باپ اس کا دین بگاڑ دیتے ہیں)۔

عمل

اے لوگو، عہد الست پر قائم رہیئے۔ یہ عہد اگرچہ آپ کو یاد نہیں ہے لیکن اب جب کہ اللہ تعالےٰ

نے آپ کو یاد دلادیا ہے تو اب آپ اس پر ایمان لائیے اور اس عہد کے مطابق توحید پر قائم رہیئے۔ کسی قسم کا ذرا سا بھی شرک نہ کیجئے۔

اے لوگو، آباء واجداد کے افعال کو دلیل نہ بنائیے۔ ان کے افعال غلط بھی ہو سکتے ہیں لہذا آپ ان باتوں پر عمل کیجئے جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوں کیونکہ اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں غلط نہیں ہو سکتیں اور جو غلط نہیں ہو سکتیں وہی معیار حق ہیں۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ
اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ
الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۱۷۵﴾
وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ
اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ
فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ
تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ
يَلْهَثْ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ
الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ

الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴿۱۷۶﴾
سَآءَ مَثَلًا ِۨ الْقَوْمُ الَّذِينَ كَذَّبُوا
بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوا يَظْلِمُونَ ﴿۱۷۷﴾
مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ
وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ
الْخٰسِرُونَ ﴿۱۷۸﴾ وَلَقَدْ ذَرَاْنَا
لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَ
الْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ
بِهَا ۫ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ

بِهَا، وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ
بِهَا، اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ
هُمْ اَضَلُّ، اُولٰٓئِكَ هُمُ
الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۷۹﴾

ترجمہ اور (اے رسول) ان کو اس شخص کا حال بھی سنا دیجئے جس کو ہم نے اپنی آیات (کے علم) سے نوازا تھا (لیکن) بعد میں وہ ان آیات (کے علم سے) عاری ہو گیا (بس) پھر (کیا تھا) شیطان اس کے پیچھے لگ گیا اور وہ گمراہوں میں شامل ہو گیا ﴿۱۷۵﴾ اگر ہم چاہتے تو ان آیتوں (کی برکت) سے اُسے اوپر اٹھا لیتے لیکن وہ تو پستی کی طرف مائل ہو گیا اور اپنی خواہش کی پیروی کرنے لگا اس کی مثال کتے جیسی ہے کہ اگر تم اس پر بوجھ لادو تو ہانپے اور اگر یونہی چھوڑ دو تو بھی ہانپے (اور یہ مثال صرف اسی کے حسب حال نہیں بلکہ) یہ مثال ان (تمام) لوگوں پر صادق آتی ہے جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا (اور خواہش نفس کی پیروی کر کے ذلیل خوار ہوئے) تو (اے رسول) آپ (ان جھٹلانے والوں کے) قصے (اور ان کا انجام ان لوگوں کو) سنا دیجئے تاکہ یہ (اپنے انجام کے متعلق) غور و فکر کریں ﴿۱۷۶﴾ (اور اے رسول) جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ان کی مثال (بہت) بری ہے، (انہوں نے کسی کا کچھ نقصان نہیں کیا بلکہ) وہ اپنا ہی نقصان کرتے رہے ﴿۱۷۷﴾ (اور اے رسول) جس کو اللہ ہدایت پر چلائے وہی ہدایت یاب ہے اور جس کو اللہ گمراہ کر دے تو پھر ایسے ہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں ﴿۱۷۸﴾ اور (اے رسول) ہم نے بہت سے جن اور (بہت سے) انسان دوزخ کے لئے پیدا کئے ہیں (اور یہ وہ لوگ ہیں کہ) ان کے پاس دل تو ہیں لیکن ان کے ذریعہ سمجھتے نہیں، آنکھیں ہیں لیکن ان سے دیکھتے نہیں، کان ہیں لیکن ان سے سنتے نہیں (یعنی حق بات کو جاننے کے لئے دل، آنکھ اور کان سے کام نہیں لیتے) یہ لوگ چار پایوں کے مثل ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ (راہ

راست سے) بھٹکے ہوئے (اور اس کی وجہ اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ) یہ لوگ (اپنے انجام سے) غافل ہیں (۱۷۹)

معانی و مصادر

(انسَلَخَ) اِنْسَلَخَ، یَنْسَلِخُ، اِنْسِلَاخٌ (باب انفعال) ننگا ہو جانا، گذر جانا۔

(غٰوِیْنَ) غَوٰی، یَغْوِیْ، غَیٌّ (ض) غَوِیَ، یَغْوٰی، غَوَایَۃٌ (س) گمراہ ہونا، نامراد ہونا۔

(اَخْلَدَ) اَخْلَدَ، یُخْلِدُ، اِخْلَادٌ (باب افعال) اقامت کرنا، دوام بخشنا، چمٹنا، جھکنا۔

(یَلْهَثْ) لَهِثَ، یَلْهَثُ، لَهْثٌ ولَهَاثٌ (س، ف) کتے کی طرح ہانپنا۔

(اقْصُصِ القَصص) قَصَّ، یَقُصُّ، قَصْصٌ (ن) بیان کرنا، قدم بقدم چلنا۔

(ذَرَاْنَا) ذَرَأَ، یَذْرَأُ، ذَرْأٌ (ف) پھیلانا، زیادہ کرنا، پیدا کرنا۔

تفسیر

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اس قوم کی مثال جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلائے ایک ایسے شخص سے دی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے علم دین دیا ہو پھر بھی وہ دنیا کی طرف مائل ہو جائے۔ دنیا کمانے کی خاطر آخرت کو خراب کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ الَّذِیْٓ اٰتَیْنٰهُ اٰیٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا) اور اے رسول، ان لوگوں کو اس شخص کا حال سنائیے جس شخص کو ہم نے اپنی آیات دی تھیں، اپنی کتاب کا علم دیا تھا۔ ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ وہ ان آیات پر عمل کرتا لیکن وہ تو ان آیات سے (عملاً) عاری ہو گیا (فَاَتْبَعَهُ الشَّیْطٰنُ) بس پھر کیا تھا شیطان اس کے پیچھے لگ گیا (فَكَانَ مِنَ الْغٰوِیْنَ) اور (بالآخر) وہ گمراہ ہو گیا۔ (شیطان نے اُسے گمراہ کر کے ہی چھوڑا)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لَهٗ شَیْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِیْنٌ ○

(الزخرف ۔ ۳۶)

اور (اے رسول) جو شخص رحمٰن کے ذکر سے منہ موڑے تو ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں پھر وہی اس کا ساتھی ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِسْتَحْوَذَ عَلَیْهِمُ الشَّیْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ، اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّیْطٰنِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّیْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○ اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اُولٰٓئِكَ فِی الْاَذَلِّیْنَ ○ (المجادلۃ ۔ ۱۹ و ۲۰)

شیطان نے ان پر قابو پا لیا ہے اور اللہ کے ذکر سے غافل کر دیا ہے، خبردار ہو جاؤ شیطان کا لشکر نقصان اٹھانے والا ہے۔ بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ ذلیل ترین لوگوں میں شامل ہوں گے۔

آگے فرمایا (وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا) اور اگر ہم چاہتے تو اپنی آیات کے علم کے ذریعہ اس کا درجہ بلند کر دیتے (وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ) لیکن وہ تو دنیا کی طرف مائل ہو گیا، آیات

کی پیروی کرنے کی بجائے اپنی خواہشات کی پیروی کرنے لگا تو ایسی صورت میں اس کا درجہ کیسے بلند ہوتا۔ علم کی وجہ سے درجہ ضرور بلند ہوتا ہے لیکن اسی صورت میں کہ اس علم کے مطابق عمل ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللَّهُ لَكُمْ وَإِذَا قِيلَ انشُزُوا فَانشُزُوا يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ○

(المجادلۃ ۔ ۱۱)

(اور) اے ایمان والو، جب تم سے کہا جائے کہ مجالس میں کھل کر بیٹھو تو کھل کر بیٹھ جایا کرو اللہ تم کو کشادگی عطاء فرمائیگا اور جب تم سے کہا جائے کہ مل کر بیٹھ جاؤ تو مل کر بیٹھ جایا کرو (یا تم سے یہ کہا جائے کہ اٹھ جاؤ تو اٹھ جایا کرو)، تم میں سے جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اور (وہ) جن کو علم دیا گیا ہے اللہ ان کے درجات بلند کرے گا۔ (اور یہ نہ سمجھو کہ اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر نہیں) اللہ تو جو کچھ تم کرتے ہو سب سے باخبر ہے۔

اس آیت کا آخری حصہ (وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ) "اللہ کو خبر ہے جو کچھ تم کر رہے" علم و عمل کے باہمی تعلق کو ظاہر کر رہا ہے۔ علم بغیر عمل کے بیکار ہے۔

مشیت الٰہی کے مطابق درجہ اسی کا بلند ہوتا ہے جو علم کے مطابق عمل کرے لیکن اس شخص نے علم کے مطابق عمل نہیں کیا لہٰذا مشیت الٰہی نے اس کا ساتھ نہیں دیا اور وہ بلند درجہ حاصل نہ کر سکا۔ علم کے ہوتے ہوئے وہ دنیا کی طمع میں گرفتار ہو گیا اور اپنی خواہشات کو جائز۔ ناجائز طریقے سے پورا کرنے کی کوشش میں لگ گیا۔ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِن تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ) تو اس کی مثال کتے کی سی ہے کہ اگر اس پر اسباب لاد دیا جائے تو بھی ہانپے اور ویسے ہی چھوڑ دیا جائے تو بھی ہانپے یعنی راحت ہو یا تکلیف ہر حال میں وہ اپنی زبان باہر نکال کر ہانپتا رہتا ہے۔ اس کی پریشانی کی یہ کیفیت کسی حالت میں بدلتی نہیں۔ یہی حال دنیا دار انسان کا ہے۔ اگر دنیا اس کو نہ ملے تو اس کو حاصل کرنے کے لئے بے قرار رہتا ہے اور اگر مل جائے تو مزید ملنے کی خواہش اور طمع میں پریشان نظر آتا ہے۔ اس کی حرص میں کسی قسم کی کمی نہیں آتی۔ دنیا کے ملنے یا نہ ملنے سے اس کی حرص میں کوئی فرق نہیں آتا۔ حرص کے لحاظ سے دنیا کا ملنا اور نہ ملنا اس کے لئے دونوں برابر ہیں (ذَٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا) یہی مثال ان لوگوں کی بھی ہے جو ہماری آیتوں کو جھٹلا رہے ہیں ان کو ڈرانا یا نہ ڈرانا، گذشتہ قوموں کے عبرت ناک قصے سنانا یا نہ سنانا دونوں برابر ہیں۔ کسی حالت میں ان کی ہٹ دھرمی اور سرکشی میں کوئی فرق نہیں آتا۔ (فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ) بہر حال اے رسول، آپ انہیں گذشتہ امتوں کے عبرتناک قصے سناتے رہیئے ہو سکتا ہے کہ یہ اپنے انجام پر غور کریں (اور ڈر کر اپنی غلط روش سے تائب ہو جائیں)۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے عالم دین کو جو دنیا کی طرف مائل ہو کر دین کو چھوڑ بیٹھے اس کتے

سے تشبیہ دی پھر فرمایا کہ جو لوگ باوجود علم کے قرآن مجید کا انکار کر رہے ہیں ان کی بھی یہی مثال ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچاننے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کر رہے ہیں اور دنیا کی طرف مائل ہو گئے ہیں۔ وہ تنگدست ہوتے ہیں تو دولت کی طلب میں سرگرداں اور مال دار ہوتے ہیں تو دولت کی زیادتی کے لئے پریشاں۔ دنیا کی حرص نے انہیں اتنا مدہوش کر دیا ہے کہ وہ اپنے انجام سے غافل ہو گئے ہیں۔ ایسے لوگ اسی طرح گمراہ ہیں جس طرح وہ عالم دین جو دنیا کی طرف مائل ہو کر گمراہ ہوا۔

آگے فرمایا (سَآءَ مَثَلًا نِ الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ) جو لوگ ہماری آیتوں کو جھٹلا رہے ہیں اور اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہیں ان کی مثال کتنی بری مثال ہے کہ ان کو کتے سے تشبیہ دی گئی ہے (کاش وہ اپنی اس ذلت و خواری پر غور کرتے اور دنیا کی خاطر اپنی آخرت کو تباہ نہ کرتے (مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ) جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے وہی ہدایت یاب ہوتا ہے (وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ) اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے (یعنی جو اللہ تعالیٰ کے قوانین ہدایت کے مطابق ہدایت کا طلبگار نہ ہو) تو ایسے ہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں (اللہ تعالیٰ تو انہیں ہی ہدایت دیتا ہے جو ہدایت کے لئے خلوص کے ساتھ کوشش کرتے ہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ○

(العنکبوت۔ ۶۹)

اور (اے رسول) جو لوگ ہمارے (راستے) میں (آنے کی) کوشش کرتے ہیں ہم ضرور ان کو اپنے راستے دکھا دیتے ہیں (جن کے ذریعہ وہ صراط مستقیم پر پہنچ جاتے ہیں) بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے (اور ان کی مدد اور رہنمائی کرتا رہتا ہے)۔

اور جو لوگ ہدایت کے لئے کوشش نہیں کرتے بلکہ محض دنیا کمانے کے لئے ہٹ دھرمی سے ہدایت کا انکار کرتے ہیں وہ ہدایت سے فیضیاب نہیں ہو سکتے۔ حرص اور ہٹ دھرمی ایسی بری خصلتیں ہیں کہ جس شخص میں یہ پیدا ہو جاتی ہیں تو اس شخص کے حواس کو معطل کر دیتی ہیں۔ اس میں سوچنے سمجھنے کی صلاحیت باقی نہیں رہتی۔ ایسے شخص کا انجام سوائے دوزخ میں جلنے کے اور کیا ہو سکتا ہے (وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ) اور ہم نے بہت سے جن اور انسانوں کو دوزخ ہی کے لئے پیدا کیا ہے (لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا) اور یہ وہی لوگ ہیں جن کے پاس دل تو ہیں لیکن ان سے سمجھتے نہیں (وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا) ان کی آنکھیں ہیں لیکن ان سے دیکھتے نہیں (وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا) ان کے کان ہیں لیکن ان سے سنتے نہیں۔ حرص و ہٹ دھرمی کی وجہ سے ہر چیز پر مہر لگ گئی ہے۔ دلوں میں اپنا عبرت ناک انجام سوچنے کی صلاحیت نہیں رہی، آنکھوں سے عبرتناک

مناظر دیکھ کر اور کانوں سے عبرتناک قصے سن کر انہیں عبرت حاصل نہیں ہوتی۔ انسانوں نے اپنے دل، آنکھ اور کان کو جن کو اس لئے پیدا کیا گیا تھا کہ انسان ان سے کام لے کر اپنی آخرت سنوارتا معطل کر دیا ہے۔ جس مقصد کے لئے ان اعضاء کو پیدا کیا تھا اس مقصد کے لئے ان سے کام نہیں لیا جا رہا (اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ) ایسے لوگ چوپایوں کی مانند ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ بھٹکے ہوئے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے انجام سے غافل ہیں چوپائے تو پھر بھی تھوڑا بہت اپنے نفع نقصان کو سمجھ لیتے ہیں اور نفع حاصل کرنے اور نقصان سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن یہ انسان اپنے نفع و نقصان پر بالکل غور نہیں کرتے۔ باوجود عقل و تمیز ہونے کے یہ اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے تو ان کی حالت چوپایوں سے بھی بدتر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ○

(الفرقان۔ ۴۴)

(اور اے رسول) کیا آپ یہ گمان کرتے ہیں کہ ان میں سے اکثر لوگ سنتے ہیں اور سمجھتے ہیں (نہیں، یہ کچھ نہیں سنتے اور سمجھتے بلکہ) یہ تو چوپایوں کے مانند ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔

عمل

اے ایمان والو، اگر اللہ تعالےٰ نے آپ کو علم دین دیا ہے تو اس علم کے مطابق زندگی گذاریئے۔ دنیا کی خاطر اس علم کو پس پشت نہ ڈالئے اور کتّے کے مثل نہ ہو جایئے۔ کتّے کی مثال اچھی مثال نہیں ہے لہٰذا یہ مثال کسی حال میں بھی مؤمن کے شایانِ شان نہیں۔ آپ اپنی شان کے مطابق کام کیجئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ، اَلَّذِيْ يَعُوْدُ فِيْ قَيْئِهٖ كَالْكَلْبِ يَرْجِعُ فِيْ قَيْئِهٖ (صحیح بخاری کتاب الھبۃ وفضلھا باب لا یحل لاحد ان یرجع فی ھبۃ جزء ۳ ص ۲۱۵ وروی نحوہ مسلم فی صحیحہ فی کتاب الھبات باب تحریم الرجوع فی الصدقۃ والھبۃ جزء ۲ ص ۲)

بری مثال ہمارے شایان شان نہیں۔ جو شخص اپنی ہبہ کی ہوئی چیز کو واپس لیتا ہے وہ اس کتے کے مانند ہے جو قے کر کے اپنی قے کو چاٹ لے۔

نوٹ :۔ خط کشیدہ الفاظ صحیح مسلم میں نہیں ہیں۔

اس حدیث میں بھی حریص آدمی کی مثال کتے ہی سے دی گئی ہے لہذا اے ایمان والو، حریص نہ بنئے۔

اے لوگو، جانور کی مثل نہ بن جائیے۔ اپنے دل و دماغ، آنکھ اور کان سے فائدہ اٹھائیے۔ اللہ تعالےٰ نے جو عقل و تمیز آپ کو دی ہے اس کو کام میں لاکر اللہ تعالیٰ کو پہچانیئے۔ اس کی توحید پر قائم رہیئے اور جو ہدایت اس نے نازل فرمائی ہے اس پر عمل کر کے دین و دنیا میں سرخرو ہونے کی کوشش کیجئے۔

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۰﴾

ترجمہ اور (اے ایمان والو) اللہ کے اچھے اچھے نام ہیں، انہی ناموں سے اللہ کو پکارا کرو اور جو لوگ اللہ کے ناموں میں کجروی کرتے ہیں ان سے کنارہ کش رہو، جو کچھ یہ لوگ کر رہے ہیں عنقریب اس کی سزا انہیں ملنے والی ہے ﴿۱۸۰﴾

معانی و مصادر (یُلْحِدُوْنَ) اَلْحَدَ، یُلْحِدُ، اِلْحَادٌ (باب افعال) دین میں طعن کرنا، جھکنا و ہٹ جانا، لحد میں دفن کرنا۔ کجروی کرنا۔

تفسیر (وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا) اللہ تعالیٰ کے اچھے اچھے نام ہیں ان اچھے ناموں ہی سے اللہ تعالیٰ کو پکارا کرو۔ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات اعلیٰ و ارفع ہیں، اس کی کوئی صفت ناقص نہیں لہذا ان صفات کاملہ سے اس کے جو اسماء صفات بنتے ہیں وہ سب اچھے ہیں۔

خالق کائنات کا اسم ذات صرف ایک ہے اور وہ اللہ ہے لیکن اس کی صفتیں بے شمار ہیں لہذا اس کے اسماء صفات لاتعداد ہیں۔ خالق کائنات کا اسم ذات ہو یا اسم صفت کوئی برا نہیں بشرطیکہ اسم صفت ایسا نہ ہو کہ جس سے اس کی کسی صفت میں نقص پایا جائے۔ ایسا اسم صفت جس سے اللہ تعالیٰ کی تنقیص ہوتی ہو اللہ تعالیٰ کے شایان شان نہیں ہو سکتا اور نہ ایسے نام سے اللہ تعالیٰ کو پکارا جا سکتا ہے (وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ) اور اے ایمان والو، جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں کجروی کرتے ہیں، اس کے ناموں کو بگاڑتے ہیں، اس کے ایسے نام تجویز کرتے ہیں جن میں نقص پایا جاتا ہے تو ایسے لوگوں کو چھوڑ دو، ان کے معاملہ کو اللہ تعالیٰ کے حوالہ کر دو (سَيُجْزَوْنَ

مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ) عنقریب ان کو ان کے عمل کی سزا مل جائے گی۔

آیت کا منشاء یہ ہے کہ ایسے نام جن سے نقص کا پہلو نکلتا ہو ان سے اللہ تعالیٰ کو نہیں پکارنا چاہئے۔ بعض قوموں کے ہاں ایسے نام رائج ہیں جو قطعاً اللہ تعالیٰ کے شایان شان نہیں مثلاً خدا، گوڈ (God) بھگوان وغیرہ۔ ایمان والوں کو ان ناموں کے استعمال سے اجتناب کرنا چاہیئے۔

(نوٹ) تفصیل کے لئے جلد اول میں "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى۔

(بنی اسرآءیل - ۱۱۰)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ تم اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر پکارو تم جس نام سے (چاہو) پکارو اس کے اچھے اچھے نام ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى۔

(طٰہٰ - ۸)

اللہ (ہی الٰہ ہے) اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، اس کے اچھے اچھے نام ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ○ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى، يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

(الحشر - ۲۲ تا ۲۴)

وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں (وہ) پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا ہے اور بے حد مہربان اور بہت رحم کرنے والا ہے۔ وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں (وہ) بادشاہ ہے پاک (و بے عیب) ہے، (وہ) سلامتی والا، امن دینے والا، محافظ، غالب، زبردست اور بڑائی والا ہے اور جو شرک یہ کر رہے ہیں اس سے پاک (و منزّہ) ہے۔ اللہ (تعالیٰ) ہی (کائنات کا) پیدا کرنے والا، (ہر چیز کا) موجد اور مصور ہے، اس کے اچھے اچھے نام ہیں، آسمانوں میں اور زمین میں جتنی چیزیں ہیں سب اس کی تسبیح پڑھتی ہیں، وہ غالب اور حکمت والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ اِسْمًا مِائَةً اِلَّا وَاحِدًا مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ (صحیح بخاری کتاب الشروط باب ما یجوز من الاشتراط والثنیا فی الاقرار جزء ۳ صـ۲۵۹ وصحیح مسلم کتاب الذکر و الدعاء باب فی اسماء اللہ تعالی جزء ۲ صـ۴۶۷)

اللہ کے ننانوے یعنی ایک کم سو نام (ایسے) ہیں کہ جو انہیں حفظ کرلے وہ جنت میں داخل ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا اَصَابَ اَحَدٌ قَطُّ هَمٌّ وَلَا حُزْنٌ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ عَبْدُكَ اِبْنُ عَبْدِكَ اِبْنُ اَمَتِكَ، نَاصِيَتِیْ بِيَدِكَ، مَاضٍ فِیَّ حُكْمُكَ، عَدْلٌ فِیَّ قَضَاءُكَ اَسْاَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِیْ كِتَابِكَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِیْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ رَبِيْعَ قَلْبِیْ وَنُوْرَ صَدْرِیْ وَجَلَاءَ حُزْنِیْ وَذَهَابَ هَمِّیْ اِلَّا اَذْهَبَ اللّٰهُ هَمَّهٗ وَحُزْنَهٗ وَاَبْدَلَهٗ مَكَانَهٗ فَرَحًا (مسند احمد۔ سندہ صحیح بلوغ الامانی جزء ۱۴ صـ۲۶۳ ومرعاۃ المفاتیح جزء ۶ صـ۹۷ و صـ۹۸)

جس شخص کو کسی قسم کا فکر یا غم لاحق ہو وہ یہ دعاء پڑھے (ترجمہ) اے اللہ میں تیرا بندہ ہوں، تیرے بندے کا بیٹا ہوں، تیری بندی کا بیٹا ہوں، میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے، میرے معاملہ میں تیرا ہی حکم نافذ ہے، میرے حق میں تیرا فیصلہ انصاف پر مبنی ہے، میں تیرے ان تمام ناموں سے جن سے تو نے اپنے نفس کو پکارا ہے یا جن کو اپنی خلق میں سے کسی کو سکھایا ہے یا جن کو اپنی کتاب میں نازل فرمایا ہے یا اس کو اپنے پاس علم غیب میں اپنے لئے پسند فرمایا ہے سوال کرتا ہوں کہ قرآن کو میرے دل کی راحت و تروتازگی، میرے سینہ کا نور، میرے غم کو کھولنے کا سبب اور میرے فکر کو دور کرنے کا ذریعہ بنا دے۔ جو شخص اس دعاء کو پڑھے گا تو اللہ اس کا فکر اور غم دور کر دیگا اور اس کے بدلہ میں خوشی عطاء فرمائے گا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ کے بہت سے نام ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے غیب میں رکھا ہے۔ ان کو کوئی نہیں جانتا سوائے اس کے۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کو اچھے اور کامل ناموں سے پکارا کیجئے۔ بُرے اور ناقص ناموں سے نہ پکاریئے۔

وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ أُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ
بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَ
الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ
مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۲﴾ وَاُمْلِيْ
لَهُمْ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴿۱۸۳﴾

ترجمہ جن لوگوں کو ہم نے پیدا کیا ہے ان میں بعض لوگ ایسے ہیں کہ حق کا راستہ بتاتے ہیں اور اسی (حق) کے مطابق انصاف کرتے ہیں ﴿۱۸۱﴾ اور (بعض لوگ ایسے ہیں) جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلا دیا ہے ہم ان کو بتدریج اس طرح پکڑیں گے کہ انہیں خبر بھی نہ ہوگی ﴿۱۸۲﴾ یعنی (پہلے) میں انہیں ڈھیل دیتا ہوں (پھر حکیمانہ تدبیر کے ذریعہ انہیں یکایک پکڑ لیتا ہوں) یقیناً میری تدبیر بڑی مضبوط ہوتی ہے ﴿۱۸۳﴾

معانی و مصادر (نَسْتَدْرِجُ) اِسْتَدْرَجَ، يَسْتَدْرِجُ، اِسْتِدْرَاجٌ (باب استفعال) نزدیک کرنا، دھوکا دینا، درجہ بدرجہ چڑھانا۔
(اُمْلِيْ) اَمْلٰى، يُمْلِيْ، اِمْلَاءٌ (باب افعال) ڈھیل دینا، لکھوانا، طویل کرنا۔
(مَتِيْنٌ) مَتُنَ، يَمْتُنُ، مَتَانَةٌ (ك) سخت اور قوی ہونا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ أُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ) جن لوگوں کو ہم نے پیدا کیا ہے (تو ان میں سب یکساں نہیں)۔ ان میں سے بعض ایسے لوگ ہیں جو حق کی ہدایت کرتے ہیں اور حق کے مطابق لوگوں کے معاملات میں انصاف کرتے ہیں (اور بعض ایسے

ہیں جو حق کی تبلیغ کرنا تو کجا، حق کا انکار کرتے ہیں) (وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ) تو ایسے لوگ جو (حق کا انکار کرتے ہیں اور) ہماری آیتوں کو جھٹلاتے ہیں، ہم بتدریج انہیں اس طرح ہلاکت کی منزل کے قریب لے جاتے ہیں کہ انہیں خبر ہی نہیں (وَاُمْلِيْ لَهُمْ) اور (اے رسول) میں انہیں ڈھیل دیتا ہوں (تو وہ اپنی سرکشی میں مگن ہو جاتے ہیں، عذاب الٰہی سے غافل ہو جاتے ہیں۔ انہیں خبر ہی نہیں ہوتی کہ یہ ڈھیل عذاب کا پیش خیمہ ہے۔ وہ اسی غفلت میں ہوتے ہیں کہ اچانک عذاب میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ اس سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتے). (اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ) میری تدبیر بڑی مضبوط ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ○ وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ○
فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ○
(والسماء والطارق - ۱۵ تا ۱۷)

(اے رسول) یہ لوگ (آپ کے خلاف) تدبیریں کر رہے ہیں اور میں بھی تدبیر کر رہا ہوں تو آپ ان کافروں کو مہلت دیدیجئے (اور زیادہ نہیں بس) تھوڑی سی مہلت دے دیجئے (پھر میں ان کو دیکھ لوں گا)۔

اللہ تعالیٰ ڈھیل دیتا ہے لیکن جب پکڑتا ہے تو اچانک پکڑ لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ○ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
(الانعام - ۴۴ و ۴۵)

پھر جب انہوں نے اس نصیحت کو جو انہیں کی گئی تھی فراموش کر دیا تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے، یہاں تک کہ جب وہ ان چیزوں میں جو ان کو دی گئی تھیں خوب مگن ہو گئے تو ہم نے ان کو اچانک پکڑ لیا پھر وہ مایوس ہو کر رہ گئے۔ پھر ان لوگوں کی جنہوں نے ظلم کیا تھا جڑ کاٹ دی گئی (وہ نیست و نابود کر دیئے گئے) اور ہر قسم کی تعریف تو اللہ رب العالمین کے لئے ہے (جو غالب ہے کبھی مغلوب نہیں ہوتا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ○
(والسماء ذات البروج - ۱۲)

(اے رسول) آپ کے رب کی پکڑ بڑی سخت ہوتی ہے۔

عمل

اے لوگو، حق کو تسلیم کیجئے۔ حق کی اشاعت کیجئے۔ حق کے ساتھ انصاف کیجئے۔
اے لوگو، حق کا انکار کر کے عذاب الٰہی کو دعوت نہ دیجئے۔ مہلت کے زمانہ میں غافل نہ ہو جائیے کہیں ایسا نہ ہو کہ عذاب الٰہی اچانک آجائے اور آپ کو خبر بھی نہ ہو۔

أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿۱۸۴﴾

ترجمہ کیا ان کافروں نے غور نہیں کیا کہ ان کے صاحب (یعنی ہمارے رسول) کو کسی قسم کا جنون نہیں ہے، وہ تو علی الاعلان (اللہ کی طرف سے) ڈرانے والے ہیں ﴿۱۸۴﴾

معانی ومصادر (جِنَّةٌ) جَنَّ، يَجُنُّ، جَنٌّ وجُنُوْنٌ (ن) عقل کو ڈھانکنا، دیوانہ کرنا (جِنَّةٌ = دیوانگی)۔

تفسیر کفار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوانہ کہا کرتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کے اس قول کو قرآن مجید میں کئی جگہ بیان کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ ○
(الحجر - ۶)

اور (اے رسول، یہ کافر آپ سے) کہتے ہیں کہ اے وہ شخص جس (کا دعویٰ ہے کہ اس) پر (اللہ کی طرف سے) نصیحت نازل ہوئی ہے تو دیوانہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

أَنَّىٰ لَهُمُ الذِّكْرَىٰ وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُّبِينٌ ○ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلَّمٌ مَّجْنُونٌ ○
(الدخان - ۱۳و۱۴)

(لیکن) ان کو نصیحت کیسے ہوگی، ان کے پاس ایسا رسول آچکا ہے جو (ہدایت کی) بات کو واضح کرتا ہے (لیکن یہ) پھر (بھی اس پر ایمان نہیں لائے بلکہ) اس سے منہ پھیر لیا اور کہنے لگے یہ تو سکھایا پڑھایا دیوانہ ہے۔

اللہ تعالےٰ نے کفار کے اس قول کی جگہ جگہ تردید کی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ ○
(والطور - ۲۹)

(اے رسول) آپ نصیحت کرتے رہیے، آپ اپنے رب کے فضل وکرم سے نہ تو کاہن ہیں اور نہ دیوانے۔

آیت زیر تفسیر میں بھی اللہ تعالےٰ نے کفار کے اس قول کی تردید کی ہے۔

اوپر کی آیتوں میں انذار و تخویف کا پہلو تھا۔ اللہ تعالےٰ نے کفار کو عذاب الٰہی کی دھمکی دی تھی۔ اللہ تعالےٰ نے ان سے فرمایا تھا کہ مہلت کی وجہ سے غافل نہ ہو جانا اللہ تعالیٰ کا عذاب کسی وقت بھی اچانک آسکتا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پھر نرم پہلو اختیار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ضمیر کو جھنجوڑ کر انہیں غور و فکر کی دعوت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ) کیا ان لوگوں نے غور و فکر نہیں کیا کہ ان کے ساتھی کو جنون نہیں ہے (کیا انہوں نے اپنے ساتھی یعنی ہمارے رسول کی زندگی کو قریب سے نہیں دیکھا!۔ ہمارا رسول ان کے لئے اجنبی نہیں، اس نے انہی لوگوں میں زندگی گذاری ہے۔ کیا پہلے کبھی اس نے کوئی دیوانہ پن کی بات کہی۔ اگر نہیں کہی اور ہرگز نہیں کہی تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ دفعتہً وہ دیوانہ پن کی باتیں کرنے لگے)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○
(یونس - ۱۶)

(اور اے رسول، آپ یہ بھی) کہہ دیجئے کہ اگر اللہ چاہتا تو میں یہ (کتاب) تم کو پڑھ کر نہ سناتا اور نہ اللہ تم کو اس سے آگاہ کرتا (اور اے کافرو) میں اس سے پہلے تم لوگوں میں (اپنی) عمر (کا کافی حصہ) گذار چکا ہوں (کبھی ایسی بات کہی) کیا تم میں اتنی بھی عقل نہیں (کہ جس شخص نے اتنی عمر تک کچھ نہ کہا ہو وہ یکایک ایسا فصیح و بلیغ کلام کیسے بنا سکتا ہے)۔

آگے فرمایا (اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ) ہمارا رسول یقیناً دیوانہ نہیں ہے وہ تو صاف صاف ڈرانے والا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَىْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ○
(سبا - ۴۶)

(اے رسول، ان سے) کہہ دیجئے کہ میں تمہیں ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم اللہ کے واسطے دو دو، ایک ایک اٹھ کھڑے ہو پھر (میرے متعلق خوب) غور کرو، (غور کرتے کرتے تم اس نتیجہ پر پہنچو گے کہ) تمہارے رفیق کو جنون نہیں ہے بلکہ وہ تو تم کو عذاب شدید

کے آنے سے پہلے (صاف صاف) ڈرانے
والا ہے۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے کفار کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور آپ کے اقوال و افعال پر غور کرنے کی دعوت دی۔ اللہ تعالیٰ کا اس دعوت سے منشاء یہ تھا کہ جب وہ ان چیزوں پر غور کریں گے تو ان کا ضمیر پکار اٹھے گا کہ جس شخص کو وہ مجنون کہہ رہے ہیں وہ محاسن و مکارم، حق و صداقت محکمات و معقولات کا ایک جگمگاتا ہوا آفتاب ہے پھر ان کا ضمیر انہیں جھنجوڑ جھنجوڑ کر ایمان لانے پر مجبور کریگا اور وہ ایمان لے آئیں گے۔

عمل

اے دنیا کے انسانو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور آپ کی تعلیمات پر غور کیجئے۔ اگر آپ نے بغیر تعصب کے انصاف کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور آپ کی تعلیمات پر غور کیا تو آپ یقیناً پکار اٹھیں گے کہ وہ اللہ ذو الجلال والاکرام وحدہ لاشریک کے مقدس رسول ہیں جو رہتی دنیا تک انسانوں کے لئے مشعل راہ اور ایک روشن چراغ ہیں۔

أَوَلَمْ يَنظُرُوا۟ فِى مَلَكُوتِ
ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَمَا خَلَقَ
ٱللَّهُ مِن شَىْءٍ وَأَنْ عَسَىٰٓ أَن
يَكُونَ قَدِ ٱقْتَرَبَ أَجَلُهُمْ
فَبِأَىِّ حَدِيثٍۭ بَعْدَهُۥ يُؤْمِنُونَ ﴿١٨٥﴾
مَن يُضْلِلِ ٱللَّهُ فَلَا هَادِىَ
لَهُۥ وَيَذَرُهُمْ فِى طُغْيَٰنِهِمْ
يَعْمَهُونَ ﴿١٨٦﴾ يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ
ٱلسَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَىٰهَا ۖ قُلْ

إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ، لَا
يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ إِلَّا هُوَ، ثَقُلَتْ
فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ، لَا تَأْتِيْكُمْ
إِلَّا بَغْتَةً، يَسْئَلُوْنَكَ كَأَنَّكَ
حَفِيٌّ عَنْهَا، قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ
اللّٰهِ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ
لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۷﴾

ترجمہ کیا انہوں نے آسمانوں اور زمین کی عظیم الشان سلطنت اور (اس کے علاوہ تمام چیزیں جو اللہ نے پیدا کی ہیں ان کی طرف نظر نہیں کی (جو اللہ کی عظمت اور توحید کی کھلی شہادت ہیں) اور (کیا انہیں اس بات کا ڈر نہیں) کہ ان کی موت کا وقت قریب آپہنچا ہو (اور مرتے ہی وہ عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جائیں، اگر وہ اب بھی ایمان نہیں لاتے تو آخر) پھر اس کے بعد وہ اور کس بات پر ایمان لائیں گے ﴿۱۸۵﴾ (اور اے رسول) جس کو اللہ گمراہ کر دے (یعنی جو اللہ تعالیٰ کے قوانین ہدایت کے مطابق ہدایت کا راستہ تلاش نہ کرے) تو اسے ہدایت پر چلانے والا

کوئی نہیں، اللہ انہیں (ان کے حال پر) چھوڑ دیتا ہے (پھر) وہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے (ہی) رہتے ہیں (۱۸۶) (اور اے رسول) یہ لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ وہ کب واقع ہوگی، آپ کہہ دیجئے اس کا علم تو میرے رب کو ہے، وہی اس کو اس کے وقت (مقررہ) پر ظاہر کریگا، (اے لوگو) وہ آسمانوں میں اور زمین میں ایک بڑی بھاری (آفت) ہوگی جو اچانک تم پر واقع ہوجائے گی (اور اے رسول) یہ لوگ (وقوع قیامت کے متعلق) آپ سے اس طرح سوال کرتے ہیں گویا کہ آپ اس سے بخوبی واقف ہیں، آپ کہہ دیجئے اس کا علم تو (صرف) اللہ کو ہے لیکن (بات یہ ہے کہ) اکثر لوگ (اتنی سی بات بھی) نہیں جانتے (۱۸۷)

معانی ومصادر

(مَلَكُوْتٌ) مَلَكَ، يَمْلِكُ، مُلْكٌ، مَلَكَةٌ، مَمْلُكَةٌ مالک ہونا (مَلَكُوْت = بڑی بادشاہت)۔

(مُرْسٰى) اَرْسٰى، يُرْسِيْ، اِرْسَاءٌ (باب افعال) ثابت ہونا، گاڑنا (مُرْسٰى = وقوع یا وقت وقوع)

(يُجَلِّيْ) جَلّٰى، يُجَلِّيْ، تَجْلِيَةٌ (باب تفعیل) ظاہر کرنا، کھول دینا۔

(حَفِيٌّ) حَفِيَ، يَحْفٰى، حَفَاوَةٌ (س) سوال میں کثرت کرنا، اکرام میں مبالغہ کرنا (حَفِيٌّ = بخوبی جاننے والا، اکرام یا سوال میں زیادتی کرنے والا)۔

تفسیر

گذشتہ آیت میں اللہ تعالےٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی دلیل قائم کی اور اس پر ایمان لانے کی دعوت دی۔ ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے اپنی توحید کے دلائل دئے اور اس پر ایمان لانے کی دعوت دی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ) کیا ان کفار نے آسمانوں اور زمین کی عظیم الشان سلطنت پر بھی نظر نہیں کی اور کیا جو چیزیں اللہ تعالےٰ نے پیدا کی ہیں ان پر غور نہیں کیا۔ اگر وہ بنظر غائر ان کا مطالعہ کرتے تو انہیں معلوم ہوجاتا کہ ان میں سے ہر چیز اللہ تعالےٰ کی عظمت اور اس کی توحید کی کھلی شہادت ہے۔ توحید اور رسالت دونوں کے دلائل ان کو بتا دئے گئے ہیں پھر بھی یہ لوگ ایمان نہیں لاتے تو آخر یہ ڈرتے کیوں نہیں (وَّاَنْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ) کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی موت قریب آگئی ہو اور یہ مرتے ہی عذاب الٰہی میں گرفتار ہوجائیں۔ قرآن مجید کی اتنی بلیغ اور حکیمانہ فہمائش کے باوجود اگر یہ لوگ ایمان نہیں لاتے تو آخر (فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ) اس کے بعد یہ اور کس بات پر ایمان لائیں گے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ (مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ) جس کو اللہ گمراہ کردے یعنی جو شخص اللہ تعالےٰ کے قوانین ہدایت کے مطابق ہدایت کا راستہ تلاش نہ کرے اور گمراہی میں پڑا رہے تو پھر اس کو ہدایت دینے والا کوئی نہیں۔ ہدایت پر لانے والی تو اللہ تعالیٰ کی آیات ہیں۔ جو شخص ان

پر ایمان نہیں لاتا تو اُسے ہدایت کہاں سے ملے گی؛ وہ تو گمراہی میں پڑا رہے گا (وَيَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ) ایسے لوگوں کو اللہ تعالےٰ ہدایت کی توفیق نہیں دیتا بلکہ ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیتا ہے پھر وہ اپنی سرکشی میں خوب بھٹکتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہدایت کی توفیق انہی کو دیتا ہے جو ہدایت کی جستجو میں جدوجہد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ ○

(العنکبوت - ۶۹)

اور (اے رسول) جو لوگ ہمارے (راستے) میں (آنے کی) کوشش کرتے ہیں ہم ضرور ان کو اپنے راستے دکھا دیتے ہیں (جن کے ذریعہ وہ صراط مستقیم پر پہنچ جاتے ہیں) بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے (اور ان کی مدد اور رہنمائی کرتا رہتا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ○ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ○

(المآئدۃ - ۱۶)

(اے لوگو) تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب آگئی ہے۔ اس کے ذریعہ اللہ ان لوگوں کو جو اللہ کی رضاء کی پیروی کرتے ہیں سلامتی کے راستے بتاتا ہے اور انہیں اپنے فضل سے تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لے آتا ہے اور انہیں صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار کفار کو قیامت سے ڈراتے تھے لیکن کفار بار بار مذاق اڑاتے تھے اور پوچھتے تھے کہ آخر وہ قیامت جس سے آپ بار بار ڈراتے ہیں کب آئے گی۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ (يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا) اے رسول، یہ آپ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ وہ کب واقع ہوگی (قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي) آپ کہہ دیجئے کہ قیامت کے واقع ہونے کے وقت کا علم تو بس میرے رب کو ہے۔ دوسرا کوئی نہیں جانتا کہ وہ کب واقع ہوگی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا ○ فِيمَ أَنْتَ مِنْ ذِكْرَاهَا ○ إِلَىٰ رَبِّكَ مُنْتَهَاهَا ○

(النازعات - ۴۲ تا ۴۴)

(اے رسول لوگ) آپ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں کہ وہ کب واقع ہوگی تو اسکا (وقت) بتانے کے سلسلہ میں آپ کس (فکر) میں پڑ گئے ہیں۔ اس کا علم تو آپ کے رب پر منتہی ہوتا ہے (وہی جانتا ہے)۔

(لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ) اس کو اس کے وقت مقررہ پر کوئی ظاہر نہیں کریگا سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ نہ اس کے واقع ہونے کا علم کسی کو ہے اور نہ اُسے واقع کرنے کی قدرت کسی میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰى ○

(طٰہٰ ۔ ۱۵)

قیامت یقیناً آنے والی ہے اگرچہ میں اس (کے وقت) کو چھپائے ہوئے ہوں، (قیامت اس لئے قائم ہوگی) تاکہ ہر شخص کو اسکے اعمال کا بدلہ دیا جائے۔

قیامت کوئی معمولی چیز نہیں بلکہ (ثَقُلَتْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ) آسمانوں میں اور زمین میں وہ ایک بڑی بھاری آفت ہوگی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ ○

(اقتربت الساعة ۔ ۴۶)

بلکہ قیامت کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے (وہ) قیامت (کا دن) زیادہ سخت اور زیادہ کڑوا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَىْءٌ عَظِيْمٌ ○ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ○

(الحج ۔ ۱و۲)

اے لوگو، اپنے رب سے ڈرو، قیامت کا زلزلہ (بہت) بڑی چیز ہے۔ (اے رسول) جس دن آپ اُسے دیکھیں گے (تو آپ دیکھیں گے کہ) ہر دودھ پلانے والی اپنے شیر خوار (بچے) کو بھول جائے گی اور ہر حمل والی کا حمل ساقط ہو جائیگا اور آپ دیکھیں گے کہ لوگ (نشہ میں) مدہوش ہیں حالانکہ وہ (نشہ میں) مدہوش نہیں ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب بہت سخت ہوگا۔ (اس کو دیکھ کر وہ مدہوش ہو جائیں گے)۔

آگے فرمایا (لَا تَاْتِيكُمْ اِلَّا بَغْتَةً) وہ آفت کی گھڑی تم پر اچانک واقع ہوگی۔ پہلے سے کسی کو معلوم نہیں ہوگا کہ قیامت آنے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○

(الزخرف ۔ ۶۶)

کیا یہ اسی بات کے منتظر ہیں کہ قیامت ان پر اچانک آجائے اور انہیں خبر بھی نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

بَلْ تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ○ (الانبیآء۔ ۴۰)

(اور اے رسول، قیامت کا وقت بتایا نہیں جائے گا) بلکہ وہ تو ان پر اچانک واقع ہوگی اور ان کو مبہوت کر دے گی، پھر نہ تو یہ اس کو دفع کر سکیں گے اور نہ ان کو مہلت دی جائے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَلَا يَسْمَعُهُ اَحَدٌ اِلَّا اَصْغٰى لِيْتًا وَرَفَعَ لِيْتًا قَالَ وَاَوَّلُ مَنْ يَسْمَعُهُ رَجُلٌ يَلُوْطُ حَوْضَ اِبِلِهٖ قَالَ فَيَصْعَقُ وَيَصْعَقُ النَّاسُ (صحیح مسلم کتاب الفتن باب فی خروج الدجال عن عبد اللہ بن عمرؓ جزء ۲ صفحہ ۵۷۶)

صور پھونکا جائیگا تو جو شخص اُسے سنے گا وہ (ایک طرف سے) گردن جھکا دے گا اور (دوسری طرف سے گردن) اٹھالے گا اور سب سے پہلے وہ اُسے سنے گا جو اپنے اونٹوں کا حوض درست کر رہا ہوگا (اس کو سنتے ہی) وہ بے ہوش ہو جائیگا اور لوگ بھی بے ہوش ہو جائیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَنَشَرَ الرَّجُلَانِ ثَوْبَهُمَا بَيْنَهُمَا فَلَا يَتَبَايَعَانِهٖ وَلَا يَطْوِيَانِهٖ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدِ انْصَرَفَ الرَّجُلُ بِلَبَنِ لِقْحَتِهٖ فَلَا يَطْعَمُهٗ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَهُوَ يَلِيْطُ حَوْضَهٗ فَلَا يَسْقِيْ فِيْهِ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ اُكْلَتَهٗ اِلٰى فِيْهِ فَلَا يَطْعَمُهَا (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب طلوع الشمس من مغربھا بعد باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعثت انا والساعۃ کھاتین ابی ھریرہؓ جزء ۸ صفحہ ۱۳۲)

قیامت (اس طرح اچانک) واقع ہو جائیگی کہ دو آدمیوں نے اپنے درمیان اپنا کپڑا پھیلا رکھا ہوگا اور وہ اس کی خرید و فروخت نہ کر سکیں گے اور نہ اس کو لپیٹ سکیں گے (کہ قیامت واقع ہو جائے گی) اور قیامت (اس طرح اچانک) واقع ہو جائے گی کہ ایک آدمی اپنی اونٹنی کا دودھ لے کر لوٹ رہا ہوگا اور وہ اسے پی بھی نہ سکے گا (کہ قیامت واقع ہو جائے گی) اور قیامت (اس طرح اچانک) واقع ہو جائے گی کہ ایک آدمی اپنے حوض کو درست کر رہا ہوگا اور وہ اس میں سے (اپنے اونٹوں کو) پلا بھی نہ سکے گا (کہ قیامت واقع ہو جائے گی) اور قیامت (اس طرح اچانک) واقع ہو جائے گی کہ ایک آدمی نے اپنا نوالہ اپنے منہ کی طرف اٹھایا ہوگا لیکن وہ اسے کھا نہ سکے گا (کہ

قیامت واقع ہو جائے گی)

آگے فرمایا (یَسْئَلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِیٌّ عَنْهَا) اے رسول یہ لوگ قیامت کے متعلق آپ سے اس طرح سوال کرتے ہیں گویا کہ آپ اس سے بخوبی واقف ہیں (قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ) آپ کہہ دیجئے کہ اس کا علم تو بس اللہ تعالےٰ کے پاس ہے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ۔ قیامت کا علم صرف اللہ کو ہے۔

(لقمٰن ۔ ۳۴)

عمل

اے لوگو، آسمانوں اور زمین کی عظیم الشان سلطنت میں آپ کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی ہدایت ہی دراصل ہدایت ہے۔ جو اس کے مطابق چل کر ہدایت حاصل نہیں کرتا وہ کبھی ہدایت پر نہیں آسکتا۔ اے لوگو آپ اسی نازل کردہ ہدایت پر عمل کیجئے۔

اے لوگو، قیامت کے متعلق سوال نہ کیا کیجئے۔ اس کا علم کسی کو نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے۔

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا
ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ، وَلَوْ كُنْتُ
اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ
مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ،
اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ
لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۸﴾

ترجمہ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے، میں تو اپنے نفع و نقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ چاہے اور (نہ میں غیب کی باتیں جانتا ہوں) اگر میں غیب (کی باتیں) جانتا ہوتا تو بہت سی بھلائیاں جمع کر لیتا اور مجھے کبھی کوئی برائی نہ پہنچتی، میں تو بس (سرکشوں کو) ڈرانے والا اور ایمان والوں کو خوشخبری سنانے والا ہوں ۱۸۸

معانی و مصادر (اِسْتَكْثَرْتُ) اِسْتَكْثَرَ، يَسْتَكْثِرُ، اِسْتِكْثَارٌ (باب استفعال) بہت جمع کرنا، کسی چیز کی زیادتی کی طرف رغبت کرنا۔

تفسیر اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پھر توحید پر زور دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ) اے رسول، آپ کہہ دیجئے کہ میں اپنے

نفع نقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتا۔ میں اگر اپنے کو نفع پہنچانا چاہوں تو نہیں پہنچا سکتا اور اگر نقصان سے بچنا چاہوں تو نہیں بچ سکتا مگر ہاں جو اللہ تعالےٰ چاہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ۔
(ھل اتیٰ علی الانسان ۔۳۰)

اور (اے لوگو) تمہارے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا مگر ہاں (اتنا ہی جتنا) اللہ (کرنا) چاہے۔

حضرت قتیلہ فرماتی ہیں:۔

اَنَّ يَهُوْدِيًّا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّكُمْ تُنَدِّدُوْنَ وَاِنَّكُمْ تُشْرِكُوْنَ تَقُوْلُوْنَ مَا شَآءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ وَتَقُوْلُوْنَ وَالْكَعْبَةِ فَاَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادُوْا اَنْ يَّحْلِفُوْا اَنْ يَّقُوْلُوْا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ وَيَقُوْلُ اَحَدُهُمْ مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ شِئْتَ (نسائی کتاب الایمان والنذور باب الحلف بالکعبۃ جزء ۲ ص ۱۲۴۔ سندہ صحیح۔ نیل الاوطار جزء ۸ ص ۱۸۹)

ایک یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اس نے کہا تم لوگ شریک بناتے ہو۔ تم لوگ شرک کرتے ہو۔ تم لوگ کہتے ہو جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں اور تم لوگ کہتے ہو کعبہ کی قسم۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ جب وہ قسم کھائیں تو اس طرح کہا کریں: رب کعبہ کی قسم اور ہر ایک (شخص) اس طرح کہا کرے: جو اللہ چاہے پھر آپ چاہیں۔

اس آیت میں دنیا کے تمام مسلمین کو ایک قسم کی تنبیہ ہے کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو سید الناس اور سید ولد آدم ہیں اپنے نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتے تو کسی دوسرے کے لئے اس قسم کا اختیار ماننا کتنا مضحکہ خیز اور گمراہ کن ہے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نفع نقصان کا اختیار نہیں رکھتے تو کسی دوسرے کے نفع و نقصان کا اختیار کیسے رکھ سکتے ہیں اور جب آپ اختیار نہیں رکھتے تو پھر اور کونسا انسان ہے جو کسی دوسرے کے نفع و نقصان کا اختیار رکھتا ہو یعنی اللہ تعالیٰ کے علاوہ نفع و نقصان پہنچانے کا اختیار کسی کو نہیں اور جب کسی کو نفع و نقصان پہنچانے کا اختیار ہی نہیں تو پھر اسکو پکارنا اور اس سے مدد چاہنا کتنا لغو فعل ہے۔ کوئی عقل مند آدمی ایسا نہیں کر سکتا۔ نفع و نقصان کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ لہذا صرف اسی کو پکارنا چاہئے۔ کسی دوسرے کو پکارنا کھلا شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ○
(الفرقان ۔ ۳)

(پھر بھی) لوگوں نے اس کے علاوہ دوسرے الٰہ بنا لئے حالانکہ وہ کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ تو خود پیدا کئے گئے ہیں وہ اپنے نقصان اور نفع کے بھی مالک نہیں اور نہ ان کے اختیار میں مرنا ہے، نہ جینا اور نہ مر کر اٹھ کھڑا ہونا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، قُلِ اللّٰهُ، قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا، قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ، قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ○

(الرعد - ۱۶)

(اے رسول) آپ ان سے پوچھیے، بتاؤ آسمانوں کا اور زمین کا رب کون ہے، (پھر) آپ ہی کہہ دیجئے کہ اللہ، (پھر) ان سے پوچھئے کیا تم نے اللہ کے علاوہ ایسے کارساز بنا رکھے ہیں جو (تمہیں تو کیا نفع، نقصان پہنچائیں گے، وہ تو) اپنے نفع، نقصان کے بھی مالک نہیں، (پھر اے رسول) آپ ان سے یہ بھی پوچھیے: کیا نابینا اور بینا برابر ہو سکتے ہیں، کیا تاریکی اور روشنی برابر ہو سکتی ہے، کیا انہوں نے اللہ کے ایسے شریک بنائے ہیں جنہوں نے اللہ کی مخلوق جیسی کوئی مخلوق بنائی ہے جس کی وجہ سے ان کو مخلوق کے بارے میں شبہ پیدا ہو گیا (کہ کس کی بنائی ہوئی ہے)۔ آپ کہہ دیجئے (کسی نے کچھ نہیں بنایا) تمام چیزوں کا خالق اللہ ہے، وہ ایک ہے اور (سب پر) غالب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○

(المآئدۃ - ۷۶)

(اے رسول) آپ ان سے پوچھیے کیا تم اللہ کے علاوہ ایسے شخص کی پرستش کرتے ہو جس کو نہ تمہیں نقصان پہنچانے کا اختیار ہے اور نہ نفع پہنچانے کا (نہ وہ تمہاری پکار سنتا ہے اور نہ اُسے تمہاری پکار کا علم ہوتا ہے) بس اللہ ہی (ہر ایک کی پکار کو سنتا ہے اور اُسے ہی ہر ایک کی پکار کا علم ہوتا ہے کیونکہ وہ) سننے والا جاننے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ، فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ○ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ

اور (اے رسول) اللہ کے علاوہ کسی ہستی کو نہ پکارنا جو نہ آپ کو نفع دے سکے اور نہ نقصان اگر آپ نے ایسا کیا تو آپ بھی ظالموں میں شامل

بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○

(یونس - ۱۰۶ و ۱۰۷)

ہو جائیں گے اور (اے رسول) اگر اللہ آپ کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے علاوہ اس تکلیف کو دور کرنے والا کوئی نہیں اور اگر وہ آپ کو بھلائی پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کو روکنے والا کوئی نہیں، وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے فضل سے نوازتا ہے، وہ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

آگے فرمایا (وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ) اور اے رسول، آپ کہہ دیجئے (کہ میں غیب نہیں جانتا) اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو بہت سی بھلائیاں جمع کر لیتا اور مجھے کبھی کوئی برائی نہیں پہنچتی۔ اگر مجھے پہلے سے معلوم ہو جاتا کہ فلاں کام نفع بخش ہے تو میں ضرور اسے کرتا اور نفع حاصل کرتا اور اگر مجھے پہلے سے معلوم ہو جاتا کہ فلاں کام ضرر رساں ہے تو میں کبھی اس کام کو نہ کرتا اور ضرر سے بچ جاتا۔ کیونکہ مجھے علم غیب نہیں لہٰذا (اس وجہ سے بھی) میں اپنے نفع و نقصان پر اختیار نہیں رکھتا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی علم غیب نہیں اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں تو پھر اور کسے ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ، اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ، قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ، اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ○

(الانعام - ۵۰)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں، نہ تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں غیب (کی باتیں) جانتا ہوں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں، میں تو بس ان (احکام کی) پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کئے جا رہے ہیں (اور اے رسول) آپ ان سے پوچھئے (بتاؤ) نابینا اور بینا برابر ہو سکتے ہیں؟ (ہرگز نہیں ہو سکتے تو پھر میں اور تم برابر نہیں ہو سکتے، مجھے سیدھا راستہ نظر آ رہا ہے، میں کس طرح اُسے چھوڑ کر تمہاری مثل نابینا بن جاؤں جنہیں راستہ ہی نظر نہیں آ رہا) آخر (تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ) تم غور نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ، وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ○

(الانعام۔ ۵۹)

غیب کی کنجیاں اللہ کے پاس ہیں انہیں کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے، خشکی اور تری کی تمام چیزوں کا اسے علم ہے، کوئی پتہ نہیں جھڑتا مگر وہ اللہ کے علم میں ہوتا ہے، زمین کی تاریکیوں میں ایک دانہ بھی ایسا نہیں اور نہ کوئی تر اور خشک چیز ایسی ہے جو روشن کتاب میں لکھی ہوئی نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ، وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ○

(النمل۔ ۶۵)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ آسمانوں میں اور زمین میں جو لوگ ہیں ان میں سے کوئی بھی غیب نہیں جانتا سوائے اللہ کے اور (جن کو یہ لوگ اللہ کا شریک بناتے ہیں) انہیں تو یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ (زندہ کر کے) کب اٹھائے جائیں گے۔

آگے فرمایا (اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ) اے رسول، آپ کہہ دیجئے میں تو بس سرکش لوگوں کو ڈرانے والا اور ایمان والوں کو خوشخبری سنانے والا ہوں۔ میرا کام صرف اتنا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی رسالت کے فرائض انجام دوں۔ اللہ تعالےٰ نے مجھے الوہیت کے صفات سے متصف نہیں فرمایا لہذا نہ میں عالم الغیب ہوں اور نہ میں کسی کے نفع و نقصان کا مالک ہوں بلکہ میں تو اپنے نفع نقصان کا بھی مالک نہیں۔ نفع نقصان کا مالک اللہ تعالےٰ ہے اور جو وہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔

عمل

اے لوگو، نفع و نقصان کا مالک اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی کو نہ سمجھیئے۔ اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی کو حاجت روا نہ سمجھیئے اور نہ کسی کو مدد کے لئے پکاریئے۔

اے لوگو، اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی کو عالم الغیب نہ سمجھیئے۔

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ
وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا
لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا
حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيفًا فَمَرَّتْ
بِهٖ، فَلَمَّآ أَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ
رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا
لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۸۹﴾ فَلَمَّآ
اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ
فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا

يُشْرِكُونَ ﴿۱۹۰﴾ أَيُشْرِكُونَ مَا لَا
يَخْلُقُ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُونَ ﴿۱۹۱﴾
وَلَا يَسْتَطِيعُونَ لَهُمْ نَصْرًا
وَّلَا أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ ﴿۱۹۲﴾ وَإِنْ
تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ لَا يَتَّبِعُوكُمْ
سَوَاءٌ عَلَيْكُمْ أَدَعَوْتُمُوهُمْ أَمْ
أَنْتُمْ صَامِتُونَ ﴿۱۹۳﴾ إِنَّ الَّذِينَ
تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادٌ
أَمْثَالُكُمْ فَادْعُوهُمْ فَلْيَسْتَجِيبُوا

لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ ﴿۱۹۴﴾ أَلَهُمْ
أَرْجُلٌ يَمْشُونَ بِهَا، أَمْ لَهُمْ
أَيْدٍ يَبْطِشُونَ بِهَا، أَمْ لَهُمْ
أَعْيُنٌ يُبْصِرُونَ بِهَا، أَمْ لَهُمْ
أُذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا، قُلِ ادْعُوا
شُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ كِيدُونِ فَلَا
تُنْظِرُونِ ﴿۱۹۵﴾ إِنَّ وَلِيِّيَ اللّٰهُ
الَّذِي نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلَّى
الصّٰلِحِينَ ﴿۱۹۶﴾ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ

مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ
وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۷﴾
وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى
لَا يَسْمَعُوْا وَتَرٰىهُمْ
يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ
لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۹۸﴾

ترجمہ | (اے لوگو) اللہ ہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا، پھر اس سے اس کی بیوی پیدا کی تاکہ وہ اس کے پاس سکون (و دلبستگی) حاصل کرے۔ پھر جب کوئی مرد اپنی بیوی کو ڈھانک لیتا ہے تو اسے ہلکا سا حمل رہ جاتا ہے، وہ اس حمل کو لئے پھرتی ہے، پھر جب وہ (بچہ کے بڑا ہونے سے) بوجھل ہو جاتی ہے تو دونوں (میاں بیوی) اپنے رب اللہ سے اس طرح دعاء کرتے ہیں کہ (اے اللہ) اگر تو نے ہمیں صحیح و سالم بچہ دیا تو ہم بڑے شکر گذار ہوں گے ﴿۱۸۹﴾ پھر جب اللہ ان کو سالم بچہ دے دیتا ہے تو وہ اللہ کے دئے ہوئے بچے میں دوسروں کو اللہ کا شریک بنا لیتے ہیں لیکن اللہ ان کے شرک سے بلند و بالا ہے ﴿۱۹۰﴾ کیا وہ ایسے لوگوں کو (اللہ کا) شریک بناتے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ تو خود پیدا کئے گئے ہیں ﴿۱۹۱﴾ وہ ان مشرکین کی مدد نہیں کر سکتے اور نہ وہ اپنی مدد کر سکتے ہیں ﴿۱۹۲﴾ اگر تم ان کو رہنمائی کے لئے بلاؤ تو وہ تمہارا ساتھ نہیں دیں گے خواہ تم انہیں بلاؤ یا خاموش

رہو تمہارے لئے دونوں برابر ہیں (۱۹۳) (اور اے مشرکین) جن کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ تمہاری ہی مثل (اللہ کے) بندے ہیں، (وہ تمہاری کیا مدد کریں گے)، بلا کر (دیکھ لو) اگر تم سچے ہو تو انہیں مدد کو آنا چاہیئے (لیکن وہ نہیں آ سکتے) (۱۹۴) کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے وہ چل سکیں یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے وہ پکڑ سکیں، یا ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھ سکیں یا ان کے کان ہیں جن سے وہ سن سکیں، (اے رسول، آپ ان سے) کہہ دیجئے کہ اپنے شرکاء کو بلاؤ اور (سب مل کر) میرے خلاف کوئی تدبیر کرو، پھر مجھے ذرا سی بھی مہلت نہ دو (۱۹۵) میرا کارساز اللہ ہے جس نے کتاب نازل فرمائی ہے اور وہ (تمام) نیک لوگوں کا دوست ہے (۱۹۶) اور (اے مشرکین) جن کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ تمہاری مدد نہیں کر سکتے اور (وہ تمہاری مدد کیا کریں گے) وہ تو اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے (۱۹۷) اور اگر تم انہیں رہنمائی کے لئے بلاؤ تو وہ (کچھ) نہیں سن سکتے اور (اے مشرک) تو سمجھتا ہے کہ وہ تیری طرف دیکھ رہے ہیں حالانکہ وہ کچھ بھی نہیں دیکھتے (۱۹۸)

معانی و مصادر

(تَغَشّٰی) تَغَشِّیًا، یَتَغَشّٰی، تَغَشِّیٌ (باب تفعّل) ڈھانکنا۔
(خَفِیْفًا) خَفَّ، یَخِفُّ، خَفٌّ وخِفَّۃٌ (ض) ہلکا ہونا۔
(اَثْقَلَتْ) اَثْقَلَ، یُثْقِلُ، اِثْقَالٌ (باب افعال) بوجھ لادنا، بوجھل ہو جانا، شدت ہو جانا۔
(صَامِتُوْنَ) صَمَتَ، یَصْمُتُ، صَمْتٌ وصُمُوْتٌ وصُمَاتٌ (ن) چپ ہونا۔

تفسیر

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے پھر توحید کے دلائل اور شرک کی تردید کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ) اے انسانو، وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا۔ جان سے مراد آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اس لئے کہ اللہ تعالےٰ نے انسانوں کا ذکر جگہ جگہ بنی آدم کے الفاظ سے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ۔ (بنی اسرآءیل۔ ۷۰)

اور (اے لوگو، یہ ہمارا کتنا بڑا احسان ہے کہ) ہم نے بنی آدم کو عزت دی اور خشکی اور تری میں ان کو سواریاں بخشیں اور) انہیں سوار کیا۔

مندرجہ ذیل حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی سے نسل انسانی کا آغاز ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

فَیَقُوْلُ النَّاسُ اَلَا تَرَوْنَ مَا قَدْ بَلَغَكُمْ، اَلَا تَرَوْنَ مَنْ یَشْفَعُ لَكُمْ اِلٰی رَبِّكُمْ فَیَقُوْلُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ عَلَیْكُمْ بِاٰدَمَ فَیَاْتُوْنَ اٰدَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَیَقُوْلُوْنَ

اہل محشر آپس میں کہیں گے: کیا تم نہیں دیکھتے کہ تم کس مصیبت میں مبتلا ہو، تم ایسے آدمی کو کیوں نہیں دیکھتے جو تمہارے رب کے پاس تمہاری سفارش کرے، پھر وہ آپس میں کہیں گے!

لَهٗ اَنْتَ اَبُوالْبَشَرِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَ نَفَخَ فِيْكَ مِنْ رُوْحِهٖ وَاَمَرَ الْمَلٰٓئِكَةَ فَسَجَدُوْا لَكَ اِشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ (صحیح بخاری ابواب تفسیر سورۃ بنی اسرآءیل جزء ۶ ص۱۰۵)

آدم کے پاس چلو، پھر وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور ان سے کہیں گے آپ انسانوں کے باپ ہیں، آپ کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے بنایا آپ کے جسم میں اللہ نے اپنی روح پھونکی اور فرشتوں کو حکم دیا تو انہوں نے آپ کو سجدہ کیا، آپ اپنے رب کے پاس ہماری سفارش کیجئے۔

آگے فرمایا (وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا) اور اس ایک جان یعنی آدم سے ہم نے اس کی بیوی بنائی تاکہ وہ اس کے پاس دلبستگی حاصل کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ فَاِنَّ الْمَرْاَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ وَاِنَّ اَعْوَجَ شَیْءٍ فِی الضِّلَعِ اَعْلَاهُ فَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهٗ كَسَرْتَهٗ وَاِنْ تَرَكْتَهٗ لَمْ يَزَلْ اَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب قول اللہ تعالیٰ واذ قال ربك للملٰئكة انی جاعل فی الارض خلیفة جزء ۴ ص۱۶۱)

عورتوں کے ساتھ (حسن سلوک کی) وصیت قبول کرو اس لئے کہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلی میں سب سے زیادہ کجی اس کے اوپر والے حصہ میں ہوتی ہے۔ اگر تم اس کو سیدھا کرنا چاہو گے تو وہ ٹوٹ جائے گی۔ (سیدھی نہیں ہوگی) اور اگر تم چھوڑ دو گے تو وہ ٹیڑھی ہی رہے گی لہٰذا عورتوں کے ساتھ (حسن معاشرت کی) وصیت قبول کرو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً (النسآء۔ ۱)

اے لوگو، اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا پھر اسی سے اس کی بیوی کو بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مردوں اور عورتوں کو (پیدا کر کے زمین پر) پھیلا دیا،

آیت ۱۷۶ میں اللہ تعالیٰ نے دنیادار انسان کی مثال ایک کتے سے دی۔ آیت ۱۷۹ میں اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں کی مثال جو روحانی طور پر مردہ ہیں چوپایوں سے دی اور آیت زیر تفسیر میں ناشکرے انسان کی مثال ایک مرد اور اس کی بیوی سے دی۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ) تو جب کوئی مرد اپنی بیوی کو ڈھانک لیتا ہے تو بیوی کو ہلکا سا حمل رہ جاتا ہے۔ کیونکہ اس حمل کا بوجھ برائے نام ہوتا ہے لہٰذا وہ اس کو لئے ہوئے بآسانی چلتی پھرتی رہتی ہے (فَلَمَّآ

اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ) لیکن جب وہ پیٹ کے بچہ کے بڑا ہونے سے بوجھل ہو جاتی ہے تو پھر میاں اور بیوی دونوں اپنے رب تعالیٰ سے اس طرح دعا کرتے ہیں: اے اللہ، اگر تو نے ہمیں صحیح وسالم بچہ دیا تو ہم تیرے بڑے شکر گذار ہوں گے (فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا) پھر جب اللہ تعالےٰ ان کو صحیح وسالم بچہ دے دیتا ہے تو وہ اللہ تعالےٰ کے دئے ہوئے بچہ میں دوسروں کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنا لیتے ہیں (فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ) لیکن اللہ تعالےٰ ان کے شرک سے بلند و بالا ہے۔ ان ناشکروں کے شرک سے اللہ تعالےٰ کی وحدت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ وہ واحد و یکتا ہے۔ سب کچھ اسی کا ہے، طوعاً و کرہاً سب اس کے مطیع ہیں۔ اولاد کا دینا اُسی کے اختیار میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ، يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا، وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا، اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ○

(الشوریٰ - ۴۹ و ۵۰)

آسمانوں میں اور زمین میں اللہ ہی کی بادشاہت ہے، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جس کو چاہتا ہے بیٹیاں عطاء کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بیٹے عنایت فرماتا ہے یا ان کو بیٹے اور بیٹیاں دونوں عطاء فرماتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بے اولاد رکھتا ہے، بے شک وہ علم والا، قدرت والا ہے۔

الغرض جب اللہ تعالیٰ کسی ناشکرے انسان کو بچہ عطاء فرماتا ہے تو وہ اس بچہ کو غیر اللہ کی بخشش سمجھتا ہے، کبھی اس کو حسین بخش کہہ کر پکارتا ہے اور کبھی پیر بخش، کبھی غوث بخش۔ کبھی اس کو انسان کا فقیر بناتا ہے اور کبھی اس کو کسی انسان کا بندہ، کبھی اس کو کسی آستانہ کا مجاور بناتا ہے اور کبھی کسی قبر کا پجاری۔

آگے فرمایا (اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ) کیا وہ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک بناتے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ تو خود پیدا کئے گئے ہیں۔ کیا وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی اولاد کو اپنے خود ساختہ معبودوں کی بخشش سمجھتے ہیں حالانکہ ان کے یہ معبود اولاد پیدا کرنا تو بڑی بات ہے وہ کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ، اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ، وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ، ضَعُفَ الطَّالِبُ

اے لوگو، ایک مثال بیان کی جاتی ہے، اسے غور سے سنو، بے شک جن لوگوں کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ تو ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے اگرچہ (اس کام کے لئے) وہ سب مجتمع ہی (کیوں نہ) ہو جائیں اور اگر ان سے مکھی کوئی

وَالْمَطْلُوْبُ ۝ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ
اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ۝

(الحج ۔ ۷۳و۷۴)

چیز چھین کر لے جائے تو وہ اس سے اس چیز کو چھڑا نہیں سکتے طالب اور مطلوب دونوں کمزور ہیں (جو پکار رہے ہیں وہ بھی بے بس اور جن کو پکارا جا رہا ہے وہ بھی بے بس کسی کو کوئی قدرت حاصل نہیں قدرت تو بس اللہ تعالےٰ کو حاصل ہے) (لیکن) انہوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق تھا، بے شک اللہ ہی قوی ہے اور (وہی) غالب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
اَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ
شِرْكٌ فِی السَّمٰوٰتِ، اِیْتُوْنِیْ بِكِتٰبٍ مِّنْ
قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِیْنَ ۝

(الاحقاف ۔ ۴)

(اے رسول، آپ ان سے) کہئے کہ جن ہستیوں کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو مجھے بتاؤ کہ زمین (کی اشیاء میں) سے انہوں نے کونسی چیز پیدا کی ہے، یا آسمانوں (کے بنانے) میں ان کی شرکت ہے، اگر سچے ہو تو (اپنے دعوے کے ثبوت میں) اس (قرآن) سے پہلے کی کوئی کتاب پیش کر دو یا علوم (انبیاء میں) سے کوئی اثر (پیش کرو)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَ
اَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِكُمْ
وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ، وَاَنْزَلْنَا
مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ
كُلِّ زَوْجٍ كَرِیْمٍ ۝ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ
فَاَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖ،
بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝

(لقمٰن ۔ ۱۰و۱۱)

اسی نے آسمانوں کو جیسا کہ تم انہیں دیکھتے ہو بے ستون کے پیدا کیا، اسی نے زمین میں پہاڑ گاڑ دئے تاکہ زمین تمہیں لے کر ڈگمگا نہ جائے اور اسی نے زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلا دئے اور ہم ہی نے بادل سے پانی برسایا پھر (ہم ہی نے) زمین میں ہر قسم کی عمدہ عمدہ چیزیں اگائیں تو (اے کافرو) یہ تو اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں ہیں اب تم مجھے بتاؤ کہ اس کے علاوہ جو (تمہارے شریک) ہیں انہوں نے کیا پیدا کیا حقیقت ہے کہ یہ

ظالم صریح گمراہی میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ○

(الرعد - ۱۶)

کیا تاریکی اور روشنی برابر ہو سکتی ہے، کیا انہوں نے اللہ کے ایسے شریک بنا لئے ہیں جنہوں نے اللہ کی مخلوق جیسی کوئی مخلوق بنائی ہے جس کی وجہ سے ان کو مخلوق کے بارے میں شبہ پیدا ہو گیا (کہ کس کی بنائی ہوئی ہے) آپ کہہ دیجئے (کسی نے کچھ نہیں بنایا) تمام چیزوں کا خالق اللہ ہے، وہ ایک ہے اور (سب پر) غالب ہے۔

آیت زیر تفسیر اور مندرجہ بالا آیات سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا شریک وہی ہو سکتا ہے جو کسی چیز کے پیدا کرنے پر قدرت رکھتا ہو اور کیونکہ کسی کو بھی کسی چیز کے پیدا کرنے کی قدرت نہیں لہذا کوئی بھی اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں ہو سکتا۔

آگے فرمایا (وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ) یہ کافر جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنا رہے ہیں وہ اتنے بے بس ہیں کہ ان شریک بنانے والوں کی کچھ بھی مدد نہیں کر سکتے بلکہ وہ ان کی مدد تو کیا کریں گے اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ○

(اٰل عمران - ۱۲۶)

مدد تو (حقیقت میں) اللہ ہی کی طرف سے آتی ہے جو غالب اور حکمت والا ہے۔

(وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ) اور اے لوگو، ان کی تو یہ حالت ہے کہ اگر تم انہیں رہنمائی کے لئے پکارو تو یہ تمہارا ساتھ نہ دیں گے یعنی تمہاری رہنمائی کے لئے تم تک نہ پہنچ سکیں گے (سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ) خواہ تم انہیں پکارو یا نہ پکارو، ان کے لئے دونوں برابر ہیں۔ پکارنا تو اس کے لئے سود مند ہے جو سنتا ہو۔ جو سنتا ہی نہیں اس سے کچھ کہنا یا خاموش رہنا دونوں برابر ہیں یہ لوگ مر چکے ہیں۔ نہ یہ سن سکتے ہیں اور نہ انہیں سنایا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ، وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ○

(الانعام - ۳۶)

(حق کو تو) وہی قبول کرتے ہیں جو سنتے ہیں (ان لوگوں کی مثال مُردوں کی سی ہے، نہ مُردے سنتے ہیں نہ یہ سنتے ہیں) مُردوں کو تو اللہ (قیامت کے دن) اٹھائے گا پھر وہ اس کی طرف لوٹ کر جائیں گے (اس سے پہلے ان کو سنانا انسانوں کے لئے ممکن نہیں، اسی طرح اے رسول، کافروں

کو جو مردوں کے مانند ہیں سنانا اور ان سے منوانا آپ کے لئے ممکن نہیں)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝

(النمل - ۸۰)

(اور اے رسول) آپ مُردوں کو (اپنی آواز) سُنا سکتے ہیں اور نہ بہروں کو (اپنی) آواز سُنا سکتے ہیں (خصوصًا) ایسی حالت میں کہ وہ پیٹھ پھیر کر چلے جا رہے ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ، اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝

(فاطر - ۲۲)

اور (اے رسول) زندہ اور مردہ (اشخاص) برابر نہیں ہو سکتے۔ اللہ جس کو چاہے سُنا سکتا ہے لیکن آپ ان لوگوں کو جو قبروں میں (مدفون) ہیں (کچھ) نہیں سُنا سکتے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ زندہ اور مُردہ برابر نہیں۔ زندہ سن سکتا ہے، مُردہ نہیں سن سکتا، مُردے کو تو اللہ تعالیٰ ہی سُنا سکتا ہے انسان کی قدرت نہیں کہ سُنا سکے حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مُردے کو نہیں سُنا سکتے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مُردوں کو نہیں سُنا سکتے تو پھر دوسرے تو بدرجہ اولیٰ نہیں سُنا سکتے۔ وفات یافتہ لوگوں کو پکارنا بے سود ہی نہیں بلکہ شرک ہے۔ پکارنا صرف اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۔

(فاطر - ۴۰)

(اے رسول، آپ ان سے) پوچھیے بتاؤ تمہارے شریک جن کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو (کچھ پیدا کر سکتے ہیں اگر ایسا ہے تو) مجھے بتاؤ انہوں نے زمین میں کونسی چیز پیدا کی یا آسمانوں (کی تخلیق) میں ان کی کوئی شرکت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ

(کافر) کہیں گے: اے ہمارے رب تو نے ہم کو دو مرتبہ موت دی اور دو مرتبہ زندہ کیا، ہم کو اپنے گناہوں کا اعتراف ہے تو کیا (اب ہمارے دوزخ سے) نکلنے کی کوئی سبیل ہے (اللہ فرمائے گا نہیں کوئی سبیل نہیں) یہ اسلئے

(حٰمٓ المؤمن ۔ ۱۱ و ۱۲)

کہ جب اللہ یکتا کو پکارا جاتا تھا تو تم (اس کا) انکار کرتے تھے اور اگر اس کے ساتھ شرک کیا جاتا تو تم اس کو مان لیتے تھے، تو (اب) حکم دینا اللہ ہی کے اختیار میں ہے جو بلند و بالا اور بڑائی (اور کبریائی) والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّیْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا

(الجن ۔ ۲۰)

(اے رسول، آپ) کہہ دیجئے، میں تو اپنے رب ہی کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔

آگے فرمایا (اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ) جن لوگوں کو تم اللہ تعالےٰ کے علاوہ پکارتے ہو یہ تو تمہارے ہی جیسے بندے ہیں۔ بندہ ہونے میں تم اور وہ برابر ہیں۔ نہ الوہیّت کی صفات ان میں ہیں اور نہ تم میں اور جس میں الوہیّت کی صفات نہ ہوں اس کو پکارنا بے کار ہے (فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ) اور اگر تم اس دعوے میں سچے ہو کہ یہ تمہاری پکار کو سنتے ہیں تو انہیں پکارو، پھر انہیں چاہئے کہ تمہیں جواب دیں، تمہاری فریاد رسی کریں لیکن وہ فریاد رسی نہیں کر سکیں گے اور جب وہ تمہاری فریاد رسی نہیں کر سکیں گے تو تم سمجھ لو کہ تمہارا دعویٰ جھوٹا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ

(الاحقاف ۔ ۵)

اور (اے رسول) اس سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو اللہ کو چھوڑ کر ایسے لوگوں کو پکارے جو قیامت تک اس کی مراد کو پورا نہیں کر سکتے بلکہ وہ تو ان کی پکار سے بھی غافل ہیں۔

آگے فرمایا (اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ) کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے وہ چل سکیں (اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ) کیا ان کے ہاتھ ہیں جن سے وہ پکڑ سکیں (اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ) کیا ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھ سکیں (اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَآ) کیا ان کے کان ہیں جن سے وہ سن سکیں۔ زندگی میں یہ قوتیں جو تھوڑی بہت انہیں حاصل تھیں مرنے کے بعد وہ بھی نہیں رہیں۔ اب وہ مدد اور فریاد رسی کریں تو کیسے کریں اور اے رسول، اگر یہ کفار پھر بھی نہ مانیں اور ان کو مشکل کشا اور مددگار سمجھتے رہیں تو (قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ) آپ ان سے کہیے کہ تم اپنے شرکاء کو پکارو، ان کو اپنی مدد کے لئے بلاؤ اور پھر تم سب مل کر میرے

خلاف کوئی تدبیر کرو اور مجھے مہلت نہ دو بلکہ فوراً اس تدبیر پر عمل کر کے مجھے نقصان پہنچانے کی کوشش کرو (اِنَّ وَلِیِّیَ اللّٰہُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْکِتٰبَ وَھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ) میرا مددگار تو اللہ تعالےٰ ہے جس نے یہ کتاب نازل فرمائی ہے اور وہی تمام نیک بندوں کی کارسازی فرماتا ہے (وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَکُمْ وَلَآ اَنْفُسَھُمْ یَنْصُرُوْنَ) اور رہے وہ لوگ جن کو تم اللہ تعالےٰ کے علاوہ اپنی مدد اور مشکل کشائی کے لئے پکارتے ہو وہ تمہاری مدد نہیں کر سکتے بلکہ وہ تو اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے (وَاِنْ تَدْعُوْھُمْ اِلَی الْھُدٰی لَا یَسْمَعُوْا) اور اگر تم انہیں رہنمائی کے لئے پکارو تو وہ تمہاری پکار کو سن ہی نہیں سکتے (وَتَرٰىھُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْكَ وَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ) اور (اے مشرک) تو سمجھتا ہے کہ وہ تیری طرف دیکھ رہے ہیں حالانکہ وہ نہیں دیکھ رہے۔ وہ حاضر و ناظر نہیں کہ تیرے حالات کا مشاہدہ کر سکیں اور تجھ کو مصیبت میں دیکھ کر یا تیری فریاد کو سن کر تیری مصیبت کو دور کر سکیں۔

عمل

اے لوگو، اولاد کو اللہ تعالیٰ کی بخشش سمجھیے، ان کے شرک آمیز نام نہ رکھیے۔

اے لوگو، صرف اپنے خالق کو مدد کے لئے پکاریئے۔ مدد وہی کر سکتا ہے جو خالق ہو۔ جو خالق نہیں وہ مددگار بھی نہیں۔

اے لوگو، جو لوگ وفات پا چکے ہیں وہ تم ہی جیسے بندے ہیں۔ بندے کو پکارنا بالکل لغو ہے۔ آپ کو چاہئے کہ اپنے مالک اور خالق ہی کو پکاریں۔

اے لوگو، اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی کو رہنمائی کے لئے نہ پکاریئے۔ اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی دوسرے کے متعلق یہ یقین نہ رکھیئے کہ اس پر چودہ طبق روشن ہیں، اسے ہمارے حالات کا علم ہے۔ نہیں اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی کو علم نہیں۔

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۱۹۹﴾

ترجمہ (اور اے رسول) عفو و درگذر (کا شیوہ) اختیار کیجئے، نیک کام کا حکم دیتے رہیئے اور جاہلوں سے اعراض کیجئے (۱۹۹)

معانی و مصادر (عُرْف) عَرَفَ، یَعْرِفُ، عِرْفَةٌ و عِرْفَانٌ و مَعْرِفَةٌ (ض) جاننا (عُرْفٌ = اچھی بات، وہ چیز جس کو عقلی شہادت کی بنیاد پر طبع سلیم قبول کرلے)۔

تفسیر اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا (خُذِ الْعَفْوَ) عفو و درگذر کا شیوہ اختیار کیجئے۔ کفار آپ کو اذیتیں پہنچاتے ہیں، آپ انہیں معاف کرتے رہیئے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○

(اٰل عمران - ۱۸۶)

(اے ایمان والو) تمہارے مالوں اور تمہاری جانوں کے نقصان سے تمہاری آزمائش کی جائے گی اور تمہیں ان لوگوں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی اور ان لوگوں سے جو شرک کر رہے ہیں بہت سی دل آزار باتیں سننی ہوں گی، پھر اگر تم نے صبر کیا اور تقویٰ اختیار کیا تو یہ بڑے عزم و ہمت کے کام ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ، فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ، اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

(اور خبردار ہو جاؤ) بہت سے اہل کتاب حق ظاہر ہو جانے کے بعد بھی محض اپنے قلبی حسد کی بناء پر یہ چاہتے ہیں کہ کاش وہ تم کو تمہارے ایمان لانے کے بعد کافر بنا دیں (تو اے ایمان والو، تم ان کی اس بات پر صبر کرو) ان کو معاف کرتے رہو،

(البقرۃ - ۱۰۹)

درگذر کرتے رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا کوئی (اور) حکم صادر فرمائے، بے شک (اللہ اگر چاہے تو ان کو نیست و نابود کر سکتا ہے، کیونکہ) اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قٰسِيَةً، يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ، وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ، فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ○

(المآئدۃ - ۱۳)

(انہوں نے اس عہد و پیمان کو توڑ دیا) تو ان کے عہد و پیمان کے توڑ دینے کی وجہ سے ہم نے ان پر لعنت کی اور ان کے دلوں کو سخت کر دیا، یہ لوگ (اللہ کے) کلمات کو ان کے (اصلی) موقع و محل سے ہٹا دیا کرتے تھے اور جن باتوں کی ان کو نصیحت کی گئی تھی انہوں نے ان باتوں کو بھلا دیا تھا اور (اے رسول) ان میں سے چند لوگوں کے علاوہ اکثر لوگوں کی خیانت کی خبر آپ کو ہمیشہ ملتی رہے گی لیکن آپ (فی الحال) ان کو معاف کرتے رہیں، درگذر فرماتے رہیں (یہ عفو و درگذر بھی ایک نیکی ہے) بے شک اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

معاف و درگذر کرنا بے عزتی نہیں ہے بلکہ اس سے عزت و وقار میں اضافہ ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِّنْ مَالٍ وَمَا زَادَ اللّٰهُ بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا وَمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ (صحیح مسلم کتاب البر و الصلۃ باب استحباب العفو جزء ۲ ص ۴۳۲)

صدقہ دینا مال کو کم نہیں کرتا، معاف کرنے سے کسی چیز میں اللہ اضافہ نہیں کرتا مگر عزت میں اور کوئی شخص اللہ کے لئے تواضع نہیں کرتا مگر یہ کہ اللہ اس کو بلند کر دیتا ہے۔

دوسرا حکم اللہ تعالےٰ نے یہ دیا (وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ) اچھی بات کا حکم دیتے رہیئے۔ لوگ آپ کو ستاتے ہیں، آپ سے دلخراش باتیں کرتے ہیں، آپ کے ساتھ گستاخی سے پیش آتے ہیں لیکن آپ ان کی باتوں پر آزردہ ہو کر نصیحت کرنا نہ چھوڑ بیٹھیں بلکہ اچھی باتوں کی نصیحت کرتے رہیئے۔

تیسرا حکم اللہ تعالےٰ نے یہ دیا (وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ) جاہلوں سے اعراض کیجئے، جاہلوں سے روگردانی کیجئے، جاہلوں سے نہ الجھیئے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ یُؤْمِنُوْنَ ○ وَاِذَا یُتْلٰى عَلَیْهِمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِهٖۤ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَاۤ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِیْنَ ○ اُولٰٓئِكَ یُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَیْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَیَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّیِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ○ وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَاۤ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ لَا نَبْتَغِی الْجٰهِلِیْنَ ○

(القصص ۔ ۵۲ تا ۵۵)

(پھر اگر یہ ہمارے فرمان پر ایمان نہیں لاتے تو نہ لائیں) جن کو ہم نے اس سے پہلے کتاب دی تھی (ان میں جو سنجیدہ لوگ ہیں) وہ تو اس پر ایمان لے آتے ہیں اور جب ان کے سامنے ہمارا فرمان پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے، بے شک یہ ہمارے رب کی طرف سے حق ہے، ہم تو اس (کے نازل ہونے) سے پہلے ہی مسلم تھے۔ ان لوگوں کو دگنا اجر دیا جائیگا اس لئے کہ یہ لوگ (ایمان لانے کے بعد ہر قسم کی تکلیف پر) صبر کرتے رہتے ہیں (مزید برآں یہ لوگ) برائی کو بھلائی سے دور کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے (اللہ کے نام پر) خرچ کرتے ہیں اور جب کوئی بیہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے روگردانی کرتے ہیں اور (اس طرح) کہتے ہیں! ہمارے اعمال ہمارے لئے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے ہیں (ہمارا تو) تم کو سلام ہے ہم نادانوں کو (خطاب کرنا) نہیں چاہتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۔

(الفرقان ۔ ۶۳)

اور (اے رسول) رحمٰن کے بندے تو وہ ہیں جو زمین پر عاجزی اور انکساری کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے بات کرتے ہیں تو وہ سلام کرتے ہیں (اور وقار سے گذر جاتے ہیں)۔

عمل

اے ایمان والو، عفو و درگذر سے کام لیجئے۔ لوگوں کی زیادتی کو معاف کر دیا کیجئے۔ نیک
بات کا حکم دیتے رہئے اور جاہلوں سے نہ الجھئے،
اور اے ایمان والو، جاہلوں سے کنارہ کش رہئے۔

وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَٰنِ
نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۚ إِنَّهُۥ
سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٠٠﴾ إِنَّ الَّذِينَ
اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَٰٓئِفٌ مِّنَ
الشَّيْطَٰنِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُم
مُّبْصِرُونَ ﴿٢٠١﴾ وَإِخْوَٰنُهُمْ
يَمُدُّونَهُمْ فِى الْغَىِّ ثُمَّ
لَا يُقْصِرُونَ ﴿٢٠٢﴾

ترجمہ اور اگر شیطان کی طرف سے آپ کے دل میں کوئی وسوسہ پیدا ہو تو اللہ کی پناہ طلب کیجئے، بے شک وہ سننے والا اور جاننے والا ہے (۲۰۰) جو لوگ متقی ہوتے ہیں ان کے دل میں جب شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ پیدا ہوتا ہے تو وہ فوراً ہوشیار ہو

جاتے ہیں (ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں) اور وہ (وسوسہ کو چھوڑ کر راہ (راست کو) دیکھنے لگتے ہیں (۲۰۱) اور (اے رسول) ان کفار کے بھائی (شیاطین) انہیں سرکشی میں گھسیٹے لئے چلے جا رہے ہیں اور اس میں ذرا سی کوتاہی نہیں کرتے (۲۰۲)

معانی ومصادر (یَنْزَغَنَّ) نَزَغَ، یَنْزَغُ، نَزْغٌ (ف) نیزہ یا ہاتھ چبھونا۔ (طٰٓئِفٌ) طَافَ، یَطُوْفُ، طَوْفٌ وطَوَافٌ (ن) خیالات کا گھومنا، طواف کرنا (طَآئِفٌ = وسوسہ)

(غَیِّ) غَوٰی، یَغْوِیْ، غَیٌّ (ض) گمراہ ہونا، نامراد ہونا، ہلاک ہونا۔

تفسیر گذشتہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین باتوں کا حکم دیا: معاف کرتے رہئے، نیک کام کا حکم دیتے رہئے اور جاہلوں سے کنارہ کش رہئے۔ یہ تینوں حکم اخلاق حسنہ کی جان ہیں۔ یہ احکام اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے دیئے گئے ہیں لیکن آپ کے توسط سے پوری امت ان احکام کی مکلف ہے۔ ہر مسلم کو خصوصاً مبلغ کو ان احکام حسنہ پر چلنا بہت ضروری ہے۔ یہ احکام جتنے اہم ہیں اتنا ہی ان پر چلنا مشکل ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ، اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ۔ وَمَا یُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَمَا یُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ

(حٰمٓ السجدۃ ۔ ۳۴ و ۳۵)

اور (اے رسول) بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی (برائی کو ایسے طریقے سے) دفع کیجئے جو بہت اچھا ہو، ایسا کرنے سے وہ شخص کہ اس کے اور آپ کے مابین عداوت تھی (ایسا ہو جائیگا) گویا کہ وہ آپ کا بڑا گہرا دوست ہے اور یہ چیز انہیں لوگوں کو ملتی ہے جو صبر کرتے ہیں اور ان کو ہی حاصل ہوتی ہے جو بڑے (خوش) نصیب ہوتے ہیں۔

کیونکہ ان احکام پر چلنا ہر شخص کے بس کی بات نہیں لہذا اللہ تعالیٰ نے آگے فرمایا (وَاِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ، اِنَّهٗ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ) اور اے رسول، اگر شیطان آپ کے دل میں کوئی وسوسہ ڈالے، آپ کے دل میں انتقام کے لئے چبھن ہو، آپ کے دل میں بدلہ لینے کی خواہش ہو تو آپ اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کیجئے، بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا، جاننے والا ہے، وہ آپ کی دعاء کو سنے گا، اُسے آپ کے دل کی کیفیت کا بھی علم ہوگا لہذا تقویٰ اور خلوص کے ساتھ نکلی ہوئی دعاء انشاء اللہ ضرور قبول ہوگی اور اس طرح وہ شیطانی وسوسہ جاتا رہے گا۔ تقوٰے ہی دراصل وہ صفت ہے جو انسان کو برے کاموں اور برے وسوسوں سے محفوظ رکھتی ہے۔

یہ حکم اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا ہے لیکن پوری امت اس حکم کی پابند ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شیطانی وسوسے کیا آئیں گے یہ تو دراصل امت ہی کے لوگ ہیں جو شیطانی وسوسوں کا شکار ہو سکتے ہیں۔

(اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ) جو لوگ متقی ہوتے ہیں ان کے دل میں کبھی شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ آجاتا ہے تو وہ ہوشیار ہو جاتے ہیں، غفلت دور ہو جاتی ہے اور ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں، وہ سمجھ جاتے ہیں کہ ہم شیطان کی گرفت میں آنے ہی والے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بچالیا۔ پھر وہ باطل خیالات کو چھوڑ دیتے ہیں اور حق وصداقت کا راستہ دیکھتے ہیں اور اسی پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔

آگے فرمایا (وَاِخْوَانُهُمْ یَمُدُّوْنَهُمْ فِی الْغَیِّ ثُمَّ لَا یُقْصِرُوْنَ) اور اے رسول، ان کفار کے بھائی (یعنی شیاطین) انہیں سرکشی میں گھسیٹے لئے جارہے ہیں اور ان کے گمراہ کرنے میں ذرا کوتاہی نہیں کرتے۔

عمل

اے ایمان والو، شیطان کے وسوسوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے رہئے۔ شیطان سے ہمیشہ پرکنار رہئے ایسا نہ ہو کہ وہ غفلت میں آپ سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرا بیٹھے۔

وَإِذَا لَمْ تَأْتِهِم بِآيَةٍ قَالُوا
لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ۚ قُلْ إِنَّمَا أَتَّبِعُ
مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ مِن رَّبِّي ۚ هَٰذَا
بَصَائِرُ مِن رَّبِّكُمْ وَهُدًى
وَرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٢٠٣﴾

ترجمہ اور (اے رسول) جب آپ ان کو کوئی آیت نہیں سناتے تو (آپ سے) کہتے ہیں کہ آپ خود ہی کوئی بات منتخب کر کے ہمیں کیوں نہیں سنا دیتے، آپ کہہ دیجئے کہ میں تو اس چیز کی پیروی کرتا ہوں جو میرے رب کی طرف سے مجھ پر وحی کی جاتی ہے (اور جو باتیں مجھ پر وحی کی جا رہی ہیں) یہ تمہارے رب کی طرف سے (تمہارے لئے بڑی) بصیرت آفریں ہیں اور ایمان والوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہیں ﴿٢٠٣﴾

معانی و مصادر (اِجْتَبَيْتَ) اِجْتَبٰی، يَجْتَبِيْ، اِجْتِبَاءٌ (باب افتعال) پسند کرنا، منتخب کرنا۔

(بَصَائِرُ) بَصُرَ، يَبْصُرُ، بَصَرٌ و بَصَارَةٌ (س، ك) جاننا، دیکھنا (بَصَائِرُ = بَصِيْرَةٌ کی جمع۔ بَصِيْرَةٌ = عقل، سمجھ بوجھ، عبرت، دلیل)۔

تفسیر کافر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استہزاء کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ یہ قرآن مجید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی بنا لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اسی قسم کے ایک استہزاء کا جواب دیتے ہوئے فرمایا (وَإِذَا لَمْ تَأْتِهِم بِآيَةٍ قَالُوا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا) اور اے رسول

جب آپ ان کو کوئی آیت نہیں سُناتے تو وہ کہتے ہیں آپ خود ہی کوئی بات منتخب کر کے ہمیں کیوں نہیں سنا دیتے۔ اس مطالبہ سے ان کا منشاء یہی ہوتا ہے کہ یہ قرآن مجید آپ ہی کا بنایا ہوا ہے لہذا آپ خود ہی اپنی پسند کی کوئی آیت وضع کر کے ہمیں کیوں نہیں سُنا دیتے۔ تاخیر کرنے سے کیا فائدہ ہے؟ آخر ایسے تکلف کی کیا ضرورت ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ) اے رسول، آپ کہہ دیجئے کہ میں تو جو کچھ میرے رب کی طرف سے وحی کی جاتی ہے اُسی کی پیروی کرتا ہوں۔ میں اپنی طرف سے کسی چیز کو وضع کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں کر سکتا۔ میں تو وہی چیز سناتا ہوں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر وحی کی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ، قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ، اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ، اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ

(یونس - ۱۵ تا ۱۷)

اور (اے رسول) جب ان لوگوں کو ہماری واضح آیتیں سنائی جاتی ہیں تو وہ لوگ جو (قیامت کے دن) ہم سے ملاقات کی امید نہیں رکھتے کہتے ہیں: اس قرآن کے علاوہ کوئی اور قرآن لے آؤ یا اسی میں ردّوبدل کر دو (اے رسول) آپ کہہ دیجئے یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا کہ میں اپنی طرف سے اس میں ردّوبدل کر دوں، اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے (قیامت کے) بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے: اگر اللہ چاہتا تو میں کبھی تم کو قرآن (مجید) نہ سناتا اور نہ اللہ (تعالیٰ) تم کو اس سے آگاہ کرتا، میں پہلے تم لوگوں میں عمر (کا ایک حصّہ) گذار چکا ہوں تو کیا تم میں اتنی بھی عقل نہیں (کہ جس شخص نے اتنی مدّت کچھ نہیں کہا وہ اب کیسے اتنا فصیح و بلیغ کلام کہنے لگا)۔ اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ بات کو منسوب کرے یا اس کی آیات کو جھٹلائے۔ بے شک گنہگار (کبھی) فلاح نہیں پا سکتے

آگے فرمایا (هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ) یہ تمہارے رب کی طرف سے کھلے دلائل ہیں۔ عبرت و نصیحت اور عقل اور سمجھ بوجھ کی باتیں ہیں (وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ) اور ایمان والوں کے لئے یہ باتیں سراسر ہدایت اور رحمت ہیں۔ اس آیت میں کافروں کو اسلام کی دعوت دی گئی ہے ان سے کہا جا رہا ہے کہ اگر وہ ایمان لے آئے تو قرآن مجید کی باتیں انہیں بھی راہ راست پر چلا کر منزل مقصود پر پہنچا دیں گی اور وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مستحق بن جائیں گے۔

عمل

اے لوگو، قرآن مجید کسی انسان کا کلام نہیں اللہ رب العالمین کا کلام ہے۔ اس میں عبرت اور نصیحت کی باتیں ہیں۔ ان باتوں پر ایمان لائیے۔ اگر آپ ایمان لے آئے تو پھر آپ ہدایت یاب ہوں گے اور رحمت کے مستحق بن جائیں گے۔

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا
لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۲۰۴
وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ
تَضَرُّعًا وَّخِيفَةً وَّدُونَ
الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ
وَالْآصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ
الْغَافِلِينَ ۲۰۵ إِنَّ الَّذِينَ عِنْدَ
رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ
عِبَادَتِهِ وَيُسَبِّحُونَهُ وَلَهُ

يَسْجُدُوْنَ ۲۰۶

ترجمہ اور (اے ایمان والو) جب قرآن پڑھا جائے تو خاموش رہا کرو اور اُسے غور سے سُنا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے ۲۰۴ اور (اے رسول) اپنے دل میں (گڑگڑا گڑگڑا کر) عاجزی کے ساتھ ڈرتے ڈرتے پست آواز سے صبح و شام اللہ کا ذکر کرتے رہا کیجئے اور غافلوں میں سے نہ ہو جائیے ۲۰۵ (اور اے رسول) جو (فرشتے) آپ کے رب کے پاس ہیں وہ اللہ کی عبادت سے سرتابی نہیں کرتے وہ اس کی تسبیح پڑھتے رہتے ہیں اور اس کے آگے سجدہ کرتے رہتے ہیں ۲۰۶

معانی و مصادر (خِيْفَةٌ) خَافَ، يَخَافُ، خَوْفٌ وخَيْفٌ وخِيْفَةٌ و مَخَافَةٌ (ف) ڈرنا۔

(غُدُوٌّ) غَدَا، يَغْدُوْا، غُدُوٌّ (ن) صبح کو جانا۔ نکلنا (غُدُوٌّ، غَدَوَةٌ کی جمع۔ غَدَوَةٌ صبح)۔

(اٰصَال) اٰصَالٌ = اَصِيْل کی جمع۔ اَصِيْل = شام۔

تفسیر گذشتہ آیت میں ذکر تھا کہ قرآن مجید میں عبرت اور نصیحت کے مضامین ہیں اور یہ کہ قرآن مجید ایمان والوں کے لئے سراسر ہدایت اور رحمت ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسی اہم کتاب کا احترام بھی ضروری ہے اور اس کا ادب کے ساتھ سننا بھی ضروری ہے۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے حکم دیا (وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ) اور اے مؤمنو، جب قرآن (مجید) پڑھا جائے تو اسے غور سے سُنا کرو اور چپ رہا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے تمام دنیا کے مسلمین کو قرآن مجید سے فائدہ اٹھانے کے لئے حکم عام دیا کہ جب قرآن مجید پڑھا جائے تو خاموش رہ کر اسے غور سے سُنا کرو۔ قرآن مجید سے وہی شخص فائدہ اٹھا سکتا ہے جو حضور قلب کے ساتھ ہمہ تن گوش ہو کر اسے سُنے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ (قٓ - ۳۷)

اس میں نصیحت ہے اس شخص کے لئے جس کے پاس دل ہے اور جو حضور قلب کے ساتھ کان لگا کر سنتا ہے۔

آیت زیر تفسیر کا منشاء یہ ہے کہ جب قرآن مجید ایسی آواز سے پڑھا جائے کہ سُنا جا سکے تو اس کو خاموش رہ کر سننا فرض ہے۔ قرآن مجید کی قرأت کے وقت باتیں کرنا بند کر دینی چاہئیں

ہاں اگر قرآن مجید ایسی آواز سے پڑھا جا رہا ہو کہ سُنا نہ جا سکے تو پھر اُسے غور سے سننے کا حکم بھی نہ ہو گا۔

یہ حکم اتنا عام ہے کہ نماز جو کہ بیک وقت انفرادی اور اجتماعی عبادت ہے اس کو بھی اس سے مستثنیٰ نہیں کیا گیا۔ نماز میں بھی حکم دیا گیا کہ جب امام پڑھے تو خاموش رہا کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب التشہد فی الصلوٰۃ جزء اول صـ۱۷۳) — جب امام پڑھے تو خاموش رہا کرو۔

آیت زیر تفسیر اور حدیث مذکورہ بالا سے ثابت ہوا کہ جب امام بلند آواز سے قرأت کرے تو مقتدیوں کو کچھ نہیں پڑھنا چاہئے بلکہ خاموش رہ کر امام کی قرأت کو غور سے سننا چاہئے۔

آگے فرمایا (وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ) اور اے رسول، اپنے دل میں (گڑگڑا گڑگڑا کر) عاجزی کے ساتھ ڈرتے ڈرتے، پست آواز سے صبح و شام اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہا کیجئے اور غافلوں میں سے نہ ہو جائیے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں:۔

كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنَّا إِذَا أَشْرَفْنَا عَلٰى وَادٍ هَلَّلْنَا وَكَبَّرْنَا ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوْا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا إِنَّهُ مَعَكُمْ إِنَّهُ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ تَبَارَكَ اسْمُهُ وَتَعَالٰى جَدُّهُ

(صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ما یکرہ من رفع الصوت فی التکبیر جزء ۲ صـ۶۹ وصحیح مسلم کتاب الذکر باب استحباب خفض الصوت بالذکر جزء ۲ صـ۳۷۵ و اللفظ للبخاری)۔

ہم (ایک سفر میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو جب ہم بلندی پر چڑھتے تو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھتے اور اللہ اکبر کہتے تھے۔ ہماری آوازیں بلند ہو جاتی تھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (سنا تو) فرمایا: اے لوگو اپنی جانوں پر رحم کرو کیونکہ تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکار رہے ہو، وہ تمہارے ساتھ ہے۔ وہ سننے والا ہے، وہ قریب ہے (دُور نہیں)، اس کا نام بابرکت ہے، اس کی بزرگی بلند و بالا ہے۔

نوٹ:۔ خط کشیدہ الفاظ صحیح مسلم میں نہیں ہے۔

حضرت ابوقتادہؓ فرماتے ہیں :۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ لَیْلَۃً فَاِذَا ھُوَ بِاَبِیْ بَکْرٍ یُصَلِّیْ یَخْفِضُ مِنْ صَوْتِہٖ قَالَ وَمَرَّ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَھُوَ یُصَلِّیْ رَافِعًا صَوْتَہٗ قَالَ فَلَمَّا اجْتَمَعَا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا اَبَا بَکْرٍ مَرَرْتُ بِکَ وَاَنْتَ تُصَلِّیْ تَخْفِضُ صَوْتَکَ قَالَ قَدْ اَسْمَعْتُ مَنْ نَاجَیْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ وَقَالَ لِعُمَرَ مَرَرْتُ بِکَ وَاَنْتَ تُصَلِّیْ رَافِعًا صَوْتَکَ قَالَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُوْقِظُ الْوَسْنَانَ وَاَطْرُدُ الشَّیْطَانَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا اَبَا بَکْرٍ اِرْفَعْ مِنْ صَوْتِکَ شَیْئًا وَقَالَ لِعُمَرَ اِخْفِضْ مِنْ صَوْتِکَ شَیْئًا (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب فی رفع الصوت بالقراءۃ فی صلوٰۃ الیل جزء اول ص ۱۹۵۔ سندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء اوّل ص ۳۷۸)

ایک رات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم (گھر سے) نکلے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ابوبکر نماز پڑھ رہے ہیں ان کی آواز بہت پست تھی۔ پھر آپ عمر بن خطاب کے پاس سے گذرے اور وہ نماز پڑھ رہے تھے اس حال میں کہ ان کی آواز بہت بلند تھی۔ پھر جب دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے تو آپ نے فرمایا: اے ابوبکر میں تمہارے پاس سے گذرا، تم نماز پڑھ رہے تھے، تمہاری آواز بہت پست تھی، ابوبکر نے کہا اے اللہ کے رسول، میں جس سے باتیں کر رہا تھا اسے سُنا رہا تھا۔ پھر آپ نے عمر سے کہا میں تمہارے پاس سے گذرا، تم نماز پڑھ رہے تھے، تمہاری آواز (بہت) بلند تھی۔ عمر نے کہا میں سونے والوں کو جگا رہا تھا اور شیطان کو بھگا رہا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر تم اپنی آواز کو تھوڑا سا بلند کیا کرو اور عمر سے فرمایا تم اپنی آواز کو کچھ پست کیا کرو۔

الغرض آیت واحادیث بالا سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر درمیانہ آواز سے کرے۔

آگے فرمایا (اِنَّ الَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّکَ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِہٖ وَیُسَبِّحُوْنَہٗ وَلَہٗ یَسْجُدُوْنَ) اور اے رسول جو (فرشتے) آپ کے رب کے پاس ہیں وہ اللہ تعالےٰ کی عبادت سے سرتابی نہیں کرتے۔ وہ اس کی تسبیح پڑھتے رہتے ہیں اور اس کے آگے سجدہ کرتے رہتے ہیں۔

اس آیت کے تین مقصد معلوم ہوتے ہیں:۔

(۱) ایک تو یہ کہ جس طرح فرشتے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے ہیں انسانوں کو بھی چاہئے کہ انہی کی طرح اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہیں۔

۲ دوسرے یہ کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی عبادت سے سرتابی نہیں کرتے اسی طرح انسانوں کو بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت سے سرتابی نہیں کرنی چاہئے،

۳ تیسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کو انسانوں کی عبادت کی ضرورت نہیں۔ اس کی عبادت کرنے والے تو فرشتے ہی بہت ہیں۔ انسانوں کی عبادت تو انسانوں ہی کے فائدہ کے لئے ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

فَرُفِعَ لِیَ الْبَیْتُ الْمَعْمُوْرُ فَسَاَلْتُ جِبْرِیْلَ فَقَالَ هٰذَا الْبَیْتُ الْمَعْمُوْرُ یُصَلِّیْ فِیْهِ كُلَّ یَوْمٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ اِذَا خَرَجُوْا لَمْ یَعُوْدُوْا اِلَیْهِ اٰخِرَ مَا عَلَیْهِمْ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ذکر الملٰئکۃ جزء ۴ ص ۱۳۲ و صحیح مسلم کتاب الایمان باب الاسراء جزء اول ص ۸۵)

(معراج کی رات) پھر میرے لئے بیت المعمور کو بلند کیا گیا۔ میں نے جبریل سے پوچھا (یہ کیا ہے)۔ جبریل نے کہا: یہ بیت المعمور ہے۔ اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں جب وہ نکل جاتے ہیں تو پھر اس کی طرف نہیں لوٹتے یہی ان کا آخری آنا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ۔
(حٰمٓ المؤمن ۔ ۷)

(اور اے رسول) جو (فرشتے) عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو (فرشتے) اس کے ارد گرد (گھیرا باندھے ہوئے کھڑے) ہیں وہ (سب) اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح (و تقدیس) کرتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّكَ یُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا یَسْـَٔمُوْنَ

(حٰمٓ السجدۃ ۔ ۳۸)

اگر یہ (آپ کے رب کی عبادت سے) سرکشی کریں تو آپ کے رب کے پاس جو (فرشتے) ہیں وہ رات اور دن اللہ کی تسبیح کرتے رہتے ہیں اور تھکتے نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا یَسْتَحْسِرُوْنَ ۔ یُسَبِّحُوْنَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ لَا یَفْتُرُوْنَ ۔

جو لوگ آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں اور جو لوگ اللہ کے پاس ہیں وہ اس کی عبادت سے نہ سرتابی کرتے ہیں اور نہ تھکتے ہیں۔ رات اور دن اس کی تسبیح (و تقدیس) کرتے رہتے

(الانبیآء۔ ۱۹و۲۰)

ہیں اور (اس سے) اکتاتے نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

(الشوریٰ۔ ۵)

(اے رسول) قریب ہے کہ آسمان (اللہ کی ہیبت سے) اپنے اوپر سے پھٹ پڑیں اور فرشتے اپنے رب (سے ڈرتے ہوئے اس) کی حمد کے ساتھ تسبیح (و تقدیس) کرتے رہتے ہیں اور زمین والوں کے لئے معافی مانگتے رہتے ہیں، خبردار ہو جاؤ کہ اللہ (تو خود بھی) بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے (کہ جلدی عذاب نازل نہیں فرماتا)۔

عمل

اے لوگو اس آیت کو پڑھ کر سجدہ کیا کیجئے۔ اس آیت کو پڑھ کر سجدہ کرنا عملاً متواتر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا قَرَأَ ابْنُ اٰدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ اِعْتَزَلَ الشَّيْطَانُ يَبْكِيْ يَقُوْلُ يَا وَيْلِيْ اُمِرَ ابْنُ اٰدَمَ بِالسُّجُوْدِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَاُمِرْتُ بِالسُّجُوْدِ فَاَبَيْتُ فَلِيَ النَّارُ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلوٰۃ جزء اول ص۲۷)

جب ابن آدم سجدہ کی آیت پڑھتا ہے اور سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا علیحدہ ہو جاتا ہے اور اس طرح کہتا ہے: میری خرابی! ابن آدم کو سجدہ کا حکم ملا، اس نے سجدہ کیا اس کے لئے جنت ہے، مجھے سجدہ کا حکم ملا میں نے انکار کیا، میرے لئے دوزخ ہے۔

سجدۂ تلاوت کے مسائل

۱ جب سجدہ کی آیت پڑھے تو سجدہ کرے۔ قاری کے ساتھ سامعین بھی سجدہ کریں۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ السَّجْدَةَ وَنَحْنُ عِنْدَهٗ فَيَسْجُدُ وَنَسْجُدُ مَعَهٗ (صحیح بخاری کتاب

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتے تھے، آپ سجدہ کی آیت پڑھتے تو سجدہ کرتے اور ہم بھی آپ کے ساتھ سجدہ

الصلوٰۃ باب ازدحام الناس اذا قرأ الامام السجدۃ جزء ۲ ص۵۱ و صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب سجود التلاوۃ جزء اول ص۲۳۳)

کرتے۔

۲ سجدہ میں یہ دعاء پڑھے۔

سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ بِحَوْلِهٖ وَقُوَّتِهٖ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ۔

ترجمہ:۔ میرے چہرے نے اس ہستی کو سجدہ کیا جس ہستی نے اپنی قدرت اور قوت سے چہرہ کو بنایا۔ اس کے کان بنائے اور اس کی آنکھیں بنائیں۔ بابرکت ہے اللہ جو بہترین بنانے والا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضؓ فرماتی ہیں:۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ سُجُوْدِ الْقُرْاٰنِ بِاللَّيْلِ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَ بَصَرَهٗ بِحَوْلِهٖ وَقُوَّتِهٖ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ (رواہ الحاکم فی کتاب الصلوٰۃ و سندہ صحیح۔ المستدرک جزء اول ص۲۲۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت قرآن کے سجدوں میں یہ (دعاء) پڑھتے تھے سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ بِحَوْلِهٖ وَقُوَّتِهٖ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ۔

۳ سجدہ کرنا لازمی نہیں ہے۔

حضرت زید بن ثابت کہتے ہیں:۔

قَرَأْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّجْمِ فَلَمْ يَسْجُدْ فِيْهَا (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب من قرأ السجدۃ

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سورۂ نجم پڑھی۔ آپ نے اس میں سجدہ نہیں کیا۔

فلم یسجد جزء ۲ ص۵۱ وصحیح مسلم
کتاب الصلوۃ باب سجود التلاوۃ
جزء اول ص۲۳۳)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ الانفال

جنگ بدر کا حال

یہ سورت جنگ بدر کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ اس سے پہلے کہ ہم اس سورت کی تفسیر لکھیں ہم جنگ بدر کا مختصر حال تحریر کر رہے ہیں تاکہ متعلقہ آیات کے سمجھنے میں آسانی ہو۔

اسباب جنگ

کفّار کی جنگی طاقت کو کچلنے کے لئے کفّار کی اقتصادی ناکہ بندی ضروری تھی۔ قریش کے تجارتی قافلے مدینہ منوّرہ کے قریب سے ہو کر گزرتے تھے لہٰذا کفار کی معاشی اور اقتصادی ناکہ بندی کے لئے ضروری تھا کہ ان قافلوں کی آمد و رفت میں رکاوٹ ڈالی جائے۔

کفّار کا ایک تجارتی قافلہ تجارت کے بعد مکّہ معظمہ واپس جا رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قافلہ پر چھاپہ مارنے کا ارادہ کیا۔

اس سلسلے میں آپ نے پہلا کام یہ کیا کہ قافلہ والوں کی خبر معلوم کرنے کے لئے حضرت بُسیسہؓ کو روانہ کیا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں:

بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُسَيْسَةَ عَيْنًا يَنْظُرُ مَا صَنَعَتْ عِيْرُ اَبِيْ سُفْيَانَ۔ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنۃ للشہید جزء ۲ صـ۱۵۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسیسہؓ کو جاسوس بنا کر روانہ کیا تاکہ وہ یہ معلوم کر کے آئیں کہ ابوسفیان کا قافلہ کس حال میں ہے۔

ابوجہل کو معلوم ہوا کہ قریش کا تجارتی قافلہ خطرہ میں ہے تو اس نے لوگوں کو قافلہ کی حفاظت کے لئے ابھارا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:

فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ اِسْتَنْفَرَ اَبُوْجَهْلٍ النَّاسَ قَالَ اَدْرِكُوْا عِيْرَكُمْ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم من یقتل ببدر جزء ۵ صـ۹۱)

جب جنگ بدر واقع ہوئی تو ابوجہل نے لوگوں کو نکلنے کے لئے کہا۔ اُس نے کہا اپنے قافلہ کی خبر لو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کفّار کی فوج کی آمد کی خبر ملی تو آپ نے لوگوں سے مشورہ کیا۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاوَرَ حِيْنَ بَلَغَهٗ اِقْبَالُ اَبِيْ سُفْيَانَ قَالَ فَتَكَلَّمَ اَبُوْ بَكْرٍ فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ تَكَلَّمَ عُمَرُ فَاَعْرَضَ عَنْهُ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقَالَ اِيَّانَا تُرِيْدُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نُخِيْضَهَا الْبَحْرَ لَاَخَضْنَاهَا وَلَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نَضْرِبَ اَكْبَادَهَا اِلٰى بَرْكِ الْغِمَادِ لَفَعَلْنَا۔
(صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ بدر جزء ۲ ص۹۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ابوسفیان کے (قافلہ کے) آنے کی (اور اس کی حفاظت کے لئے کفار کی فوج کے روانہ ہونے کی) خبر ملی تو آپ نے (لوگوں سے) مشورہ کیا، حضرت ابوبکرؓ نے (جنگ کی موافقت میں) تقریر کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تقریر سے اعراض کیا۔ پھر حضرت عمرؓ نے تقریر کی۔ آپ نے ان کی تقریر سے بھی اعراض کیا۔ پھر حضرت سعدؓ بن عبادہ کھڑے ہوئے، انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول، آپ کا روئے سخن ہماری طرف ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر آپ ہمیں سمندر میں کودنے کا حکم دیں گے تو ہم سمندر میں کود پڑیں گے۔ اور اگر آپ ہمیں برک غماد تک گھوڑے دوڑانے کا حکم دیں گے تو ہم آپ کے حکم کی تعمیل کریں گے۔

حضرت مقداد بن الاسودؓ نے کہا:

لَا نَقُوْلُ كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوْسٰى اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا وَلٰكِنَّا نُقَاتِلُ عَنْ يَمِيْنِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ وَبَيْنَ يَدَيْكَ وَخَلْفَكَ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب قول اللہ تعالےٰ اذ تستغیثون ربکم (جزء ۵ ص۹۳)

ہم وہ بات نہیں کہیں گے جو موسیٰؑ کی قوم نے (موسیٰؑ سے) کہی تھی کہ تم جاؤ اور تمہارا رب، تم دونوں لڑو، بلکہ ہم تو آپ کے دائیں بھی لڑیں گے، بائیں بھی لڑیں گے، آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:

فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشْرَقَ وَجْهُهٗ وَسَرَّهٗ يَعْنِيْ قَوْلَهٗ
(صحیح بخاری کتاب المغازی جزء ۵ ص۹۳)

میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ چمکنے لگا ان کی تقریر نے آپ کو خوش کر دیا۔

مسلمین کی جو کیفیت اوپر گذری یہ تو پختہ ایمان والوں کی کیفیت تھی لیکن جن لوگوں کے ایمان کمزور تھے وہ جنگ کرنے کو پسند نہیں کرتے تھے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:

اِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۝ يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ

مؤمنین کی ایک جماعت (بے سروسامانی کی حالت میں دشمن سے جنگ کرنے کو) ناپسند کرتی تھی۔ (اے رسول) وہ لوگ حق کے ظاہر ہو جانے کے بعد حق کے

يَنْظُرُوْنَ ○ (الانفال ۵-۶)

معاملہ میں آپ سے بحث کر رہے تھے گویا کہ ان کو ان کی آنکھوں دیکھے موت کے منہ میں دھکیلا جا رہا تھا۔

یہ لوگ چاہتے تھے کہ جنگ نہ ہو بس قافلہ ہاتھ آجائے۔ جنگ سے ان کی پہلوتہی کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ○ (الانفال ۔ ۷)

اور (اے ایمان والو) اس وقت کو یاد کرو جب اللہ نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ (کافروں کی) دو جماعتوں میں سے ایک جماعت کا ضرور تم سے مقابلہ ہوگا اور تم یہ چاہتے تھے کہ تمہارا مقابلہ اس جماعت سے ہو جس کے پاس شوکت (وقوت) نہیں تھی (یعنی تم چاہتے تھے کہ بجائے فوج کے تجارتی قافلہ سے تمہارا مقابلہ ہو) اور اللہ چاہتا تھا کہ اپنے کلمات کے ذریعہ حق کو قائم کرے اور (فوج سے مقابلہ کرا کے) کافروں کی جڑ کاٹ دے۔

الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کی تیاری کر لی۔ اتنے میں حضرت بسیسہؓ بھی آگئے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:

فَجَاءَ وَمَا فِي الْبَيْتِ اَحَدٌ غَيْرِيْ وَغَيْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَ الْحَدِيْثَ قَالَ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَكَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ لَنَا طَلِبَةً فَمَنْ كَانَ ظَهْرُهٗ حَاضِرًا فَلْيَرْكَبْ مَعَنَا فَجَعَلَ رِجَالٌ يَسْتَاْذِنُوْنَ فِيْ ظُهْرَانِهِمْ فِيْ عُلْوِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ لَا اِلَّا مَنْ كَانَ ظَهْرُهٗ حَاضِرًا فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ۔

(صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنۃ للشہید جزء ۲ صـ۱۵۴)

بسیسہ آئے۔ اُس وقت گھر میں میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی نہ تھا۔ بسیسہ نے خبر سنائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (فوراً) باہر تشریف لے گئے۔ آپ نے لوگوں سے کہا: ہمیں (قافلہ کی) طلب ہے، لہٰذا جس کے پاس سواری موجود ہو وہ ہمارے ساتھ چلے۔ بعض لوگوں نے آپ سے مدینہ کے بالائی حصّہ سے اپنی سواریاں لانے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا:۔ نہیں صرف وہ لوگ چلیں جن کی سواری موجود ہو۔ الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب روانہ ہوئے۔

حضرت کعب بن مالکؓ فرماتے ہیں:

خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے قافلہ (پر

وَسَلَّمَ يُرِيْدُ عِيْرَ قُرَيْشٍ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوہ تبوک جزء ۶ ص۴)

چھاپہ مارنے) کے ارادے سے نکلے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں :

خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ بَدْرٍ فَلَمَّا كَانَ بِحَرَّةِ الْوَبَرَةِ اَدْرَكَهُ رَجُلٌ قَدْ كَانَ يُذْكَرُ مِنْهُ جُرْأَةٌ وَنَجْدَةٌ فَفَرِحَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ رَاَوْهُ فَلَمَّا اَدْرَكَهُ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِئْتُ لِاَتَّبِعَكَ وَاُصِيْبَ مَعَكَ قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ قَالَ لَا قَالَ فَارْجِعْ فَلَنْ اَسْتَعِيْنَ بِمُشْرِكٍ قَالَتْ ثُمَّ مَضٰى حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِالشَّجَرَةِ اَدْرَكَهُ الرَّجُلُ فَقَالَ لَهُ كَمَا قَالَ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا قَالَ اَوَّلَ مَرَّةٍ قَالَ فَارْجِعْ فَلَنْ اَسْتَعِيْنَ بِمُشْرِكٍ ثُمَّ رَجَعَ فَاَدْرَكَهُ بِالْبَيْدَاءِ فَقَالَ لَهُ كَمَا قَالَ اَوَّلَ مَرَّةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلِقْ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی طرف چلے جارہے تھے۔ جب آپ مقام حرۃ الوبرہ میں پہنچے تو آپ کو ایک آدمی ملا جس کی ہمت و شجاعت کا شہرہ تھا۔ صحابۂ کرام اُسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: میں اس لئے آیا ہوں کہ آپ کے ساتھ ہو کر کفار سے لڑوں اور آپ کے ساتھ میں بھی حصہ پاؤں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اللہ اور رسول پر ایمان رکھتے ہو۔ اس نے کہا نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم واپس جاؤ، میں مشرک سے مدد نہیں لیتا۔ پھر وہ شخص چلا گیا یہاں تک کہ جب آپ شجرہ کے مقام پر پہنچے تو وہ شخص پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا۔ اس نے وہی بات کہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی وہی جواب دیا۔ پھر وہ چلا گیا اور بیداء کے مقام پر پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا۔ اس نے وہی بات کہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تم اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لاتے ہو۔ اس نے کہا ہاں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اب تم (ہمارے ساتھ) چلو۔

(صحیح مسلم کتاب الجہاد باب کراھۃ الاستعانۃ فی الغزو بکافر جزء ۲ ص۱۲)

الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے چلتے بدر کے مقام پر پہنچ گئے۔ قریش کا تجارتی قافلہ نشیبی علاقے سے ہوتا ہوا بچ کر نکل گیا اور بدر کے مقام پر دونوں فوجیں اچانک ایک دوسرے کے سامنے آگئیں۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں :

فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب

وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُہٗ حَتّٰی سَبَقُوا الْمُشْرِکِیْنَ اِلٰی بَدْرٍ وَجَآءَ الْمُشْرِکُوْنَ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنۃ للشہید جزء ۲ صـ۱۵۲)

مدینہ سے روانہ ہوئے اور مشرکین سے پہلے بدر پر پہنچ گئے اور (پھر) مشرکین بھی وہاں پہنچ گئے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:

اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْیَا وَھُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰی وَالرَّکْبُ اَسْفَلَ مِنْکُمْ ، وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِی الْمِیْعٰدِ وَلٰکِنْ لِّیَقْضِیَ اللّٰہُ اَمْرًا کَانَ مَفْعُوْلًا ○

(الانفال ـ ۴۲)

اور (اے مسلمین، اس وقت کو یاد کرو) جب تم (مدینہ کے) اُس ناکہ پر (پڑاؤ ڈالے ہوئے) تھے جو (مدینہ کے) قریب تھا اور کفّار اس ناکے پر (پڑاؤ ڈالے ہوئے) تھے جو (مدینہ سے) دور تھا اور (کفار کا تجارتی) قافلہ تمہارے مقابلہ میں نیچے تھا (اور ایک نشیبی علاقہ سے گزر رہا تھا) اور اگر تم دونوں فریق (پہلے سے جنگ کا وقت مقرّر کر کے اُس وقت پر پہنچنے کا) عہد و پیمان کر لیتے تو یقیناً تم (سب سے) وقت مقررہ پر پہنچنے میں تقدیم و تاخیر ہو جاتی لیکن (اللہ تو یہ چاہتا تھا کہ اچانک مقابلہ ہو جائے) تاکہ اللہ کو جو کام کرنا تھا اُسے کر ڈالے۔

حضرت عثمانؓ کی عدم شرکت حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:

اِنَّمَا تَغَیَّبَ عُثْمَانُ عَنْ بَدْرٍ فَاِنَّہٗ کَانَتْ تَحْتَہٗ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانَتْ مَرِیْضَۃً فَقَالَ لَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لَکَ اَجْرَ رَجُلٍ مِّمَّنْ شَھِدَ بَدْرًا وَسَھْمَہٗ۔

(صحیح بخاری کتاب الجہاد ابواب الخمس باب اذا بعث الامام رسولاً فی حاجۃ جزء ۴ صـ۱۰۸)

حضرت عثمانؓ جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی ان کے نکاح میں تھیں اور وہ بیمار تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان کو تسلّی دیتے ہوئے) فرمایا: تمہیں جنگ بدر میں شریک ہونے والے کے برابر اجر اور حصّہ ملے گا۔

حضرت یمانؓ اور حضرت حذیفہؓ کی عدم شرکت حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں:

مَا مَنَعَنِیْ اَنْ اَشْھَدَ بَدْرًا اِلَّا اَنِّیْ خَرَجْتُ اَنَا وَاَبِیْ حُسَیْلٌ فَاَخَذَنَا کُفَّارُ قُرَیْشٍ قَالُوْا اِنَّکُمْ تُرِیْدُوْنَ مُحَمَّدًا فَقُلْنَا مَا نُرِیْدُہٗ مَا نُرِیْدُ اِلَّا الْمَدِیْنَۃَ فَاَخَذُوْا مِنَّا عَھْدَ اللّٰہِ وَمِیْثَاقَہٗ لَنَنْصَرِفَنَّ اِلَی

مجھے جنگ بدر میں شرکت کے لئے کسی اور بات نے نہیں روکا سوائے اس بات کے کہ میں اور (میرے والد) ابوحُسَیل لڑائی میں شرکت کے لئے نکلے۔ کفّارِ قریش نے ہمیں پکڑ لیا۔ وہ کہنے لگے تم محمد (کے پاس جانے) کا ارادہ رکھتے ہو۔ ہم نے کہا: ہم ان

الْمَدِيْنَةِ وَلَا نُقَاتِلُ مَعَهٗ فَاَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْنَاهُ الْخَبَرَ فَقَالَ انْصَرِفَا نَفِيْ لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ وَنَسْتَعِيْنُ اللّٰهَ عَلَيْهِمْ۔

(صحیح مسلم کتاب الجہاد باب الوفاء بالعہد جزء ۲ صـ۱۰۱)

کے ارادہ سے نہیں جا رہے۔ ہم تو مدینہ جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ انہوں نے ہم سے اللہ کی قسم دے کر عہد لیا کہ ہم مدینہ جائیں گے اور ان کے ساتھ ہو کر جنگ نہیں کریں گے۔ وہاں سے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو اس واقعہ کی خبر دی۔ آپ نے فرمایا: تم چلے جاؤ، ہم ان کا عہد پورا کریں گے اور اُن کے مقابلہ میں اللہ سے مدد طلب کریں گے۔

اسلامی فوج کی بے سروسامانی اسلامی فوج ساز وسامان کے اور تعداد کے لحاظ سے بہت کم تھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ۔ (اٰلِ عمران ۔ ۱۲۳)

اور (اے ایمان والو) اللہ نے تو تمہاری مدد (جنگ) بدر میں بھی کی تھی جب کہ تم انتہائی بے سروسامان تھے۔

حضرت براءؓ فرماتے ہیں:

اِسْتُصْغِرْتُ اَنَا وَابْنُ عُمَرَ يَوْمَ بَدْرٍ فَكَانَ الْمُهَاجِرُوْنَ يَوْمَ بَدْرٍ نَيِّفًا عَلٰى سِتِّيْنَ وَالْاَنْصَارُ نَيِّفًا وَاَرْبَعِيْنَ وَمِائَتَيْنِ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنَّهُمْ كَانُوْا عِدَّةَ اَصْحَابِ طَالُوْتَ الَّذِيْنَ جَازُوْا مَعَهُ النَّهَرَ بِضْعَةَ عَشَرَ وَثَلٰثُمَائَةٍ قَالَ الْبَرَاءُ لَا وَاللّٰهِ مَا جَاوَزَ مَعَهُ النَّهَرَ اِلَّا مُؤْمِنٌ۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب عدۃ اصحاب بدر جزء ۵ صـ۹۳ وصـ۹۴)

مجھے اور عبداللہ بن عمرؓ کو کم عمری کی وجہ سے شرکت کی اجازت نہیں ملی۔ بدر کے دن مہاجرین ساٹھ سے کچھ زیادہ تھے اور انصار ۲۴۰ سے کچھ زیادہ تھے۔ ان کی تعداد اصحاب طالوت کے برابر تھی جنہوں نے طالوت کے ساتھ نہر کو پار کیا تھا اور ان کے ساتھ نہر کو کسی نے پار نہیں کیا سوائے مؤمن کے (یعنی) تین سو دس سے کچھ زائد (تھے)۔

مشرکین کی تعداد ایک ہزار تھی اور صحابہ کی تعداد سب ملا کر ۳۱۹ تھی۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں:

لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ نَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْمُشْرِكِيْنَ وَهُمْ اَلْفٌ وَاَصْحَابُهٗ ثَلَاثُمِائَةٍ وَتِسْعَةَ عَشَرَ رَجُلًا۔ (صحیح مسلم کتاب الجہاد باب الامداد بالملائکۃ فی غزوۃ بدر جزء ۲ صـ۸۴)

جب بدر کا دن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کی طرف دیکھا اور وہ ایک ہزار تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ۳۱۹ تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدان جنگ میں میدانِ جنگ میں پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں مشغول ہو گئے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:

فَانْطَلَقُوْا حَتّٰی نَزَلُوْا بَدْرًا وَوَرَدَتْ عَلَيْهِمْ رَوَايَا قُرَيْشٍ وَفِيْهِمْ غُلَامٌ اَسْوَدُ لِبَنِي الْحَجَّاجِ فَاَخَذُوْهُ وَكَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْاَلُوْنَهٗ عَنْ اَبِيْ سُفْيَانَ وَاَصْحَابِهٖ فَيَقُوْلُ مَالِيْ عِلْمٌ بِاَبِيْ سُفْيَانَ وَلٰكِنْ هٰذَا اَبُوْ جَهْلٍ وَعُتْبَةُ وَشَيْبَةُ وَاُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ فَاِذَا قَالَ ذٰلِكَ ضَرَبُوْهُ فَقَالَ نَعَمْ اَنَا اُخْبِرُكُمْ هٰذَا اَبُوْ سُفْيَانَ فَاِذَا تَرَكُوْهُ فَسَاَلُوْهُ فَقَالَ مَالِيْ بِاَبِيْ سُفْيَانَ عِلْمٌ وَلٰكِنْ هٰذَا اَبُوْ جَهْلٍ وَعُتْبَةُ وَشَيْبَةُ وَاُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ فِي النَّاسِ فَاِذَا قَالَ هٰذَا اَيْضًا فَضَرَبُوْهُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ فَلَمَّا رَاٰى ذٰلِكَ انْصَرَفَ فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَتَضْرِبُوْهُ اِذَا صَدَقَكُمْ وَتَتْرُكُوْهُ اِذَا كَذَبَكُمْ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ سے روانہ ہو کر بدر کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ صحابہ کرام کو مشرکین کے چند سقّے ملے جن میں بنو حجاج کا ایک کالا غلام بھی تھا۔ صحابہ کرام نے اُسے پکڑ لیا اور اس سے ابوسفیانؓ اور اس کے ساتھیوں کے متعلق پوچھنا شروع کیا۔ وہ کہتا تھا مجھے ابوسفیان کا کوئی علم نہیں البتہ ابوجہل، عتبہ، شیبہ اور امیّہ بن خلف یہاں موجود ہیں۔ جب وہ یہ جواب دیتا تو صحابہ اُسے مارتے اور جب یہ جواب دیتا اچھا میں ابوسفیان کا پتہ بتاتا ہوں تو اُسے چھوڑ دیتے۔ اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ بالآخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا اور فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ جب وہ تم سے سچ کہتا ہے تو تم اُسے مارتے ہو اور جب وہ تم سے جھوٹ کہتا ہے تو تم اسے چھوڑ دیتے ہو۔

(صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوہ بدر جزء ۲ ص۹۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دیر آرام فرمایا تو اللہ تعالےٰ نے بطور خوشخبری کے آپ کو ایک خواب دکھایا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:

اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا، وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ۔

(الانفال ۔ ۴۳)

اور (اے رسول، اس وقت کو یاد کیجئے) جب اللہ نے آپ کو خواب میں کافروں (کی تعداد) کو کم کر کے دکھایا اور اگر آپ کو کافروں (کی تعداد) زیادہ کر کے دکھاتا تو (اے ایمان والو) تم ہمّت ہار جاتے، اور جنگ کے سلسلہ میں اختلاف کرتے لیکن اللہ نے تم کو (کم ہمتّی اور بزدلی سے) بچا لیا۔

یہ خواب گویا ایک بشارت تھی۔ کفّار کی کم تعداد سے مراد ان کی کم ہمّتی اور بزدلی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عاجزانہ دعاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قبّہ میں تشریف لائے اور عاجزانہ طور پر اللہ تعالےٰ سے دعاء مانگی۔

فَاسْتَقْبَلَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقِبْلَةَ ثُمَّ مَدَّ يَدَيْهِ فَجَعَلَ يَهْتِفُ بِرَبِّهِ (صحیح مسلم کتاب الجہاد باب الامداد بالملائکۃ فی غزوۃ بدر جزء ۲ صـ۸۴) وَهُوَ فِي قُبَّةٍ يَوْمَ بَدْرٍ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ (صحیح بخاری باب تفسیر سورۃ اقتربت الساعۃ جزء ۶ صـ۱۷۹) اَللّٰهُمَّ اَنْجِزْ لِيْ مَا وَعَدْتَنِيْ اَللّٰهُمَّ اٰتِ مَا وَعَدْتَنِيْ اَللّٰهُمَّ اِنْ تُهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ مِنْ اَهْلِ الْاِسْلَامِ لَا تُعْبَدْ فِي الْاَرْضِ (صحیح مسلم کتاب الجہاد جزء ۲ صـ۸۴) اَللّٰهُمَّ اِنْ تَشَاْ لَا تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ (صحیح بخاری کتاب التفسیر جزء ۶ صـ۱۷۹) فَمَا زَالَ يَهْتِفُ بِرَبِّهِ مَادًّا يَدَيْهِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ حَتّٰى سَقَطَ رِدَاءُهُ عَنْ مَنْكِبَيْهِ فَاَتَاهُ اَبُوْ بَكْرٍ فَاَخَذَ رِدَاءَهُ فَاَلْقَاهُ عَلٰى مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ الْتَزَمَهُ مِنْ وَرَائِهِ (صحیح مسلم کتاب الجہاد جزء ۲ صـ۸۴) اَخَذَ اَبُوْ بَكْرٍ بِيَدِهِ فَقَالَ حَسْبُكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَلْحَحْتَ عَلٰى رَبِّكَ (صحیح بخاری کتاب التفسیر جزء ۶ صـ۱۷۹) يَا نَبِيَّ اللهِ كَفَاكَ مُنَاشَدَتُكَ رَبَّكَ فَاِنَّهُ سَيُنْجِزُ لَكَ مَا وَعَدَكَ (صحیح مسلم کتاب الجہاد جزء ۲ صـ۸۴)

آپ نے قبلہ کی طرف منہ کیا، پھر ہاتھوں کو دراز کیا اور آپ اپنے رب سے فریاد کرنے لگے (صحیح مسلم) آپ نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا: اے اللہ میں تجھ سے تیرے عہد اور وعدہ کو پورا کرنے کی درخواست کرتا ہوں (صحیح بخاری) اے اللہ تو نے جو وعدہ مجھ سے کیا تھا اُسے پورا فرما دے، اے اللہ وہ فتح عنایت فرما جس کا تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا۔ اے اللہ اگر مسلمین کی یہ جماعت ہلاک ہو گئی تو روئے زمین پر تیری عبادت کہیں نہ ہو گی (صحیح مسلم) اے اللہ اگر تو یہ چاہتا ہے کہ آج کے بعد تیری عبادت نہ کی جائے (تو پھر تیری مرضی) (صحیح بخاری) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح بڑی دیر تک ہاتھ دراز کئے دعاء مانگتے رہے یہاں تک کہ کندھوں پر سے چادر گر گئی۔ اتنے میں (حضرت) ابوبکر آئے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر کو اٹھایا اور آپ کے کندھوں پر ڈال دیا اور پیچھے سے آپ سے چمٹ گئے (صحیح مسلم) پھر اپنے ہاتھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول، بس اب آپ کے لئے اتنی دعاء کافی ہے۔ آپ اپنے ربّ سے بہت منّت کر چکے (صحیح بخاری) اے اللہ کے نبی، آپ کی اپنے ربّ سے فریاد کافی زیادہ ہو چکی ہے، اب وہ عنقریب آپ کے لئے وہ وعدہ پورا کرے گا جو اُس نے آپ سے کیا تھا۔

مسلمین بھی دعاء و فریاد کر رہے تھے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ (اور اے ایمان والو، اُس وقت کو یاد کرو) جب

أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ○ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ إِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ، وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ، إِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○
(الانفال ۹ ـ ۱۰)

تم اپنے ربّ سے (مدد کے لئے) فریاد کر رہے تھے تو اُس نے تمہاری دعا قبول کر لی (اور تمہیں خوشخبری سنائی) کہ بے شک میں تمہیں ایک ہزار فرشتوں سے مدد دوں گا، جو لگاتار ایک دوسرے کے پیچھے آتے رہیں گے اور (اے ایمان والو) فرشتوں کی مدد تو محض (تمہیں) خوش کرنے کے لئے تھی تاکہ اس سے تمہارے دل مطمئن ہو جائیں ورنہ مدد تو (درحقیقت) اللہ کے پاس سے آتی ہے۔ بے شک اللہ غالب ہے، حکمت والا ہے۔

الغرض دعاء کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبہ سے باہر تشریف لائے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں :-

فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُوْلُ : سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهٰى وَأَمَرُّ ○
(صحیح بخاری کتاب التفسیر جزء ۶ صـ۱۷۹)

آپ باہر تشریف لائے اور آپ یہ آیتیں تلاوت فرما رہے تھے: سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ○ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهٰى وَأَمَرُّ ○ عنقریب کافروں کو شکست ہوگی اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔ ان کے عذاب موعود کا دن تو دراصل قیامت کا دن ہے اور قیامت زیادہ سخت اور زیادہ تلخ ہے۔

اللہ تعالےٰ نے فرشتوں سے آپ کی مدد فرمائی۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں :-

فَأَمَدَّهُ اللّٰهُ بِالْمَلٰئِكَةِ۔
(صحیح مسلم کتاب الجہاد جزء ۲ صـ۸۴)

اللہ تعالےٰ نے فرشتوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی۔

دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابلہ میں | دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابل صف آرا ہوئیں۔ مسلمین کافروں کو کم معلوم ہوئے اور کافر مسلمین کو کم معلوم ہوئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

وَإِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ إِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْ أَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّيُقَلِّلُكُمْ فِيْ أَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ○
(الانفال ـ ۴۴)

اور (اے ایمان والو، وہ وقت بھی یاد کرو) جب تم (میدانِ جنگ میں) ایک دوسرے کے مقابل آگئے تو اللہ نے کافروں کو تمہاری نگاہوں میں کم کر کے دکھایا اور تم کو ان کی نگاہوں میں کم کر کے دکھایا تاکہ (ہر فریق لڑائی میں کود پڑے اور جنگ

سے پہلوتہی کرنے کا ذرا سا بھی خیال کسی کے دل میں
نہ آئے اور) اللہ کو جو کام کرنا تھا اُسے کر گذرے۔

کافر مسلمین کو کم نظر آئے لہٰذا ان کی ہمّت بڑھ گئی، مسلمین کافروں کو کم دکھائی دیئے لہٰذا وہ نڈر ہو کر لڑائی میں کود پڑے۔ انہوں نے بھاگنے کا خیال نہیں کیا، اللہ تعالےٰ چاہتا تھا کہ وہ بھاگیں نہیں بلکہ لڑائی میں کود پڑیں تاکہ اللہ تعالےٰ مسلمین کے ذریعہ ان کی قوت کو کچل دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

اِذَا اَكْثَبُوْكُمْ فَارْمُوْهُمْ وَاسْتَبْقُوْا نَبْلَكُمْ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب فضل من شہد بدرًا جزء ۵ ص۹۹)

جب کافر تمہارے قریب آئیں تو ان پر تیر چلانا۔ تیروں کو بچا بچا کر رکھو (ضائع نہ ہونے پائیں)۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

لَا يُقَدِّمَنَّ اَحَدٌ مِنْكُمْ اِلٰى شَيْءٍ حَتّٰى اَكُوْنَ اَنَا دُوْنَهٗ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنۃ للشہید جزء ۲ ص۱۵۵)

تم میں سے کوئی شخص کسی بھی چیز کی طرف پیش قدمی نہ کرے جب تک میں پیش قدمی نہ کروں۔

جب کافر جنگ میں الجھ ہی گئے تو اللہ تعالےٰ نے مسلمین کو ان سے دوچند دکھایا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :

قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ، وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ۝

(اٰل عمران ۔ ۱۳)

(اور اے کافرو) تمہارے لئے ان دو جماعتوں میں جن کی (جنگ بدر میں) ایک دوسرے سے مٹھ بھیڑ ہوئی (بڑی) نشانی ہے۔ ایک جماعت (مسلمین کی تھی جو) اللہ کے راستہ میں لڑ رہی تھی اور دوسری جماعت کافروں کی تھی۔ کافروں کی نگاہ میں مسلمین دوچند نظر آرہے تھے (اس طرح اللہ نے کافروں کو مرعوب کرکے ایک خاص قسم کی نصرت سے مسلمین کو قوت عطاء فرمائی) اور اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی نصرت سے قوت عطاء فرماتا ہے، بے شک اس واقعہ میں دیکھنے والوں کے لئے (بڑی) عبرت ہے (کاش کافر اس عبرت انگیز تائیدِ غیبی کو دیکھ کر مسلم ہو جائیں)۔

کافر مسلمین کو اپنے سے دوگنا دیکھ کر مرعوب ہو گئے۔ کمزور ایمان والوں کی گھبراہٹ دور کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے ایک اونگھ بھیج دی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

اِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ۝

(الانفال ۔ ۱۱)

(اور اے ایمان والو، اس وقت کو بھی یاد کرو) جب اللہ نے اپنی طرف سے بطور تسکین کے تم پر غنودگی طاری کر دی اور تم پر بادل سے پانی برسا دیا تاکہ اس کے ذریعہ تم کو پاک وصاف کر دے اور تم سے شیطانی گندگی کو دور کر دے، تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے اور تمہیں ثابت قدم رکھے۔

الغرض مؤمنین تازہ دم ہو گئے اور لڑائی شروع ہو گئی، مؤمنین کی طرف سے حضرت حمزہؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عبیدہ ابن الحارثؓ مقابلہ کے لئے نکلے۔ اُدھر سے عُتبہ، شیبہ اور ولید بن عقبہ مقابلہ کے لئے آئے۔

حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں:

اِنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ : هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ نَزَلَتْ فِي الَّذِيْنَ بَرَزُوْا يَوْمَ بَدْرٍ حَمْزَةَ وَعَلِيٍّ وَ عُبَيْدَةَ بْنِ الْحَارِثِ وَ عُتْبَةَ وَشَيْبَةَ ابْنَيْ رَبِيْعَةَ وَ الْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب قتل ابی جہل جزء ۵ ص ۹۶)

یہ آیت هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ (یہ دونوں فریق جو ایک دوسرے کے دشمن تھے اپنے ربّ کے بارے میں لڑے) ان لوگوں کے متعلق نازل ہوئی ہے جو بدر میں ایک دوسرے کے مقابلہ میں (جنگ کے لئے) نکلے یعنی حمزہؓ، علیؓ اور عبیدہ بن الحارث اور عُتبہ، شیبہ جو ربیعہ کے بیٹے تھے اور ولید بن عتبہ۔

ابوجہل کا قتل انفرادی مقابلہ جاری تھے کہ اسی اثناء میں دو انصاری لڑکوں نے ابوجہل پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ فرماتے ہیں:۔

بَيْنَا اَنَا وَاقِفٌ فِي الصَّفِّ يَوْمَ بَدْرٍ فَنَظَرْتُ عَنْ يَمِيْنِيْ وَعَنْ شِمَالِيْ فَاِذَا اَنَا بِغُلَامَيْنِ مِنَ الْاَنْصَارِ حَدِيْثَةٍ اَسْنَانُهُمَا تَمَنَّيْتُ اَنْ اَكُوْنَ بَيْنَ اَضْلَعَ مِنْهُمَا (وَفِيْ رِوَايَةٍ فَكَاَنِّيْ لَمْ آمَنْ بِمَكَانِهِمَا) فَغَمَزَنِيْ اَحَدُهُمَا فَقَالَ (وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ لِيْ اَحَدُهُمَا سِرًّا مِنْ صَاحِبِهٖ) يَا عَمِّ هَلْ تَعْرِفُ اَبَا جَهْلٍ قُلْتُ نَعَمْ وَمَا حَاجَتُكَ اِلَيْهِ يَا ابْنَ

اس حال میں کہ بدر کے دن میں صف میں کھڑا ہوا تھا میں نے اپنی داہنی طرف اور بائیں طرف دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میں دو کم عمر انصاری لڑکوں کے درمیان میں ہوں۔ میں نے تمنّا کی کہ کاش میں ان لڑکوں سے زیادہ طاقتور آدمیوں کے بیچ میں ہوتا گویا میں نے ان کی وجہ سے اپنے کو غیر محفوظ سمجھا۔ اتنے میں ان دونوں میں سے ایک نے مجھے دبایا۔ اُس نے اپنے ساتھی سے چھپاتے ہوئے کہا: اے چچا جان کیا آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں؟ میں نے کہا: ہاں

اَخِیْ قَالَ اُخْبِرْتُ اَنَّہٗ یَسُبُّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَئِنْ رَأَیْتُہٗ لَا یُفَارِقُ سَوَادِیْ سَوَادَہٗ حَتّٰی یَمُوْتَ الْاَعْجَلُ مِنَّا فَتَعَجَّبْتُ لِذٰلِکَ فَغَمَزَنِیْ الْاٰخَرُ فَقَالَ لِیْ مِثْلَہَا فَلَمْ اَنْشَبْ اَنْ نَظَرْتُ اِلٰی اَبِیْ جَہْلٍ یَجُوْلُ فِی النَّاسِ قُلْتُ اَلَا اِنَّ ھٰذَا صَاحِبُکُمَا الَّذِیْ سَاَلْتُمَانِیْ فَابْتَدَرَاہُ بِسَیْفَیْھِمَا (وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَشَدَّا عَلَیْہِ مِثْلَ الصَّقْرَیْنِ) فَضَرَبَاہُ حَتّٰی قَتَلَاہُ ثُمَّ انْصَرَفَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَاہُ فَقَالَ اَیُّکُمَا قَتَلَہٗ قَالَ کُلُّ وَاحِدٍ مِنْھُمَا اَنَا قَتَلْتُہٗ فَقَالَ ھَلْ مَسَحْتُمَا سَیْفَیْکُمَا قَالَا لَا، فَنَظَرَ فِی السَّیْفَیْنِ فَقَالَ کِلَاکُمَا قَتَلَہٗ، سَلَبُہٗ لِمُعَاذِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوْحِ وَکَانَا مُعَاذَ بْنَ عَفْرَاءَ وَمُعَاذَ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوْحِ۔

(صحیح بخاری کتاب الجہاد ابواب الخمس من لم یخمس الاسلاب جزء ۴ صـ۱۱۲ وکتاب المغازی باب من شہد بدرا جزء ۵ صـ۹۸ ورواہ مسلم فی صحیحہ الامابین القوسین فی کتاب الجہاد فی باب استحقاق القاتل سلب القتیل جزء ۲ صـ۷۷)۔

اے بھتیجے تمہیں اس سے کیا کام ہے، اس نے کہا: "مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہتا ہے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میں اسے دیکھ لوں تو پھر میرا جسم اس کے جسم سے علیحدہ نہیں ہوگا یہاں تک کہ ہم میں سے جس کی موت پہلے آنی ہے وہ مر جائے۔" مجھے اس بات سے بڑا تعجب ہوا۔ پھر دوسرے نے مجھے دبایا اور اس نے بھی مجھ سے اُسی کے مثل گفتگو کی۔ پھر زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ میں نے ابوجہل کو لوگوں میں اِدھر اُدھر پھرتے دیکھا میں نے (ان سے) کہا: دیکھو یہی وہ شخص ہے جس کے متعلق تم نے مجھ سے سوال کیا تھا (یہ سنتے ہی) وہ دونوں اپنی تلواروں کے ساتھ مثل شکروں کے اس پر جھپٹے۔ دونوں نے اس کو تلوار ماری اور اُسے قتل کر دیا۔ پھر وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو (ابوجہل کے قتل کی) خبر دی۔ آپ نے فرمایا: تم میں سے کس نے اُسے قتل کیا ہے۔ ہر ایک نے کہا: میں نے اُسے قتل کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے اپنی تلواروں کو پوچھ لیا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کی تلواریں دیکھیں، پھر فرمایا تم دونوں نے اُسے قتل کیا ہے۔ یہ لڑکے معاذ بن غفراء اور معاذ بن الجموح تھے۔ آپؐ نے ابوجہل کا سامان معاذ بن عمرو بن الجموح کو دے دیا۔

جاں نثاری کا عجیب واقعہ لڑائی جاری تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قُوْمُوْا اِلٰی جَنَّۃٍ عَرْضُھَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ۔

اس جنّت کی طرف بڑھو جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔

عُمَیر بن الحُمام انصاری نے عرض کیا:

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ جَنَّۃٌ عَرْضُھَا السَّمٰوٰتُ

اُس جنّت کی طرف جس کا عرض آسمانوں اور زمین

وَالْاَرْضُ ۔ کے برابر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

نَعَمْ ہاں ۔

عمیر رضؓ نے کہا :

بَخٍ بَخٍ واہ واہ !

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

مَا یَحْمِلُكَ عَلٰی قَوْلِكَ بَخٍ بَخٍ ۔ واہ واہ کہنے پر تمہیں کس چیز نے اُبھارا۔

عمیر رضؓ نے کہا :

لَا وَاللّٰہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِلَّا رَجَاءَۃَ اَنْ اَکُوْنَ مِنْ اَھْلِھَا ۔ اے اللہ کے رسول (مجھے) کسی چیز نے نہیں ابھارا سوائے اس امید کے کہ میں جنّت والوں میں ہوجاؤں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

فَاِنَّكَ مِنْ اَھْلِھَا ۔ بے شک تم جنّت والوں میں سے ہو۔

حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں :

فَاَخْرَجَ تَمَرَاتٍ مِنْ قَرَنِہٖ فَجَعَلَ یَاْکُلُ مِنْھُنَّ ثُمَّ قَالَ لَئِنْ اَنَا حَیِیْتُ حَتّٰی اٰکُلَ تَمَرَاتِیْ ھٰذِہٖ اِنَّھَا لَحَیَاۃٌ طَوِیْلَۃٌ فَرَمٰی بِمَا کَانَ مَعَہٗ مِنَ التَّمْرِ ثُمَّ قَاتَلَھُمْ حَتّٰی قُتِلَ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنۃ للشہید جزء ۲ صـ۱۵۵) پھر عمیر رضؓ نے اپنے ترکش سے کھجوریں نکالیں اور کھانے لگے۔ پھر انہوں نے کہا : اگر میں ان کھجوروں کو کھانے تک زندہ رہا تو زندگی (بہت) لمبی ہوجائے گی لہٰذا انہوں نے کھجوروں کو (ایک طرف) ڈالدیا۔ پھر جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ شہید ہوگئے۔

مزید معرکے جنگ برابر جاری تھی، حضرت ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں :

وَکَانَ خُبَیْبٌ ھُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ بْنَ عَامِرٍ یَوْمَ بَدْرٍ ۔ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب فضل من شہد بدرًا جزء ۵ صـ۱۰۱) خبیب رضؓ نے بدر کے دن حارث بن عامر کو قتل کردیا۔

حضرت زبیر رضؓ کا مقابلہ عبیدہ بن سعید بن العاص سے ہوا۔ حضرت زبیر رضؓ فرماتے ہیں :

لَقِیْتُ یَوْمَ بَدْرٍ عُبَیْدَۃَ بْنَ سَعِیْدِ بْنِ الْعَاصِ وَھُوَ مُدَجَّجٌ لَا یُرٰی مِنْہُ اِلَّا عَیْنَاہُ وَھُوَ یُکْنٰی اَبُوْ ذَاتِ الْکَرِشِ فَقَالَ اَنَا اَبُوْ ذَاتِ الْکَرِشِ فَحَمَلْتُ عَلَیْہِ بِالْعَنَزَۃِ فَطَعَنْتُہٗ فِیْ عَیْنِہٖ بدر کے دن میرا مقابلہ عبیدہ بن سعید بن العاص سے ہوا۔ عبیدہ آہن پوش تھا اور سوائے آنکھوں کے اس کے جسم کا کوئی حصّہ نظر نہیں آرہا تھا۔ اس کی کنیت ابوذات الکرش تھی۔ اُس نے (فخر سے) کہا: میں ابوذات الکرش ہوں۔ میں نے اس پر نیزے

فَمَاتَ قَالَ لَقَدْ وَضَعْتُ رِجْلِيْ عَلَيْهِ حَتّٰى تَمَطَّأْتُ فَكَانَ الْجَهْدَ اَنْ نَزَعْتُهَا وَقَدِ انْثَنٰى طَرَفَاهَا۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب شہود الملائکۃ بدرًا جزء ۵ ص۱۰۴)

سے حملہ کیا اور نیزے کو اس کی آنکھ میں چبھو دیا۔ (اسی ضرب سے) وہ مر گیا۔ پھر میں نے اپنا پیر اس پر رکھا اور نیزے کو نکالنے کے لئے اتنا زور لگایا کہ میرا جسم اکڑ گیا، پھر میں نے بڑی مشکل سے وہ نیزہ اس کے جسم سے نکالا۔ نیزے کو نکالنے میں اُس کی دونوں دھاریں ٹیڑھی ہو گئیں۔

حضرت حارثہ بن سراقہ کی شہادت

حضرت انسؓ فرماتے ہیں :

اُصِيْبَ حَارِثَةُ يَوْمَ بَدْرٍ وَهُوَ غُلَامٌ۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی فضل من شہد بدرًا جزء ۵ ص۹۸ وکتاب الجہاد باب من اتاہ سہم غرب فقتلہ جزء ۴ ص۲۴)

بدر کے دن حارثہ شہید ہو گئے اور وہ لڑکے ہی تھے۔

جنگ کی شدت

جنگ شدت سے جاری تھی۔ فرشتے بھی میدان جنگ میں آ گئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

(الانفال ۔ ۱۲ و ۱۳)

(اور اے ایمان والو، وہ وقت یاد کرو) جب تمہارا ربّ فرشتوں سے فرما رہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں، تم ایمان والوں کو ثابت قدم رکھو، میں کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دوں گا۔ تو (بس) تم ان کی گردنیں اڑاتے رہنا اور (ان کی) پور پور پر ضرب لگانا۔ یہ اس لئے کہ ان لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے اور جو شخص بھی اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے تو (ایسے شخص کے لئے) اللہ بھی سخت سزا دینے والا ہے۔

ادھر شیطان بھی میدان جنگ میں آ گیا اور کافروں کو ابھارنے لگا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :

وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ، فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ،

اور (اے ایمان والو، وہ وقت یاد کرو) جب شیطان نے کافروں کی تدبیروں کو کافروں کے لئے مزیّن کر دیا پھر (ان سے) کہا کہ آج انسانوں میں کوئی (جماعت ایسی) نہیں جو تم پر غالب آ سکے، مزید برآں میں تمہارے ساتھ ہوں (پھر ڈرنے کی کیا بات ہے)

وَاللّٰہُ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ○
(الانفال ۔ ۴۸)

لیکن جب دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابل (صف آرا) ہوگئیں تو اُلٹے پاؤں واپس چلا گیا اور کہنے لگا میں تم سے بری (الذمہ) ہوں، میں ایسے اشخاص دیکھ رہا ہوں جو تم کو نظر نہیں آتے، میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ اللہ بہت سخت سزا دینے والا ہے۔

الغرض فرشتے بھی مسلمین کی طرف سے لڑائی میں شامل ہوگئے۔

حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں :

بَیْنَمَا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ یَوْمَئِذٍ یَشْتَدُّ فِیْ اَثَرِ رَجُلٍ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اَمَامَہٗ اِذْ سَمِعَ ضَرْبَۃً بِالسَّوْطِ فَوْقَہٗ وَصَوْتَ الْفَارِسِ یَقُوْلُ اَقْدِمْ حَیْزُوْمُ فَنَظَرَ اِلَی الْمُشْرِکِ اَمَامَہٗ فَخَرَّ مُسْتَلْقِیًا فَنَظَرَ اِلَیْہِ فَاِذَا ھُوَ قَدْ خُطِمَ اَنْفُہٗ وَشُقَّ وَجْھُہٗ کَضَرْبَۃِ السَّوْطِ فَاخْضَرَّ ذٰلِکَ اَجْمَعُ فَجَاءَ الْاَنْصَارِیُّ فَحَدَّثَ بِذٰلِکَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ صَدَقْتَ ذٰلِکَ مِنْ مَدَدِ السَّمَاءِ الثَّالِثَۃِ۔

(صحیح مسلم کتاب الجہاد باب الامداد بالملئکۃ فی غزوہ بدر جزء ۲ صـ ۸۴)

اس اثناء میں کہ ایک مسلم ایک کافر کے پیچھے دوڑ رہا تھا اُسے اوپر سے ایک کوڑے کی آواز آئی اور ایک سوار کی بھی آواز آئی۔ وہ سوار کہہ رہا تھا : حیزوم آگے بڑھ۔ اتنے میں وہ مسلم کیا دیکھتا ہے کہ وہ کافر اس کے آگے چت گرا پڑا ہے۔ اس کی ناک پر نشان تھا اور اس کا منہ پھٹ گیا تھا گویا کسی نے اُسے کوڑا مارا ہے۔ پھر اس کے پورے جسم کا رنگ سبز ہوگیا تھا۔ وہ انصاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور یہ ماجرا بیان کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : تم سچ کہتے ہو۔ یہ فرشتے تیسرے آسمان سے مدد کے لئے آئے ہیں۔

فرشتوں کی جماعت میں حضرت جبریل بھی موجود تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

ھٰذَا جِبْرِیْلُ اٰخِذٌ بِرَاْسِ فَرَسِہٖ عَلَیْہِ اَدَاۃُ الْحَرْبِ۔ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب شہود الملائکۃ بدرًا جزء ۵ صـ ۱۰۳)

یہ جبریل اپنے گھوڑے کا سر پکڑے ہوئے کھڑے ہیں وہ ہتھیار پہنے ہوئے ہیں۔

مسلمین کی فتح اور میدانِ جنگ سے واپسی

مؤمنین فتح یاب ہوئے۔ حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں :

فَقَتَلُوْا یَوْمَئِذٍ سَبْعِیْنَ وَاَسَرُوْا سَبْعِیْنَ۔

(صحیح مسلم کتاب الجہاد باب الامداد بالملائکۃ فی غزوہ بدر جزء ۲ صـ ۸۴)

مسلمین نے ستّر کافروں کو قتل کیا اور ستّر کو قید کرلیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدان جنگ میں تین دن ٹھہرے۔

حضرت ابوطلحہؓ فرماتے ہیں :

فَلَمَّا كَانَ بِبَدْرٍ الْيَوْمَ الثَّالِثَ اَمَرَ بِرَاحِلَتِهٖ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب قتل ابی جھل جزء ۵ صـ۹۷)

تیسرا دن ہوا تو آپ نے اپنی سواری (لانے) کا حکم دیا۔

حضرت اسامہؓ فرماتے ہیں :

فَلَمَّا غَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدْرًا فَقَتَلَ اللّٰهُ بِهَا مَنْ قَتَلَ مِنْ صَنَادِيْدِ الْكُفَّارِ وَسَادَةِ قُرَيْشٍ فَقَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ مَنْصُوْرِيْنَ غَانِمِيْنَ مَعَهُمْ اُسَارٰى مِنْ صَنَادِيْدِ الْكُفَّارِ وَسَادَةِ قُرَيْشٍ۔ (صحیح بخاری کتاب الادب باب کنیۃ المشرک جزء ۸ صـ۵۷)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر (کے مقام) پر جنگ کی تو اللہ تعالےٰ نے اس کے ذریعہ کفار کے اشراف اور قریش کے (بڑے بڑے) سرداروں کو قتل کرا دیا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب مال غنیمت کے ساتھ فاتحانہ واپس ہوئے۔ اُن کے ساتھ کفار کے اشراف اور قریش کے (بڑے بڑے) سردار بھی تھے۔ جو قید کر لئے گئے تھے۔

جب مالِ غنیمت کی تقسیم کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

(الانفال ۔ ۱)

(اے رسول) لوگ آپ سے مالِ غنیمت کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ مالِ غنیمت تو اللہ اور اس کے رسول کا ہے، لہٰذا تم اللہ سے ڈرتے رہو اور (مال کی محبت میں اپنے تعلقات کو نہ بگاڑو بلکہ) اپنے باہمی تعلقات کو خوشگوار رکھو، اور اگر تم مؤمن ہو تو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے رہو۔

الغرض مالِ غنیمت کو اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں دے دیا۔ آپ نے اُسے مجاہدین میں برابر تقسیم کر دیا۔

حضرت عبادہ بن الصامتؓ فرماتے ہیں :

فَانْتَزَعَهَا اللّٰهُ مِنْ اَيْدِيْنَا فَجَعَلَهٗ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَسَمَهٗ عَلَى السَّوَآءِ۔ (رواہ الحاکم فی کتاب التفسیر وسندہ صحیح۔ المستدرک جزء ۲ صـ۳۲۶)

اللہ تعالےٰ نے مالِ غنیمت کو ہمارے ہاتھوں سے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں دے دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو برابر تقسیم کر دیا۔

قیدیوں کے سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشورہ کیا اور ان کو فدیہ لے کر آزاد کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں :

فَلَمَّا اَسَرُوا الْاُسَارٰی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ مَاتَرَوْنَ فِیْ ھٰؤُلَاءِ الْاُسَارٰی فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ یَانَبِیَّ اللّٰہِ ھُمْ بَنُوا الْعَمِّ وَ الْعَشِیْرَۃِ اَرٰی اَنْ تَاْخُذَ مِنْھُمْ فِدْیَۃً ..... فَھَوِیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَاقَالَ اَبُوْبَکْرٍ۔ (صحیح مسلم کتاب الجہاد باب الامداد بالملائکۃ فی غزوہ بدر واباحۃ الغنائم جزء ۲ ص ۸۵)

جب قیدی گرفتار کرلئے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر اور عمر سے پوچھا : ان قیدیوں کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے، ابوبکر نے کہا یہ چچا کے لڑکے اور خاندان کے لوگ ہیں : میری رائے تو یہ ہے کہ ان سے فدیہ لے لیا جائے ..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کی رائے کو پسند فرمایا۔

حضرت عبادہؓ فرماتے ہیں :

وَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ : مَاکَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّکُوْنَ لَہٗ اَسْرٰی حَتّٰی یُثْخِنَ فِی الْاَرْضِ تُرِیْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْیَا وَاللّٰہُ یُرِیْدُ الْاٰخِرَۃَ واللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ۝ لَوْلَا کِتٰبٌ مِنَ اللّٰہِ سَبَقَ لَمَسَّکُمْ فِیْمَا اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝ فَکُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَیِّبًا، فَاَحَلَّ اللّٰہُ الْغَنِیْمَۃَ لَھُمْ۔ (صحیح مسلم کتاب الجہاد باب الامداد بالملئکۃ جزء ۲ ص ۸۵)

اس موقع پر اللہ عزوجل نے یہ آیتیں نازل فرمائیں: (اور اے رسول) کسی نبی کے یہ شایانِ شان نہیں کہ اُس کے پاس قیدی ہوں جب تک وہ ملک میں دشمنوں کو اچھی طرح قتل نہ کرلے (اور اے ایمان والو) تم دنیا کا مال چاہتے ہو اور اللہ (تمہارے لئے) آخرت (کی بھلائی) چاہتا ہے اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔ اگر اللہ نے پہلے سے یہ فیصلہ نہ کیا ہوتا (کہ تمہیں معاف کر دیا جائے گا) تو جو مال تم نے لیا اس کی وجہ سے تم پر عذاب عظیم نازل ہوتا۔ خیر (جو ہوا سو ہوا اب) جو مال غنیمت تمہیں ملا ہے تم اُسے حلال و طیّب سمجھ کر کھا سکتے ہو۔ یعنی اللہ (تعالیٰ) نے ان کے لئے مال غنیمت کو حلال کر دیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ترجمہ: بے حد مہربان، بہت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ، قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ، فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ①

ترجمہ (اے رسول) لوگ آپ سے مالِ غنیمت کے متعلق سوال کرتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ مالِ غنیمت تو اللہ اور رسول کا ہے لہٰذا تم اللہ سے ڈرتے رہو اور (مال کی محبّت میں اپنے تعلقات کو نہ بگاڑو بلکہ) اپنے باہمی تعلقات کو خوشگوار رکھو، اور اگر تم مؤمن ہو تو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے رہو ①

معانی ومصادر (انفال) نَفَلَ، يَنْفُلُ، نَفْلٌ، (ن) زیادہ دینا [اَنْفَالٌ = نَفَلٌ کی جمع۔ نَفَلٌ = مالِ غنیمت، ہبہ، زیادہ]۔

شانِ نزول حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں :۔

اَصَبْتُ سَيْفًا فَأَتٰى بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَفِّلْنِيْهِ فَقَالَ ضَعْهُ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعْهُ مِنْ حَيْثُ اَخَذْتَهُ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ نَفِّلْنِيْهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ ضَعْهُ فَقَامَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَفِّلْنِيْهِ أَأَجْعَلُ كَمَنْ لَا غَنَاءَ لَهٗ فَقَالَ

مجھے (جنگ میں) ایک تلوار ملی۔ وہ اس کو لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول، یہ مجھے دے دیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے رکھ دو۔ وہ پھر کھڑے ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہاں سے تم نے اسے اٹھایا ہے وہیں رکھ دو۔ وہ پھر کھڑے ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ

لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعْهُ مِنْ حَيْثُ اَخَذْتَهُ قَالَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ يَسْاَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ۔
(صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر باب الانفال جزء ۲ صـ۷۵)

کے رسول، یہ مجھے دے دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا:۔ اسے رکھ دو۔ وہ پھر کھڑے ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول کیا میں اس شخص کے مثل کر دیا جاؤں گا جو کارگذار نہیں۔ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو وہیں رکھ دو جہاں سے تم نے اسے اٹھایا ہے۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی: لوگ آپ سے انفال (یعنی مالِ غنیمت) کے متعلق پوچھتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ انفال تو اللہ اور رسول کی ملکیت ہے۔

حضرت سعدؓ فرماتے ہیں :۔

فَقُلْتُ عَسٰى اَنْ يُّعْطٰى هٰذَا مَنْ لَّا يُبْلٰى بَلَائِيْ فَجَاءَنِي الرَّسُوْلُ اِنَّكَ سَاَلْتَنِيْ وَلَيْسَ لِيْ وَاَنَّهُ فَقَدْ صَارَ لِيْ وَهُوَ لَكَ
(رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب التفسیر جزء ۲ صـ۳۶۶)

میں نے سوچا کہ آپ یہ تلوار شاید ایسے شخص کو دیں گے جو میری جیسی آزمائش میں مبتلا نہیں ہوا۔ پھر میرے پاس آپ کا قاصد آیا (میں آپ کے پاس آیا تو) آپ نے فرمایا: تم نے مجھ سے (تلوار کے متعلق) سوال کیا تھا اور وہ (اس وقت) میری نہیں تھی اور اب وہ میری ہو گئی اور اب وہ تمہاری ہے۔

حضرت عبادہ بن الصامتؓ سے انفال کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا :۔

فِيْنَا يَوْمَ بَدْرٍ نَزَلَتْ كَانَ النَّاسُ عَلٰى ثَلٰثِ مَنَازِلَ ثُلُثٌ يُقَاتِلُ الْعَدُوَّ وَثُلُثٌ يَجْمَعُ الْمَتَاعَ وَيَاْخُذُ الْاُسَارٰى وَثُلُثٌ عِنْدَ الْخَيْمَةِ يَحْرِسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جُمِعَ الْمَتَاعُ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ فَقَالَ الَّذِيْنَ جَمَعُوْهُ وَاَخَذُوْهُ قَدْ نَفَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ امْرِئٍ مِنَّا مَا اَصَابَ فَهُوَ لَنَا دُوْنَكُمْ وَقَالَ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ الْعَدُوَّ وَيَطْلُبُوْنَهُ وَاللّٰهِ لَوْلَا نَحْنُ مَا اَصَبْتُمُوْهُ فَنَحْنُ شَغَلْنَا الْقَوْمَ وَقَالَ الْحَرَسُ وَاللّٰهِ مَا اَنْتُمْ بِاَحَقَّ بِهٖ مِنَّا

یہ آیت ہمارے معاملہ میں بدر کے دن نازل ہوئی۔ لوگ تین کاموں پر متعین تھے۔ تہائی دشمن سے جنگ کر رہے تھے، تہائی مال و متاع جمع کر رہے تھے اور قیدیوں کو گرفتار کر رہے تھے اور تہائی خیمہ کے پاس متعین تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کر رہے تھے۔ پھر جب مال غنیمت جمع ہو گیا تو لوگوں نے اس کے معاملہ میں اختلاف کیا تو جن لوگوں نے اسے جمع کیا تھا اور اس پر قبضہ کیا تھا کہنے لگے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مال میں سے جو آپ کو ملا ہے ہم میں سے ہر ایک کو عطیہ دیا ہے تو وہ خاص ہمارے لئے ہے، تمہارے لئے نہیں اور جو لوگ دشمن سے لڑ رہے تھے اور انکا تعاقب

لَقَدْ رَأَيْتَنَا اَنْ نُقَاتِلَ الْعَدُوَّ حِيْنَ مَنَحَنَا اللّٰهُ اَكْتَافَهُمْ اَنْ نَاْخُذَ الْمَتَاعَ حِيْنَ لَمْ يَكُنْ اَحَدٌ يَمْنَعُ دُوْنَهٗ وَلٰكِنَّا خِفْنَا غِرَّةَ الْعَدُوِّ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُمْنَا دُوْنَهٗ قَالَ فَانْتَزَعَهَا اللّٰهُ مِنْ اَيْدِيْنَا فَجَعَلَهٗ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَسَمَهٗ عَلَى السَّوَاءِ لَمْ يَكُنْ فِيْهِ يَوْمَئِذٍ خُمُسٌ فَكَانَ فِيْهِ تَقْوَى اللّٰهِ وَطَاعَتُهٗ وَطَاعَةُ رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ۔

(رواہ الحاکم فی کتاب التفسیر ورواہ احمد نحوہٗ فی مسندہٖ فی کتاب الجہاد باب سبب نزول قول اللہ عزوجل یسئلونک عن الانفال بلوغ الامانی جزء ۱۴ صـ۷۳ وسندہ صحیح۔ المستدرک جزء ۲ صـ۳۲۶)

کر رہے تھے انہوں نے کہا: اللہ کی قسم اگر ہم نہ ہوتے تو تم یہ مال حاصل نہیں کرتے۔ ہم نے دشمن کو لڑائی میں مشغول کر رکھا تھا اور وہ لوگ جو محافظ تھے کہنے لگے: اللہ کی قسم تم ہم سے زیادہ اس کے حق دار نہیں اور (اے رسول) آپ نے ہمیں دیکھا کہ ہم دشمن سے لڑ سکتے تھے جبکہ اللہ نے ان کے کندھوں کو ہمارے حوالہ کر دیا تھا اور کیا ہم مال و متاع جمع کرنے جبکہ کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دفاع کے لئے نہ تھا؟ ہمیں ڈر تھا کہ کہیں دشمن اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ نہ کر دے لہٰذا ہم آپ کی حفاظت کے لئے کھڑے رہے۔ الغرض لوگوں میں اختلاف ہوا تو اللہ نے ہمارے ہاتھ سے اُسے چھین لیا اور کُل مال کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں دے دیا پھر آپ نے اس کو پوری فوج میں برابر تقسیم کر دیا۔ اس زمانہ میں (بیت المال کے لئے) خمس نہیں نکالا جاتا تھا۔ اس زمانے میں اللہ کا خوف تھا اس کی اطاعت تھی اور اس کے رسول کی اطاعت تھی اور آپس کے تعلقات کی اصلاح تھی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَعَلَ كَذَا وَكَذَا اَوْ اَتٰى مَكَانَ كَذَا وَكَذَا فَلَهٗ كَذَا وَكَذَا فَتَسَارَعَ الشُّبَّانُ اِلٰى ذٰلِكَ وَثَبَتَ الشُّيُوْخُ تَحْتَ الرَّايَاتِ فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ جَاءَ الشُّبَّانُ يَطْلُبُوْنَ مَا جُعِلَ لَهُمْ وَقَالَ الشُّيُوْخُ اِنَّا كُنَّا رِدْاً لَّكُمْ وَكُنَّا تَحْتَ الرَّايَاتِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اس طرح کیا یا فلاں فلاں جگہ گیا تو اس کو اتنا اتنا انعام ملے گا۔ (یہ سن کر) جوان لوگ ان کاموں کی طرف دوڑے اور بوڑھے جھنڈوں کے نیچے جمے رہے۔ پھر جب اللہ نے کافروں پر فتح دی تو جوان لوگ آئے اور جو انعام ان کے لئے مقرر کیا گیا تھا اس کو طلب کیا۔ بوڑھوں نے کہا ہم تمہارے مددگار تھے اور ہم جھنڈوں کے نیچے (کھڑے ہوئے) تھے (لہٰذا ہم بھی انعام کے مستحق ہیں) اس موقع پر

لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ۔
(رواہ الحاکم فی کتاب التفسیر وسندہ صحیح المستدرک جزء ۲ صـ۳۲۶)

اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی: یسئلونک عن الانفال الخ اے رسول لوگ آپ سے انفال کے متعلق سوال کر رہے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ انفال تو اللہ اور رسول کے ہیں لہذا تم اللہ سے ڈرتے رہو اور اپنے تعلقات کو خوشگوار رکھو۔

الغرض جب حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے تلوار طلب کی، فوج کے مختلف دستوں نے جو مختلف فرائض پر متعین تھے انعام طلب کیا اور جوانوں نے اور بوڑھوں نے انعام کے لئے اپنا اپنا حق جتایا تو اللہ تعالیٰ نے آیت زیر تفسیر نازل فرما کر پورے مال غنیمت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحویل و اختیار میں دے دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انعام میں کسی خاص دستہ، فوج کو مخصوص نہیں کیا بلکہ سب کو انعام میں شریک کر لیا۔ جن سے وعدہ کیا تھا ان کو وعدہ کے مطابق دے دیا اور جن سے وعدہ نہیں کیا تھا ان کو بھی انعام سے محروم نہیں کیا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ) اے رسول، لوگ آپ سے مال غنیمت کے متعلق سوال کرتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ مال غنیمت تو اللہ اور (اس کے) رسول کا ہے (فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ) لہذا اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، مال غنیمت کی حرص نہ کرو اور نہ مال غنیمت کی لالچ میں اپنے تعلقات کو بگاڑو بلکہ آپس کے تعلقات کو خوشگوار اور استوار رکھو، اگر باہمی تعلقات میں کوئی ناخوشگواری محسوس ہو تو اس کی اصلاح کر لیا کرو۔ دنیا کا مال و متاع چند روزہ ہے، اس کی خاطر اپنے مسلم بھائیوں سے تعلقات کو بگاڑنا مناسب نہیں۔ اس بات کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کی رضا جوئی کے لئے کوشش کرتے رہو۔

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّلٰوةِ وَالصَّدَقَةِ قَالُوْا بَلٰى قَالَ صَلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ فَاِنَّ فَسَادَ ذَاتِ الْبَيْنِ هِيَ الْحَالِقَةُ (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب صفۃ القیامۃ جزء ۲ صـ۱۹۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں اس چیز کی خبر نہ دوں جو روزے، نماز اور صدقہ سے افضل ہے صحابہ نے کہا کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا: آپس میں (تعلقات کی) کی اصلاح کرنا اس لئے کہ آپس کا فساد (دین کو) مونڈنے والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِيَّاكُمْ وَسُوْءَ ذَاتِ الْبَيْنِ فَاِنَّهَا الْحَالِقَةُ (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب صفۃ القیامۃ جزء ۲ صـ۱۹۵)

بچو تم آپس (کے تعلقات) کی برائی سے اس لئے کہ وہ (دین کو) مونڈنے والی ہے۔

آگے فرمایا (وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ) اور اے ایمان والو،

اگر تم مؤمن ہو تو اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے رہو۔ اللہ تعالےٰ اور اس کا رسول جس کام پر تمہیں لگا دیں جس جگہ تمہیں متعیّن کر دیں اور جو فرائض تمہارے سپرد کر دیں تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور وہ کام سرانجام دو جس کام پر تمہیں مقرر کر دیا گیا ہے۔ کسی خاص جگہ یا کسی خاص کام پر تمہیں متعیّن کر دینے سے اگر تمہیں زیادہ کارگذاری دکھلانے کا موقع مل گیا ہے تو اس کارگذاری پر ناز نہ کرو اور نہ اس کارگذاری کے صلہ میں اپنے کو زیادہ انعام کا مستحق سمجھو۔ صلہ تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں منحصر ہے، تم سب نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی ہے اور اس میں تم سب برابر ہو لہٰذا انعام میں بھی برابر ہو۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت پر بار بار زور دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝
(المآئدۃ ۔ ۹۲)

اور (اے ایمان والو) اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور ڈرتے رہو (کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ یا اس کے رسول کی اطاعت نہ کر کے تم عذاب میں مبتلا ہو جاؤ) اور اگر تم (رسول کی اطاعت سے) منہ موڑو گے تو جان لو (کہ ہمارے رسول کا کچھ نہیں بگڑے گا) ہمارے رسول کے ذمّہ تو بس (احکام الٰہی کو) صاف صاف پہنچا دینا ہے۔

عمل

اے ایمان والو، مال غنیمت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت ہے لہٰذا جس شرح سے انہوں نے تقسیم کر دیا ہے اسے برضا و رغبت قبول کیجئے۔

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیئے اور اپنے باہمی تعلقات کی اصلاح کرتے رہیئے۔ باہمی تعلقات میں کسی قسم کی خرابی نہ آنے دیجئے۔

اے ایمان والو، اگر آپ واقعی مؤمن ہیں تو اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے رہیئے۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا
ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ
وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ
زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَّعَلَىٰ رَبِّهِمْ
يَتَوَكَّلُونَ ۝٢ الَّذِينَ يُقِيمُونَ
الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُونَ ۝٣
أُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا،
لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ
مَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝٤

ترجمہ مؤمن تو درحقیقت وہ لوگ ہیں کہ جب (ان کے سامنے) اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل دہل جائیں اور جب اللہ کی آیات پڑھ کر ان کو سنائی جائیں تو ان کے ایمان بڑھ جائیں اور وہ (صرف) اللہ پر بھروسہ کرتے ہوں ① جو نماز قائم کرتے ہوں اور ہمارے دئے ہوئے مال میں سے خرچ کرتے

ہوں ③ یہی لوگ سچّے مؤمن ہیں، ان کے لئے ان کے رب کے ہاں (بلند) درجات ہیں، مغفرت ہے اور باعزت روزی ④

معانی ومصادر

(وَجِلَتْ) وَجِلَ ، یَوْجَلُ ، وَجَلٌ ومَوْجَلٌ (س) ڈرنا۔

تفسیر

گذشتہ آیت میں اللہ تعالےٰ نے ایمان والوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ اگر تم واقعی مؤمن ہو تو تمہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنی چاہیئے۔ آیات زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کی صفات کا تذکرہ فرمایا تاکہ ایمان کا دعویٰ کرنے والے اپنے آپ کو ان صفات سے متصف کریں اور اس غلط فہمی میں نہ رہیں کہ محض ایمان کا دعویٰ کرنے سے وہ مؤمن ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ) مؤمن تو درحقیقت وہ لوگ ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل دہل جائیں، وہ اللہ تعالےٰ کے خوف سے لرز اٹھیں اور ان کے دل دھڑکنے لگیں اور جب ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کی آیات تلاوت کی جائیں تو ان کے ایمان بڑھ جائیں اور وہ صرف اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوں (الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ) جو نماز کو قائم کرتے ہوں اور ہمارے دیئے ہوئے مال میں سے خرچ کرتے ہوں (اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا) یہی لوگ سچّے مؤمن ہیں۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے سچّے مؤمنین کی مندرجہ ذیل پانچ خصوصیات کا ذکر فرمایا :۔

① اللہ تعالےٰ کے ذکر سے دل دہل جانا، دل میں اللہ تعالیٰ کے خوف وخشیت کا پیدا ہو جانا،
② اللہ تعالیٰ کی آیات کی تلاوت سے ایمان بڑھ جانا اور تسلیم ورضاء کا زیادہ ہو جانا،
③ اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا،
④ نماز قائم کرنا، اور
⑤ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال میں سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنا۔

ایمان والوں کے خوف وخشیت کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اِنَّ الَّذِیْنَ ھُمْ مِّنْ خَشْیَۃِ رَبِّھِمْ مُشْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ ھُمْ بِاٰیٰتِ رَبِّھِمْ یُؤْمِنُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ ھُمْ بِرَبِّھِمْ لَا یُشْرِکُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَا اٰتَوْا وَّقُلُوْبُھُمْ وَجِلَۃٌ اَنَّھُمْ اِلٰی رَبِّھِمْ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ یُسٰرِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَھُمْ لَھَا سٰبِقُوْنَ ۝

بے شک جو لوگ اپنے ربّ سے ڈرتے رہتے ہیں اور جو اپنے ربّ کی آیات پر ایمان رکھتے ہیں اور جو اپنے رب کے ساتھ (کسی کو) شریک نہیں کرتے اور جو (اللہ کے راستہ میں) دیتے ہیں جو دیتے ہیں اس کے باوجود ان کے دل اس بات سے ڈرتے رہتے ہیں کہ انہیں اپنے ربّ کے پاس لوٹنا ہے یہی لوگ نیکیوں میں جلدی کرتے ہیں اور نیکیوں

(المؤمنون ۔ ۵۷ تا ۶۱) کے لئے (ایک دوسرے سے) سبقت کرتے ہیں۔

ایمان والوں کے خوف و خشیت کی کیفیت بتاتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝
(الزمر ۔ ۲۳)

اللہ نے کتابی شکل میں بہترین کلام نازل کر دیا ہے (جس کی آیتیں) ایک دوسرے کے مشابہ ہیں (اور جس میں ایک مضمون) بار بار دہرایا گیا (ہے) جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کے رونگٹے اس (کو پڑھ کر یا سن کر اللہ کے خوف) سے کھڑے ہو جاتے ہیں، پھر ان کی کھالیں اور ان کے دل اللہ کی نصیحت کے لئے نرم ہو جاتے ہیں، یہ (کلام) اللہ کی (طرف سے) ہدایت ہے وہ جس کو چاہتا ہے اس کے ذریعہ ہدایت دیتا ہے اور جس کو اللہ گمراہ کر دے اس کو ہدایت دینے والا کوئی نہیں۔

آیاتِ الٰہی سے ایمان کے زیادہ ہونے کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا، فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝
(التوبۃ ۔ ۱۲۴)

اور (اے رسول، ان منافقین کی تو یہ حالت ہے کہ) جب کوئی (نئی) سورت نازل ہوتی ہے تو ان میں سے بعض لوگ (ایک دوسرے سے) پوچھتے ہیں کہ اس سورت نے تم میں سے کس کے ایمان میں اضافہ کیا (آپ کہہ دیجئے کہ) ان کے ایمان میں اضافہ کیا جو (حقیقی معنوں میں) ایمان لے آئے ہیں اور (وہ تو ایسے لوگ ہیں کہ جب کبھی کوئی سورت نازل ہوتی ہے تو ان کے ایمان میں اضافہ ہی نہیں ہوتا بلکہ) وہ (اس کے نازل ہونے سے بہت) خوش ہوتے ہیں۔

ایمان والوں کو چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ پر توکل کریں، اُسی پر بھروسہ رکھیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ (التغابن ۔ ۱۳)

اللہ (ہی الٰہ ہے) اس کے علاوہ کوئی اِلٰہ نہیں اور مؤمنین کو اللہ ہی پر توکل کرنا چاہیئے۔

توکّل کے یہ معنیٰ نہیں کہ تدبیر نہ کی جائے یا وسائل نہ اختیار کئے جائیں۔ تدبیر اور وسائل کا اختیار کرنا توکل کے منافی نہیں۔ تدبیر اور وسائل کا اختیار کرنا ضروری ہے لیکن ان کو صرف ذریعہ سمجھے، ان پر بھروسہ نہ کرے۔ بھروسہ صرف اللہ تعالیٰ پر کرے تدبیر اور وسائل کو وہی کامیاب کرنے والا ہے اور وہ تدبیر اور وسائل کے ذریعہ کامیابی بخشتا ہے۔ تدبیر نہ کرنا اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جانا

توکل نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی منشاء کے خلاف ہے۔ وسائل پر زور دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ۔
(الانفال ۔ ۶۰)

اور (اے ایمان والو) دشمن (سے مقابلہ) کے لئے جہانتک تم سے ہوسکے (فوجی) قوّت (جنگی سازو سامان) اور سرحد کی حفاظت کے لئے گھوڑوں کا اہتمام کرتے رہو تاکہ اس (فوجی) قوّت کے ذریعہ تم اللہ کے دشمن اور اپنے دشمن کو مرعوب کرسکو۔

اللہ تعالےٰ نے نماز خوف کے عالم میں بھی اپنے بچاؤ کے لئے وسائل اختیار کرنے پر زور دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ، وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً
(النسآء ۔ ۱۰۲)

اور (اے رسول) جب آپ ان (مجاہدین کے لشکر) میں موجود ہوں اور ان کو نماز پڑھائیں تو مجاہدین کی ایک جماعت آپ کے ساتھ نماز میں کھڑی ہوجائے (اور دوسری جماعت دشمن کے مقابلہ کے لئے کھڑی رہے)۔ نماز میں شامل ہونے والوں کو چاہیئے کہ اپنے ہتھیار پہنے رہیں، پھر جب وہ سجدہ کرچکیں تو پیچھے ہوجائیں اور دوسری جماعت جس نے نماز نہیں پڑھی آپ کے ساتھ نماز پڑھے، انہیں بھی چاہیئے کہ اپنی دفاع کا سامان اور ہتھیار پہنے رہیں، (اے ایمان والو) کافر تو یہ چاہتے ہیں کہ اگر تم اپنے ہتھیار اور ساز و سامان سے غافل ہوجاؤ تو تم پر یکبارگی حملہ کردیں۔

نماز اور اللہ تعالےٰ کے راستہ میں خرچ کرنا خصوصاً زکوٰۃ کی ادائیگی ضروری اوامر میں سے ہیں۔ تفصیل کے لئے سورۂ بقرہ کی آیت ۳ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

آگے فرمایا (لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ) ایسے مؤمنین کے لئے جن میں مندرجہ بالا صفات پائی جائیں ان کے رب کے ہاں (بلند) درجے ہیں، مغفرت ہے اور باعزت روزی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَعْدَ اللّٰهِ، لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ۝ (الزمر ۔ ۲۰)

لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کے لئے (جنّت میں) بالاخانے ہوں گے، ان بالاخانوں کے اوپر اور بالاخانے بنے ہوئے ہوں گے جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی، (یہ) اللہ کا وعدہ ہے، اللہ

(اپنے) وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ۝ (طٰہٰ ۔ ۷۵)

اور جو شخص اللہ کے پاس اس حالت میں پہنچے کہ وہ مؤمن ہو اور اس نے (دنیا میں) نیک عمل کئے ہوں تو ایسے لوگوں کیلئے (بڑے) بلند درجے ہونگے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ يَتَرَآءَوْنَ اَهْلَ الْغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ كَمَا يَتَرَآءَوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ الْغَابِرَ فِي الْاُفُقِ مِنَ الْمَشْرِقِ اَوِ الْمَغْرِبِ لِتَفَاضُلِ مَا بَيْنَهُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تِلْكَ مَنَازِلُ الْاَنْبِيَآءِ لَا يَبْلُغُهَا غَيْرُهُمْ قَالَ بَلٰى وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ رِجَالٌ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِيْنَ.

(صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ماجآء فی صفۃ الجنۃ: جزء ۴ صـ ۱۴۵ وصحیح مسلم کتاب الجنۃ باب ترائی اھل الجنۃ اھل الغرف کما یری الکوکب فی السماء جزء ۲ صـ ۵۳۱)

اہل جنّت بالاخانوں میں رہنے والوں کو اپنے اوپر اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم مشرق یا مغرب میں افق پر باقی رہ جانے والے چمکدار تارے کو دیکھتے ہو۔ یہ اُن کے مابین مرتبہ کے فرق کی وجہ سے ہوگا۔ صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول، یہ انبیاء کے گھر ہوں گے جن تک ان کے علاوہ کسی کی رسائی نہیں ہوگی۔ آپ نے فرمایا کیوں نہیں، قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے (ان بالاخانوں میں) وہ آدمی (بھی رہیں گے) جو اللہ پر ایمان لائے اور جنہوں نے رسولوں کی تصدیق کی۔

عمل

اے ایمان والو، دلوں میں نرمی اور رقّت پیدا کرنے کی کوشش کیجئے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے ذکر کی عظمت کو دلوں میں جاگزیں کیجئے تاکہ جب کبھی اللہ تعالیٰ کا ذکر آپ سنیں تو آپ کا دل دہل جائے۔

اے ایمان والو، جب کبھی آپ کے سامنے اللہ تعالیٰ کی آیات تلاوت کی جائیں تو ان پر عمل کرنے کے لئے اپنے جوش وخروش کو بڑھانے کی کوشش کیجئے۔ تسلیم ورضاء کے جذبہ میں اضافہ کی کوشش کیجئے۔

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیجئے نماز قائم کیجئے اور اللہ تعالیٰ کے دئے ہوئے رزق میں سے اللہ تعالےٰ کے راستہ میں خرچ کیجئے۔

كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ
بِالْحَقِّ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ
لَكٰرِهُوْنَ ۝٥ يُجَادِلُوْنَكَ فِى الْحَقِّ
بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ
اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ۝٦
وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى
الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ
اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ
لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ
بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۝٧

لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝۸

ترجمہ (اور اے رسول مال غنیمت کی تقسیم میں یہ لوگ اُسی طرح اختلاف کر رہے ہیں) جس طرح (انہوں نے جنگ کے سلسلہ میں اختلاف کیا تھا جب) آپ کے ربّ نے آپ کو سچّائی کے ساتھ (دشمن سے مقابلہ کے لئے) گھر سے نکالا تھا (اُس وقت) مؤمنین کی ایک جماعت (بے سر و سامانی کی حالت میں دشمن سے جنگ کرنے کو) ناپسند کرتی تھی ۵ (اے رسول) وہ لوگ حق کے ظاہر ہوجانے کے بعد حق کے معاملہ میں آپ سے بحث کر رہے تھے گویا کہ ان کو ان کی آنکھوں دیکھتے موت کے منہ میں دھکیلا جا رہا تھا ۶ اور (اے ایمان والو) اس وقت کو یاد کرو جب اللہ نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ (کافروں کی) دو جماعتوں میں سے ایک جماعت کا ضرور تم سے مقابلہ ہوگا اور تم یہ چاہتے تھے کہ تمہارا مقابلہ اس جماعت سے ہو جس کے پاس شوکت (وقوّت) نہیں تھی (یعنی تم چاہتے تھے کہ بجائے فوج کے تجارتی قافلہ سے تمہارا مقابلہ ہو) اور اللہ چاہتا تھا کہ اپنے کلمات کے ذریعہ حق کو قائم کرے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے ۷ تاکہ حق کو ثابت و مستحکم کر دے اور باطل کو نیست و نابود کر دے خواہ یہ چیز مجرموں کو کتنی ہی بری کیوں نہ لگے ۸

معانی و مصادر (يُسَاقُوْنَ) سَاقَ ، يَسُوْقُ ۔ سَوْقٌ وسِيَاقٌ وسِيَاقَةٌ ومَسَاقٌ (ن) ہانکنا، بیان کرنا۔

(الشَّوْكَةِ) شَاكَ ، يَشُوْكُ ، شَوْكٌ (ن) کانٹا چبھونا، کانٹا چبھنا [شَوْكَةٌ = قوّت ہتھیار، کانٹا]۔

(يُحِقُّ) اَحَقَّ ، يُحِقُّ ، اِحْقَاق (باب افعال) واجب کرنا، حق کہنا، حق پر غالب کرنا۔

تفسیر آیت ۱ جنگ بدر کے اختتام پر اس وقت نازل ہوئی جب مال غنیمت کی تقسیم کے سلسلہ میں اختلاف ہوا اللہ تعالیٰ نے ان کے اس اختلاف کو ناپسند فرمایا اور بطور یاد دہانی اور ناپسندیدگی کے فرمایا کہ ان کا یہ اختلاف بالکل ایسا ہی ہے (كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ) جیسا اختلاف کہ انہوں نے اس وقت کیا تھا جب اے رسول، آپ کے ربّ نے آپ کو آپ کے گھر سے حق کے ساتھ (میدان جنگ کی طرف) نکالا۔ اللہ تعالیٰ کی مصلحت اسی میں تھی کہ آپ گھر سے نکلیں اور کافروں کی فوج سے مقابلہ ہو (وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ) لیکن مؤمنین کی ایک جماعت جنگ کرنے کو ناپسند کر رہی تھی۔

کفّار قریش کا ایک تجارتی قافلہ مدینہ منوّرہ کے پاس سے گذر رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار قریش کی معاشی ناکہ بندی کے لئے ضروری سمجھا کہ اس قافلہ کو روکا جائے۔ حضرت کعب بن مالکؓ فرماتے ہیں :-

خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ عِيْرَ قُرَيْشٍ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک جزء ۶ صـ۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، قریش کے قافلہ (کو روکنے) کے ارادے سے (مدینہ منورہ سے) نکلے۔

کفّار قریش کو جب معلوم ہوا کہ قافلہ خطرہ میں ہے تو انہوں نے اس کی حفاظت کے لئے ایک فوج روانہ کی۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں :-

اِسْتَنْفَرَ اَبُوْجَهْلٍ النَّاسَ قَالَ اَدْرِكُوْا عِيْرَكُمْ فَكَرِهَ اُمَيَّةُ اَنْ يَخْرُجَ (لِاَنَّ سَعْدُ بْنِ مُعَاذٍ قَالَ لَهٗ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّهُمْ قَاتِلُوْكَ) فَاَتَاهُ اَبُوْجَهْلٍ فَقَالَ يَا اَبَا صَفْوَانَ اِنَّكَ مَتٰى مَا يَرَاكَ النَّاسُ قَدْ تَخَلَّفْتَ وَاَنْتَ سَيِّدُ اَهْلِ الْوَادِى تَخَلَّفُوْا مَعَكَ فَلَمْ يَزَلْ بِهٖ اَبُوْجَهْلٍ حَتّٰى قَالَ اَمَّا اِذْ غَلَبْتَنِىْ فَوَاللّٰهِ لَاَشْتَرِيَنَّ اَجْوَدَ بَعِيْرٍ بِمَكَّةَ ثُمَّ قَالَ اُمَيَّةُ يَا اُمَّ صَفْوَانَ جَهِّزِيْنِىْ فَقَالَتْ لَهٗ يَا اَبَا صَفْوَانَ وَقَدْ نَسِيْتَ مَا قَالَ لَكَ اَخُوْكَ الْيَثْرِبِىُّ قَالَ لَا مَا اُرِيْدُ اَنْ اَجُوْزَ مَعَهُمْ اِلَّا قَرِيْبًا فَلَمَّا خَرَجَ اُمَيَّةُ اَخَذَ لَا يَنْزِلُ مَنْزِلًا اِلَّا عَقَلَ بَعِيْرَهٗ فَلَمْ يَزَلْ بِذَالِكَ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم من یقتل ببدر جزء ۵ صـ۹۱)

ابوجہل نے لوگوں کو ابھارا اس نے کہا: اپنے قافلے کی حفاظت کے لئے چلو، امیّہ نے چلنے کو ناپسند کیا [اس لئے کہ سعد بن معاذؓ (ایک موقع پر) اس سے کہہ چکے تھے کہ اللہ کی قسم میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مسلمین تجھے قتل کرینگے]۔ ابوجہل اس کے پاس آیا اور اس سے کہا: اے ابو صفوان تم وادیٔ مکّہ کے سردار ہو جب لوگ دیکھیں گے کہ تم نہیں گئے تو وہ بھی تمہارے ساتھ بیٹھ جائیں گے (کوئی نہیں جائے گا)۔ ابوجہل بار بار اصرار کرتا رہا یہاں تک کہ ابوصفوان نے کہا: اب جبکہ تم مجھ پر غالب آگئے ہو تو اللہ کی قسم میں مکّہ کا بہترین اونٹ خریدوں گا (تاکہ وقت پر بھاگ سکوں)۔ پھر امیّہ نے اپنی بیوی سے کہا: اے ام صفوان میرا اسباب سفر تیار کردو۔ بیوی نے کہا: اے ابوصفوان، کیا تم اپنے مدنی بھائی (سعد بن معاذؓ) کا قول بھول گئے جو انہوں نے تم سے کہا تھا۔ امیّہ نے کہا: میں ان کے ساتھ بس کچھ دور جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ الغرض جب امیّہ نکلا تو وہ ہر منزل پر اپنے اونٹ کو مضبوطی سے باندھ دیا کرتا تھا اور وہ (پورے راستہ) ایسا ہی کرتا رہا۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں :-

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَاوَرَ حِیْنَ بَلَغَہٗ اِقْبَالُ اَبِیْ سُفْیَانَ (صحیح مسلم کتاب الجہاد غزوۃ بدر جزء ۲ ص ۹۵)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوسفیان (اور تجارتی قافلہ) کے آنے (اور اس قافلہ کی حفاظت کے لئے کفار کی فوج کی آمد) کی خبر ہوئی تو آپ نے صحابۂ کرام سے مشورہ کیا۔

مشورہ سے مقصد یہ تھا کہ اگر بجائے قافلہ کے کفار کی فوج سے جنگ کی نوبت آجائے تو کیا ان سے ہمیں جنگ کرنی چاہیئے اور کیا مؤمنین جان کی بازی لگانے کے لئے تیار ہیں۔

مؤمنین تعداد میں کم اور بہت بے سروسامان تھے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ۔ (اٰل عمران ۔ ۱۲۳)

اور (اے ایمان والو) اللہ نے تو تمہاری مدد (جنگ) بدر میں بھی کی تھی جب کہ تم انتہائی بے سروسامان تھے۔

بعض لوگ جنگ کے حق میں نہیں تھے جیسا کہ آیت زیر تفسیر سے معلوم ہوتا ہے وہ بے سروسامانی کی وجہ سے جنگ کو ناپسند کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یُجَادِلُوْنَکَ فِی الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَیَّنَ کَاَنَّمَا یُسَاقُوْنَ اِلَی الْمَوْتِ وَھُمْ یَنْظُرُوْنَ) اور اے رسول، یہ لوگ حق اور مصلحت (جس کا ذکر اگلی آیت میں ہے) ظاہر ہو جانے کے باوجود آپ سے بحث کر رہے تھے وہ اتنے خوفزدہ تھے گویا ان کی آنکھوں دیکھے انہیں موت کے منہ میں دھکیلا جا رہا تھا۔ وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ اس بے سروسامانی اور قلت تعداد کے باوجود جنگ کرنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔

آگے فرمایا (وَاِذْ یَعِدُکُمُ اللّٰہُ اِحْدَی الطَّآئِفَتَیْنِ اَنَّھَا لَکُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَیْرَ ذَاتِ الشَّوْکَۃِ تَکُوْنُ لَکُمْ) اور جب اللہ تعالیٰ تم سے وعدہ کر رہا تھا کہ ان دونوں جماعتوں میں سے ایک جماعت سے ضرور تمہارا مقابلہ ہوگا۔ دشمن کی فوج یا تجارتی قافلہ اور تم چاہتے تھے کہ تمہارا مقابلہ اس جماعت سے ہو جس کے پاس شوکت و قوّت نہیں تھی یعنی تم چاہتے تھے کہ تمہارا مقابلہ تجارتی قافلہ سے ہو تاکہ آسانی سے مال و متاع ہاتھ آئے اور جنگ میں جان کی قربانی نہ دینی پڑے (وَیُرِیْدُ اللّٰہُ اَنْ یُّحِقَّ الْحَقَّ بِکَلِمٰتِہٖ وَیَقْطَعَ دَابِرَ الْکٰفِرِیْنَ) لیکن اللہ تعالیٰ یہ چاہتا تھا کہ اپنے کلمات یعنی قرآن مجید کے ذریعہ حق کو قائم کرے اور فوج سے مقابلہ کرا کے کافروں کی جڑ کاٹ دے (لِیُحِقَّ الْحَقَّ وَیُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ کَرِہَ الْمُجْرِمُوْنَ) یعنی اللہ تعالیٰ یہ چاہتا تھا کہ حق کو ثابت و مستحکم کر دے اور باطل کو نیست کر دے خواہ یہ چیز مجرموں یعنی کفّار کو کتنی ہی بری کیوں نہ لگے۔

جنگ میں کیا حکمت اور مصلحت تھی وہ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے بیان کر دی تھی لیکن اس حکمت اور مصلحت کے ظاہر ہو جانے کے باوجود بعض لوگ جنگ کے خلاف گفتگو کر رہے تھے جیسا کہ گذشتہ آیت میں گذرا، (وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَکٰرِھُوْنَ) سے معلوم ہوتا ہے لڑائی کو ناپسند کرنے والے چند لوگ تھے سب نہیں تھے۔ مجلس مشاورت میں لڑائی کی تائید میں بہت سے لوگوں نے رائے دی تھی اور جان کی بازی لگانے کے لئے جوش و خروش کا مظاہرہ کیا تھا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں :۔

فَتَكَلَّمَ اَبُوْبَكْرٍ فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ تَكَلَّمَ عُمَرُ فَاَعْرَضَ عَنْهُ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقَالَ اِيَّانَا تُرِيْدُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نَخِيْضَهَا الْبَحْرَ لَاَخَضْنَاهَا وَلَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نَضْرِبَ اَكْبَادَهَا اِلٰى بَرْكِ الْغِمَادِ لَفَعَلْنَا۔
(صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ بدر جزء ۲ ص۹۵)

ابوبکرؓ نے (جنگ کے موافقت اور ہر قسم کی قربانی دینے کے سلسلہ میں) تقریر کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اعراض کیا، پھر عمرؓ نے تقریر کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بھی اعراض کیا۔ پھر سعد بن عبادہؓ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول، آپ چاہتے ہیں کہ ہم تائید میں بولیں۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر آپ ہمیں سمندر میں داخل ہونے کا حکم دیں گے تو ہم اس میں داخل ہو جائیں گے اور اگر آپ ہمیں برک غماذ تک گھوڑے دوڑانے کا حکم دیں گے تو ہم حکم کی تعمیل کریں گے۔

حضرت مقدادؓ نے بھی جنگ کے حق میں تقریر کی۔ انہوں نے کہا:

لَا نَقُوْلُ كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوْسٰى اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا وَلٰكِنَّا نُقَاتِلُ عَنْ يَمِيْنِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ وَبَيْنَ يَدَيْكَ وَخَلْفَكَ، وَفِىْ رِوَايَةٍ قَالَ الْمِقْدَادُ يَوْمَ بَدْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا لَا نَقُوْلُ لَكَ كَمَا قَالَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ لِمُوْسٰى فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ وَلٰكِنْ اَمْضِ وَنَحْنُ مَعَكَ
(صحیح بخاری کتاب المغازی باب قول اللہ تعالےٰ اِذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم ..... جزء ۵ ص۹۳)
(صحیح بخاری کتاب التفسیر ابواب تفسیر سورۃ المآئدۃ جزء ۶ ص۶۵)

اے اللہ کے رسول ہم وہ بات نہیں کہیں گے جو موسیٰؑ کی قوم بنی اسرائیل نے موسیٰ سے کہی تھی کہ آپ جائیں اور آپ کا ربّ، آپ دونوں لڑیں، ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔ آپ لڑائی کے لئے نکلئے۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ ہم آپ کے دائیں بائیں، آگے اور پیچھے (غرض یہ کہ ہر طرف) لڑیں گے۔

اس تقریر کو سننے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک چمکنے لگا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:۔

فَرَاَيْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشْرَقَ وَجْهُهٗ وَسَرَّهٗ يَعْنِىْ قَوْلَهٗ
(صحیح بخاری ابواب تفسیر سورۃ المآئدۃ جزء ۵ ص۹۳)

میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ چمکنے لگا۔ آپ نے ان کی تقریر کو (بہت) پسند کیا۔

الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجارتی قافلہ کے ارادہ ہی سے نکلے لیکن دشمن کی فوج سے مقابلہ ہوگیا۔ آپ بدر کے مقام پر دشمن سے پہلے پہنچ گئے اور وہیں پڑاؤ کر دیا۔ حضرت کعب بن مالکؓ فرماتے ہیں :۔

خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُرِیْدُ عِیْرَ قُرَیْشٍ حَتّٰی جَمَعَ اللّٰہُ بَیْنَھُمْ وَبَیْنَ عَدُوِّھِمْ عَلٰی غَیْرِ مِیْعَادٍ۔
(صحیح بخاری ابواب تفسیر سورۃ المائدۃ جزء ۵ صـ۹۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے قافلہ (کو روکنے) کے ارادہ سے نکلے لیکن ہوا یہ کہ اللہ نے مسلمین کو اور ان کے دشمن کو بغیر کسی وعدہ کے (ناگہانی طور پر) جمع کر دیا۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں :۔

فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُہٗ حَتّٰی سَبَقُوا الْمُشْرِکِیْنَ اِلٰی بَدْرٍ وَجَاءَ الْمُشْرِکُوْنَ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنۃ للشہید جزء ۲ صـ۱۵۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب روانہ ہوئے یہاں تک کہ بدر کے مقام پر مشرکین سے پہلے پہنچ گئے اور (پھر) مشرکین بھی (وہاں) پہنچ گئے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں :۔

فَنَدَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ النَّاسَ فَانْطَلَقُوْا حَتّٰی نَزَلُوْا بَدْرًا
(صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ بدر جزء ۲ صـ۹۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو (جنگ کی) ترغیب دی۔ پھر سب نکلے یہاں تک کہ سب نے بدر (کے مقام) پر پڑاؤ کیا۔

نوٹ : آیت زیر تفسیر میں ایک گذشتہ آیت کی طرف اشارہ ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فوج یا قافلہ ملنے کی خبر جنگ سے پہلے دی تھی اور یہ آیتیں جنگ کے بعد بطور یاددہانی نازل ہوئی ہیں گویا جنگ سے پہلے جس وحی کے ذریعہ یہ خبر دی گئی تھی وہ اس وحی کے علاوہ تھی۔ وہ وحی قرآن مجید میں نہیں ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن مجید کے علاوہ بھی وحی آیا کرتی تھی۔

عمل

اے ایمان والو، حق ظاہر ہو جانے کے بعد اس کے خلاف بحث نہ کیا کیجئے۔

اے ایمان والو، جہاد اور قتال فی سبیل اللہ میں شرکت نہ کرنے کے لئے بہانے نہ تلاش کیا کیجئے بلکہ برضاء و رغبت جہاد اور قتال فی سبیل اللہ میں شرکت کیا کیجئے۔ اللہ تعالیٰ جہاد اور قتال فی سبیل اللہ ہی کے ذریعہ اسلام کو سربلندی عطاء فرماتا ہے اور کفر کو نیست و نابود کرتا ہے۔

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ
لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِّنَ
الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ ﴿٩﴾ وَمَا جَعَلَهُ
اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ
قُلُوبُكُمْ، وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ
اللَّهِ، إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿١٠﴾

ترجمہ (اور اے ایمان والو) اس وقت کو یاد کرو جب تم اپنے ربّ سے (مدد کے لئے) فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمہاری دعاء قبول کر لی (اور تمہیں خوشخبری سنائی) کہ بے شک میں تمہیں ایک ہزار فرشتوں سے مدد دوں گا جو لگاتار ایک دوسرے کے پیچھے آتے رہیں گے ﴿۹﴾ اور (اے ایمان والو) فرشتوں کی مدد تو محض (تمہیں) خوش کرنے کے لئے تھی تاکہ اس سے تمہارے دل مطمئن ہو جائیں ورنہ مدد تو (در حقیقت) اللہ کے پاس سے آتی ہے، بے شک اللہ غالب اور حکمت والا ہے ﴿۱۰﴾

معانی و مصادر (مُمِدُّ) اَمَدَّ ، یُمِدُّ ، اِمْدَادٌ (باب افعال) مدد کرنا۔
(مُرْدِفِیْنَ) اَرْدَفَ ، یُرْدِفُ ، اِرْدَافٌ (باب افعال) پیچھے بیٹھنا، پیچھے سوار کرنا۔

تفسیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب میدان جنگ میں پہنچ چکے تھے۔ دشمن کی فوج بھی سامنے صف آرا تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کی اکثریت دیکھی تو اللہ تعالیٰ سے دعاء مانگنے میں مشغول ہو گئے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں:

لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ نَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ — بدر کے دن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْمُشْرِكِيْنَ وَهُمْ اَلْفٌ وَاَصْحَابُهٗ ثَلَاثُمَائَةٍ وَّ تِسْعَةَ عَشَرَ رَجُلًا فَاسْتَقْبَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقِبْلَةَ (وَهُوَ فِيْ قُبَّةٍ) ثُمَّ مَدَّ يَدَيْهِ فَجَعَلَ يَهْتِفُ بِرَبِّهٖ: اَللّٰهُمَّ اَنْجِزْ لِيْ مَا وَعَدْتَّنِيْ، اَللّٰهُمَّ اٰتِ مَا وَعَدْتَّنِيْ، اَللّٰهُمَّ اٰتِ مَا وَعَدْتَّنِيْ، اَللّٰهُمَّ اِنْ تُهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ مِنْ اَهْلِ الْاِسْلَامِ لَا تُعْبَدْ فِي الْاَرْضِ (اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اَللّٰهُمَّ اِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ فَمَا زَالَ يَهْتِفُ بِرَبِّهٖ مَادًّا يَدَيْهِ مُسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةِ حَتّٰى سَقَطَ رِدَاءُهٗ عَنْ مَنْكِبَيْهِ فَاَتَاهُ اَبُوْ بَكْرٍ فَاَخَذَ رِدَاءَهٗ فَاَلْقَاهُ عَلٰى مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ الْتَزَمَهٗ مِنْ وَرَاءِهٖ وَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ كَفَاكَ مُنَاشَدَتُكَ رَبَّكَ (حَسْبُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَدْ اَلْحَحْتَ عَلٰى رَبِّكَ) فَاِنَّهٗ سَيُنْجِزُ لَكَ مَا وَعَدَكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ (فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُوْلُ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ) فَاَمَدَّهُ اللّٰهُ بِالْمَلَائِكَةِ.

(صحیح مسلم کتاب الجہاد باب الامداد بالملائکۃ جزء ۲ صـ۸۴ وصحیح بخاری کتاب الجہاد باب ماقیل فی درع النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء ۴ صـ۴۹)

مشرکین پر نظر ڈالی تو وہ ایک ہزار تھے اور آپ کے اصحاب ۳۱۹ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت خیمہ میں تھے آپ نے قبلہ کی طرف منہ کیا اور دونوں ہاتھوں کو دراز کیا پھر آپ اپنے ربّ سے فریاد کرنے لگے: آپ نے اس طرح دعاء کی: اے اللہ تو نے جو وعدہ کیا ہے اُسے پورا کر! اے اللہ اگر اہل اسلام کی اس جماعت کو تو نے ہلاک کر دیا تو پھر زمین میں تیری عبادت نہیں ہوگی۔ اے اللہ میں تجھ سے تیرے عہد اور وعدہ کو پورا کرنے کی درخواست کرتا ہوں۔ اے اللہ اگر تو یہ چاہتا ہے کہ آج کے بعد تیری عبادت نہ ہو (تو تیری مرضی) الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ کی طرف منہ کر کے برابر ہاتھوں کو پھیلائے رہے یہاں تک کہ آپ کی چادر آپ کے کندھوں پر سے گر گئی۔ اتنے میں ابوبکرؓ آئے۔ انہوں نے چادر کو اٹھا کر آپ کے کندھوں پر ڈال دیا، پھر آپ کے پیچھے سے آپ سے چمٹ گئے اور کہا: اے اللہ کے نبی، آپ نے اپنے رب سے جو مناجات کی بس وہ کافی ہے۔ اے اللہ کے رسول آپ اپنے رب سے بہت منّت والحاح کر چکے، اب وہ آپ کے لئے کافی ہوگی۔ بے شک اللہ آپ سے اپنا وعدہ پورا کرے گا۔ پھر (جنگ کے بعد) اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی (اور اس واقعہ کو بطور احسان کے یاد دلایا) اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ) (اور اے ایمان والو، اس وقت کو یاد کرو) جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے تو اللہ نے تمہاری فریاد کو قبول کر لیا (اور یہ کہا) میں ایک ہزار فرشتوں سے جو یکے بعد دیگرے آئیں گے تمہاری مدد کروں گا۔ (اس خوش خبری کے بعد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (خیمہ کے) باہر

آئے اور اس وقت آپ یہ آیتیں پڑھ رہے تھے:
سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ۝ بَلِ
السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَ
اَمَرُّ ۝ عنقریب کافروں کی فوج کو شکست ہوگی
اور یہ لوگ پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے اور (یہ سزا تو کچھ
بھی نہیں) ان کے (عذاب) موعود کا دن تو قیامت
ہے اور قیامت زیادہ سخت اور زیادہ تلخ ہے۔ الغرض
اللہ نے (ایک ہزار) فرشتوں سے آپ کی مدد کی۔

(نوٹ: خط کشیدہ عبارت صرف صحیح بخاری میں ہے باقی عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ تعالیٰ سے فریاد کر رہے تھے اور مؤمنین بھی اللہ تعالیٰ سے فریاد کر رہے تھے۔ ابھی جنگ شروع نہیں ہوئی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاء قبول فرمائی اور جنگ سے پہلے ہی خوش خبری سنائی (اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ) (اے ایمان والو، وہ وقت یاد کرو) جب تم اپنے ربّ سے فریاد کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے تمہاری دعاء کو قبول کر لیا اور (سنو) اب میں تمہیں خوش خبری سناتا ہوں کہ میں ایک ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کروں گا جو لگاتار ایک دوسرے کے پیچھے آتے رہیں گے (وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ، وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ، اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ) اور اے ایمان والو، فرشتوں کی مدد تو محض (تمہیں) خوش کرنے کے لئے ہے تاکہ اس سے تمہارے دلوں کو اطمینان ہو جائے ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ مدد تو اللہ تعالیٰ کے پاس سے آتی ہے۔ بے شک وہ زبردست ہے (اور بغیر فرشتوں کے بھی مدد کر سکتا ہے) وہ حکمت والا ہے (فرشتوں کے ذریعہ مدد کرنے میں اس کی کوئی حکمت اور مصلحت ہے) اور وہ حکمت وہی ہے جس کو اس نے خود بیان کر دیا ہے کہ تم خوش ہو جاؤ اور تمہارے دل مطمئن ہو جائیں "اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا" اور "اللہ تعالیٰ ایک ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کرے گا" ان دونوں میں اگرچہ بہ لحاظ ایمان کوئی فرق نہیں لیکن انسان کی فطرت اور نفسیات کے لحاظ سے دوسرا جملہ زیادہ اطمینان بخش ہے۔ پہلے جملہ میں مدد کی نوعیّت کا کوئی ذکر نہیں لیکن دوسرے جملہ میں مدد کی نوعیت اور مدد کرنے والوں کی تعداد کا ذکر ہے اور یہ چیز انسانی فطرت کے لحاظ سے زیادہ تسلّی بخش ہے۔

نوٹ: اس آیت میں ایک گذشتہ واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے امداد کی خوش خبری جنگ سے پہلے دی تھی اور یہ آیتیں جنگ کے بعد نازل ہوئیں گویا امداد کی خوش خبری کسی اور وحی کے ذریعہ دی گئی تھی۔ وہ وحی قرآن مجید میں نہیں ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ قرآن مجید کے علاوہ بھی وحی آیا کرتی تھی۔

عمل

اے ایمان والو، جنگ کے موقع پر اللہ تعالیٰ ہی سے فریاد کیجئے۔ فتح و نصرت اسی سے طلب کیجئے۔

إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً
مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ
السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ
وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ
وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ
بِهِ الْأَقْدَامَ ﴿۱۱﴾

ترجمہ (اور اے ایمان والو، اس وقت کو بھی یاد کرو) جب اللہ نے اپنی طرف سے بطور تسکین کے تم پر غنودگی طاری کر دی اور تم پر بادل سے پانی برسا دیا تاکہ اس کے ذریعہ تم کو پاک وصاف کر دے اور تم سے شیطانی گندگی (یعنی وسوسوں) کو دور کر دے تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے اور تمہیں ثابت قدم رکھے ﴿۱۱﴾

معانی ومصادر (نُعَاسَ) نَعَسَ، يَنْعُسُ، نَعْسٌ (ن، ف) اونگھنا [نُعَاسٌ = اونگھ، نیند]
(اَمَنَةً) اَمِنَ، يَاْمَنُ، اَمَنَةٌ و اَمْنٌ وَاَمَنٌ و اَمَانٌ (س) امن میں ہونا، مطمئن ہونا [اَمَنَةٌ = تسکین]
(رِجْزٌ) رُجْزٌ = عذاب، بت پرستی، گناہ، گندگی۔
(يَرْبِطُ) رَبَطَ، يَرْبِطُ، رَبْطٌ (ن، ض) مضبوط کرنا، باندھ دینا، قوی کرنا

تفسیر اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے مزید احسانات کو یاد دلایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِذْ یُغَشِّیْکُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ) (اے ایمان والو) اس وقت کو یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے بطور تسکین کے تم پر غنودگی طاری کر دی (تم اس غنودگی اور جھپکی میں جنگ کے خطرات کو بھول گئے، جو فکر دامنگیر تھا وہ دور ہو گیا اور تمہارے حوصلے بڑھ گئے۔ اسی قسم کی غنودگی اللہ تعالےٰ نے جنگ اُحد کے دوران بھی نازل کی)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَیْکُمْ مِّنْ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا یَّغْشٰی طَآئِفَةً مِّنْکُمْ۔ (آل عمران - ۱۵۴)

پھر اللہ نے غم کے بعد اونگھ کی صورت میں تم پر تسکین نازل فرمائی، وہ اُونگھ تم میں سے ایک جماعت پر چھا گئی۔

آگے فرمایا (وَیُنَزِّلُ عَلَیْکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّیُطَهِّرَکُمْ بِهٖ) اور اے ایمان والو، وہ وقت بھی یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے تم پر بادل سے پانی برسایا تاکہ اس کے ذریعہ تم کو پاک کر دے۔ (تم نہاؤ دھوؤ، وضو کرو اور ہر قسم کی ظاہری پاکی حاصل کرو) (وَیُذْهِبَ عَنْکُمْ رِجْزَ الشَّیْطٰنِ) اور تم سے شیطان کی گندگی (یعنی گھبراہٹ اور ہمت شکن وسوسوں) کو دور کر دے۔

آیت کے سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ میدان جنگ میں پانی نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ احسان کیا کہ پانی برسا کر ایمان والوں کو نہلنے دھونے اور وضوء کرنے کی سہولت پیدا کر دی اور پانی نہ ہونے کی باعث پیاسا مر جانے یا لڑائی کے دوران کمزوری واقع ہونے کا جو وسوسہ پیدا ہو گیا تھا اُسے دور فرما دیا۔ الغرض اللہ تعالیٰ نے ظاہری پاکی کا بھی بندوبست کر دیا اور باطنی پاکی کا بھی اہتمام فرمایا۔ آگے فرمایا (وَلِیَرْبِطَ عَلٰی قُلُوْبِکُمْ) اور (اے ایمان والو، پانی برسانے کا مقصد یہ بھی تھا) کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے (پانی نہ ہونے کی وجہ سے جو گھبراہٹ اور خدشہ تھا اسے دور کر دے) (وَیُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ) اور تمہارے قدم جما دے کہیں ایسا نہ ہو کہ پیاس کی وجہ سے تم ہمت ہار جاؤ اور تمہارے قدم اکھڑ جائیں۔

عمل

اے ایمان والو، جب اللہ تعالےٰ فتح دینا چاہتا ہے تو فتح کے لئے ہر قسم کے ساز و سامان کا انتظام فرما دیتا ہے لہٰذا ہمیشہ اللہ تعالےٰ پر بھروسہ کیجئے۔

إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَٰئِكَةِ
أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ
آمَنُوا، سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ
كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوا فَوْقَ
الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ
بَنَانٍ ﴿۱۲﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللَّهَ
وَرَسُولَهُ، وَمَن يُشَاقِقِ اللَّهَ
وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿۱۳﴾
ذَٰلِكُمْ فَذُوقُوهُ وَأَنَّ لِلْكَافِرِينَ

عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۴﴾

ترجمہ (اور اے ایمان والو، وہ وقت بھی یاد کرو) جب تمہارا ربّ فرشتوں سے فرما رہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں، تم ایمان والوں کو ثابت قدم رکھو، میں کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دوں گا تو (بس) تم ان کی گردنیں اڑاتے رہنا اور (ان کی) پور پور پر ضرب لگانا ﴿۱۲﴾ یہ اس لئے کہ ان لوگوں نے اللہ اور اُس کے رسول کی مخالفت کی اور جو شخص بھی اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے تو (ایسے شخص کے لئے) اللہ بھی سخت سزا دینے والا ہے ﴿۱۳﴾ (اے کافرو) یہ (تمہاری سزا ہے) تو (اب) اس (سزا) کا مزا چکھو اور (یہ بھی جان لو کہ) کافروں کے لئے آخرت میں دوزخ کا عذاب ہے ﴿۱۴﴾

معانی ومصادر (رُعْبٌ) رَعَبَ ، یَرْعَبُ، رُعْبٌ (ف) ڈرنا ، ڈرانا۔
(بَنَانٌ) بَنَانٌ = بَنَانَةٌ کی جمع ، پور ، انگلی۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِذْ یُوْحِیْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّیْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا) اور اے ایمان والو، وہ وقت یاد کرو جب تمہارا رب فرشتوں سے فرما رہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم ایمان والوں کو ثابت قدم رکھنا (ان کے پیر نہ اکھڑنے پائیں بلکہ ثابت قدمی کے ساتھ جنگ کرتے رہیں۔ ایسا نہیں ہونا چاہیئے کہ تم جنگ کرو اور وہ جنگ سے بے نیاز ہو جائیں۔ نہیں جنگ انہیں ہی کرنی ہے، اللہ تعالیٰ ضرور ان کی آزمائش کرے گا)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا یَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَیَعْلَمَ الصّٰبِرِیْنَ ۝
(اٰل عمران ـ ۱۴۲)

(اے ایمان والو) کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تم جنت میں یونہی داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تو اللہ نے نہ تو تم میں سے جہاد کرنے والوں کو ممیّز کیا اور نہ ثابت قدم رہنے والوں کو۔

آگے فرمایا (سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ) میں کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دوں گا (وہ ہمت ہار جائیں گے) (فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ) تو پھر تم ان کی گردنیں اڑاتے رہنا اور ان کی پور پور پر ضرب لگانا (ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَمَنْ یُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ) (اُن کی یہ مرعوبیت اور تباہی و بربادی) اس لئے ہے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے اور جو شخص بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے تو (وہ اللہ تعالےٰ کے عذاب سے نہیں بچ سکتا اللہ تعالیٰ ضرور اُسے سخت سزا دیگا) بے شک اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے (ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَاَنَّ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابَ النَّارِ) (اے کافرو دنیا میں تو تمہاری) یہ (سزا ہے) اس کا مزا چکھو اور (آخرت میں تو) کافروں کے لئے دوزخ کا عذاب

ہے (اور وہ بہت سخت عذاب ہے)۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت اللہ تعالےٰ کی سخت ناراضگی کا سبب ہے۔ اس سے بچنا چاہیئے ورنہ دنیا میں بھی عذاب ہوگا اور آخرت میں بھی عذاب ہوگا۔

ان آیات میں فرشتوں کی امداد کا ذکر ہے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے آیت ۹ میں فرمایا تھا اللہ تعالےٰ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور فرشتوں کو امداد کے لئے بھیج دیا اور صرف بھیج ہی نہیں دیا بلکہ اپنی نگرانی میں ان کو کافروں سے لڑایا۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں :

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَوْمَ بَدْرٍ ھٰذَا جِبْرِیْلُ آخِذٌ بِرَأْسِ فَرَسِہٖ عَلَیْہِ اَدَاۃُ الْحَرْبِ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب شھود الملٰئکۃ بدرًا جزء ۵ ص۱۰۳)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن فرمایا یہ جبریل ہیں جو لڑائی کے ہتھیار پہنے ہوئے اپنے گھوڑے کے سر کو پکڑے ہوئے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں :۔

بَیْنَمَا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ یَوْمَئِذٍ یَشُدُّ فِیْ اَثَرِ رَجُلٍ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اَمَامَہٗ اِذْ سَمِعَ ضَرْبَۃً بِالسَّوْطِ فَوْقَہٗ وَصَوْتَ الْفَارِسِ یَقُوْلُ اَقْدِمْ حَیْزُوْمُ فَنَظَرَ اِلَی الْمُشْرِکِ اَمَامَہٗ فَخَرَّ مُسْتَلْقِیًا فَنَظَرَ اِلَیْہِ فَاِذَا ھُوَ قَدْ خُطِمَ اَنْفُہٗ وَشُقَّ وَجْھُہٗ کَضَرْبَۃِ السَّوْطِ فَاخْضَرَّ ذٰلِکَ اَجْمَعُ فَجَاءَ الْاَنْصَارِیُّ فَحَدَّثَ بِذٰلِکَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ صَدَقْتَ ذٰلِکَ مِنْ مَدَدِ السَّمَآءِ الثَّالِثَۃِ (صحیح مسلم کتاب الجہاد باب امداد الملٰئکۃ فی غزوۃ بدر جزء ۲ ص۸۴)

اُس دن اس حال میں کہ ایک مسلم ایک مشرک کے پیچھے جو اس کے آگے تھا دوڑ رہا تھا کہ کوڑے کی آواز اوپر سے اس کے کان میں آئی اور ایک سوار کی آواز بھی سنائی دی جو یہ کہہ رہا تھا اے حیزوم، آگے بڑھ پھر اس مسلم نے اس مشرک کو جو اس کے آگے تھا دیکھا کہ وہ چت گر پڑا۔ مسلم نے اس کی طرف نظر کی تو وہ کیا دیکھتا ہے کہ اس کی ناک پر نشان تھا، اس کا چہرہ پھٹ گیا تھا گویا اسے کسی نے کوڑا مارا ہے اس کا پورا جسم سبز ہو گیا تھا۔ وہ انصاری مسلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے یہ واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا تم سچ کہتے ہو۔ (فرشتوں کی) یہ کمک تیسرے آسمان سے (آئی) ہے۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ آپ کے ساتھ ہے۔ جب کافروں سے مقابلہ ہو تو کافروں کی گردنیں اڑا دیجئے۔ ان کی پور پور پر ضرب کاری لگائیے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمُ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ
الْاَدْبَارَ ﴿۱۵﴾ وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ
دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا
اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ
اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ
الْمَصِيْرُ ﴿۱۶﴾

ترجمہ اے ایمان والو، جب کبھی کافروں کی فوج سے تمہارا مقابلہ ہو تو ان سے پیٹھ نہ پھیرنا ﴿۱۵﴾ اور جو شخص لڑائی کے دن ان سے پیٹھ پھیرے سوائے اس صورت کے کہ لڑائی کے لئے پینترا بدل رہا ہو یا (اپنی) فوج سے جاکر ملنا چاہتا ہو تو وہ اللہ کے غضب میں گرفتار ہوگیا، اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔ ﴿۱۶﴾

معانی ومصادر (زَحْفًا) زَحَفَ ، یَزْحَفُ ، زَحْفٌ وَزُحُوْفٌ وزَحْفَانٌ (ف) پاؤں کو گھسٹ گھسٹ کر چلنا جیسے فوج چلتی ہے، ہلکے سے کھینچنا [زَحْفٌ = بڑا لشکر]
(مُتَحَیِّزًا) تَحَیَّزَ یَتَحَیَّزُ ، تَحَیُّزٌ (باب تفعّل) کسی دوسرے مکان میں قید یا محصور ہوجانا۔

تفسیر ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے جنگ کے آداب کی تعلیم دی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ) اے ایمان والو، جب کبھی کافروں کی فوج سے تمہارا مقابلہ ہو تو ان سے پیٹھ نہ پھیرنا (مقابلہ کرتے رہنا، جم کر ثابت قدمی سے لڑتے رہنا) (وَمَنْ یُّوَلِّهِمْ یَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَیِّزًا اِلٰی فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ) اور جو شخص لڑائی کے دن کافروں سے پیٹھ پھیرے سوائے اس صورت کے کہ لڑائی کے لئے پینترا بدل رہا ہو یا (اپنی) فوج سے ملنا چاہتا ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کے غضب میں گرفتار ہوگیا (وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ) اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ میدان جنگ سے پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا بہت بڑا گناہ ہے۔ پیٹھ پھیرنے کی اجازت صرف دو صورتوں میں ہے :

۱۔ پینترا بدل کر دوبارہ حملہ کرنے کا ارادہ ہو،

۲۔ اپنی فوج میں واپس آکر دوبارہ لڑنے کی نیت ہو۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ دشمن کے سامنے سے پیٹھ پھیرنا غضب الٰہی کا موجب ہے۔ پیٹھ پھیرنا مؤمن کی شان اور وقار کے منافی اور بزدلی کی نشانی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بزدلی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کیا کرتے تھے اور امت کو بھی حکم دیتے تھے کہ بزدلی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کیا کریں۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں :

كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَضَلَعِ الدَّیْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ۔ (صحیح بخاری کتاب الدعوات باب الاستعاذة من الجبن والکسل جزء ۸ ص ۹۸)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعاء پڑھتے تھے : (ترجمہ) اے اللہ، میں فکر وغم سے، عجز اور تھک جانے سے، بزدلی اور بخل سے اور قرض کے بوجھ اور لوگوں کے غلبہ سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔

حضرت مصعبؒ فرماتے ہیں :

كَانَ سَعْدٌ یَاْمُرُ بِخَمْسٍ وَیَذْكُرُهُنَّ

سعدؓ (ہمیں) پانچ باتوں (سے پناہ مانگنے) کا حکم دیا

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَاْمُرُ بِهِنَّ : اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اُرَدَّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا يَعْنِيْ فِتْنَةَ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ (صحیح بخاری کتاب الدعوات باب التعوذ عن البخل جزء ۸ صـ۹۷)

کرتے تھے اور وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان (پانچ باتوں سے پناہ مانگنے) کا حکم دیا کرتے تھے : (ترجمہ) اے اللہ میں بخل سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں، بزدلی سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں، نکمّی عمر تک لوٹائے جانے سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں، دنیا کے فتنہ یعنی دجال کے فتنہ سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں اور عذاب قبر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔

آیت زیر تفسیر میں دشمن کے سامنے سے پیٹھ موڑنے کی سختی کے ساتھ ممانعت کی گئی ہے۔ آیت میں بیان کردہ دو صورتوں کے علاوہ جنگ میں پیٹھ موڑنا بہت بڑا گناہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ

سات ہلاک کرنے والے گناہوں سے بچو۔

صحابہ کرام رضؓ نے پوچھا :

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ ۔

اے اللہ کے رسول! وہ کون کون سے ہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَاَكْلُ الرِّبَا وَالتَّوَلِّيْ يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان الکبائر جزء اوّل صـ۵۱ و صحیح بخاری کتاب الوصایا باب قول اللہ تعالیٰ ان الذین یاکلون اموال الیتامیٰ ظلما جزء ۴ صـ۱۲)

اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، جس جان کا قتل کرنا اللہ نے حرام کر دیا ہے اُسے قتل کرنا مگر حق کے ساتھ، یتیم کا مال کھا جانا، سود کھانا، جنگ کے دن پیٹھ پھیرنا اور پاک دامن، غافل مؤمن عورتوں پر تہمت لگانا۔

عمل

اے ایمان والو، جب دشمن سے جنگ ہو تو پیٹھ نہ پھیرئے سوائے مندرجہ ذیل دو صورتوں کے :

۱۔ پینترا بدلنے کے لئے،

۲۔ اپنی فوج میں مل جانے کے لئے۔

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ
وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ
رَمٰى، وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً
حَسَنًا، اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۷﴾
ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ
الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۸﴾

ترجمہ (اور اے ایمان والو، بدر کے میدان میں) تم نے ان (کافروں) کو قتل نہیں کیا بلکہ ان کو تو اللہ نے قتل کیا اور (اے رسول) جب آپ نے (ان کی طرف تیر یا سنگریزے) پھینکے تو آپ نے نہیں پھینکے تھے بلکہ اللہ نے پھینکے تھے اور (اے ایمان والو اللہ کافروں کو بغیر جنگ لڑے بھی تباہ کرسکتا تھا لیکن اس نے یہ سب کچھ اس لئے کیا کہ) اللہ مؤمنین کو اچھی طرح آزمائے (کہ کون جان کی قربانی دینے کے لئے تیار ہے اور کون نہیں) بے شک اللہ سننے والا، جاننے والا ہے ﴿۱۷﴾ (اور اے ایمان والو، اللہ کی طرف سے) یہ (فتح تو تم کو مل چکی، کافروں کی تدبیروں کو اللہ نے کمزور کر دیا) اور اللہ (آئندہ بھی) کافروں کی تدبیروں کو کمزور کرتا ہے گا ﴿۱۸﴾

معانی ومصادر (رَمٰی) (رَمَیْتَ) رَمْیٌ، یَرْمِیْ، رَمْیٌ (ض) پھینکنا۔
(یُبْلِیَ) اَبْلٰی، یُبْلِیْ، اِبْلَاءٌ (باب افعال) آزمانا۔
(مُوْهِنُ) اَوْهَنَ، یُوْهِنُ، اِیْهَانٌ (باب افعال) کمزور کرنا۔

تفسیر جنگ بدر میں ایمان والوں کی فتح ہوئی۔ بہت سے کافر مارے گئے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا فضل تھا۔ اللہ تعالےٰ اپنا احسان جتاتے ہوئے فرماتا ہے (فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ) اے ایمان والو، تم نے کافروں کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالےٰ نے قتل کیا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قتل کے فعل کو اپنی طرف منسوب کیا اور اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ قتل کی توفیق دینا، جنگ میں استقامت بخشنا اور فرشتوں کے ذریعہ مدد کرنا یہ سب اللہ تعالےٰ کی طرف سے تھا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے سبق دیا ہے کہ کسی بھی نیک اور عزیمت کے کام کے کرنے پر ایمان والے نازنہ کریں بلکہ اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کریں کہ اس نے اُس کام کی توفیق بخشی۔

آگے فرمایا (وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى) (اور اے رسول کافروں کی طرف جو (تیر یا سنگریزے) آپ نے پھینکے تھے تو آپ نے نہیں پھینکے تھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکے تھے (اللہ تعالےٰ نے آپ کو توفیق دی، تیروں یا سنگریزوں کو نشانہ پر لگایا اور ان کو کافروں کی ہلاکت کا سبب بنایا۔ الغرض اے رسول، آپ کو تیر یا سنگریزے پھینکنے پر برانگیختہ کرنا اور آپ کی تدبیروں کو کامیاب کرنا یہ سب اللہ تعالےٰ کا کام تھا (وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا) اور (اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ بغیر جنگ کے بھی کافروں کو تباہ و برباد کرسکتا تھا لیکن جنگ سے اس کا ایک خاص مقصد تھا اور وہ) یہ کہ ایمان والوں کی اچھی طرح آزمائش کرے (اور یہ ظاہر کرے کہ کون جان کی قربانی دینے کے لئے تیار ہے اور کون نہیں) (اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ) بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری دعاؤں کو سن لیا اور اسے خود بھی علم تھا کہ ایمان والے بے سروسامان ہیں لہٰذا اس نے تمہاری مدد کی اور تمہیں فتحیاب کیا۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ کے بھروسہ پر جنگ کیجئے۔ جب فتح ہوجائے تو اُسے اپنی تدبیر اور قوت کا نتیجہ نہ سمجھے بلکہ اللہ تعالےٰ کی نصرت کا ثمرہ سمجھے۔

اے ایمان والو، جنگ میں ثابت قدم رہیئے، اللہ تعالیٰ کی آزمائش میں پورے اترنے کی کوشش کیجئے اور اس بات پر یقین رکھیئے کہ اللہ تعالیٰ کافروں کی تدبیروں کو ہمیشہ ناکام کرتا رہے گا اور آپ کو فتح عنایت کرتا رہے گا۔ اللہ تعالےٰ نے فتح و نصرت کا جو وعدہ کیا ہے وہ ضرور پورا کرے گا لہٰذا اللہ تعالےٰ کے راستہ میں جنگ کرنے سے کبھی پہلوتہی اختیار نہ کیجئے۔

إِنْ تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ جَآءَكُمُ
الْفَتْحُ وَإِنْ تَنْتَهُوا فَهُوَ خَيْرٌ
لَّكُمْ، وَإِنْ تَعُودُوا نَعُدْ وَلَنْ
تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَلَوْ
كَثُرَتْ وَأَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹﴾

ترجمہ (اور اے کافرو) اگر تم یہ چاہتے تھے کہ (حق والوں کو) فتح حاصل ہو تو (دیکھ لو) تمہارے سامنے (ایمان والوں کو) فتح حاصل ہو گئی ہے (تو اب تمہیں ایمان لے آنا چاہیئے) اور (اسلام کی مخالفت سے باز آجانا چاہیئے) اگر تم باز آجاؤ گے تو یہ تمہارے حق میں اچھا ہے اور اگر تم نے پھر مخالفت کی تو ہم بھی تمہیں پھر مخالفت کا مزا چکھائیں گے اور تمہاری جماعت خواہ کتنی ہی کثیر ہو تمہارے کچھ کام نہ آئے گی اور (اے کافرو خبردار ہو جاؤ کہ) اللہ مؤمنین کے ساتھ ہے (تم ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے) ﴿۱۹﴾

معانی ومصادر (تَسْتَفْتِحُوْا) اِسْتَفْتَحَ، يَسْتَفْتِحُ، اِسْتِفْتَاحٌ (باب استفعال) فتح چاہنا۔
(كَثُرَتْ) كَثُرَ، يَكْثُرُ، كَثْرَةٌ وَكَثَارَةٌ (ك) زیادہ ہونا۔

شان نزول حضرت عبداللہ بن ثعلبہؓ فرماتے ہیں:
كَانَ الْمُسْتَفْتِحَ اَبُوْجَهْلٍ فَاِنَّهٗ قَالَ حِيْنَ الْتَقَى الْقَوْمَ اَللّٰهُمَّ اَيُّنَا كَانَ — فتح طلب کرنے والا ابوجہل تھا۔ جب اس کا مقابلہ مسلم فوج سے ہوا تو اس نے اس طرح دعا کی: اے اللہ

اَقْطَعَ لِلرَّحِمِ وَاَتَانَا بِمَا لَا نَعْرِفُ فَاَحِنْهُ الْغَدَاةَ فَكَانَ ذٰلِكَ اِسْتِفْتَاحَهٗ فَقَدْ جَاءَكُمُ الْفَتْحُ (رواہ الحاکم وسندہ صحیح۔ المستدرک جزء ۲ صـ۳۲۸)

ہم میں سے جو رشتہ توڑنے کا زیادہ مجرم ہو اور ہمارے پاس ایسی چیز لایا ہو جس کو ہم نہیں پہچانتے اسے کل صبح ہلاک کر دے یعنی اس نے (اہل حق کی) فتح کے لئے دعاء کی تھی۔ اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ۔ اگر تم (اہل حق کی) فتح کے طلبگار تھے تو (اہل حق کی) فتح تو ہوگئی۔

تفسیر مندرجہ بالا شان نزول سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوجہل نے اللہ تعالےٰ سے یہ دعاء کی تھی کہ جو جماعت باطل پر ہو اُسے تباہ و برباد کر دے اور جو جماعت حق پر ہو اُسے فتح عنایت فرما گویا اس نے فتح کو حق و باطل میں امتیاز کا ذریعہ بنایا تھا۔ جب جنگ بدر میں ایمان والوں کی فتح ہوئی تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ) اگر تم نے (اہل حق کی) فتح طلب کی تھی (اور فتح کو حق کی علامت ٹھہرایا تھا) تو تمہارے سامنے حق والوں کی فتح ہوگئی (اب تو تمہیں اسلام کی مخالفت سے باز آجانا چاہیئے) (وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ) اور اگر تم باز آجاؤ تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے (وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ) اور اگر تم نے پھر (مخالفت) کی تو ہم پھر تمہیں (اس مخالفت کا) مزا چکھائیں گے (وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَّلَوْ كَثُرَتْ) اور تمہاری جماعت خواہ وہ کتنی ہی کثیر کیوں نہ ہو تمہارے کام نہ آئے گی (وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ) اور (اے کافرو، خبردار ہو جاؤ) اللہ (تعالیٰ) مؤمنین کے ساتھ ہے (تم مؤمنین کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے)۔

کافروں نے جنگ بدر کی فتح کو حق و باطل میں تمیز کرنے کا ذریعہ بنایا تھا اللہ تعالیٰ نے بھی اس فتح کو کافروں کی خواہش کے مطابق اہل حق کی علامت بنا دیا۔ بدر کی فتح نے فیصلہ کر دیا کہ حق پر کون ہے اور باطل پر کون ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے یوم بدر کو یوم الفرقان (یعنی حق و باطل میں تمیز کرنے والا دن) کا نام دے دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

(الانفال ۔ ۴۱)

اور (اے ایمان والو) خبردار ہو جاؤ جو چیز بھی تمہیں مال غنیمت میں حاصل ہو تو اس میں سے پانچواں حصہ اللہ، رسول، اقرباء، یتامیٰ، مساکین اور مسافر کے لئے ہے اگر تمہیں اللہ پر ایمان ہے اور اس نصرت پر ایمان ہے جو ہم نے اپنے بندے پر حق و باطل میں فرق کر دینے والے دن جس دن کہ دو فوجوں کی مٹھ بھیڑ ہوئی نازل کی (تو تمہیں یہ فیصلہ ماننا ہوگا) اور (خبردار ہو جاؤ کہ) اللہ ہر چیز پر قادر ہے (تمہاری فتح اُسی کی قدرت

ونصرت سے ہوئی ہے)۔

عمل

اے لوگو، بدر کی فتح نے حق و باطل میں امتیاز پیدا کر دیا ہے اب آپ حق کو تسلیم کیجئے اور ایمان لے آئیے۔اسی میں آپ کا بھلا ہے۔

اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ آپ کے ساتھ ہے۔اللہ تعالیٰ کی معیّت بہت بڑی نعمت ہے۔اس نعمت سے فائدہ اٹھایئے۔جس جماعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہو بھلا اس پر کوئی فتح حاصل کر سکتا ہے، لہٰذا پورے اطمینان کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے راستہ میں لڑتے رہیئے۔اگر آپ مؤمن رہے تو فتح آپ ہی کی ہوگی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○

(اٰل عمران - ۱۳۹)

اور (اے ایمان والو، کافروں سے مقابلہ کرتے وقت) کمزوری نہ دکھانا اور نہ غمگین ہونا، اگر تم مؤمن ہو تو تم ہی غالب رہو گے۔

يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوٓا اَطِيعُوا اللّٰهَ
وَرَسُولَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ
تَسْمَعُونَ ﴿۲۰﴾ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ
قَالُوا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ﴿۲۱﴾
اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ
الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ﴿۲۲﴾
وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيهِمْ خَيْرًا
لَّاَسْمَعَهُمْ وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا
وَّهُمْ مُّعْرِضُونَ ﴿۲۳﴾

ترجمہ اے ایمان والو، اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے رہو، (اللہ اور رسول کا حکم) سن لینے کے بعد (اس کی) اطاعت سے منہ نہ موڑو ⑳ اور تم ان لوگوں جیسے نہ ہو جاؤ جنہوں نے کہا تھا ہم نے (حکم) سن لیا حالانکہ (حقیقت میں) وہ (عمل کرنے کی نیت سے) سنتے ہی نہیں تھے ㉑ بے شک اللہ کے نزدیک تمام جانوروں میں سے بدتر وہ بہرے اور گونگے جانور ہیں جو سمجھ بوجھ نہیں رکھتے ㉒ اور اگر اللہ ان میں (کچھ بھی) خیر دیکھتا تو ان کو ضرور سننے کی توفیق عطاء فرماتا اور اگر بغیر (خیر و صلاح کی موجودگی کے) ان کو سناتا تو وہ ضرور اُس سے پیٹھ پھیر لیتے اور رُوگردانی کرتے ㉓

معانی و مصادر (اَلدَّ وَآبَّ) دَبَّ ، یَدُبُّ ، دَبٌّ وَ دَبِیْبٌ (ن) رینگنا [دَوَآبٌّ = دَابَّۃٌ کی جمع ۔ جانور]۔

تفسیر گذشتہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو اپنی معیت کی خوشخبری سنائی تھی۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو ان کے فرائض کی یاددہانی کرائی۔ معیت الٰہی کے لئے محض ایمان کا دعویٰ کافی نہیں بلکہ صحیح معنوں میں مؤمن ہونا ضروری ہے اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی جائے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْہُ وَ اَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ) اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے رہو، اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کا حکم سن لینے کے بعد اُس حکم سے منہ نہ موڑو (وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَھُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ) اور ان لوگوں جیسے نہ ہو جاؤ جن لوگوں نے کہا تھا ہم نے سن لیا حالانکہ وہ (عمل کرنے کی نیت سے) سنتے ہی نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مِنَ الَّذِیْنَ ھَادُوْا یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ وَیَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَیْنَا وَاسْمَعْ غَیْرَ مُسْمَعٍ وَّ رَاعِنَا لَیًّا بِاَلْسِنَتِھِمْ وَطَعْنًا فِی الدِّیْنِ، وَلَوْ اَنَّھُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ وَاَقْوَمَ وَلٰکِنْ لَّعَنَھُمُ اللّٰہُ بِکُفْرِھِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا ○
(النسآء ۔ ۴۶)

(اے رسول) یہودیوں میں بعض لوگ ایسے ہیں جو باتوں کو ان کے موقع و محل سے بدل ڈالتے ہیں، کہتے ہیں ہم نے سن لیا لیکن اطاعت نہیں کریں گے، وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ سنیئے (لیکن اللہ کرے) آپ سن نہ سکیں اور وہ اپنی زبانوں کو موڑ کر دین (اسلام) پر طنز کرنے کی نیت سے (آپ سے گفتگو کرتے وقت) راعنا بھی کہتے ہیں اور اگر وہ یہ کہتے ہم نے سن لیا اور ہم اطاعت کرینگے اور (اِسْمَعْ غَیْرَ مُسْمَعٍ کی جگہ صرف) اِسْمَعْ کہتے (یعنی آپ سنیئے) اور (راعنا کی جگہ) اُنْظُرْنَا (ہماری طرف نظر کیجئے) کہتے تو ان کے لئے بہتر اور مناسب ہوتا لیکن (انہوں نے ایسا نہیں کیا) تو اللہ نے ان کے کفر کی وجہ سے ان پر لعنت کر دی اور (اب) قلیل ہی لوگ ہیں جو ایمان لاتے ہیں۔

آگے فرمایا (اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ) اللہ تعالےٰ کے نزدیک تمام جانوروں میں سب سے بدتر وہ بہرے اور گونگے جانور ہیں جو سمجھ بوجھ نہیں رکھتے۔ (جو جانور نہ سن سکیں، نہ بول سکیں اور نہ جن میں عقل وشعور ہو وہ کیسے راستہ پاسکتے ہیں۔ ان سے زیادہ گمراہ کوئی جانور نہیں ہوسکتا۔ کافروں کی مثال ایسے ہی جانوروں جیسی ہے۔ روحانی طور پر ان کی سماعت ختم ہوگئی ہے اور قوت گویائی جاتی رہی ہے۔ ان کے دل مردہ ہوچکے ان میں اخروی نفع ونقصان کو سمجھنے کی صلاحیت باقی نہیں رہی ہے۔ ایسے لوگ کس طرح نصیحت حاصل کرسکتے ہیں)۔

دل کی بصارت اور سماعت کی اس کیفیت کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ۝ (الحج ـ ۴۶)

تو (اے رسول) کیا ان لوگوں نے زمین میں سیر و سیاحت نہیں کی تاکہ (ان بستیوں کا عبرتناک انجام دیکھ کر) ان کے دل ایسے ہوجاتے کہ ان سے (اپنے انجام کو) سمجھ لیتے اور کان ایسے ہوجاتے کہ ان سے (نصیحت کی بات) سن لیتے، (اے رسول) بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہوجاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

قیامت کے دن کافران روحانی صلاحیتوں سے محرومی کا ذکر کرتے ہوئے حسرت وافسوس سے کہیں گے:

لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝ (الملك ـ ۱۰)

اگر ہم سنتے یا سمجھتے ہوتے تو ہم دوزخیوں میں (شامل) نہ ہوتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ۝ (الفرقان ـ ۴۴)

(اور اے رسول) کیا آپ یہ گمان کرتے ہیں کہ ان میں سے اکثر لوگ سنتے ہیں اور سمجھتے ہیں (نہیں، یہ کچھ نہیں سنتے بلکہ) یہ تو چوپایوں کے مانند ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ۔

آگے فرمایا (وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ) اور (اے رسول، اگر اللہ تعالیٰ ان میں ذراسی بھی) خیر پاتا تو ان کو ضرور سنا دیتا (یعنی اگر ان کے دل میں اُخروی فلاح کو حاصل کرنے کا ذراسا بھی جذبہ ہوتا تو اللہ تعالےٰ ان کو روحانی طور پر سننے کی توفیق بخشتا لیکن محض سنانے سے کیا ہوتا ہے جبکہ دل اُخروی فلاح وبہبود کے جذبہ سے عاری ہو۔ اصل چیز تو دل ہے۔ جب دل ہی بیکار ہو تو دوسرے اعضاء کی صلاحیتیں کیا کام آسکتی ہیں بلکہ دل کی خرابی کے باعث دوسرے اعضاء کی صلاحیتیں بھی معدوم ہوجاتی ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اَلَا وَاِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ اَلَا وَھِیَ الْقَلْبُ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب فضل من استبرأ لدینہ جزء اوّل صـ۲)

خبردار ہوجاؤ، جسم میں ایک لوتھڑا ہے جب وہ ٹھیک ہوتا ہے تو پورا جسم ٹھیک ہوتا ہے اور جب وہ خراب ہوتا ہے تو پورا جسم خراب ہوجاتا ہے خبردار ہوجاؤ وہ لوتھڑا دل ہے۔

آگے فرمایا (وَلَوْ اَسْمَعَھُمْ لَتَوَلَّوْا وَّھُمْ مُّعْرِضُوْنَ) اور اگر ان کو (حق بات) سننے کی صلاحیّت بھی دے دیتا (ایسی حالت میں کہ دل میں حق بات سمجھنے کی صلاحیّت نہیں ہوتی) تو وہ ضرور اس سے پیٹھ پھیر لیتے اور رُوگردانی کرتے (تمام اعضاء دل کے محکوم ہیں تو اگر ان کے دوسرے اعضاء میں فطری طور پر کچھ صلاحیّت بھی ہوتی تو وہ اعضاء دل کا حکم مانتے اور ان کی وہ تھوڑی بہت فطری صلاحیّت بھی زنگ آلود ہوکر بیکار ہوجاتی)۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کیجئے۔ ان کا حکم سننے کے بعد اس کی تعمیل سے رُوگردانی نہ کیجئے۔

اے ایمان والو، آپ ان جیسے نہ ہوجائیے جو سنتے تو تھے لیکن عمل کرنے کی نیّت نہیں ہوتی تھی۔

اے ایمان والو، دل کی اصلاح کیجئے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف جاگزیں کیجئے۔ دل میں اللہ تعالیٰ کی محبّت پیدا کیجئے تاکہ دوسرے اعضاء صحیح طور پر اپنا اپنا کام انجام دے سکیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ، وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾

ترجمہ اے ایمان والو، (تم ان کافروں کی طرح نہ ہوجانا بلکہ) جب اللہ اور رسول تمہیں ایسے کام کے لئے بلائیں جو تمہارے لئے (دنیا و آخرت میں) حیات بخش (اور سکون و راحت کا ضامن) ہو تو ان کے حکم کو (سننا اور) قبول کرنا اور (اس بات کو اچھی طرح) جان لو کہ اللہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہوجاتا ہے (پھر وہ اپنے ارادوں پر قادر نہیں ہوسکتا) اور (اس بات کو بھی اچھی طرح) جان لو کہ تم سب (قیامت کے دن) اللہ کے سامنے جمع کئے جاؤ گے (پھر وہ تم سے تمہارے اعمال کے متعلق باز پرس کرے گا) ﴿۲۴﴾

معانی و مصادر (یَحُوْلُ) حَالَ ، یَحُوْلُ ، حَوْلٌ (ن) تحویل ہونا ، بدل جانا ، گذر جانا ، الگ ہونا ، حائل ہونا۔

تفسیر گذشتہ آیات میں اللہ تعالےٰ نے ایمان والوں کو یہ حکم دیا تھا کہ اللہ تعالےٰ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کریں اور اس سے منہ نہ موڑیں اور ان لوگوں کی طرح نہ ہوجائیں جنہوں نے کہا تھا ہم نے سن لیا لیکن وہ تعمیلِ حکم کے لئے نہیں سنتے تھے بلکہ اس کان سے سنتے تھے اُس کان سے اڑا دیتے تھے یعنی وہ سنتے تھے لیکن مانتے نہیں تھے۔ اللہ تعالےٰ نے مؤمنین کو حکم دیا کہ وہ ایسا نہ کریں۔ انہیں چاہیئے کہ احکام کو غور سے سنیں اور انہیں مانیں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا

اُسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ) اے ایمان والو، جب اللہ اور رسول تمہیں ایسے کام کے لئے بلائیں جو تمہارے لئے (دنیا و آخرت میں) حیات بخش (اور سکون و راحت کا ضامن) ہو تو ان کا حکم (سنو اور) مانو اور اس پر عمل کرو، محض سننے سے کوئی فائدہ نہیں جب تک اس پر عمل نہ کیا جائے۔

دنیا کی زندگی ہو یا آخرت کی جب تک سکون و راحت نہ ہو وہ زندگی زندگی ہی نہیں ۔ وہ ایک بے کیف زندگی ہے ۔ مثلاً دوزخیوں کی سکون و راحت نہ ہونے کے سبب سے حقیقتاً زندگی ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اَلَّذِیْ یَصْلَی النَّارَ الْکُبْرٰی ۝ ثُمَّ لَا یَمُوْتُ فِیْھَا وَ لَا یَحْیٰی ۝

(سبح اسم ربک الاعلیٰ ۔ ۱۲ و ۱۳)

اور (بدبخت شخص قیامت کے دن) بڑی آگ میں داخل ہوگا پھر وہ وہاں نہ مرے گا اور نہ زندہ ہی رہے گا۔

برخلاف اس کے جنّت کی زندگی ابدی راحت و سکون ہونے کی وجہ سے یقیناً زندگی ہے اور یہ انہی لوگوں کو ملے گی جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حکم غور سے سنتے ہیں، اُسے مانتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً

(النحل ۔ ۹۷)

جو شخص نیک عمل کرے خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مؤمن ہو تو ہم اس کو پاکیزہ زندگی عطا فرمائیں گے۔

الغرض جو لوگ دنیا اور آخرت میں پرسکون زندگی کے خواہشمند ہیں انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حکم مان کر اس کی تعمیل کرنی چاہیئے۔

حضرت ابوسعید بن المعلّیؓ فرماتے ہیں :۔

کُنْتُ اُصَلِّیْ فِی الْمَسْجِدِ فَدَعَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمْ اُجِبْہُ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ کُنْتُ اُصَلِّیْ فَقَالَ اَلَمْ یَقُلِ اللّٰہُ اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب ماجاءَ فی فاتحۃ الکتاب جزء ۶ صفحہ ۲)

میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا۔ میں نے آپ کو جواب نہیں دیا (اور حکم کی تعمیل نہیں کی۔ نماز کے بعد) میں نے عرض کیا :۔ اے اللہ کے رسول، میں نماز پڑھ رہا تھا (اس لئے حاضر نہ ہو سکا)۔ آپ نے فرمایا : کیا اللہ یہ نہیں فرماتا :۔ اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ جب اللہ اور رسول تمہیں بلائیں تو (فوراً) حکم کی تعمیل کرو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل ہر حال میں کرنی ہے اور فوراً کرنی ہے۔

آگے فرمایا (وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِہٖ) اور (اے ایمان

والو، اس بات کو) اچھی طرح ذہن نشین کرلو کہ اللہ تعالیٰ انسان اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ انسان اور اس کے ارادوں کے مابین حائل ہو جاتا ہے پھر انسان اپنے ارادوں پر قادر نہیں ہوتا۔ انسان کی خواہش پوری نہیں ہوتی۔ وہی ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ (هل اتی علی الانسان ـ ۳۰)

اور (اے لوگو) تمہارے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا مگر ہاں (اتنا ہی جتنا) اللہ (کرنا) چاہے۔

بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان کا ارادہ بدل جاتا ہے۔ اس نے جس کام کے کرنے کا ارادہ کیا تھا اس کام کے آگے اللہ تعالےٰ کی طرف سے کوئی رکاوٹ آجاتی ہے یا رکاوٹ تو نہیں آتی لیکن وہ خود ہی کسی دوسرے کام کو بہتر سمجھ کر اس کام کے کرنے کا خیال چھوڑ دیتا ہے جس کے کرنے کا وہ پہلے ارادہ کر چکا تھا۔

الغرض دل کے ارادے اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں اللہ تعالیٰ نے اسباب وعلل اور ان کے نتائج مقرر کر دئے ہیں۔ جیسے اسباب ہوں گے ان کے ویسے ہی مقررہ نتیجے نکلیں گے۔ قوانین مشیّت کے خلاف کچھ نہیں ہو سکتا۔ انسانوں کے دل انہی قوانین مشیّت کے تابع ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

اِنَّ قُلُوْبَ بَنِیْ اٰدَمَ كُلَّهَا بَيْنَ اِصْبَعَيْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ كَقَلْبٍ وَاحِدٍ يُصَرِّفُهٗ حَيْثُ يَشَآءُ

تمام بنی آدم کے دل رحمٰن کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہیں، جیسے ایک دل ہو کہ اللہ جس طرح چاہے اسے پھیر دے (اسی طرح اللہ تمام دلوں کو پھیرتا رہتا ہے)۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی :۔

اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰى طَاعَتِكَ (صحیح مسلم کتاب القدر باب تصریف اللہ تعالیٰ القلوب کیف یشاء جزء ۲ صـ۴۵۷)

اے اللہ، اے دلوں کے پھیرنے والے، ہمارے دلوں کو اپنی طاعت کی طرف پھیر دے۔

آیت کے پہلے حصّہ میں ایمان والوں کو ایک قسم کی نصیحت ہے اور دوسرے حصّہ میں ایک قسم کی تنبیہ ہے۔ پہلے حصّہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کو قبول کرو، دوسرے حصّہ میں فرمایا کہ اگر تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام قبول نہیں کرو گے تو پھر ڈرتے رہو کہ کہیں تم قوانین مشیّت کی زد میں نہ آجاؤ، پھر اس نافرمانی کے نتائج تم کو بھگتنے پڑیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ضد، ہٹ دھرمی، حق پوشی اور احکام الٰہی سے سرتابی کی وجہ سے تمہارے دلوں پر زنگ لگ جائے اور پھر یہ زنگ بڑھتے بڑھتے دلوں پر مہر لگ جانے کا سبب بن جائے۔ ایسی صورت میں دل تمہارے قابو میں نہیں رہے گا تمہیں کبھی راہ حق کا خیال ہی نہیں آئے گا۔ دل کی مہر تمہیں حق کو قبول کرنے میں مانع ہوگی (وَاَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ) اور یہ (بھی اچھی طرح ذہن نشین کرلو) کہ تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف ایک

دن جمع ہونا ہے (اس دن سے ڈرتے رہو۔ دل کو اس طرح برباد کر لینے کا نتیجہ تمہیں قیامت کے دن بھگتنا ہوگا)۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات بخش دعوت کو قبول کیجئے اور ان کے احکام پر چلتے رہیئے۔

اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی نافرمانی سے بچیئے کہیں ایسا نہ ہو کہ نافرمانی کے نتائج سے آپ کے دلوں پر مہر لگ جائے اور پھر قیامت کے دن آپ کو اس کی سزا بھگتنی پڑے۔

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۵﴾

ترجمہ اور (اے ایمان والو) اس عذاب سے ڈرتے رہو جو خاص طور پر انہی کو نہیں پہنچے گا جو ظالم ہوں گے (بلکہ اس کی زد میں سب آجائیں گے) اور خبردار رہو کہ اللہ سخت عذاب دینے والا ہے ﴿۲۵﴾

معانی ومصادر (خَاصَّةٌ) خَصَّ ، يَخُصُّ ، خَصٌّ وخُصُوْصٌ وخُصُوْصِيَّةٌ و خُصُوْصَةٌ (ن) خاص کرنا۔

(اَلْعِقَابِ) عَاقَبَ ، يُعَاقِبُ ، مُعَاقَبَةٌ ، عِقَابٌ (باب مفاعلہ) سزا دینا۔

تفسیر گذشتہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو تنبیہ کی تھی۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پھر تنبیہ کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً) اور اے ایمان والو، اس فتنہ سے ڈرتے رہو جو تم میں سے خاص کر انہی لوگوں کو نہیں پہنچے گا جنہوں نے ظلم کیا ہوگا، بلکہ اس کی زد میں بروں کے ساتھ اچھے بھی آجائیں گے (وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ) اور اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے یعنی جب اللہ تعالیٰ کا عذاب آئے گا تو بڑا سخت ہوگا۔

نیک لوگوں کو چاہیئے کہ بداعمالی کرنے والوں کو بداعمالی سے باز رکھیں ورنہ عذاب الٰہی میں وہ بھی گرفتار ہو جائیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

مَثَلُ الْمُدْهِنِ فِيْ حُدُوْدِ اللّٰهِ وَالْوَاقِعِ فِيْهَا مَثَلُ قَوْمٍ اسْتَهَمُوْا سَفِيْنَةً

اللہ کے حدود کی خلاف ورزی دیکھ کر خاموش رہنے والا اور ان حدود کی خلاف ورزی کرنے والا ان کی

فَصَارَ بَعْضُهُمْ فِيْ اَسْفَلِهَا وَصَارَ بَعْضُهُمْ فِيْ اَعْلَاهَا فَكَانَ الَّذِيْنَ فِيْ اَسْفَلِهَا يَمُرُّوْنَ بِالْمَاءِ عَلَى الَّذِيْنَ فِيْ اَعْلَاهَا فَتَأَذَّوْا بِهٖ فَاَخَذَ فَأْسًا فَجَعَلَ يَنْقُرُ اَسْفَلَ السَّفِيْنَةِ فَاَتَوْهُ فَقَالُوْا مَالَكَ قَالَ تَأَذَّيْتُمْ بِيْ وَلَا بُدَّ لِيْ مِنَ الْمَاءِ فَاِنْ اَخَذُوْا عَلٰى يَدَيْهِ اَنْجَوْهُ وَنَجَّوْا اَنْفُسَهُمْ وَاِنْ تَرَكُوْهُ اَهْلَكُوْهُ وَاَهْلَكُوْا اَنْفُسَهُمْ

(صحیح بخاری کتاب الشہادت باب القرعۃ فی المشکلات جزء ۳ صـ۲۳۷)

مثال ایسی ہے جیسی اُن لوگوں کی جنہوں نے کسی جہاز (میں بیٹھنے) کے لئے قرعہ اندازی کی۔ کچھ لوگوں کے حصّہ میں نیچے کی منزل آئی اور کچھ لوگوں کے حصہ میں اوپر کی منزل آئی، تو جو لوگ نیچے کی منزل میں تھے وہ پانی لے کر اوپر والوں کی منزل کے پاس سے گذرتے تو اوپر کی منزل والوں کو تکلیف پہنچتی تھی۔ الغرض (نیچے والوں میں سے) ایک شخص نے کلہاڑی لی اور جہاز کے پیندے میں سوراخ کرنے لگا۔ اوپر والے اس کے پاس آئے اور اس سے کہا: تمہیں کیا ہوگیا ہے؟ اس نے کہا: تمہیں میری وجہ سے تکلیف پہنچتی ہے اور میرے لئے بغیر پانی کے کوئی چارہ نہیں (لہذا میں اس سوراخ سے پانی لے لیا کروں گا تاکہ تمہیں تکلیف نہ ہو)، تو اگر اُوپر والوں نے اس کے ہاتھوں کو پکڑ لیا (اور سوراخ کرنے سے اُسے باز رکھا) تو اسے بھی بچا لیا اور خود بھی بچ گئے اور اگر اُسے چھوڑ دیا تو انہوں نے اسے بھی ہلاک کیا اور خود بھی ہلاک ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

اِنَّ النَّاسَ اِذَا رَاَوُا الظَّالِمَ فَلَمْ يَاْخُذُوْا عَلٰى يَدَيْهِ اَوْشَكَ اَنْ يَعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابٍ

(ابوداؤد کتاب الملاحم باب فی الامر والنہی جزء ۲ صـ۲۴۸ سندہٗ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء ۳ صـ۱۴۲۲)

لوگ جب کسی ظالم کو دیکھیں (کہ ظلم یا گناہ کر رہا ہے) اور اس کے ہاتھوں کو نہ پکڑیں تو قریب ہے کہ اللہ عذاب میں ان سب کو شریک کرے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

وَسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ، اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ لَا تَاْتِيْهِمْ ، كَذٰلِكَ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝ وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمًا نِ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ، قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝ فَلَمَّا نَسُوْا مَا

اور (اے رسول ذرا) ان سے اُس بستی کا حال دریافت کیجئے جو ساحل سمندر پر واقع تھی کہ جب وہ ہفتہ کے دن (کے احکام کے سلسلہ) میں حدّ سے تجاوز کرنے لگے (تو ان کا کیا حشر ہوا، یعنی) جب (انہیں ہفتہ کے دن مچھلی کا شکار کرنے سے منع کر دیا گیا تو ہوا یہ کہ) ہفتہ کے دن مچھلیاں واضح طور پر اُن کے سامنے آتیں اور جب ہفتہ کا دن نہ ہوتا تو (سامنے) نہ آتیں، (اور اے رسول، کیونکہ) وہ (پہلے ہی سے) فسق (وفجور) میں

ذُكِّرُوا بِهٖٓ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۢ بَئِيْسٍۢ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝

(الاعراف ۔ ۱۶۳ تا ۱۶۵)

مبتلا، تھے ہم نے اس طریقہ سے ان کو مزید آزمائش میں مبتلا کر دیا اور (اے رسول، وہ وقت بھی قابل ذکر ہے) جب ان میں سے ایک جماعت نے (اُن لوگوں سے جو ان ظالموں کو نصیحت کیا کرتے تھے) کہا تم ایسے لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو جن کو اللہ ہلاک کرنے والا ہے یا ان کو سخت عذاب میں مبتلا کرنے والا ہے۔ (نصیحت کرنے والوں نے) کہا (ہم اس لئے نصیحت کرتے ہیں) تاکہ (قیامت کے دن) تمہارے ربّ کے سامنے ہم معذرت کر سکیں (کہ ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا تھا) اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ (ہماری نصیحت کی وجہ سے) ڈرنے لگ جائیں (اور اپنی اصلاح کر لیں) پھر جب نافرمان لوگوں نے اس نصیحت کو جو انہیں کی گئی تھی بُھلا دیا تو ہم نے اُن لوگوں کو جو برائی سے روکتے تھے (عذاب سے) بچا لیا اور جو ظلم (و زیادتی) کرتے تھے ان کو ان کی نافرمانیوں کی سزا میں (ایک بہت) برے عذاب میں پکڑ لیا۔

الغرض اچھے لوگوں کا فرض ہے کہ بُرے لوگوں کو سمجھائیں ورنہ عذاب الٰہی انہیں بھی اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔

عمل

اے ایمان والو، اس عذاب سے بچنے کی کوشش کیجئے جو صرف گنہگاروں پہ ہی وارد نہیں ہو گا بلکہ اس کی زد میں اچھے بھی آجائیں گے۔ اے ایمان والو، اس عذاب سے بچنے کے لئے بُرے لوگوں کو سمجھاتے رہیئے۔ ان کو برائی سے باز رکھنے کے لئے حتی الامکان کوشش کیجئے۔

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ
مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِى الْاَرْضِ
تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ
النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ
بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ
الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٢٦﴾
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا
اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ
وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٢٧﴾ وَاعْلَمُوْٓا

اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾

ترجمہ اور (اے ایمان والو، اس وقت کو) یاد کرو جب تم قلیل تھے، ملک میں ضعیف سمجھے جاتے تھے، ڈرتے رہتے تھے کہ کہیں تمہیں اغوا نہ کرلیا جائے، پھر (اللہ نے) تم کو جگہ دی، اپنی مدد سے تمہیں قوت عطا فرمائی اور پاکیزہ چیزیں تمہیں کھانے کو دیں تاکہ (گذشتہ اور موجودہ حالتوں کا مقابلہ کرکے) تم اللہ کا شکر ادا کرو ﴿۲۶﴾ (اور) اے ایمان والو اللہ اور رسول کی خیانت نہ کرو اور نہ جان بوجھ کر اپنی امانتوں میں خیانت کرو ﴿۲۷﴾ اور (اس بات کو اچھی طرح) جان لو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد (تمہاری) آزمائش (کا ذریعہ) ہیں اور یہ کہ اللہ کے ہاں (آزمائش میں پورے اترنے والوں کے لئے) بڑا اجر ہے ﴿۲۸﴾

معانی ومصادر (یَتَخَطَّفُ) تَخَطَّفَ، یَتَخَطَّفُ، تَخَطُّفٌ (باب تفعّل) اچک لے جانا۔
(اٰوٰکُمْ) اٰوٰی، یُؤْوِیْ، اِیْوَاءٌ (باب افعال) پناہ دینا۔
(تَخُوْنُوْا) خَانَ، یَخُوْنُ، خَوْنٌ، خِیَانَةٌ، مَخَانَةٌ وخَانَةٌ (ن) خیانت کرنا۔
(اٰمَنْتُ) اَمُنَ، یَاْمُنُ، اَمَانَةٌ (ک) امانت دار ہونا۔
(فِتْنَةٌ) فَتَنَ، یَفْتِنُ، فِتْنَةٌ (ض) گمراہ کرنا، آزمانا۔ [فِتْنَةٌ = عذاب، آزمائش، گمراہی، اختلاف]

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ) اور اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو، ایک وقت تھا جب تم تعداد میں بہت کم تھے، ملک میں کمزور سمجھے جاتے تھے اور جب تم ڈرتے رہتے تھے کہ کہیں تمہیں اُچک نہ لیا جائے (تمہیں اغوا نہ کرلیا جائے) (فَاٰوٰىكُمْ) پھر اللہ تعالیٰ نے تمہیں (مدینہ منوّرہ میں) پناہ دی (وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ) اور اپنی مدد سے تمہیں قوت عطا فرمائی (بدر میں تمہاری مدد فرمائی اور تمہیں فتح عنایت فرما کر تمہیں شوکت عطا فرمائی) (وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ) اور اچھی اچھی چیزیں تمہیں کھانے کے لئے دیں۔ یہ تمام نعمتیں تمہیں اس لئے دیں تاکہ تم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ (اٰل عمران ۔ ۱۲۳)

اور (اے ایمان والو) اللہ نے تو تمہاری مدد (جنگ) بدر میں بھی کی تھی جب کہ تم انتہائی بے سروسامان تھے (تو کیا اس جنگ میں تمہاری مدد نہ کرتا) اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم اس کی شکر گذاری کر سکو۔

آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالےٰ نے مکّہ معظمہ اور مدینہ منوّرہ کی زندگیوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ مکّہ معظمہ میں ایمان والے کمزور تھے اور کمزور سمجھے جاتے تھے۔ ان کے اوقات خوف و ہراس میں گذرتے تھے حضرت عمرو بن عَبسہ رضؓ ایک دن مکّہ معظمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے بعد عرض کیا :

اِنِّیْ مُتَّبِعُكَ — میں آپ کی پیروی کرتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

اِنَّكَ لَا تَسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ يَوْمَكَ هٰذَا اَلَا تَرٰى حَالِيْ وَحَالَ النَّاسِ وَلٰكِنِ ارْجِعْ اِلٰى اَهْلِكَ فَاِذَا سَمِعْتَ بِيْ قَدْ ظَهَرْتُ فَاْتِنِيْ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ ابواب فضائل القرآن باب اسلام عمرو بن عبسہ جزء اوّل صـ۲۳۱)

ابھی تم اس زمانہ میں اس کی طاقت نہیں رکھتے کیا تم نے میرا حال اور لوگوں کا حال نہیں دیکھا (یعنی کیا تم نے لوگوں کی مخالفت نہیں دیکھی کہ کس قدر شدید ہے) ابھی تم اپنے گھر چلے جاؤ اور جب تم سنو کہ میں غالب آگیا ہوں تو میرے پاس آجانا۔

حضرت ابوذر رضؓ جب حضرت علی رضؓ کی رہنمائی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے تو حضرت علی رضؓ نے ان سے کہا تھا :

فَاتَّبِعْنِيْ اُدْخُلُ حَيْثُ اَدْخُلُ فَاِنِّيْ اِنْ رَاَيْتُ اَحَدًا اَخَافُهٗ عَلَيْكَ قُمْتُ اِلَى الْحَائِطِ كَاَنِّيْ اَصْلِحُ نَعْلِيْ وَاَمْضِ اَنْتَ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب قصۃ زمزم جزء ۴ صـ۲۲۲ وروی مسلم نحوہٗ فی کتاب الفضائل باب من فضائل ابی ذر جزء ۲ صـ۳۸۹)

میرے پیچھے چلتے رہو۔ جہاں میں داخل ہوں تم بھی داخل ہو جانا۔ پھر اگر میں نے کسی ایسے شخص کو دیکھا جس سے تمہیں نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوگا تو میں دیوار کے قریب کھڑا ہو جاؤں گا گویا کہ میں اپنی جوتی ٹھیک کر رہا ہوں لیکن تم چلتے رہنا۔

مکّہ معظمہ میں ایمان والے جس دور سے گذر رہے تھے اس دور کی کچھ کیفیت مندرجہ بالا دونوں حدیثوں سے ظاہر ہوتی ہے۔ یہ دونوں حدیثیں (مُسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ) کی گویا تفسیر ہیں۔

ہجرت کے بعد ایمان والے مدینہ منوّرہ پہنچے۔ اللہ تعالےٰ نے انہیں وہاں پناہ دی اور مدد و نصرت عطاء فرما کر انہیں قوّت عطاء فرمائی۔

آگے فرمایا (يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ) اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خیانت نہ کرو یعنی

① اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام میں ردّ وبدل نہ کرو بلکہ انہیں بے کم وکاست پہنچادو۔

② اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے رازوں کو ظاہر نہ کرو۔

اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام میں ردّ وبدل کئی طریقہ سے ہوسکتا ہے۔

۱۔ احکام کو چھپانا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْھُدٰی مِنْ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰہُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ اُولٰٓئِکَ یَلْعَنُھُمُ اللّٰہُ وَیَلْعَنُھُمُ اللّٰعِنُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَیَّنُوْا فَاُولٰٓئِکَ اَتُوْبُ عَلَیْھِمْ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝

(البقرۃ ۔ ۱۵۹ و ۱۶۰)

بے شک جو لوگ کھلے دلائل اور ہدایت کی اُن باتوں کو جو ہم نے نازل فرمائی ہیں چھپاتے ہیں باوجود اس کے کہ ہم نے ان کو (اپنی) کتاب میں واضح طور پر بیان کر دیا ہے تو ایسے لوگوں پر اللہ بھی لعنت کرتا ہے اور تمام لعنت کرنے والے بھی لعنت کرتے ہیں مگر جو لوگ توبہ کرلیں، اصلاح کرلیں اور صاف صاف بیان کردیں تو میں اُن کی توبہ قبول کرلیتا ہوں کیونکہ میں بہت توبہ قبول کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہوں۔

۲۔ احکام میں تحریف کرنا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

مِنَ الَّذِیْنَ ھَادُوْا یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ (النسآء ۔ ۴۶)

یہودیوں میں بعض لوگ ایسے ہیں جو باتوں کو اُن کے موقع ومحل سے بدل ڈالتے ہیں۔

۳۔ احکام میں زیادتی کرنا پھر زبان کو مروڑ کر احکام الٰہی کو اس طرح پڑھنا کہ خود ساختہ زیادتی اس میں کھپ جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

وَاِنَّ مِنْھُمْ لَفَرِیْقًا یَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَھُمْ بِالْکِتٰبِ لِتَحْسَبُوْہُ مِنَ الْکِتٰبِ وَمَا ھُوَ مِنَ الْکِتٰبِ ، وَیَقُوْلُوْنَ ھُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ وَمَا ھُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ ، وَیَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ ۝

(اٰل عمران ۔ ۷۸)

بے شک اہل کتاب میں ایسے بھی لوگ ہیں جو (اللہ کی) کتاب (توریت) کو پڑھتے وقت اپنی زبانوں کو اس طرح موڑتے ہیں کہ تم یہ سمجھو کہ جو کچھ وہ پڑھ رہے ہیں کتاب میں لکھا ہوا ہے حالانکہ وہ کتاب میں لکھا ہوا نہیں ہوتا اور وہ کہتے ہیں کہ جو کچھ وہ پڑھ رہے ہیں اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے حالانکہ وہ اللہ کی طرف سے نازل شدہ نہیں ہوتا اور وہ جان بوجھ کر اللہ پر افتراء کرتے ہیں۔

۴۔ احکام کو خود وضع کر کے لکھ لینا اور ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ۝ (البقرۃ ۔ ۷۹)

خرابی ہے اُن لوگوں کے لئے جو اپنے ہاتھ سے شریعت کی باتیں لکھتے ہیں پھر لوگوں سے کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہیں، (ان باتوں کے لکھنے سے اُن کا مقصد یہ ہوتا ہے) کہ ان کے ذریعہ تھوڑا سا فائدہ حاصل کریں (خبردار) جو کچھ وہ اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں اس کی وجہ سے اُن کے لئے (بڑی) خرابی ہے اور جو کچھ وہ کماتے ہیں اس کی وجہ سے بھی ان کے لئے (بڑی) خرابی ہے۔

الغرض دین میں کسی قسم کی کمی یا بیشی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خیانت ہے۔ دین کو اُسی طرح پہنچا دینا چاہیئے جس طرح اللہ تعالےٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو پہنچایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَءًا سَمِعَ مِنَّا حَدِيْثًا فَحَفِظَهٗ حَتّٰى يُبَلِّغَهٗ غَيْرَهٗ (رواہ احمد عن زید بن ثابت۔ بلوغ جزء اول وسندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء اوّل صـ۷۸)

اللہ اس شخص کو تر و تازہ رکھے جو ہم سے حدیث سنے، پھر اسے یاد رکھے یہاں تک کہ دوسرے کو پہنچا دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَءًا سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَبَلَّغَهٗ كَمَا سَمِعَهٗ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰى مِنْ سَامِعٍ (رواہ الترمذی عن ابن مسعود وصححہ فی ابواب العلم باب فی الحث علی تبلیغ السماع جزء ۲ صـ۲۴۱)

اللہ اس شخص کو تر و تازہ رکھے جو ہم سے کوئی بات سنے پھر اس کو اسی طرح پہنچا دے جس طرح اس نے سنا ہے اس لئے کہ بہت سے لوگ جن کو بات پہنچائی جاتی ہے سننے والے سے زیادہ محفوظ کرنے والے ہوتے ہیں۔

ان احادیث میں ترغیب دی گئی ہے کہ جیسا سنے ویسا ہی پہنچا دے اور اسے محفوظ کرنے کا اہتمام کرے۔

اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے راز کو ظاہر کرنا یہ بھی ایک قسم کی خیانت ہے حضرت حاطبؓ نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو ظاہر کیا تو حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا :

اِنَّهٗ قَدْ خَانَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالْمُؤْمِنِيْنَ فَدَعْنِيْ فَاَضْرِبَ عُنُقَهٗ (صحیح بخاری کتاب الاستئذان باب من نظر فی کتاب من یحذر علی المسلمین جزء ۸ صـ۷۲)

انہوں نے اللہ، اس کے رسول اور مؤمنین کی خیانت کی ہے آپ مجھے اجازت دیجئے کہ ان کی گردن اڑا دوں۔

الغرض ایمان والوں کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خیانت نہ کریں بلکہ جہاں تک ہوسکے اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیر خواہی کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ — دین خیر خواہی (ہے)

صحابہ کرامؓ نے پوچھا :

لِمَنْ — کس کی خیر خواہی ؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

لِلّٰہِ وَلِکِتَابِہٖ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِاَئِمَّۃِ الْمُسْلِمِیْنَ وَعَامَّتِھِمْ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان انہ لا یدخل الجنۃ الا المؤمنون جزء اول ص ۴۲) — اللہ کی، اس کی کتاب کی، اس کے رسول کی، مسلمین کے امراء کی اور عام مسلمین کی۔

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیانت سے منع کرنے کے بعد اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِکُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ) اور اے ایمان والو، جان بوجھ کر اپنی امانتوں میں بھی خیانت نہ کیا کرو۔ امانت میں خیانت کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

آیَۃُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰی وَزَعَمَ اَنَّہٗ مُسْلِمٌ، اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان خصال المنافق جزء اول ص ۴۴ وصحیح بخاری کتاب الایمان باب علامۃ المنافق جزء اول ص ۱۵) — منافق کی تین نشانیاں ہیں اگرچہ وہ روزے رکھے، نماز پڑھے اور دعویٰ کرے کہ وہ مسلم ہے، جب بات کرے جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو خیانت کرے۔

(نوٹ : خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)

آگے فرمایا (وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ) اور اے ایمان والو، اس بات کو اچھی طرح جان لو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہاری آزمائش کا ذریعہ ہیں۔ اللہ تعالےٰ دیکھنا چاہتا ہے کہ تمہیں اللہ تعالیٰ، اس کے رسول، اس کے دین اور اس کی راہ میں جہاد کرنا زیادہ محبوب ہے یا مال اور اولاد زیادہ محبوب ہیں :

قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَاَبْنَآؤُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْھَا وَتِجَارَۃٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَھَا وَمَسٰکِنُ تَرْضَوْنَھَآ اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَجِھَادٍ فِیْ سَبِیْلِہٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ، وَاللّٰہُ — (اے رسول) آپ کہہ دیجئے : (اے ایمان والو) اگر تم کو اپنے باپ، بیٹے، بھائی، بیویاں اور رشتہ دار، وہ مال جو تم نے کمائے ہیں، وہ تجارت جس کے مندا ہونے سے تم ڈرتے رہتے ہو اور وہ مکانات جو تمہیں (بہت) پسند ہیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کے راستہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو انتظار کرو یہاں تک

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝
(التوبۃ - ۲۴)

کہ اللہ اپنا حکم صادر فرمائے (ایسے لوگ فاسق ہیں) اور اللہ فاسق لوگوں کو ہدایت پر چلا کر منزل مقصود پر نہیں پہنچاتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ، وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝
(المنٰفقون - ۹)

اے ایمان والو، (کہیں ایسا نہ ہو کہ) تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل کر دیں اور جو لوگ ایسا کریں گے تو وہی (درحقیقت) نقصان اٹھانے والے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فَوَاللّٰهِ مَا الْفَقْرَ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ وَلٰكِنِّيْ اَخْشٰى اَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا وَتُهْلِكَكُمْ كَمَا اَهْلَكَتْهُمْ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب شہود الملٰئکۃ بدرًا جزء ۵ صـ۱۰۸)

اللہ کی قسم میں تمہارے محتاج ہونے سے نہیں ڈرتا بلکہ میں تو اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تم پر دنیا کشادہ کر دی جائے جیسے تم سے پہلے لوگوں پر کی گئی تھی پھر تم اس میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو تو وہ تمہیں اس طرح ہلاک کر دے جس طرح پہلے لوگوں کو ہلاک کیا تھا۔

آگے فرمایا (وَاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ) اور یہ بھی اچھی طرح جان لو کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر عظیم ہے۔ یہ اجر عظیم ان ہی لوگوں کو ملے گا جو اللہ تعالیٰ کی آزمائش میں پورے اتریں گے یعنی جو مال اور اولاد کو دین اور آخرت پر ترجیح نہیں دیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ، وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۝
(البقرۃ - ۱۵۵ تا ۱۵۷)

اور (اے ایمان والو) ہم ضرور کسی قدر خوف اور بھوک سے اور کسی قدر مال، جان اور پھلوں کے نقصان سے تمہاری آزمائش کریں گے اور (اے رسول) آپ صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیں یعنی ان لوگوں کو خوشخبری سنا دیں جن کو جب کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ اس طرح کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہم اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں یہی وہ لوگ ہیں کہ ان پر ان کے ربّ کی طرف سے فضل و رحمت (کی بارش ہوتی) ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت یاب ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

وَاللّٰهِ مَا الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَثَلُ مَا يَجْعَلُ اَحَدُكُمْ اِصْبَعَهٗ هٰذِهٖ فِي الْيَمِّ

اللہ کی قسم دنیا آخرت کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنی اس انگلی کو سمندر میں ڈالے پھر دیکھے

فَلْيَنْظُرْ بِمَا تَرْجِعُ (صحیح مسلم کتاب الجنۃ باب کہ وہ کس چیز کو لے کر لوٹتی ہے۔
فناء الدنیا جزء ۲ ص۵۴)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دنیا آخرت کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسے سمندر کے مقابلہ میں انگلی کی تری۔ یہ حدیث گویا اجر عظیم کی تفسیر ہے۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کے احسانات کو یاد کیا کیجئے اور ان کا شکر ادا کیا کیجئے۔

اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خیانت نہ کیا کیجئے۔ اللہ تعالےٰ کے دین کو بے کم وکاست پہنچا دیا کیجئے۔

اے ایمان والو، امانتوں میں خیانت نہ کیا کیجئے۔ مال و اولاد سے ہوشیار رہا کیجئے کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ آپ کی آخرت خراب کر دیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا
اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ
عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ
ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾

ترجمہ اے ایمان والو، اگر تم اللہ سے ڈرتے رہے تو اللہ تمہارے لئے (حق و باطل میں) امتیاز پیدا کر دے گا، تمہارے گناہوں کو مٹا دے گا اور تمہاری مغفرت فرمائے گا (بے شک) اللہ بڑے فضل والا ہے ﴿۲۹﴾

معانی و مصادر (فُرْقَان) فَرَقَ، يَفْرُقُ، فَرْقٌ و فُرْقَانٌ (ن) علیحدہ کرنا، مانگ نکالنا۔

تفسیر گذشتہ آیت میں ذکر تھا کہ مال اور اولاد آزمائش کی چیزیں ہیں۔ مال اور اولاد کی محبت میں آدمی اکثر بہک جاتا ہے لیکن بہکتا وہی ہے جو بے خوف ہو جائے کہ نہ اللہ تعالیٰ کا ڈر رہے اور نہ قیامت کا کھٹکا لیکن جو ڈرتا ہے اس کے بہکنے کا امکان تقریباً معدوم ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا) اے ایمان والو، اگر تم اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہے تو اللہ تعالےٰ تمہارے لئے (حق و باطل میں) امتیاز پیدا کر دے گا۔ کیسی ہی آزمائش کیوں نہ ہو تم سمجھ لوگے کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے۔ تمہارا ضمیر خود تمہیں حق کی طرف رہنمائی کرے گا اور پھر اللہ تعالیٰ کی توفیق بھی شامل حال ہوگی تو تم سیدھے راستے سے بھٹک نہیں سکتے بلکہ سیدھے راستہ پر چل کر منزلِ مقصود تک پہنچ جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ (البقرۃ - ۲) یہ کتاب (اللہ تعالےٰ سے) ڈرنے والوں کو سیدھے راستہ پر چلا کر منزل مقصود پر پہنچا دیتی ہے۔

حق و باطل میں تمیز دلائل و براہین سے بھی ہوگی اور واقعات و شواہد سے بھی۔ کافروں پر مسلمین کا غلبہ،

کافروں کی پے در پے شکست اور ذلّت اور آئندہ آنے والے واقعات خود بتا دیں گے کہ حق کس طرف ہے اور باطل کس طرف اور یہ چیز ایمان والوں کے لئے موجبِ اطمینان ہوگی اور وہ حق کے راستہ پر چل کر منزلِ مقصود کی طرف بڑھتے رہیں گے۔ جنگ بدر میں ایمان والوں کی فتح کو اللہ تعالیٰ نے فرقان ہی سے تعبیر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ، وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ (الانفال ـ ۴۱)

اور (اے ایمان والو) خبردار رہو جاؤ جو چیز بھی تمہیں مال غنیمت میں حاصل ہو تو اس میں سے پانچواں حصّہ اللہ، رسول، اقرباء، یتامیٰ، مساکین اور مسافر کے لئے ہے، اگر اللہ پر تمہارا ایمان ہے اور اس نصرت پر ایمان ہے جو ہم نے اپنے بندے پر حق و باطل میں فرق کر دینے والے دن جس دن کہ دو فوجوں کی مٹھ بھیڑ ہوئی نازل کی (تو تمہیں یہ فیصلہ ماننا ہوگا) اور (خبردار ہو جاؤ کہ) اللہ ہر چیز پر قادر ہے (تمہاری فتح اُسی کی قدرت و نصرت سے ہوئی ہے)۔

اللہ تعالیٰ نے آیت زیرِ تفسیر میں جس امتیاز کا وعدہ کیا ہے بدر کی فتح اُسی وعدۂ الٰہی کے ایفاء کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ بدر کی فتح نے بتا دیا کہ حق کس طرف ہے اور باطل کس طرف۔ بہرحال حق و باطل کا یہ امتیاز خواہ کسی صورت میں بھی ظاہر ہو تقوے کی بدولت ہوگا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ یُؤْتِكُمْ كِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَیَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَیَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ (الحدید ـ ۲۸)

اے ایمان والو، اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، وہ تمہیں اپنی رحمت سے دوہرا اجر دیگا، تمہارے لئے ایسا نور پیدا کر دیگا جس (کی روشنی) میں تم چلو گے (اور منزل مقصود پر پہنچ جاؤ گے) اور تمہاری مغفرت فرمائے گا اور اللہ (تو) بڑا معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

یہ نور جس کی روشنی میں ایمان اور تقوے والے چلیں گے حق و باطل میں امتیاز ہی کی ایک صورت ہے۔ اس روشنی میں ایمان اور تقوے والوں کو حق کا راستہ صاف نظر آئے گا اور وہ باطل کی تاریکیوں سے نجات حاصل کر سکیں گے۔ (وَّیُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَیَغْفِرْ لَكُمْ، وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ) اللہ تعالیٰ ان کی غلطیوں کو معاف فرما دے گا اور ان کی مغفرت فرما دے گا۔ اگر ان سے کوئی غلطی ہو بھی گئی تو تقویٰ ان کو جھنجھوڑ ڈالے گا اور وہ فوراً اللہ تعالےٰ کے سامنے جھک جائیں گے۔ معافی مانگیں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے انہیں معاف فرما دے گا اور اللہ تعالیٰ تو بڑے فضل والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ، وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝

(آل عمران - ۱۳۵ و ۱۳۶)

(اور متقی) وہ لوگ ہیں کہ جب بے حیائی کا کوئی کام یا اپنی جانوں پر کوئی ظلم کر بیٹھتے ہیں تو (فوراً) اللہ کو یاد کرتے ہیں اور (اُس سے) اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور اللہ کے علاوہ گناہوں کو معاف کر بھی کون سکتا ہے اور وہ جان بوجھ کر اپنے گناہ پر اصرار نہیں کرتے ایسے لوگوں کا اجر ان کے ربّ کی طرف سے مغفرت اور ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، ان باغات میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور اجر تو عمل کرنے والوں کا ہی اچھا ہوتا ہے۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہیئے۔ اگر آپ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہے تو اللہ تعالےٰ آپ کو گمراہی کی تاریکیوں سے نکال کر ہدایت کی روشنی عطاء فرمائے گا اور آپ کے گناہوں کو معاف فرما دیگا۔

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ، وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿۳۰﴾

ترجمہ اور (اے رسول، اس وقت کو یاد کیجئے جب) کافر آپ کے لئے خفیہ تدبیریں کر رہے تھے کہ یا تو آپ کو قید کر دیں یا آپ کو قتل کر دیں یا آپ کو جلاء وطن کر دیں، وہ (اپنی) تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ اپنی تدبیر کر رہا تھا اور اللہ سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے ﴿۳۰﴾

معانی ومصادر (يُثْبِتُوْ) اَثْبَتَ ، يُثْبِتُ ، اِثْبَاتٌ (باب افعال) ثابت کرنا، قید کرنا۔

تفسیر گذشتہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے لئے امتیاز پیدا کرنے کا جو وعدہ فرمایا تھا اس سے ظاہر تھا کہ ایمان والوں کو غلبہ حاصل ہوگا اور کفار کی تمام تدبیریں خاک میں مل جائیں گی اور اسی طرح خاک میں مل جائیں گی جس طرح اہلِ مکّہ کی تمام تدبیریں خاک میں مل گئی تھیں۔ اللہ تعالےٰ نے اہل مکّہ کی تدبیروں کی طرف اشارہ فرما کر گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ایمان والوں کے اطمینان کا سامان فراہم کیا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ) اور اے رسول، وہ وقت یاد کیجئے جب کافر آپ کو قید کرنے یا قتل کرنے یا جلا وطن کرنے کے منصوبے بنا رہے تھے (وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ) وہ اپنی تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ تعالےٰ اپنی تدبیریں کر رہا تھا اور اللہ تعالیٰ تمام تدبیر کرنے والوں سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔ اے رسول، کفار آپ کو نقصان پہنچانے کے منصوبے بنا رہے تھے لیکن ان کے منصوبے رکھے کے رکھے رہ گئے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی تدبیر کے ذریعہ آپ کو ان کی شر سے محفوظ رکھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ۝ وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ۝ (اے رسول) یہ لوگ (آپ کے خلاف) تدبیریں کر رہے

(والسمآء والطارق ـ ۱۵ و ۱۶) ہیں اور میں بھی تدبیر کر رہا ہوں۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ کے احسانات کو یاد کیا کیجئے ان کا شکر ادا کیا کیجئے۔
اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ پر بھروسہ رکھئے۔ کافر آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اللہ تعالیٰ ان کی تمام تدبیروں کو رائگاں کرنے کے لئے کافی ہے۔

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا
قَدْ سَمِعْنَا، لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ
هٰذَآ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ
الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۱﴾

ترجمہ اور (اے رسول، یہ کتنے ہٹ دھرم ہیں کہ) جب ان کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتے ہیں ہم نے (یہ کلام) سن لیا، اگر ہم چاہیں تو ہم بھی اس جیسا (کلام) بنا سکتے ہیں، یہ ہے ہی کیا، بس اگلے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں ﴿۳۱﴾

معانی ومصادر (اَسَاطِيْرُ) سَطَرَ، يَسْطُرُ، سَطْرٌ (ن) لکھنا۔ [اَسَاطِيْرُ = اُسْطَارٌ، اُسْطُوْرٌ یا اُسْطِيْرٌ کی جمع۔ اُسْطُور = جو چیز لکھی جائے۔ بے اصل کہانی]

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ) اور اے رسول، یہ کافر کتنے ہٹ دھرم ہیں کہ جب ان کے سامنے ہماری آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں تو کہتے ہیں ہم نے یہ کلام سن لیا۔ یہ کونسا عجیب وغریب کلام ہے کہ اس کا مقابلہ نہیں ہو سکتا، اگر ہم چاہیں تو ہم بھی ایسا کلام بنا سکتے ہیں (اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ) اس کلام میں آخر خصوصیت ہی کیا ہے، یہ تو بس اگلے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں۔

کافروں کا یہ قول زبانی جمع خرچ سے زیادہ نہیں۔ عملاً انہوں نے ایسا کر کے نہیں دکھایا بلکہ باوجود بار بار چیلنج کرنے کے وہ اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز رہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا

اور اگر تمہیں اس کتاب (کے سلسلہ) میں جو ہم نے اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل کی ہے (ہماری طرف سے ہونے میں) کچھ شک ہے تو اس کے مثل ایک سورت تم بھی (بنا) لاؤ اور اللہ کے علاوہ جو تمہارے

فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ ، اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ ۝
(البقرۃ ۔ ۲۳ و ۲۴)

(خیال میں) حاضر و ناظر ہیں ان کو بھی (اپنی مدد کے لئے) بلا لو، اگر تم (اس دعویٰ میں) سچے ہو (کہ یہ انسانی کلام ہے تو اس چیلنج کو قبول کرو اور یہ کام کر گذرو لیکن اگر تم ایسا نہ کر سکو اور تم ہرگز ایسا نہ کر سکو گے تو پھر اُس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں (تمہیں رسول اور کتاب کے ساتھ کفر کرنے کی وجہ سے ہی اس آگ میں ڈالا جائے گا اور) وہ کفر کرنے والوں کے لئے ہی تیار کی گئی ہے۔

عمل

اے لوگو، ہٹ دھرمی نہ کیجئے۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، آپ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور کیونکہ آپ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو اس کی مخالفت نہ کیجئے بلکہ اس پر ایمان لے آیئے۔

وَإِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ
هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ
عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ أَوِ ائْتِنَا
بِعَذَابٍ أَلِيْمٍ ﴿٣٢﴾ وَمَا كَانَ اللّٰهُ
لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيْهِمْ ، وَمَا
كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ
يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ
اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْٓا أَوْلِيَآءَهٗ ، إِنْ

أَوْلِيَآؤُهٗ ۚ إِنْ أَوْلِيَآؤُهٗ إِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ
أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَمَا كَانَ
صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَآءً
وَّتَصْدِيَةً ۚ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ
بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۵﴾

ترجمہ اور (اے رسول، وہ وقت بھی یاد کیجئے) جب انہوں نے کہا تھا کہ اے اللہ اگر یہ (قرآن) تیری طرف سے حق ہے تو (ہمارے انکار کی سزا میں) ہم پر آسمان سے پتھر برسا دے یا ہم پر کوئی (اور) دردناک عذاب بھیج دے ﴿۳۲﴾ اور (اے رسول) اللہ ایسا نہیں کہ آپ ان میں موجود ہیں تو (آپ کی موجودگی میں) ان پر عذاب بھیج دے اور نہ اللہ ایسا ہے کہ ان کو مبتلائے عذاب کرے جبکہ (اس بات کی توقع ہو کہ) وہ معافی مانگ لیں گے (اور ایمان لے آئیں گے) ﴿۳۳﴾ اور کیا وجہ ہے کہ اللہ ان کو مبتلائے عذاب نہ کرے جبکہ وہ (لوگوں کو) مسجد حرام (میں نماز پڑھنے) سے روکتے ہیں حالانکہ وہ اس کے متولّی نہیں، اس کے متولّی تو بس متّقی لوگ ہیں لیکن ان میں سے اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے ﴿۳۴﴾ اور (حد تو یہ ہے کہ یہ خود بھی نماز نہیں پڑھتے) ان کی نماز بیت (اللہ) کے پاس سیٹیاں اور تالیاں بجانے کے سوا اور کچھ نہیں، (قیامت کے دن ان کافروں سے کہا جائے گا کہ) جو کفر تم (دنیا میں) کرتے تھے اس کی سزا میں (اب) عذاب کا مزا چکھو ﴿۳۵﴾

معانی ومصادر (مُكَآءٌ) مَكَا، يَمْكُوْ، مُكَآءٌ و مَكْوٌ (ن) منہ سے سیٹی بجانا۔
(تَصْدِيَةٌ) صدّى، يُصَدِّيْ، تَصْدِيَةٌ (باب تفعیل) تالی بجانا۔

شان نزول حضرت انسؓ فرماتے ہیں:

قَالَ اَبُوْجَهْلٍ اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَالْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ فَنَزَلَتْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الآية (صحیح بخاری کتاب التفسیر ابواب تفسیر سورۃ الانفال جزء ۶ ص۷۸ وصحیح مسلم کتاب صفة القيامة باب فی قوله تعالیٰ وما كان الله ليعذبهم وانت فيهم جزء ۲ ص۵۱۹)

(ایک دن) ابوجہل نے اس طرح دعا کی: اے اللہ، اگر یہ (قرآن) تیری طرف سے حق ہے تو (ہمارے انکار کی سزا میں) ہم پر آسمان سے پتھر برسادے یا ہم پر کوئی دردناک عذاب بھیجدے۔ (اُس موقع پر) یہ آیتیں نازل ہوئیں: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ..... الخ اور اے رسول، اللہ ایسا نہیں ہے کہ آپ ان میں موجود ہیں تو (آپ کی موجودگی میں) ان پر عذاب بھیجدے اور نہ اللہ ایسا ہے کہ ان کو مبتلائے عذاب کرے جبکہ (اس بات کی توقع ہے کہ) وہ (یا ان میں سے اکثر) معافی مانگ لیں گے (اور ایمان لے آئیں گے) اور کیا وجہ ہے کہ اللہ ان کو مبتلائے عذاب نہ کرے حالانکہ وہ (لوگوں کو) مسجد حرام میں نماز پڑھنے سے روکتے ہیں۔

تفسیر مندرجہ بالا حدیث اور آیتِ زیرِ تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوجہل نے مع دوسرے کافروں کے اللہ تعالےٰ سے عذاب بھیجنے کی درخواست کی۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے تو ان کی بددعاء کا ذکر کیا، بعد میں ان کی اس بددعاء کا جواب دیا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ) اور اے رسول، وہ وقت یاد کیجئے جب کافروں نے اس طرح دعاء کی کہ اے اللہ اگر یہ قرآن تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر اس کے انکار کی سزا میں آسمان سے پتھر برسادے (اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ) یا ہم پر کوئی (اور) دردناک عذاب بھیجدے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ) اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے کہ آپ ان میں موجود ہوں تو (آپ کی موجودگی میں) ان پر عذاب بھیج دے اور نہ اللہ ایسا ہے کہ ان کو مبتلائے عذاب کرے جبکہ اس بات کی توقع ہو کہ وہ یا اُن میں سے اکثر معافی مانگ لیں گے اور ایمان لے آئیں گے۔ (وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ) اور اے رسول، کیا وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر عذاب نہ بھیجے جبکہ وہ لوگوں کو مسجد الحرام (میں نماز پڑھنے) سے روکتے ہیں (اور وہ اس کے متولی بن کر بیٹھ گئے ہیں) (وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ) حالانکہ وہ اس کے متولّی نہیں (اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ) اس کے متولّی تو بس وہ لوگ ہیں جو متقی ہیں۔ یعنی ایمان والے اس کی تولیت کے مستحق ہیں (وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ) لیکن اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے۔ مزید برآں یہ کافر آخر کس لئے مسجد حرام کی تولیت کے مدّعی ہیں جبکہ ان کو وہاں نماز پڑھنی بھی نصیب نہیں ہوتی (وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً) ان کی نماز تو بس یہ ہوتی ہے کہ کعبہ کے قریب کھڑے ہو کر سیٹیاں اور تالیاں بجاتے ہیں حالانکہ سیٹیاں اور تالیاں بجانا کسی حالت میں بھی اچھا کام نہیں اور وہ

بھی بیت اللہ کے پاس ۔ یہ کام بیت اللہ کے احترام کے منافی اور سخت گناہ ہے ۔ کیا ایسے لوگ جو گناہگار ہوں بیت اللہ کے متولّی ہوسکتے ہیں ۔ ہرگز نہیں ۔ (بیت اللہ کے متولّی تو وہ ہوسکتے ہیں جو باوقار ہوں اور گناہوں سے بچتے ہوں) (فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ) قیامت کے دن ان کافروں سے کہا جائے گا کہ جو کفر تم دنیا میں کیا کرتے تھے اس کی سزا میں اب عذاب کا مزا چکھو ۔

عمل

اے ایمان والو، مسجد حرام سے کسی مسلم کو نہ روکئے ۔ مسجد حرام کا متولّی اُسے بنائیے جو متّقی ہو ۔ مسجد حرام کا احترام کیجئے ۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنفِقُونَ
أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَن سَبِيلِ
اللَّهِ، فَسَيُنفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ
عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ
وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ
يُحْشَرُونَ ﴿٣٦﴾ لِيَمِيزَ اللَّهُ الْخَبِيثَ
مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيثَ
بَعْضَهُ عَلَىٰ بَعْضٍ فَيَرْكُمَهُ جَمِيعًا
فَيَجْعَلَهُ فِي جَهَنَّمَ، أُولَٰئِكَ هُمُ

الْخٰسِرُوْنَ ﴿٣٧﴾ قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا
اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ
سَلَفَ ، وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ
سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٣٨﴾ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى
لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ
لِلّٰهِ ، فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا
يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿٣٩﴾ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا
اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ، نِعْمَ الْمَوْلٰى وَ
نِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿٤٠﴾

ترجمہ یہ کافر لوگ اپنا مال اس لئے خرچ کرتے ہیں کہ (لوگوں کو) اللہ کے راستے سے روکیں تو (اے رسول یہ ابھی) اور خرچ کریں گے پھر وہ مال خرچ کرنا ان کے لئے باعث حسرت ہوگا (ایک وقت آئیگا کہ دنیا میں) یہ مغلوب ہو جائیں گے اور (آخرت میں) ان کو جہنم کی طرف جمع کیا جائے گا ﴿۳۶﴾ تاکہ اللہ ناپاک (لوگوں) کو پاک (لوگوں) سے علیٰحدہ کر دے، پھر ان ناپاک لوگوں کو ایک دوسرے کے اوپر رکھ کر ان سب کا ایک ڈھیر بنا دے اور اس ڈھیر کو جہنم میں ڈال دے، (خبردار ہو جاؤ) یہ لوگ بڑے خسارے میں ہیں ﴿۳۷﴾ (اے رسول) کافروں سے کہہ دیجئے کہ اگر وہ (اب بھی) باز آجائیں تو جو کچھ وہ پہلے کر گذرے وہ (سب) معاف کر دیا جائے گا اور اگر انہوں نے پھر وہی حرکت کی تو پہلے لوگوں کا حشر گذر چکا ہے (وہی حشر ان کا بھی ہوگا) ﴿۳۸﴾ اور (اے ایمان والو) ان کافروں سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ (و فساد) باقی نہ رہے اور پوری طرح سے اللہ کا قانون نافذ ہو جائے، پھر اگر یہ لوگ باز آجائیں تو اللہ ان کے اعمال کو دیکھ رہا ہے (انہیں ان کے اعمال کے مطابق جزا دے گا) ﴿۳۹﴾ اور اگر یہ لوگ (توبہ نہ کریں اور اسلام سے) منہ موڑیں تو (اے ایمان والو) خبردار ہو جاؤ کہ (یہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اس لئے کہ) اللہ تمہارا مالک ہے (اور) وہ کتنا اچھا مالک ہے اور کتنا اچھا مددگار ﴿۴۰﴾

معانی و مصادر (حَسْرَةٌ) حَسِرَ ، يَحْسَرُ ، حَسْرَةٌ و حَسَرَةٌ (س) حسرت و افسوس ہونا۔

(يَرْكُمُ) رَكَمَ ، يَرْكُمُ ، رَكْمٌ (ن) تہ بہ تہ رکھنا۔

(يَمِيْزُ) مَازَ ، يَمِيْزُ ، مَيْزٌ (ض) ممتاز کرنا۔

(سَلَفَ) سَلَفَ ، يَسْلُفُ ، سَلَفٌ و سُلُوْفٌ (ن) پہلے ہونا، گذر جانا۔

(مَضَتْ) مَضٰى ، يَمْضِيْ و مَضٰى ، يَمْضُوْ ، مُضُوٌّ و مُضِيٌّ (ن۔ض) گذر جانا۔

(خَبِيْثٌ) خَبُثَ ، يَخْبُثُ ، خُبْثٌ و خَبَاثَةٌ (ك) خبیث ہونا، ناپاک ہونا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ) جو لوگ کافر ہیں وہ اپنا مال اس لئے خرچ کرتے ہیں کہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستہ سے روکیں (فَسَيُنْفِقُوْنَهَا) تو، (اے رسول) یہ ابھی اور خرچ کریں گے (اور کرتے ہی رہیں گے یہاں تک کہ میدان جنگ میں شکست کھائیں گے یا قیامت کے روز اپنی بداعمالی کی سزا بھگتیں گے) (ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً) پھر اس دن وہ مال خرچ کرنا ان کے لئے باعث حسرت ہوگا۔ (اس دن انہیں افسوس ہوگا کہ مال بھی خرچ کیا اور شکست بھی کھائی، مال بھی خرچ کیا اور دوزخ کا عذاب بھی بھگتا) (ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ) پھر (شکست کے دن یا قیامت کے دن) وہ مغلوب ہوں گے (اور اپنی بداعمالی اور اللہ تعالیٰ کے دین کی مخالفت کے نتائج اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے) (وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ) اور جو لوگ کافر ہیں قیامت کے روز انہیں دوزخ کی طرف (دھکیل کر) جمع کیا جائے گا (لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ) تاکہ اللہ تعالیٰ ناپاک لوگوں کو پاک لوگوں سے علیٰحدہ کر دے (وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ، اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ) پھر ان خبیث

لوگوں کو ایک دوسرے کے اوپر رکھ کر ان سب کا ایک ڈھیر بنا دے اور اس ڈھیر کو جہنّم میں ڈال دے۔ (خبردار ہو جاؤ) یہ لوگ بڑے خسارے میں رہے۔ (مال و دولت خرچ کرتے رہے اور نتیجہ کچھ نہیں نکلا۔ نہ دنیا ہی میں غلبہ نصیب ہوا اور نہ آخرت میں عذاب سے نجات ملی)۔

اِن آیات میں اللہ تعالےٰ نے کافروں کی حسرت اور مغلوبیت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ یہ آیات گویا ایمان والوں کو خوشخبری سُناتی ہیں کہ ایک وقت آئے گا ایمان والے غالب ہوں گے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝
(اٰل عمران - ۱۳۹)

اور (اے ایمان والو، کافروں سے مقابلہ کرتے وقت) کمزوری نہ دکھانا اور نہ غمگین ہونا اگر تم مؤمن ہو تو تم ہی غالب رہو گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ۝ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝
(الصّٰفّٰت - ۱۷۱ تا ۱۷۳)

اور (اے رسول) ہمارے بندوں (یعنی) رسولوں کے متعلق ہمارا پہلے ہی فیصلہ ہو چکا ہے کہ ان کی مدد ضرور کی جائے گی اور بے شک ہمارا لشکر ہی غالب رہے گا۔

دنیا میں کافر پے در پے شکست کھائیں گے اور انہیں بار بار ذلت کا منہ دیکھنا ہو گا پھر آخرت میں انہیں اس طرح ذلیل کیا جائے گا کہ انہیں اچھے لوگوں سے چھانٹ کر الگ کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۝
(یٰسٓ - ۵۹)

(گنہگاروں سے کہا جائے گا) اے گنہگارو، آج تم (مؤمنین سے) الگ ہو جاؤ۔

مزید ذلت یہ ہو گی کہ ان کا ڈھیر بنایا جائے گا، کوئی کسی پر کوئی کسی پر پھر بالآخر انہیں جہنّم میں جھونک دیا جائے گا۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت میں کافروں کے انجام کا ایک مختصر سا خاکہ پیش کر کے انہیں اسلام کی مخالفت سے ڈرایا ہے۔ انہیں تنبیہ کی ہے کہ اسلام کی مخالفت سے باز آ جائیں ورنہ اس کے نتائج بہت بُرے ہوں گے (قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ) (اے رسول) آپ کافروں سے کہہ دیجئے کہ (اب بھی وقت ہے۔ اپنے کفر سے باز آ جائیں) اگر وہ کفر سے باز آ جائیں گے تو جو کچھ انہوں نے پہلے کیا سب معاف کر دیا جائے گا۔ اسلام قبول کرتے ہی ان کے پچھلے گناہ سب معاف کر دئے جائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

وَاَنَّ الْاِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهٗ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب کون الاسلام یھدم ما قبلہ جزء اوّل صـ۶۳)

بے شک اسلام پہلے کئے ہوئے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

آگے فرمایا (وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ) اور (اے رسول)، اگر یہ پھر وہی حرکتیں کریں گے (اور اسلام کے خلاف اپنی ریشہ دوانیاں اور سازشیں جاری رکھیں گے) تو (جو) حشر پہلی امتوں کا ہو چکا ہے (وہی حشر ان کا بھی ہوگا)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ ، هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ۝ (قٓ ۔ ۳۶)

اور (اے رسول) ان سے پہلے ہم نے کتنی ہی قوموں کو ہلاک کر ڈالا جو قوت میں ان سے کہیں زیادہ تھیں پھر (جب ہمارا عذاب آیا تو) وہ (تمام) شہروں میں بھاگ کر پناہ حاصل کرنے کی جگہ تلاش کرنے کے لئے (آئے) گئے تو کیا (انہیں) کوئی بھاگنے کی جگہ (ملی)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ، فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ۝ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ، وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ۝ (الفاطر۔ ۴۳ و ۴۴)

تو کیا یہ اگلوں کے (ساتھ جو ہمارا) دستور (رہا ہے اس) کے منتظر ہیں تو (اے رسول) آپ اللہ کے دستور میں نہ کوئی تبدیلی پائیں گے اور نہ آپ اللہ کے دستور میں کوئی تحویل پائیں گے (جس طرح اور قوموں پر عذاب آیا ان پر بھی آئے گا) کیا انہوں نے زمین میں سیر نہیں کی تاکہ یہ (اپنی آنکھوں سے) دیکھتے کہ ان سے پہلے لوگوں کا انجام کیا ہوا حالانکہ وہ ان سے قوت میں کہیں زیادہ تھے اور اللہ ایسا نہیں کہ آسمانوں یا زمین کی کوئی چیز اُسے عاجز کر سکے، وہ علم والا اور قدرت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝ (اٰل عمران ۱۳۷)

(اے کافرو) تم سے پہلے بھی (بہت سی قوموں کے) واقعات گذر چکے ہیں، ذرا زمین کی سیر کر کے دیکھو کہ (رسولوں کی) تکذیب کرنے والوں کا کیسا انجام ہوا۔

آگے فرمایا (وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ) اور اے ایمان والو، کافروں سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ (وفساد) باقی نہ رہے اور اللہ تعالیٰ کا دین کامل طریقہ سے نافذ ہو جائے۔ (دین و قانون کلیۃً اللہ تعالیٰ کے لئے ہو جائے کوئی قانون باقی نہ رہے سوائے اللہ تعالیٰ کے قانون کے، انسانوں کے بنائے ہوئے تمام قوانین مٹ جائیں اور نیست و نابود ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے قانون اور شریعت میں کسی کی شرکت کو پسند نہیں کرتا)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ، اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ، ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

حکم کسی کا نہیں چلتا سوائے اللہ (اکیلے) کے (تو پھر بغیر اس کے حکم کے ان ہستیوں کی عبادت کیسے ہو رہی ہے)

النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (یوسف ۔ ۴۰)

اس نے تو حکم دیا ہے کہ کسی کی عبادت نہ کرو سوائے اُس کے، یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ (اتنی واضح بات کو بھی) نہیں جانتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

وَلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا ۝ (الکہف۔۲۶)

اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔

آگے فرمایا (فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ) پھر اگر یہ کافر (کفر اور اسلام کے خلاف سازشوں سے) باز آجائیں تو اللہ تعالیٰ ان کے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔ (اگر نیک عمل کریں گے تو اجر و ثواب پائیں گے اور اگر برے عمل کریں گے تو سزا پائیں گے) وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ، نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ) اور اے ایمان والو، اگر یہ اسلام سے منہ موڑیں تو جان لو کہ (یہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اس لئے کہ) اللہ تعالیٰ تمہارا مالک و کارساز ہے اور وہ بہت اچھا مالک اور کارساز اور بہت اچھا مددگار ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ، دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ۝

(محمد ۔ ۱۰ و ۱۱)

(اے رسول) کیا انہوں نے زمین میں سیر و سیاحت نہیں کی تاکہ یہ (اپنی آنکھوں سے) ان لوگوں کا انجام دیکھتے جو ان سے پہلے (گذر چکے) ہیں، اللہ نے انہیں نیست و نابود کر دیا (تو کیا) ان کافروں (کو نیست و نابود نہیں کر سکتا اور اگر یہ کفر سے باز نہ آئے تو ان) کا بھی اُنہی جیسا حال ہوگا یہ اس لئے کہ جو لوگ ایمان لائے اللہ ان کا دوست ہے اور جو لوگ کافر ہیں ان کا کوئی دوست نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ۝

(آل عمران ۔ ۱۵۰)

(کافر تمہارے مددگار نہیں ہیں) تمہارا مددگار تو اللہ ہے اور وہی سب سے اچھا مددگار ہے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کے راستہ سے کسی کو نہ روکئے اور نہ اس سلسلہ میں اپنا روپیہ خرچ کیجئے۔ قیامت کے دن یہ چیز باعث حسرت اور عذابِ الٰہی کی موجب ہوگی۔

اے لوگو، کفر سے باز آجائیے۔ اگر آپ کفر سے باز آگئے تو اللہ تعالیٰ آپ کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیگا۔

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کے دین کو نافذ کرنے کے لئے لڑتے رہیئے اور اس وقت تک لڑتے رہیئے جب تک اللہ تعالیٰ کا دین کامل طریقہ سے نافذ نہ ہو جائے۔ اگر کافر اپنے کفر سے باز نہ آئیں تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیئے۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ
فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي
الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ
السَّبِيْلِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ
بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا
يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ،
وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۱﴾

ترجمہ اور (اے ایمان والو) خبردار ہو جاؤ جو چیز بھی تمہیں مال غنیمت میں حاصل ہو تو اس میں سے پانچواں حصّہ اللہ، رسول، اقربا، یتامیٰ، مساکین اور مسافر کے لئے ہے، اگر تمہیں اللہ پر ایمان ہے اور اُس نصرت پر ایمان ہے جو ہم نے اپنے بندے پر حق و باطل میں فرق کر دینے والے دن جس دن کہ دو فوجوں کی مٹھ بھیڑ ہوئی نازل کی (تو تمہیں یہ فیصلہ ماننا ہوگا) اور (خبردار ہو جاؤ کہ) اللہ ہر چیز پر قادر ہے (تمہاری فتح اُسی کی قدرت و نصرت سے ہوئی ہے) ﴿۴۱﴾

معانی و مصادر (غَنِمْتُمْ) غَنِمَ، يَغْنَمُ، غُنْمٌ، غَنْمٌ، غَنَمٌ، غَنِيْمَةٌ (س) غنیمت حاصل کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ) اے ایمان والو، خبردار ہو جاؤ جو چیز بھی تمہیں مال غنیمت میں حاصل ہو تو اس میں سے پانچواں حصّہ اللہ، رسول، اقربا، یتامیٰ، مساکین اور مسافروں کے لئے ہے۔ مالِ غنیمت کے پانچ حصّے کئے جائیں۔ چار حصّے تو مجاہدین میں تقسیم کئے جائیں اور ایک حصہ اسلامی حکومت کے حوالہ کیا جائے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں :-

اَمَرَهُمْ بِالْاِیْمَانِ بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْاِیْمَانُ بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ شَهَادَةُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَاءُ الزَّكٰوةِ وَصِیَامُ رَمَضَانَ وَاَنْ تُعْطُوْا مِنَ الْمَغْنَمِ الْخُمُسَ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب اداء الخمس من الایمان جزء اوّل صـ۲۰)

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ عبدالقیس کے) وفد کو اللہ اکیلے پر ایمان لانے کا حکم دیا۔ آپ نے ان سے پوچھا: تم جانتے ہو کہ اللہ اکیلے پر ایمان لانا کسے کہتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا: اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے (رکھنا) اور یہ کہ مال غنیمت میں سے پانچواں حصّہ تم (اسلامی حکومت کو) ادا کرو۔

اللہ تعالےٰ نے آگے فرمایا (اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ) اے ایمان والو، اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اس (نصرت) پر (ایمان رکھتے) ہو جو ہم نے اپنے بندے پر حق و باطل میں فرق کر دینے والے دن جس دن دو فوجوں کی مٹھ بھیڑ ہوئی نازل کی تھی (تو تمہیں اللہ تعالےٰ کا یہ فیصلہ ماننا ہوگا کہ مال غنیمت کا پانچواں حصّہ اسلامی حکومت کو ادا کیا جائے)۔

آیت زیر تفسیر سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ پر اور اللہ تعالےٰ کی نصرت پر ایمان لانے کا تقاضا یہ ہے کہ مال غنیمت کا پانچواں حصّہ خلیفہ کو ادا کرے تاکہ حکومت کی مختلف ضروریات اس سے پوری کی جا سکیں اور اعزّہ و اقربا، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کی مدد کی جا سکے۔

مالِ غنیمت کے پانچویں حصّہ کو صرف کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے مندرجہ ذیل مدّ مقرر کئے :

(۱) اللہ تعالےٰ کا حصّہ اللہ تعالےٰ کا حصّہ اللہ تعالےٰ کے دین کی اشاعت و تبلیغ اور اعلائے کلمۃ الحق پر صرف ہوگا۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حصّہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حصّہ آپ کی ضروریات زندگی پر صرف ہوگا۔

(۳) اقربا کا حصّہ یہ حصّہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مجاہدین کے اقربا پر صرف ہوگا۔

(۴) یتیموں و مسکینوں اور مسافروں کا حصّہ یہ حصّہ یتیموں، مسکینوں اور مسافروں پر خرچ کیا جائے گا۔ آیت کے اس حصّہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کی ضروریات کو پورا کرنا اسلامی حکومت کا فرض ہے اور اس فرض کی ادائیگی کے لئے ایک ذریعہ آمدنی مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ بھی ہے۔

یوم الفرقان سے مراد یوم جنگ بدر ہے اس لئے کہ اس دن حق و باطل میں امتیاز پیدا ہو گیا ہے! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝

(الانفال ۷ و ۸)

اور (اے ایمان والو) اس وقت کو یاد کرو جب اللہ نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ (کافروں کی) دو جماعتوں میں سے ایک جماعت کا ضرور تم سے مقابلہ ہوگا اور تم یہ چاہتے تھے کہ تمہارا مقابلہ اس جماعت سے ہو جس کے پاس شوکت (و قوّت) نہیں تھی (یعنی تم چاہتے تھے کہ بجائے فوج کے تجارتی قافلہ سے تمہارا مقابلہ ہو) اور اللہ چاہتا تھا کہ اپنے کلمات کے ذریعہ حق کو قائم کرے اور (فوج سے مٹھ بھیڑ کرا کے) کافروں کی جڑ کاٹ دے تاکہ حق کو ثابت و مستحکم کر دے اور باطل کو نیست و نابود کر دے خواہ یہ بات مجرموں کو کتنی ہی بری کیوں نہ لگے۔

(وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ) اور جو ہم نے اپنے بندے پر یوم فرقان کے دن نازل کی۔ اس آیت میں نازل کردہ چیز سے مراد نصرت الٰہی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ۝

(اٰل عمران ـ ۱۲۳ و ۱۲۴)

اور (اے ایمان والو) اللہ نے تو تمہاری مدد (جنگ) بدر میں بھی کی تھی جب کہ تم انتہائی بے سروساماں تھے (تو کیا اس جنگ میں تمہاری مدد نہ کرتا)۔ اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم اس کی شکرگذاری (کرتے ہوئے اسی پر توکّل) کر سکو (اور اے رسول، وہ وقت بھی یاد کیجئے) جب آپ (جنگ سے پہلے) مؤمنین سے کہہ رہے تھے کہ کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تین ہزار فرشتے نازل کر کے تمہاری مدد فرمائے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اگر مجاہدین کو اللہ تعالےٰ پر اور اس کی نصرت پر ایمان ہے تو انہیں مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ ضرور بیت المال میں جمع کرانا چاہیئے۔ مالِ غنیمت فتح کے بعد حاصل ہوتا ہے اور فتح اللہ تعالیٰ کی نصرت سے حاصل ہوتی ہے گویا مال غنیمت کا حصول نصرت الٰہی کا مرہون منت ہے لہذا مال غنیمت

کے حصول پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے اور بطور شکر یہ اس مال کا پانچواں حصہ بیت المال میں جمع کرانا چاہیئے۔

آگے فرمایا (وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ) اور اے ایمان والو، اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کرلو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ فتح وشکست اسی کے ہاتھ میں ہے۔ وہ اس بات پر قادر ہے کہ تمہیں فتح دے کر مزید مالِ غنیمت عطاء کرے تو وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ تمہیں شکست دیکر تمہیں نقصان سے دوچار کردے لہذا فتح مل جانے پر اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرو اور اس کے حکم کی تعمیل کرو یعنی مال غنیمت کا پانچواں حصّہ حکومت اسلامیہ کو ادا کرے۔

مالِ غنیمت کے سلسلہ میں یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مال غنیمت کو حلال کردیا ورنہ پہلے انبیاء کے زمانہ میں مال غنیمت حلال نہیں تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اُعْطِیْتُ خَمْسًا لَمْ یُعْطَهُنَّ اَحَدٌ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ قَبْلِیْ : نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِیْرَةَ شَهْرٍ، وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا وَاَیُّمَا رَجُلٍ مِنْ اُمَّتِیْ اَدْرَکَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْیُصَلِّ وَاُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ وَکَانَ النَّبِیُّ یُبْعَثُ اِلٰی قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ کَافَّةً وَاُعْطِیْتُ الشَّفَاعَةَ (صحیح بخاری کتاب الصلاۃ باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم جعلت لی الارض مسجد جزء اوّل صفحہ ۱۱۹ وروی مسلم نحوہٗ فی کتاب المساجد جزء اول صفحہ ۲۱۲)

(یہ) پانچ چیزیں (ایسی) ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں : مجھے ایک مہینہ کی مسافت کے رعب سے مدد دی گئی ہے، میرے لئے تمام زمین مسجد اور پاک کرنے والی بنادی گئی، میری اُمت میں سے جس کسی کو نماز پالے تو اُسے چاہیئے کہ (اُسی جگہ وقت پر) نماز پڑھ لے، میرے لئے غنیمتوں کو حلال کردیا گیا ہے، (پہلے) ہر نبی خاص اپنی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا اور میں تمام انسانوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں اور مجھے شفاعت دی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے بیت المال کے لئے صرف پانچواں حصہ لیا اگر وہ چاہتا تو مسلمین کو سارے مال غنیمت سے محروم کردیتا۔

مال غنیمت کے جملہ مسائل

(۱) مال غنیمت کا پانچواں حصّہ بیت المال میں جمع کیا جائے۔ (الانفال ـ ۴۱)

(۲) مال غنیمت کا $\frac{۴}{۵}$ حصہ مجاہدین میں تقسیم کیا جائے۔ سوار کو تین حصّہ دئے جائیں اور پیدل کو ایک حصّہ دیا جائے یعنی سوار اور پیدل کے حصّوں کی نسبت ۳ : ۱ ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں :۔

قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ خَیْبَرَ لِلْفَرَسِ سَهْمَیْنِ وَلِلرَّاجِلِ

جنگ خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے کو دو حصّے دئے اور پیدل کو ایک حصّہ دیا۔

سَہْمًا (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر جزء ۵ ص۱۷۴ وروی مسلم نحوہٗ فی کتاب الجہاد باب کیفیۃ قسمۃ الغنیمۃ بین الحاضرین جزء ۲ ص۸۴)

(۳) اگر زخمیوں کی تیمارداری وغیرہ کے لئے عورتیں شریک جنگ ہوں تو انہیں بھی مال غنیمت میں سے کچھ دے دیا جائے لیکن مردوں کی طرح ان کا حصّہ مقرر نہ کرے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں :۔

وَقَدْ كَانَ يَغْزُو بِهِنَّ فَيُدَاوِينَ الْجَرْحٰى وَيُحْذَيْنَ مِنَ الْغَنِيْمَةِ وَاَمَّا بِسَهْمٍ فَلَمْ يَضْرِبْ لَهُنَّ (صحیح مسلم کتاب الجہاد باب الغازیات یرضخ لھن ولا یسھم جزء ۲ ص۱۱۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کو جنگ میں شریک کر لیا کرتے تھے۔ وہ زخمیوں کی مرہم پٹّی کرتی تھیں۔ غنیمت میں سے انہیں بھی کچھ مل جایا کرتا تھا لیکن آپ ان کا حصّہ مقرر نہیں فرماتے تھے۔

(۴) جو غلام مجاہدین کی خدمت کے لئے شریک ہوں انہیں بھی کچھ دے دیا جائے لیکن ان کا حصّہ مقرر نہ کرے۔

حضرت ابن عباسؓ نے نجدہ ایک خط میں تحریر فرمایا :۔

وَسَأَلْتَ عَنِ الْمَرْأَةِ وَالْعَبْدِ هَلْ كَانَ لَهُمَا سَهْمٌ مَعْلُوْمٌ اِذَا حَضَرُوا الْبَأْسَ فَاِنَّهُمْ لَمْ يَكُنْ لَّهُمْ سَهْمٌ مَعْلُوْمٌ اِلَّا اَنْ يُحْذِيَا مِنْ غَنَائِمِ الْقَوْمِ (صحیح مسلم کتاب الجہاد باب النساء الغازیات یرضخ لھن جزء ۲ ص۱۱۸)

تم نے عورت اور غلام کے متعلق سوال کیا کہ اگر وہ جنگ میں شریک ہوں تو ان کا کوئی مقررہ حصّہ ہے یا نہیں تو (اس کا جواب یہ ہے کہ) ان کا کوئی مقررہ حصّہ نہیں ہوتا تھا سوائے اس کے کہ انہیں اموال غنیمت میں سے کچھ دے دیا جاتا تھا۔

(۵) جو مزدور اجرت پر شریک جنگ ہو اُسے مالِ غنیمت میں سے کچھ نہ دیا جائے۔ اس کو صرف اس کی مقررہ اجرت ملے گی۔

حضرت یعلیٰؓ فرماتے ہیں :۔

اَذَّنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْغَزْوِ وَاَنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ لَيْسَ لِيْ خَادِمٌ فَالْتَمَسْتُ اَجِيْرًا يَكْفِيْنِيْ وَاُجْرِيْ لَهٗ سَهْمَهٗ فَوَجَدْتُّ رَجُلًا فَلَمَّا دَنَا الرَّحِيْلُ اَتَانِيْ فَقَالَ مَا اَدْرِيْ مَا السَّهْمَانِ وَمَا يَبْلُغُ سَهْمِيْ فَسَمِّ لِيْ شَيْئًا كَانَ السَّهْمُ اَوْ لَمْ يَكُنْ فَسَمَّيْتُ لَهٗ ثَلٰثَةَ دَنَانِيْرَ فَلَمَّا حَضَرْتُ غَنِيْمَتُهٗ اَرَدْتُ اَنْ اُجْرِيَ لَهٗ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کا اعلان کیا۔ میں بوڑھا تھا، میرا کوئی خادم نہیں تھا لہذا میں نے کوئی مزدور تلاش کیا تاکہ وہ میری طرف سے (جنگ میں) کفایت کرے اور اس کا حصہ اس کو مزدوری میں دیدوں۔ الغرض مجھے ایک آدمی دستیاب ہوگیا لیکن جب کوچ کا وقت قریب ہوا تو وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا میں نہیں جانتا کہ حصّے کیا ہوتے ہیں اور میرا حصّہ کتنا ہوگا لہذا میری مزدوری مقرر کردو۔ حصّہ (کا تو

سَهْمَهٗ فَذَكَرْتُ الدَّنَانِيْرَ فَجِئْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ لَهٗ اَمْرَهٗ فَقَالَ مَا اَجِدُ فِيْ غَزْوَتِهٖ هٰذِهٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِلَّا دَنَانِيْرَهُ الَّتِيْ سَمَّى (ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی الرجل یغزو باجرالخدمۃ جزء اول ص۳۴۹ وسندہ صحیح ۔نیل الاوطار جزء ۷ ص۲۴)

معلوم نہیں) ملے یا نہ ملے۔ میں نے اس کی مزدوری تین دینار مقرر کر دی۔ پھر جب غنیمت کی تقسیم کا وقت آیا میں نے ارادہ کیا کہ اس کا حصّہ اجرت میں اُسے دیدوں، پھر مجھے وہ دینار یاد آئے (جو میں نے مقرر کئے تھے) میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے اس کے معاہدہ کا ذکر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس جنگ میں (اس کے لئے) دنیا اور آخرت میں سوائے ان مقررہ دیناروں کے اور کچھ نہیں پاتا۔

(۶) اگر امیر چاہے تو خمس میں سے بطور انعام کسی کو کچھ مال دے دے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں :۔

بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً قِبَلَ نَجْدٍ فَكُنْتُ فِيْهَا فَبَلَغَتْ سِهَامُنَا اِثْنَيْ عَشَرَ بَعِيْرًا وَنُفِّلْنَا بَعِيْرًا بَعِيْرًا فَرَجَعْنَا بِثَلَاثَةَ عَشَرَ بَعِيْرًا (صحیح بخاری کتاب المغازی باب السریۃ قبل نجد جزء ۵ ص۲۰۳)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی طرف ایک لشکر روانہ کیا۔ میں بھی اس لشکر میں تھا۔ (مالِ غنیمت میں سے) ہمارا حصّہ بارہ بارہ اونٹ آیا اور ایک ایک اونٹ ہمیں زائد دیا گیا، اس طرح ہم تیرہ تیرہ اونٹوں کے ساتھ واپس ہوئے۔

(۷) اگر کافر کسی مسلم کا مال لوٹ لیں اور پھر وہ مال اسباب غنیمت میں شامل ہو تو وہ مال اس مسلم کو واپس کر دیا جائے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں :۔

ذَهَبَ فَرَسٌ لَّهٗ فَاَخَذَهَا الْعَدُوُّ فَظَهَرَ عَلَيْهِمُ الْمُسْلِمُوْنَ فَرُدَّ عَلَيْهِ فِيْ زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی المال یصیبہ العدو من المسلمین ثم یدرکہ صاحبہ فی الغنیمۃ جزء ۲ ص۱۲ وسندہ صحیح وروی بخاری تعلیقاً فی کتاب الجہاد فی باب اذا غنم المشرکون مال المسلم ثم وجدہ المسلم جزء ۴ ص۸۹)

میرا گھوڑا (کہیں) چلا گیا۔ دشمن نے اسے پکڑ لیا۔ پھر مسلمین کو ان پر فتح ہوئی تو وہ گھوڑا مجھے واپس کر دیا گیا۔ (یہ واقعہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں (پیش آیا)۔

(۸) تقسیم سے پہلے مال غنیمت میں سے کچھ نہ لے۔ البتہ کھانے پینے کی چیزوں کو تقسیم سے پہلے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں :۔

قَامَ فِيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے۔

فَذَكَرَ الْغُلُوْلَ فَعَظَّمَهٗ وَعَظَّمَ اَمْرَهٗ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الغلول جزء ۴ صـ۹۰ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب غلظ تحریم الغلول جزء ۲ صـ۱۲۶)

آپ نے (مال غنیمت میں سے) خیانت (کرنے) کا ذکر کیا۔ آپ نے اس کو بہت بڑا (گناہ) بتایا اور اس کی برائی کو بہت بڑی برائی بتایا۔

حضرت رافع رضؓ فرماتے ہیں :۔

كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ، فَاَصَابَ النَّاسَ جُوْعٌ وَاَصَبْنَا اِبِلًا وَغَنَمًا وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اُخْرَيَاتِ النَّاسِ فَعَجِلُوْا فَنَصَبُوا الْقُدُوْرَ فَاَمَرَ بِالْقُدُوْرِ فَاُكْفِئَتْ ثُمَّ قَسَمَ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب مایکرہ من ذبح الابل والغنم جزء ۴ صـ۹۱)

ہم رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے ساتھ ذوالحلیفہ میں تھے۔ مال غنیمت میں ہمیں اونٹ اور بکریاں ہاتھ آئی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے رہ گئے تھے۔ لوگوں کو بھوک لگی تو انہوں نے جلدی کی اور (اونٹ یا بکریوں کو ذبح کر کے ان کے گوشت کو دیگوں میں ڈالدیا اور) دیگوں کو (چولہوں پر) پڑھا دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے دیگیں الٹ دی گئیں۔ پھر آپ نے مال غنیمت تقسیم کیا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں :۔

كُنَّا نُصِيْبُ فِيْ مَغَازِيْنَا الْعَسَلَ وَالْعِنَبَ فَنَاْكُلُهٗ وَلَا نَرْفَعُهٗ (صحیح بخاری کتاب الجہاد ابواب الخمس باب مایصیب من الطعام فی ارض الحرب جزء ۴ صـ۱۱۶)

ہمیں اپنی جنگوں میں شہد اور انگور ملتے تھے۔ ہم انہیں کھا لیا کرتے تھے اور مال غنیمت میں جمع نہیں کرتے تھے۔

(۹) مقتول کا مال قاتل کو بطور انعام دے دیا جائے بشرطیکہ وہ قتل کا ثبوت مہیا کرے۔ ایسی صورت میں مقتول کے مال کو مال غنیمت کی تقسیم کے وقت تقسیم کئے جانے والے مال میں شامل نہ کیا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

مَنْ قَتَلَ قَتِيْلًا لَّهٗ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهٗ سَلَبُهٗ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب قول اللہ تعالیٰ ویوم حنین اذا عجبتکم کثرتکم جزء ۵ صـ۱۹۶ وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب استحقاق القاتل سلب القتیل جزء ۲ صـ۷۶)

جس نے کسی شخص کو قتل کیا ہو اور اس کے پاس اس کے قتل کرنے کا ثبوت موجود ہو تو مقتول کا مال قاتل کو ملے گا۔

(۱۰) مال غنیمت میں سے اس شخص کو بھی حصہ دیا جائے جو امیر کے حکم سے کسی دوسرے کام میں مصروف ہو اور شریک جنگ نہ ہو سکے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں :۔

اِنَّمَا تَغَيَّبَ عُثْمَانُ عَنْ بَدْرٍ فَاِنَّهٗ كَانَتْ تَحْتَهٗ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

عثمانؓ (جنگ) بدر میں حاضر نہ ہو سکے اس لئے کہ ان کے نکاح میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں اور وہ

وَسَلَّمَ وَ كَانَتْ مَرِيْضَةً فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لَكَ اَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهٗ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب اذا بعث الامام رسولا فی حاجۃ او امرہ بالمقام ھل یسھم لہ جزء ۴ صـ۱۰۸)

(اس وقت) بیمار تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تمہارے لئے اتنا ہی اجر اور حصّہ ہے جتنا اجر اور حصّہ جنگ بدر میں شریک ہونے والے کو ملے گا۔

(۱۱) مال غنیمت میں دیہاتیوں کا کوئی حصّہ نہیں جب تک کہ وہ جنگ میں شامل نہ ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَلَا يَكُوْنُ لَهُمْ فِي الْغَنِيْمَةِ وَالْفَيْءِ شَيْءٌ اِلَّا اَنْ يُجَاهِدُوْا مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ (صحیح مسلم کتاب الجہاد باب تامیر الامام الامراء علی البعوث جزء ۲ صـ۶۹)

ان کے لئے غنیمت اور فَی میں کوئی حصّہ نہیں ہوگا سوائے اس صورت کے کہ وہ مسلمین کے ساتھ جہاد کریں۔

عمل

اے ایمان والو، مال غنیمت کا پانچواں حصّہ بیت المال میں جمع کرائیے تاکہ اسلامی حکومت کی ضرورت پوری ہوسکیں اور مستحقین کی امداد کی جاسکے۔

اے ایمان والو، مال غنیمت کا پانچواں حصّہ دینی ضرورتوں پر خرچ کیا کیجئے اور اس مال میں سے اقرباء، یتامیٰ، مساکین اور مسافروں کی امداد بھی کیا کیجئے۔

إِذْ أَنتُم بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُم بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوَىٰ وَالرَّكْبُ أَسْفَلَ مِنكُمْ ۚ وَلَوْ تَوَاعَدتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيعَادِ ۙ وَلَٰكِن لِّيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَن بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَن بَيِّنَةٍ ۗ وَإِنَّ اللَّهَ لَسَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٤٢﴾

ترجمہ اور (اے مسلمین، اس وقت کو یاد کرو) جب تم (مدینہ کے) اس ناکہ پر (پڑاؤ ڈالے ہوئے) تھے جو (مدینہ کے) قریب تھا اور کفار اس ناکے پر (پڑاؤ ڈالے ہوئے) تھے جو (مدینہ سے) دور تھا اور (کفار کا تجارتی) قافلہ تمہارے مقابلہ میں نیچے تھا (اور ایک نشیبی علاقہ سے گذر رہا تھا) اور اگر تم دونوں فریق (پہلے سے جنگ کا وقت مقرر کر کے مقررہ وقت پر پہنچنے کا) عہد و پیمان کر لیتے تو یقیناً تم (سب سے) وقت مقررہ پر پہنچنے میں تقدیم یا تاخیر ہو جاتی لیکن (اللہ تو یہ چاہتا تھا کہ اچانک مٹھ بھیڑ ہو جائے) تاکہ اللہ کو جو کام کرنا تھا اسے کر ہی ڈالے (اور یہ جنگ اس لئے بھی ضروری تھی) کہ جو ہلاک ہو وہ (اتمام) حجت کے بعد ہلاک ہو اور جو زندہ رہے وہ (اتمام) حجت کے بعد زندہ رہے اور بے شک اللہ سننے والا، جاننے والا ہے (۴۲)

معانی و مصادر (عُدْوَةٌ) عَدَا، یَعْدُوْ، عَدْوٌ و عُدُوٌّ (ن) ظلم کرنا، زیادتی کرنا۔ (عُدْوَةٌ = دور کی جگہ یا مکان)

(قُصْوٰی) قَصَا، یَقْصُوْ، قَصْوٌ، قُصُوٌّ (ن) دور ہونا (قُصْوٰی = اسم تفضیل اَقْصٰی کا مؤنث اس کے معنیٰ ہیں زیادہ دور)۔

(رَکْبٌ) رَکَبَ، یَرْکَبُ، رُکُوْبٌ و مَرْکَبٌ (س) سوار ہونا (رَکْبٌ = قافلہ)

(دُنْیَا) دَنَا، یَدْنُوْ، دُنُوٌّ و دَنَاءَةٌ (ن) قریب ہونا (دُنْیَا = اسم تفضیل اَدْنٰی کا مؤنث۔ اس کے معنیٰ ہیں زیادہ قریب)۔

(اَسْفَلَ) سَفَلَ، یَسْفُلُ، سُفُوْلٌ و سَفَالٌ (ن، ک) نیچے ہونا (اَسْفَلُ اسم تفضیل ہے اور اَعْلٰی اس کا نقیض ہے۔ اس کے معنیٰ ہیں زیادہ نیچا)۔

تفسیر آیات ۵ اور ۶ کی تفسیر میں یہ گذر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کفار کی فوج یا کفار کے تجارتی قافلہ میں سے کسی ایک کے ملنے کی خبر دی تھی۔ آیت ۶ میں یہ بھی گذر چکا ہے کہ ایمان والے یہ چاہتے تھے کہ قافلہ ہاتھ آئے تاکہ وہ لڑائی کی صعوبت سے بچ جائیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُسَيْسَةَ عَيْنًا يَنْظُرُ مَا صَنَعَتْ عِيْرُ اَبِيْ سُفْيَانَ فَجَاءَ وَمَا فِي الْبَيْتِ اَحَدٌ غَيْرِيْ وَغَيْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ..... فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَكَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ لَنَا طَلَبَةً فَمَنْ كَانَ ظَهْرُهٗ حَاضِرًا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسیسہ کو جاسوس بنا کر روانہ کیا تاکہ وہ ابوسفیان کے (تجارتی) قافلہ کی خبر لائیں۔ بسیسہ (قافلہ کی خبر لے کر واپس) آئے تو اس وقت گھر میں سوائے میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی نہیں تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ان کی خبر سنکر) باہر تشریف لے گئے اور (لوگوں

فَلْيَرْكَبْ مَعَنَا فَجَعَلَ رِجَالٌ يَسْتَأْذِنُونَهُ فِي ظُهْرَانِهِمْ فِي عُلْوِ الْمَدِينَةِ فَقَالَ لَا إِلَّا مَنْ كَانَ ظَهْرُهُ حَاضِرًا فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنۃ للشہید جزء۲ صـ۱۵۲)

سے) بات کی۔ آپ نے فرمایا ہمیں ایک چیز (یعنی قافلہ) کی طلب (میں جانا) ہے لہذا جس کی سواری موجود ہو وہ ہمارے ساتھ چلے کچھ لوگوں نے مدینہ کے بالائی حصہ سے اپنی سواریاں لانے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا:۔ نہیں جس کی سواری موجود ہو بس وہی چلے۔ الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب (مدینہ سے) نکلے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجارتی قافلہ کے ارادہ سے نکلے تھے لیکن جب بدر کے مقام پر پہنچے تو کفار کی فوج سے اتفاقاً مقابلہ ہوگیا۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ حَتّٰى سَبَقُوا الْمُشْرِكِينَ إِلَى بَدْرٍ وَجَاءَ الْمُشْرِكُونَ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنۃ للشہید جزء۲ صـ۱۵۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب (قافلہ کی تلاش میں) روانہ ہوئے۔ چلتے چلتے مشرکین سے پہلے بدر کے مقام پر پہنچ گئے اور (اتنے میں) مشرکین بھی وہاں آپہنچے۔

دونوں فوجوں کا اتفاقاً بدر کے مقام پر مقابلہ ہوگیا۔ مسلمین بدر کے ایک سرے پر تھے اور کفار دوسرے سرے پر۔ اسی چیز کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (إِذْ أَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى) اور اے ایمان والو، اس وقت کو یاد کرو جب تم مدینہ کے قریب والے نالے کے پرلے اوڈ والے ہوئے تھے اور کفار مدینہ سے دور والے نالے کے پرلے اوڈ والے ہوئے تھے (وَالرَّكْبُ أَسْفَلَ مِنْكُمْ) اور تجارتی قافلہ تم سے نیچے (ایک نشیبی علاقہ سے گذر رہا) تھا۔ (تمہارا کافروں سے مقابلہ بالکل ناگہانی تھا) وَلَوْ تَوَاعَدْتُمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيعَادِ) اور اگر تم دونوں فریق پہلے سے جنگ کا وقت مقرر کرکے مقررہ وقت پر پہنچنے کا عہد و پیمان کرتے تو یقیناً تم سے وقت مقررہ پر پہنچنے میں تقدیم یا تاخیر ہو جاتی (وَلٰكِنْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا) لیکن اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا کہ جس کام کا اس نے فیصلہ کیا ہے اُسے کر ہی ڈالے اور جنگ ہو جائے (لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ) (اور یہ جنگ اس لئے بھی ضروری تھی) کہ (حق و باطل میں امتیاز پیدا ہو جائے اور اس امتیاز کے بعد) جو ہلاک ہو وہ (اتمام) حجت کے بعد ہلاک ہو اور جو زندہ رہے وہ دلیل و برہان کے ساتھ زندہ رہے۔ (جنگ بدر کو اسی لئے فرقان کہتے ہیں کہ مسلمین کی فتح اور کافروں کی شکست نے حق و باطل میں امتیاز پیدا کر دیا۔ اس امتیاز کے بعد بھی جو حق کو

قبول نہیں کریگا وہ اپنی تباہی کا خود ذمہ دار ہوگا۔ وہ اللہ تعالےٰ کے سامنے کوئی عذر پیش نہیں کرسکے گا اور جو شخص حق کو قبول کرکے ہلاکت سے بچ جائے گا تو اس کے پاس اپنے حق پر ہونے کی کھلی دلیل موجود ہوگی۔ وہ اطمینان کے ساتھ صراط مستقیم پر گامزن ہوگا اور کسی شک وشبہ میں مبتلا نہیں ہوگا (وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ) اور (اے ایمان والو) بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا، جاننے والا ہے۔ (اس نے تمہاری فریاد سُن لی۔ اسے علم تھا کہ تم بے سروسامان ہو۔ اس نے تمہاری مدد فرمائی اور تمہیں فتح عنایت فرمائی)۔

حضرت کعب بن مالک فرماتے ہیں:۔

خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ عِيْرَ قُرَيْشٍ حَتّٰى جَمَعَ اللّٰهُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عَدُوِّهِمْ عَلٰى غَيْرِ مِيْعَادٍ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک جزء ۶ ص۴ وباب قصۃ بدر جزء ۵ ص۵۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے (تجارتی) قافلہ کے ارادے سے نکلے۔ (آپ قافلہ کی تلاش میں چلتے رہے) یہاں تک کہ اللہ نے مسلمین کو اور ان کے دشمن کو بغیر کسی باہمی معاہدہ کے (محض ناگہانی طور پر) جمع کر دیا۔

مسلمین قریش کی اقتصادی اور جنگی ناکہ بندی کرنے کی غرض سے تجارتی قافلہ پر چھاپہ مارنے کے لئے نکلے اور کفار اس تجارتی قافلہ کی حفاظت کے لئے نکلے۔ قافلہ تو نشیبی علاقہ سے ہوتا ہوا بچ کر نکل گیا اور مسلمین اور کفار کا ناگہانی مقابلہ ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ اس ناگہانی مقابلہ کو بھی مسلمین پر اپنا احسان سمجھتا ہے۔ اگر ناگہانی مقابلہ نہ ہوتا تو ہو سکتا تھا کہ دونوں طرف سے جنگ کو ٹالنے کی کوشش کی جاتی اور کافروں کی قوت کی پامالی میں مزید تاخیر ہو جاتی۔ اللہ تعالےٰ نے کافروں کی قوت کو توڑ دیا اور حق و باطل میں تمیز پیدا کر دی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝

(الانفال-۸،۹)

اور اللہ چاہتا تھا کہ اپنے کلمات کے ذریعہ حق کو قائم کرے اور (فوج سے مٹھ بھیڑ کرا کے) کافروں کی جڑ کاٹ دے۔ تاکہ حق کو ثابت و مستحکم کر دے اور باطل کو نیست و نابود کر دے خواہ یہ چیز کافروں کو کتنی ہی بُری کیوں نہ لگے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ قافلہ پر چھاپہ مارنے کے لئے نکلے تھے لیکن جنگ کے لئے مشورہ اور جنگ کے لئے تیاری بھی آپ نے پہلے کر لی تھی جس کا ذکر اسی سورت کی ابتدائی آیتوں میں گذر چکا ہے۔ تین سو دس سے زیادہ تعداد میں مجاہدین مع سواری کے اس وقت موجود تھے جب آپ نے حضرت سیسہؓ کی خبر سننے کے بعد قافلہ کی طلب میں نکلنے کا ارادہ کیا۔

حضرت براءؓ فرماتے ہیں:۔

حَدَّثَنِيْ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مجھ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن اصحاب

مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا اَنَّهُمْ كَانُوْا عِدَّةَ اَصْحَابِ طَالُوْتَ الَّذِيْنَ جَازُوْا مَعَهُ النَّهْرَ بِضْعَةَ عَشَرَ وَثَلٰثَ مِائَةٍ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب عدۃ اصحاب بدار جزء ۵ ص۹۲)

نے جو جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے بیان کیا کہ شرکاء بدر کی تعداد طالوت کے ان اصحاب کے برابر تھی جنہوں نے ان کے ساتھ دریا کو عبور کیا تھا یعنی تین سو دس سے کچھ اوپر۔

الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی خاطر خواہ تیاری کے ساتھ نکلے کہ اگر قافلہ ہاتھ آجائے تو فبہا اور اگر قافلہ ہاتھ نہ آئے اور جنگ کی نوبت آئے تو بھی کوئی پریشانی نہ ہو۔ پھر ہوا یہی کہ قافلہ تو ہاتھ نہیں آیا اور کافروں کی فوج سے مقابلہ ہو گیا۔

إِذْ يُرِيكَهُمُ اللَّهُ فِي مَنَامِكَ
قَلِيلًا ۖ وَلَوْ أَرَاكَهُمْ كَثِيرًا
لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ
وَلَٰكِنَّ اللَّهَ سَلَّمَ ۗ إِنَّهُ عَلِيمٌ
بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٤٣﴾ وَإِذْ يُرِيكُمُوهُمْ
إِذِ الْتَقَيْتُمْ فِي أَعْيُنِكُمْ قَلِيلًا
وَيُقَلِّلُكُمْ فِي أَعْيُنِهِمْ
لِيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا ۗ
وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿٤٤﴾

ترجمہ اور (اے رسول، اس وقت کو یاد کیجئے) جب اللہ نے آپ کو خواب میں کافروں (کی تعداد) کو کم کرکے دکھایا اور اگر آپ کو کافروں (کی تعداد) کو زیادہ کرکے دکھاتا تو (اے ایمان والو) تم ہمت ہار جاتے اور اس (وقت جنگ کرنے یا نہ کرنے کے) معاملہ میں اختلاف کرنے لگتے لیکن اللہ نے تمہیں (اختلاف سے) بچالیا (اور تمہارے دل کی حالت جان لی) بے شک وہ دلوں کی باتوں سے واقف ہے (۴۳) اور (اے ایمان والو، وہ وقت بھی یاد کرو) جب (میدان جنگ میں) تم ایک دوسرے کے مقابل آگئے تو اللہ نے کافروں کو تمہاری نگاہوں میں کم کرکے دکھایا اور ان کی نگاہوں میں تم کو کم کرکے دکھایا تاکہ (ہر فریق لڑائی میں کود پڑے اور جنگ سے پہلو تہی کرنے کا ذرا سا بھی خیال دل میں نہ لائے اور) اللہ کو جو کام کرنا تھا اسے کر ڈالے اور (اللہ جس کام کا فیصلہ کرتا ہے اُسے کر گذرتا ہے) تمام کام اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں (۴۴)

معانی و مصادر (فَشِلْتُمْ) فَشِلَ، یَفْشَلُ، فَشَلٌ (س) بزدلی دکھانا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ جنگ بدر کا ذکر کرتے ہوئے مزید فرماتا ہے (اِذْ یُرِیْکَهُمُ اللّٰهُ فِیْ مَنَامِكَ قَلِیْلًا) اور اے رسول، وہ وقت یاد کیجئے جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو خواب میں کافروں کی تعداد کو کم کرکے دکھایا (تاکہ ایمان والوں سے جب آپ اپنا خواب بیان کریں تو ان کی ہمت بڑھ جائے، وہ گھبرا نہ جائیں اور مستعدی کے ساتھ مقابلہ کے لئے تیار ہو جائیں) (وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِیْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ) اور (اے رسول) اگر اللہ (تعالیٰ) کافروں کی تعداد آپ کو خواب میں زیادہ کرکے دکھاتا (اور وہ خواب آپ مؤمنین سے بیان کرتے) تو (اے ایمان والو) تم ہمت ہار جاتے اور (اس وقت جنگ کرنے یا نہ کرنے کے معاملہ میں) اختلاف کرنے لگتے (اختلاف کا نتیجہ یا تو یہ ہوتا کہ جنگ ٹل جاتی اور کافروں کی طاقت پامال نہ ہوتی یا یہ ہوتا کہ جنگ ہوتی لیکن تم میں سے بعض لوگ بادل ناخواستہ بزدلی کے ساتھ لڑتے تو جنگ کا نتیجہ تمہارے حق میں اچھا نہ ہوتا۔ اللہ تعالےٰ نے دونوں باتوں میں سے کوئی بات نہیں ہونے دی) (وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ) بلکہ اللہ نے تمہیں (اختلاف اور اختلاف کے بُرے نتائج سے) بچالیا۔ (اللہ تعالیٰ کو تمہاری نفسیات کا علم تھا) (اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ) (اور یہی نہیں) وہ تو تمہارے دلوں کے حال (اور ارادوں) کو جانتا تھا (اُسے معلوم تھا کہ تم میں سے بعض لوگوں کو جب کافروں کی کثرت تعداد کا علم ہوگا تو بزدلی دکھائیں گے اور نقصان اٹھائیں گے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کی تعداد کم دکھا کر تمہیں نقصان سے محفوظ رکھا)۔

خواب کی عموماً ایک خاص تعبیر ہوتی ہے۔ خواب میں کافروں کی تعداد کو اصل تعداد سے کم دکھانے کی تعبیر یہ تھی کہ کافروں کی قوت کم ہے۔ وہ کثرت تعداد کے باوجود شکست کھائیں گے۔ خواب کی تعبیر تو جنگ کے بعد ظاہر ہوئی لیکن جنگ سے پہلے جب ایمان والوں نے خواب سنا تو اگر اس کو اس کے

ظاہر ہی پر محمول کیا تب بھی نتیجہ وہی نکلا جو تعبیر معلوم ہونے کے بعد نکلتا بلکہ ہو سکتا ہے کہ نفسیاتی اعتبار سے خواب کا ظاہر تعبیر کے علم سے زیادہ خوش کن اور اطمینان بخش ہوا ہو۔

آگے فرمایا (وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّيُقَلِّلُكُمْ فِيْٓ اَعْيُنِهِمْ) اور (اے ایمان والو) اس وقت کو یاد کرو جب (میدان جنگ میں) تم کافروں کے مقابلہ میں صف آرا ہو گئے تو اس وقت بھی تمہاری آنکھوں میں کافروں (کی تعداد) کو کم کر کے دکھایا (تاکہ تمہاری ہمت بڑھ جائے اور تم جنگ سے پہلو تہی نہ کرو) اور کافروں کی نگاہ میں تم کو کم کر کے دکھایا (تاکہ وہ بے خوف ہو کر لڑائی میں کود پڑیں، بھاگنے کی نہ سوچیں اور یہ سب کچھ اس لئے کیا گیا) (لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا) کہ اللہ تعالیٰ کو (کافروں کی قوت کچلنے اور حق و باطل میں امتیاز پیدا کرنے کا) جو کام کرنا تھا اُسے کر ڈالے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَ يَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ○ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَ يُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ○

(الانفال - ۷ و ۸)

اور اللہ چاہتا تھا کہ اپنے کلمات کے ذریعہ حق کو قائم کرے اور (فوج سے مٹھ بھیڑ کرا کے) کافروں کی جڑ کاٹ دے۔ تاکہ حق کو ثابت و مستحکم کر دے اور باطل کو نیست و نابود کر دے خواہ یہ چیز کافروں کو کتنی ہی بری کیوں نہ لگے۔

جب دونوں فریق لڑائی میں کود پڑے تو اللہ تعالےٰ نے کافروں کو مرعوب کرنے کے لئے مسلمین کی تعداد کو دوگنا کر کے دکھایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا، فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ اُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ، وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ○

(اٰل عمران - ۱۳)

(اور اے کافرو) تمہارے لئے دو جماعتوں میں جن کی (جنگ بدر میں) ایک دوسرے سے مٹھ بھیڑ ہوئی (بڑی) نشانی ہے، ایک جماعت (مسلمین کی تھی جو) اللہ کے راستہ میں لڑ رہی تھی اور دوسری جماعت کافروں کی تھی، کافروں کی نگاہ میں مسلمین دو چند نظر آ رہے تھے (اس طرح اللہ نے کافروں کو مرعوب کر کے ایک قسم کی نصرت عطاء فرمائی) اور اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی نصرت سے قوت عطاء فرماتا ہے۔ آنکھوں والوں کے لئے عبرت (کا سامان) ہے۔

کافروں پہ ہیبت چھا گئی لیکن اب وہ میدان جنگ سے بھاگ بھی نہیں سکتے تھے۔ الغرض جنگ ہوئی۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی نصرت سے کافروں کی قوت کو کچل دیا اور جس کام کا فیصلہ کیا تھا اُسے

کر ڈالا۔ ہر کام اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق ہوتا ہے۔ اس کی مشیت میں تھا کہ جنگ ہو اور کافروں کی قوت پامال ہو لہذا جنگ ہو کر رہی اور وہی ہوا جو وہ چاہتا تھا یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت سے کافروں کی قوت کو کچل دیا اور جس کام کا اس نے فیصلہ کیا تھا اُسے کر ڈالا اور ایک اسی کام پر کیا موقوف ہے بلکہ (وَاِلَی اللّٰہِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ) تمام کام اسی کی طرف لوٹتے ہیں اور اسی کی مشیت کے مطابق ہوتے ہیں۔ کوئی کام اس کی مشیت کے خلاف نہیں ہو سکتا۔

عمل

اے ایمان والو، فتح و نصرت تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے۔ وہ فیصلہ کر چکا ہے کہ مؤمنین غالب ہوں گے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○
(اٰل عمران۔ ۱۳۹)

اور (اے ایمان والو، کافروں سے مقابلہ کرتے وقت) کمزوری نہ دکھانا اور نہ غمگین ہونا، اگر تم مؤمن ہوئے تو تم ہی غالب رہو گے۔

اور کیونکہ تمام کام اللہ تعالےٰ کے فیصلہ کے مطابق ہی ہوتے ہیں لہذا جب کبھی جنگ فی سبیل اللہ کا موقع آئے تو بیخوف ہو کر اللہ تعالےٰ پر بھروسہ رکھتے ہوئے لڑائی میں کود پڑیئے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ
فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ
كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَ
اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا
فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ
وَاصْبِرُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۴۶﴾
وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا
مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَاۗءَ
النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ

اللّٰهِ، وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۴۷﴾

ترجمہ اے ایمان والو، جب کبھی تمہارا مقابلہ (دشمن کی) فوج سے ہو تو ثابت قدم رہا کرو اور اللہ کو بہت یاد کرتے رہا کرو تاکہ تم فلاح پاؤ ﴿۴۵﴾ اور (اے ایمان والو) اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے رہو، آپس میں اختلاف نہ کرو ورنہ تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر و استقامت اختیار کرو، بے شک اللہ صبر و استقامت اختیار کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے ﴿۴۶﴾ اور (اے ایمان والو) ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے، لوگوں کو دکھانے کے لئے باہر نکلے، وہ ایسے لوگ ہیں جو (لوگوں کو) اللہ کے راستہ سے روکتے ہیں (وہ اپنی تدبیروں میں ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے) اللہ ان کی تمام تدبیروں کو گھیرے ہوئے ہے ﴿۴۷﴾

معانی و مصادر (فِئَةً) فِئَةٌ = جماعت (مادہ: ف ء و)
(بَطَرًا) بَطِرَ، يَبْطَرُ، بَطَرٌ (س) تکبر سے حق کو قبول نہ کرنا، اترانا۔
(رِئَاءً) رَاءٰى، يُرَائِيْ، مُرَاءَاةٌ وَرِئَاءٌ (باب مفاعلہ) ریاکاری کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر میں جو احسانات کئے تھے اس کا ذکر کرنے کے بعد ایمان والوں کو نصیحت کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا) اے ایمان والو، آئندہ جب کبھی تمہارا مقابلہ دشمن کی فوج سے ہو تو ثابت قدم رہنا۔ (میدان جنگ میں ڈٹے رہنا، جمے رہنا، بزدلی نہ دکھانا، ہمت نہ ہارنا، بھاگنے کی نہ سوچنا)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ○ وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ، وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ، وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ○

(الانفال - ۱۵ و ۱۶)

اے ایمان والو، جب کبھی کافروں کی فوج سے تمہارا مقابلہ ہو تو ان سے پیٹھ نہ پھیرنا اور جو شخص لڑائی کے دن ان سے پیٹھ پھیرے سوائے اس کے کہ لڑائی کے لئے پینترا بدل رہا ہو یا (اپنی) فوج سے جا کر ملنا چاہتا ہو تو وہ اللہ کے غضب میں گرفتار ہو گیا، اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○
(اٰل عمران - ۲۰۰)

اے ایمان والو، (خود بھی) ثابت قدم رہو اور (دوسروں کو بھی) ثابت قدم رکھو، مورچوں پر ڈٹے رہو، اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
لَا تَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ فَاِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب لا تمنوا لقاء العدو جزء ۱ ص۴۰۴، صحیح مسلم کتاب الجہاد باب کراھۃ تمنی لقاء العدو جزء ۲ ص۷۲)

دشمن سے مقابلہ کی تمنا نہ کیا کرو اور اگر ان سے مقابلہ ہو جائے تو پھر ثابت قدم رہا کرو۔

جنگ میں ثابت قدم نہ رہنا اور بھاگ کھڑے ہونا بہت بڑا گناہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔
اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ
صحابہ کرام نے کہا:۔
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ

سات ہلاک کرنے والے گناہوں سے بچو۔
اے اللہ کے رسول، وہ کونسے گناہ ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔
اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَكْلُ الرِّبَا وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَالتَّوَلِّيْ يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ الْغٰفِلٰتِ (صحیح بخاری کتاب المحاربین من اھل الکفر والردۃ جزء ۸ ص۲۱۸)

اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، کسی جان کو قتل کرنا جس کا قتل کرنا اللہ نے حرام کر دیا ہے مگر حق کے ساتھ (قتل کرنا جائز ہے)، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جنگ کے دن پیٹھ پھیرنا اور پاک دامن غافل مؤمن عورتوں پر تہمت لگانا۔

اللہ تعالیٰ ایمان والوں کی آزمائش کرتا ہے کہ کون ثابت قدم رہتا ہے اور کون ہمت ہار جاتا ہے۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ وَنَبْلُوَا۟ اَخْبَارَكُمْ ○
(محمد - ۳۱)

اور (اے ایمان والو) ہم ضرور تمہاری آزمائش کریں گے یہاں تک کہ ہم تم میں سے جہاد کرنے والوں اور ثابت قدم رہنے والوں کو

(ان کے عمل سے) نہ جان لیں اور تمہارے
حالات کی جانچ نہ کرلیں۔

جو لوگ ثابت قدم رہتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں خوشخبری سناتا ہے۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ○ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ○ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ○

(البقرۃ - ۱۵۵ تا ۱۵۷)

اور (اے ایمان والو) ہم ضرور کسی قدر خوف اور بھوک سے اور کسی قدر مال، جان اور پھلوں کے نقصان سے تمہاری آزمائش کریں گے اور (اے رسول) آپ صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیں۔ یعنی ان لوگوں کو کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ اس طرح کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں کہ ان پر ان کے رب کی طرف سے فضل و رحمت (کی بارش ہوتی) ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت یاب ہیں۔

آگے فرمایا (وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ) اور اے ایمان والو، اللہ کو کثرت سے یاد کیا کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فلاح کے دو ذریعے بتائے ہیں۔

(۱) میدان جنگ میں ثابت قدمی،

(۲) دوران جنگ اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ دوران جنگ صرف ثابت قدمی ہی ضروری نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنا بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اطمینان قلب نصیب ہوتا ہے اور دلجمعی کے ساتھ لڑا جاتا ہے:۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ، أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ○

(الرعد - ۲۸)

(اللہ ان لوگوں کو ہدایت دیتا ہے) جو ایمان لاتے ہیں اور جن کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں۔ (اے لوگو) خبردار ہو جاؤ بے شک اللہ کے ذکر ہی سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَاذْكُرُوا اللَّهَ

(اے ایمان والو) جب تم (میدان جنگ میں)

قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ، اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ○
(النسآء - ۱۰۳)

ہیں نماز پڑھ چکو تو پھر کھڑے، بیٹھے اور لیٹے (غرضکہ ہر حالت میں) اللہ کو یاد کرتے رہو، پھر جب (دشمن کی طرف سے) اطمینان ہو جائے تو نماز کو (اس کے اصلی طریقہ کے مطابق) قائم کرو، بے شک مؤمنین پر نماز کا مقررہ اوقات پر پڑھنا فرض کر دیا گیا ہے۔

اس آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ دوران جنگ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا ضروری ہے۔

آگے فرمایا (وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا، اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ) اور اے ایمان والو، اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں اختلاف نہ کرو ورنہ تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور اے ایمان والو، جنگ میں ثابت قدم رہا کرو، بے شک اللہ تعالیٰ ثابت قدم رہنے والوں کے ساتھ ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جنگ میں ثابت قدم رہنے کے لئے تین چیزوں کی سخت ضرورت ہے۔

① اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت،
② اختلاف کا نہ ہونا،
③ صبر

مجاہدین کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر شدت سے عمل کرتے رہیں۔ میدان جنگ میں بھی اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی خلاف ورزی نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ آپس میں کسی قسم کا جھگڑا اور اختلاف نہ کریں۔ جھگڑے اور اختلاف سے کمزوری اور بزدلی پیدا ہوتی ہے۔ دشمن پر اسلامی فوج کا رعب ختم ہو جاتا ہے، پھر اس کا نتیجہ سوائے نقصان کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ اختلاف اور نزاع کی صورت میں ضرور نقصان پہنچتا ہے اور اس کی ایک مثال جنگ احد سے ملتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ، ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ○ (اٰل عمران - ۱۵۲)

اللہ نے تو اپنا (فتح و نصرت کا) وعدہ پورا کر دیا جبکہ (اے ایمان والو) تم اللہ کے حکم سے کافروں کو دھڑا دھڑ قتل کر رہے تھے یہاں تک کہ خاطر خواہ فتح حاصل ہو جانے کے بعد تم نے ہمت ہار دی، حکم (رسول) میں اختلاف کیا اور اس کی نافرمانی کر بیٹھے (نتیجہ یہ ہوا کہ تمہیں نقصان سے دوچار ہونا پڑا) تم میں سے

بعض دنیا کے طلب گار ہیں اور بعض آخرت کے طلب گار، (جب تم دنیا طلبی میں مال غنیمت پر ٹوٹ پڑے) تو اللہ نے (کافروں سے) تمہارا رُخ پھیر دیا تاکہ تمہاری آزمائش کرے (کہ تم میں سے کون مصیبت میں ثابت قدم رہتا ہے اور کون پھسل جاتا ہے) بہرحال (اے مؤمنین) اللہ نے تمہارے اس قصور کو معاف کر دیا کیونکہ اللہ مؤمنین پر بڑا فضل کرنے والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذؓ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضؓ کو یمن روانہ کیا تو ان سے فرمایا:۔

يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا وَلَا تَخْتَلِفَا (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ما یکرہ من التنازع والاختلاف فی الحرب جزء ۴ ص۷۹)

آسانی پیدا کرنا، سختی نہ ڈالنا، بشارت دینا، نفرت نہ پیدا کرنا، اتفاق رکھنا، اختلاف نہ کرنا،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَلَا تَخْتَلِفُوْا فَاِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ اخْتَلَفُوْا فَهَلَكُوْا (صحیح بخاری کتاب الوکالۃ باب ما یذکر فی الاشخاص ۳/۵۸)

اختلاف نہ کیا کرو، اس لئے کہ تم سے پہلے جو لوگ تھے انہوں نے اختلاف کیا تھا لہٰذا وہ ہلاک (وتباہ وبرباد) ہو گئے۔

تیسری بات جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا وہ یہ ہے کہ صبر کریں، دشمن کے مقابلہ سے نہ بھاگیں۔

آگے فرمایا (وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ) اور اے ایمان والو، تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو اتراتے ہوئے اور لوگوں کو اپنی بہادری دکھانے کے لئے اپنے گھروں سے نکلے وہ ایسے لوگ ہیں جو دوسروں کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکتے ہیں۔

گذشتہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو تین باتوں کا حکم دیا تھا اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو تین باتوں سے منع کیا۔ وہ تین باتیں یہ ہیں:۔

① اتراتے ہوئے جہاد کے لئے نکلنا۔
② لوگوں کو اپنی بہادری دکھانا۔

③ اللہ تعالیٰ کے راستہ سے روکنا۔

حضرت ابو موسیٰ رض فرماتے ہیں:۔

جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلذِّكْرِ وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُرٰى مَكَانُهٗ فَمَنْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، قَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (صحیح بخاری کتاب الجهاد باب من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا جزء ۴ ص۲۱ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا جزء ۲ ص۱۵۶ واللفظ للبخاری)

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اس نے کہا ایک آدمی مال غنیمت کے لئے لڑتا ہے، ایک آدمی شہرت کے لئے لڑتا ہے اور ایک آدمی اپنا درجہ دکھانے کے لئے لڑتا ہے تو (ان میں سے) کون اللہ کے راستہ میں (لڑتا ہے)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اس لئے لڑتا ہے کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو بس وہ اللہ کے راستہ میں (لڑتا ہے)

آیت زیر تفسیر اور حدیث بالا سے معلوم ہوا کہ اپنی قوت پر ناز اور فخر کرنا اور اپنی بہادری جتانے کے لئے لڑنا آخرت کے لحاظ سے بالکل بے فائدہ ہے۔ جنگ حنین میں بعض ایمان والوں نے اپنی کثرت پر ناز کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہیں آئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ○ (التوبۃ - ۲۵)

(اے ایمان والو، اللہ تم سے مدد دینے کا وعدہ کر چکا ہے، پھر جہاد سے پہلو تہی کیوں کرتے ہو، کیا تمہیں یاد نہیں کہ پہلے بھی) اللہ بہت سے موقعوں پر تمہاری مدد کر چکا ہے اور (خاص طور پر جنگ) حنین کے دن (تمہاری بڑی زبردست مدد کی تھی) جس دن تمہیں اپنی کثرت پر بڑا ناز ہو گیا تھا لیکن تمہاری کثرت تمہارے کچھ کام نہ آئی، زمین باوجود فراخی کے تم پر تنگ ہو گئی اور تم پیٹھ موڑ کر چل دیئے۔

جنگ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہوئے کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ قوت و تعداد کے کم ہوتے ہوئے بھی فتح عنایت کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○

(اے رسول، وہ وقت یاد کیجئے) جب آپ صبح کے وقت اپنے اہل بیت سے رخصت

اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَ اللّٰهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

(آل عمران - ۱۲۱ تا ۱۲۳)

ہو کر (میدان جنگ کی طرف) روانہ ہوئے اور مؤمنین کو جنگ کے لئے مورچوں پر بٹھانا شروع کیا، اللہ (آپ کے تمام حالات سے واقف تھا کیونکہ وہ) سننے والا، جاننے والا ہے۔ (اور اے رسول، وہ وقت بھی یاد کیجئے) جب تم میں سے دو جماعتوں نے بزدلی دکھانے کا ارادہ کیا حالانکہ اللہ ان کا مددگار تھا، (انہیں اسی پر بھروسہ کرنا چاہئے تھا) اور (اسی وقت کیا) مؤمنین کو تو (ہر حالت میں) اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے (نہ کہ مادی طاقت اور سازوسامان پر) اور (اے ایمان والو) اللہ نے تو تمہاری مدد (جنگ) بدر میں بھی کی تھی جب کہ تم انتہائی بے سروسامان تھے (تو کیا اس جنگ میں تمہاری مدد نہ کرتا)، اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم اس کی شکرگذاری کر سکو۔

آگے فرمایا (وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ) جو اعمال یہ کافر کر رہے ہیں اللہ تعالےٰ انکو گھیرے ہوئے ہے۔ ان کے اعمال گم نہیں ہوں گے، تمام اعمال کا حساب ہوگا۔ اور ان کی بنیاد پر سزا کا فیصلہ کیا جائیگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ۭ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ۭ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ۝

(الانبیآء - ۴۷)

اور (اے رسول) قیامت کے دن ہم انصاف کی ترازوئیں قائم کریں گے لہذا کسی پر ذرا سا بھی ظلم نہیں ہوگا، اگر (کسی نے) رائی کے دانے کے برابر بھی کوئی عمل کیا ہوگا ہم اسے (ترازو میں) لاکر رکھ دیں گے اور ہم حساب لینے کے لئے کافی ہیں۔

عمل

اے ایمان والو، میدان جنگ میں ثابت قدم رہئے اور کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیجئے۔

اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کیجئے۔ آپس میں جھگڑا اور اختلاف نہ کیجئے ورنہ آپ کی ہوا اکھڑ جائے گی۔ آپ کمزور ہو جائیں گے۔

اے ایمان والو، صبر و استقامت سے جمے رہیئے۔ میدان جنگ میں ثابت قدم رہیئے۔ اپنی بہادری جتانے اور نام و نمود کے لئے نہ لڑیئے۔ کسی کو اللہ تعالےٰ کے راستہ سے نہ روکیئے اور یہ یاد رکھیئے کہ آپ کے تمام اعمال کو اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے پھر قیامت کے دن آپ سے ان کا حساب لے گا۔

وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ
وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ
مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ
فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ
عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ
مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ
اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ، وَاللّٰهُ شَدِيْدُ
الْعِقَابِ (۴۸)

ترجمہ اور (اے ایمان والو، وہ وقت یاد کرو) جب شیطان نے کافروں کی تدبیروں کو کافروں کے لئے مزیّن کر دیا پھر (ان سے) کہا کہ آج انسانوں میں کوئی (جماعت ایسی) نہیں جو تم پر غالب آ سکے، مزید برآں میں تمہارے ساتھ ہوں (پھر ڈرنے کی کیا بات ہے) لیکن

جب دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابل (صف آرا) ہوگئیں تو الٹے پاؤں واپس چلا گیا اور کہنے لگا میں تم سے بری (الذمہ) ہوں، میں ایسے اشخاص دیکھ رہا ہوں جو تم کو نظر نہیں آتے، میں اللہ سے ڈرتا ہوں کیونکہ اللہ بہت سخت سزا دینے والا ہے (۴۸)

معانی ومصادر (نَکَصَ) نَکَصَ، یَنْکِصُ، نَکْصٌ (ن، ض) لوٹنا، رجوع کرنا۔ (تَرَآءَتْ) تَرَاءٰی، یَتَرَاءٰی، تَرَاءٍ (باب تفاعل) دیکھنا۔ ایک دوسرے کو دیکھنا۔ (بَرِیْءٌ) بَرِیَ، یَبْرَیُ، بُرْءٌ (س) عیب یا قرض سے بری کرنا، شفا پانا، (بَرِیْءٌ) خالص، بے عیب)

تفسیر جنگ بدر پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاِذْ زَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ) اور اے رسول وہ دن یاد کیجئے جب شیطان نے کافروں کو ان کے اعمال مزین کر کے دکھائے تو کافر اپنے افعال شنیعہ پر اور مگن ہو گئے (وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْیَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّیْ جَارٌ لَّكُمْ) شیطان نے کافروں کو جنگ پر اکساتے ہوئے کہا آج لوگوں میں سے تم پر کوئی جماعت غالب نہیں آسکتی (آج فتح تمہاری ہوگی، گھبراؤ نہیں) میں بھی تمہارے ساتھ ہوں، (میں تمہاری ہر قسم کی مدد کروں گا) (فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰی عَقِبَیْهِ وَقَالَ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْكُمْ) لیکن جب مسلمین اور کفار کی فوجیں ایک دوسرے کے مقابل صف آرا ہوگئیں تو الٹے پاؤں پیچھے ہٹ گیا اور کہنے لگا میں تم سے بری الذمہ ہوں، (میں اپنی ذمہ داری کو ختم کرتا ہوں) (اِنِّیْٓ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ) میں (فرشتوں کے) ان (لشکروں) کو دیکھ رہا ہوں جو تم کو نظر نہیں آتے۔ (اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ وَاللّٰهُ شَدِیْدُ الْعِقَابِ) میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ اللہ سخت سزا دینے والا ہے

فرشتوں کے ان لشکروں کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّیْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِیْنَ ○

(الانفال - ۹)

(اور اے ایمان والو، جب تم اپنے رب سے (مدد کے لئے) فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمہاری دعاء قبول کر لی (اور تمہیں خوشخبری سنائی) کہ بے شک میں تمہیں ایک ہزار فرشتوں سے مدد دونگا جو لگاتار ایک دوسرے کے پیچھے آتے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِذْ یُوْحِیْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّیْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا، سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ

(اور اے ایمان والو، وہ وقت بھی یاد کرو) جب تمہارا رب فرشتوں سے فرما رہا تھا کہ میں

الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ (الانفال - ۱۲)

تمہارے ساتھ ہوں، تم مؤمنین کو ثابت قدم رکھو، میں کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دونگا تو (بس) تم ان کی گردنیں اڑاتے رہنا اور (ان کی) پور پور پر ضرب لگانا۔

الغرض شیطان جو میدان جنگ میں کافروں کو اکسا رہا تھا فرشتوں کی فوج دیکھ کر واپس چلا گیا۔

عمل

اے ایمان والو، شیطان کے دھوکے میں نہ آئیے۔ وہ بُرے اعمال کو مزین کر کے دکھاتا ہے۔

اے ایمان والو، شیطان کے وعدوں پر بھروسہ نہ کیجئے۔ اس کے وعدے فریب کے سوا اور کچھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ، وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ○ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ○ (النسآء۔ ۱۲۰ و ۱۲۱)

شیطان ان سے وعدے کرتا ہے، انہیں امیدیں دلاتا ہے، اور شیطان جو وعدہ بھی ان سے کرتا ہے وہ سب دھوکا ہوتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے اور یہ لوگ وہاں سے بھاگ کر کوئی جگہ نہ پائیں گے۔

إِذْ يَقُولُ الْمُنٰفِقُونَ وَالَّذِينَ
فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰؤُلَآءِ
دِينُهُمْ ۗ وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ
فَإِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿۴۹﴾

ترجمہ اور (اے ایمان والو، وہ وقت یاد کرو) جب منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری تھی، یہ کہہ رہے تھے کہ ایمان والوں کو ان کے دین نے دھوکہ میں ڈال رکھا ہے (حالانکہ بات یہ نہیں تھی، ایمان والے اللہ پر بھروسہ رکھتے تھے) اور جو شخص بھی اللہ پر بھروسہ رکھے (تو اللہ اس کے لئے کافی ہے) کیونکہ اللہ غالب ہے، حکمت والا ہے ﴿۴۹﴾

معانی و مصادر (غَرَّ) غَرَّ، يَغُرُّ، غَرٌّ وغَرَّةٌ وغُرُورٌ (ن) دھوکا دینا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (إِذْ يَقُولُ الْمُنٰفِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ غَرَّ هٰؤُلَآءِ دِينُهُمْ) اے رسول، وہ وقت یاد کیجئے جب منافقین اور ان لوگوں نے جن کے دلوں میں مرض تھا مسلمین کے متعلق کہا کہ ان لوگوں کو ان کے دین نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔ یہ اپنے دین کے معاملہ میں فریب خوردہ ہیں۔ باوجود بے سروسامانی کے منظم فوجوں سے لڑ پڑتے ہیں۔ ذرا عقل سے کام نہیں لیتے کہ انجام کیا ہوگا۔ ان کی جنگ حکمت و مصلحت سے خالی ہوتی ہے، یہ بڑے سادہ لوح لوگ ہیں، بہکانے میں آگئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ دھوکے میں نہیں آئے بلکہ پورے یقین اور توکل کے ساتھ لڑتے ہیں۔ ان کا بھروسہ ساز و سامان اور کثرت تعداد پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ پر ہے (وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ) اور جو شخص بھی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے کافی ہے وہ بڑا زبردست اور حکمت والا ہے۔ یہ اس کے دین پر چلتے ہیں۔ اس کا حکم مانتے ہیں۔ ان کا ایمان

ہے کہ وہ بڑا طاقتور ہے اور حکمت والا ہے لہٰذا نہ وہ اپنی بے سروسامانی کی پرواہ کرتے ہیں اور نہ حکمت کے تقاضوں کو پورا کرتے ہیں حکمت کے تقاضوں کو تو وہ حکیم خوب جانتا ہے جس کے دین کی خاطر اور جس کے حکم سے وہ لڑ رہے ہیں وہ ضرور انہیں فتح دے گا۔

یہ آیت جنگ بدر کے متعلق نہیں ہے اس لئے کہ جنگ بدر کے زمانہ میں منافقین نہیں تھے۔

حضرت اسامہؓ فرماتے ہیں :۔

فَلَمَّا غَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدْرًا فَقَتَلَ اللّٰهُ بِهٖ صَنَادِيْدَ كُفَّارِ قُرَيْشٍ قَالَ ابْنُ اُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلَ وَمَنْ مَّعَهٗ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَعَبَدَةِ الْاَوْثَانِ هٰذَا اَمْرٌ قَدْ تَوَجَّهَ فَبَايَعُوا الرَّسُوْلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْاِسْلَامِ فَاَسْلَمُوْا (صحیح بخاری ابواب تفسیر سورۃ ال عمران جزء ۶ صـ۵)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کفار سے بدر کے مقام پر جنگ ہوئی اور اس جنگ کے ذریعہ اللہ نے کفار قریش کے بڑے بڑے سرداروں کو قتل کرا دیا تو ابن ابی ابن سلول اور مشرکین و بت پرست جو اس کے ساتھ تھے آپس میں کہنے لگے (اب ایمان لے آنے ہی میں عافیت ہے) لہٰذا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کر کے (بظاہر) اسلام قبول کر لیا۔

مندرجہ بالا حدیث سے ثابت ہوا کہ منافقین جنگ بدر کے بعد وجود میں آئے لہٰذا آیت زیر تفسیر میں جنگ اُحد یا جنگ احزاب یا اور کسی جنگ کی طرف اشارہ ہے۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیئے۔ اس کے بھروسہ پر اس کے دین کے لئے لڑیئے، وہ بڑا طاقتور ہے وہ ضرور فتح دیگا۔ اس کے حکم کے سامنے اپنی عقل و حکمت کو دخل نہ دیجئے۔ اس کا حکم سراسر پُر از حکمت ہوتا ہے لہٰذا حکمت کو اسی کے سپرد کر کے اس کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دیجئے۔

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ
كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ
وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ، وَذُوْقُوْا
عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۵۰﴾ ذٰلِكَ بِمَا
قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ
لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۵۱﴾ كَدَاْبِ
اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ
كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ
اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ، اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ

شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٥٢﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ
اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا
عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا
بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٥٣﴾
كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ
فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَغْرَقْنَآ
اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوْا
ظٰلِمِيْنَ ﴿٥٤﴾

ترجمہ اور (اے رسول) اگر آپ (اس وقت کی کیفیت کو) دیکھیں جس وقت فرشتے کافروں کی روح قبض کرتے ہیں (تو آپ دیکھیں گے کہ) فرشتے ان کے چہروں پر اور پیٹھوں پر مارتے ہیں اور (یہ کہتے جاتے ہیں) عذاب سوزاں کا مزا چکھو (۵۰) یہ ان اعمال کی سزا ہے جو تم پہلے بھیج چکے ہو، (تم پر کسی قسم کا ظلم نہیں کیا جا رہا) اس لئے کہ اللہ (اپنے) بندوں پر ظلم نہیں کرتا (۵۱) (اور اے مشرکین، اگر تم ایمان نہیں لائے تو تمہارا حال بھی وہی ہوگا) جو حال کہ اصحاب فرعون اور ان سے پہلے کے لوگوں کا ہوا تھا، انہوں نے اللہ کی آیات کا انکار کیا تو اللہ نے ان کے گناہوں کے سبب انہیں عذاب میں مبتلا کر دیا، بے شک اللہ قوت والا اور سخت سزا دینے والا ہے (۵۲) یہ (سزا ان کو اس لئے دی گئی تھی) کہ (انہوں نے اللہ کی نعمتوں کا حق ادا نہیں کیا تھا اور) اللہ تو کسی قوم کو نعمتوں سے مالا مال کر کے ان نعمتوں کو اس وقت تک (مصائب و آلام سے) نہیں بدلتا جب تک وہ خود ہی اپنی (مؤمنانہ) حالت کو (کفر سے) نہ بدل دیں اور (اے مشرکین، اچھی طرح خبردار ہو جاؤ) کہ بے شک اللہ سننے والا، جاننے والا ہے (وہ تمہاری حرکتوں سے اچھی طرح واقف ہے) (۵۳) (تمہارا حشر وہی ہوگا) جو اصحاب فرعون اور ان سے پہلے کے لوگوں کا ہوا تھا انہوں نے اپنے رب کی آیتوں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کے گناہوں کی سزا میں (مختلف قسم کے عذاب بھیج کر) ان کو ہلاک کر دیا اور اصحاب فرعون کو (ہلاک کرنے کے لئے) ہم نے (یہ کیا کہ ان کو سمندر میں) غرق کر دیا۔ (حقیقت یہ ہے کہ) وہ سب ظالم تھے (اور ان سزاؤں کے مستحق تھے جو انہیں دی گئیں) (۵۴)

معانی و مصادر (حَرِیْق) حَرَقَ، یَحْرُقُ، حَرْقٌ (ن) جلانا (حَرِیق۔ شعلہ، جلنے والا)۔

تفسیر کافر اسلام کی مخالفت کرتے تھے اور مسلمین سے برسر جنگ و پیکار رہتے تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا (وَلَوْ تَرٰی اِذْ یَتَوَفَّی الَّذِیْنَ کَفَرُوا الْمَلٰٓئِکَۃُ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْھَھُمْ وَاَدْبَارَھُمْ) اور (اے رسول) اگر آپ اس وقت کافروں کی حالت کو دیکھیں جس وقت فرشتے کافروں کی روح قبض کرتے ہیں (تو آپ دیکھیں گے کہ) فرشتے ان کے چہروں پر اور ان کی پیٹھوں پر مارتے ہیں (وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ) اور (یہ کہتے جاتے ہیں) اب عذاب سوزاں کا مزا چکھو (ذٰلِکَ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْکُمْ) یہ سزا ہے ان اعمال کی جو تم پہلے بھیج چکے ہو یعنی یہ تمہارے ان اعمال کی سزا ہے جو تم نے اپنی موت سے پہلے دنیا کی زندگی میں کئے تھے۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَکَیْفَ اِذَا تَوَفَّتْھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْھَھُمْ وَاَدْبَارَھُمْ ○	تو اس وقت ان لوگوں کی کیا حالت ہوگی جب فرشتے ان کی روح قبض کریں گے اور

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ○
(محمد - ۲۷ و ۲۸)

ان کے چہروں اور ان کی پیٹھوں پر مارتے جائیں گے۔ یہ (سزا) اس لئے ہوگی کہ انہوں نے اس چیز کی پیروی کی جو اللہ کی خفگی کا باعث تھی اور اللہ کی رضاء کو ناپسند کرتے رہے تو اللہ نے (بھی) ان کے اعمال کو ضائع کر دیا۔

آگے فرمایا (وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ) فرشتے ان کافروں سے یہ بھی کہتے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظالم نہیں ہے کہ بلاوجہ سزا دے یا جتنی سزا کا جو شخص مستحق ہو اس سے زیادہ اس کو سزا دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

يَا عِبَادِيْ اِنِّيْ حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰى نَفْسِيْ وَجَعَلْتُهٗ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوْا
(صحیح مسلم کتاب البر باب تحریم الظلم جزء ۲ ص ۴۲۹)

اے میرے بندو، میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کر لیا ہے اور تمہارے درمیان بھی ظلم کو حرام کر دیا ہے لہٰذا ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔

آگے فرمایا (كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ) اور (اے کافرو، اگر تم ایمان نہیں لائے تو تمہارا حال بھی وہی ہوگا) جو حال کہ اصحاب فرعون اور ان سے پہلے کے لوگوں کا ہوا تھا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کی سزا میں انہیں عذاب میں مبتلا کر دیا (اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ) بے شک اللہ تعالیٰ قوت والا اور سخت سزا دینے والا ہے۔ (ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ) (یہ سزا ان کو اس لئے دی گئی تھی کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا حق ادا نہیں کیا تھا اگر وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا حق ادا کرتے تو بدستور نعمتوں میں رہتے اور) یہ (ایک حقیقت ہے) کہ اللہ تعالیٰ تو کسی قوم کو نعمتوں سے سرفراز کر کے ان نعمتوں کو (عذاب اور مصائب سے) نہیں بدلتا جب تک وہ قوم خود اپنی (مؤمنانہ) حالت (کو کفر سے، شاکرانہ حالت) کو (ناشکری سے) نہ بدل دیں (اور جب وہ ایسا کرتے ہیں تو پھر نعمتیں چھین لی جاتی ہیں) (وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ) اور اے کافرو، بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ وہ تمہاری مخالفانہ باتوں کو سن رہا ہے اور اسے تمہاری تمام ریشہ دوانیوں کا علم ہے۔ وہ ایک دن ضرور تمہیں ان حرکتوں کی سزا دیگا اور پھر سن لو کہ تمہارا وہی حشر ہوگا (كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ) جو اصحاب فرعون اور جو لوگ ان سے پہلے تھے ان کا ہوا تھا (كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ) انہوں نے اپنے رب کی آیتوں کو جھٹلایا تھا تو ہم نے ان کے گناہوں کی سزا

میں مختلف قسم کے عذاب بھیج کر انہیں نیست و نابود کر دیا اور اصحاب فرعون کو ہم نے غرق کر دیا۔ (وَكُلٌّ كَانُوا ظٰلِمِيْنَ) اور یہ سب گناہگار تھے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان لائیے۔ ان کا انکار کر کے عذاب الٰہی کو دعوت نہ دیجئے۔
اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر کیجئے، ان کا شکر ادا کیجئے، اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کیجئے، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کیجئے کہیں ایسا نہ ہو کہ نافرمانی کی سزا میں اللہ تعالیٰ آپ کو عذاب میں مبتلا کر دے۔

إِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِندَ اللَّهِ
الَّذِينَ كَفَرُوا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۵۵﴾
الَّذِينَ عَٰهَدتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ
يَنقُضُونَ عَهْدَهُمْ فِي كُلِّ
مَرَّةٍ وَهُمْ لَا يَتَّقُونَ ﴿۵۶﴾ فَإِمَّا
تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِم
مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ ﴿۵۷﴾
وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِن قَوْمٍ خِيَانَةً
فَانبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَىٰ سَوَآءٍ،

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِينَ ﴿۵۸﴾
وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا
سَبَقُوا إِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُونَ ﴿۵۹﴾

ترجمہ جانداروں میں اللہ کے نزدیک سب سے بدتر وہ جاندار ہیں جنہوں نے (حق کا) انکار کیا، پھر وہ (کسی طرح) ایمان نہیں لائے (کفر پر اڑے رہے) ﴿۵۵﴾ (اور اے رسول) جن لوگوں سے آپ نے (صلح کا) عہد و پیمان کیا ہے لیکن وہ ہر مرتبہ اپنے عہد کو توڑ ڈالتے ہیں اور (بدعہدی کے انجام سے بھی) نہیں ڈرتے ﴿۵۶﴾ اگر ان لوگوں کو آپ (اپنے مقابلہ پر میدان) جنگ میں پائیں تو ان کے ذریعہ ان لوگوں کو منتشر کر دیں جو ان کی پشت پر ہیں (یعنی ان لوگوں کی قوت کو اتنی سختی سے کچل دیں) تاکہ (بعد والے ان کا انجام دیکھ کر) عبرت حاصل کریں (مقابلہ کرنے سے پہلے ہی بھاگ کھڑے ہوں) ﴿۵۷﴾ اور (اے رسول) اگر کسی قوم سے آپ کو دغا و فریب کا اندیشہ ہو تو آپ بھی یکساں طور پر (ان کے معاہدہ کو) ان (کے منہ) پر پھینک ماریئے (لیکن دغا و فریب نہ کیجئے اس لئے کہ) اللہ دغا و فریب کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ﴿۵۸﴾ اور کافر یہ گمان نہ کریں کہ وہ آگے نکل کر (ہماری گرفت سے) بچ جائیں گے، (نہیں) وہ (ہم کو) عاجز نہیں کر سکتے ﴿۵۹﴾

معانی و مصادر دَوَابٌّ) دَبَّ، يَدِبُّ، دَبٌّ و دَبِيبٌ (ض) رینگنا (دَوَابٌّ، دَابَّةٌ کی جمع، جاندار)۔
(تَثْقَفَنَّ) ثَقِفَ، يَثْقَفُ، ثَقْفٌ (س) پانا۔
(شَرِّدْ) شَرَّدَ، يُشَرِّدُ، تَشْرِيدٌ (باب تفعیل) نکال دینا، کسی کے عیب کو لوگوں پر ظاہر کرنا، متفرق کرنا۔ کسی کے ساتھ ایسا کام کرنا کہ دوسرے لوگ اس کو دیکھ کر عبرت حاصل کریں اور اس کام کو نہ کریں۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ) جانداروں میں اللہ تعالےٰ کے نزدیک سب سے بدتر وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کیا پھر وہ کسی طرح ایمان نہیں لائے کفر پر اڑے رہے۔ (عزو شرف کے حقدار تو وہ لوگ ہیں جو ایمان لے آئے اور جو لوگ ایمان نہیں لائے وہ کسی قسم کے عزو شرف کے مستحق نہیں) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَ الْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ○

(لم یکن الذین کفروا من اھل الکتب۔ ۶ و ۷)

بے شک اہل کتاب اور مشرکین میں سے جنہوں نے (رسول کا) انکار کیا وہ دوزخ میں ڈالے جائیں گے اور (اس میں) ہمیشہ رہیں، یہ لوگ بدترین مخلوق ہیں اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے یہ بہترین مخلوق ہیں۔

آگے فرمایا (اَلَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ) اے رسول، جن لوگوں سے آپ نے صلح کا عہد و پیمان کیا ہے لیکن وہ بار بار اپنے عہد کو توڑ ڈالتے ہیں اور ڈرتے نہیں (کہ اس کا انجام کیا ہوگا) (فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ) تو اگر ان لوگوں کو آپ میدان جنگ میں اپنے مقابلہ پر پائیں تو ان کو ایسی سزا دیجئے کہ بعد والے اس سے عبرت پکڑیں (اور ان کا انجام دیکھ کر وہ کبھی عہد توڑنے اور لڑنے کا خیال بھی دل میں نہ لائیں) ہو سکتا ہے انہیں (ہمیشہ کے لئے) نصیحت ہو جائے (وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ) اور اگر آپ کو کسی ایسی قوم سے جس سے آپ کا صلح کا معاہدہ ہو دغا و فریب اور بدعہدی کا اندیشہ ہو تو اس معاہدہ کو ان کے (منہ پر) پھینک ماریئے (یعنی معاہدہ کو توڑ کر انہیں مطلع کر دیجئے تاکہ دونوں فریقوں کو یکساں طور پر علم ہو جائے کہ معاہدہ ٹوٹ گیا ہے۔ کوئی فریق اس دھوکے میں نہ رہے کہ ابھی معاہدہ باقی ہے۔ معاہدہ توڑنے کی اطلاع دیئے بغیر جنگ شروع کر دینا ایک قسم کی خیانت ہے آپ ایسا ہرگز نہ کیجئے) (اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ) بے شک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ كَانَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَلَا يَحُلَّنَّ عَهْدًا وَّلَا يَشُدَّنَّهٗ حَتّٰى يَمْضِيَ اَمَدُهٗ اَوْ يَنْۢبِذَ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ (رواہ الترمذی فی ابواب السیر باب ماجاء

جس شخص کا کسی قوم سے معاہدہ ہو تو اُسے ہرگز اس معاہدہ کو توڑنا نہیں چاہیئے اور نہ اُسے اور زیادہ مضبوط کرنا چاہیئے یہاں تک کہ معاہدہ کی مدت گذر جائے یا معاہدہ کو (ان

فی الغدیر وصحیحہ جزء اول ص۵۰۱) کے منہ پر) پھینک مارے تاکہ معاہدہ کے ٹوٹ جانے کا علم دونوں کو یکساں طور پر ہو جائے۔

آگے فرمایا (وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا) اور کافر یہ گمان نہ کریں کہ وہ آگے نکل (کر اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچ) جائیں گے۔ نہیں وہ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے ہرگز نہیں نکل سکتے۔ اللہ تعالیٰ انہیں گھیرے ہوئے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاللّٰهُ مُحِيْطٌ بِالْكٰفِرِيْنَ ○ اللہ ان کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔

(البقرۃ - ۱۹)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ○ وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ○ لیکن کافر پھر بھی جھٹلانے میں (مصروف) ہیں اور اللہ ان کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔

(والسماء ذات البروج - ۱۹و۲۰)

آگے فرمایا (اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ) وہ اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے، وہ ہر کام کر سکتا ہے، اسے اس کے ارادہ سے کوئی باز نہیں رکھ سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ○ وہ جو چاہتا ہے کر گذرتا ہے۔

(والسماء ذات البروج - ۱۷)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ○ کیا جو لوگ برے عمل کرتے ہیں انہوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ وہ ہمارے قابو سے باہر ہو جائیں گے (ہرگز نہیں)، جو فیصلہ یہ لوگ کر رہے ہیں وہ بہت برا ہے۔

(العنکبوت - ۴)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَمَاْوٰهُمُ النَّارُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ○ اور یہ خیال نہ کرنا کہ کافر زمین میں (اللہ کو) عاجز کر دیں گے (نہیں، وہ خود عاجز ہیں) ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔

(النور - ۵۷)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ، وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ○

(العنکبوت - ۳۹)

اور (ہم نے) قارون، فرعون اور ہامان کو بھی (ہلاک کر دیا) ان کے پاس موسیٰ کھلے دلائل لے کر آئے تھے لیکن وہ ملک میں تکبر (ہی) کرتے رہے حالانکہ وہ ہمارے قابو سے باہر نہیں نکل سکتے تھے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیے، اس کی نافرمانی نہ کیجئے ورنہ یاد رکھیئے آپ اس کی گرفت سے بچ کر نہیں نکل سکتے۔

اے لوگو، ایمان نہ لاکر بدترین مخلوق نہ بنئے۔

اے ایمان والو اگر دشمن قوم صلح کا معاہدہ کرنے کے بعد بار بار معاہدہ کی خلاف ورزی کرے تو میدان جنگ میں اُسے ایسی سزا دیجئے جو بعد والوں کے لئے باعث عبرت ہو۔ اس سزا کو دیکھ کر بعد والے لڑائی کی ہمت ہی نہ کر سکیں۔

اے ایمان والو، اگر دشمن قوم سے جس سے آپ کا صلح کا معاہدہ ہو آپ کو کسی قسم کے فریب کا اندیشہ ہو تو معاہدہ کو توڑ کر دشمن قوم کو مطلع کر دیجئے تاکہ معاہدہ کے کالعدم ہو جانے کے سلسلہ میں دونوں فریق برابر ہو جائیں، دونوں کو یکساں طور پر علم ہو جائے کہ اب صلح نہیں رہی اور کسی وقت بھی کسی فریق کی طرف سے جنگ کی ابتداء ہو سکتی ہے۔

اے ایمان والو، دشمن قوم پر جس سے آپ کا معاہدہ ہو اس وقت تک حملہ نہ کیجئے جب تک آپ اسے معاہدہ کے توڑنے کی اطلاع نہ دے دیں۔ معاہدہ کو توڑنے کی اطلاع دئے بغیر اس پر حملہ کرنا خیانت ہے اور اللہ تعالےٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ
مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ
تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ
عَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ
لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ
وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ
لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿٦٠﴾

ترجمہ اور (اے ایمان والو) دشمن (سے مقابلہ) کے لئے جہاں تک تم سے ہو سکے (فوجی) قوت، (جنگی ساز و سامان اور سرحد کی حفاظت کے لئے گھوڑوں کا اہتمام کرتے رہو تا کہ اس (فوجی) قوت کے ذریعہ تم اللہ کے دشمن اور اپنے دشمن کو مرعوب کر سکو اور ان کے علاوہ

اور لوگوں کو بھی مرعوب کر سکو جن کو تم نہیں جانتے، اللہ جانتا ہے اور جو کچھ بھی تم اللہ کے راستہ میں (جہاد کرنے کے لئے) صرف کرو گے تمہیں اس کا پورا پورا اجر دیا جائے گا اور تمہارے ساتھ (کسی قسم کی) ناانصافی نہیں کی جائے گی ⑥⓪

معانی و مصادر (اَعِدُّوْا) اَعَدَّ، یُعِدُّ، اِعْدَادٌ (باب افعال) تیاری کرنا۔
(قُوَّۃٍ) قَوِیَ، یَقْوٰی، قُوَّۃٌ (س) طاقتور ہونا۔
(رِبَاطٌ) رَابَطَ، یُرَابِطُ، رِبَاطٌ و مُرَابَطَۃٌ (باب مفاعلہ) مواظبت کرنا، دشمن کی سرحد پر پہرہ دینا، گھوڑے باندھنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ، لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ، اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ) اور اے ایمان والو، جہاں تک تم سے ہو سکے دشمن سے مقابلہ کے لئے فوجی قوت، آلات حرب اور گھوڑے تیار رکھو تاکہ تم اللہ تعالےٰ کے اور اپنے مشترکہ دشمن کو مرعوب کر سکو اور نہ صرف اس دشمن کو مرعوب کر سکو جو اس وقت تم سے برسر پیکار ہے بلکہ ان دشمنوں کو بھی مرعوب کر سکو جو اس کے علاوہ ہیں۔ تم انہیں نہیں جانتے اللہ تعالیٰ انہیں جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ کون کون تمہارا دشمن ہے اور کس کس سے تمہاری لڑائی ہونے والی ہے۔

اس آیت کا تقاضا یہ ہے کہ اسلامی حکومت کے پاس مندرجہ ذیل چیزیں ہونی چاہئیں۔

① ایک باقاعدہ طاقتور فوج،
② جنگی ساز و سامان اور
③ گھوڑے۔

عہد رسالت میں اگر دشمن قریب آجاتا تو تلوار سے جنگ ہوتی تھی اور اگر دور ہوتا تو تیر پھینک کر مارتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لئے فرمایا تھا:۔

وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الجنۃ تحت بارقۃ السیوف جزء ۴ ص۲۷)

خبردار ہو جاؤ، جنت تلواروں کے سائے کے نیچے ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:۔

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الرمی جزء ۲ ص۱۶۱)

جہاں تک تم سے ہو سکے دشمن سے مقابلہ کے لئے قوت کی تیاری کا اہتمام کرو۔ خبردار ہو جاؤ تیر اندازی بھی قوت ہے، خبردار ہو جاؤ تیر اندازی بھی قوت ہے،

خبردار ہو جاؤ تیر اندازی بھی قوت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
مَنْ عَلِمَ الرَّمْیَ ثُمَّ تَرَکَهٗ فَلَیْسَ مِنَّا اَوْقَدْ عَصٰی (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الرمی جزء ۲ صـ ۱۶۱)

جس نے تیر اندازی سیکھی پھر اسے چھوڑ دیا تو وہ ہم میں سے نہیں یا (آپ نے فرمایا) اس نے نافرمانی کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:۔
سَتُفْتَحُ عَلَیْکُمْ اَرْضُوْنَ وَیَکْفِیْکُمُ اللّٰهُ فَلَا یَعْجِزُ اَحَدُکُمْ اَنْ یَلْهُوَ بِاَسْهُمِهٖ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الرمی جزء ۲ صـ ۱۶۱)

کئی ملکوں پر تم فتح پاؤ گے اور اللہ (تعالیٰ) تمہاری طرف سے کفایت کرے گا تاہم تم میں سے کوئی شخص تیر اندازی سے عاجز نہ ہو جائے (مسلسل تیر اندازی کی مشق کرتا رہے)۔

حضرت سلمہ بن اکوعؓ فرماتے ہیں:۔
مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی نَفَرٍ مِنْ اَسْلَمَ یَنْتَضِلُوْنَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِرْمُوْا بَنِیْ اِسْمٰعِیْلَ فَاِنَّ اَبَاکُمْ کَانَ رَامِیًا اِرْمُوْا وَاَنَا مَعَ بَنِیْ فُلَانٍ فَاَمْسَکَ اَحَدُ الْفَرِیْقَیْنِ بِاَیْدِیْهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا لَکُمْ لَا تَرْمُوْنَ قَالُوْا کَیْفَ نَرْمِیْ وَاَنْتَ مَعَهُمْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِرْمُوْا فَاَنَا مَعَکُمْ کُلِّکُمْ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب التحریض علی الرمی جزء ۴ صـ ۴۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ اسلم کی ایک جماعت کے پاس سے گذرے۔ وہ تیر اندازی کر رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنی اسمٰعیل تیر اندازی کرو، بے شک تمہارے باپ (اسمٰعیل) بڑے تیر انداز تھے اور میں بنی فلاں کے ساتھ ہوں۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں میں سے ایک فریق کے ساتھ شامل ہو گئے) تو ان میں سے دوسرے فریق نے اپنے ہاتھ روک لئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم تیر اندازی کیوں نہیں کرتے انہوں نے کہا ہم کیسے تیر پھینکیں حالانکہ آپ ان کے ساتھ ہیں۔ آپ نے فرمایا تم تیر اندازی کرو میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیر اندازی کی تربیت بھی دیا کرتے تھے۔ حضرت ابو اسیدؓ فرماتے ہیں:۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ بَدْرٍ حِیْنَ صَفَفْنَا لِقُرَیْشٍ وَصَفُّوْا لَنَا اِذَا اَکْثَبُوْکُمْ فَعَلَیْکُمْ بِالنَّبْلِ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب التحریض علی الرمی جزء ۴ ص ۴۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے دن جب ہم قریش سے جنگ کرنے کے لئے اور قریش ہم سے جنگ کرنے کے لئے صف آرا ہو گئے تو فرمایا کہ جب وہ قریب آئیں تو ان پر تیر مارو (تاکہ نشانہ صحیح بیٹھے اور تیر ضائع نہ ہوں)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے آلات حرب سے بھی جنگی مشقیں کراتے تھے۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:۔

بَیْنَا الْحَبَشَۃُ یَلْعَبُوْنَ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِحِرَابِہِمْ (وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِمُسْلِمٍ فِیْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) دَخَلَ عُمَرُ فَاَھْوٰی اِلَی الْحَصٰی فَحَصَبَھُمْ بِھَا فَقَالَ دَعْھُمْ یَا عُمَرُ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب اللہو بالحراب ونحوھا جزء ۴ ص ۴۶ وصحیح مسلم کتاب العیدین باب الرخصۃ فی اللعب الذی لا معصیۃ فیہ فی ایام العید جزء اول ص ۳۵۳)

اس حالت میں کہ چند حبشی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے آلات حرب سے مسجد نبوی میں کھیل رہے تھے کہ عمر (مسجد میں) داخل ہوئے (داخل ہوتے ہی) وہ کنکریوں کی طرف جھکے اور کنکریاں ان حبشیوں کی طرف پھینکیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر انہیں چھوڑ دو (کھیلنے دو)۔ (نوٹ:۔ خط کشیدہ الفاظ صحیح مسلم میں ہیں)۔

جنگی تیاری میں گھوڑوں کا باندھنا بھی شامل ہے۔ اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ جنگی ضروریات کے لئے گھوڑوں کا اہتمام کرے۔ گھوڑا ایک ایسی سواری ہے جس کی ضرورت قیامت تک کے لئے باقی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْخَیْلُ مَعْقُوْدٌ فِیْ نَوَاصِیْھَا الْخَیْرُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ اَلْاَجْرُ وَالْمَغْنَمُ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الجہاد ماض مع البر والفاجر جزء ۴ ص ۳۲ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الخیل فی نواصیھا الخیر الی یوم القیمۃ جزء ۲ ص ۱۴۴)

گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک کے لئے خیر کو لازم کر دیا گیا ہے یعنی اجر اور مال غنیمت۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْبَرَکَۃُ فِیْ نَوَاصِی الْخَیْلِ (صحیح بخاری

گھوڑوں کی پیشانیوں میں برکت ہے۔

کتاب الجہاد باب الخیل معقود فی نواصیہا الخیر جزء۴ ص۲۲ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الخیل فی نواصیہا الخیر الی یوم القیٰمۃ جزء۲ ص۱۴۲)

نہ صرف اسلامی حکومت بلکہ ہر مسلم کو ترغیب دی گئی ہے کہ وہ جہاد کے لئے گھوڑا پالے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِیْمَانًا بِاللّٰہِ وَتَصْدِیْقًا بِوَعْدِہٖ فَاِنَّ شَبَعَہٗ وَرِیَّہٗ وَرَوْثَہٗ وَبَوْلَہٗ فِیْ مِیْزَانِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب من احتبس فرسا جزء۴ ص۳۴)

جس نے اللہ کے راستہ میں، اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے اور اس کے وعدہ کی تصدیق کرتے ہوئے گھوڑا پالا تو اس کا کھانا، اس کا پینا، اس کی لید اور اس کا پیشاب، یہ سب چیزیں قیامت کے دن اس کے میزان میں رکھی جائیں گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْخَیْلُ لِثَلَاثَۃٍ، لِرَجُلٍ اَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَعَلٰی رَجُلٍ وِزْرٌ فَاَمَّا الَّذِیْ لَہٗ اَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَہَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَاَطَالَ فِیْ مَرْجٍ اَوْ رَوْضَۃٍ فَمَا اَصَابَتْ فِیْ طِیَلِہَا ذٰلِكَ مِنَ الْمَرْجِ اَوِ الرَّوْضَۃِ كَانَتْ لَہٗ حَسَنٰتٍ وَلَوْ اَنَّہَا قَطَعَتْ طِیَلَہَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا اَوْ شَرَفَیْنِ كَانَتْ اٰثَارُہَا وَاَرْوَاثُہَا حَسَنَاتٍ لَّہٗ وَلَوْ اَنَّہَا مَرَّتْ بِنَہَرٍ فَشَرِبَتْ مِنْہُ وَلَمْ یُرِدْ اَنْ یَّسْقِیَہَا كَانَ ذٰلِكَ حَسَنَاتٍ لَّہٗ فَہِیَ لِذٰلِكَ اَجْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَہَا تَغَنِّیًا وَتَعَفُّفًا ثُمَّ لَمْ یَنْسَ حَقَّ اللّٰہِ فِیْ رِقَابِہَا وَلَا ظُہُوْرِہَا فَہِیَ لِذٰلِكَ سِتْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَہَا فَخْرًا وَرِیَاءً وَنِوَاءً لِاَہْلِ الْاِسْلَامِ فَہِیَ وِزْرٌ عَلٰی ذٰلِكَ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الخیل لثلثۃ ص۳۵)

گھوڑا تین قسم کے آدمیوں کے پاس ہوتا ہے۔ ایک آدمی کے لئے اجر، ایک آدمی کے لئے پردہ اور ایک آدمی کے لئے وبال ہوتا ہے۔ تو وہ شخص جس کے لئے گھوڑا (باعث) اجر ہوتا ہے وہ شخص ہے جس نے اس کو اللہ کی راہ میں باندھا، پھر اس کو سبزے یا باغ میں ایک لمبی رسّی سے باندھ دیا، پھر اس سبزے یا باغ میں اپنی رسی کی لمبائی میں وہ جہاں تک چریگا اس کے لئے نیکیاں لکھی جائیں گی اور اگر اس نے اپنی رسی توڑ ڈالی اور ایک ٹیلے یا دو ٹیلوں پر اس نے چھلانگ لگائی تو اس کی لید اور اس کے قدم سب اس کے لئے نیکیاں ہوں گی اور اگر وہ گھوڑا کسی نہر پر سے گذرا پھر اس میں سے پانی پیا تو اگرچہ مالک نے اس کو پانی پلانے کا ارادہ نہ کیا ہو تب بھی اس کے

وکتاب الشرب باب شرب الناس والدواب من الانہار جزء ۳ ص ۱۲۸)

لئے نیکیاں ہوں گی، تو یہ ہے وہ گھوڑا جو مالک کے لئے (باعث) اجر ہے اور جس شخص نے اپنے غنیٰ اور تعفف کے خاطر (کہ کسی سے مانگنا نہ پڑے) گھوڑا باندھا لیکن اس کی گردن اور اس کی پیٹھ میں اللہ کے حق کو نہ بھولا تو یہ گھوڑا مالک کے لئے ستر ہے اور وہ شخص جس نے فخر، نام ونمود اور اہل اسلام کی دشمنی کی غرض سے گھوڑا باندھا تو یہ گھوڑا مالک پر وبال ہے۔

جنگ کے لئے تیاری کرنے کے سلسلہ میں صرف گھوڑوں کا باندھنا ہی ضروری نہیں بلکہ اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ گھوڑوں کو سدھائے اور سدھائے ہوئے اور غیر سدھائے ہوئے گھوڑوں کی دوڑ کرائے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

اَجْرَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا ضُمِّرَ مِنَ الْخَیْلِ مِنَ الْحَفْیَاءِ اِلٰی ثَنِیَّۃِ الْوَدَاعِ وَاَجْرَی مَالَمْ یُضَمَّرْ مِنَ الثَّنِیَّۃِ اِلٰی مَسْجِدِ بَنِیْ زُرَیْقٍ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب السبق بین الخیل جزء ۴ ص ۳۸ وروی مسلم نحوہٗ فی صحیحہ فی کتاب الامارۃ فی باب المسابقۃ بین الخیل وتضمیرھا جزء ۲ ص ۱۴۳)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان گھوڑوں کی جو تربیت دئے گئے تھے حفیاء سے ثنیۃ الوداع تک دوڑ کرائی اور جن گھوڑوں کو تربیت نہیں دی گئی تھی ان کی دوڑ ثنیہ سے مسجد بنو زریق تک کرائی۔

جنگ فی سبیل اللہ کے لئے جنگی جہازوں کا اہتمام بھی کرنا چاہئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

عَجِبْتُ مِنْ قَوْمٍ مِنْ اُمَّتِیْ یَرْکَبُوْنَ الْبَحْرَ (وَفِیْ رِوَایَۃٍ الْاُخْرٰی فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ) کَالْمُلُوْکِ عَلَی الْاَسِرَّۃِ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب رکوب البحر جزء ۴ ص ۴۲ وباب غزوۃ المرأۃ فی البحر جزء ۴ ص ۳۹ و روی مسلم نحوہ فی کتاب الامارۃ

میں اپنی امت کے چند لوگوں کو (خواب میں) دیکھ کر خوش ہوا، وہ سبز سمندر میں اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے کے لئے (اس شان و شوکت سے) چلے جا رہے ہیں گویا وہ تخت نشین بادشاہ ہیں۔

فی باب فضل الغزو فی البحر جزء۲ ص۱۵۹)

الغرض ہر قسم کے جنگی اور دفاعی ہتھیار اور ہر قسم کی سواریوں کا اہتمام کرنا ضروری ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَإِذَا كُنْتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَأْخُذُوْٓا أَسْلِحَتَهُمْ. فَإِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ وَلْتَأْتِ طَآئِفَةٌ أُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً، وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى مِّنْ مَّطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى أَنْ تَضَعُوْٓا أَسْلِحَتَكُمْ، وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ، إِنَّ اللّٰهَ أَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ○

(النسآء۔ ۱۰۲)

اور (اے رسول) جب آپ ان (مجاہدین کے لشکر) میں موجود ہوں اور ان کو نماز پڑھائیں تو مجاہدین کی ایک جماعت آپ کے ساتھ نماز میں کھڑی ہو جائے (دوسری جماعت دشمن کے مقابلہ کے لئے کھڑی رہے)۔ نماز میں شامل ہونے والوں کو چاہئے کہ اپنے ہتھیار پہنے رہیں، پھر جب وہ سجدہ کر چکیں تو پیچھے ہو جائیں اور دوسری جماعت جس نے نماز نہیں پڑھی آپ کے ساتھ نماز پڑھے، انہیں بھی چاہئے کہ اپنی دفاع کا سامان اور ہتھیار پہنے رہیں۔ (اے ایمان والو) کافر تو یہ چاہتے ہیں کہ اگر تم اپنے ہتھیار اور سامانِ (جنگ) سے غافل ہو جاؤ تو تم پر یکبارگی حملہ کر دیں اور (اے ایمان والو) اگر بارش کی وجہ سے تمہیں تکلیف ہو یا تم مریض ہو تو تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم (نماز میں) اپنے ہتھیار اتار کر رکھ دو لیکن دفاعی سامان پھر بھی پہنے رہو، اللہ (کافروں سے خوب واقف ہے، اس) نے ان کافروں کے لئے ذلت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے۔

جنگ کی تیاری بغیر روپیہ کے نہیں ہو سکتی لہذا اللہ تعالیٰ نے آگے فرمایا (وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ یُوَفَّ إِلَیْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ) اور جو کچھ بھی تم اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرو گے تو تم کو اس کا پورا اجر دیا جائیگا اور تمہاری حق تلفی نہیں کی جائے گی۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جنگ کی تیاری کے لئے روپیہ خرچ کرنے کی ترغیب دی۔ ایمان والوں کو چاہئے کہ جنگ کی تیاری کے سلسلہ میں حکومت اسلامی کا ہاتھ بٹائیں اور

دل کھول کر حکومت کے ساتھ مالی تعاون کریں تاکہ ایک مضبوط فوج تیار ہو سکے۔

عمل

اے ایمان والو، جنگ کے لئے پوری طرح تیار رہیئے۔ جنگی اور دفاعی ہتھیار، گھوڑے اور ہر قسم کی سواریوں کا انتظام کیجئے تاکہ آپ کا دشمن آپ سے مقابلہ کرتے ہوئے ڈرے۔
اے ایمان والو، جنگی تیاریوں کے لئے دِل کھول کر روپیہ دیجئے۔

وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ
لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ، إِنَّهٗ
هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۱﴾ وَإِنْ
يُّرِيْدُوْٓا أَنْ يَّخْدَعُوْكَ
فَإِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ، هُوَ الَّذِيْٓ
أَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۲﴾
وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ، لَوْ
أَنْفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيْعًا
مَّآ أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۚ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۳﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۴﴾

ترجمہ اور (اے رسول) اگر کافر صلح کی طرف مائل ہوں تو آپ بھی صلح کی طرف مائل ہو جائیں اور (ان کے دھوکے وفریب سے بالکل نہ ڈریں) اللہ پر بھروسہ رکھیں، بے شک اللہ سننے والا، جاننے والا ہے (وہ ان کی باتیں بھی سن رہا ہے اور ان کی بدنیتی سے بھی خوب واقف ہے، وہ کبھی ان کو کامیاب ہونے کا موقع نہیں دے گا) ﴿۶۱﴾ اور اگر (وہ صلح کر کے) آپ کو دھوکا دینا چاہیں تو (آپ فکر نہ کریں) بے شک اللہ آپ کے لئے کافی ہے، وہی ہے جس نے (پہلے بھی) اپنی نصرت اور مؤمنین کی جماعت سے آپ کو تقویت بخشی تھی (وہی آئندہ بھی آپ کو تقویت بخشیگا) ﴿۶۲﴾ اسی نے ایمان والوں کے دلوں میں الفت پیدا کر دی (یہ اس کا کتنا بڑا احسان ہے) اگر آپ زمین میں جتنی دولت ہے (وہ سب اس مقصد کے لئے خرچ کرتے تو) آپ ان کے دلوں میں الفت پیدا نہیں کر سکتے تھے، مگر (ہاں یہ کام) اللہ (ہی کا تھا کہ اس) نے ان کے درمیان الفت پیدا کر دی، بے شک وہ غالب ہے اور حکمت والا ہے (وہ اپنی حکمت کے ساتھ جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے) ﴿۶۳﴾ (اور) اے نبی (پھر سن لیجئے کہ) اللہ آپ کے لئے اور ان (تمام) مؤمنین کے لئے جو آپ کی پیروی کرتے ہیں کافی ہے ﴿۶۴﴾

معانی ومصادر

(جَنَحُوْا) (اِجْنَحْ) جَنَحَ، يَجْنَحُ، جُنُوْحٌ (ن، ف، ض) مائل ہونا۔

(سَلْمٌ) سَلِمَ، يَسْلَمُ، سَلَامَةٌ وسَلَامٌ (س) سلامت رہنا، بری ہونا، نجات پانا۔

(سَلْمٌ = اطاعت، صلح)

تفسیر گذشتہ آیتوں میں جنگ اور جنگ کی تیاری کا ذکر تھا۔ اللہ تعالےٰ نے ایمان والوں کو جنگ کی ترغیب دی پھر فرمایا (وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ) اور اے رسول، اگر کافر صلح کی طرف مائل ہوں تو آپ بھی صلح کی طرف مائل ہو جائیں اور ان کے دھوکے اور فریب سے بالکل نہ ڈریں، اللہ تعالےٰ پر توکل رکھیں۔ (اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ) بیشک وہ سننے والا، جاننے والا ہے۔ وہ ان کی باتیں بھی سن رہا ہے اور ان کی بدنیتی کا بھی اسے علم ہے وہ ہرگز انہیں ان کی سازشوں میں کامیاب نہیں ہونے دیگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ○ (النسآء-۱۴۱)

اور اللہ کافروں کو مؤمنین پر ہرگز غلبہ نہیں دیگا۔

آگے فرمایا (وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ) اور اگر کافر صلح کی پیش کش کر کے آپ کو دھوکا دینا چاہیں تو آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ آپ کے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ (هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ) اس نے اپنی نصرت سے آپ کی مدد کی ہے، (وہ پھر اپنی نصرت سے آپ کی مدد کریگا اور اے رسول) اس نے ایمان والوں کے ذریعہ بھی آپ کی مدد کی ہے۔ (ایمان والوں کی تعداد روز بروز بڑھتی جا رہی ہے اور آپ کی قوت میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے) (وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ) ایمان والوں کے دلوں میں اللہ نے محبت ڈال دی ہے۔ وہ ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور اس محبت کی وجہ سے ان کی اجتماعی قوت بڑی زبردست ہو گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے وہ لوگ جو آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے، دوست بن گئے، بھائی بھائی بن گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○

(اٰل عمران - ۱۰۳)

اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور فرقے فرقے نہ بنو اور اللہ کی نعمت کو یاد کرو جو اس نے تم پر کی وہ یہ کہ ایک وقت وہ تھا کہ تم (ایک دوسرے کے) دشمن تھے، اللہ نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی، پھر تم اللہ کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے تم دوزخ کے گڑھے کے کنارے پر کھڑے تھے، اللہ نے تم کو اس سے بچا لیا، اللہ وضاحت کے ساتھ اپنی آیتوں کو بیان

کر رہا ہے تاکہ تم ہدایت یاب ہو جاؤ (اور پھر اسی تفرقہ بازی میں مبتلا نہ ہو جاؤ)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر انصار سے فرمایا تھا:۔

وَكُنْتُمْ مُتَفَرِّقِيْنَ فَاَلَّفَكُمُ اللّٰهُ بِيْ۔ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الطائف جزء ۵ ص۲ و صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اعطاء المولفۃ قلوبھم علی الاسلام جزء اول ص۳۲۵ واللفظ للبخاری)

تم متفرق تھے، اللہ نے میرے ذریعہ تم لوگوں میں محبت پیدا کر دی۔

الغرض محبت ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بہت زور دیا ہے حتیٰ کہ اس کو ایمان کی شرط بتایا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا (صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان انہ لا یدخل الجنۃ الا المؤمنون جزء اول ص۴۲)

تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک تم ایمان نہ لاؤ اور تم مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک آپس میں محبت نہ کرو۔

ایمان کا دعویٰ کرنے والے آپس میں محبت کرنے سے مؤمن بنتے ہیں اور پھر وہ ایک دوسرے کی تقویت کا سبب بنتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضًا ثُمَّ شَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ (صحیح بخاری کتاب الادب باب تعاون المؤمنین بعضھم بعضا جزء ۸ ص۱۲ و صحیح مسلم کتاب البر باب تراحم المؤمنین وتعاطفھم جزء ۲ ص۳۱۷)

مؤمن مؤمن کے لئے مثل عمارت کے ہے کہ اس کا بعض حصہ بعض کو تقویت دیتا ہے پھر آپ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالیں (اور ان کی قوت کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی مؤمنین کو چاہئے کہ ایک دوسرے کی تقویت کا باعث بنیں)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَكٰى عُضْوًا تَدَاعٰى لَهٗ سَائِرُ جَسَدِهٖ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى (صحیح بخاری کتاب الادب

تم دیکھو گے مؤمن آپس میں رحم و کرم، محبت اور مہربانی میں ایک جسم کے مانند ہیں۔ جب بدن کے کسی حصہ میں (درد وغیرہ) کی شکایت ہوتی ہے تو بدن کے باقی اعضاء ایک

باب رحمة الناس والبہائم جزء ۸ صـ۱۲
وصحیح مسلم کتاب البر باب تراحم المؤمنین جزء ۲ صـ۳۱۱ واللفظ للبخاری)

دوسرے کو بلاتے ہیں (تاکہ وہ بھی شریک الم ہوں اور سب مل کر اس عضو کی تکلیف کو دور کرنے کی کوشش کریں، پھر یہ ہوتا ہے کہ) نیند نہیں آتی بخار چڑھ جاتا ہے (اور تمام بدن بے چین ہو جاتا ہے)۔

الغرض تمام مسلمین ایک جان ایک قالب کے مانند ہیں۔ دوئی کا نام و نشان نہیں۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْمُسْلِمُوْنَ کَرَجُلٍ وَاحِدٍ اِنِ اشْتَکٰی عَیْنُہٗ اشْتَکٰی کُلُّہٗ، وَاِنِ اشْتَکٰی رَاْسُہٗ اشْتَکٰی کُلُّہٗ (صحیح مسلم کتاب البر باب تراحم المؤمنین جزء ۲ صـ۳۲۱)۔

مسلمین ایک آدمی کے مانند ہیں، اگر اس کی آنکھ دکھتی ہے تو سارا جسم بے چین ہو جاتا ہے اور اگر سر میں درد ہوتا ہے تو سارا جسم بے چین ہو جاتا ہے۔

آپس کی محبت اجتماعی قوت کا سبب ہے۔ اگر محبت نہیں تو جماعت میں انتشار ہوگا اور قوت جاتی رہے گی۔ اللہ تعالےٰ کا بڑا احسان ہے کہ اس نے مؤمنین کے دلوں میں محبت ڈال کر انہیں مضبوط کر دیا (لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِہِمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ اَلَّفَ بَیْنَہُمْ) اور اے رسول، اگر آپ زمین کی تمام دولت کو اس مقصد کے لئے خرچ کرتے تب بھی آپ ان کے دلوں میں محبت پیدا نہیں کر سکتے تھے۔ یہ اتنی قیمتی چیز ہے کہ دنیا کی تمام دولت سے بھی حاصل نہیں کی جا سکتی۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے مؤمنین کے درمیان محبت ڈال دی اور ان کو آپ کی قوت کا سبب بنا دیا (اِنَّہٗ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ) وہ زبردست ہے اور حکمت والا ہے۔ وہ غالب ہے اور ہر کام کر سکتا ہے لیکن اس کے تمام کام حکمت سے پُر ہوتے ہیں۔ صلح کا حکم دینا اس لئے نہیں کہ اللہ تعالےٰ کمزور ہے۔ نہیں، وہ زبردست طاقت والا ہے۔ صلح کا حکم دینا اللہ تعالےٰ کی حکمت و مصلحت پر مبنی ہے۔ اللہ تعالےٰ کی حکمت اسی میں ہے کہ صلح ہو جائے اور پھر تبلیغ اطمینان سے ہو سکے اور سینکڑوں آدمی اسلام قبول کر لیں۔ (یٰٓاَیُّہَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ) (اے نبی، اگر کافر دھوکا بھی دینا چاہیں گے تو وہ آپ کا اور ایمان والوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے) اللہ (تعالےٰ) آپ کے اور ایمان والوں کے لئے کافی ہے۔ (وہ اپنی نصرت اور حکمت سے آپ کے تمام کاموں میں بہتری پیدا کر دیگا)۔

عمل

اے ایمان والو، اگر کافر صلح کریں تو صلح کر لیا کیجئے اور اللہ تعالےٰ پر بھروسہ رکھیئے۔ وہ آپ کی مدد کے لئے کافی ہے۔

اے ایمان والو، آپ کے دلوں میں جو ایک دوسرے کے لئے محبت پیدا ہو گئی ہے اسے اللہ تعالےٰ کا احسان سمجھیئے۔ اس کی قدر کیجئے۔ یہ بہت قیمتی چیز ہے۔

اے ایمان والو، محبت کے ذریعہ اپنی قوت کو بڑھائیے اور اپنی جماعت کو مستحکم کیجئے۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ حَرِّضِ ٱلْمُؤْمِنِينَ
عَلَى ٱلْقِتَالِ، إِن يَكُن مِّنكُمْ
عِشْرُونَ صَٰبِرُونَ يَغْلِبُوا
مِاْئَتَيْنِ، وَإِن يَكُن مِّنكُم
مِّاْئَةٌ يَغْلِبُوٓا۟ أَلْفًا مِّنَ
ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ
لَّا يَفْقَهُونَ ﴿٦٥﴾ ٱلْـَٰٔنَ خَفَّفَ
ٱللَّهُ عَنكُمْ وَعَلِمَ أَنَّ فِيكُمْ
ضَعْفًا، فَإِن يَكُن مِّنكُمْ

مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿٦٦﴾

ترجمہ اے نبی، مؤمنین کو جنگ کرنے کی ترغیب دیجئے (اور ان کے اطمینان کے لئے انہیں یہ بھی بتا دیجئے کہ) اگر تم میں سے بیس آدمی بھی ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو وہ دو سو (کافروں) پر غالب آجائیں گے اور اگر سو آدمی ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو وہ کافروں کے ہزار آدمیوں پر غالب آجائیں گے، یہ اس لئے کہ وہ لوگ سمجھتے ہی نہیں (کہ ایمانی قوت کے مقابلہ میں مادی وسائل کام نہیں آتے) ﴿٦٥﴾ (اور اے ایمان والو) اب اللہ تم پر سے بوجھ ہلکا کر رہا ہے، اس کو تو علم ہے کہ (ایمانی قوت ہمیشہ ایک حالت پر نہیں رہے گی) یقیناً تم میں (ایمانی) کمزوری آگے گی تو (ایسے موقع پر) اگر تم میں سے سو آدمی بھی ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو وہ (اللہ کے حکم سے) دو سو پر غالب آجائیں گے اور اگر تم میں سے ہزار (آدمی ثابت قدم رہنے والے) ہوں گے تو وہ اللہ کے حکم سے دو ہزار پر غالب آجائیں گے اور (اس بات کو اچھی طرح جان لو کہ) اللہ ثابت قدم رہنے والوں کے ساتھ ہے ﴿٦٦﴾

معانی ومصادر (حَرِّضْ) حَرَّضَ، يُحَرِّضُ، تَحْرِيْضٌ (باب تفعیل) ترغیب دینا، اکسانا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ) اے نبی مؤمنین کو جنگ کی ترغیب دیجئے۔ انہیں جنگ پر برانگیختہ کیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حکم پر عمل کرتے ہوئے بارہا جہاد فی سبیل اللہ کے فضائل بیان کئے مثلاً آپ نے فرمایا۔

مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَنْ يُّجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِهٖ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ وَتَوَكَّلَ اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِهٖ بِاَنْ يَّتَوَفَّاهُ اَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْ يَرْجِعَهٗ سَالِمًا مَّعَ اَجْرٍ اَوْ غَنِيْمَةٍ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب افضل الناس مؤمن یجاھد فی سبیل اللہ جزء۴ ص۱۸)

اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والے کی مثال اور اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ کون اللہ کے راستہ میں جہاد کرتا ہے ایسی ہے جیسے (ہمیشہ) روزہ رکھنے والا اور (ہمیشہ رات کو) قیام کرنے والا اور اللہ نے اپنے راستہ میں جہاد کرنے والے کے لئے اس بات کی ضمانت دے دی ہے کہ اُسے (جہاد میں) وفات دے دی تو اس کو جنت میں داخل کرے گا یا اسے اجر یا غنیمت کے ساتھ صحیح سالم واپس لوٹائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔
اَلرَّوْحَةُ وَالْغَدْوَةُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَفْضَلُ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الغدوۃ والروحۃ فی سبیل اللہ جزء۴ ص۲ و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الغدوۃ الروحۃ فی سبیل اللہ جزء۲ ص۱۲۸ واللفظ للبخاری)

ایک شام یا ایک صبح اللہ کے راستہ میں نکلنا دنیا و ما فیہا سے افضل ہے۔

آگے فرمایا (اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا) اے ایمان والو، اگر تم میں سے بیس آدمی ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو وہ دو سو (کافروں) پر غالب آجائیں گے اور اگر تم میں سے سو آدمی ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو وہ کافروں کے ہزار آدمیوں پر غالب آجائیں گے (بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ) یہ اس لئے کہ وہ لوگ سمجھتے ہی نہیں کہ ایمان کیا چیز ہے۔ ایمان ہو تو استقامت ہو، اللہ تعالیٰ پر توکل ہو اور اجر آخرت کا یقین ہو۔ اگر اجر آخرت کا یقین ہوتا تو ایک خاص جذبہ اور ولولہ سے لڑتے۔ کیونکہ اجر آخرت کا یقین نہیں لہذا لڑنے کے لئے وہ جذبہ اور ولولہ کہاں سے لائیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ ہمت ہار جاتے ہیں اور فتح ایمان والوں کو نصیب ہوتی ہے۔

ایمان والوں کے بھی درجات ہوتے ہیں۔ بعض قوی الایمان ہوتے ہیں بعض ضعیف الایمان ہوتے ہیں۔ قوت اور ضعف کے مدارج متعدد اور مختلف ہوتے ہیں۔ مہاجرین اور انصار کی قوت ایمانی بہت زیادہ تھی لہذا وہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق اپنے سے دس گنے کافروں پر فتح یاب ہوا کرتے تھے لیکن بعد والوں میں اس درجہ کی قوت ایمانی کا نہ ہونا بالکل ظاہر ہے لہذا ان

کی ثابت قدمی کا بھی اسی تناسب سے کم ہونا لازمی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو بعد والوں کی کمزوری کا علم تھا لہذا اس نے ایمان والوں اور کافروں میں جو تناسب ایمان والوں کے غلبہ کے لئے مقرر کیا تھا اس میں کمی کر دی یعنی ایمان والوں اور کافروں کی تعداد میں ۱:۱۰ کا جو تناسب ایمان والوں کے غلبہ کے لئے تھا اُسے کم کر کے ۱:۲ کا تناسب مقرر کر دیا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اَلْئٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا) اے ایمان والو، اب اللہ تعالےٰ نے تم پر سے تخفیف کر دی، تمہارے بوجھ کو ہلکا کر دیا کیونکہ اسے تو علم تھا کہ تم میں ایمانی کمزوری ہو گی لہذا تم اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ جیسی ثابت قدمی کا مظاہرہ نہ کر سکو گے (فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ) لہذا آئندہ اگر تم میں سے سَو آدمی ثابت قدم ہوں گے تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے دو سَو کافروں پر غالب آجائیں گے اور اگر تم میں سے ایک ہزار آدمی ثابت قدم ہوں گے تو وہ اللہ تعالےٰ کے حکم سے دو ہزار پر غالب آجائینگے (وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ) اور اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں، ثابت قدم رہنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ اگر صبر و ثابت قدمی سے لڑتے رہے تو اللہ تعالےٰ کی معیت اور نصرت نصیب ہو گی اور جب اللہ تعالےٰ کی معیت اور نصرت نصیب ہو گی تو پھر کون غالب آ سکتا ہے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ انتہائی کمزوری اور بے سروسامانی کے عالم میں بھی فتح دے سکتا ہے اور وہ اس پر قادر ہے لیکن انسان کی فطرت اور نفسیات کا لحاظ کرتے ہوئے وہ انسان پر اس کی مقدرت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔ اگر چاہے تو صرف کُن سے ایمان والوں کو فتح عنایت کر دے لیکن پھر ایمان کی جانچ کا کیا موقع رہے گا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ وَنَبْلُوَا۟ اَخْبَارَكُمْ ۝
(محمد - ۳۱)

اور (اے ایمان والو) ہم ضرور تمہاری آزمائش کریں گے یہاں تک کہ ہم تم میں سے جہاد والوں اور ثابت قدم رہنے والوں کو (ان کے عمل سے) نہ جان لیں اور تمہارے حالات کی جانچ نہ کر لیں۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ

اور (اے ایمان والو) ہم ضرور کسی قدر خوف اور بھوک سے اور کسی قدر مال، جان اور پھلوں کے نقصان سے تمہاری آزمائش کریں گے اور (اے رسول) آپ صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیں یعنی ان لوگوں کو

عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ، وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ○

(البقرۃ - ۱۵۵ تا ۱۵۷)

کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ اس طرح کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں یہی وہ لوگ ہیں کہ ان پر ان کے رب کی طرف سے فضل و رحمت (کی بارش ہوتی) ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت یاب ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ، اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ○

(البقرۃ - ۲۱۴)

(اے ایمان والو) کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ جنت میں یونہی داخل ہو جاؤ گے حالانکہ جو لوگ تم سے پہلے گذر چکے ہیں ان لوگوں جیسی مصیبتیں تمہیں ابھی پیش نہیں آئیں، ان کو بڑی بڑی سختیاں اور تکلیفیں پہنچیں اور وہ خوب جھنجوڑے گئے یہاں تک کہ رسول اور ایمان والے جو ان کے ساتھ تھے پکار اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی، (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) خبردار ہو جاؤ اللہ کی مدد عنقریب آنے والی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ○

(ال عمران - ۱۴۲)

(اے ایمان والو) کیا تم سمجھتے ہو! کہ تم جنت میں یونہی داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تو اللہ نے نہ تو تم میں سے جہاد کرنے والوں کو ممیّز کیا اور نہ ثابت قدم رہنے والوں کو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً، وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○ (التوبۃ - ۱۶)

(اور اے ایمان والو) کیا تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ تمہیں یونہی چھوڑ دیا جائیگا حالانکہ ابھی تو اللہ نے (تمہارے عمل کے ذریعہ) یہ دیکھا ہی نہیں کہ تم میں سے کون جہاد کرتا ہے اور کون اللہ، اس کے رسول اور مؤمنین کے

علاوہ کسی کو اپنا رازداں نہیں بناتا اور (علم کے لحاظ سے تو) اللہ تمہارے ہر کام سے واقف ہے جو تم کر رہے ہو یا (آئندہ کبھی) کرو گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ○ (العنکبوت - ۲)

کیا لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ انہیں بس اتنا کہنے پر چھوڑ دیا جائے گا کہ "ہم ایمان لائے" اور ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی۔

الغرض اس آیت نے ایمان والوں پر سے بوجھ ہلکا کر دیا، اب اگر ایمان والے کافروں کے مقابلہ میں نصف ہوں تو انہیں بزدلی دکھانے کا کوئی عذر نہیں ہے۔ ایسی حالت میں انہیں جنگ سے پہلوتہی نہیں کرنی چاہئے بلکہ اللہ تعالےٰ پر بھروسہ رکھتے ہوئے جنگ میں کود پڑنا چاہئے اور ثابت قدمی سے لڑنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے وہ ضرور فتح دے گا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ فرماتے ہیں:۔

لَمَّا نَزَلَتْ: اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ شَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ حِيْنَ فُرِضَ عَلَيْهِمْ اَنْ لَّا يَفِرَّ وَاحِدٌ مِنْ عَشَرَةٍ فَجَآءَ التَّخْفِيْفُ فَقَالَ: اَلْاٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا، فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ (صحیح بخاری کتاب التفسیر ابواب تفسیر سورۃ الانفال جزء ۶ صـ۷۹)

جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اگر تم میں سے بیس آدمی ثابت قدم ہوں گے تو وہ دو سو (کافروں) پر غالب آئیں گے تو یہ مسلمین پر بہت شاق گذری (اس لئے کہ اس کے ذریعہ) ان پر یہ فرض کر دیا گیا کہ ایک ایمان والا دس کافروں کے مقابلہ میں نہ بھاگے۔ پھر تخفیف آگئی اللہ نے فرمایا اب اللہ نے تم پر تخفیف کر دی اس لئے کہ اسے تمہاری کمزوری ایمان کا علم تھا۔ پس اب اگر تم میں سے سو آدمی ثابت قدم ہوں گے تو دو سو (کافروں) پر غالب آئیں گے۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ کے راستہ میں لڑنے کے لئے ایک دوسرے کو ترغیب دیجئے اور جب آپ کا مقابلہ دشمن کی دوگنی تعداد سے ہو جائے تو بزدلی نہ دکھائیے بلکہ ثابت

قدمی سے لڑیئے۔ اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق فتح آپ کی ہوگی۔ میدان جنگ سے ہرگز نہ بھاگیئے میدان جنگ سے بھاگ جانا بہت بڑا گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ۝ وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝

(الانفال۔ ۱۶)

اے ایمان والو، جب کبھی کافروں کی فوج سے تمہارا مقابلہ ہو تو ان سے پیٹھ نہ پھیرنا۔ اور جو شخص لڑائی کے دن ان سے پیٹھ پھیرے سوائے اس کے کہ لڑائی کے لئے پینترا بدل رہا ہو یا (اپنی) فوج سے جا کر ملنا چاہتا تو وہ اللہ کے غضب میں گرفتار ہو گیا، اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جو تکلیفیں پہنچیں ان پہ صبر کیجئے۔ اگر آپ صبر کریں گے تو اللہ تعالیٰ کی معیّت آپ کو نصیب ہوگی۔

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ
اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى
الْاَرْضِ، تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ
الدُّنْيَا وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ،
وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٦٧﴾ لَوْلَا كِتٰبٌ
مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ
اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٦٨﴾
فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا
وَّاتَّقُوا اللّٰهَ، اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

رَّحِيْمٌ ﴿٦٩﴾

ترجمہ (اور اے رسول) کسی نبی کے یہ شایان شان نہیں کہ اس کے پاس قیدی ہوں جب تک وہ ملک میں دشمنوں کو اچھی طرح قتل نہ کر لے (اور اے ایمان والو) تم دنیا کا مال چاہتے ہو اور اللہ (تمہارے لئے) آخرت (کی بھلائی) چاہتا ہے اور اللہ غالب ہے، حکمت والا ہے ﴿٦٧﴾ اگر اللہ نے پہلے سے یہ فیصلہ نہ کیا ہوتا (کہ تمہیں معاف کر دیا جائے گا) تو جو مال تم نے لیا اس کی وجہ سے تم پر عذاب عظیم نازل ہوتا ﴿٦٨﴾ خیر (جو ہوا سو ہوا اب) جو مال غنیمت تمہیں ملا ہے تم اُسے حلال وطیب سمجھ کر کھا سکتے ہو اور اللہ سے ڈرتے رہو (ڈرتے رہو گے تو اللہ معاف کرتا رہے گا) بے شک اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے ﴿٦٩﴾

معانی ومصادر (اَسْرٰی) اَسَرَ، یَاْسِرُ، اَسْرٌ (ض) مضبوط باندھنا، قید کرنا، (اَسْرٰی = اَسِیْرٌ کی جمع۔ قیدی)۔
(یُثْخِنُ) اَثْخَنَ، یُثْخِنُ، اِثْخَانٌ (باب افعال) کسی کام میں مبالغہ کرنا، دشمن کے قتل میں مبالغہ کرنا۔
(حَلَالًا) حَلَّ، یَحِلُّ، حِلٌّ (ض) حلال ہونا۔

شان نزول حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:۔

فَلَمَّا اَسَرُوا الْاُسَارٰی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِیْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ مَا تَرَوْنَ فِیْ هٰؤُلَآءِ الْاُسَارٰی فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ هُمْ بَنُو الْعَمِّ وَالْعَشِيْرَةِ اَرٰی اَنْ تَاْخُذَ مِنْهُمْ فِدْيَةً فَتَكُوْنَ لَنَا قُوَّةً عَلَى الْكُفَّارِ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهُمْ لِلْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَرٰی يَا ابْنَ الْخَطَّابِ

(جنگ بدر میں) جب قیدی گرفتار کر لئے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ اور عمرؓ سے فرمایا: ان قیدیوں کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے۔ ابوبکر نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی، یہ چچا کے لڑکے اور خاندان کے لوگ ہیں، میری رائے تو یہ ہے کہ ان سے فدیہ لے لیا جائے تاکہ (اس رقم سے) کفار کے مقابلہ میں ہمیں قوت حاصل ہو اور شاید اللہ انہیں اسلام کی ہدایت دیدے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے

ابن خطاب تمہاری کیا رائے ہے؟

حضرت عمرؓ کہتے ہیں:-

فُلْتُ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَرَى الَّذِىْ رَاٰى اَبُوْبَكْرٍ وَلٰكِنِّىْ اَرٰى اَنْ تُمَكِّنَّا فَنَضْرِبَ اَعْنَاقَهُمْ فَتُمَكِّنَ عَلِيًّا مِنْ عَقِيْلٍ فَيَضْرِبَ عُنُقَهٗ وَتُمَكِّنِّىْ مِنْ فُلَانٍ (نَسِيْبًا لِعُمَرَ) فَاَضْرِبَ عُنُقَهٗ فَاِنَّ هٰؤُلَاءِ اَئِمَّةُ الْكُفْرِ وَصَنَادِيْدُهَا فَهَوِىَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَالَ اَبُوْبَكْرٍ وَلَمْ يَهْوَ مَا قُلْتُ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ جِئْتُ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَكْرٍ قَاعِدَيْنِ يَبْكِيَانِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِىْ مِنْ اَىِّ شَىْءٍ تَبْكِىْ اَنْتَ وَصَاحِبُكَ فَاِنْ وَجَدْتُ بُكَاءً بَكَيْتُ وَاِنْ لَمْ اَجِدْ بُكَاءً تَبَاكَيْتُ لِبُكَائِكُمَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْكِىْ لِلَّذِىْ عَرَضَ عَلَىَّ اَصْحَابُكَ مِنْ اَخْذِهِمُ الْفِدَاءَ لَقَدْ عُرِضَ عَلَىَّ عَذَابُهُمْ اَدْنٰى مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ (شَجَرَةٍ قَرِيْبَةٍ مِنْ نَبِىِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مَا كَانَ لِنَبِىٍّ اَنْ يَكُوْنَ لَهٗ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ اِلٰى قَوْلِهٖ فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا فَاَحَلَّ اللّٰهُ الْغَنِيْمَةَ لَهُمْ (صحیح مسلم کتاب الجہاد باب الامداد بالملئکۃ فی غزوۃ بدر و اباحۃ الغنائم جزء ۲ ص۸۵)

میں نے کہا اے اللہ کے رسول، میری وہ رائے نہیں جو ابوبکر کی رائے ہے۔ میری رائے تو یہ ہے کہ آپ ان کو ہمارے حوالہ کیجئے تاکہ ہم ان کی گردنیں اڑادیں۔ عقیل کو علی کے حوالہ کیجئے تاکہ وہ اس کی گردن اڑادیں اور میرے حوالہ فلاں (عمر کے عزیز) کو کیجئے تاکہ میں اس کی گردن اڑادوں اس لئے کہ یہ لوگ کفر کے سرغنے اور اس کے رؤسا ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر کی رائے کی طرف مائل ہوئے اور میری رائے کی طرف مائل نہیں ہوئے، پھر جب دوسرے دن کی صبح ہوئی تو میں آیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر بیٹھے ہوئے رو رہے ہیں۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول، مجھے بتائیے آپ اور آپ کے دوست کس وجہ سے رو رہے ہیں تاکہ اگر مجھے رونا آئے تو میں بھی روؤں اور اگر رونا نہ آئے تو آپ دونوں کے رونے کی وجہ سے رونے کی صورت بنالوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس بات کی وجہ سے رو رہا ہوں جو تمہارے ساتھیوں نے قیدیوں کے فدیہ لے کر چھوڑنے کے سلسلہ میں مجھ سے کہی تھی۔ میرے سامنے ان کا عذاب پیش کیا گیا جو اس درخت سے بھی زیادہ قریب تھا۔ اللہ عزوجل نے یہ آیتیں نازل فرمائیں: مَا كَانَ لِنَبِىٍّ اَنْ

يَكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ
اللہ تعالٰے کے اس قول فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ
حَلٰلًا طَيِّبًا تک لہذا جو مال غنیمت تم نے
حاصل کیا اسے حلال طیب سمجھ کر کھاؤ۔
الغرض اللہ نے ان کے لئے مال غنیمت کو
حلال کر دیا۔

تفسیر مندرجہ بالا شان نزول سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے مشورہ سے بدر کے قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔ اللہ تعالٰے نے اس بات کو پسند نہیں فرمایا۔ اللہ تعالٰے نے فرمایا (مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ) یہ بات نبی کے شایان شان نہیں کہ اس کے پاس قیدی ہوں جب تک وہ زمین میں دشمن کو اچھی طرح قتل کر (کے اپنی دھاک نہ بٹھا) لے اور دشمن بالکل کمزور نہ ہو جائے۔ ہاں جب دشمن کو اچھی طرح قتل کر کے اپنی دھاک بٹھا لے اور دشمن کی کمر ٹوٹ جائے تو پھر اختیار ہے کہ بعض کو گرفتار کر کے قیدی بنا لے پھر قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دے یا احسان کر کے ویسے ہی چھوڑ دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ، حَتّٰٓى اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا

(محمد ۔ ۴)

(اے ایمان والو) جب (میدان جنگ میں) کافروں سے تمہاری مٹھ بھیڑ ہو جائے تو (ان کی) گردنیں اڑا دو یہاں تک کہ جب انہیں خوب قتل کر چکو تو پھر (گرفتار شدگان کو) مضبوطی کے ساتھ رسّوں سے باندھ دو، پھر اس کے بعد یا تو احسان رکھ کر (چھوڑ دو) یا فدیہ لے کر چھوڑ دو (اور اے ایمان والو، لڑائی کو اس وقت تک جاری رکھو) جب تک (دشمن) لڑائی (کے) ہتھیار نہ ڈال دے،

جن لوگوں نے یہ مشورہ دیا کہ قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے ان میں سے بعض نے مال و دولت کی خواہش میں یہ مشورہ دیا تھا۔ اللہ تعالٰے نے فرمایا (تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ) تم لوگ دنیا کا مال و اسباب چاہتے ہو اور اللہ (تعالیٰ تمہارے لئے) آخرت کی بھلائی چاہتا ہے لہذا اے ایمان والو جو ہوا ہوا۔ آئندہ ایسا نہ کرنا کہ دنیا کو آخرت پر ترجیح دو۔

اللہ تعالیٰ کی یہ تنبیہ اسی لئے ہے کہ تم آخرت کی بھلائیاں حاصل کرسکو (وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ) اور (اے ایمان والو، اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کرلو کہ) اللہ غالب وزبردست اور حکمت والا ہے۔ اللہ تو سب کچھ کرسکتا ہے۔ وہ بغیر خونریزی کے بھی کافروں کے زور کو توڑ سکتا ہے لیکن اس کی مصلحت اور حکمت اسی میں ہے کہ یہ کام تمہارے ذریعہ سے ہو تاکہ تمہاری آزمائش ہو اور آخرت میں تمہیں بلند درجات نصیب ہوں۔

آگے فرمایا (لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ) اے ایمان والو، اگر اللہ تعالیٰ نے پہلے سے یہ فیصلہ نہ کرلیا ہوتا کہ مال غنیمت کو تمہارے لئے حلال کردیا جائے گا اور یہ کہ تمہیں اس غلطی پر کہ تم نے دنیا کو ترجیح دی معاف کردیا جائے گا تو جو مال تم نے لیا اس کی وجہ سے تم پر عذاب عظیم نازل ہوتا۔ اللہ تعالےٰ نے تحلیل غنیمت کا اور فدیہ لینے کی غلطی کو معاف کردینے کا فیصلہ پہلے سے کر رکھا تھا لہذا تم کو معاف کردیا گیا (فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاتَّقُوا اللّٰهَ، اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ) تو اب جو کچھ مال غنیمت تم نے حاصل کیا ہے اسے حلال اور پاک سمجھ کر کھا سکتے ہو اور اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہو اللہ تعالےٰ کا حکم نازل ہونے سے پہلے کوئی فیصلہ نہ کیا کرو اور نہ دنیا کو آخرت پر ترجیح دیا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فیصلہ کے مطابق تمہیں معاف کردیا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ بڑا معاف کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مال غنیمت کو حلال کردیا اور یہ اس امت کی خصوصیت ہے ورنہ اس سے پہلے مال غنیمت کو اکھٹا کردیا کرتے تھے آگ آتی تھی اور اُسے جلادیا کرتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

غَزَا نَبِيٌّ مِّنَ الْاَنْبِيَآءِ فَقَالَ لِقَوْمِهٖ لَا يَتْبَعْنِيْ رَجُلٌ مَلَكَ بُضْعَ امْرَأَةٍ وَهُوَ يُرِيْدُ اَنْ يَّبْنِيَ بِهَا وَلَمَّا يَبْنِ بِهَا وَلَا اَحَدٌ بَنٰى بُيُوْتًا وَلَمْ يَرْفَعْ سُقُوْفَهَا وَلَا اَحَدٌ اشْتَرٰى غَنَمًا اَوْ خَلِفَاتٍ وَهُوَ يَنْتَظِرُ وِلَادَهَا فَغَزَا فَدَنَا مِنَ الْقَرْيَةِ صَلٰوةَ الْعَصْرِ اَوْ قَرِيْبًا مِّنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لِلشَّمْسِ اِنَّكِ مَا مُوْرَةٌ وَاَنَا مَا مُوْرٌ اَللّٰهُمَّ احْبِسْهَا عَلَيْنَا فَحُبِسَتْ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَجَمَعَ

نبیوں میں سے ایک نبی نے جہاد کیا۔ نبی نے اپنی قوم سے کہا: (اے میری قوم) میرے ساتھ وہ شخص نہ جائے جس نے کسی عورت سے نکاح کیا ہو اور وہ اس کے پاس جانا چاہتا ہو اور ابھی گیا نہ ہو، نہ وہ شخص میرے ساتھ جائے جس نے (چند) مکان بنائے ہوں لیکن ابھی ان کی چھتیں نہ ڈالی ہوں اور نہ وہ شخص میرے ساتھ جائے جس نے بکریاں یا اونٹنیاں خریدی ہوں اور وہ ان کے بچے دینے کا منتظر ہو۔ الغرض نبی نے جنگ کی۔

الْغَنَائِمَ فَجَاءَتْ يَعْنِي النَّارَ لِتَأْكُلَهَا فَلَمْ تَطْعَمْهَا فَقَالَ إِنَّ فِيكُمْ غُلُولًا فَلْيُبَايِعْنِي مِنْ كُلِّ قَبِيلَةٍ رَجُلٌ فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلٍ بِيَدِهِ فَقَالَ فِيكُمُ الْغُلُولُ فَلْيُبَايِعْنِي قَبِيلَتُكَ فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ بِيَدِهِ فَقَالَ فِيكُمُ الْغُلُولُ فَجَاءُوا بِرَأْسٍ مِثْلِ رَأْسِ بَقَرَةٍ مِنَ الذَّهَبِ فَوَضَعُوهَا فَجَاءَتِ النَّارُ فَأَكَلَتْهَا فَلَمْ تَحِلَّ الْغَنَائِمُ لِأَحَدٍ مِنْ قَبْلِنَا ثُمَّ أَحَلَّ اللّٰهُ لَنَا الْغَنَائِمَ رَأَى ضَعْفَنَا وَعَجْزَنَا فَأَحَلَّهَا لَنَا (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب قول اللہ تعالیٰ فان للہ خمسہ جزء ۴ ص۱۰۴ وروی مسلم نحوہ وزاد فلم تحل الغنائم لاحد من قبلنا۔ صحیح مسلم کتاب الجہاد باب تحلیل الغنائم لھذہ الامۃ خاصۃ جز ۲ ص۷۴)

وہ نماز عصر کے وقت یا وقت عصر کے قریب ایک بستی کے پاس پہنچے۔ نبی نے سورج سے کہا: تو بھی مامور ہے اور میں بھی مامور ہوں (پھر اس طرح دعاء کی) اے اللہ، سورج کو ہم پر روک دے۔ سورج روک دیا گیا یہاں تک کہ اللہ نے نبی کو فتح عنایت فرمائی۔ پھر نبی نے مال غنیمت جمع کیا۔ آگ آئی کہ اسے جلا ڈالے لیکن اس نے نہیں جلایا۔ نبی نے کہا: تم میں خیانت (واقع) ہوئی ہے لہذا ہر قبیلہ کا ایک آدمی مجھ سے بیعت کرے۔ ایک شخص کا ہاتھ نبی کے ہاتھ سے چپک گیا۔ نبی نے کہا! خیانت تم لوگوں میں (واقع) ہوئی ہے لہذا تمہارا قبیلہ مجھ سے بیعت کرے (الغرض جب بیعت ہوئی تو) دو یا تین آدمیوں کے ہاتھ نبی کے ہاتھ سے چپک گئے۔ نبی نے کہا: خیانت تم میں (واقع) ہوئی ہے۔ پھر وہ لوگ گائے کے سر کے مثل سونے کا ایک سر لائے اور اُسے (مال غنیمت) میں رکھ دیا۔ آگ آئی اور اسے جلا ڈالا۔ مال غنیمت ہم سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں ہوا۔ پھر اللہ نے ہماری کمزوری اور ہمارے عجز کو دیکھا تو اموال غنیمت کو ہمارے لئے حلال کر دیا۔

(نوٹ: خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے۔)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ قَبْلِي: نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ

مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں کہ مجھ سے پہلے انبیاء میں سے کسی نبی کو نہیں دی گئیں:

شَهْرٍ وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا وَاَیُّمَا رَجُلٍ مِنْ اُمَّتِیْ اَدْرَکَتْهُ الصَّلٰوۃُ فَلْیُصَلِّ وَاُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ وَکَانَ النَّبِیُّ یُبْعَثُ اِلٰی قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ کَافَّةً وَاُعْطِیْتُ الشَّفَاعَةَ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم جعلت لی الارض مسجد وطھورا جزء اول ص۱۱۹ وروی مسلم نحوہٗ فی کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ جزء اول ص۲۱۲ واللفظ للبخاری)

مجھے رعب سے مدد دی گئی ہے جو ایک مہینہ کی مسافت سے (دشمن پر طاری ہوتا ہے)، میرے لئے زمین کو نماز کی جگہ اور پاک کرنے والی بنا دیا گیا ہے، میری امت میں سے جس شخص کو نماز (کا وقت) پالے اُسے چاہیئے کہ وہ نماز پڑھ لے (مسجد تک پہنچنے کے لئے نماز کا وقت مقررہ نہ کھوئے)، میرے لئے اموال غنیمت حلال کر دئے گئے، ہر نبی خاص اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا، میں تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہوا ہوں اور مجھے شفاعت دی گئی ہے۔

عمل

اے لوگو، دنیا کے ساز و سامان کو آخرت پر ترجیح نہ دیجئے۔

اے ایمان والو، میدان جنگ میں کافروں کو قید کرنے سے پہلے اپنی دھاک بٹھائیے۔ انہیں اچھی طرح قتل کیجئے پھر گرفتار کیجئے۔

اے ایمان والو، مال غنیمت حلال ہے۔ اُسے حلال سمجھئے۔ اور اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہیئے۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل لِّمَن فِي
أَيۡدِيكُم مِّنَ ٱلۡأَسۡرَىٰٓ إِن
يَعۡلَمِ ٱللَّهُ فِي قُلُوبِكُمۡ خَيۡرٗا
يُؤۡتِكُمۡ خَيۡرٗا مِّمَّآ أُخِذَ مِنكُمۡ
وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡۚ وَٱللَّهُ غَفُورٞ
رَّحِيمٞ ٧٠ وَإِن يُرِيدُواْ خِيَانَتَكَ
فَقَدۡ خَانُواْ ٱللَّهَ مِن قَبۡلُ
فَأَمۡكَنَ مِنۡهُمۡۗ وَٱللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٞ ٧١

ترجمہ | اے نبی، جو قیدی تمہارے قبضہ میں ہیں ان سے کہہ دیجئے کہ اگر اللہ تمہارے دل میں کوئی خیر دیکھے گا تو جو مال تم سے لیا گیا ہے اس سے بہتر تمہیں عطاء فرمائے گا اور تمہیں معاف کر دیگا، اللہ معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے ۷۰ اور (اے رسول) اگر یہ لوگ آپ سے

دغا کرنی چاہینگے تو یہ پہلے بھی اللہ سے دغا کر چکے ہیں، (پھر نتیجہ کیا نکلا) اللہ نے ان کو (تمہارے) قبضہ میں کر دیا (اللہ آئندہ بھی ایسا کر سکتا ہے) وہ علم والا ہے اور حکمت والا ہے (اُسے ان کی سازش کا علم بھی ہو جائیگا اور وہ ان کو اپنے حکمت کے تقاضے پورا کرنے کے بعد سزا بھی دے دیگا) (۷۱)

معانی و مصادر اَمْکَنَ، یُمْکِنُ، اِمْکَانٌ (باب افعال) قدرت دینا، سہل ہونا، مقدرت ہونا (اَمْکَنَکُمْ مِنْھُمْ = تم کو ان پر قدرت دی)۔

تفسیر قیدیوں کے سلسلہ میں اللہ تعالےٰ نے ایمان والوں کو نصیحت کی جس کا ذکر گذشتہ آیتوں میں گذر چکا ہے پھر ان قیدیوں کو جن سے فدیہ لیا جا رہا تھا تسلی دی۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّمَنْ فِیْٓ اَیْدِیْکُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓی اِنْ یَّعْلَمِ اللّٰہُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ خَیْرًا یُّؤْتِکُمْ خَیْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْکُمْ) اے نبی بدر کے جو قیدی تمہارے قبضہ میں ہیں ان سے کہہ دیجئے کہ تم آزردہ و ملول نہ ہو۔ اگر اللہ تمہارے دل میں کوئی خیر یعنی ایمان دیکھے گا تو تمہارے ایمان کا اعلان کرنے کے بعد جو مال تم سے لیا گیا ہے اس سے بہتر مال تم کو عطاء فرمائے گا اور یہی نہیں بلکہ (وَیَغْفِرْ لَکُمْ، وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ) تمہاری مغفرت فرمائیگا، اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قیدیوں کو دین و دنیا دونوں کی نعمتوں سے مالامال کرنے کا وعدہ فرما کر ان کو اسلام کی ترغیب دی پھر فرمایا (وَاِنْ یُّرِیْدُوْا خِیَانَتَکَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰہَ مِنْ قَبْلُ) اور اے رسول آپ ان پر احسان کریں کہ فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دیں پھر بھی یہ آپ سے دغا کرنا چاہیں تو کیا ہوا یہ پہلے بھی اللہ تعالےٰ سے دغا کر چکے ہیں نتیجہ کیا نکلا۔ (فَاَمْکَنَ مِنْھُمْ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ) اللہ تعالےٰ نے ان کو آپ کے قبضہ میں کر دیا۔ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی ایسا کرنے پر قادر ہے۔ وہ یہ نہ سمجھیں کہ اللہ تعالےٰ کو ان کی سازشوں کا علم نہیں ہوگا، وہ تو علیم ہے، اسے ہر بات کا علم ہوتا ہے البتہ یہ ضرور ہے کہ وہ فوراً سزا نہیں دیتا بلکہ مہلت دیتا ہے اور اس مہلت میں ضرور کوئی حکمت ہوتی ہے وہ حکیم ہے اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنْ یُّکَذِّبُوْکَ فَقَدْ کَذَّبَتْ قَبْلَھُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ ○ وَقَوْمُ اِبْرٰھِیْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ ○ وَّاَصْحٰبُ مَدْیَنَ وَکُذِّبَ مُوْسٰی، فَاَمْلَیْتُ لِلْکٰفِرِیْنَ ثُمَّ اَخَذْتُھُمْ فَکَیْفَ کَانَ نَکِیْرِ ○

(الحج - ۴۲ تا ۴۴)

اور (اے رسول) اگر یہ آپ کو جھٹلاتے ہیں تو (یہ کوئی نئی بات نہیں اس لئے کہ) ان سے پہلے قوم نوح، (قوم) عاد اور (قوم) ثمود بھی (اپنے اپنے رسولوں کو) جھٹلا چکے ہیں اور قوم ابراہیم اور قوم لوط نے بھی (جھٹلایا تھا) اور اہل مدین بھی جھٹلا چکے ہیں اور موسیٰ کو بھی جھٹلایا گیا تھا پھر میں نے کافروں کو (کچھ عرصہ تک)

مہلت دی پھر انہیں پکڑ لیا تو (دیکھ لو) میرا عذاب کیسا (سخت) تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَأَمْلَيْتُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ○

(الرعد - ۳۲)

اور (اے رسول، اگر آپ کا مذاق اڑایا جارہا ہے تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے) آپ سے پہلے بھی رسولوں کا مذاق اڑایا جاتا رہا ہے (لیکن میں نے مذاق اڑانے والوں کو فوراً سزا نہیں دی بلکہ) میں نے کافروں کو ہمیشہ مہلت دی (تاکہ اس مہلت کے زمانہ میں وہ سنبھل جائیں، لیکن جب وہ نہیں سنبھلے تو) پھر میں نے ان کو پکڑ لیا تو (پھر دیکھ لو) میرا عذاب کیسا رہا۔

اللہ تعالیٰ نے آیات زیر تفسیر میں سے پہلی آیت میں کافر قیدیوں کو اسلام کی ترغیب دی اور دوسری آیت میں تنبیہ کی اگر انہوں نے اللہ تعالےٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر دغا کا ارادہ کیا تو وہ پھر ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ میں دے دیگا۔ پھر جو کچھ ان کا حشر ہوگا وہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، وہ جو کچھ کریگا سراسر حکمت پر مبنی ہوگا۔

عمل

اے ایمان والو، قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دینے میں کوئی حرج نہیں مگر صرف اس صورت میں کہ پہلے آپ ان کو میدان جنگ میں خوب قتل کر کے اپنی دھاک بٹھالیں۔

اے ایمان والو، قیدیوں کو فدیہ لے کر جب آپ چھوڑیں تو انہیں اسلام کی ترغیب دیجئے اور انہیں تنبیہ بھی کر دیجئے کہ اگر انہوں نے پھر دغا کی تو اللہ تعالیٰ پھر ان کو ایمان والوں کے قبضہ میں کر دیگا۔

اے ایمان والو، قیدیوں کو چھوڑتے وقت اس بات سے نہ ڈریئے کہ یہ پھر کہیں دغا نہ کریں۔ آپ اللہ تعالےٰ پر بھروسہ رکھتے ہوئے انہیں چھوڑ دیجئے۔ اللہ تعالیٰ پھر انہیں آپ کے قبضہ میں دینے پر قادر ہے۔

نوٹ:۔ قیدیوں کے متعلق جملہ مسائل ہم انشاء اللہ العزیز سورۃ محمد کی آیت ۴ کی تفسیر میں نقل کریں گے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا
وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ
آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ بَعْضُهُمْ
أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ، وَالَّذِينَ آمَنُوا
وَلَمْ يُهَاجِرُوا مَا لَكُمْ مِّنْ
وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتَّىٰ
يُهَاجِرُوا، وَإِنِ اسْتَنْصَرُوكُمْ
فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ

إِلَّا عَلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ
مِّيثَاقٌ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ
بَصِيرٌ ﴿٧٢﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ
أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۗ إِلَّا تَفْعَلُوهُ
تَكُن فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ
وَفَسَادٌ كَبِيرٌ ﴿٧٣﴾

ترجمہ | جو لوگ ایمان لائے، (پھر انہوں نے) ہجرت کی اور اللہ کے راستہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کرتے رہے اور وہ لوگ جنہوں نے (ہجرت کرنے والوں کو) جگہ دی اور (جہاد فی سبیل اللہ میں) ان کی مدد کرتے رہے تو یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کے والی (ومددگار) ہیں اور جو لوگ ایمان تو لے آئے لیکن انہوں نے ہجرت نہیں کی تو (اے ایمان والو) جب تک وہ ہجرت نہ کریں تمہارا ان کی ولایت سے کوئی تعلق نہیں، ہاں اگر وہ دین کے معاملہ میں تم سے مدد طلب کریں تو تم پر ان کی مدد کرنا لازم ہے مگر ان لوگوں کے مقابلہ میں نہیں جن سے تمہارا (صلح کا) عہد و پیمان ہو چکا ہے، اللہ دیکھ رہا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو (۷۲) اور جو لوگ کافر ہیں وہ آپس میں ایک دوسرے کے والی (ومددگار) ہیں اور اے ایمان والو، اگر تم ایسا نہ کرو گے (یعنی ولایت اور مسلم غیر مہاجر کی مدد کے مندرجہ بالا احکام پر عمل نہ کرو گے) تو ملک میں فتنہ پھیل جائے گا اور بڑا فساد برپا

ہوگا (۷۳)

معانی ومصادر (اٰوَوْا) اٰوٰی، یُؤْوِیْ، اِیْوَاءٌ (باب افعال) پناہ دینا، جگہ دینا۔
(وَلَایَۃ) وَلِیَ، یَلِیْ، وِلَایَۃٌ (ح) والی ہونا، نگران ومالک ہونا، مدد کرنا
وَلِیَ، یَلِیْ، وَلَایَۃٌ (ح) محبت کرنا۔
(فَسَادٌ) فَسَدَ، یَفْسُدُ، فَسَادٌ وفُسُوْدٌ (ن، ض، ک) فساد کرنا، بدامنی پھیلانا، بگاڑ پیدا کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے مابین دوستی اور محبت کے جذبہ کو ابھارنے اور ہجرت کی اہمیت کو ظاہر کرنے کے لئے فرمایا (اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجٰھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِکَ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ) بے شک جو لوگ ایمان لائے، پھر انہوں نے ہجرت کی اور اپنے مال اور اپنی جان سے اللہ کے راستہ میں جہاد کرتے رہے اور وہ لوگ جنہوں نے ہجرت تو نہیں کی کیونکہ وہ خود پہلے ہی دارالہجرت میں تھے لیکن انہوں نے مہاجرین کو پناہ دی اور جہاد فی سبیل اللہ میں مہاجرین کی مدد کی تو ایسے لوگ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ انہیں آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنی چاہئے۔ اللہ تعالےٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ، یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَیُطِیْعُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ، اُولٰٓئِکَ سَیَرْحَمُھُمُ اللّٰہُ، اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ○
(التوبۃ - ۷۱)

اور مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں، وہ (ایک دوسرے کو) نیک کام کرنے کا حکم دیتے ہیں اور برے کام سے منع کرتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن پر اللہ رحم فرمائے گا، بے شک اللہ غالب ہے حکمت والا ہے۔

باہمی محبت پر زور دیتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:۔

لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰی تَحَابُّوْا (صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان انہ لا یدخل الجنۃ الا المؤمنون ۱/۴۲)

تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک ایمان نہ لاؤ اور تم مؤمن نہیں ہو سکتے جب آپس میں محبت نہ کرو۔

اس حدیث سے باہمی محبت کی اہمیت بالکل واضح ہے۔ ایمان والوں کو ایک دوسرے سے محبت کرنی لازمی ہے۔

آگے فرمایا (وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا) اور اے ایمان والو، جو لوگ ایمان لائیں لیکن ہجرت نہ کریں تو ان کے ساتھ دوستی و محبت کرنے کے سلسلہ میں تمہارے لئے کوئی چیز لازم نہیں تاوقتیکہ وہ ہجرت کریں، جب وہ ہجرت کریں گے تو تمہاری محبت اور دوستی کے مستحق ہوں گے۔ جو لوگ دنیا کی خاطر ہجرت کو پس پشت ڈال دیں اور دین کے کاموں میں شریک نہ ہوں وہ اس بات کے مستحق نہیں کہ ان کے ساتھ محبت کی جائے اور دوستی کے تقاضے پورے کئے جائیں (وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ) ہاں اگر وہ دین کے معاملہ میں تم سے مدد کے طالب ہوں تو تم پر ان کی مدد کرنا لازم ہے۔ تمہیں چاہئے کہ ان کو کافروں سے نجات دلوانے کے سلسلہ میں ان کی بھرپور مدد کرو۔ ایسے ہی لوگوں کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ○

(النسآء۔ ۷۵)

(اے ایمان والو) تم کو کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کے راستہ میں ان بے بس (مسلم) مردوں عورتوں اور بچوں کی خاطر (کافروں سے) جنگ نہیں کرتے جو اس طرح دعائیں کر رہے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں اس بستی سے نجات دے جہاں کے رہنے والے ظالم ہیں، ہمارے لئے اپنی طرف سے کوئی حامی بنا دے اور ہمارے لئے اپنی طرف سے کوئی مددگار بنا دے۔

باوجود قدرت کے جو لوگ ہجرت نہیں کرتے وہ عذاب کے مستحق ہیں البتہ جو لوگ ہجرت کی قدرت نہیں رکھتے وہ قابل معافی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ، قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا، فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ، وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ○ اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ○ اُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ

بے شک جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں، جب فرشتے ان کی جانیں قبض کرتے ہیں تو ان سے کہتے ہیں تم کس حال میں تھے وہ جواب دیتے ہیں ہم زمین میں (بہت) کمزور اور ناتواں تھے (دشمنوں کے ڈر سے اسلام پر عمل نہیں کر سکتے تھے) فرشتے کہتے ہیں کیا اللہ کی زمین فراخ نہیں تھی کہ تم اس میں (کسی اور جگہ) ہجرت کر کے چلے جاتے،

اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ، وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ○ وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً، وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ، وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○

(النسآء۔ ۹۷ تا ۱۰۰)

ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ (بہت) برا ٹھکانہ ہے۔ (اس سزا سے) البتہ وہ مرد، عورتیں اور بچے مستثنیٰ ہیں جو (واقعی) اتنے کمزور و بے بس ہیں کہ نہ کوئی تدبیر کر سکتے ہیں اور نہ راستہ ہی جانتے ہیں۔ قریب ہے کہ اللہ ایسے لوگوں کو معاف کر دے (بے شک) اللہ معاف کرنے والا اور درگذر کرنے والا ہے۔ اور جو شخص اللہ کے راستہ میں ہجرت کرے تو وہ زمین میں بہت سی پناہ کی جگہیں اور (بہت) کشادگی پائیگا اور جو شخص اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرنے کے لئے نکل کھڑا ہو پھر اگر اسے (راستے ہی میں) موت آجائے تو اللہ کے ذمہ اس کا اجر ثابت ہو گیا اور اللہ بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

الغرض دشمنوں کے ملک سے ہجرت کرنا بڑا ضروری ہے۔ جو لوگ بغیر کسی عذر کے ہجرت نہیں کرتے نہ وہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت کے مستحق ہیں اور نہ ایمان والوں کی دوستی، محبت اور نصرت کے مستحق ہیں ہاں جب وہ ملک فتح ہو جائے اور سلطنت اسلامیہ کا ایک حصہ بن جائے تو پھر ہجرت کرنا ضروری نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَاهِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب فضل الجہاد والسیر جزء ۴ ص۱۸ و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب المبایعۃ بعد فتح مکۃ علی الاسلام جزء ۲ ص۱۲۱ واللفظ للبخاری)

فتح کے بعد ہجرت نہیں۔

آگے فرمایا (اِلَّا عَلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ) مگر اس قوم کے خلاف مدد نہ کی جائے جس سے تمہارا صلح کا عہد و پیمان ہو یعنی اگر دشمن کے ملک میں رہنے والے مؤمنین

دین کے معاملہ میں مدد طلب کریں تو ایمان والوں پر ان کی مدد فرض ہے لیکن اگر وہ ایسی قوم کے خلاف مدد طلب کریں جن سے ایمان والوں کی صلح یا کوئی عہد و پیمان ہو تو ایمان والوں کو چاہئے کہ اپنے عہد و پیمان کے پابند رہیں اور ان کی مدد نہ کریں۔ ایمان والوں پر یہ ایک دینی اور اخلاقی فرض ہے کہ وہ اپنے عہد و پیمان کی حفاظت کریں (وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ) اور اے ایمان والو، جو کچھ تم کر رہے ہو یا کرو گے اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔ ان احکام کی خلاف ورزی اگر تم نے کی تو یاد رکھو اللہ تعالےٰ غافل نہیں ہے۔ وہ تمہیں اپنی نافرمانی کی سزا دینے پر قادر ہے۔

آگے فرمایا (وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ) اور اے ایمان والو، جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کے دوست و مددگار ہو، کافر بھی ایک دوسرے کے دوست و مددگار ہیں۔ وہ ایک دوسرے کی مدد کرتے رہتے ہیں۔ ایسی صورت میں تمہیں اپنے مؤمن بھائیوں کی مدد کرنی چاہئے۔ ان کے ساتھ محبت اور دوستی کا حق ادا کرنا چاہئے (اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِى الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ) اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں فتنہ پھیل جائے گا اور بڑی بدامنی رونما ہو گی۔ ایمان والوں کا فرض ہے جہاں کہیں بھی فتنہ و فساد کی آگ بھڑکتی دیکھیں اُسے فوراً بجھانے پر کمربستہ ہو جائیں۔

عمل

اے ایمان والو، ایسے لوگوں سے محبت کیجئے جو ایمان لائیں، ہجرت کریں، جہاد کریں، ہجرت کرنے والوں کو پناہ دیں اور جہاد فی سبیل اللہ میں ان کی مدد کریں اور نہ صرف محبت کیجئے بلکہ محبت کا حق ادا کیجئے۔ ان کی ہر قسم کی مدد و نصرت کیجئے۔

اے ایمان والو، جو لوگ ایمان تو لے آئیں لیکن قدرت رکھتے ہوئے ہجرت نہ کریں تو وہ آپ کی محبت اور دوستی کے مستحق نہیں ہیں۔ ہاں اگر وہ دین کے معاملہ میں آپ سے مدد طلب کریں تو آپ ضرور ان کی مدد کیجئے لیکن ایسی قوم کے خلاف مدد نہ کیجئے جن سے آپ کی صلح ہو۔

اے ایمان والو، مندرجہ بالا احکام پر سختی سے عمل کیجئے ورنہ ملک میں فتنہ و فساد پھیل جائیگا اور آپ اس کے ذمہ دار ہوں گے اور یہ یاد رکھئے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اعمال کو دیکھ رہا ہے اس کی گرفت سے آپ بچ نہیں سکتے۔

ہجرت کے متعلق جملہ مسائل

ہجرت کے متعلق مندرجہ ذیل مسائل گذر چکے ہیں:۔

(۱) دشمن کے ملک سے دارالہجرت کی طرف ہجرت کرنا ضروری ہے (النساء۔ ۹۷)

(۲) ایسے کمزور مرد و عورت اور اپنے بچے جو ہجرت کرنے پر قادر نہ ہوں اور نہ راستے سے واقف ہوں اگر ہجرت نہ کر سکیں تو وہ قابل معافی ہیں (النساء ۹۸ و ۹۹)

(۳) جو لوگ باوجود قدرت کے ہجرت نہ کریں وہ ایمان والوں کی محبت اور دوستی کے مستحق نہیں۔ (الانفال۔ ۷۲)

(۴) دشمن کے ملک سے اس وقت تک ہجرت کرنا فرض ہے جب تک وہ فتح نہ ہو جائے۔ جب وہ ملک فتح ہو جائے تو پھر ہجرت کی ضرورت نہیں۔ (تفسیر ہذا ص)

(۵) دارالہجرۃ کے باشندوں کو چاہئے کہ وہ مہاجرین کو ٹھکانہ دیں، جہاد میں ان کی مدد کریں اور ان کے رفیق اور دوست بن کر رہیں (الانفال۔ ۷۲)

اب ہم ہجرت کے بقیہ مسائل لکھتے ہیں:۔

(۶) ہجرت خالص اللہ تعالےٰ کی رضا جوئی کے لئے کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى (وَفِي رِوَايَةٍ فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ) وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ إِلَى امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ (صحیح بخاری کتاب الوحی جزء اول ص۲ وکتاب الایمان باب ماجاء انما الاعمال بالنیۃ جزء اول ص۱۲ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب قولہ صلی اللہ علیہ وسلم انما الاعمال بالنیۃ جزء ۲ ص۱۵۵ واللفظ للبخاری)

اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور ہر شخص کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی تو جس شخص کی ہجرت اللہ اور رسول کی طرف ہوگی تو اس کی ہجرت اللہ اور رسول کی طرف شمار ہوگی اور جس کی ہجرت دنیا کے لئے ہوگی کہ اسے پائے یا عورت کے لئے ہوگی کہ اس سے نکاح کرے تو اس کی ہجرت اسی کے لئے شمار ہوگی جس کے لئے اس نے ہجرت کی۔

(۷) ہجرت صرف اپنے ملک یا شہر کو چھوڑنے کا نام نہیں ہے بلکہ اصلی ہجرت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام ممنوعات کو چھوڑ دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ جزء اول ص۹)

مہاجر وہ ہے جو ان تمام چیزوں کو چھوڑ دے جن سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَ
جٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ
اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ
الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا، لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ
وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۴﴾ وَالَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا مِنْ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا
وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ
مِنْكُمْ، وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ
اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ،

اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۷۵﴾

ترجمہ جو لوگ ایمان لائے، (پھر) انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کے راستہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے (ہجرت کرنے والوں کو) جگہ دی اور (جہاد فی سبیل اللہ میں) ان کی مدد کرتے رہے تو یہ لوگ سچے مؤمن ہیں، ان کے لئے مغفرت ہے اور باعزت رزق ﴿۷۴﴾ اور جو لوگ بعد میں ایمان لائے پھر انہوں نے ہجرت کی اور تمہارے ساتھ مل کر جہاد کرتے رہے تو وہ تم ہی میں سے ہیں لیکن (وراثت کے معاملہ میں) اللہ کی کتاب کے مطابق رشتہ دار ہی ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں، بے شک اللہ کو ہر چیز کا علم ہے (اس نے اپنے علم ہی کی بنیاد پر یہ احکام دئے ہیں) ﴿۷۵﴾

معانی ومصادر (اَرْحَامٍ) رَحِمَ، یَرْحَمُ، رُحْمٌ وَرَحْمَةٌ وَمَرْحَمَةٌ (س) رحم کرنا (اَرْحَام: رَحِمٌ اور رِحْمٌ کی جمع، بچہ دانیاں، رشتے)۔ (اَوْلٰی) وَلِیَ وَوَلِیَ، یَلِیْ، وَلْیٌ (ض وح) قریب ہونا۔ (اَوْلٰی = زیادہ قریب، زیادہ حقدار۔ اس کا تثنیہ اَوْلَیَانِ اور جمع اَوْلَوْنَ یا اَوَالِیْ ہے۔ اس کا مؤنث وُلْیَا ہے)۔

تفسیر مہاجرین اور انصار کی تعریف کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا) جو لوگ ایمان لائے، پھر انہوں نے ہجرت کی اور اللہ تعالےٰ کے راستہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے (ہجرت کرنے والوں کو) جگہ دی اور جہاد فی سبیل اللہ میں ان کی مدد کی یہ سب لوگ سچے مؤمن ہیں (لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِیْمٌ) ان لوگوں کے لئے مغفرت اور عزت کا رزق ہے۔ ان کی مغفرت کردی جائے گی اور جنت میں انہیں عزت واکرام کے ساتھ کھانے پینے کی چیزیں ملیں گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ○ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ○ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ ○ وَقَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ ○ عَلٰی سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ○ مُّتَّكِـِٕیْنَ عَلَیْهَا مُتَقٰبِلِیْنَ ○ یَطُوْفُ عَلَیْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ○ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِیْقَ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِیْنٍ ○ لَّا یُصَدَّعُوْنَ

آگے بڑھنے والے (تو وہ تو) آگے ہی بڑھنے والے ہیں۔ یہی لوگ ہوں گے جو (اللہ) کے مقرب ہوں گے۔ وہ نعمتوں سے بھرپور جنتوں میں (رہیں گے)۔ (ان میں) ایک بہت بڑی جماعت اگلوں میں سے ہوگی اور تھوڑے سے پچھلوں میں سے ہوں گے۔ یہ لوگ (جواہرات سے) جڑے ہوئے

عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ○ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ○ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ○

(اذا وقعت ۔ ۱۰ تا ۲۱)

تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔ وہ ان پر تکیہ لگائے ایک دوسرے کے سامنے ہوں گے۔ ہمیشہ (ایک ہی حالت میں) رہنے والے لڑکے ان کے پاس آتے جاتے رہیں گے۔ ان کے پاس آبخورے، آفتابے اور شراب صاف کے جام ہوں گے۔ اس (شراب) سے نہ تو دردسر ہو گا اور نہ ان کی عقلیں زائل ہوں گی اور (وہاں ان کے لئے) میوے ہوں گے جو وہ پسند کریں اور پرندوں کے گوشت جن کو ان کا جی چاہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّ اَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا ○ قَوَارِيْرَا مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا ○ وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا ○ عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا ○ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ○ وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا ○

(ھل اتی علی الانسان ۔ ۱۵ تا ۲۰)

ان پر چاندی کے برتنوں اور شیشے کے گلاسوں کا دور چل رہا ہو گا۔ وہ شیشے چاندی کے بنے ہوئے ہوں گے اور خدام ان گلاسوں کو ایک مقررہ اندازے کے مطابق (جنتیوں کے سامنے) پیش کریں گے۔ وہاں جنتی ایسے جام نوش کریں گے جن میں سونٹھ (کے پانی) کی آمیزش ہو گی (سونٹھ کے پانی کا وہاں یعنی) جنت میں ایک چشمہ ہے جس کا نام سلسبیل ہے۔ ان کے ارد گرد بچے پھرتے ہوں گے جو ہمیشہ (بچے ہی) رہیں گے (اے رسول) اگر آپ انہیں دیکھیں تو یہ خیال کریں گے کہ بکھرے ہوئے موتی ہیں۔ اور جب آپ (جنت کو) دیکھیں گے تو آپ وہاں نعمت اور ایک (بہت) بڑی سلطنت دیکھیں گے۔

آگے فرمایا (وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ) اور اے ایمان میں سبقت کرنے والو، جو لوگ بعد میں ایمان لائے پھر انہوں نے ہجرت کی اور تمہارے ساتھ مل کر جہاد فی سبیل اللہ کرتے رہے وہ بھی تم ہی میں سے ہیں۔ ان کے لئے بھی اللہ

کے ہاں اجر ہے ان کے ساتھ بھی دوستی اور رفاقت کا حق ادا کرتے رہو۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ، وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ○ یُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِیْهَا نَعِیْمٌ مُّقِیْمٌ ○ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ، اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ○

(التوبۃ ۔ ۲۰ تا ۲۲)

جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور ہجرت کی اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کے راستہ میں جہاد کیا (یہ لوگ) اللہ کے نزدیک درجہ میں بہت بڑے ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔ ان کا رب ان کو اپنی رحمت اور رضوان کی خوشخبری دیتا ہے اور ایسی جنتوں کی بھی خوشخبری دیتا ہے جن میں ان کے لئے دائمی نعمتیں ہوں گی۔ یہ لوگ ان جنتوں میں ہمیشہ رہیں گے۔ بے شک (ان لوگوں کے لئے) اللہ کے ہاں بڑا اجر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ، وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ، ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ○

(التوبۃ ۔ ۱۰۰)

اور (اے رسول) جن لوگوں نے مہاجرین اور انصار میں سے (ایمان لانے میں) سبقت اور پہل کی اور وہ لوگ جنہوں نے بحسن وخوبی ان کی پیروی کی ان (سب) سے اللہ راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں۔ اللہ نے ان کے لئے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے (اور) یہ (بہت) بڑی کامیابی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ، اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ، وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی ، وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ○

(الحدید ۔ ۱۰)

جن لوگوں نے تم میں سے فتح (مکہ) سے پہلے خرچ کیا اور جنگ کی وہ (بعد میں خرچ کرنے والوں اور جنگ کرنے والوں کے) برابر نہیں ہو سکتے، یہ لوگ ان لوگوں سے جنہوں نے (فتح مکہ کے) بعد خرچ کیا اور جنگ کی درجہ میں بہت زیادہ ہیں اور (ویسے تو) اللہ نے

سب ہی سے اجر و ثواب کا وعدہ کر رکھا ہے
اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے (بخوبی)
واقف ہے۔

الغرض ان تمام آیات میں صحابۂ کرام اور ان کے بعد ایمان لانے والوں کے لئے عظیم الشان خوشخبری ہے تمام مؤمنین کو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ دوستی اور رفاقت کے حقوق ادا کرتے رہنا چاہئے (وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِىْ كِتٰبِ اللّٰهِ) لیکن اس سلسلہ میں بات ملحوظ رہے کہ اللہ تعالیٰ کی شریعت میں رشتہ دار آپس میں ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں۔ عام مؤمنین کے مقابلہ میں رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنا زیادہ باعث اجر ہے لہٰذا رشتہ داروں کے حقوق کو ادا کرنے کا بہت زیادہ خیال رکھو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ○ (بنی اسرآءیل-۲۷)

اور رشتہ داروں کو، مسکین کو اور مسافر کو ان کا حق ادا کرتے رہنا لیکن فضول خرچی نہ کرنا۔

دو عورتوں میں سے ہر ایک نے حضرت بلال کی معرفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا:۔

اَيَجْزِىْ عَنِّىْ اَنْ اُنْفِقَ عَلٰى زَوْجِىْ وَ اَيْتَامٍ لِّىْ فِىْ حَجْرِىْ۔

اگر میں اپنے شوہر اور میری گود میں پلنے والے یتیم بچوں پر (اپنا روپیہ) خرچ کروں تو کیا یہ میری طرف سے کافی ہو گا؟

حضرت بلال سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

نَعَمْ لَهَا اَجْرَانِ اَجْرُ الْقَرَابَةِ وَاَجْرُ الصَّدَقَةِ (صحیح بخاری کتاب الزکوۃ باب الزکوٰۃ علی الزوج والایتام فی الحجر جزء ۲ ص۱۵ و صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب فضل النفقۃ والصدقۃ علی الاقربین والزوج جزء اول ص۳۰۱)

ہاں، اس کو دو اجر ملیں گے، ایک اجر قرابت کا اور ایک اجر صدقہ کا۔

(نوٹ:۔ رشتہ داروں کے جملہ حقوق کے سلسلہ میں سورۂ نساء کی آیت ۲۳ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)

آگے فرمایا (اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ) اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا علم ہے۔ اس علم کی

بنیاد پر اس نے جو احکامات دئے ہیں وہ سراسر حکمت ہیں۔

عمل

اے لوگو، ایمان لائیے اور جب اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ہجرت اور جہاد کی ضرورت پیش آئے تو ہجرت اور جہاد کیجئے۔

اے ایمان والو، اگر مہاجرین آپ کی بستی میں آئیں تو انہیں جگہ دیجئے۔ جہاد فی سبیل اللہ میں ان کی مدد کیجئے۔

اے ایمان والو، رشتہ داروں کے حقوق کا زیادہ خیال رکھیئے۔ ان کے ساتھ عام مؤمنین کے مقابلہ میں زیادہ حسن سلوک کیجئے۔

سورۃ التوبۃ

سورۂ توبہ کے شروع میں نہ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ لکھی جاتی ہے اور نہ پڑھی جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے ایسا ہی چلا آرہا ہے۔ اس سورت سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کیوں نہیں لکھی جاتی یا پڑھی جاتی اس کی وجہ نہیں بتائی گئی۔

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝۱
فَسِيْحُوْا فِى الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِى

الْكٰفِرِيْنَ ۝٢ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ
وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ
الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ
الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُوْلُهٗ ۭ فَاِنْ
تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ
تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ
مُعْجِزِي اللّٰهِ ۭ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝٣ اِلَّا
الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ

ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوكُمْ شَيْـًٔا وَّلَمْ
يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا
اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ
اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝۴

ترجمہ (اے ایمان والو) جن مشرکین سے تم نے عہد کیا تھا (لیکن وہ عہد پر قائم نہیں رہ سکے تو اب) اللہ اور اس کا رسول (اس عہد سے) بری الذمہ (ہونے کا اعلان کرتے) ہیں ① (اے مشرکین) اب تم اس ملک میں چار مہینے (اور) چل پھر لو (اس مدت کے بعد صلح کا عہد و پیمان ختم ہو جائیگا اس مدت میں جو کچھ تم کر سکتے ہو کر لو لیکن) اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو کہ تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے، البتہ اللہ (تم کو عاجز کر سکتا ہے، اس نے تو فیصلہ کر لیا ہے کہ وہ) یقیناً تم کو رسوا کر کے رہے گا ② (ایسے تمام لوگوں (کی آگاہی) کے لئے حج اکبر کے دن (یعنی ۱۰/ ذی الحجہ کو) اعلان کیا جاتا ہے کہ اللہ اور اس کا رسول مشرکین سے (ان کے معاہدہ کے سلسلہ میں) بری الذمہ ہیں، (اے مشرکین) اگر تم توبہ کر لو اور (مسلم بن جاؤ) تو تمہارے لئے بہتر ہے، اور اگر تم (اسلام سے) منہ موڑو تو پھر) اچھی طرح سمجھ لو کہ تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے اور (اے رسول) آپ ان کافروں کو دردناک عذاب کی خبر سنا دیجئے ③ (اے ایمان والو) اس اعلان سے البتہ وہ مشرکین مستثنیٰ ہیں جن سے تم نے معاہدہ کیا تھا پھر انھوں نے اس معاہدہ کو پورا کرنے میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی اور نہ تمہارے مقابلہ میں کسی کی مدد کی تو ان کا معاہدہ ان کی (مقرر کردہ) مدت تک پورا کرو (تقویٰ کا یہی تقاضا ہے) بے شک اللہ تقویٰ شعار لوگوں کو پسند کرتا ہے ④

معانی و مصادر (بَرَآءَةٌ) بَرِئَ، يَبْرَئُ، بُرُوْءٌ وَ بَرَآءٌ وَ بَرَآءَةٌ (س) عیب اور قرض سے سلامت رہنا یا سبکدوش ہو جانا۔

(سِیْحُوْا) سَاحَ ، یَسِیْحُ ، سَیْحٌ وسَیَحَانٌ وسِیَاحَۃٌ (ض) جاری ہونا، سیاحت کرنا۔
(مُخْزِی) اَخْزٰی ، یُخْزِیْ ، اِخْزَاءٌ (باب افعال) رسوا کرنا۔

تفسیر اللہ تعالےٰ نے ان آیات میں ان تمام معاہدوں کی تنسیخ کا اعلان فرمایا ہے جو مسلمین نے مشرکین سے کئے تھے۔ تنسیخ کی وجہ یہ تھی کہ مشرکین ان عہدناموں کو بار بار توڑ دیا کرتے تھے اور ان کی شرائط کو پورا نہیں کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝
(التوبۃ۔ ۱۳)

(اور تم) ایسے لوگوں سے کیوں نہ لڑو جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا، جنہوں نے رسول کو (مکہ سے) نکالنے کا ارادہ کیا تھا اور (عہد شکنی کے معاملہ میں بھی) تم سے پہلے انہوں نے ابتداء کی، (اے ایمان والو) کیا تم ان سے ڈرتے ہو (تمہیں ان سے ڈرنا نہیں چاہئے بلکہ) اگر تم مؤمن ہو تو اللہ ہی حقدار ہے کہ اس سے ڈرو۔

کیونکہ مشرکین معاہدوں کی شرائط کی پابندی نہیں کرتے تھے لہٰذا اللہ تعالےٰ نے مسلمین کو بھی ان شرائط سے آزاد کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ) اے ایمان والو، جن مشرکین سے تم نے صلح کا معاہدہ کر رکھا تھا اب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ان مشرکین سے کئے ہوئے عہد سے بری الذمہ ہونے کا اعلان کرتے ہیں یعنی اب معاہدہ کے توڑنے کا اعلان کیا جاتا ہے اور اب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معاہدہ کے شرائط کو پورا کرنے سے بری الذمہ ہیں۔

معاہدہ کو توڑنے کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰي سَوَاۗءٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَاۗىِٕنِيْنَ ۝
(الانفال۔ ۵۸)

اور (اے رسول) اگر کسی قوم سے آپ کو دغا و فریب کا اندیشہ ہو تو آپ یکساں طور پر (ان کے معاہدہ کو) ان (کے منہ) پر پھینک ماریئے (لیکن دغا و فریب نہ کیجئے اس لئے کہ) اللہ دغا و فریب کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اس آیت کے مطابق معاہدہ کی تنسیخ کے سلسلہ میں اللہ تعالےٰ نے واضح طور پر مشرکین کو خبردار کر دیا کہ آئندہ کے لئے کوئی معاہدہ باقی نہیں رہے گا اور مسلمین اب معاہدہ کی شرائط کے پابند نہیں ہوں گے۔

آگے فرمایا (فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ)

تو اے مشرکین چار مہینے کی مہلت ہے۔ ان چار مہینوں میں تم امن سے چل پھر لو۔ ان چار مہینوں کے گذرنے کے بعد امن و صلح کا معاہدہ کلیۃً ختم ہو جائیگا۔ اگر تم اس عرصہ میں کسی قسم کی شرارت کرو گے تو اچھی طرح جان لو کہ تم اللہ تعالےٰ کو عاجز نہیں کر سکتے۔ اسی سلسلے میں ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا، اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ ○ (الانفال۔ ۵۹)

اور کافر یہ گمان نہ کریں کہ وہ آگے نکل کر (ہماری گرفت سے) بچ جائیں گے، (نہیں) وہ (ہم کو) عاجز نہیں کر سکتے۔

مشرکین اللہ تعالیٰ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور نہ اس کی تدبیروں کو ناکام کر سکتے ہیں (وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِى الْكٰفِرِيْنَ) اور اللہ تعالیٰ (نے تو فیصلہ کر لیا ہے کہ وہ) کافروں کو رسوا کر کے رہے گا (وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اِنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُوْلُهٗ) اور اے مشرکین یوم حج اکبر کے دن اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلان کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول مشرکین (کے معاہدوں اور ان کی شرائط) سے بری الذمہ ہیں۔ (فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ) اگر تم توبہ کر کے ایمان لے آؤ تو (یہ دین و دنیا دونوں جگہ) تمہارے حق میں بہتر ہے (وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ) اور اگر تم اسلام سے منہ موڑو تو خبردار ہو جاؤ کہ تم اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِى السَّمٰوٰتِ وَلَا فِى الْاَرْضِ، اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ○ (فاطر۔ ۴۴)

اور اللہ ایسا نہیں کہ آسمانوں کی یا زمین کی کوئی چیز اُسے عاجز کر سکے، وہ علم والا اور قدرت والا ہے۔

آگے فرمایا (وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ) اور اے رسول، اگر یہ لوگ ایمان نہ لائیں اور کفر پر اڑے رہیں تو آپ انہیں خوشخبری سُنا دیجئے کہ کافروں کے لئے آخرت میں دردناک عذاب ہے (اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـًٔا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ) اور اے ایمان والو، اس تنسیخ معاہدہ سے وہ مشرکین مستثنیٰ ہیں جنہوں نے اپنے عہد و پیمان کو پورا کرنے میں ذرا سی بھی کمی نہیں کی اور نہ تمہارے خلاف تمہارے کسی دشمن کی مدد کی۔ ایسے لوگوں سے جو معاہدہ تم نے کیا ہے اسے اس مدت تک پورا کرو جو مدت اس معاہدہ میں دونوں فریقوں کے درمیان مقرر کی گئی ہے۔ تقوی کا تقاضا ہے کہ عہد کو پورا کیا جائے (اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ) بے شک اللہ تعالےٰ تقوے والوں ہی سے محبت کرتا ہے:۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ، اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا، وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ○

(البقرۃ - ۱۷۷)

نیکی یہی نہیں کہ تم مشرق یا مغرب کی طرف منہ کر لو بلکہ نیکی تو دراصل (ایمان لاکر عمل صالح کرنے کا نام ہے لہذا حقیقی نیکی) ان لوگوں کی نیکی ہے جو اللہ پر، روز آخرت پر، فرشتوں پر، کتاب (الٰہی) پر اور نبیوں پر ایمان لاتے ہیں، مال کو محبت کے باوجود رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سوال کرنے والوں پر اور غلاموں کے آزاد کرانے میں خرچ کرتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، اور زکوٰۃ دیتے ہیں، جب عہد کر لیتے ہیں تو اسے پورا کرتے ہیں اور سختی، نقصان اور جنگ میں صابر و ثابت قدم رہتے ہیں یہی لوگ ہیں جنہوں نے (ایمان اور نیکی کے تقاضوں کو) سچ کر دکھایا اور یہی لوگ (درحقیقت) متقی ہیں۔

اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے عہد پورا کرنا متقین کی صفت بتائی۔

جب یہ آیتیں نازل ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت ابوبکرؓ نے براءۃ کا اعلان کروادیا۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعَثَهٗ فِي الْحَجَّةِ الَّتِيْ اَمَّرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فِيْ رَهْطٍ (وَفِيْ رِوَايَةٍ بَعَثَهُمْ يَوْمَ النَّحْرِ) يُؤَذِّنُ فِي النَّاسِ اَنْ لَّا يَحُجَّنَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ (صحیح بخاری کتاب التفسیر جزء ۶ ص۸۱ وصحیح مسلم کتاب الحج باب لا یحج البیت مشرک جزء اول ص۵۶۶) وفی روایۃ البخاری ثُمَّ اَرْدَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَاَمَرَهٗ اَنْ يُّؤَذِّنَ

حجۃ الوداع سے پہلے جس حج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا تھا اور اس حج میں انہوں نے نحر کے دن ایک جماعت کے ساتھ مجھے لوگوں میں اعلان کرنے کے لئے بھیجا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کرے گا اور نہ کوئی عریاں ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے گا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کے بعد علی بن ابی طالب کو روانہ کیا اور انہیں براءۃ کا اعلان کرنے کا حکم دیا علی بھی ہمارے ساتھ نحر کے دن منیٰ میں براءۃ کا اعلان کر رہے تھے (یعنی معاہدوں کی تنسیخ کا اعلان کر رہے تھے) اور یہ بھی اعلان کر

بِبَرَاءَةَ فَاَذَّنَ مَعَنَا عَلِیٌّ یَوْمَ النَّحْرِ فِی اَھْلِ مِنًی بِبَرَاءَةَ وَاَنْ لَا یَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا یَطُوْفَ بِالْبَیْتِ عُرْیَانٌ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ براءۃ جزء ۶ ص۸۱)

رہے تھے کہ اس سال کے بعد نہ کوئی مشرک حج کرے گا اور نہ عریان ہو کر کوئی شخص بیت اللہ کا طواف کرے گا۔

(نوٹ:۔ خط کشیدہ عبارت صرف صحیح بخاری میں ہے)۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آیت زیر تفسیر میں یوم حج اکبر سے مراد یوم النحر ہے۔

عمل

اے ایمان والو، اگر آپ کسی سے کسی خاص مدّت کے لئے صلح کر لیں پھر اگر فریق ثانی کی خلاف ورزیوں کی وجہ سے آپ صلح کو کالعدم کرنا چاہیں تو فریق ثانی کو مطلع کر دیں۔

اے ایمان والو، اگر فریق ثانی صلح کے تمام شرائط کو پورا کریں اور ان شرائط کی ذرا سی بھی خلاف ورزی نہ کریں تو پھر آپ باہمی عہد کو مقررہ مدت تک پورا کریں، تقویٰ اسی کا نام ہے اور اللہ تعالےٰ تقویٰ والوں سے محبت کرتا ہے، لہٰذا آپ متقی بن کر اللہ تعالیٰ کا محبوب بننے کی کوشش کیجئے۔

فَإِذَا انْسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ
فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ
وَجَدْتُمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ
وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ
كُلَّ مَرْصَدٍ فَإِنْ تَابُوا وَ
أَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ
فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ، إِنَّ اللّٰهَ
غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝٥ وَإِنْ أَحَدٌ
مِنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ

فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝۶

ترجمہ پھر جب حرمت والے مہینے گذر جائیں تو مشرکین کو جہاں پاؤ قتل کردو، ان کو گرفتار کرو ان کا محاصرہ کرو اور ہر گھات کے مقام پر ان کی گھات میں بیٹھے رہو، ہاں اگر وہ (کفر سے) توبہ کرلیں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو ان کا راستہ چھوڑ دو (ہو سکتا ہے کہ ان کو اللہ معاف کردے اس لئے کہ) بے شک اللہ معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے ۵ اور (اے رسول) اگر مشرکین میں سے کوئی شخص آپ سے پناہ طلب کرے تو آپ اُسے پناہ دے دیا کیجئے یہاں تک کہ وہ اللہ کے کلام کو (اچھی طرح) سن لے، پھر اس کو اس کے امن کی جگہ پہنچا دیجئے، یہ (رعایت) ان لوگوں کے لئے اس لئے (ضروری) ہے کہ وہ (اسلام کی حقیقت سے) ناواقف ہیں (اور ناواقفی کی حالت میں انہیں قتل کرنا مناسب نہیں ہے) ۶

معانی ومصادر

(اِنْسَلَخَ) اِنْسَلَخَ، يَنْسَلِخُ، اِنْسِلَاخٌ (باب انفعال) نکلنا ہونا، گذر جانا، نکلنا۔

(مَرْصَدٌ) رَصَدَ، يَرْصُدُ، رَصْدٌ و رَصَدٌ (ن) نگرانی کرنا۔

(خَلُّوْا) خَلّٰى، يُخَلِّيْ، تَخْلِيَةٌ (باب تفعیل) چھوڑ دینا۔ مرجانا۔

(اِسْتَجَارَ) اِسْتَجَارَ، يَسْتَجِيْرُ، اِسْتِجَارٌ (باب استفعال) امان طلب کرنا۔ پناہ طلب کرنا (مادہ ا ج و ر)

(اَجِرْ) اَجَارَ، يُجِيْرُ، اِجَارَةٌ (باب افعال) بچانا، مدد کرنا۔

(مَاْمَنَ) اَمِنَ، يَاْمَنُ، اَمْنٌ و اَمَنٌ و اَمَانٌ (س) امن میں ہونا (مَاْمَنَ = امن کی جگہ)۔

تفسیر گذشتہ آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے معاہدہ کی تنسیخ کا اعلان فرمایا لیکن تنسیخ کے ساتھ ساتھ کافروں پر احسان کیا کہ انہیں چار مہینے کی مہلت دے دی۔ چار مہینے تک وہ جہاں چاہیں جائیں آئیں ان سے کوئی تعرض نہیں ہوگا، انہیں ہر طرح کا امن نصیب ہوگا۔ آگے فرمایا (فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ) اے ایمان والو مشرکین کو چار مہینے کی مہلت دی گئی ہے لیکن جب یہ چار مہینے جن میں تمہارے اوپر اُن سے جنگ کو حرام کر دیا گیا ہے گذر جائیں تو پھر انہیں جہاں پاؤ قتل کر دو، انہیں گرفتار کرو، ان کا محاصرہ کرو اور ہر گھات کی جگہ ان کی گھات میں بیٹھو۔ ان کی ریشہ دوانیوں اور معاہدہ کی خلاف ورزیوں کی یہی سزا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَلَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ○ فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ○

(الانفال۔ ۵۶ و ۵۷)

(اور اے رسول) جن لوگوں سے آپ نے (صلح کا) عہد و پیمان کیا ہے لیکن وہ ہر مرتبہ اپنے عہد کو توڑ ڈالتے ہیں اور (بدعہدی کے انجام سے بھی) نہیں ڈرتے۔ اگر جنگ میں آپ کی ان سے مٹھ بھیڑ ہو جائے تو ان کے ذریعہ ان لوگوں کو منتشر کر دیں جو ان کی پشت پر ہیں تاکہ وہ عبرت حاصل کریں۔

آگے فرمایا (فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ) اے ایمان والو، اگر وہ کفر سے توبہ کر لیں، ایمان لے آئیں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو پھر ان کا راستہ چھوڑ دو، ان سے کسی قسم کا تعرض نہ کرو، ان کے جان و مال کی حفاظت کرو، اللہ تعالیٰ ان کے گذشتہ گناہوں کو معاف کر دیگا (اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ) بے شک اللہ تعالےٰ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے (وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ) اور اے رسول، اگر مشرکین میں سے کوئی شخص ایمان تو نہ لائے لیکن آپ سے پناہ طلب کرے تو آپ اُسے پناہ دے دیں یہاں تک کہ وہ دلجمعی کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے کلام کو سن لے، پھر بھی اگر وہ ایمان نہ لائے تو اُسے اس کے امن کی جگہ پہنچا دیجئے۔ امن دینے کے بعد پھر اس کی جان اور اس کے مال کو نقصان نہ پہنچائیے (ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ) امان دینے کی وجہ یہ ہے کہ وہ اسلام کی حقیقت سے ناواقف ہیں۔ وہ اسلام کو جانتے ہی نہیں تو ایمان کیسے لائیں گے پہلے انہیں امان دے کر بتایا جائے کہ اسلام کیا ہے اور کیا چاہتا ہے۔ انہیں بتایا جائے کہ اس کے دینی اور دنیوی فوائد کیا ہیں۔ اگر وہ پھر بھی ایمان نہیں لائیں تو انہیں امن کی جگہ پہنچا دیا جائے۔ پھر جو حشر دوسرے کافروں

کا ہوگا وہی ان کا ہوگا۔

عمل

اے ایمان والو، جنگ کے دوران کافر ایمان لے آئیں، نماز قائم کریں اور پھر مقرّرہ وقت پر زکوٰۃ بھی ادا کریں تو ان سے جنگ بند کر دیجئے۔

اے ایمان والو، اگر مشرکین میں سے کوئی شخص امان طلب کرے تو اسے امان دیجئے۔ اسے قرآن مجید سنائیے۔ اگر وہ ایمان نہ لائے تو اُسے واپس اس کے امن کی جگہ پہنچا دیجئے۔

كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ
عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ
اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، فَمَا اسْتَقَامُوْا
لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ، اِنَّ اللّٰهَ
يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ كَيْفَ وَ
اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا
فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً، يُرْضُوْنَكُمْ
بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ، وَ

أَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸﴾ اِشْتَرَوْا
بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا
فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ، اِنَّهُمْ
سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹﴾
لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا
وَّلَا ذِمَّةً ، وَاُولٰٓئِكَ هُمُ
الْمُعْتَدُوْنَ ﴿۱۰﴾ فَاِنْ تَابُوْا وَ
اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ
فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ، وَ

نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۱﴾

ترجمہ (اور اے ایمان والو) اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک مشرکین کے عہد و پیمان کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے (جبکہ انہوں نے عہد توڑ ڈالا) البتہ جن لوگوں سے تم نے مسجد حرام کے قریب معاہدہ کیا ہے تو جب تک وہ (اس معاہدہ پر) قائم رہیں تم بھی قائم رہو (یہی تقوے کا تقاضا ہے) بے شک اللہ تقویٰ شعار لوگوں کو پسند کرتا ہے ﴿۷﴾ (اور اے ایمان والو، مشرکین کے عہد و پیمان کی پاسداری) کیسے (کی جا سکتی ہے جب کہ ان کا حال یہ ہے کہ) اگر وہ تم پر غالب آجائیں تو نہ قرابت کا پاس کریں اور نہ عہد و پیمان کا، اپنی زبانوں سے تو یہ تم کو خوش (کرنے کی کوشش) کرتے ہیں لیکن ان کے دل (زبان سے نکلی ہوئی باتوں کا) انکار کرتے ہیں (ان کے دل میں کچھ اور ہے زبان پر کچھ) اور ان میں سے اکثر لوگ فسق و (فجور) میں مبتلا ہیں ﴿۸﴾ یہ لوگ اللہ کی آیتوں کے بدلہ میں (دنیا کا) تھوڑا سا فائدہ حاصل کرتے ہیں اور (لوگوں کو) اللہ کے راستہ سے روکتے ہیں، بے شک جو کچھ یہ کر رہے ہیں وہ (ان کے حق میں) بہت برا ہے ﴿۹﴾ مؤمن (کے معاملہ) میں تو یہ لوگ (اس قدر متعصب ہیں کہ) نہ قرابت کا لحاظ کرتے ہیں اور نہ عہد و پیمان کا اور یہی وہ لوگ ہیں جو (عدل و انصاف کی تمام حدوں سے) تجاوز کر جاتے ہیں ﴿۱۰﴾ تو (اے ایمان والو) اگر یہ لوگ توبہ کر لیں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو پھر یہ تمہارے دینی بھائی ہیں (پھر ان سے کسی قسم کا تعرض نہ کرو) سمجھنے والوں کے لئے ہم اپنے احکامات کو علیحدہ علیحدہ بیان کر رہے ہیں (تاکہ کسی قسم کی الجھن نہ ہو) ﴿۱۱﴾

معانی و مصادر (یَرْقُبُوْا) (یَرْقُبُوْنَ) رَقَبَ، یَرْقُبُ، رُقُوْبٌ و رَقَابَةٌ، و رِقْبَانٌ و رِقْبَةٌ (ن) انتظار کرنا، نگرانی کرنا۔
(اِلًّا) اِلٌّ = عہد، قرابت۔
(ذِمَّةٌ) ذَمَّ، یَذُمُّ، ذَمٌّ (ن) مذمت کرنا۔ (ذِمَّةٌ = وہ عہد جس کا توڑنا مذموم ہو)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (کَیْفَ یَکُوْنُ لِلْمُشْرِکِیْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖ) اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک مشرکین کا عہد معتبر ہی کیسے ہو سکتا ہے جب کہ انہوں نے بار بار عہد کو توڑ کر اپنا اعتبار کھو دیا۔
کیونکہ مشرکین بار بار اپنے عہد کو توڑ رہے تھے لہذا اللہ تعالیٰ نے معاہدوں کی تنسیخ کی بنیاد اسی نقضِ عہد کو بنایا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے گویا معاہدوں کی تنسیخ کا اعلان ایک اور طریقہ سے

فرما کر تنسیخ کو مؤکد اور مضبوط کر دیا تمام معاہدوں کی تنسیخ کے بعد فرمایا (اِلَّا الَّذِیْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِیْمُوْا لَهُمْ) مگر اے ایمان والو جن لوگوں سے تم نے مسجد حرام کے قریب معاہدہ کیا تھا وہ معاہدہ اس تنسیخ سے مستثنیٰ ہے تو جب تک مشرکین اس معاہدہ پر قائم رہیں اور اس کی شرطوں میں کسی شرط کی بھی خلاف ورزی نہ کریں تو تم بھی معاہدہ پر قائم رہنا اور اس کی شرطوں کی خلاف ورزی نہ کرنا تقویٰ یہی ہے (اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ) اور اللہ تعالیٰ تقویٰ والوں ہی سے محبت کرتا ہے (كَیْفَ وَاِنْ یَّظْهَرُوْا عَلَیْكُمْ لَا یَرْقُبُوْا فِیْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً) مزید برآں مشرکین کے معاہدہ کو کیسے برقرار رکھا جا سکتا ہے جبکہ ان کی یہ حالت ہے کہ اگر تم پر غلبہ پائیں تو تمہارے معاملہ میں نہ قرابت کا لحاظ کریں اور نہ عہد و پیمان کا (یُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰی قُلُوْبُهُمْ) وہ محض اپنی زبانوں سے اپنی خیر خواہی جتا کر تم کو راضی کرتے ہیں لیکن ان کے دل ان کی باتوں کی تردید کرتے ہیں۔ دل میں کچھ ہوتا ہے زبان سے کچھ کہتے ہیں (وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ) ان میں سے اکثر لوگ فاسق ہیں۔ ان کا اعتبار ہی کیا ہے اور جب ان کا اعتبار نہیں تو ان کے معاہدوں کا کیا اعتبار ہے۔ وہ بار بار معاہدہ کے قیود و شرائط سے تجاوز کر جاتے ہیں لہٰذا ان کے معاہدوں کی تنسیخ ہی ضروری ہے تاکہ وہ آئندہ مسلمین کو دھوکا نہ دے سکیں (اِشْتَرَوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِیْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِهٖ) مشرکین مکہ نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو تھوڑے سے دنیوی فائدہ کی خاطر بیچ دیا۔ اسلام کا انکار کر کے انہوں نے دنیا کا تھوڑا سا عارضی فائدہ حاصل کیا پھر یہی نہیں کہ خود گمراہی اختیار کی بلکہ دوسروں کو اللہ تعالیٰ کے راستہ سے روک دیا۔ اگر یہ لوگ ایمان لے آتے تو اہل عرب بھی ایمان لے آتے کیونکہ اہل عرب قریش کو کعبہ کا متولی ہونے کی وجہ سے مذہبی طور پر اپنا پیشوا سمجھتے تھے۔ قریش نے ایمان قبول نہیں کیا تو دوسروں نے بھی ان کی اقتدا میں ایمان قبول نہیں کیا۔ (اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ) الغرض جو کچھ یہ مشرکین مکہ کر رہے ہیں وہ بہت برا ہے (لَا یَرْقُبُوْنَ فِیْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً) کسی مؤمن کے معاملہ میں یہ نہ تو قرابت داری کا لحاظ کرتے ہیں اور نہ معاہدہ کا لحاظ کرتے ہیں۔ جب موقع ملتا ہے رشتہ کو بھی قطع کر دیتے ہیں اور معاہدہ کو بھی توڑ دیتے ہیں اور مؤمن کو نقصان پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں (وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ) دراصل زیادتی کرنے والے یہی لوگ ہیں۔ ہمیشہ انہی کی طرف سے عہد و پیمان کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ اب ان کے عہد و پیمان کا کوئی اعتبار نہیں رہا۔ اب یہ عہد و پیمان کے ذریعہ ایمان والوں کا امان حاصل نہیں کر سکتے۔ ایمان والوں سے امان حاصل کرنے کی بس ایک صورت ہے اور وہ یہ کہ یہ اسلام قبول کر لیں (فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِی الدِّیْنِ) لہٰذا اے ایمان والو، اگر یہ مشرکین کفر و شرک سے توبہ کر کے اسلام قبول کر لیں، نماز قائم کریں اور وقت مقررہ پر زکوٰۃ ادا کریں تو پھر یہ تمہارے دینی بھائی ہیں پھر ان کی

جان بھی محفوظ ہوگی، ان کا مال بھی محفوظ ہوگا اور یہ مکمل طور پر مسلمین کی امان میں ہوں گے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جب کوئی شخص ایمان لے آئے تو اس کی جان بھی محفوظ ہو جاتی ہے اور اس کا مال بھی محفوظ ہو جاتا ہے اور وہ مسلمین کا دینی بھائی بن جاتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَهَا فَقَدْ عَصَمَ مِنِّيْ مَالَهٗ وَنَفْسَهٗ اِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهٗ عَلَى اللّٰهِ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب وجوب الزکوٰۃ جزء ۲ ص ۱۳۱ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب الامر لقتال الناس حتی یقولوا لا الٰہ الا اللہ جزء اول ص ۲۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑتا رہوں یہاں تک کہ وہ کہیں "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ"۔ پھر جو شخص یہ کہہ دے تو اس نے مجھ سے اپنے مال اور اپنی جان کو محفوظ کر لیا مگر یہ کہ اس کا (یعنی کلمہ کا) حق (اس سے لیا جائے گا) اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَدْ عَصَمَ مِنِّيْ نَفْسَهٗ وَمَالَهٗ اِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهٗ عَلَى اللّٰهِ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی الاسلام جزء ۴ ص ۵۸ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب الامر لقتال الناس حتی یقولوا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ جزء اول ص ۳۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ مجھے لوگوں سے لڑنے کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ وہ کہیں "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" تو جس شخص نے "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کہہ دیا تو اس نے مجھ سے اپنی جان اور اپنے مال کو محفوظ کر لیا مگر یہ کہ اس کا (یعنی کلمہ کا) حق (اس سے لیا جائے گا) اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہوگا (یعنی دل کا حال تو اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے لہٰذا اگر وہ دل سے ایمان نہیں لایا تو اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہوگا)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:۔

قَالَ (رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اُقَاتِلُ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَيُؤْمِنُوْا بِيْ وَبِمَا جِئْتُ بِهٖ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَاءَهُمْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں لوگوں سے لڑوں گا یہاں تک کہ وہ گواہی دیں کہ الٰہ کوئی نہیں سوائے اللہ کے، مجھ پر ایمان لائیں اور جس چیز کو لے کر میں آیا ہوں اس پر ایمان

وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب الامر بقتال الناس حتی یقولوا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔ جزء اول ص۳۰)

لائیں جب وہ ایسا کریں تو انہوں نے مجھ سے اپنے خون کو اور اپنے مال کو محفوظ کر لیا مگر یہ کہ اس (قول) کا حق لیا جائیگا اور ان (کے دلوں) کا حساب اللہ کے ذمہ ہو گا۔

حضرت جابرؓ کہتے ہیں:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَاِذَا قَالُوْا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَآءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ ثُمَّ قَرَاَ اِنَّمَا اَنْتَ مُذَكِّرٌ ۝ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب الامر بقتال الناس جزء اول ص۳۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ وہ کہیں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پھر جب وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہیں تو انہوں نے مجھ سے اپنے خون اور مال کو محفوظ کر لیا اور ان (کے دل) کا حساب اللہ کے ذمہ ہوگا، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: اِنَّمَا اَنْتَ مُذَكِّرٌ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ (یعنی آپ تو بس نصیحت کرنے والے ہیں۔ آپ ان پر داروغہ نہیں ہیں)۔

مندرجہ بالا تمام احادیث میں نماز اور زکوٰۃ کا ذکر نہیں ہے اور یہ احادیث اس بات پر محمول ہیں کہ اگر نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی کا وقت نہیں آیا تو صرف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کافی ہو گا۔ مندرجہ ذیل احادیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابوطالب کی وفات کے وقت ابوطالب سے فرمایا تھا:۔

يَا عَمِّ قُلْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ كَلِمَةً اَشْهَدُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ (صحیح بخاری کتاب الجنائز باب اذا قال المشرک عند الموت لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ جزء ۲ ص۱۱۹ و صحیح مسلم کتاب الایمان باب اول الایمان قول لا الٰہ الا اللہ جزء اول ص۳۱)

اے میرے چچا، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہیئے۔ (یہ ایسا) کلمہ ہے کہ اس کی بنیاد پر میں اللہ کے ہاں آپ کے لئے گواہی دے سکوں گا۔

حضرت اُوَیس بن ابی اُوَیس کہتے ہیں:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے

اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَاِذَا قَالُوْھَا حُرِّمَتْ عَلَیَّ دِمَاءُ ھُمْ وَاَمْوَالُھُمْ اِلَّا بِحَقِّھَا (رواہ احمد بلوغ الامانی جزء اول ص۹۸ و سندہ صحیح)۔

حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ وہ یہ کلمہ پڑھیں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، پھر جب وہ یہ کلمہ پڑھیں تو ان کے خون اور ان کے مال مجھ پر حرام ہو گئے سوائے کلمہ کے حق کے۔

حضرت مقداد بن الاسود کہتے ہیں:۔

قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَءَیْتَ اِنْ لَقِیْتُ رَجُلًا مِنَ الْکُفَّارِ فَقَاتَلَنِیْ فَضَرَبَ اِحْدٰی یَدَیَّ بِالسَّیْفِ فَقَطَعَھَا ثُمَّ لَاذَ مِنِّیْ بِشَجَرَۃٍ (وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَلَمَّا اَھْوَیْتُ لِاَقْتُلَہٗ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ) فَقَالَ اَسْلَمْتُ لِلّٰہِ اَفَاَقْتُلُہٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ بَعْدَ اَنْ قَالَھَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَقْتُلْہُ قَالَ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّہٗ قَدْ قَطَعَ یَدِیْ ثُمَّ قَالَ ذٰلِکَ بَعْدَ اَنْ قَطَعَھَا اَفَاَقْتُلُہٗ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَقْتُلْہُ فَاِنْ قَتَلْتَہٗ فَاِنَّہٗ بِمَنْزِلَتِکَ قَبْلَ اَنْ تَقْتُلَہٗ وَاِنَّکَ بِمَنْزِلَتِہٖ قَبْلَ اَنْ یَّقُوْلَ کَلِمَتَہُ الَّتِیْ قَالَ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم قتل الکافر بعد ان قال لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ جزء اول ص۵۳)

میں نے کہا اے اللہ کے رسول اس سلسلہ میں آپ کیا فرماتے ہیں کہ اگر کسی کافر سے میرا مقابلہ ہو، وہ مجھ سے لڑے اور تلوار مار کر میرا ایک ہاتھ کاٹ دے پھر جب میں اُسے قتل کرنے کے لئے جھکوں تو وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھے اور کہے کہ میں اسلام لایا اور میری زد سے بچنے کے لئے ایک درخت کی پناہ لے تو اے اللہ کے رسول، کیا میں اسے اس بات کے کہنے کے بعد قتل کر سکتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے قتل نہ کرو۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول، اس نے تو میرا ہاتھ کاٹ دیا اور کاٹنے کے بعد یہ بات کہی تو کیا (ایسی صورت) میں اسے قتل کر دوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (نہیں) اسے قتل نہ کرنا ورنہ وہ اس درجہ پر پہنچ جائیگا جس درجہ پر تم اسے قتل کرنے سے پہلے تھے اور تم اس درجہ پر پہنچ جاؤ گے جس درجہ پر وہ اس بات کو کہنے سے پہلے تھا۔

حضرت اُسامہ بن زید کہتے ہیں:۔

بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ سَرِیَّۃٍ فَصَبَّحْنَا الْحُرَقَاتِ مِنْ جُھَیْنَۃَ فَاَدْرَکْتُ رَجُلًا فَقَالَ لَآ اِلٰہَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک لشکر کے ساتھ روانہ فرمایا۔ صبح کے وقت ہمارا مقابلہ قبیلہ جہینہ کی شاخ حرقات سے ہوا

اِلَّا اللّٰہُ فَطَعَنْتُہٗ (وَفِیْ رِوَایَۃٍ بِرُمْحِیْ حَتّٰی قَتَلْتُہٗ) فَوَقَعَ فِیْ نَفْسِیْ مِنْ ذٰلِکَ فَذَکَرْتُہٗ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَقَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَقَتَلْتَہٗ (وَفِیْ رِوَایَۃٍ اِنِّیْ حَمَلْتُ عَلَیْہِ فَلَمَّا رَاٰی السَّیْفَ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَقَتَلْتَہٗ) قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّمَا قَالَہَا خَوْفًا مِنَ السِّلَاحِ قَالَ اَفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِہٖ حَتّٰی تَعْلَمَ اَقَالَہَا اَمْ لَا (وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَقَتَلْتَہٗ بَعْدَ مَا قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ قَالَ فَمَا زَالَ یُکَرِّرُہَا عَلَیَّ) فَمَا زَالَ یُکَرِّرُہَا عَلَیَّ (وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ کَیْفَ تَصْنَعُ بِلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِذَا جَاءَتْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِسْتَغْفِرْ لِیْ قَالَ وَکَیْفَ تَصْنَعُ بِلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِذَا جَاءَتْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ قَالَ فَجَعَلَ لَا یَزِیْدُہٗ عَلٰی اَنْ یَّقُوْلَ کَیْفَ تَصْنَعُ بِلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِذَا جَاءَتْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ) حَتّٰی تَمَنَّیْتُ اَنِّیْ اَسْلَمْتُ یَوْمَئِذٍ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم قتل الکافر بعد ان قال لا الٰہ الا اللّٰہ جزء اول ص ۵۵ و ص ۵۶)۔

میں نے ایک شخص کو پایا اور اس پر حملہ کیا جب اس نے تلوار دیکھی تو "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ" پڑھا میں نے اس کے نیزہ چبھویا اور اسے قتل کر دیا۔ اس بات سے میرے دل میں کھٹکا پیدا ہوا میں نے اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے اس کے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے کے باوجود قتل کر دیا۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول اس نے ہتھیار کے خوف سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے اس کے دل کو چیر کر کیوں نہ دیکھا کہ اس نے دل سے کلمہ پڑھا ہے یا دل سے نہیں پڑھا۔ آپ نے پھر فرمایا: کیا تم نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہنے کے بعد قتل کیا۔ آپ بار بار یہی فرما رہے تھے۔ آپ یہ بھی فرماتے رہے کہ جب وہ قیامت کے دن لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے ساتھ آئے گا تو تم کیا کرو گے۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول، میرے لئے مغفرت طلب کیجئے۔ آپ نے فرمایا جب وہ قیامت کے دن لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لے کر آئے گا تو تم کیا کرو گے۔ پھر آپ نے مجھ سے مزید کچھ نہیں فرمایا سوائے اس کے کہ آپ یہی کہتے رہے کہ جب وہ قیامت کے دن لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ساتھ آئے گا تو تم کیا کرو گے جب آپ نے بار بار یہ بات کہی تو میں نے تمنا کی کہ کاش میں نے آج اسلام قبول کیا ہوتا۔

مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ ابتداء میں صرف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھنے ہی سے جان محفوظ ہو جاتی ہے۔ پھر جب نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی کا وقت آجاتا ہے تو پھر جنگ کے موقوف

کرنے کادارومدار نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے پر ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَشْھَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوا الزَّکٰوۃَ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِکَ عَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَاءَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ (وَفِیْ رِوَایَۃٍ مُسْلِمٍ اِلَّا بِحَقِّھَا) وَحِسَابُھُمْ عَلَی اللّٰہِ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ فخلوا سبیلھم جزء اول ص۱۳ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب الامر بقتال الناس حتی یقولوا لا الٰہ الا اللّٰہ جزء اول ص۳۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک لڑوں جب تک وہ اس بات کی گواہی نہ دیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں پھر جب وہ یہ کام کریں تو انہوں نے مجھ سے اپنی جانوں اور اپنے مالوں کو محفوظ کرلیا سوائے اس کے کہ اسلام کا حق (ان سے لیا جائیگا) اور (اگر وہ دل سے ایمان نہیں لائے ہوں گے تو) ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہوگا۔

یہ حدیث اس سورت کی آیت ۵ اور آیت زیر تفسیر کے بالکل مطابق ہے گویا یہ حدیث ان آیتوں کی تفسیر ہے۔

آیت زیر تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ دینی بھائی بننے کے لئے تین باتیں ضروری ہیں۔

(۱) شرک اور کفر سے توبہ (۲) نماز قائم کرنا (۳) زکوٰۃ ادا کرنا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:۔

لَمَّا بَعَثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُعَاذًا نَحْوَ الْیَمَنِ قَالَ لَہٗ اِنَّکَ تَقْدِمُ عَلٰی قَوْمٍ مِّنْ اَھْلِ الْکِتَابِ فَلْیَکُنْ اَوَّلَ مَا تَدْعُوْھُمْ اِلٰی اَنْ یُّوَحِّدُوا اللّٰہَ تَعَالٰی فَاِذَا عَرَفُوْا ذٰلِکَ فَاَخْبِرْھُمْ اَنَّ اللّٰہَ فَرَضَ عَلَیْھِمْ خَمْسَ صَلَوٰتٍ فِیْ یَوْمِھِمْ وَلَیْلَتِھِمْ فَاِذَا صَلَّوْا فَاَخْبِرْھُمْ اَنَّ اللّٰہَ افْتَرَضَ عَلَیْھِمْ زَکَاۃً فِیْ اَمْوَالِھِمْ تُؤْخَذُ مِنْ غَنِیِّھِمْ فَتُرَدُّ عَلٰی فَقِیْرِھِمْ فَاِذَا اَقَرُّوْا

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو یمن کی طرف روانہ فرمایا تو ان سے فرمایا: تم اہل کتاب کی ایک قوم کی طرف جارہے ہو لہٰذا جس چیز کی تم سب سے پہلے انہیں دعوت دو وہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی توحید کو تسلیم کریں جب وہ توحید کو سمجھ لیں تو پھر انہیں بتانا کہ اللہ نے ان پر دن ورات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں جب وہ نماز پڑھیں تو انہیں بتانا کہ اللہ نے ان کے اموال میں زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مال دار

بِذَالِكَ فَخُذْ مِنْهُمْ وَتُوْقَّ كَرَائِمَ أَمْوَالِ النَّاسِ (صحیح بخاری کتاب التوحید باب ماجاء فی دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم امتہ الی توحید اللہ تبارک و تعالیٰ جزء ۹ ص ۱۴۲)

سے لی جائے گی اور ان کے محتاج کو لوٹا دی جائے گی۔ جب وہ اس بات کو مان لیں تو ان سے زکوٰۃ لے لینا لیکن ان کے بہترین مال کو لینے سے پرہیز کرنا۔

آگے فرمایا (وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ) جاننے والوں کے لئے ہم اپنی آیات کو علیحدہ علیحدہ بیان کر رہے ہیں تاکہ سمجھنے میں الجھن نہ ہو۔

عمل

اے ایمان والو، جب کافر عہد کی خلاف ورزی کریں تو پھر ان کے عہد کو کوئی اہمیت نہ دیجئے ہاں وہ اپنے عہد کی پابندی کریں تو آپ بھی پابندی کیجئے۔

اے ایمان والو، تقویٰ کا تقاضا ہے کہ عہد کی پابندی کی جائے لہذا آپ تقویٰ کے تقاضے کو پورا کیجئے۔ تقویٰ اختیار کیجئے تاکہ اللہ تعالےٰ آپ سے محبت کرے۔

اے لوگو، جو دل میں ہو وہی زبان سے ادا کیجئے۔ خوشامدانہ باتیں نہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ کی آیات کو دنیا کے عارضی فائدے کی خاطر نہ بیچئے۔ اللہ کے راستہ سے کسی کو نہ روکئے۔

اے لوگو، قرابت اور عہد کا لحاظ رکھئے۔ اس سلسلہ میں جو قیود و شرائط ہوں ان سے تجاوز نہ کیجئے

اے ایمان والو، اگر کافر توبہ کر کے ایمان لے آئیں نماز ادا کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو پھر انہیں اپنا دینی بھائی سمجھئے۔ اگر وہ ان تین کاموں میں سے ایک بھی چھوڑ دیں تو پھر وہ دینی بھائی نہیں رہیں گے۔

وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ
عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ
فَقَاتِلُوْٓا اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ
لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ
يَنْتَهُوْنَ ﴿۱۲﴾ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ
قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا
بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ
بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ
اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ

تَخْشَوْنَهُۥٓ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٣﴾
قَٰتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ ٱللَّهُ
بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنصُرْكُمْ
عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ
مُّؤْمِنِينَ ﴿١٤﴾ وَيُذْهِبْ
غَيْظَ قُلُوبِهِمْ ۗ وَيَتُوبُ
ٱللَّهُ عَلَىٰ مَن يَشَآءُ ۗ وَٱللَّهُ
عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١٥﴾ أَمْ حَسِبْتُمْ
أَن تُتْرَكُوا۟ وَلَمَّا يَعْلَمِ ٱللَّهُ

الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَ
لَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ
وَلِيْجَةً ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾

ترجمہ اور (اے ایمان والو) اگر یہ لوگ عہد کرنے کے بعد اپنے قسموں کو توڑ ڈالیں اور تمہارے دین میں عیب نکالیں تو ان کی قسموں کا کوئی لحاظ نہ کرو بلکہ کفر کے ان سرغنوں سے (خوب) لڑو تاکہ یہ لوگ (اپنی حرکتوں سے) باز آجائیں (۱۲) (اور تم) ایسے لوگوں سے کیوں نہ لڑو جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا، رسول کو (مکہ سے) نکالنے کا ارادہ کیا اور (عہد شکنی کے معاملہ میں) تم سے پہلے ابتداء کی، (اے ایمان والو) کیا تم ان سے ڈرتے ہو (تمہیں ان سے ڈرنا نہیں چاہئے بلکہ) اگر تم مؤمن ہو تو اللہ ہی حقدار ہے کہ تم اس سے ڈرو (۱۳) (اے ایمان والو) ان (کافروں) سے لڑو، اللہ ان کو تمہارے ہاتھوں سے عذاب دیگا، انہیں ذلیل وخوار کریگا، ان کے مقابلہ میں تمہاری مدد کرے گا اور (اس طرح) ایمان والوں کے سینوں کو شفا بخشے گا (۱۴) یعنی ان کے دلوں کے غصہ کو دور کر دے گا اور (اپنے علم اور اپنی حکمت کی بنیاد پر) جس شخص کی چاہے گا توبہ قبول کرلے گا، (بے شک) وہ علم والا اور حکمت والا ہے (۱۵) (اور اے ایمان والو) کیا تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ تمہیں یونہی چھوڑ دیا جائے گا. حالانکہ ابھی تو اللہ نے (تمہارے عمل کے ذریعہ) یہ دیکھا ہی نہیں کہ تم میں سے کون جہاد کرتا ہے اور کون اللہ، اس کے رسول اور مؤمنین کے علاوہ کسی کو اپنا رازداں نہیں بناتا اور (علم کے لحاظ سے تو)

اللہ تمہارے ہر کام سے واقف ہے جو تم کر رہے ہو یا (آئندہ کبھی) کرو گے (۱۶)

معانی ومصادر (نَکَثُوْا) نَکَثَ، یَنْکُثُ، نَکْثٌ (ن، ض) توڑنا۔
(ھَمُّوْا) ھَمَّ، یَھُمُّ، ھَمٌّ (ن) ارادہ کرنا۔
(بَدَءُوْا) بَدَأَ، یَبْدَأُ، بَدْءٌ (ف) شروع کرنا۔
(وَلِیْجَۃٌ) وَلَجَ، یَلِجُ، وُلُوْجٌ (ض) داخل ہونا (وَلِیْجَۃٌ = دخیل، رازداں، معتمد علیہ)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَاِنْ نَّکَثُوْٓا اَیْمَانَھُمْ مِّنْ بَعْدِ عَھْدِھِمْ وَطَعَنُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّۃَ الْکُفْرِ) اور اے ایمان والو، اگر کافر قسمیں کھا کر عہد کریں اور پھر عہد کرنے کے بعد اپنی قسموں کو توڑ ڈالیں اور تمہارے دین میں عیب نکالیں، احکامات دین پر طعن کریں اور ان کا مذاق اڑائیں تو پھر ان کفر کے سرغنوں سے جنگ کرو (اِنَّھُمْ لَآ اَیْمَانَ لَھُمْ) ان کی قسموں اور ان کے عہد و پیمان کا کوئی اعتبار نہیں۔ اب ان سے خوب لڑو (لَعَلَّھُمْ یَنْتَھُوْنَ) تاکہ یہ اپنی حرکتوں سے باز آجائیں (اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّکَثُوْٓا اَیْمَانَھُمْ وَھَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَھُمْ بَدَءُوْکُمْ اَوَّلَ مَرَّۃٍ) اور اے ایمان والو، آخر تم ایسے لوگوں سے کیوں نہ لڑو جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا، یہی تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسول کو مکہ سے نکالنے کا ارادہ کیا تھا اور اب معاہدہ کی خلاف ورزی کی ابتداء بھی انہی کی طرف سے ہوئی (اَتَخْشَوْنَھُمْ فَاللّٰہُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْہُ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ) کیا تم ان لوگوں سے ڈرتے ہو، اگر تم مؤمن ہو تو تمہارے لئے بس اللہ تعالیٰ حق دار ہے کہ تم اس سے ڈرو (قَاتِلُوْھُمْ یُعَذِّبْھُمُ اللّٰہُ بِاَیْدِیْکُمْ وَیُخْزِھِمْ وَیَنْصُرْکُمْ عَلَیْھِمْ) اے ایمان والو، تو اب تم ان سے بے خوف ہو کر لڑو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھوں سے ان کو عذاب دیگا، ان کو رسوا کریگا اور تم کو ان پر فتح عنایت کریگا (وَیَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ) اور اس طرح مؤمنین کے سینوں کو شفا بخشے گا، دلوں کو سکون عطاء فرمائے گا (وَیُذْھِبْ غَیْظَ قُلُوْبِھِمْ) اور ان کے دلوں میں جو غیظ و غضب بھرا ہوا ہے اسے دور کر دیگا (وَیَتُوْبُ اللّٰہُ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ) اور اپنے علم و حکمت کی بنیاد پر جس کی چاہے گا توبہ قبول کرلیگا۔ وہ علم والا اور حکمت والا ہے۔

بظاہر اللہ تعالیٰ مؤمنین کے ہاتھوں سے کافروں کو قتل کراتا ہے لیکن ان کے قتل کا اصل فاعل اللہ تعالیٰ ہی ہوتا ہے۔ وہی مؤمنین کو کافروں کو قتل کرنے کی توفیق بخشتا ہے اور وہی اپنی نصرت سے مؤمنین کو کافروں پر فتح دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلَمْ تَقْتُلُوْھُمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ قَتَلَھُمْ۔ (الانفال۔ ۱۷)

(اور اے ایمان والو بدر کے میدان میں) تم نے ان (کافروں) کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ

نے ان کو قتل کیا۔

آگے فرمایا (اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ) اور اے ایمان والو، کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ تمہیں یونہی چھوڑ دیا جائیگا حالانکہ ابھی تو اللہ تعالیٰ نے (تمہارے عمل کے ذریعہ) یہ دیکھا ہی نہیں کہ تم میں سے کون اللہ تعالےٰ کے راستہ میں جہاد کرتے ہیں اور کون جہاد سے پہلو تہی کرتے ہیں اور اللہ تعالےٰ یہ بھی دیکھنا چاہتا ہے کہ تم میں کون ہیں جو اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور مؤمنین کے علاوہ کسی کو دوست اور رازدان نہیں بناتے۔ آیت سے واضح ہوتا ہے کہ آزمائش ضرور ہوگی۔ بغیر آزمائش کے نہیں چھوڑا جائے گا اور بغیر آزمائش کے جنت نہیں ملے گی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ○
(العنکبوت - ۲)

کیا لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ انہیں بس اتنا کہنے پہ چھوڑ دیا جائیگا کہ "ہم ایمان لائے" اور ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ، اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ○
(البقرۃ - ۲۱۴)

(اے ایمان والو) کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ جنت میں یونہی داخل ہو جاؤ گے حالانکہ جو لوگ تم سے پہلے گذر چکے ہیں ان لوگوں جیسی مصیبتیں تمہیں پیش نہیں آئیں، ان کو بڑی بڑی سختیاں اور تکلیفیں پہنچیں اور وہ خوب جھنجھوڑے گئے یہاں تک کہ رسول اور ایمان والے جو ان کے ساتھ تھے پکار اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی، (اللہ تعالےٰ نے فرمایا) خبردار ہو جاؤ اللہ کی مدد عنقریب آنے والی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ○
(آل عمران - ۱۴۲)

(اے ایمان والو) کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تم جنت میں یونہی داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تو اللہ نے نہ تو تم میں سے جہاد کرنے والوں کو ممیز کیا اور نہ ثابت قدم رہنے والوں کو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ وَنَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ ○

(محمد۔ ۳۱)

اور (اے ایمان والو) ہم ضرور تمہاری آزمائش کریں گے یہاں تک کہ ہم تم میں سے جہاد کرنے والوں اور ثابت قدم رہنے والوں کو (ان کے عمل سے) نہ جان لیں اور تمہارے حالات کی جانچ نہ کرلیں۔

الغرض اللہ تعالیٰ ایمان والوں کی آزمائش ضرور کرتا ہے اور کریگا۔ آیت زیر تفسیر میں دو قسم کی آزمائشوں کا ذکر ہے۔

① اللہ تعالےٰ کے راستہ میں جہاد کرنا۔

② اللہ تعالیٰ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مؤمنین کے علاوہ کسی کو اپنا دوست اور رازداں نہ بنانا۔

جو لوگ جہاد سے پہلوتہی کریں گے یا کافروں کو اپنا دوست اور رازداں بنائیں گے وہ آزمائش میں ناکام ہو جائیں گے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ، يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ، اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ، وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ○

(الممتحنۃ۔ ۱)

اے ایمان والو، اگر تم میرے راستہ میں جہاد کرنے اور میری رضاء کی جستجو میں (اپنے گھروں سے) نکلے ہو تو میرے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو (اپنا) دوست نہ بناؤ، تم ان کی طرف محبت کے پیغام بھیجتے ہو حالانکہ وہ جو حق تمہارے پاس آیا ہے اس کا انکار کرتے ہیں، وہ رسول کو اور تم کو صرف اس وجہ سے نکالتے ہیں کہ تم اپنے رب اللہ پر ایمان لائے ہو، تم چپکے چپکے ان کی طرف محبت کا پیغام بھیجتے ہو اور میں خوب جانتا ہوں جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو، تم میں سے جو شخص (آئندہ) ایسا کرے گا وہ سیدھے راستہ سے بھٹک جائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ، اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ، اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ، اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○

(المجادلۃ - ۲۲)

(اے رسول) آپ ایسی قوم نہیں پائیں گے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو پھر وہ ان لوگوں سے دوستی رکھے جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں خواہ وہ ان کے باپ، بیٹے، بھائی اور خاندان کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں، یہ (ایمان والے) وہ لوگ ہیں کہ اللہ نے ان کے دلوں میں ایمان کو تحریر کر دیا ہے اور اپنی روح سے ان کو مدد دی ہے، اللہ ان کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، اللہ ان سے خوش، وہ اللہ سے خوش ہوں گے، یہی لوگ اللہ کا لشکر ہیں (اور) خبردار ہو جاؤ کہ اللہ کا لشکر ہی فلاح پائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ، وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ○

(اٰل عمران - ۲۸)

ایمان والوں کو چاہئے کہ مؤمنین کے مقابلہ میں کافروں کو دوست نہ بنائیں اور جو شخص ایسا کریگا تو اس کے لئے کسی صورت میں بھی اپنے آپ کو اللہ سے (بچانے کا کوئی عذر) نہ ہوگا سوائے اس صورت کے کہ (اے ایمان والو) تمہیں ان سے نقصان پہنچنے کا قوی اندیشہ ہو اور (اگر ایسی صورت نہ ہو تو ان کو دوست بنانا، اللہ کے غضب میں گرفتار ہونا ہے) اللہ تم کو اپنے نفس سے ڈراتا ہے (تاکہ تم اس کے غضب سے بچ جاؤ) اور (یہ بھی ذہن نشین کر لو کہ) تمہیں اللہ ہی کی طرف لوٹ کر آنا ہے (پھر وہ تمہیں وہاں ان سے دوستی کرنے کی سزا دیگا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ○
(النسآء۔ ۱۴۴)

اے ایمان والو، مؤمنین کو چھوڑ کر کافروں کو (اپنا) دوست نہ بناؤ، کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ کو اپنے اوپر (عذاب بھیجنے کے لئے) کوئی کھلی دلیل فراہم کر دو۔

الغرض اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ تمہاری آزمائش کر کے یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ کون تم میں سے اللہ کے راستہ میں اپنی جان، اپنا مال، اپنے دوست واحباب کو قربان کرتا ہے اور کون نہیں کرتا۔ وہ تمہارے اعمال سے اس چیز کو ثابت کرنا چاہتا ہے (وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ) ورنہ علم کے لحاظ سے تو اُسے معلوم ہے کہ تم کیا کر رہے ہو اور آئندہ کیا کرو گے۔

عمل

اے ایمان والو، اگر کافر اپنے عہد و پیمان کو توڑ ڈالیں اور دین اسلام پر طعن کریں تو پھر اُن کفر کے سرغنوں سے ضرور جنگ کیجئے اور ان کے عہد و پیمان کا بالکل لحاظ نہ کیجئے۔

اے ایمان والو، عہد توڑنے والوں سے جنگ کیجئے اور ان سے بالکل نہ ڈریئے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈریئے۔ اللہ تعالیٰ ہی حقدار ہے کہ اس سے ڈرا جائے۔

اے ایمان والو، اپنے عہد و پیمان کو توڑنے والے کافروں سے بے خوف ہو کر جنگ کیجئے اور اللہ تعالیٰ کی اس خوشخبری سے کہ وہ تمہارے ہاتھ سے انہیں سزا دیگا اور تمہیں ان پر فتح دے گا مطمئن رہیئے۔

اے ایمان والو، جہاد کے لئے تیار رہیئے۔ جہاد سے پہلوتہی نہ کیجئے اور کافروں کو اپنا دوست اور رازداں نہ بنائیے۔

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا
مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى
اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ، اُولٰٓئِكَ
حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ وَفِى النَّارِ
هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿١٧﴾ اِنَّمَا يَعْمُرُ
مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ
وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ
وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ
اِلَّا اللّٰهَ، فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ

يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۸﴾

ترجمہ مشرکین کے لئے زیبا نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں باوجود اس بات کے کہ وہ (اپنے اقوال و اعمال سے) خود اپنے اوپر (اپنے) کفر کے گواہ ہوں، یہی لوگ ہیں جن کے سب اعمال رائیگاں ہو جائیں گے اور یہی لوگ ہیں جو ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے ﴿۱۷﴾ اللہ کی مسجدیں تو بس اس شخص کو آباد کرنی چاہئیں جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لائے، نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے، اور اللہ کے علاوہ کسی سے نہ ڈرے، ایسے ہی لوگوں کے متعلق امید کی جا سکتی ہے کہ وہ ہدایت یاب لوگوں سے ہوں گے ﴿۱۸﴾

معانی و مصادر (یَعْمُرُوْا) عَمَرَ، یَعْمُرُ، عَمْرٌ (ن) آباد کرنا، مقیم ہونا، تعمیر کرنا۔ (حَبِطَتْ) حَبِطَ، یَحْبَطُ، حَبْطٌ و حُبُوْطٌ (س) اکارت ہونا۔

تفسیر فتح مکہ تک مسجد الحرام پر مشرکین کا قبضہ تھا اور وہ اپنے کو مسجد الحرام کے آباد کرنے کا حقدار سمجھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ) مشرکین کو کوئی حق نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو آباد کریں باوجود اس بات کے کہ وہ اپنے اقوال و افعال سے خود اپنے اوپر کفر کے گواہ ہوں (اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ) ان کو مسجدیں آباد کرنے سے آخر کیا فائدہ ہے۔ ان کے تو سارے اعمال رائگاں ہیں، ان کا کوئی عمل مقبول نہیں ہوگا (وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ) اور وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے (اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ) اللہ تعالیٰ کی مسجدیں تو بس اس شخص کو آباد کرنی چاہئیں جو اللہ تعالیٰ پر اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہو، نماز قائم کرتا ہو، زکوٰۃ ادا کرتا ہو اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے نہ ڈرتا ہو (فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ) ایسے ہی لوگوں کے متعلق امید کی جا سکتی ہے کہ وہ ہدایت پانے والوں میں سے ہوں گے یعنی ایسے ہی لوگوں کے متعلق امید کی جا سکتی ہے کہ وہ منزل مقصود پر پہنچ جائیں گے۔ جو لوگ منزل مقصود پر پہنچ ہی نہیں سکتے انہیں مسجدیں آباد کرنے سے کیا فائدہ ہے۔ کفر و شرک کی وجہ سے یہ نیکی ان کے کام نہیں آئے گی لہٰذا انہیں مسجدیں آباد نہیں کرنی چاہئیں۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالےٰ پر اور یوم آخرت پر ایمان لائیے۔ نماز قائم کیجئے، زکوٰۃ ادا کرتے رہئے اور اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی سے نہ ڈریئے۔ یہی وہ چیزیں ہیں جن کی بدولت آپ ہدایت پر چل کر منزل مقصود پر پہنچ سکتے ہیں۔

أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ
بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، لَا يَسْتَوٗنَ
عِنْدَ اللّٰهِ، وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي
الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾ اَلَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ
وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ

اللّٰهِ، وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۲۰﴾
يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ
وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا
نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ﴿۲۱﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ
اَبَدًا اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۲﴾

ترجمہ (اے لوگو) کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد حرام کی تعمیر کرنے (والے) کو اس شخص کے مثل سمجھ لیا جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لائے اور اللہ کے راستہ میں جہاد کرے اللہ کے نزدیک یہ (دونوں) برابر نہیں ہیں، (ایمان لاکر جہاد کرنے والوں کو تو اللہ تعالےٰ سیدھے راستہ پر چلاکر منزل مقصود تک پہنچا دیتا ہے لیکن) ظالم لوگوں کو جو نہ ایمان لائیں اور نہ جہاد کریں اللہ (کبھی) سیدھے راستہ پر چلاکر منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا ﴿۱۹﴾ جن لوگوں نے ایمان قبول کیا ہجرت کی اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کے راستہ میں جہاد کیا (یہ لوگ) اللہ کے نزدیک درجہ میں بہت بڑے ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہیں ﴿۲۰﴾ ان کا رب ان کو اپنی رحمت اور رضوان کی خوشخبری دیتا ہے اور ایسی جنتوں کی بھی خوشخبری دیتا ہے جن میں ان کے لئے دائمی نعمتیں ہوں گی ﴿۲۱﴾ یہ لوگ ان جنتوں میں ہمیشہ رہیں گے، بے شک (ان لوگوں کے لئے) اللہ کے ہاں بڑا اجر ہے ﴿۲۲﴾

معانی ومصادر (سِقَايَةٌ) سَقٰى، يَسْقِيْ، سَقْيٌ (ض) پلانا (سِقَايَةٌ = پانی پلانے کی جگہ)
(اَلْحَآجُّ) حَجَّ، يَحُجُّ، حَجٌّ (ن) زیارت کرنا (حَاجٌّ = زیارت کرنے والا)

(عِمَارَۃٌ) عَمَرَ، یَعْمُرُ، عَمْرٌ (ن) مقیم ہونا، بنانا۔ (عِمَارَۃٌ = تعمیر کرنا، آباد کرنا)۔

شانِ نزول

حضرت نعمان بن بشیر فرماتے ہیں:۔

كُنْتُ عِنْدَ مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ مَا أُبَالِيْ اَنْ لَا اَعْمَلَ عَمَلًا بَعْدَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اَنْ اَسْقِيَ الْحَاجَّ وَقَالَ اٰخَرُ مَا اُبَالِيْ اَنْ لَا اَعْمَلَ عَمَلًا بَعْدَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اَنْ اَعْمُرَ الْمَسْجِدَ الْحَرَامِ وَقَالَ الْاٰخَرُ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَفْضَلُ مِمَّا قُلْتُمْ فَزَجَرَهُمْ عُمَرُ وَقَالَ لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ عِنْدَ مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَلٰكِنْ اِذَا صَلَّيْتُ الْجُمُعَةَ دَخَلْتُ فَاسْتَفْتَيْتُهُ فِيْمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ الْاٰيَةَ اِلٰى اٰخِرِهَا (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الشہادۃ فی سبیل اللہ جزء ۲ ص ۱۴۷)

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے پاس تھا۔ ایک شخص نے کہا: مجھے کوئی پرواہ نہیں اگر میں اسلام لانے کے بعد کوئی عمل نہ کروں سوائے حاجیوں کو پانی پلانے کے۔ دوسرے نے کہا: مجھے کوئی پرواہ نہیں اگر میں اسلام لانے کے بعد کوئی عمل نہ کروں سوائے مسجد حرام کی تعمیر کرنے اور اس کو آباد کرنے کے تیسرے نے کہا: اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا ان کاموں سے افضل ہے جن کاموں کا تم نے ذکر کیا۔ عمر نے ان کو دھمکایا اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے پاس اپنی آوازیں بلند نہ کرو۔ (نعمان کہتے ہیں) وہ جمعہ کا دن تھا۔ (عمر نے کہا) جمعہ کی نماز پڑھنے کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤں گا اور جس بات میں تم اختلاف کر رہے ہو اس کے متعلق میں آپ سے دریافت کروں گا۔ اسی موقع پر اللہ عزوجل نے یہ آیات نازل فرمائیں اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ الاٰیۃ (کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد حرام کے آباد کرنے (والے) کو اس شخص کے مثل سمجھ لیا ہے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور اللہ کے راستہ میں جہاد کرتا ہو۔ اللہ کے نزدیک یہ (دونوں) برابر نہیں ہیں۔ اللہ ظالم لوگوں کو سیدھے راستہ پر

چلاکر منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا۔

تفسیر اس آیت میں تین کاموں کا ذکر ہے :۔

۱ حاجیوں کو پانی پلانا۔ یہ بھی نیک کام ہے۔ اسی کام کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر رات کے وقت حضرت عباسؓ کو منیٰ کی حاضری سے مستثنیٰ کر دیا تھا :۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں :۔

اَنَّ الْعَبَّاسَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِسْتَاْذَنَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِیَبِیْتَ بِمَکَّۃَ لَیَالِیَ مِنًی مِنْ اَجْلِ سِقَایَتِہٖ فَاَذِنَ لَہٗ (صحیح بخاری کتاب الحج باب ھل یبیت اصحاب السقایۃ او غیرھم بمکۃ لیالی منیً جزء ۲ ص ۲۱۷ وصحیح مسلم کتاب الحج باب وجوب المبیت بمنیً لیالی ایام التشریق جزء اول ص ۴۲۹)

عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منیٰ کی راتوں میں پانی پلانے کی وجہ سے مکہ میں رہنے کی اجازت طلب کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دے دی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں :۔

قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی رَاحِلَتِہٖ وَخَلْفَہٗ اُسَامَۃُ فَاسْتَسْقٰی فَاَتَیْنَاہُ بِاِنَاءٍ مِنْ نَبِیْذٍ فَشَرِبَ وَ سَقٰی فَضْلَہٗ اُسَامَۃَ وَقَالَ اَحْسَنْتُمْ وَ اَجْمَلْتُمْ کَذَا فَاصْنَعُوْا (صحیح مسلم کتاب الحج باب وجوب المبیت بمنیً لیالی ایام التشریق جزء اول ص ۴۲۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر تشریف لائے۔ آپ کے پیچھے اسامہ بیٹھے ہوئے تھے آپ نے پانی مانگا تو ہم نے آپ کو نبیذ کا ایک پیالہ پیش کیا۔ آپ نے نبیذ پی اور باقی بچی ہوئی اسامہ کو پلا دی۔ پھر ہم سے فرمایا! تم اچھا کام کر رہے ہو اور عمدہ کام کر رہے ہو، اسی طرح کرتے رہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی پلانے کو صرف اچھا کام ہی نہیں کہا بلکہ اس کام کی خود بھی تمنا کی۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں :۔

ثُمَّ اَتٰی (رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) زَمْزَمَ وَھُمْ یَسْقُوْنَ وَیَعْمَلُوْنَ فِیْھَا فَقَالَ اِعْمَلُوْا فَاِنَّکُمْ عَلٰی عَمَلٍ صَالِحٍ ثُمَّ قَالَ لَوْلَا اَنْ تُغْلَبُوْا لَنَزَلْتُ حَتّٰی اَضَعَ الْحَبْلَ عَلٰی ھٰذِہٖ یَعْنِیْ عَاتِقِہٖ

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمزم پر تشریف لائے۔ وہ لوگ پانی پلا رہے تھے اور اس سلسلہ میں (ضروری) خدمت انجام دے رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: یہ کام کئے جاؤ اس لئے کہ تم اچھے عمل پر (قائم) ہو۔ اگر (یہ

(صحیح بخاری کتاب الحج باب سقایۃ الحاج جزء ۲ ص ۱۹۱)

اندیشہ نہ ہوتا کہ) تم مغلوب ہو جاؤ گے تو میں (سواری سے) اترتا اور رسی کو اس پر (یعنی اپنے کندھے) پر رکھتا (اور پانی کھینچ کھینچ کر پلاتا)۔

(۲) دوسرا نیک کام جس کا ذکر اس آیت میں ہے وہ ہے مسجد الحرام کی تعمیر اور اس کا آباد کرنا۔ مسجدوں کا تعمیر کرنا بہت ثواب کا کام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا لِلّٰهِ بَنَى اللّٰهُ لَهٗ فِى الْجَنَّةِ مِثْلَهٗ (صحیح مسلم کتاب المساجد باب فضل بناء المساجد والحث علیہا جزء اول ص ۲۱۶ وکتاب الزھد باب فضل بناء المساجد جزء ۲ ص ۵۹۲ وصحیح بخاری کتاب الصلوۃ باب من بنی مسجدا جزء اول ص ۱۲۲ واللفظ لمسلم)

جو شخص اللہ کی (رضاء جوئی کے لئے) مسجد بناتا ہے تو اللہ اس کے لئے جنت میں اسی جیسا (مکان) بناتا ہے۔

مسجد کو آباد کرنا بھی بہت اچھا کام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِىْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ اِمَامٌ عَادِلٌ وَشَابٌّ نَشَأَ فِىْ عِبَادَةِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ فِى الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِى اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّىْ اَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهٗ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ (صحیح بخاری کتاب الزکوۃ باب الصدقۃ بالیمین جزء ۲ ص ۱۳۸ وصحیح مسلم کتاب الزکوۃ باب فضل اخفاء الصدقۃ جزء اول ص ۳۱۲)

سات آدمی ایسے ہیں جن کو اللہ تعالےٰ (اس دن) اپنے سایہ میں جگہ دیگا جس دن اسکے سایہ کے سوا کہیں سایہ نہ ہوگا! (۱) عادل امام (۲) وہ نوجوان جو اللہ کی عبادت میں نشوونما پا رہا ہو (۳) وہ آدمی جس کا دل مسجد میں لٹکا رہتا ہو (یعنی جو یہ چاہتا ہو کہ مسجد ہی میں بیٹھا رہوں) (۴) وہ دو آدمی جو اللہ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہوں (دونوں جمع ہوں تو اسی (محبت) پر اور علیحدہ ہوں تو اسی (محبت پر) (۵) وہ مرد جس کو منصب اور حسن والی عورت بلائے اور وہ یہ کہہ دے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں (۶) وہ آدمی جو اتنا چھپا کر صدقہ دے کہ بائیں ہاتھ کو نہ معلوم ہو سکے کہ دائیں ہاتھ

نے کیا دیا اور (۷) وہ شخص جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرے اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجدوں میں دل لگا رہنا یعنی بار بار مسجد جانے کی خواہش اور وہاں عبادت کرنا بہت اچھا عمل ہے۔

(۳) تیسرا نیک کام جس کا ذکر اس آیت زیر تفسیر میں ہے وہ جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاد کو حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد الحرام کو آباد کرنے سے افضل قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، (اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ) اے لوگو، کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد حرام کو آباد کرنے (والے) کو اس شخص کے مثل سمجھ لیا جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرے۔ (لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ) اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ (لوگ اجر و ثواب اور درجات میں) برابر نہیں۔ (ایمان لاکر جہاد کرنے والوں کو تو اللہ تعالیٰ منزل مقصود پر پہنچا دیتا ہے) وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ) لیکن ظالم لوگوں کو جو نہ ایمان لائیں اور نہ جہاد کریں اللہ تعالیٰ منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا۔ یعنی یہ لوگ کامیاب نہیں ہوتے۔ (اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ) جو لوگ ایمان لے آئیں، ہجرت کریں اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کریں وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں درجہ میں (بہت) زیادہ ہیں (وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ) اور یہی لوگ کامیاب ہیں (يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ) ان کا رب ان کو اپنی رحمت و رضوان کی خوشخبری دیتا ہے اور ایسی جنتوں کی خوشخبری دیتا ہے جن میں ان کے لئے دائمی نعمتیں ہوں گی (خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا) اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ نہ نعمتیں منقطع ہوں گی اور نہ زندگی ختم ہوگی (اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ) بے شک اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسے لوگوں کے لئے بڑا اجر ہے۔

آیات زیر تفسیر کا خلاصہ یہ ہے کہ

(۱) ایمان اور جہاد فی سبیل اللہ حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد الحرام کو آباد کرنے سے بہت زیادہ افضل ہے۔

(۲) ایمان لاکر ہجرت اور جہاد کرنے والوں کے بڑے درجے ہیں۔ ایسے لوگ کامیاب و کامران ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگا اور وہ جنتوں کی ابدی نعمتوں میں ہمیشہ رہیں گے۔

مجاہدین کے درجات کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ فِی الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ اَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مَا بَیْنَ الدَّرَجَتَیْنِ کَمَا بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب درجات المجاهدین فی سبیل اللہ جزء ۴ ص۱۹ و روی مسلم نحوہ فی کتاب الجہاد باب بیان ما اعدہ اللہ تعالیٰ للمجاهد فی الجنة جزء ۲ ص۱۴۹)

جنت میں سو درجے ہیں جو اللہ نے مجاہدین فی سبیل اللہ کے لئے تیار کئے ہیں۔ دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا فاصلہ آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:۔

سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ قَالَ الصَّلٰوةُ عَلٰی مِیْقَاتِهَا قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب فضل الجہاد والسیر جزء ۴ ص۱۷)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: افضل عمل کونسا ہے؟ فرمایا: نماز کا وقت پر ادا کرنا۔ میں نے پوچھا پھر کونسا؟ فرمایا: والدین کے ساتھ نیکی کرنا۔ میں نے پوچھا: پھر کونسا؟ فرمایا! اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:۔

جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ تَعْدِلُ الْجِهَادَ قَالَ لَآ اَجِدُهٗ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب فضل الجہاد والسیر جزء ۴ ص۱۸)

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اس نے کہا: مجھے ایسا عمل بتائیے جو جہاد کے ہم پلّہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ایسا کوئی عمل نہیں پاتا (جو جہاد کے ہم پلّہ ہو)۔

حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں:۔

قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ النَّاسِ اَفْضَلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُؤْمِنٌ یُجَاهِدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب افضل الناس مؤمن یجاهد بنفسه

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول، لوگوں میں سب سے افضل کون ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! مؤمن جو اللہ کے راستہ میں اپنی جان اور اپنے مال سے جہاد کرتا ہو۔

وَمَالِہٖ جزء۴ ص۱۸ وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب فضل الجہاد والرباط جزء۲ ص۱۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَنْ یُّجَاهِدُ فِیْ سَبِیْلِهٖ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ وَتَوَكَّلَ اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِ فِیْ سَبِیْلِهٖ بِاَنْ یَّتَوَفَّاهُ اَنْ یُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْ یَرْجِعَهٗ سَالِمًا مَعَ اَجْرٍ اَوْ غَنِیْمَةٍ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب افضل الناس مؤمن یجاھد بنفسہ ومالہ جزء۴ ص۱۸)

اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والے کی مثال اور یہ تو اللہ ہی جانتا ہے کہ کون اسکے راستہ میں جہاد کرتا ہے ایسی ہے جیسی مثال روزہ رکھنے والے قیام کرنے والے کی اور اللہ نے اپنے راستہ میں جہاد کرنے والے کے لئے یہ ضمانت دے دی ہے کہ اگر اس کو وفات دی تو اس کو جنت میں داخل کردیگا اور اگر اس کو صحیح سالم واپس کیا تو اسے اجر یا غنیمت کے ساتھ واپس کریگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَغَدْوَةٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَوْ رَوْحَةٌ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الغدوۃ والروحۃ فی سبیل اللہ جزء۴ ص۲ وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب فضل الغدوۃ والروحۃ فی سبیل اللہ جزء۲ ص۱۴۸)

اللہ کے راستہ میں صبح یا شام نکلنا دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے۔

الغرض جہاد فی سبیل اللہ کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰی تِجَارَةٍ تُنْجِیْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ○ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ، ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَیُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ، ذٰلِكَ الْفَوْزُ

اے ایمان والو، کیا میں تمہیں ایسی تجارت نہ بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دے (وہ یہ کہ) تم اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کے راستہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرو، اگر تم سمجھو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اللہ تمہارے گناہ معاف کردیگا اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، (ایسے) پاکیزہ مکانات (میں

الْعَظِيْمُ ○ وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ، وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ○
(الصف - ۱۰ تا ۱۳)

داخل کریگا جو) ہمیشہ رہنے والی جنتوں میں (بنائے گئے ہیں) یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور ایک اور چیز (بھی تم کو دے گا) جس کی تمہیں بڑی خواہش ہے (یعنی) اللہ کی طرف سے مدد اور (مستقبل) قریب میں فتح (ممالک) اور (اے رسول) مؤمنین کو (ان فتوحات کی) خوشخبری سنا دیجئے۔

مندرجہ بالا آیات واحادیث گویا آیات زیر تفسیر کی تفسیر ہیں۔

عمل

اے ایمان والو، جہاد کو افضل سمجھئے۔ جہاں تک ممکن ہو جہاد فی سبیل اللہ سے پہلو تہی نہ کیجئے۔
اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کے راستہ میں اپنی جانوں سے بھی جہاد کیجئے اور اپنے مالوں سے بھی جہاد کیجئے۔ اگر خود جہاد نہیں کر سکتے تو کسی غازی کو اپنے روپیہ سے ساز وسامان مہیا کیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَدْ غَزَا۔ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب فضل من جہز غازیا جزء ۴ ص ۳۲ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ کتاب فضل اعانۃ الغازی جزء ۲ ص ۱۵۲)

جس شخص نے اللہ کے راستہ میں جنگ کرنے والے کے لئے سامان جنگ مہیا کیا تو اس نے بھی (اللہ کے راستہ میں) جنگ کی۔

اے ایمان والو، جہاد کرنے والوں کے لئے جنت میں دائمی نعمتیں اور بڑے بڑے اجر ہیں لہذا جہاد سے تساہل نہ برتئے۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَتَّخِذُوٓاْ
ءَابَآءَكُمۡ وَإِخۡوَٰنَكُمۡ أَوۡلِيَآءَ
إِنِ ٱسۡتَحَبُّواْ ٱلۡكُفۡرَ عَلَى ٱلۡإِيمَٰنِ
وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمۡ فَأُوْلَٰٓئِكَ
هُمُ ٱلظَّٰلِمُونَ ﴿٢٣﴾ قُلۡ إِن كَانَ
ءَابَآؤُكُمۡ وَأَبۡنَآؤُكُمۡ وَإِخۡوَٰنُكُمۡ
وَأَزۡوَٰجُكُمۡ وَعَشِيرَتُكُمۡ
وَأَمۡوَٰلٌ ٱقۡتَرَفۡتُمُوهَا وَتِجَٰرَةٞ
تَخۡشَوۡنَ كَسَادَهَا وَمَسَٰكِنُ

تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ
اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِىْ
سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِىَ
اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ، وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى
الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۴﴾

ترجمہ (اے ایمان والو) اگر تمہارے آباء (واجداد) اور تمہارے بھائی بند ایمان کے مقابلہ میں کفر کو پسند کریں تو ان کو دوست نہ بناؤ، اور (خبردار ہو جاؤ کہ) تم میں سے جو لوگ ان کو دوست بنائیں گے وہ (یقیناً) ظالم ہیں ﴿۲۳﴾ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ (اے ایمان والو) اگر تم کو اپنے باپ، بیٹے، بھائی، بیویاں اور رشتہ دار، وہ مال جو تم نے کمائے ہیں، وہ تجارت جس کے مندا ہونے سے تم ڈرتے رہتے ہو اور وہ مکانات جو تمہیں (بہت) پسند ہیں، اللہ اور اس کے رسول، اور اس کے راستہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم صادر فرمائے (ایسے لوگ فاسق ہیں) اور اللہ فاسق لوگوں کو ہدایت پر چلا کر منزل مقصود پر نہیں پہنچاتا ﴿۲۴﴾

معانی و مصادر (اِقْتَرَفْتُمُوْهَا) اِقْتَرَفَ، يَقْتَرِفُ، اِقْتِرَافٌ (باب افتعال) کمانا۔
(كَسَادَ) كَسَدَ، يَكْسُدُ، كَسَادٌ وكُسُوْدٌ (ك، ن) مندا ہونا، رائج نہ ہونا۔
(تَرْضَوْنَ) رَضِىَ، يَرْضٰى، رُضًى، رِضْوَانٌ. مَرْضَاةٌ (س) راضی ہونا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ) اے ایمان والو، اگر تمہارے آباء واجداد اور تمہارے بھائی بند ایمان کے مقابلہ میں کفر کو پسند کریں تو ان کو دوست نہ بناؤ (وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ) اور خبردار ہو جاؤ کہ تم میں سے جو لوگ ان کو دوست بنائیں گے وہ یقیناً ظالم ہیں۔ ان سے دوستی کر کے وہ اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہیں اور اپنا اُخروی نقصان کر رہے ہیں۔ ان سے دوستی کرنا ایمان کے منافی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ، اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ، وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ، اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○

(المجادلة - ۲۲)

(اے رسول) آپ ایسی کوئی قوم نہیں پائیں گے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو پھر وہ ان لوگوں سے دوستی رکھے جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں خواہ وہ ان کے باپ، بیٹے، بھائی، اور خاندان کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں، یہ (ایمان والے) وہ لوگ ہیں کہ اللہ نے ان کے دلوں میں ایمان کو تحریر کر دیا ہے اور اپنی روح سے ان کو مدد دی ہے، اللہ ان کو ایسی جنتوں میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں اللہ ان سے خوش، وہ اللہ سے خوش ہوں گے، یہی لوگ اللہ کا لشکر ہیں (اور) خبردار ہو جاؤ کہ اللہ کا لشکر ہی فلاح پائیگا۔

اسی سلسلہ میں اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ وَمَنْ

اے ایمان والو، اگر تم میرے راستے میں جہاد کرنے اور میری رضاء کی جستجو میں (اپنے گھروں سے) نکلے ہو تو میرے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو (اپنا) دوست نہ بناؤ، تم ان کی طرف محبت کے پیغام بھیجتے ہو حالانکہ جو حق تمہارے پاس آیا ہے وہ اس کا انکار کرتے ہیں، وہ رسول کو اور تم کو صرف اس وجہ سے نکالتے رہے کہ تم اپنے رب پر ایمان لائے

يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ○
اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّ
يَبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ
بِالسُّوْٓءِ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ○ لَنْ تَنْفَعَكُمْ
اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ، وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
بَصِيْرٌ ○

(الممتحنۃ - ۱ تا ۳)

ہو، تم چپکے چپکے ان کی طرف محبت کا پیغام بھیجتے ہو اور میں خوب جانتا ہوں جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو، تم میں سے جو شخص (آئندہ) ایسا کریگا وہ سیدھے راستہ سے بھٹک گیا (ان کا تو یہ حال ہے کہ) اگر تم پر (قابو) پائیں تو (کھلم کھلا) تمہارے دشمن ہو جائیں اور تمہیں نقصان پہنچانے کے لئے اپنے ہاتھ بھی چلائیں اور اپنی زبانیں بھی وہ تو چاہتے ہیں کہ کاش تم کافر ہو جاؤ۔ قیامت کے دن تمہارے رشتہ دار اور تمہاری اولاد تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی، (اس دن) اللہ تمہارے درمیان فیصلہ فرمائے گا، اللہ (کو تمہارے تمام عملوں کی خبر ہو گی، وہ) دیکھ رہا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو۔

اسی سلسلہ میں اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ
فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ
اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ، اِنَّ اللّٰهَ
يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ○ اِنَّمَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ
عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ
مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ
اَنْ تَوَلَّوْهُمْ، وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○

(الممتحنۃ - ۸ و ۹)

جن لوگوں نے تم سے دین (کے معاملہ) میں نہ تو جنگ کی اور نہ تم کو تمہارے گھروں سے نکالا ان کے ساتھ بھلائی اور انصاف کرنے سے اللہ تم کو نہیں روکتا، بے شک اللہ (تعالیٰ) انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ البتہ اللہ تم کو ان لوگوں سے دوستی کرنے سے منع کرتا ہے جنہوں نے دین (کے معاملہ) میں تم سے جنگ کی، تم کو تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے نکالنے میں (تمہارے مخالفین کی) مدد کی اور جو لوگ ان سے دوستی کریں گے وہ ظالم ہیں۔

آیت زیر تفسیر اور سورۃ ممتحنہ کی مندرجہ بالا آیات سے ثابت ہوا کہ کافروں سے دوستی جائز نہیں البتہ جو کافر ایمان والوں سے دین کے معاملہ میں لڑتے نہیں تو ان کے ساتھ حسن سلوک کیا جا سکتا

ہے۔ ایمان والوں کو سب سے زیادہ محبت اللہ تعالیٰ سے ہونی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ۔ (البقرۃ - ۱۶۵)

اور ایمان والوں کو سب سے زیادہ محبت اللہ سے ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کا تقاضا یہ ہے کہ جب اس کے دین کا معاملہ آجائے تو پھر دین کو ترجیح دے۔ اقرباء کی پرواہ نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ) اے رسول آپ کہہ دیجئے کہ اے ایمان والو، اگر تم کو اپنے باپ، بیٹے، بھائی، بیویاں، اور رشتہ دار (وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا) وہ مال جو تم نے کمائے ہیں (وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا) وہ تجارت جس کے مندا ہو جانے سے تم ڈرتے رہتے ہو (وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ) اور وہ مکانات جو تمہیں بہت پسند ہیں (اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ) اللہ، اس کے رسول اور اس کے راستہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں (فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ) تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ اپنا حکم صادر فرمائے (وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ) اللہ فاسق لوگوں کو ہدایت پر چلا کر منزل مقصود پر نہیں پہنچاتا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جہاد فی سبیل اللہ سے زیادہ کسی چیز کی محبت نہیں ہونی چاہیئے۔ جب اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرنے کا معاملہ درپیش ہو تو دنیا کی تمام چیزوں کو قربان کر دینا چاہئے۔ نہ رشتہ دار رکاوٹ بنیں اور نہ مال و جائیداد رکاوٹ بنیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ مَنْ كَانَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَمَنْ اَحَبَّ عَبْدًا لَا يُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ وَمَنْ يَكْرَهُ اَنْ يَعُوْدَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُلْقٰى فِي النَّارِ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب من کرہ ان یعود فی الکفر جزء اول ص۱۲ و صحیح مسلم کتاب الایمان باب خصائل من اتصف بھن وجد حلاوۃ الایمان جزء اول ص۳۷ واللفظ للبخاری)

تین چیزیں جس شخص میں ہوں اس نے ایمان کی مٹھاس پالی: جس کے نزدیک اللہ اور اس کا رسول ان کے ماسوا سے زیادہ محبوب ہو، جو کسی بندے سے محبت کرے تو محبت نہ کرے مگر اللہ کے لئے اور جو کفر میں لوٹنے کو جبکہ اللہ نے اسے کفر سے نجات دیدی ہو اتنا برا سمجھے جتنا برا آگ میں ڈالے جانے کو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب حب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من الایمان جزء اول ص۱ و صحیح مسلم کتاب الایمان باب وجوب محبۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر من الاھل ۔ جزء اول ص۳۸ واللفظ للبخاری)

قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم میں سے کوئی مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کو اس کے باپ اور بیٹے سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب حب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من الایمان جزء اول ص۱ و صحیح مسلم کتاب الایمان باب وجوب محبۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر من الاھل ۔ جزء اول ص۳۸ واللفظ للبخاری)

تم میں سے کوئی شخص مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے باپ بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

لَا یُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ اَھْلِہٖ وَمَالِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب وجوب محبۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر من الاھل حزء اول ص۳۸)

کوئی بندہ مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے اہل، اسکے مال اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

الغرض اللہ تعالیٰ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالے کے راستہ میں جہاد تمام انسانوں اور تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہونا چاہئے اگر نہیں تو پھر اللہ تعالے کے امر کا انتظار کرنا چاہئے۔ امر کے لفظ میں ایک قسم کی تنبیہ ہے اور اس سے مراد عذاب الٰہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اِنَّہٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّکَ، وَاِنَّھُمْ اٰتِیْھِمْ عَذَابٌ غَیْرُ مَرْدُوْدٍ ○

(ھود ۔ ۷۶)

(اب) تو تمہارے رب کا حکم (عذاب) آ پہنچا ہے (اب تو) یہ ایسے عذاب میں مبتلا ہوں گے جو کبھی نہیں ٹلے گا۔

اللہ تعالے فرماتا ہے :۔

ھَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِیَھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ

(اور اے رسول) کیا یہ ایسی بات کے منتظر

أَوْ يَأْتِيَ أَمْرُ رَبِّكَ، كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ○ فَأَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○

(النحل ۔ ۳۳ و ۳۴)

ہیں کہ فرشتے (ان کی روحیں قبض کرنے کے لئے) ان کے پاس آجائیں یا آپ کے رب کا حکم (عذاب ان کے پاس) آجائے (جس طرح کی باتیں یہ کر رہے ہیں) اسی طرح کی باتیں ان لوگوں نے بھی کی تھیں جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں (بالآخر ان پر اللہ کا عذاب نازل ہوا) اللہ نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے۔ جو عمل وہ کر رہے تھے اس کی سزا ان کو مل کر رہی اور جس (عذاب) کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے اس (عذاب) نے ان کو (ہر طرف سے) گھیر لیا۔

مندرجہ بالا تمام آیات میں امر سے مراد عذاب ہے۔ آیت زیر تفسیر میں امر سے مراد عذاب ہی ہے یعنی جو لوگ جہاد فی سبیل اللہ پر دوسری چیزوں کو ترجیح دیتے ہیں ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک کھلی وعید اور عذاب کی دھمکی ہے۔

عمل

اے ایمان والو، اگر آپ کے باپ اور بیٹے ایمان کے مقابلہ میں کفر سے محبت کریں تو ان کو اپنا دوست نہ بنائیے۔ اے ایمان والو، اگر آپ نے ایسی حالت میں ان کو دوست بنایا تو آپ سخت گناہگار ہو جائیں گے۔

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرنے کو تمام دوسری چیزوں سے عزیز سمجھئے۔ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ہر چیز کو قربان کرنے کے لئے تیار رہئیے۔

اے ایمان والو، اپنے رشتہ داروں اور دنیوی مال و دولت پر اللہ تعالیٰ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جہاد فی سبیل اللہ کو ترجیح دے کر اپنے کو عذاب الٰہی سے بچائیے۔

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ
كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ
كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا ۙ
وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ
بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ﴿۲۵﴾
ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى
رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ
اَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۚ وَ
عَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ وَذٰلِكَ

جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ يَتُوْبُ
اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ
يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۷﴾

ترجمہ (اے ایمان والو) اللہ تم سے مدد دینے کا وعدہ کر چکا ہے، پھر جہاد سے پہلوتہی کیوں کرتے ہو، کیا تمہیں یاد نہیں کہ پہلے بھی) بہت سے مواقع پر اللہ تمہاری مدد کر چکا ہے خصوصاً حنین کے دن جس دن تمہیں اپنی کثرت پر بڑا ناز ہو گیا تھا لیکن تمہاری کثرت تمہارے کچھ کام نہ آئی، زمین باوجود فراخی کے تم پر تنگ ہو گئی اور تم پیٹھ پھیر کر چل دئے ﴿۲۵﴾ پھر (اس موقع پر) اللہ نے اپنے رسول پر اور تمام مؤمنین پر اپنی (طرف سے) تسکین نازل فرمائی اور (اے ایمان والو تم پر) ایسے لشکر نازل فرمائے جو تمہیں نظر نہ آتے تھے، پھر ان لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا تھا (سخت عذاب) دیا اور کافروں کی یہی سزا ہے ﴿۲۶﴾ اس (سزا) کے بعد اللہ جس کی چاہے توبہ قبول فرمائے، (بیشک) اللہ معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے ﴿۲۷﴾

معانی و مصادر (مَوَاطِنُ) وَطَنَ، يَطِنُ، وَطْنٌ (ض) قیام کرنا (مَوَاطِنُ = مَوْطِنٌ کی جمع = اوطان)۔

(ضَاقَتْ) ضَاقَ، يَضِيْقُ، ضِيْقٌ (ض) تنگ ہونا۔

(رَحُبَتْ) رَحُبَ، يَرْحُبُ، رُحْبٌ وَرَحَابَةٌ (س ک) فراخ ہونا۔

تفسیر گذشتہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے جہاد فی سبیل اللہ کی تاکید کی۔ آیت زیر تفسیر میں ایک قسم کی تسلی دی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ) اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جنگ کرنے سے ڈر نہ جانا، اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائے گا اور فتح تمہاری ہی ہو گی۔ اللہ تعالیٰ بہت سے مواقع پر تمہاری مدد کر چکا ہے (وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ) اور حنین کی جنگ میں تو خصوصی مدد کی تھی (اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ) جب تمہیں اپنی کثرت

پر ناز ہو گیا تھا اور تم کثرت تعداد ہی کو فتح کا باعث سمجھ رہے تھے تو ایسے موقع پر (تمہاری کثرت) تمہارے کچھ کام نہ آئی۔ اور زمین باوجود اپنی فراخی کے تم پر تنگ ہو گئی اور تم نے پیٹھ پھیر لی (ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا) پھر اللہ نے اپنے رسول پر اور مؤمنین پر سکینہ نازل فرمائی اور ایسے لشکروں کو نازل فرمایا جو تمہیں دکھائی نہیں دیتے تھے (وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا) اللہ تعالےٰ نے کافروں کو سخت سزا دی (وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ) اور کافروں کو ایسی ہی سزا دی جاتی ہے۔

اگرچہ اللہ تعالیٰ کافروں کو ان کے کفر کی وجہ سے سخت سزا دیتا ہے لیکن (ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ) پھر ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان میں سے جس کو چاہتا ہے توبہ کی توفیق دیتا ہے یعنی جو لوگ خلوص کے ساتھ ہدایت کے متلاشی ہوتے ہیں اور اس کے لئے جدوجہد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت بخشتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ○

(العنکبوت۔ ۶۹)

اور (اے رسول) جو لوگ ہمارے (راستے) میں (آنے کی) کوشش کرتے ہیں ہم ضرور ان کو اپنے راستے دکھا دیتے ہیں (جن کے ذریعہ وہ صراط مستقیم پر پہنچ جاتے ہیں) بیشک اللہ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے (اور ان کی مدد اور رہنمائی کرتا رہتا ہے)۔

جب اللہ تعالیٰ کافروں کو ہدایت بخشتا ہے تو پھر ان کے گناہوں کو بھی معاف کر دیتا ہے کیونکہ (وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ) اللہ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ الْاِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهٗ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب کون الاسلام یھدم ما قبلہ جزء اول ص۶۳)

بے شک اسلام پہلے کے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

آیات زیر تفسیر سے معلوم ہوا کہ:۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے بہت سے مواقع پر ایمان والوں کی مدد کی۔
(۲) اللہ تعالیٰ نے جنگ حنین میں بھی ایمان والوں کی مدد کی۔
(۳) جنگ حنین میں ایمان والوں کی تعداد بہت زیادہ تھی۔
(۴) ایمان والوں کو اپنی کثرت تعداد پر ناز ہو گیا اور اسی پر بھروسہ کر بیٹھے۔
(۵) اللہ تعالےٰ کو یہ ناز پسند نہیں آیا نتیجہ یہ نکلا کہ جنگ حنین میں ایک وقت ایسا بھی آیا کہ ایمان

والوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور انہوں نے پیٹھ پھیر لی۔ ان کی کثرت تعداد ان کے کچھ کام نہ آئی۔
(۶) اللہ تعالیٰ نے جنگ حنین میں ایسے لشکر بھیج دئے جو ایمان والوں کو نظر نہیں آتے تھے۔
(۷) جنگ حنین میں کافروں کو سخت شکست ہوئی اور انہیں جنگ میں بڑی زبردست سزا ملی۔
(۸) اللہ تعالیٰ کافروں کو سرکشی کی بنیاد پر سزا بھی دیتا ہے اور پھر بعد میں انہیں توبہ کی توفیق بھی عنایت فرماتا ہے۔

جنگ حنین کے علاوہ اللہ تعالےٰ نے کن کن مواقع پر ایمان والوں کی مدد کی اس کی تفصیل کے لئے جنگ اُحد کا بیان سورۂ آل عمران میں، جنگ بدر کا بیان سورۂ انفال میں اور جنگ احزاب کا بیان سورۂ احزاب میں ملاحظہ فرمائیں۔

جن مواقع پر اللہ تعالیٰ نے مدد کی ان میں جنگ حنین بھی شامل ہے۔ آیات زیر تفسیر کو سمجھنے کے لئے ہم ذیل میں جنگ حنین کا مختصر حال بیان کرتے ہیں:۔

جنگ حنین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ حنین کے لئے مکہ معظمہ کے نشیبی علاقہ سے شہر سے باہر نکلے۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں:۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ کَدَاءٍ وَخَرَجَ مِنْ کُدًا (وَفِیْ رِوَایَۃٍ خَرَجَ مِنْ اَسْفَلِھَا) (صحیح بخاری کتاب الحج باب من این یخرج من مکۃ جزء ۲ ص۱۷۸ وصحیح مسلم کتاب الحج باب استحباب دخول مکۃ من الثنیۃ العلیا جزء اول ص۴۲۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال مکہ میں کَداء کی طرف سے داخل ہوئے اور کُدا یعنی نشیبی علاقہ کی طرف سے باہر نکلے۔

نوٹ:۔ خط کشیدہ عبارت صرف صحیح بخاری میں ہے۔

مکہ معظمہ سے باہر آنے کے بعد آپ حنین روانہ ہو گئے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

اِفْتَتَحْنَا مَکَّۃَ ثُمَّ اِنَّا غَزَوْنَا حُنَیْنًا (صحیح مسلم کتاب الزکوۃ باب اعطاء المؤلفۃ قلوبھم جزء اول ص۴۲۳)

ہم نے مکہ فتح کیا پھر ہم نے حنین کے مقام پر (کفار سے) جنگ کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس وقت دس ہزار مجاہدین تھے جن میں مکہ معظمہ کے نومسلم بھی تھے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ عَشَرَةُ آلَافٍ وَمَعَهُ الطُّلَقَاءُ (صحیح بخاری باب غزوۃ الطائف جزء ۵ ص۲۰۲ وصحیح مسلم کتاب الزکوۃ باب اعطاء المؤلفۃ قلوبھم جزء اول ص۴۲۳)

اس دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دس ہزار (مجاہدین) تھے اور آپ کے ساتھ مکہ معظمہ کے طلقاء بھی تھے (یعنی وہ لوگ جن کو فتح مکہ کے موقع پر معافی دی گئی تھی)۔

اس موقع پر مؤمنین کو اپنی کثرت تعداد پر فخر ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ (التوبۃ۔ ۲۵)

اور (اللہ تعالیٰ نے) حنین کے دن (بھی تمہاری مدد کی) جبکہ تمہیں اپنی کثرتِ تعداد پر ناز ہو گیا تھا۔

مجاہدین کا مقابلہ حنین کے مقام پر قبیلہ ہوازن، قبیلہ غطفان اور دوسرے قبیلوں سے ہوا۔ یہ سب لوگ اونٹوں، بکریوں اور اپنے اہل وعیال کے ساتھ آئے تھے۔ انہوں نے بڑی خوبی سے صف آرائی کی تھی۔ پہلے گھوڑوں کی صف تھی پھر پیدل لڑنے والوں کی، پھر عورتوں کی، پھر بکریوں کی اور ان کے پیچھے اونٹوں کی صف تھی۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ اَقْبَلَتْ هَوَازِنُ وَ غَطَفَانُ وَغَيْرُهُمْ بِنَعَمِهِمْ وَذَرَارِيِّهِمْ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الطائف جزء ۵ ص۲۰۲ وصحیح مسلم کتاب الزکوۃ باب اعطاء المولفۃ قلوبھم جزء اول ص۴۲۳)

جب حنین کا دن ہوا تو قبیلہ ہوازن، قبیلہ غطفان اور دوسرے قبیلے اپنے اونٹ اور بکریاں اور اپنے اہل وعیال کے ساتھ مقابلہ کے لئے آئے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

فَجَاءَ الْمُشْرِكُوْنَ بِاَحْسَنِ صُفُوْفٍ رَاَيْتُ قَالَ فَصُفَّتِ الْخَيْلُ ثُمَّ صُفَّتِ الْمُقَاتِلَةُ ثُمَّ صُفَّتِ النِّسَآءُ مِنْ وَرَاءِ ذٰلِكَ ثُمَّ صُفَّتِ الْغَنَمُ ثُمَّ صُفَّتِ النَّعَمُ (صحیح مسلم کتاب الزکوۃ باب اعطاء المولفۃ قلوبھم جزء اول ص۴۲۲)

مشرکین نے بڑی خوبی سے صف آرائی کی۔ پہلے گھوڑوں کی صف، پھر (پیدل) لڑنے والوں کی صف، پھر عورتوں کی صف، پھر بکریوں کی صف اور پھر اونٹوں کی صف تھی۔

مؤمنین کی فوج میں ایک جانب شہ سواروں پر حضرت خالد بن ولید امیر تھے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

وَعَلٰی مُجَنِّبَةِ خَیْلِنَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِیْدِ۔
(صحیح مسلم کتاب الزکوۃ باب اعطاء المؤلفۃ قلوبھم جزء اول ص۴۲۴)

ہمارے رسالہ کی ایک جانب پر خالد بن ولید امیر تھے۔

مؤمنین نے کفار پر حملہ کیا۔ حملہ کی تاب نہ لاکر کفار شکست کھا کر بھاگے۔ مؤمنین فتحیاب ہوئے اور مال غنیمت لوٹنے میں مشغول ہو گئے۔

حضرت براءؓ فرماتے ہیں:۔

كَانَتْ هَوَازِنُ رُمَاةً وَإِنَّا لَمَّا حَمَلْنَا عَلَيْهِمِ انْكَشَفُوا فَأَكْبَبْنَا عَلَى الْغَنَائِمِ۔
(صحیح بخاری کتاب المغازی باب قول اللہ تعالیٰ ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم جزء ۵ ص۱۹۵ وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب فی غزوۃ حنین جزء ۲ ص۹۴)

قبیلۂ ہوازن کے لوگ (اگرچہ) بڑے تیر انداز تھے لیکن جب ہم نے ان پر حملہ کیا تو وہ (شکست کھا کر) بھاگے اور ہم لوگ مال غنیمت پر ٹوٹ پڑے۔

اسی اثناء میں حضرت سلمہ بن اکوعؓ ایک گھاٹی پر چڑھے۔ ایک دشمن ان کے سامنے آیا۔ انہوں نے اس کو تیر مارا۔ وہ چھپ گیا۔ اتنے میں دشمن دوسری گھاٹی سے نمودار ہوئے۔ حضرت سلمہ بن اکوعؓ فرماتے ہیں:۔

غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُنَيْنًا فَلَمَّا وَاجَهْنَا الْعَدُوَّ تَقَدَّمْتُ فَاعْلُوْ ثَنِيَّةً فَاسْتَقْبَلَنِيْ رَجُلٌ مِنَ الْعَدُوِّ فَأَرْمِيْهِ بِسَهْمٍ فَتَوَارٰى عَنِّيْ فَمَا دَرَيْتُ مَا صَنَعَ وَنَظَرْتُ إِلَى الْقَوْمِ فَإِذَا هُمْ طَلَعُوْا مِنْ ثَنِيَّةٍ أُخْرٰى
(صحیح مسلم کتاب الجہاد باب فی غزوۃ حنین جزء ۲ ص۹۴)

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حنین کی جنگ میں شریک ہوئے۔ جب ہمارا مقابلہ دشمن سے ہوا تو میں آگے بڑھا اور ایک گھاٹی پر چڑھنے لگا۔ دشمن (فوج) کا ایک آدمی میرے سامنے آیا۔ میں اُسے تیر مارنے لگا۔ وہ چھپ گیا، پھر معلوم نہیں اس نے کیا کیا۔ میں نے دشمن قوم کی طرف دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ دوسری گھاٹی سے نمودار ہوئے۔

مسلمین مال غنیمت لوٹنے میں مشغول تھے۔ دشمن نے انہیں غافل دیکھ کر تیروں پر رکھ لیا۔

حضرت براء بن العازبؓ فرماتے ہیں:۔

فَأَكْبَبْنَا عَلَى الْغَنَائِمِ فَاسْتُقْبِلْنَا بِالسِّهَامِ

ہم لوگ مال غنیمت پر ٹوٹ پڑے اور انہوں

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب قول اللہ تعالیٰ ویوم حنین جزء ۵ صـ۱۹۵ وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب فی غزوۃ حنین جزء ۲ صـ۹۲)

نے ہم پر تیر برسانے شروع کر دئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں سے چند نوجوان جلد باز جن کے پاس یا تو ہتھیار تھے ہی نہیں یا تھے تو پورے نہیں تھے مقابلہ کے لئے نکلے۔ ان کا مقابلہ ایسے لوگوں سے ہوا جو بڑے تیر انداز تھے۔ ان کا نشانہ خطاء نہیں کرتا تھا۔ حضرت براءؓ فرماتے ہیں:۔

خَرَجَ شَبَّانُ اَصْحَابِہٖ وَاَخِفَّاءُھُمْ حُسَّرًا لَیْسَ بِسِلَاحٍ فَاَتَوْا قَوْمًا رُمَاۃً جَمْعَ ھَوَازِنَ وَبَنِیْ نَصْرٍ مَا یَکَادُ یَسْقُطُ لَھُمْ سَھْمٌ فَرَشَقُوْھُمْ رَشْقًا مَا یَکَادُوْنَ یُخْطِئُوْنَ (وفی روایۃ لمسلم کَاَنَّھَا رِجْلُ جَرَادٍ) (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب من صف اصحابہ عند الھزیمۃ جزء ۴ صـ۵۲ وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب فی غزوۃ حنین جزء ۲ صـ۹۳) وفی روایۃ وَلٰکِنْ عَجِلَ سَرَعَانُ الْقَوْمِ فَرَشَقَتْھُمْ ھَوَازِنُ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب قول اللہ تعالیٰ ویوم حنین اذا عجبتکم کثرتکم جزء ۵ صـ۱۹۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں سے چند نوجوان جلد باز جن کے پاس یا تو ہتھیار تھے ہی نہیں یا تھے تو پورے نہیں تھے مقابلہ کے لئے نکلے۔ ان کا مقابلہ ایسے لوگوں سے ہوا جو بڑے تیر انداز تھے۔ ان کا نشانہ خطا نہیں کرتا تھا۔ یہ لوگ بنو ہوازن اور بنو نصر قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے تیروں کی بوچھاڑ شروع کر دی۔ ان کا کوئی نشانہ خطاء نہیں ہو رہا تھا۔ تیروں کی بوچھاڑ بھی اس بلا کی تھی کہ معلوم ہوتا تھا ٹڈی دل ہے۔

اسلامی فوج میں مکہ کے نومسلم بھی تھے اور دیہاتی بھی تھے۔ مکہ کے چند جلد باز بے ہتھیار نومسلم نوجوان تیروں کی بوچھاڑ میں ٹھہر نہیں سکے اور میدان چھوڑ کر بھاگنے لگے۔ گھوڑے بھی بھاگے اور اس تیزی سے بھاگے کہ سوار گر گئے گھوڑوں کی پیٹھیں خالی ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَیَوْمَ حُنَیْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْکُمْ کَثْرَتُکُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْکُمْ شَیْئًا وَّضَاقَتْ عَلَیْکُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّیْتُمْ مُّدْبِرِیْنَ ○

(التوبۃ۔ ۲۵)

جس دن تمہیں اپنی کثرت پہ ناز ہو گیا تھا لیکن تمہاری کثرت تمہارے کچھ کام نہ آئی، زمین باوجود فراخی کے تم پر تنگ ہو گئی اور تم پیٹھ پھیر کر چل دئے۔

حضرت براءؓ فرماتے ہیں:۔

فَانْکَشَفُوْا (صحیح مسلم کتاب الجہاد

(جب تیروں کی بارش ہوئی) تو (جلد باز

باب فی غزوۃ حنین جزء ۲ ص۹۳)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَشَرَۃَ اٰلَافٍ وَمِنَ الطُّلَقَاءِ فَاَدْبَرُوْا عَنْہُ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الطائف جزء ۵ ص۲۰۲ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اعطاء المولفۃ قلوبھم جزء اول ص۴۲۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دس ہزار مجاہدین تھے اور آپ کے ساتھ مکہ معظمہ کے نومسلم بھی تھے۔ وہ آپ کو چھوڑ کر بھاگے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

فَجَعَلَتْ خَیْلُنَا تَلُوْیْ خَلْفَ ظُھُوْرِنَا فَلَمْ نَلْبَثْ اَنِ انْکَشَفَ خَیْلُنَا وَفَرَّتِ الْاَعْرَابُ (صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اعطاء المؤلفۃ قلوبھم جزء اول ص۴۲۲)

ہمارے گھوڑے ہماری پیٹھوں کی طرف مائل ہو گئے اور زیادہ دیر نہیں گذری کہ ہمارے گھوڑے ننگے ہو گئے (یا بھاگنے لگے) اور دیہاتی بھی بھاگنے لگے۔

نومسلم نوجوان اور دیہاتیوں کے بھاگنے سے اسلامی فوج میں افراتفری پھیل گئی۔ آگے والوں کے پیچھے بھاگنے سے پیچھے والے بھی جم نہ سکے اور اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدان جنگ میں اکیلے رہ گئے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

فَاَدْبَرُوْا عَنْہُ حَتّٰی بَقِیَ وَحْدَہٗ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الطائف جزء ۵ ص۲۰۲ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اعطاء المؤلفۃ قلوبھم جزء اول ص۴۲۳)

یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے بھاگے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدان جنگ میں اکیلے رہ گئے۔

حضرت براءؓ فرماتے ہیں:۔

لٰکِنْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَفِرَّ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَمْ یُوَلِّ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب قول اللہ تعالےٰ ویوم حنین جزء ۵ ص۱۹۴ و ص۱۹۵۔ صحیح مسلم کتاب الجہاد باب فی غزوۃ حنین جزء ۲ ص۹۳ و ص۹۴)

(اور سب تو بھاگے) لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بھاگے اور نہ آپ نے پیٹھ پھیری

حضرت ابوقتادہؓ فرماتے ہیں:۔

فَلَمَّا الْتَقَيْنَا كَانَتْ لِلْمُسْلِمِيْنَ جَوْلَةً (صحیح بخاری کتاب المغازی باب قول اللہ تعالیٰ ویوم حنین اذا عجبتکم کثرتکم جزء ۵ ص۱۹۶ وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب استحقاق القاتل سلب القتیل جزء ۲ ص۷۶)

جب (کفار سے) ہمارا مقابلہ ہوا تو مسلمین جولانی کر رہے تھے (یعنی جب آگے ہونے کی کوشش کرتے تو بھاگنے والوں کے ریلے سے پھر پیچھے دھکیل دئے جاتے اور اس طرح باوجود کوشش کے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک نہ پہنچ سکے)۔

اسی عالم میں حضرت ابو قتادہؓ نے ایک مسلم کو دیکھا کہ وہ ایک مشرک سے لڑ رہا ہے۔ انہوں نے مسلم کی مدد کی اور اس مشرک کو قتل کر دیا۔ حضرت ابو قتادہؓ فرماتے ہیں:۔

فَرَأَيْتُ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَدْ عَلَا رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَضَرَبْتُهُ مِنْ وَرَائِهِ عَلَى حَبْلِ عَاتِقِهِ بِالسَّيْفِ فَقَطَعْتُ الدِّرْعَ وَأَقْبَلَ عَلَيَّ فَضَمَّنِيْ ضَمَّةً وَجَدْتُ مِنْهَا رِيْحَ الْمَوْتِ ثُمَّ أَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَأَرْسَلَنِيْ فَلَحِقْتُ عُمَرَ فَقُلْتُ مَا بَالُ النَّاسِ قَالَ أَمْرُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب قول اللہ تعالیٰ ویوم حنین اذا عجبتکم کثرتکم جزء ۵ ص۱۹۶ وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب استحقاق القاتل سلب القتیل جزء ۲ ص۷۶)

میں نے ایک مشرک کو دیکھا کہ ایک مسلم پر غالب آگیا ہے۔ میں نے پیچھے سے اس کے شانہ پر تلوار ماری۔ اس ضرب سے میں نے اس کی زرہ کی قمیص کاٹ دی۔ پھر وہ میرے مقابلہ پر آگیا اور مجھے اس زور سے بھینچا کہ مجھے موت کی بو آنے لگی۔ بالآخر اسے موت نے پکڑ لیا اور اس نے مجھے چھوڑ دیا۔ اس اثناء میں میری ملاقات عمر سے ہوئی۔ میں نے ان سے کہا: لوگوں کا کیا حال ہے (یہ کیوں بھاگ رہے ہیں)؟ عمر نے کہا: اللہ عزوجل کا (یہی) حکم ہے۔

نوٹ:۔ خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری میں ہیں۔

حضرت سلمہ بن اکوع بھی بھاگتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گذرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اکوع کا بیٹا گھبرا کر لوٹا ہے۔ حضرت سلمہ فرماتے ہیں:۔

وَأَرْجِعُ مُنْهَزِمًا وَعَلَيَّ بُرْدَتَانِ مُتَّزِرًا بِإِحْدَاهُمَا مُرْتَدِيًا بِالْأُخْرَى فَاسْتَطْلَقَ إِزَارِيْ فَجَمَعْتُهُمَا جَمِيْعًا وَمَرَرْتُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْهَزِمًا وَهُوَ عَلَى بَغْلَتِهِ الشَّهْبَاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ

میں شکست کھا کر لوٹا۔ میں دو چادریں پہنے ہوئے تھا۔ ایک باندھ رکھی تھی اور دوسری اوڑھ رکھی تھی۔ میرا تہ بند کھل گیا تو میں نے دونوں چادروں کو اکٹھا کر لیا (یعنی دونوں کا تہ بند بنا لیا)۔ میں شکست کھا کر جب لوٹا تو

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقَدْ رَاَیْ ابْنُ الْاَکْوَعَ فَزَعًا (صحیح مسلم کتاب الجہاد باب فی غزوۃ حنین جزء ۲ صـ۹۴)

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گذرا۔ آپ اپنے شہباء نامی خچر پر سوار تھے۔ آپ نے فرمایا: اکوع کے بیٹے نے ضرور کسی خوف (دلانے والی بات) کو دیکھا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدان جنگ میں اکیلے رہ گئے۔ آپ سفید خچر پر سوار تھے اور تیزی کے ساتھ کفار پر حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھ رہے تھے۔ آپ حملہ کرتے تھے اور یہ فرماتے جا رہے تھے۔

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ
اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

میں نبی ہوں اس میں کچھ جھوٹ نہیں۔
میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلامی فوج کی افراتفری اور اپنے تنہا رہ جانے سے قطعاً نہ گھبرائے۔ آپ نے ہمت نہیں ہاری بلکہ اپنے اس دعوے کو دہراتے رہے جس دعوٰی کی وجہ سے یہ جنگیں پیش آ رہی تھیں۔ آپ نے نبوت کے اعتبار سے بھی اور خاندانی اعتبار سے بھی اپنا تعارف کرایا اور انتہائی جرأت و بہادری کا نمونہ پیش کیا۔

حضرت عباسؓ اور حضرت ابوسفیان بن الحارث کسی طرح آپ کے پاس پہنچ گئے۔ پھر برابر آپ کے ساتھ رہے اور ایک لمحہ کے لئے بھی آپ کو تنہا نہیں چھوڑا حضرت عباس آپ کے خچر کی لگام پکڑے ہوئے تھے اور حضرت ابوسفیان بن الحارث کبھی لگام پکڑ لیتے تھے اور کبھی رکاب۔ حضرت عباس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کو تیز بھاگنے اور آپ کو کفار کی طرف پیش قدمی کرنے سے روکا۔ آپ خچر سے اُتر گئے۔

حضرت براءؓ فرماتے ہیں:۔

لَقَدْ رَاَیْتُہٗ وَاِنَّہٗ لَعَلٰی بَغْلَتِہِ الْبَیْضَاءِ وَاِنَّ اَبَا سُفْیَانَ اٰخِذٌ بِلِجَامِھَا وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب من قاد دابۃ غیرہ فی الحرب جزء ۷ صـ۳۷ و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب فی غزوۃ حنین جزء ۲ صـ۹۴)

میں نے آپ کو دیکھا۔ آپ اپنے سفید خچر پر سوار تھے اور ابوسفیان خچر کی لگام پکڑے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے۔ میں نبی ہوں، اس میں کچھ جھوٹ نہیں میں عبدالمطلب کا فرزند ہوں۔

حضرت عباسؓ فرماتے ہیں:۔

شَہِدْتُّ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ حُنَیْنٍ فَلَزِمْتُ اَنَا وَاَبُوْسُفْیَانَ

میں حنین کی جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ میں اور ابوسفیان بن الحارث بن

ابْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ نُفَارِقْهُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَغْلَةٍ لَّهٗ بَيْضَاءَ اَهْدَاهَا لَهٗ فَرْوَةُ بْنُ نُفَاثَةَ الْجُذَامِيُّ فَلَمَّا الْتَقَى الْمُسْلِمُوْنَ وَالْكُفَّارُ وَلَّى الْمُسْلِمُوْنَ مُدْبِرِيْنَ فَطَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكُضُ بَغْلَتَهٗ قِبَلَ الْكُفَّارِ وَاَنَا اٰخِذٌ بِلِجَامِ بَغْلَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكُفُّهَا اِرَادَةَ اَنْ لَا تُسْرِعَ وَاَبُوْسُفْيَانَ اٰخِذٌ بِرِكَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (صحیح مسلم کتاب الجہاد باب فی غزوۃ حنین جزء ۲ ص ۹۲)

عبدالمطلب دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ پھر ہم نے آپ کو نہیں چھوڑا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سفید خچر پر سوار تھے جو فروہ بن نفاثہ جذامی نے آپ کو تحفہ میں دیا تھا۔ جب مسلمین اور کفار کا مقابلہ ہوا تو (ایک وقت ایسا آیا کہ) مسلمین نے پیٹھ پھیر لی۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خچر کو کفار کی طرف لے جانے کے لئے ایڑ لگانے لگے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کی لگام پکڑے ہوئے تھا اور اس ارادہ سے اُسے روک رہا تھا کہ وہ تیزی سے (دشمن کی طرف) نہ چلا جائے۔ ابوسفیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رکاب پکڑے ہوئے تھے۔

جب حضرت عباسؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش قدمی کو روک دیا تو آپ نے حضرت عباسؓ سے کہا: اصحاب سمرہ (یعنی بیعت رضوان کرنے والوں) کو پکارو۔ حضرت عباسؓ بلند آواز تھے۔ انہوں نے بلند آواز سے پکارا "اصحاب سمرہ کہاں ہیں؟" پھر انصار کو آواز دی پھر بنو حارث بن خزرج کو آواز دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی بنفس نفیس آواز دے رہے تھے آپ نے مہاجرین اور انصار کو پکارا۔ آپ کی آواز کا سننا تھا کہ سب نے جواب دیا، ہم حاضر ہیں، ہم آپ کے سامنے ہی موجود ہیں۔ آپ خوش ہو جائیں۔

الغرض تمام مسلمین آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ اس اثناء میں مشرکین نے چاروں طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیر لیا۔ آپ سواری سے اتر گئے اور اللہ تعالےٰ سے مدد طلب کی اس وقت آپ یہ فرما رہے تھے: میں نبی ہوں، اس میں کوئی جھوٹ نہیں اور میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ آپ یہ بھی فرما رہے تھے میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ پھر آپ نے اسلامی فوج کی صف بندی کی۔ آپ آگے بڑھے اور جنگ دوبارہ شروع ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر خچر پر سوار ہو گئے اور بڑی بہادری سے جنگ کرتے رہے۔ اس دن آپ سے زیادہ بہادر اور جنگجو کوئی نظر نہ آتا تھا۔ جب جنگ بہت شدت اختیار کرتی تو مسلمین آپ کے پیچھے آکر پناہ لیتے تھے اور مسلمین میں سب سے زیادہ بہادر وہ سمجھا جاتا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ کے برابر ہوتا تھا۔

حضرت عباسؓ فرماتے ہیں:۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَیْ عَبَّاسُ نَادِ اَصْحَابَ السَّمُرَةِ فَقَالَ عَبَّاسٌ (وَكَانَ رَجُلًا صَيِّتًا) فَقُلْتُ بِاَعْلٰى صَوْتِیْ اَيْنَ اَصْحَابُ السَّمُرَةِ قَالَ فَوَاللّٰهِ لَكَاَنَّ عَطْفَتَهُمْ حِيْنَ سَمِعُوْا صَوْتِیْ عَطْفَةُ الْبَقَرِ عَلٰى اَوْلَادِهَا فَقَالُوْا يَالَبَّيْكَ يَالَبَّيْكَ قَالَ فَاقْتَتَلُوْا وَالْكُفَّارُ وَالدَّعْوَةُ فِی الْاَنْصَارِ يَقُوْلُوْنَ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ قَالَ ثُمَّ قُصِرَتِ الدَّعْوَةُ عَلٰى بَنِی الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ فَقَالُوْا يَا بَنِی الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ يَا بَنِی الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلٰى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ كَالْمُتَطَاوِلِ عَلَيْهَا اِلٰى قِتَالِهِمْ (صحیح مسلم کتاب الجہاد فی غزوۃ حنین جزء ۲ صـ۹۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عباس اصحاب سمرہ کو آواز دو۔ (حضرت) عباس بہت بلند آواز تھے۔ وہ کہتے ہیں میں نے بہت بلند آواز سے آواز دی: اصحاب سمرہ کہاں ہیں۔ اللہ کی قسم یہ سنتے ہی وہ اس طرح آئے جیسے گائے اپنے بچوں کی طرف آتی ہے۔ وہ یہ کہتے جا رہے تھے، ہم حاضر ہیں، ہم حاضر ہیں۔ انصار کو اس طرح بلایا گیا: اے انصار کی جماعت، اے انصار کی جماعت۔ پھر بنو الحارث بن الخزرج پر بلانا ختم ہوا۔ انہیں اس طرح آواز دی گئی: اے بنی الحارث بن الخزرج، اے بنی الحارث بن الخزرج (الغرض جب سب جمع ہو گئے تو مسلمین اور کفار کی جنگ شروع ہوئی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سفید خچر پر سوار تھے، آپ اونچے ہو ہو کر لڑائی کو دیکھ رہے تھے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ قَالُوْا لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ لَبَّيْكَ نَحْنُ بَيْنَ يَدَيْكَ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الطائف جزء ۵ صـ۲۰۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی اے انصار۔ انصار نے جواب دیا اے اللہ کے رسول، ہم حاضر ہیں اور سعادت حاصل کرتے ہیں۔ ہم حاضر ہیں۔ ہم آپ کے سامنے ہی موجود ہیں۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

فَالْتَفَتَ عَنْ يَمِيْنِهٖ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ فَقَالُوْا لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَبْشِرْ نَحْنُ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ الْتَفَتَ عَنْ يَسَارِهٖ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ قَالُوْا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے داہنی طرف التفات کی۔ پھر آپ نے اس طرح آواز دی اے انصار کی جماعت انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول، ہم حاضر ہیں۔ آپ خوش ہو جائیں

لَبَّیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَبْشِرْ نَحْنُ مَعَکَ (صحیح مسلم کتاب الزکوۃ باب اعطاء المولفۃ قلوبھم جزء اول ص۴۲۳)

ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ پھر آپ نے بائیں طرف التفات کی اور کہا: اے انصار کی جماعت انہوں نے جواب دیا: اے اللہ کے رسول ہم حاضر ہیں۔ آپ خوش ہو جائیں ہم آپ کے ساتھ ہی ہیں۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

فَنَادٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَالَلْمُھَاجِرِیْنَ یَالَلْمُھَاجِرِیْنَ ثُمَّ قَالَ یَا لَلْاَنْصَارِ یَا لَلْاَنْصَارِ قَالَ قُلْنَا لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ (صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اعطاء المولفۃ بھم جزء اول ص۴۲۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی: اے مہاجرین، اے مہاجرین۔ پھر آپ نے کہا: اے انصار، اے انصار حضرت انسؓ کہتے ہیں ہم نے کہا اے اللہ کے رسول، ہم حاضر ہیں۔

حضرت ابو قتادہؓ فرماتے ہیں:۔

ثُمَّ اِنَّ النَّاسَ رَجَعُوْا وَفِیْ رِوَایَۃٍ ثُمَّ تَرَاجَعَ النَّاسُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب من لم یخمس الاسلاب جزء ۴ ص۱۱۲ وکتاب المغازی باب قول اللہ تعالیٰ ویوم حنین جزء ۸ ص۱۹۷)

پھر لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آ گئے۔

حضرت براءؓ فرماتے ہیں:۔

فَلَمَّا غَشِیَہُ الْمُشْرِکُوْنَ نَزَلَ فَجَعَلَ یَقُوْلُ اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ (وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَنَا عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ) فَمَا رُؤِیَ مِنَ النَّاسِ اَشَدُّ مِنْہُ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب من قال خذھا جزء ۴ ص۸۱ وکتاب المغازی باب غزوۃ الطائف جزء ۵ ص۲۱ وفی روایۃ فَلَمَّا غَشُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَزَلَ عَنْ الْبَغْلَۃِ (وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَنَزَلَ فَاسْتَنْصَرَ وَقَالَ اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ، اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ ثُمَّ صَفَّھُمْ) وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَنَزَلَ وَدَعَا وَ

جب مشرکین نے آپ کو گھیر لیا تو آپ سواری سے اتر گئے۔ اس وقت آپ یہ فرما رہے تھے: میں نبی ہوں، اس میں کوئی جھوٹ نہیں۔ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں، میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں پھر اس دن آپ سے زیادہ جنگجو کوئی دیکھنے میں نہیں آیا (صحیح بخاری) پھر آپ نے صف بندی کی۔ اللہ تعالیٰ سے دعاء کی اور اس سے مدد طلب کی۔ آپ فرما رہے تھے: اے اللہ، اپنی نصرت نازل فرما (صحیح بخاری و صحیح مسلم) پھر آپ آگے بڑھے (اور جنگ شروع ہوئی) براء کہتے ہیں اللہ کی قسم

اسْتَنْصَرَ وَهُوَ يَقُوْلُ اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ اَنَا
ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ، اَللّٰهُمَّ نَزِّلْ نَصْرَكَ
(وَفِيْ رِوَايَةٍ فَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ الْبَرَاءُ كُنَّا وَاللّٰهِ اِذَا احْمَرَّ
الْبَاْسُ نَتَّقِيْ بِهٖ اِنَّ الشُّجَاعَ مِنَّا لَلَّذِيْ
يُحَاذِيْ بِهٖ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
(صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اعطاء المؤلفۃ
قلوبھم جزء اول ص۲۲۱ وکتاب الجہاد باب
فی غزوۃ حنین جزء ۲ ص۹۳ و ص۹۴ وَفِيْ رِوَايَةٍ
فَنَزَلَ وَاسْتَنْصَرَ ثُمَّ قَالَ اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ
اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ ثُمَّ صَفَّ اَصْحَابَهٗ
(صحیح بخاری کتاب الجہاد باب من صف
اصحابہ عند الھزیمۃ جزء ۴ ص۵۲)

جب جنگ شدت اختیار کرتی تو ہم آپ کے ذریعہ (اپنا) بچاؤ کرتے تھے یعنی آپ کے پیچھے آجاتے تھے اور ہم میں بہادر وہ تھا جو آپ کے برابر کھڑا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گردن اٹھا کر لڑائی کے منظر کو دیکھا تو فرمایا: یہ تنور (یعنی لڑائی) کے جوش مارنے کا وقت ہے۔ پھر آپ خچر سے اترے آپ نے زمین سے ایک مٹھی خاک اٹھائی اور کفار کی طرف پھینکی۔ کفار میں سے کوئی شخص نہیں بچا جس کی آنکھ میں وہ خاک نہ گئی ہو۔ آپ نے فرمایا دشمنوں کے منہ رسوا ہو گئے۔ اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد بھی آگئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى
الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا
وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَذٰلِكَ جَزَآءُ
الْكٰفِرِيْنَ ○
(التوبۃ ۔ ۲۶)

پھر (اس موقع پر) اللہ نے اپنے رسول پر اور تمام مؤمنین پر اپنی (طرف سے) تسکین نازل فرمائی اور (اے ایمان والو تم پر) ایسے لشکر نازل فرمائے جو تمہیں نظر نہ آتے تھے پھر ان لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا تھا (سخت) عذاب دیا اور کافروں کی یہی سزا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا محمد کے رب کی قسم کفار کو شکست ہو گئی کعبہ کے رب کی قسم کفار کو شکست ہو گئی کعبہ کے رب کی قسم کفار کو شکست ہو گئی۔

حضرت عباسؓ فرماتے ہیں:۔

فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَهُوَ عَلٰى بَغْلَتِهٖ كَالْمُتَطَاوِلِ عَلَيْهَا اِلٰى

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گردن اٹھا کر جنگ کی طرف دیکھا۔ آپ اس وقت اپنے

قِتَالِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا حِيْنَ حَمِيَ الْوَطِيْسُ قَالَ ثُمَّ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَصَيَاتٍ فَرَمٰى بِهِنَّ وُجُوْهَ الْكُفَّارِ ثُمَّ قَالَ اِنْهَزَمُوْا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ (وَفِيْ رِوَايَةٍ اِنْهَزَمُوْا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ اِنْهَزَمُوْا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ) فَذَهَبْتُ اَنْظُرُ فَاِذَا الْقِتَالُ عَلٰى هَيْئَتِهٖ فِيْمَا اَرٰى قَالَ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ رَمَاهُمْ بِحَصَاتِهٖ فَمَا زِلْتُ اَرٰى حَدَّهُمْ كَلِيْلًا وَاَمْرَهُمْ مُدْبِرًا (صحیح مسلم کتاب الجہاد باب فی غزوۃ حنین جزء ۲ ص ۹۲و۹۳)

خچر پر سوار تھے۔ آپ نے فرمایا: یہ (لڑائی کے) تنوّر کے جوش مارنے کا وقت ہے (یعنی اس وقت لڑائی زور شور سے جاری ہے) پھر آپ نے چند کنکریاں اٹھائیں اور کفار کی طرف پھینکیں اور فرمایا محمد کے رب کی قسم کفار کو شکست ہو گئی، کعبہ کے رب کی قسم کفار کو شکست ہو گئی، کعبہ کے رب کی قسم کفار کو شکست ہو گئی۔ عباس کہتے ہیں: میں لڑائی کا حال دیکھنے لگا۔ لڑائی اسی طرح (زور شور سے) جاری تھی۔ لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریاں پھینکیں تو کیا دیکھتا ہوں کہ کفار کا زور گھٹنے لگا ہے اور ان کا معاملہ درہم برہم ہو رہا ہے۔

حضرت سلمہ بن اکوعؓ فرماتے ہیں:۔

فَلَمَّا غَشُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ عَنِ الْبَغْلَةِ ثُمَّ قَبَضَ قَبْضَةً مِنْ تُرَابٍ مِنَ الْاَرْضِ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ بِهٖ وُجُوْهَهُمْ فَقَالَ شَاهَتِ الْوُجُوْهُ فَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْهُمْ اِنْسَانًا اِلَّا مَلَأَ عَيْنَيْهِ تُرَابًا بِتِلْكَ الْقَبْضَةِ (صحیح مسلم کتاب الجہاد باب فی غزوۃ حنین ۲/۹۴)

جب دشمنوں نے آپ کو گھیر لیا تو آپ خچر سے اترے اور زمین سے ایک مٹھی خاک اٹھائی اور کفار کی طرف پھینکی۔ پھر آپ نے فرمایا دشمنوں کے منہ رسوا ہو گئے۔ پھر کوئی آدمی ان میں سے ایسا نہیں بچا جس کی آنکھوں میں خاک نہ بھر گئی ہو۔

الغرض کفار کو شکست ہوئی۔ کفار بھاگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری پر ان کا پیچھا کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ میں بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔

حضرت انس فرماتے ہیں:۔

فَاَنْهَزَمَ الْمُشْرِكُوْنَ (وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ وَاَصَابَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنَائِمَ كَثِيْرَةً) صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الطائف جزء ۵ ص ۲۰۱

مشرکین کو شکست ہوئی (صحیح بخاری و صحیح مسلم) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ بہت سا مال غنیمت آیا (صحیح مسلم)

وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اعطاء المؤلفۃ قلوبھم جزء اول ص۴۲۳) وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ عَبَّاسٌ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَرْکُضُ خَلْفَھُمْ عَلٰی بَغْلَتِہٖ (صحیح مسلم کتاب الجہاد باب فی غزوۃ حنین جزء ۲ ص۹۳)

عباسؓ کہتے ہیں گویا میں دیکھ رہا ہوں آپ اپنے خچر پر کفار کا تعاقب کر رہے تھے۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیئے۔ مادی وسائل پر کبھی بھروسہ نہ کیجئے۔ اگر آپ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے اللہ تعالےٰ کے دین کے لئے خلوص کے ساتھ لڑیں گے تو اللہ تعالیٰ ضرور آپ کی مدد کرے گا اور فتح عنایت فرمائیگا۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِنَّمَا
ٱلْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا
ٱلْمَسْجِدَ ٱلْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ
هَٰذَا ۚ وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً
فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ ٱللَّهُ مِن
فَضْلِهِۦٓ إِن شَآءَ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ عَلِيمٌ
حَكِيمٌ ﴿٢٨﴾

ترجمہ اے ایمان والو، بے شک مشرک ناپاک ہیں، لہذا اس سال کے بعد وہ مسجد حرام کے قریب بھی نہ آنے پائیں اور اگر (ان سے تجارت وغیرہ بند ہوجانے کی وجہ سے) تمہیں مفلسی کا خوف ہو تو اگر اللہ چاہیگا تو (اس حالت میں بھی) تمہیں اپنے فضل سے غنی کردے گا، (اس بات کو اچھی طرح جان لو کہ اللہ کا کوئی حکم علم وحکمت سے خالی نہیں ہوتا) بے شک اللہ علم والا حکمت والا ہے ﴿٢٨﴾

معانی نَجِسَ، يَنْجَسُ، نَجَسٌ (س) نَجُسَ، يَنْجُسُ، نَجَاسَةٌ (ك) ناپاک ہونا۔
(عَيْلَةٌ) عَالَ، يَعِيلُ، عَيْلٌ وعُيُولٌ وعَيْلَةٌ ومَعِيلٌ (ض) محتاج ہونا۔

تفسیر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ فَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِھِمْ ھٰذَا) اے ایمان والو، مشرک ناپاک ہیں لہٰذا اس سال کے بعد وہ مسجد حرام کے قریب بھی نہ آنے پائیں۔

یہ آیت سورۂ توبہ کی ابتدائی آیات کا ضمیمہ ہے۔ اس سورت کی ابتدائی آیات میں اللہ تعالےٰ نے مشرکین کے عہدناموں سے بری الذمہ ہونے کا اعلان فرمادیا تھا۔ جن مشرکین نے معاہدوں کی خلاف ورزی کی تھی ان کو چار مہینے کی مہلت دی گئی تھی اور جن مشرکین نے معاہدوں کی خلاف ورزی نہیں کی تھی ان کو صلح کی مقررہ میعاد تک کی مہلت دی گئی تھی۔ میعاد گذرنے کے بعد مشرکین سے جنگ کا اعلان کردیا گیا تھا۔

براءت کی مذکورہ بالا آیات کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے زمانہ میں اعلان کردیا تھا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کرسکے گا (تفصیل کے لئے اسی سورت کی آیات ۱ تا ۴ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالےٰ نے اس وجہ کا ذکر فرمایا ہے جس وجہ کی بنیاد پر مشرکین کو حج کی ممانعت کی گئی۔ وجہ یہ ہے کہ مشرکین ناپاک ہیں اور ناپاکی حالت میں مشرکین مسجد الحرام میں داخل نہیں ہوسکتے اور کیونکہ بغیر مسجد الحرام میں داخل ہوئے طواف نہیں ہوسکتا اور بغیر طواف کئے حج نہیں ہوسکتا لہٰذا مشرکین کو حج کرنے کی ممانعت کردی گئی۔

مشرکین کی ناپاکی ان کے ناپاک اور مشرکانہ عقائد کی وجہ سے ہے۔ مؤمن مشرکانہ عقائد سے مبرا ہوتا ہے لہٰذا وہ عقیدتاً ناپاک نہیں ہوتا۔

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں:۔

لَقِیَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا جُنُبٌ فَاَخَذَ بِیَدِیْ فَمَشَیْتُ مَعَہٗ حَتّٰی قَعَدَ فَانْسَلَلْتُ فَاَتَیْتُ الرَّحْلَ فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ وَھُوَ قَاعِدٌ فَقَالَ اَیْنَ کُنْتَ یَا اَبَا ھِرٍّ فَقُلْتُ لَہٗ (وَفِیْ رِوَایَۃٍ کُنْتُ جُنُبًا فَکَرِھْتُ اَنْ اُجَالِسَکَ وَاَنَا عَلٰی غَیْرِ طَھَارَۃٍ) فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰہِ یَا اَبَا ھِرٍّ اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا یَنْجُسُ (صحیح بخاری کتاب الغسل باب الجنب یخرج ویمشی فی السوق جزء اول ص۷۹ وصحیح مسلم کتاب الطہارۃ

رسول اللہ صلی اللہ نے مجھ سے اس حالت میں ملاقات کی کہ میں جنبی تھا۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑا، میں آپ کے ساتھ چلتا رہا یہاں تک کہ آپ (ایک جگہ) بیٹھ گئے۔ میں (وہاں سے) کھسک گیا اور اپنے گھر آیا۔ میں نے غسل کیا اور پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔ آپ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: اے ابوہر: تم کہاں تھے؟ میں نے کہا میں جنبی تھا لہٰذا میں نے اس بات کو ناپسند کیا کہ میں ناپاکی کی حالت میں آپ کے پاس بیٹھوں۔ رسول اللہ صلی اللہ

باب الدلیل علی ان المسلم لا ینجس جزء اول ص۱۶ واللفظ للبخاری)

علیہ وسلم نے فرمایا! مؤمن ناپاک نہیں ہوتا۔

آیت اور حدیث کے ملانے سے معلوم ہوا کہ اصلی ناپاکی عقائد کی ناپاکی ہے۔ مؤمن میں عقائد کی ناپاکی نہیں ہوتی لہذا وہ حقیقتاً ناپاک نہیں ہوتا۔ مشرک میں عقائد کی ناپاکی ہوتی ہے لہذا وہ حقیقتاً ناپاک ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس کو مسجد الحرام کے قریب بھی جانے کی اجازت نہیں۔

آگے فرمایا (وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ) اور اے ایمان والو، اگر تمہیں یہ ڈر ہو کہ مشرکین اگر حج کو نہیں آئیں گے تو موسم حج میں جو باہمی کاروبار ہوتا ہے وہ ختم ہو جائیگا اور اس بات کا اندیشہ ہے کہ مؤمنین تنگ دستی کا شکار ہو جائیں گے تو یہ ڈر کوئی چیز نہیں اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو تم کو اپنے فضل سے غنی کر دیگا۔ رزق کی تنگی اور فراخی تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ ذرائع اور وسائل کی کوئی حقیقت نہیں۔ اگر وہ ایک ذریعہ کو ختم کرتا ہے تو دوسرے ذریعہ سجھا دیتا ہے۔ مفلسی سے نہ ڈرو بلکہ اللہ تعالےٰ سے ڈرو اللہ تعالیٰ کا خوف کشائش رزق کے بہت سے وسائل کی فراہمی کا ذریعہ بن جائیگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۭ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝

(الطلاق - ۲و۳)

اور جو شخص اللہ سے ڈرے گا تو اللہ اس کے لئے (مصائب سے) بچنے کی سبیل پیدا کر دیگا اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے (رزق ملنے کا) اسے وہم و گمان بھی نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسہ رکھے تو اللہ اس کے لئے کافی ہے، بے شک اللہ اپنے کام کو (جس کا وہ ارادہ کرلے) پورا کر کے رہتا ہے (بے شک) اللہ نے ہر چیز کو ایک (مقررہ) اندازے پر پیدا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ۝

(الرعد - ۲۶)

اللہ روزی فراخ کر دیتا ہے جس کے لئے چاہتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے (جس کے لئے تنگ کرنا چاہتا ہے) کافر اس دنیا کی زندگی (میں جو فراخی انہیں میسر ہے اس) سے بہت خوش ہیں حالانکہ دنیا کی زندگی (کا فائدہ) آخرت (کے مقابلہ) میں بہت تھوڑا اور ناپائدار ہے۔

اللہ تعالےٰ نے وعدہ فرمایا تھا کہ میں ایمان والوں کو غنی کر دوں گا۔ اللہ تعالےٰ نے یہ وعدہ پورا کر دیا۔ مال غنیمت، خراج، جزیہ وغیرہ سے مسلمین خوشحال و فارغ البال ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا (الفتح - ۲۰)

اور (اے ایمان والو) اللہ نے تو تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے جن کو تم حاصل کرو گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ (النسآء - ۹۴)

تو (سن لو) اللہ کے پاس بہت سی غنیمتیں ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک دن حضرت عدیؓ سے) فرمایا:۔

وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتُفْتَحُنَّ كُنُوْزُ كِسْرٰى (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب علامات النبوۃ فی الاسلام)

اگر تمہاری عمر لمبی ہوئی تو تم ضرور کسریٰ کے خزانے فتح کرو گے۔

حضرت عدیؓ فرماتے ہیں:۔

كُنْتُ فِيْمَنِ افْتَتَحَ كُنُوْزَ كِسْرٰى (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب علامات النبوۃ فی الاسلام جزء ۴ ص ۲۲۱)

میں ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے کسریٰ کے خزانے فتح کئے۔

حضرت عمر بن عوفؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ اِلَى الْبَحْرَيْنِ يَاْتِيْ بِجِزْيَتِهَا ..... فَقَدِمَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الجزیۃ والموادعۃ مع اہل الحرب جزء ۴ ص ۲۷ و صحیح مسلم کتاب الزہد جزء ۲ ص ۵۸۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عبیدہ بن الجراح کو جزیہ لانے کے لئے بحرین روانہ کیا ..... ابو عبیدہ بحرین سے مال لے کر آئے۔

الغرض مال کی فراوانی ہو گئی۔ حضرت نعمان بن بشیر فرماتے تھے:۔

اَلَسْتُمْ فِيْ طَعَامٍ وَشَرَابٍ مَا شِئْتُمْ (صحیح مسلم کتاب الزہد جزء ۲ ص ۵۹۰)

کیا تمہیں کھانے اور پینے کی ہر وہ چیز جس کو تم چاہو میسّر نہیں ہے۔

حضرت نعمان فرماتے ہیں:۔

ذَكَرَ عُمَرُ مَا أَصَابَ النَّاسُ مِنَ الدُّنْيَا فَقَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَظَلُّ الْيَوْمَ يَلْتَوِي مَا يَجِدُ دَقَلًا يَمْلَأُ فِي بَطْنِهِ (صحیح مسلم کتاب الزھد جزء ۲ ص ۵۹۰)

عمر نے (ایک دن) دنیا کی فراوانی کا ذکر کیا جو لوگوں کو حاصل ہو گئی تھی۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ سارا سارا دن بھوک سے بے قرار رہتے تھے۔ آپ کو ردّی کھجور بھی میسر نہیں آتی تھی کہ اسی سے پیٹ بھر لیں۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں:۔

فَجَمِيعُ مَالِهِ خَمْسُونَ أَلْفَ أَلْفٍ وَمِائَتَا أَلْفٍ (صحیح بخاری کتاب الجهاد باب برکۃ الغازی فی مالہ حیّا و میتا جزء ۱۲ ص ۱۰۳)

(زبیر کے انتقال پر) ان کا کل مال پانچ کروڑ دو لاکھ (درہم) تھا۔

الغرض اس قسم کی متعدد شہادتیں موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے مسلمین کو غنی کر دیا اور یہ شہادتیں اس بات کا بیّن ثبوت ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے الفاظ (فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللّٰهُ) میں جو وعدہ فرمایا تھا اُسے پورا فرما دیا۔

آگے فرمایا (إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ) بے شک اللہ تعالیٰ علیم ہے۔ اُسے علم ہے کہ وہ کس طرح تم کو غنی کریگا، وہ غنی کرنا جانتا ہے۔ وہ حکیم ہے، اس کے تمام کام حکمت سے ہوتے ہیں۔ اس نے مشرکین کو مسجد الحرام کے قریب آنے سے روک دیا تو وہ اس کی حکمت کو بھی جانتا ہے اور پھر وہ مسلمین کو کن کن ذرائع سے غنی کریگا وہ ان ذرائع کی حکمتوں سے بھی واقف ہے۔ یہ ذرائع اور وسائل اس کی حکمت کے ماتحت مسلمین کو حاصل ہوتے رہیں گے۔

عمل

اے ایمان والو، مشرکین نجس ہیں۔ ان کو مسجد الحرام کے قریب بھی نہ آنے دیجئے۔

اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ کے حکم کی تعمیل سے آپ اس لئے گریز نہ کریں کہ آپ مفلس ہو جائیں گے۔ نہیں، ایسا نہیں ہوگا۔ آپ اللہ تعالےٰ کے حکم کی تعمیل کریں گے تو اللہ تعالےٰ آپ کو مفلسی سے بچا لے گا اور کسی اور طریقہ سے آپ کو دولت عطاء فرما کر آپ کو غنی کر دیگا۔ اس کے تمام احکام علم و حکمت کی بنیاد پر ہوتے ہیں لہٰذا اس پر کامل بھروسہ کر کے آپ اس کے حکم کی تعمیل کیجئے۔

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ
بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ
لَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَ
رَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ
الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ
حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ
وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۲۹﴾

ترجمہ (اے ایمان والو) اہل کتاب میں سے جو لوگ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں لاتے نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جن کو اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا ہے اور نہ دین حق قبول کرتے ہیں ان سے اس وقت تک لڑو جب تک وہ ماتحت بن کر اپنے ہاتھ سے جزیہ نہ ادا کریں ﴿۲۹﴾

معانی ومصادر (یَدِیْنُوْنَ) دَانَ، یَدِیْنُ، دِیْنٌ ودِیَانَةٌ (ض) دین اختیار کرنا۔ (جِزْیَةٌ) جَزٰی، یَجْزِیْ، جَزَاءٌ (ض) بدلہ دینا۔ (جِزْیَةٌ = وہ رقم جو کافر اپنی جان و مال کی حفاظت کے بدلہ میں حکومت اسلامیہ کو ادا کرے)۔

(صٰغِرُوْنَ) صَغَرٌ، یَصْغَرُ، صُغْرٌ وصِغْرٌ وصَغَارٌ (ك) ذلیل ہونا۔

تفسیر سورۃ توبہ کی ابتدائی آیات اور اس کی تفسیر میں جو احادیث گذر چکی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین سے جنگ کی جائے جب تک وہ کفر وشرک سے توبہ کر کے نماز اور زکوٰۃ ادا نہ کریں یعنی جب تک وہ مسلم نہ ہو جائیں ان سے جنگ جاری رہے۔ مشرکین سے جنگ کی وجہ ان کا اسلام قبول نہ کرنا ہے۔ اہل کتاب نے بھی کیونکہ اسلام قبول نہیں کیا لہذا ان کے ساتھ بھی اسلامی حکومت کا وہی رویّہ ہونا چاہئے تھا جو رویّہ کہ اسلامی حکومت کا مشرکین کے ساتھ تھا۔ اللہ تعالےٰ کا قانون سب کے ساتھ یکساں ہے۔ آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالےٰ نے اہل کتاب سے بھی جنگ کا اعلان کر دیا۔ اب اہل کتاب کے لئے دو ہی صورتیں تھیں یا تو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان لا کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حرام کردہ چیزوں کو حرام سمجھیں اور دین اسلام قبول کر لیں نہیں تو جنگ کے لئے آمادہ ہو جائیں ایسی صورت میں یہ جنگ اس وقت تک جاری رہے گی جب تک وہ ماتحت بن کر رہنا قبول نہ کریں اور ماتحتی کی علامت یہ ہو گی کہ وہ جزیہ ادا کریں اللہ تعالیٰ نے فرمایا (قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا یَدِیْنُوْنَ دِیْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ) اے ایمان والو، اہل کتاب میں سے جو لوگ اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان نہیں لاتے، نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حرام کیا ہے اور نہ دین حق یعنی اسلام کو قبول کرتے ہیں ان سے جنگ کرو (حَتّٰى یُعْطُوا الْجِزْیَةَ عَنْ یَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ) یہاں تک کہ وہ ماتحت بن کر اپنے ہاتھ سے جزیہ ادا کریں۔ آیت کا مطلب بالکل واضح ہے یعنی یا تو وہ دین اسلام کو قبول کریں اور اگر دین اسلام کو قبول نہیں کرتے تو ان پر اسلام لانے کے لئے جبر نہیں کیا جائے گا۔ وہ کافر رہ سکتے ہیں لیکن ان کو اسلامی حکومت کی ماتحتی قبول کرنی ہو گی۔ روئے زمین کا مالک اللہ تعالےٰ ہے۔ لہذا پورے روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کی حکومت ہونی چاہئے۔ دنیا کے چپہ چپہ پر اللہ تعالیٰ کا قانون نافذ ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہونا چاہئے۔ اسلامی حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ زمین پر بالجبر اللہ تعالیٰ کا قانون نافذ کرے اور اسی مقصد کے لئے جنگ کرے۔ اگر کوئی شخص ذاتی طور پر اسلام قبول نہیں کرتا تو لَآ اِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ کے ماتحت اس پر جبر نہیں کیا جائے گا لیکن معاشرہ میں اسلامی قانون ہی نافذ ہو گا۔ اگر اہل کتاب ماتحتی قبول کرنے کے لئے تیار ہیں تو ان سے جنگ بند کر دی جائے گی لیکن ماتحتی کی علامت کے طور پر اور ان کی جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری کے بدلہ میں ان سے جزیہ لیا جائیگا اگر وہ جزیہ دینے کے لئے تیار نہ ہوں تو یہ سمجھا جائے گا کہ انہوں نے ماتحتی قبول نہیں کی لہذا ان سے جنگ کی جائے گی۔ کافروں کی ماتحتی قبول کر لینے کے بعد ہی اسلامی حکومت روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کا قانون نافذ کر سکتی ہے۔

یہ اسلامی حکومت کا ایک اہم فریضہ ہے اور وہ اپنے اس فریضہ کو بہر صورت ادا کرے گی۔ اگر اس فرض کی ادائیگی میں اس کے سامنے رکاوٹیں آئیں گی تو وہ انہیں طاقت کے ذریعہ دور کرے گی اور اس طرح جنگ کا آغاز ہوگا۔ اگر بغیر جنگ کے یہ مقصد حاصل ہو جائے یعنی وہ اسلام قبول کر لیں یا ماتحتی قبول کر لیں تو جنگ کی نوبت نہیں آئے گی۔ مقصد اعلائے کلمۃ الحق ہے۔ جنگ مقصد نہیں بلکہ اعلائے کلمۃ الحق کا ذریعہ ہے۔ اگر بغیر جنگ کے مقصد حاصل ہو جاتا ہے تو اسلامی حکومت جنگ نہیں کرے گی۔ جنگ تو مزاحمت کی صورت میں ہی کی جائے گی ورنہ نہیں۔

آیت زیر تفسیر میں جزیہ کا تعلق اہل کتاب سے ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کی روشنی میں یہ حکم عام ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخَذَ هَا مِنْ مَجُوْسِ هَجَرٍ (صحیح بخاری کتاب الجهاد باب الجزیة والموادعة مع اهل الکتاب جزء۴ ص۱۱۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجر کے مجوس سے جزیہ لیا تھا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے ایک جنگ کے موقع پر کسریٰ کے ایک سپہ سالار سے کہا:۔

نَحْنُ اُنَاسٌ مِنَ الْعَرَبِ کُنَّا فِیْ شَقَاءٍ شَدِیْدٍ وَبَلَاءٍ شَدِیْدٍ نَمَصُّ الْجِلْدَ وَالنَّوٰی مِنَ الْجُوْعِ وَنَلْبَسُ الْوَبَرَ وَالشَّعَرَ وَنَعْبُدُ الشَّجَرَ وَالْحَجَرَ فَبَیْنَا نَحْنُ کَذٰلِکَ اِذْ بَعَثَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرَضِیْنَ تَعَالٰی ذِکْرُہٗ وَجَلَّتْ عَظْمَتُہٗ اِلَیْنَا نَبِیًّا مِّنْ اَنْفُسِنَا نَعْرِفُ اَبَاہُ وَاُمَّہٗ فَاَمَرَنَا نَبِیُّنَا رَسُوْلُ رَبِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ نُقَاتِلَکُمْ حَتّٰی تَعْبُدُوا اللّٰہَ وَحْدَہٗ اَوْ تُؤَدُّوا الْجِزْیَۃَ وَاَخْبَرَنَا نَبِیُّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ رِسَالَۃِ رَبِّنَا اَنَّہٗ مَنْ قُتِلَ مِنَّا صَارَ اِلَی الْجَنَّۃِ فِیْ نَعِیْمٍ لَمْ یَرَ مِثْلَہَا قَطُّ وَمَنْ بَقِیَ مِنَّا مَلَکَ رِقَابَکُمْ (صحیح بخاری کتاب الجهاد باب الجزیة جزء۴ ص۱۱۸)

ہم عرب لوگ ہیں۔ ہم سخت بدبختی اور شدید مصیبت میں مبتلا تھے۔ بھوک میں چمڑے اور کھجور کی گٹھلیوں کو چوسا کرتے تھے۔ چمڑے اور بالوں کی پوشاک پہنتے تھے۔ درختوں اور پتھروں کی پوجا کرتے تھے۔ ہم اسی حال میں تھے کہ یکایک آسمانوں اور زمین کے مالک نے جس کا ذکر بلند ہے جس کی عظمت جلیل ہے ہماری طرف ہم ہی میں سے ایک نبی مبعوث فرمایا۔ جس کے باپ اور ماں سے ہم اچھی طرح واقف تھے۔ ہمارے نبی، ہمارے رب کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم تم سے جنگ کریں یہاں تک کہ تم اللہ اکیلے کی عبادت کرو یا جزیہ ادا کرو۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے رب کا یہ پیغام بھی ہمیں پہنچایا ہے کہ جو شخص ہم میں سے قتل ہوگا وہ جنت میں

ایسی نعمتوں میں رہے گا کہ ایسی نعمتیں اس نے کبھی نہیں دیکھی ہوں گی اور جو ہم میں سے باقی رہے گا وہ تمہاری گردنوں کا مالک ہو گا۔

حضرت بریدہؓ فرماتے ہیں:۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَمَّرَ اَمِيْرًا عَلٰى جَيْشٍ اَوْ سَرِيَّةٍ اَوْصَاهُ فِيْ خَاصَّتِهٖ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَمَنْ مَعَهٗ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرًا ثُمَّ قَالَ اغْزُوْا بِاسْمِ اللّٰهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَاتِلُوْا مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ اُغْزُوْا وَلَا تَغُلُّوْا وَلَا تَغْدِرُوْا وَلَا تَمْثُلُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا وَلِيْدًا وَاِذَا لَقِيْتَ عَدُوَّكَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَادْعُهُمْ اِلٰى ثَلَاثِ خِصَالٍ فَاَيَّتُهُنَّ مَا اَجَابُوْكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ فَاِنْ اَجَابُوْكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ اِلَى التَّحَوُّلِ مِنْ دَارِهِمْ اِلٰى دَارِ الْمُهَاجِرِيْنَ وَاَخْبِرْهُمْ اَنَّهُمْ اِنْ فَعَلُوْا ذٰلِكَ فَلَهُمْ مَا لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُهَاجِرِيْنَ فَاِنْ اَبَوْا اَنْ يَّتَحَوَّلُوْا مِنْهَا فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّهُمْ يَكُوْنُوْنَ كَاَعْرَابِ الْمُسْلِمِيْنَ يَجْرِيْ عَلَيْهِمْ حُكْمُ اللّٰهِ الَّذِيْ يَجْرِيْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَكُوْنُ لَهُمْ فِي الْغَنِيْمَةِ وَالْفَيْءِ شَيْءٌ اِلَّا اَنْ يُّجَاهِدُوْا مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ فَاِنْ اَبَوْا فَسَلْهُمُ الْجِزْيَةَ فَاِنْ هُمْ اَجَابُوْكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ فَاِنْ هُمْ اَبَوْا فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَقَاتِلْهُمْ (صحیح مسلم کتاب الجہاد باب تامیر امراء علی البعوث جزء ۲ صـ ۶۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی بڑے یا چھوٹے لشکر کا امیر بناتے تو اس کو خاص طور پر اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتے اور جو مسلمین اس کے ساتھ ہوتے ان کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیتے، پھر آپ فرماتے اللہ کے نام کے ساتھ اللہ کے راستے میں جنگ کرو۔ ان لوگوں سے جنگ کرو جو اللہ کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔ خیانت نہ کرنا، بدعہدی نہ کرنا کسی کے ناک، کان وغیرہ نہ کاٹنا اور لڑکے کو قتل نہ کرنا اور جب مشرکین میں ان لوگوں سے تمہارا مقابلہ ہو جو تمہارے دشمن ہیں تو انہیں تین باتوں کی دعوت دینا۔ اگر وہ ان میں سے جس بات کو قبول کر لیں تم بھی اسے قبول کر لینا اور لڑنے سے باز رہنا۔ انہیں اسلام کی دعوت دینا، اگر وہ تمہاری دعوت کو قبول کر لیں تو تم ان کی بات مان لینا اور جنگ سے باز رہنا۔ پھر ان کو اس بات کی دعوت دینا کہ وہ اپنے مقام کو چھوڑ کر مہاجرین کے مقام پر منتقل ہو جائیں اور انہیں یہ بھی خبر دینا کہ اگر وہ ایسا کریں تو جو حقوق مہاجرین کے ہوں گے وہی ان کے بھی ہوں گے اور جو فرائض مہاجرین کے ہوں گے وہی ان کے بھی ہوں گے۔ اگر وہ اپنے مقام سے منتقل ہونے سے انکار کریں تو انہیں خبر دینا کہ

پھر وہ دیہاتی مسلمین کے مثل ہوں گے۔ ان پر اللہ کا وہی حکم جاری ہوگا جو (عام) مؤمنین پر جاری ہوتا ہے۔ ان کو مال غنیمت اور مال فے میں سے کچھ نہیں ملے گا سوائے اس صورت کے کہ وہ مسلمین کے ساتھ جہاد کریں۔ اگر وہ اسلام قبول کرنے سے انکار کریں تو ان سے جزیہ طلب کرنا۔ اگر وہ جزیہ دینا قبول کرلیں تو تم ان کی بات مان لینا اور جنگ سے باز رہنا، پھر اگر وہ جزیہ دینے سے بھی انکار کریں تو اللہ سے مدد طلب کرنا اور ان سے جنگ کرنا۔

جزیہ ادا کرنے کے بعد کافر قوم کا جان و مال محفوظ ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَإِنَّ رِيحَهَا تُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب اثم من قتل معاهدا بغیر جرم جزء ۴ ص ۱۲۰)

جو شخص ایسے کافر کو قتل کرے جس سے معاہدہ ہو گیا ہو تو وہ جنت کی بو بھی نہیں سونگھ سکے گا حالانکہ جنت کی بو چالیس سال کی مسافت سے آتی ہے۔

مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ جزیہ کا حکم عام ہے۔ مشرکین سے بھی لیا جائیگا اور اہل کتاب سے بھی۔

آیت زیر تفسیر اور احادیث مذکورہ بالا سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کافروں سے جنگ کی جائیگی جب تک وہ اسلام قبول نہ کریں یا ماتحت بن کر جزیہ ادا نہ کریں اگر وہ ان دونوں کو تسلیم نہ کریں تو پھر ان سے جنگ ہوگی تاکہ اللہ تعالیٰ کا دین دنیا کے ہر حصہ پر نافذ ہو جائے۔

آیت زیر تفسیر کے حکم کی تعمیل میں اللہ تعالےٰ کے مقدس رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر ترتیب دیا اور اس پر حضرت زید بن حارثہ کو امیر بنایا۔ اس لشکر نے موتہ کے مقام پر اہل کتاب سے جنگ کی اور فتح پائی۔ ذیل میں ہم جنگ موتہ کا حال درج کرتے ہیں:۔

جنگ مُوتہ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

اَمَّرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ غَزْوَۃِ مُوْتَۃَ زَیْدَ بْنَ حَارِثَۃَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنْ قُتِلَ زَیْدٌ فَجَعْفَرٌ وَاِنْ قُتِلَ جَعْفَرٌ فَعَبْدُ اللّٰہِ بْنُ رَوَاحَۃَ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ موتۃ جزء ہ صـ۱۸۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ موتہ میں زید بن حارثہ کو سپہ سالار مقرر کیا۔ آپ نے فرمایا: اگر زید قتل ہو جائیں تو جعفر اور اگر جعفر قتل ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ (سپہ سالار ہوں گے)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی اس لشکر میں شریک تھے۔ وہ فرماتے ہیں:۔

کُنْتُ فِیْہِمْ فِیْ تِلْکَ الْغَزْوَۃِ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ موتۃ جزء ہ صـ۱۸۱)

میں اس جنگ میں شریک تھا۔

بعض لوگوں نے حضرت زید بن حارثہ کی امارت کو اچھا نہیں سمجھا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

بَعَثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَمَّرَ عَلَیْہِمْ اُسَامَۃَ بْنَ زَیْدٍ فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ فِیْ اِمَارَتِہٖ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنْ تَطْعُنُوْا فِیْ اِمَارَتِہٖ فَقَدْ کُنْتُمْ تَطْعُنُوْنَ فِیْ اِمَارَۃِ اَبِیْہِ مِنْ قَبْلُ وَاَیْمُ اللّٰہِ اِنْ کَانَ لَخَلِیْقًا لِلْاِمَارَۃِ وَاِنْ کَانَ لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ وَاِنَّ ھٰذَا لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ بَعْدَہٗ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب مناقب زید بن حارثۃ جزء ہ صـ۲۹ وصحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضائل زید بن حارثۃ جزء ۲ صـ۳۶۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ کیا اور اس پر اسامہ بن زید کو امیر مقرر کیا بعض لوگوں نے ان کی امارت پر طعن کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم اس کی امارت پر طعن کرتے ہو تو اس سے پہلے تم اس کے باپ کی امارت پر بھی طعن کر چکے ہو اور اللہ کی قسم وہ امارت کا اہل تھا اور میرے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب تھا اور اس کے بعد یہ میرے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔

الغرض موتہ کے مقام پر جنگ ہوئی۔ پہلے حضرت زید بن حارثہ شہید ہوئے، پھر حضرت جعفر شہید ہوئے، ان کے بدن پر نوے سے زیادہ زخم تھے، پھر حضرت عبداللہ بن رواحہ شہید ہوئے، پھر حضرت خالد بن ولید نے جھنڈا ہاتھ میں لے لیا۔ حضرت خالد بڑی جانفشانی سے لڑے۔ اس دن ان کے ہاتھ سے ۹ تلواریں ٹوٹیں۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر فتح عنایت فرمائی۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَعٰی زَیْدًا وَجَعْفَرًا وَابْنَ رَوَاحَۃَ لِلنَّاسِ قَبْلَ اَنْ یَّاْتِیَھُمْ خَبَرُھُمْ فَقَالَ اَخَذَ الرَّایَۃَ زَیْدٌ فَاُصِیْبَ ثُمَّ اَخَذَ جَعْفَرٌ فَاُصِیْبَ ثُمَّ اَخَذَ ابْنُ رَوَاحَۃَ فَاُصِیْبَ وَعَیْنَاہُ تَذْرِفَانِ حَتّٰی اَخَذَ الرَّایَۃَ سَیْفٌ مِنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ حَتّٰی فَتَحَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ موتۃ جزء ۵ صـ۱۸۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو زید کی جعفر کی اور ابن رواحہ کی موت کی خبر دی اس سے پہلے کہ (میدان جنگ سے) ان کی خبر آئے۔ آپ نے فرمایا: زید نے جھنڈا لیا اور وہ شہید ہو گئے، پھر جعفر نے جھنڈا لیا وہ بھی شہید ہو گئے پھر ابن رواحہ نے جھنڈا لیا وہ بھی شہید ہو گئے، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جھنڈا اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے لے لیا یہاں تک کہ اللہ نے دشمن پر فتح دی۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

فَالْتَمَسْنَا جَعْفَرَ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ فَوَجَدْنَاہُ فِی الْقَتْلٰی وَوَجَدْنَا مَا فِیْ جَسَدِہٖ بِضْعًا وَتِسْعِیْنَ مِنْ طَعْنَۃٍ وَرَمْیَۃٍ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ موتۃ جزء ۵ صـ۱۸۶)

ہم نے جعفر بن ابی طالب کو تلاش کیا تو ہم نے ان کو مقتولین میں پایا۔ ہم نے دیکھا کہ ان کے جسم میں نیزے اور تیروں (وغیرہ) کے زخموں کے نوّے سے زیادہ نشان تھے۔

حضرت خالدؓ فرماتے ہیں:۔

لَقَدِ انْقَطَعَتْ فِیْ یَدِیْ یَوْمَ مُؤْتَۃَ تِسْعَۃُ اَسْیَافٍ فَمَا بَقِیَ فِیْ یَدِیْ اِلَّا صَفِیْحَۃٌ یَمَانِیَۃٌ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ موتۃ جزء ۵ صـ۱۸۳)

موتہ کی جنگ میں میرے ہاتھ سے نو تلواریں ٹوٹیں۔ صرف وہ تلوار باقی رہی جو یمنی تھی۔

دوسری جنگ جو اس آیت کے حکم کی تعمیل میں واقع ہوئی وہ جنگ تبوک ہے جس کا ذکر اسی سورت میں آگے آ رہا ہے۔

جزیہ کے جملہ مسائل

اگر کفار اسلام قبول کرنے سے انکار کریں تو ان سے جزیہ لیا جائے (دلائل بر صفحات گذشتہ)

جزیہ میں ہر بالغ سے ایک دینار یا اس کی قیمت کا کپڑا لیا جائے۔

حضرت معاذؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا وَجَّھَہٗ اِلَی الْیَمَنِ اَمَرَہٗ اَنْ یَّاْخُذَ مِنْ کُلِّ حَالِمٍ یَعْنِیْ مُحْتَلِمًا دِیْنَارًا اَوْ عِدْلَہٗ مِنَ الْمَعَافِرِیِّ ثِیَابٌ تَکُوْنُ بِالْیَمَنِ

(ابوداؤد کتاب الخراج باب فی اخذ الجزیۃ جزء ۲ ص۷۲ وسندہ صحیح۔ نیل الاوطار جزء ۴ ص۱۱۳)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انہیں یمن روانہ کیا تو انہیں حکم دیا کہ ہر بالغ سے ایک دینار یا اس کی قیمت کے کپڑے جو یمن میں ہوتے ہیں وصول کئے جائیں۔

عمل

اے ایمان والو، کافر اگر اسلام قبول نہ کریں تو ان سے جزیہ لیجئے۔ اگر وہ جزیہ دینے سے انکار کریں تو ان سے جنگ کیجئے۔ جب وہ جزیہ دیں تو جنگ بند کر دیجئے۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرُ ۟ ابْنُ
اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيحُ
ابْنُ اللَّهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ
يُضَاهِـُٔونَ قَوْلَ الَّذِينَ
كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ ، قٰتَلَهُمُ
اللَّهُ أَنّٰى يُؤْفَكُونَ ﴿٣٠﴾ اِتَّخَذُوٓا
أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا
مِّنْ دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ
مَرْيَمَ ، وَمَآ أُمِرُوٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوٓا

اِلٰهًا وَّاحِدًا، لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۱﴾

ترجمہ یہودی کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہیں اور عیسائی کہتے ہیں کہ عیسٰی اللہ کے بیٹے ہیں، یہ ان کے مونہوں سے نکلی ہوئی باتیں ہیں (جن کی کوئی سند نہیں)، پہلے (زمانے کے) کافروں نے جو بات کہی تھی یہ بس اسی کی تقلید کر رہے ہیں، اللہ انہیں (ضرور) ہلاک کرے (گا)" یہ کہاں بہکے ہوئے چلے جا رہے ہیں ﴿۳۰﴾ انہوں نے اللہ کے علاوہ علماء اور مشائخ کو اور عیسٰی ابن مریم کو بھی (اپنا) رب (اور معبود) بنا رکھا ہے حالانکہ انہیں تو یہ حکم دیا گیا تھا کہ ایک الٰہ کی عبادت کریں، اس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں (اور جو الٰہ نہیں وہ رب یا معبود کیسے ہو سکتے ہیں، یہ لوگ اللہ کے ساتھ شرک کر رہے ہیں) اللہ ان کے شرک سے پاک ہے ﴿۳۱﴾

معانی و مصادر (يُضَاهِئُوْنَ) ضَاهٰى، يُضَاهِيْ، مُضَاهَاةٌ (باب مفاعلہ) مشابہت کرنا (ض ہ ی اصلی حروف ہیں)۔

(يُؤْفَكُوْنَ) اَفَكَ، يَأْفِكُ، اَفْكٌ وَاُفُوْكٌ (ض) جھوٹ بولنا۔

اَفِكَ، يَأْفَكُ، اَفَكٌ (س) پھیرنا۔

(اَحْبَارٌ) حَبَرَ، يَحْبُرُ، حَبْرٌ (ن) زینت دینا (اَحْبَارٌ = حَبْرٌ اور حِبْرٌ کی جمع = علماء)۔

(رُهْبَان) رَهِبَ، يَرْهَبُ، رَهْبَةٌ وَرُهْبٌ وَرُهْبَانٌ وَرَهَبَانٌ (س) ڈرنا۔ (رُهْبَان = رَاهِبٌ کی جمع = مشائخ، پیر)۔

تفسیر گذشتہ آیت میں حکم تھا کہ اگر اہل کتاب دین حق یعنی اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیں تو ان سے جنگ کی جائے جب تک وہ ماتحت بن کر جزیہ نہ دیں۔

اہل کتاب نے جو دین اختیار کر رکھا تھا وہ دین حق نہیں تھا۔ وہ اپنے باطل اور خود ساختہ مذہب پر چل رہے تھے۔ اللہ تعالٰی نے بطور مثال کے آیات زیر تفسیر میں ان کی چند باطل باتوں کا ذکر فرمایا۔

یہود و نصاریٰ کی باطل باتیں

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ) اور اے رسول، یہودی کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہیں اور عیسائی کہتے ہیں کہ عیسیٰ اللہ کے بیٹے ہیں (ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ) یہ ان کے مونہوں سے نکلی ہوئی باتیں ہیں۔ یہ جو چاہتے ہیں کہہ دیتے ہیں ان کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ لِتَتْبَعْ كُلُّ اُمَّةٍ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ فَلَا يَبْقٰى مَنْ كَانَ يَعْبُدُ غَيْرَ اللّٰهِ مِنَ الْاَصْنَامِ وَ الْاَنْصَابِ اِلَّا يَتَسَاقَطُوْنَ فِى النَّارِ حَتّٰى اِذَا لَمْ يَبْقَ اِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ بَرٌّ اَوْ فَاجِرٌ وَغُبَّرَاتُ اَهْلِ الْكِتَابِ فَيُدْعَى الْيَهُوْدُ فَيُقَالُ لَهُمْ مَنْ كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ قَالُوْا كُنَّا نَعْبُدُ عُزَيْرَ ابْنَ اللّٰهِ فَيُقَالُ لَهُمْ كَذَبْتُمْ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَّلَا وَلَدٍ فَمَاذَا تَبْغُوْنَ فَقَالُوْا عَطِشْنَا رَبَّنَا فَاسْقِنَا فَيُشَارُ اَلَا تَرِدُوْنَ فَيُحْشَرُوْنَ اِلَى النَّارِ كَاَنَّهَا سَرَابٌ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَيَتَسَاقَطُوْنَ فِى النَّارِ ثُمَّ يُدْعَى النَّصَارٰى فَيُقَالُ لَهُمْ مَنْ كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ قَالُوْا كُنَّا نَعْبُدُ الْمَسِيْحَ ابْنَ اللّٰهِ فَيُقَالُ لَهُمْ كَذَبْتُمْ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَلَا وَلَدٍ فَيُقَالُ لَهُمْ مَاذَا تَبْغُوْنَ فَكَذٰلِكَ مِثْلَ الْاَوَّلِ (صحیح بخاری ابواب تفسیر سورۃ النساء جزء ۶ صـ۵۶)

جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک پکارنے والا پکارے گا اے لوگو تم میں سے جو آدمی جس کو پوجتا تھا اسی کے ساتھ ہو جائے۔ (الغرض) اللہ کی پرستش چھوڑ کر بتوں یا آستانوں کی پرستش کرنے والوں میں کوئی باقی نہ رہے گا سب جہنم میں گر جائیں گے اور صرف وہی باقی رہ جائیں گے جو اللہ اکیلے کی عبادت کرتے تھے ان میں اچھے برے سب ہی ہوں گے اور کچھ اہل کتاب باقی رہ جائیں گے۔ پھر یہودی بلائے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا تم کس کی عبادت کرتے تھے۔ وہ کہیں گے ہم حضرت عزیر کی عبادت کرتے تھے جو اللہ کے بیٹے ہیں۔ ان سے کہا جائیگا تم جھوٹ بولتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے نہ بیوی ہے اور نہ بیٹا۔ پھر ان سے پوچھا جائے گا تم کیا چاہتے ہو تو وہ کہیں گے اے ہمارے رب ہم پیاسے ہیں بس ہم کو پانی پلا دے پھر ان کو ایک ریتلے میدان کی طرف اشارہ کیا جائے گا۔ (اور ان سے کہا جائے گا) تم پانی کے لئے (وہاں) کیوں نہیں جاتے۔ پھر وہ جہنم کی طرف جمع کئے جائیں گے جو سراب کی طرح ہوگی اس کا بعض حصہ بعض حصے کو توڑ

رہا ہوگا۔ پھر وہ جہنم میں گرا دئے جائیں گے۔ پھر نصاریٰ کو بلایا جائیگا پھر ان سے کہا جائیگا تم کس کی عبادت کرتے تھے وہ کہیں گے ہم (حضرت) عیسیٰ کی عبادت کرتے تھے جو اللہ کے بیٹے ہیں پھر ان سے کہا جائیگا تم جھوٹ بولتے ہو نہ اللہ کی بیوی ہے اور نہ لڑکا۔ پھر ان سے کہا جائیگا تم کیا چاہتے ہو پھر ان کے ساتھ وہی گفتگو ہوگی جو پہلوں کے ساتھ ہوئی تھی۔

آگے فرمایا (يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ) پہلے زمانے کے کافروں نے جو بات کہی تھی یہ لوگ بس اسی کی نقل کر رہے ہیں جس طرح انہوں نے اللہ تعالیٰ کی اولاد قرار دی تھی یہ بھی ان کی طرح اللہ تعالیٰ کی اولاد قرار دیتے ہیں (قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ) اللہ تعالےٰ ضرور انہیں ہلاک کرے گا (اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ) یہ کہاں بہکے ہوئے چلے جا رہے ہیں۔

(۲) دوسری باطل بات جو یہود و نصاریٰ نے اختیار کر لی تھی وہ یہ تھی کہ انہوں نے اپنے علماء اور پیروں کو اپنا رب بنا لیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ) یہود و نصاریٰ نے اللہ تعالےٰ کے علاوہ اپنے علماء اور اپنے پیروں کو اپنا رب بنا رکھا ہے۔ ان کے کہنے پر چلتے ہیں، حلال و حرام کا فیصلہ ان کے قول و فعل سے کرتے ہیں، ان کے قول و فعل کو آخری سند سمجھتے ہیں، ان کے فتووں کو دین سمجھ رکھا ہے، ان کے اجتہادات کو شریعت کا درجہ دے رکھا ہے حالانکہ یہ سب کچھ شرک ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْ بِهِ اللّٰهُ، وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ، وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

(الشوریٰ۔ ۲۱)

(اے رسول) کیا ان لوگوں نے (اللہ کے) شریک بنا لئے ہیں جو ان کے لئے دین کا راستہ وضع کرتے ہیں جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی اور اگر فیصلہ کا وعدہ (مقررہ وقت تک کے لئے ملتوی) نہ ہوتا تو ان کے درمیان کبھی کا فیصلہ ہو گیا ہوتا۔ بے شک ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے (جو مقررہ وقت ہی پر ان کو دیا جائے گا)۔

دین اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ ہے۔ دین میں کمی و بیشی سوائے اللہ تعالےٰ کے کوئی نہیں کر سکتا۔

جو لوگ علماء اور پیروں کے اجتہادات کو دین میں داخل کرتے ہیں وہ گویا ان علماء اور ان پیروں کو شریعت ساز سمجھتے ہیں اور آیت بالا کی رُو سے شریعت سازی شرک ہے۔ شریعت ساز صرف اللہ تعالےٰ ہے۔ دوسروں کو شریعت ساز سمجھنا ان کو رب بنانے، ان کو الٰہ سمجھنے اور انکی عبادت کرنے کے مترادف ہے۔ مسلم ہرگز یہ کام نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَ الْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ○ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○

(آل عمران۔ ۷۹-۸۰)

کسی بشر کو یہ زیبا نہیں کہ جب اللہ اس کو کتاب، حکم اور نبوت عطاء فرمائے تو وہ لوگوں سے یہ کہے کہ اللہ کے علاوہ میرے بندے بن جاؤ۔ (وہ تو یہی کہے گا کہ) تم خالص اللہ کے (بندے) ہو اس وجہ سے کہ تم (اللہ کی) کتاب کو پڑھاتے بھی رہتے ہو اور پڑھتے بھی رہتے ہو (تو وہ اللہ کی کتاب کے خلاف تم کو اپنا بندہ بننے کے لئے کیسے کہہ سکتا ہے) اور نہ اس کو یہ زیبا ہے کہ وہ تمہیں فرشتوں اور نبیوں کو رب بنانے کا حکم دے۔ کیا تمہارے مسلم ہو جانے کے بعد وہ تم کو کفر کا حکم دے گا (ہرگز نہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ، فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ○

(آل عمران۔ ۶۴)

(اے رسول، اللہ کے راستہ کی طرف اہل کتاب کو دعوت دیجئے، ان سے) کہیئے: اے اہل کتاب، ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں مشترک ہے (وہ یہ) کہ ہم اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کریں، اس کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہ کریں اور اللہ کے علاوہ ایک دوسرے کو اپنا رب نہ بنائیں، پھر (اے ایمان والو) اگر یہ اس بات سے منہ موڑیں تو ان سے کہہ دو (کہ اے اہل کتاب) تم گواہ رہنا ہم تو مسلم ہیں۔

مندرجہ بالا آیت سے ثابت ہوا کہ وہ شخص مسلم نہیں ہو سکتا جو اپنے علماء اور اپنے پیروں کو

دین ساز سمجھتا ہے، ان کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حلال سمجھتا ہے اور ان کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حرام سمجھتا ہے لیکن اہل کتاب ایسا کرتے تھے لہذا وہ دین اسلام سے منحرف ہو گئے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا النَّسِیٓءُ زِیَادَۃٌ فِی الْکُفْرِ یُضَلُّ بِہِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُحِلُّوْنَہٗ عَامًا وَّیُحَرِّمُوْنَہٗ عَامًا لِّیُوَاطِـُٔوْا عِدَّۃَ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ فَیُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰہُ، زُیِّنَ لَھُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِھِمْ وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ ○

(التوبۃ۔ ۳۷)

بے شک کسی مہینہ کو (آگے) پیچھے کر دینا کفر میں زیادتی (کا سبب) ہے، اس کے ذریعہ کافر (اور زیادہ) گمراہ ہوتے ہیں، ایک سال وہ ایک مہینہ کو (جنگ کے لئے) حلال کر لیتے ہیں تو دوسرے سال اسی مہینہ کو (جنگ کے لئے) حرام کر لیتے ہیں (لیکن حرام مہینوں کی تعداد میں کمی بیشی نہیں آنے دیتے اس طرح) کہ (اپنی طرف سے حرام کردہ مہینوں کی تعداد کو) اللہ کے حرام کئے ہوئے مہینوں کی تعداد کے مطابق کرتے رہتے ہیں، الغرض (اس طرح) وہ (اس مہینہ کو) حلال کر لیتے ہیں جس کو اللہ نے (جنگ کے لئے) حرام قرار دیا ہے، ان کے برے اعمال کو (شیطان نے) ان کے لئے مزین کر دیا ہے (لہذا وہ اپنے کفر سے باز نہیں آتے) اور اللہ کفر کرنے والوں کو ہدایت پر چلا کر منزل مقصود تک نہیں پہنچایا کرتا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی تحلیل و تحریم میں تقدیم و تاخیر بھی کفر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰہُ لَکُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْہُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا، قُلْ آٰللّٰہُ اَذِنَ لَکُمْ اَمْ عَلَی اللّٰہِ تَفْتَرُوْنَ ○

(یونس۔ ۵۹)

(اے رسول) آپ ان سے پوچھئے بتاؤ جو رزق اللہ نے تمہارے لئے نازل فرمایا ہے اس میں سے تم نے (اپنی طرف سے) کسی چیز کو حرام ٹھہرا لیا اور کسی چیز کو حلال ٹھہرا لیا (یہ کہاں تک مناسب ہے، اے رسول آپ ان سے) پوچھئے کیا اللہ نے تمہیں (اس

بات کی) اجازت دی ہے یا تم اللہ (تعالیٰ) پر بہتان لگاتے ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ، اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ○

(النحل ۔ ۱۱۶)

اور (اے لوگو) (اپنی طرف سے) یونہی جھوٹ جو تمہاری زبان پر آجائے یہ نہ کہہ دیا کرو کہ یہ چیز حلال ہے اور یہ چیز حرام ہے تاکہ (اس طرح) تم اللہ پر جھوٹ بہتان باندھنے لگ جاؤ، بے شک جو لوگ اللہ پر جھوٹ بہتان باندھتے ہیں وہ فلاح نہیں پا سکتے۔

مندرجہ بالا ہر دو آیات سے ثابت ہوا کہ کسی چیز کو اپنے قیاس سے حلال یا حرام کہہ دینا اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھنا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ، كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ، اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ○

(الشوریٰ ۔ ۱۳)

اس نے تمہارے لئے دین کا واضح راستہ مقرر کیا (وہی راستہ) جس کا اس نے نوح کو حکم دیا تھا اور (اے رسول) جس کی وحی ہم نے آپ کی طرف بھیجی اور جس کا حکم ہم نے ابراہیم کو موسیٰ کو اور عیسیٰ کو دیا تھا (اور ہم نے ان کو یہ بھی حکم دیا تھا) کہ دین کو قائم رکھنا اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا، (اے رسول) جس چیز کی طرف آپ مشرکین کو بلا رہے ہیں وہ ان پر بڑی (گراں) ہے اللہ منتخب کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے اس کو جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ شریعت اللہ تعالیٰ بناتا ہے اور اس شریعت کو نافذ کرنے کا حکم دیتا ہے۔ شریعت سازی انبیاء علیہم السلام بھی نہیں کرتے بلکہ وہ صرف نازل شدہ شریعت کو نافذ کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ، قَلِيْلًا

(اے لوگو) جو شریعت تم پر تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوئی ہے (بس) اسی کی

مَّا تَذَكَّرُوْنَ ○ (الاعراف۔ ۳)

پیروی کرو، اس کے علاوہ ولیوں (وغیرہ) کی پیروی نہ کرو (مگر) تم نصیحت کم ہی قبول کرتے ہو۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے دین کے علاوہ کسی اور چیز کی پیروی حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ (الزمر۔ ۳)

خبردار ہو جاؤ اللہ کا تو دین خالص ہے۔

الغرض اللہ تعالیٰ کے دین خالص میں علماء اور مشائخ کے اقوال کو شامل کرنا ان کو الٰہ ماننا ہے۔

آگے فرمایا (وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ) اور مسیح ابن مریم یعنی عیسیٰ کو بھی نصاریٰ نے اللہ تعالےٰ کے علاوہ اپنا رب بنا رکھا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ، قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا، وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ، وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ○ (المآئدۃ۔ ۱۷)

بے شک ان لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا کہ عیسیٰ ابن مریم اللہ ہی ہیں، (اے رسول) آپ ان سے پوچھیے اگر اللہ عیسیٰ ابن مریم، ان کی والدہ اور زمین کے تمام لوگوں کو ہلاک کرنا چاہے تو اللہ کے سامنے کس کو اختیار ہے (کہ ان کو ہلاکت سے بچالے)، آسمانوں پر، زمین پر اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ان سب پر اللہ تعالےٰ کی بادشاہت ہے، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے (یہ صفات عیسیٰ میں کہاں ہیں لہٰذا وہ اللہ کیسے ہو سکتے ہیں)۔

یہود و نصاریٰ نے علماء اور مشائخ کو اپنا الٰہ بنا رکھا تھا اور نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا الٰہ بنا رکھا تھا۔ علماء اور مشائخ کو تحلیل و تحریم کا حق دے کر اور عیسیٰ علیہ السلام کو الوہیت کے درجہ پر پہنچا کر وہ ان کی عبادت کر رہے تھے (وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا) حالانکہ ان کو صرف ایک الٰہ کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا (لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ) اس ایک الٰہ کے علاوہ دوسرا کوئی الٰہ نہیں اور جب دوسرا کوئی الٰہ نہیں تو پھر دوسرے کو الٰہ مان کر اس کی عبادت یہ کیوں کر رہے تھے۔ اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی دوسرے کی عبادت کرنا اس کو الٰہ

ماننا ہے اور یہ شرک ہے (سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ) اللہ تعالیٰ اس شرک سے بالکل پاک ہے جو یہ کر رہے ہیں۔

آیت زیر تفسیر سے معلوم ہوا کہ:

(۱) علماء اور مشائخ کی تحلیل و تحریم کو تسلیم کرنا ان کو رب بنانا ہے،

(۲) علماء اور مشائخ کی تحلیل و تحریم کو مان لینا ان کی عبادت ہے، اور

(۳) علماء اور مشائخ کو تحلیل و تحریم کا حق دینا شرک ہے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ واحد و یکتا ہے۔ اس کی اولاد نہ بنائیے۔

اے لوگو، علماء اور مشائخ کے فتووں سے حلال و حرام کا فیصلہ نہ کیجئے۔ یہ چیز شرک ہے۔ حلال و حرام کا فیصلہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کے ذریعہ کرتا ہے لہذا جو چیزیں قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں حلال ہیں انہیں ہی حلال سمجھئے اور جو چیزیں قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں حرام ہیں انہیں حرام سمجھئے۔

يُرِيدُونَ أَنْ يُّطْفِئُوا نُورَ
اللّٰهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللّٰهُ
إِلَّآ أَنْ يُّتِمَّ نُورَهٗ وَلَوْ كَرِهَ
الْكٰفِرُونَ ﴿٣٢﴾ هُوَ الَّذِيْٓ
أَرْسَلَ رَسُولَهٗ بِالْهُدٰى وَ
دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى
الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ
الْمُشْرِكُونَ ﴿٣٣﴾

ترجمہ | یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور (ہدایت) کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں، اللہ ایسا نہیں ہونے دیگا بلکہ وہ اپنے نور کو کامل کرکے رہے گا خواہ کافروں کو (کتنا ہی) برا کیوں نہ لگے (۳۲) وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا

تاکہ اس (دین حق) کو (دنیا کے) تمام دینوں پر غالب کرے (اور اللہ ایسا کر کے رہے گا) خواہ مشرکین کو کتنا ہی) ناگوار کیوں نہ گذرے (۳۳)

معانی و مصادر

(یُطْفِئُوْا) اَطْفَأَ ، یُطْفِئُ ، اِطْفَاءٌ (باب افعال) بجھا دینا۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ) کافر چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور ہدایت کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں (وَیَاْبَی اللّٰہُ اِلَّآ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَہٗ) اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہونے دے گا بلکہ وہ اپنے نور ہدایت کو پورا کر کے رہے گا (وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ) اگرچہ یہ بات کافروں کو کتنی ہی بُری کیوں نہ لگے۔

اس آیت میں نور سے مراد وہ ہدایت ہے جو اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اپنے بندوں تک پہنچائی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِہٖ وَعَزَّرُوْہُ وَنَصَرُوْہُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَہٗٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ (الاعراف ۔ ۱۵۷)

الغرض جو لوگ رسول پر ایمان لائے، ان کا احترام کیا، ان کی مدد کی اور اس نور کی پیروی کی جو ان پر نازل کیا گیا ہے وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ○ (المآئدۃ ۔ ۱۵)

بے شک اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور (ہدایت) اور روشن کتاب آچکی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ۔ (النور ۔ ۳۵)

اللہ اپنے نور سے جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَالنُّوْرِ الَّذِیْٓ اَنْزَلْنَا (التغابن ۔ ۸)

لہٰذا اللہ پر، اس کے رسول پر اور اس نور پر جو ہم نے نازل کیا ایمان لاؤ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمْ بُرْھَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا ○ (النسآء ۔ ۱۷۴)

اے لوگو، تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس دلیل آچکی ہے اور (اے لوگو) ہم نے تم پر (ایک) واضح نور (ہدایت) نازل کر دیا ہے۔

اللہ تعالےٰ نے جو ہدایت نازل فرمائی ہے اس کا نام دین اسلام ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ۔ (الزمر۔ ۲۲)

کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہو پھر وہ اپنے رب کی طرف سے نور (ہدایت) پر (قائم) ہو (اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو اللہ کی نصیحت سے بے بہرہ ہو، ہرگز نہیں)۔

اللہ تعالےٰ نے آیت زیر تفسیر میں واضح الفاظ میں اعلان کر دیا تھا کہ وہ اس نور ہدایت کی تکمیل فرمائیگا اور بالآخر اس نے اس کی تکمیل فرما دی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔ (المآئدۃ۔ ۳)

آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا، اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔

آیت زیر تفسیر میں نور کی تکمیل کا وعدہ فرمایا تھا اور سورۃ مائدہ کی مندرجہ بالا آیت میں دین کی تکمیل کا اعلان فرما دیا۔ سورہ مائدہ کی مندرجہ بالا آیت گویا آیت زیر تفسیر کی تشریح کرتی ہے۔ سورۂ مائدہ کی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نور سے مراد دین ہے اور دین سے مراد اسلام ہے

آگے فرمایا (هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ) وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے تاکہ وہ اس ہدایت اور دین حق کو تمام دینوں پر غالب کر دے اور وہ ایسا کر کے رہے گا خواہ مشرکین کو کتنا ہی برا کیوں نہ لگے۔

اس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ گذشتہ آیت میں نور سے مراد ہدایت یعنی دین حق ہے۔ اس آیت سے مزید یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ دین اسلام کو تمام ادیان پر غالب فرمائے گا۔ دین اسلام غالب اور نافذ ہو گا اور دوسرے تمام ادیان مغلوب ہو جائیں گے اور اس کے مقابلہ کی تاب نہیں لا سکیں گے۔ جہاں جہاں اسلام پہنچے گا دوسرے ادیان ان مقامات پر عملاً مٹ جائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کی فتوحات اس بات کا بیّن ثبوت ہیں۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور ہدایت آچکا ہے اور وہ کامل بھی ہو چکا ہے لہذا اس کامل نور یعنی اسلام کی پیروی کیجئے۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر مبعوث فرمایا ہے، لہذا اب اگر آپ کو ہدایت کی تلاش ہے اور اگر آپ دین حق پر عمل کرنا چاہتے ہیں تو اس ہدایت اور دین حق کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ حاصل کیجئے۔ ہدایت اور دین اسلام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور کسی کے پاس نہ تلاش کیجئے۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِنَّ كَثِيرًا
مِّنَ ٱلْأَحْبَارِ وَٱلرُّهْبَٰنِ
لَيَأْكُلُونَ أَمْوَٰلَ ٱلنَّاسِ
بِٱلْبَٰطِلِ وَيَصُدُّونَ عَن
سَبِيلِ ٱللَّهِ، وَٱلَّذِينَ يَكْنِزُونَ
ٱلذَّهَبَ وَٱلْفِضَّةَ وَلَا
يُنفِقُونَهَا فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ
فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٣٤﴾
يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِى نَارِ

جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ
وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ، هٰذَا
مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا
مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ﴿۳۵﴾

ترجمہ اے ایمان والو، (خبردار ہو جاؤ) بہت سے علماء اور مشائخ لوگوں کا مال ناجائز طریقہ سے کھاتے ہیں اور (یہی نہیں بلکہ) ان کو اللہ کے راستہ سے روکتے ہیں اور (اے رسول) جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور ان کو اللہ کے راستہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے ﴿۳۴﴾ (قیامت کے) دن وہ مال دوزخ کی آگ میں گرم کیا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیوں پر، پہلوؤں پر اور پیٹھوں پر داغ دیا جائے گا (اور ان سے کہا جائے گا) یہی وہ (مال) ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا تو (اب) جو کچھ تم جمع کرتے رہے اس کا مزا چکھو ﴿۳۵﴾

معانی ومصادر (بَاطِلٌ) بَطَلَ، يَبْطِلُ، بُطْلٌ وبُطُوْلٌ وبُطْلَانٌ (ض) باطل ہونا۔
(يَكْنِزُوْنَ) كَنَزَ، يَكْنِزُ، كَنْزٌ (ض) جمع کرنا، مال زمین میں دفن کرنا۔
(يُحْمٰى) اَحْمٰى، يُحْمِيْ، اِحْمَاءٌ (باب افعال) تپانا۔
(تُكْوٰى) كَوٰى، يَكْوِيْ، كَيٌّ (ض) داغ دینا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ) اے ایمان والو، بہت سے علماء اور مشائخ باطل طریقہ سے لوگوں کا مال کھاتے ہیں اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ

کے راستہ سے روکتے ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو علماء اور مشائخ سے متنبہ کیا ہے کہ تمام عالم اور تمام بزرگ اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے اکثر عالم اور بزرگ اللہ تعالےٰ کو ناراض کر لیتے ہیں لیکن حق کو ظاہر کر کے اپنی جماعت کو ناراض کرنا نہیں چاہتے۔ اگر وہ اپنی جماعت کو ناراض کریں تو ان کے وظیفے اور نذرانے وغیرہ بند ہو جائیں۔ مساجد اور مدارس سے نکال دئے جائیں۔ تنخواہیں بند ہو جائیں۔ تقاریر، خطبات اور دروس کی فیسیں ختم ہو جائیں۔ الغرض حق کو چھپا کر وہ اللہ تعالےٰ کے بندوں کو راہ راست سے روکتے ہیں۔ حق کو چھپا کر وہ اپنی روزی کما رہے ہیں۔ ان کی روزی قطعاً حرام ہے۔ یہ چیز جس طرح یہود و نصاریٰ میں پائی جاتی تھی، اس امت میں بھی پائی جاتی ہے۔ اس امت کے علماء اور مشائخ بھی یہود و نصاریٰ کے علماء اور مشائخ کی پیروی کر رہے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا تھا:۔

لَتَتْبَعُنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰى لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوْهُمْ

تم ضرور ان لوگوں کے طریقہ کی پیروی کرو گے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں (یعنی بالکل ان کے قدم بقدم چلو گے) حتیٰ کہ وہ سانڈھے کے بل میں گھس جائیں گے تو تم بھی ان کے پیچھے پیچھے (بل میں گھس) جاؤ گے۔

حضرت ابوسعیدؓ کہتے ہیں:۔

قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى

ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول، (ان لوگوں سے آپ کی مراد) یہودی و نصاریٰ (ہیں)؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

فَمَنْ

تو اور کون (ہو سکتا ہے)۔

(صحیح بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لتتبعن سنن من کان قبلکم

جزء ۹ ص ۱۲۶)

علماء اور مشائخ سے ہوشیار کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو سرمایہ داروں سے بھی ہوشیار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ) اور اے رسول، جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کے راستہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں آپ دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے (يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ)

قیامت کے دن وہ مال دوزخ کی آگ میں گرم کیا جائیگا پھر اس سے ان سرمایہ داروں کی پیشانیوں پر، ان کے پہلوؤں پر اور ان کی پیٹھوں پر داغ دیا جائیگا (هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ) پھر ان سے کہا جائیگا یہ وہ مال ہے جو تم نے (اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ نہ کر کے اپنے لئے) جمع کیا تھا تو اب جو کچھ تم نے جمع کیا تھا اس کی سزا میں عذاب کا مزا چکھو۔

اس آیت میں ان لوگوں کے لئے وعید ہے جو اپنے جمع شدہ مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا۔

(التوبۃ۔ ۱۰۳)

(اے رسول) آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لیا کریں (تاکہ) اس کے ذریعہ آپ ان کو پاک وصاف کرتے رہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ دینے والا زکوٰۃ دے کر پاک ہو جاتا ہے۔ اس سے بقیہ مال کو جمع کرنے کے سلسلہ میں کوئی مؤاخذہ نہیں ہوگا۔ وہ جمع شدہ مال کے سلسلہ میں اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو گیا۔ احادیث سے بھی یہ بات ثابت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا اَدَّيْتَ زَكَاةَ مَالِكَ فَقَدْ اَذْهَبْتَ عَنْكَ شَرَّهٗ (رواہ الحاکم عن جابر فی کتاب الزکوٰۃ باب التغلیظ منع الزکوٰۃ وسندہ صحیح۔ المستدرک جزء اول ص۳۹۰)۔

جب تم نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی تو تم نے اس کی برائی کو اپنے سے دور کر دیا۔

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ:۔

اِنَّهَا كَانَتْ تَلْبَسُ اَوْضَاحًا مِنْ ذَهَبٍ فَسَاَلَتْ عَنْ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اَكَنْزٌ هُوَ فَقَالَ اِذَا اَدَّيْتِ زَكَاتَهٗ فَلَيْسَ بِكَنْزٍ (رواہ الحاکم وسندہ صحیح۔ المستدرک جزء اول ص۳۹۰ فتح الباری جزء ۳ ص۱۳)

وہ سونے کے کنگن پہنا کرتی تھی۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کیا یہ کنز ہے (جس کی وجہ سے عذاب ہوگا)؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم نے اس کی زکوٰۃ دے دی تو اب یہ کنز نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ۔

(التوبۃ۔ ۵)

اگر وہ (کفر سے) توبہ کر لیں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ۔
(التوبۃ۔ ۱۱)

تو (اے ایمان والو) اگر یہ لوگ توبہ کرلیں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو پھر یہ تمہارے دینی بھائی ہیں (پھر ان سے کسی قسم کا تعرض نہ کرو)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○
(النور۔ ۵۶)

اور (اے ایمان والو) نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ سارا مال اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرنا ضروری نہیں۔ اگر اس مال کی زکوٰۃ نکال دی تو مال کا جو حق تھا وہ ادا کر دیا۔ آیت زیر تفسیر سے تمام مال خرچ کرنے کا حکم نہیں نکلتا کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو زکوٰۃ فرض نہ ہوتی ایسی صورت میں زکوٰۃ کا حکم اور اس کے تمام مسائل مہمل ہو کر رہ جاتے۔

حضرت ابو ایوب رضؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبِرْنِيْ بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ۔

ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: مجھے ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنت میں داخل کر دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ
(صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب وجوب الزکوٰۃ جزء ۲ صفحہ ۱۳)

تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہ کرو، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور رشتہ کو ملاؤ۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد مال میں سے اور کوئی حق باقی نہیں رہتا جو جنت میں داخل ہونے سے مانع ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَآءَهُمْ

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں جب تک وہ اس بات کی شہادت نہ دیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ

وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ (وَفِی رِوَایَۃٍ مُسْلِمٍ اِلَّا بِحَقِّهَا) وَحِسَابُهُمْ عَلَی اللّٰهِ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ جزء اول ص۱۳ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب الامر بقتال الناس حتی یقولوا لا الٰہ الا اللّٰہ جزء اول ص۳۰)

ادا کریں۔ جب وہ یہ کام کریں تو انہوں نے مجھ سے اپنے خون اور اپنے مال محفوظ کر لئے سوائے اسلام کے حق کے اور ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہوگا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ دینے کے بعد بقیہ مال محفوظ ہو جاتا ہے۔ بقیہ مال اپنے پاس جمع رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَ مُعَاذًا عَلَی الْيَمَنِ قَالَ اِنَّكَ تَقْدَمُ عَلٰی قَوْمٍ اَهْلِ كِتَابٍ فَلْيَكُنْ اَوَّلَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ عِبَادَةُ اللّٰهِ فَاِذَا عَرَفُوا اللّٰهَ فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِیْ يَوْمِهِمْ وَلَيْلَتِهِمْ فَاِذَا فَعَلُوْا (الصَّلٰوۃَ) فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ زَكٰوۃً تُؤْخَذُ مِنْ اَمْوَالِهِمْ وَتُرَدُّ عَلٰی فُقَرَائِهِمْ فَاِذَا اَطَاعُوْا بِهَا فَخُذْ مِنْهُمْ وَتَوَقَّ كَرَائِمَ اَمْوَالِ النَّاسِ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب لا تؤخذ کرائم اموال الناس جزء ۲ ص۱۴۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ رضؓ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو آپ نے فرمایا: تم اہل کتاب کے پاس جا رہے ہو، انہیں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف بلانا، جب وہ اللہ تعالیٰ کو جان لیں تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر پانچ نمازیں دن رات میں فرض کی ہیں جب وہ نماز پڑھنے لگیں تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مالوں سے لی جائے گی اور ان کے فقیروں کو دی جائیگی، جب وہ یہ مان لیں تو ان سے زکوٰۃ وصول کرنا، لیکن ان کے عمدہ مال لینے سے بچتے رہنا۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ زکوٰۃ دینے کے بعد بقیہ مال سے تعرض نہیں کیا جائے گا حتی کہ لوگوں کے بڑھیا مال کو بھی نہیں لیا جائیگا۔ بڑھیا مال انہی کے پاس چھوڑ دیا جائیگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكٰوتَهٗ مُثِّلَ لَهٗ مَالُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ لَهٗ زَبِيْبَتَانِ يُطَوَّقُهٗ يَوْمَ

جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے اس کی زکوٰۃ نہ ادا کی تو اس کا مال گنجے سانپ کی شکل میں (اس کے پاس لایا جائے گا)

الْقِيٰمَةِ ثُمَّ يَاْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِىْ بِشِدْقَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا مَالُكَ اَنَا كَنْزُكَ ثُمَّ تَلَا وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب اثم مانع الزکوٰۃ جزء ۲ صـ ۱۳۲)

جس کی پیشانی پر کشمش کی طرح دو نشان ہوں گے۔ قیامت کے دن اس کا طوق بنایا جائے گا پھر وہ اس کے دونوں جبڑوں کو کاٹے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں پھر آپ نے قرآن مجید کی آیت تلاوت فرمائی: اور وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مال عطا کیا اور وہ اس میں بخل کرتے ہیں، وہ اسے اپنے حق میں بہتر نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لئے برا ہے، قیامت کے دن وہ مال ان کے گلے کا طوق بنایا جائیگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَّلَا فِضَّةٍ لَا يُؤَدِّىْ مِنْهَا حَقَّهَا اِلَّا اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ صُفِّحَتْ لَهٗ صَفَائِحُ مِنْ نَّارٍ فَاُحْمِىَ عَلَيْهَا فِىْ نَارِ جَهَنَّمَ فَيُكْوٰى بِهَا جَنْبُهٗ وَجَبِيْنُهٗ وَظَهْرُهٗ كُلَّمَا بَرُدَتْ اُعِيْدَتْ لَهٗ فِىْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيُرٰى سَبِيْلُهٗ اِمَّا اِلَى الْجَنَّةِ وَاِمَّا اِلَى النَّارِ (صحیح مسلم کتاب الزکوۃ باب اثم مانع الزکوٰۃ جزء اول صـ ۳۹۳)

جو سونے یا چاندی والا اس کا حق (زکوٰۃ) ادا نہیں کرے گا، تو قیامت کے دن آگ کے تختے اس کے لئے بنائے جائیں گے پھر دوزخ کی آگ سے انہیں خوب گرم کرکے اس کے پہلو، پیشانی اور پیٹھ پر داغ لگائے جائیں گے جب وہ ٹھنڈے ہو جائیں گے تو دوبارہ گرم کر لئے جائیں گے (اور پھر داغ دیا جائے گا)۔ اس روز برابر یہ کام ہوتا رہے، جس کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہو گی بالآخر جب بندوں کا فیصلہ ہو جائے گا تو اسے یا تو جنت کا راستہ بتا دیا جائیگا یا دوزخ کا۔

حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

بَشِّرِ الْكَانِزِيْنَ بِكَيٍّ فِىْ ظُهُوْرِهِمْ يَخْرُجُ مِنْ جُنُوْبِهِمْ وَبِكَيٍّ مِّنْ قِبَلِ اَقْفَائِهِمْ يَخْرُجُ مِنْ جِبَاهِهِمْ (صحیح مسلم کتاب الزکوۃ فی الکنازین للاموال والتغلیظ علیہم ۱/۲۹۹)

کنز (یعنی خزانہ) جمع کرنے والوں کو ایسے داغ کی بشارت دو جو ان کی پیٹھوں پر لگائے جائیں گے تو ان کے پہلوؤں سے نکل جائیں گے اور ان کی گدیوں میں لگائے

جائیں گے تو ان کی پیشانیوں سے نکل جائیں گے۔

مندرجہ بالا حدیثیں آیت زیر تفسیر کی تفسیر ہیں۔

عمل

اے علماء دین اور اے پیرانِ طریقت اللہ تعالیٰ کی آیات اور اس کے احکام کو چھپا کر لوگوں کا مال ناحق نہ کھائیے اور ان کو راہ راست پر آنے سے نہ روکیئے۔

اے سرمایہ دارو، اگر آپ کے پاس نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ مال ہے تو اس کی زکوٰۃ ادا کیجئے۔

إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّهِ
اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ
يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ
مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذَٰلِكَ
الدِّينُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوا
فِيهِنَّ أَنفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا
الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا
يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً وَاعْلَمُوا
أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ﴿٣٦﴾

إِنَّمَا النَّسِيٓءُ زِيَادَةٌ فِي
الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِينَ
كَفَرُوا يُحِلُّونَهُ عَامًا وَّ
يُحَرِّمُونَهُ عَامًا لِّيُوَاطِـُٔوا
عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوا
مَا حَرَّمَ اللّٰهُ، زُيِّنَ لَهُمْ
سُوٓءُ اَعْمَالِهِمْ، وَاللّٰهُ لَا
يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۷﴾

ترجمہ اللہ کے نزدیک اللہ کی کتاب میں اس دن سے جس دن اس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا تھا مہینوں کی گنتی بارہ ہے، ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں، (صحیح اور) سیدھا دین یہی ہے لہذا (اے ایمان والو) ان مہینوں میں (ناحق خونریزی کرکے) اپنی جانوں

پر ظلم نہ کرنا (البتہ جب مشرکین تم سے ان مہینوں میں لڑیں تو) تم سب مل کر ان مشرکین سے اسی طرح لڑو جس طرح وہ سب مل کر تم سے لڑیں (ہاں تم لڑائی کی ابتداء نہ کرنا) اور (اسے اچھی طرح) جان لو کہ (تقویٰ یہی ہے اور یہ بھی جان لو کہ) اللہ متقیوں کے ساتھ ہے ﴿۳۶﴾ بے شک کسی مہینے کو (آگے) پیچھے کر دینا کفر میں زیادتی (کا سبب) ہے، اس کے ذریعہ کافر (اور زیادہ) گمراہ ہوتے ہیں، ایک سال وہ ایک مہینہ کو (جنگ کے لئے) حلال کر لیتے ہیں تو دوسرے سال اسی مہینہ کو (جنگ کے لئے) حرام کر لیتے ہیں (لیکن حرام مہینوں کی تعداد میں کمی بیشی نہیں آنے دیتے اس طرح) کہ (اپنی طرف سے حرام کردہ مہینوں کی تعداد کو) اللہ کے حرام کئے ہوئے مہینوں کی تعداد کے مطابق کرتے رہتے ہیں۔ الغرض (اس طرح) وہ (اسی مہینہ کو) حلال کر لیتے ہیں جس کو اللہ نے (جنگ کے لئے) حرام قرار دیا ہے، ان کے برے اعمال کو (شیطان نے) ان کے لئے مزیّن کر دیا ہے (لہٰذا وہ اپنے کفر سے باز نہیں آتے) اور اللہ کفر کرنے والوں کو ہدایت پر چلا کر منزل مقصود تک نہیں پہنچایا کرتا ﴿۳۷﴾

معانی ومصادر

(عِدَّۃ) عَدَّ، یَعُدُّ، عَدٌّ و تَعْدَادٌ (ن) گننا (عِدَّۃٌ = گنتی)۔
(حُرُمٌ) حَرَمَ، یَحْرِمُ، حِرْمٌ و حَرِیْمٌ و حِرْمَانٌ و حَرِمٌ و حِرْمَۃٌ و حَرِیْمَۃٌ (ض، س) منع کرنا، حرام کرنا۔
حَرُمَ، یَحْرُمُ، حَرْمٌ = حرام ہونا۔
(حُرُمٌ = حَرِیْمٌ کی جمع۔ حَرِیْمٌ = حرام چیز، احرام، وہ چیز جس کا دفاع کیا جائے اور جس کی حمایت کی جائے)۔
(قَیِّم) قَامَ، یَقُوْمُ، قَوْمٌ و قَوْمَۃٌ و قِیَامٌ (ن) کھڑا ہونا (قَیِّمٌ = سیدھا، نگران۔
(کَآفَّۃً) کَفَّ، یَکُفُّ، کَفٌّ (ن) بھرنا، جمع کرنا اور ملا دینا، روک دینا، رک جانا (کَآفَّۃً = کَافٌّ کا مؤنث، کل جماعت)۔
(اَلنَّسِیْءُ) نَسَأَ، یَنْسَأُ، نَسْأٌ و مَنْسَأَۃٌ (ف) موخر کرنا (نَسِیْءٌ = تاخیر)۔
(یُوَاطِئُوْا) وَاطَأَ، یُوَاطِئُ، مُوَاطَأَۃٌ (باب مفاعلہ) موافقت کرنا۔

تفسیر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر فرمایا:۔

اَلزَّمَانُ قَدِ اسْتَدَارَ کَھَیْئَتِہٖ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ السَّنَۃُ اثْنَا عَشَرَ شَھْرًا مِنْھَا اَرْبَعَۃٌ حُرُمٌ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب قصہ دوس والطفیل بن عمرو جزء ۵ ص ۲۲۴)

زمانہ گھومتا ہوا اپنی اس حالت پر آگیا ہے جس پر وہ اس دن تھا جس دن (اللہ تعالیٰ نے) آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا تھا۔ سال بارہ مہینہ کا ہوتا ہے۔ ان بارہ مہینوں میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں نے زمانہ میں یعنی سال کے بارہ مہینوں میں ردّوبدل کرلیا تھا۔ آیت زیر تفسیر کے سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے کہ مہینوں کی گنتی میں بھی کچھ کمی بیشی کرلیا کرتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اِنَّ عِدَّۃَ الشُّھُوْرِ عِنْدَ اللّٰہِ اثْنَا عَشَرَ شَھْرًا فِیْ کِتٰبِ اللّٰہِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ) اللہ تعالیٰ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی کتاب میں اس دن سے جس دن اس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا تھا مہینوں کی گنتی بارہ ہی ہے نہ اس میں زیادتی ہوئی اور نہ کمی ہوئی۔

اللہ تعالیٰ کی کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے لوح محفوظ میں ابتدائے آفرینش سے مہینوں کی تعداد بارہ لکھی ہوئی ہے (مِنْھَآ اَرْبَعَۃٌ حُرُمٌ) ان بارہ مہینوں میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں جن میں خصوصیت کے ساتھ قتل وخونریزی اور جنگ وجدال کو حرام کردیا گیا (ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ) یہ ہے سیدھا دین۔ بارہ مہینوں کی تعداد میں کمی بیشی کرنا یا ان میں اور کسی قسم کی تبدیلی کردینا، یا حرمت والے مہینوں کے بے حرمتی کرنا اور ان میں قتل وخونریزی کرنا یہ قطعاً حرام ہے۔ سیدھا دین یعنی دین اسلام یہی ہے کہ سال میں بارہ مہینے مانے جائیں، ان میں کسی قسم کی کمی بیشی یا تبدیلی نہ کی جائے اور حرمت والے مہینوں کا احترام کیا جائے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو یہ دین اسلام کی خلاف ورزی ہے، دین قیم سے مراد دین اسلام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاَقِمْ وَجْھَكَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا ، فِطْرَتَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْھَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ ، ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ○

(الروم۔ ۳۰)

تو (اے رسول) آپ ایک (اللہ کی) طرف رُخ کرتے ہوئے اپنے چہرے کو دین (اسلام) کے لئے سیدھا رکھیئے، (یہ) اللہ کی فطرت ہے جس پر اس نے (تمام) لوگوں کو پیدا کیا ہے، اللہ کی فطرت میں تبدیلی نہیں ہوتی، یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

آگے فرمایا (فَلَا تَظْلِمُوْا فِیْھِنَّ اَنْفُسَكُمْ) تو اے ایمان والو، حرمت والے مہینوں میں خونریزی کرکے اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو اگر تم ان مہینوں میں خونریزی کروگے تو گناہ کے مرتکب ہوگے اور گناہ کے مرتکب ہوگے تو سزا کے مستوجب ہوگے۔ ایسا کام کرنا جس کی وجہ سے سزا بھگتنی پڑے اپنے نفس پر ظلم کرنے کے مترادف ہے۔ اپنے نفس پر ظلم کرنا کوئی نہیں چاہتا، یہی وہ نفسیاتی پہلو ہے جس کو ملحوظ رکھ کر اللہ تعالےٰ نے ایمان والوں کو بے راہ روی سے روکا۔ نصیحت کرنے کا یہ بڑا مؤثر طریقہ ہے۔

آیت زیر تفسیر میں چار حرمت والے مہینوں کا ذکر تو موجود ہے لیکن قرآن مجید کی کسی

آیت میں ان چار مہینوں کے نام موجود نہیں ہیں۔ ان مہینوں کے نام حدیث میں ہیں اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قرآن مجید کی تشریح کے لئے حدیث کی بڑی سخت ضرورت ہے۔

حضرت ابوبکرہؓ فرماتے ہیں:۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلسَّنَۃُ اثْنَا عَشَرَ شَھْرًا مِنْھَا اَرْبَعَۃٌ حُرُمٌ ثَلٰثَۃٌ مُتَوَالِیَاتٌ ذُوالْقَعْدَۃِ وَذُوالْحَجَّۃِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِیْ بَیْنَ جُمَادٰی وَشَعْبَانَ اَیُّ شَھْرٍ ھٰذَا قُلْنَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ فَسَکَتَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّہٗ سَیُسَمِّیْہِ بِغَیْرِ اسْمِہٖ قَالَ اَلَیْسَ ذُوالْحِجَّۃِ قُلْنَا بَلٰی قَالَ فَاَیُّ بَلَدٍ ھٰذَا قُلْنَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ فَسَکَتَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّہٗ سَیُسَمِّیْہِ بِغَیْرِ اسْمِہٖ قَالَ اَلَیْسَ الْبَلْدَۃَ قُلْنَا بَلٰی قَالَ فَاَیُّ یَوْمٍ ھٰذَا قُلْنَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ فَسَکَتَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّہٗ سَیُسَمِّیْہِ بِغَیْرِ اسْمِہٖ قَالَ اَلَیْسَ یَوْمَ النَّحْرِ قُلْنَا بَلٰی قَالَ فَاِنَّ دِمَآءَکُمْ وَاَمْوَالَکُمْ وَاَعْرَاضَکُمْ (وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَاَبْشَارَکُمْ) عَلَیْکُمْ حَرَامٌ کَحُرْمَۃِ یَوْمِکُمْ ھٰذَا فِیْ بَلَدِکُمْ ھٰذَا فِیْ شَھْرِکُمْ ھٰذَا وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّکُمْ فَیَسْاَلُکُمْ عَنْ اَعْمَالِکُمْ اَلَا فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ ضُلَّالًا یَضْرِبُ بَعْضُکُمْ رِقَابَ بَعْضٍ اَلَا لِیُبَلِّغِ الشَّاھِدُ الْغَآئِبَ فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ یُّبَلَّغُہٗ اَنْ یَّکُوْنَ اَوْعٰی لَہٗ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَہٗ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب حجۃ الوداع جزء ۵ صـ ۲۲۲)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سال کے بارہ مہینے ہوتے ہیں ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں تین تو متواتر ہیں ذوالقعدہ، ذوالحجہ محرم، اور چوتھا رجب کا مہینہ ہے جو جمادی اور شعبان کے درمیان آتا ہے۔ پھر آپ نے پوچھا یہ کونسا مہینہ ہے، عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول خوب جانتے ہیں۔ پھر آپ تھوڑی دیر خاموش رہے، ہم کو یہ خیال ہوا کہ آپ اس مہینہ کا نام کوئی اور رکھیں گے۔ آپ نے فرمایا کیا یہ ذوالحجہ کا مہینہ نہیں ہے عرض کیا جی ہاں۔ پھر آپ نے پوچھا یہ کونسا شہر ہے، عرض کیا کہ اللہ و رسول کو خوب معلوم ہے آپ تھوڑی دیر خاموش رہے۔ ہم نے خیال کیا کہ آپ اس شہر کا کوئی دوسرا نام رکھیں گے، آپ نے فرمایا: کیا اس کا نام مکہ نہیں ہے عرض کیا ہاں، پھر آپ نے پوچھا، آج کونسا دن ہے، عرض کیا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں، آپ پھر خاموش رہے ہم کو خیال ہوا کہ شاید آپ کوئی دوسرا نام رکھیں گے، آپ نے فرمایا کیا آج یوم النحر نہیں ہے، عرض کیا جی ہاں، اس کے بعد آپ نے فرمایا، خوب سن لو تمہاری جانیں تمہارے مال، تمہاری آبروئیں اور تمہاری جلدیں تم پر اس طرح حرام ہیں جس طرح اس مہینہ اور اس شہر میں آج کا

وکتاب الفتن باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا ترجعوا بعدی کفارًا (جزء ۹ صـ ۶۳)

دن حرام ہے۔ تم ایک روز اپنے رب سے ملاقات کروگے وہ تم سے تمہارے اعمال کے متعلق پوچھے گا، لہذا یہ نہ کرنا کہ میرے بعد ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو اور گمراہ ہو جاؤ۔ آگاہ ہو جاؤ جو لوگ یہاں حاضر ہیں وہ اس بات کو ان لوگوں تک پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں کیونکہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ پہنچانے والے سے وہ شخص زیادہ یاد رکھتا ہے جس کو پہنچائی جائے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حرمت والے مہینے یہ ہیں:۔ ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب۔

آگے فرمایا (وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَآفَّةً) اور اے ایمان والو، اگر مشرکین تم سے لڑیں اور ان مہینوں میں جنگ کی ابتداء کریں تو تم ان سب سے لڑو (کسی سے کسی قسم کی رعایت نہ کرو)، ان کے ساتھ اسی طرح جنگ کرو جس طرح وہ تمام مؤمنین سے جنگ کرتے ہیں (کسی کی رعایت نہیں کرتے)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَا يَرْقُبُونَ فِي مُؤْمِنٍ إِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُونَ ○
(التوبۃ - ۱۰)

مؤمن (کے معاملہ) میں تو یہ لوگ (اس قدر متعصب ہیں کہ) نہ قرابت کا لحاظ کرتے ہیں اور نہ عہد و پیمان کا اور یہی وہ لوگ ہیں جو (عدل و انصاف کی تمام حدوں سے) تجاوز کر جاتے ہیں۔

اگر مشرکین حرمت والے مہینوں کا احترام نہ کریں اور ان مہینوں میں جنگ کی ابتداء کریں تو ایمان والوں پر کوئی گناہ نہیں ہوگا اگر وہ بھی جواباً جنگ کریں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمَاتُ قِصَاصٌ ۚ فَمَنِ اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ○
(البقرۃ - ۱۹۴)

(اے ایمان والو، حرمت والے مہینوں کا ادب کیا کرو مگر اس شرط کے ساتھ کہ) اگر کافر حرمت والے مہینہ کا ادب کریں تو تم بھی حرمت والے مہینہ کا ادب کرو کیونکہ حرمتوں کا لحاظ تو ادلے بدلے کی چیز ہے پھر اگر وہ تم پر زیادتی کریں تو جیسی زیادتی وہ

تم پر کریں ویسی ہی زیادتی تم بھی ان پر کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور (اس بات کو اچھی طرح) جان لو کہ اللہ متقین (یعنی ڈرنے والوں) کے ساتھ ہے۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے ایسی صورت میں کہ مشرکین جنگ کی ابتداء کریں ایمان والوں کو مشرکین سے جنگ کرنے کی اجازت دی۔

آگے فرمایا (وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ) اور اے ایمان والو، یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ اللہ تعالیٰ متقین کے ساتھ ہے۔ اگر تم نے تقویٰ اختیار کیا، جنگ کی ابتداء نہیں کی اور نہ کسی قسم کی زیادتی کی تو اللہ تعالیٰ تمہارا ساتھ دے گا، تمہاری مدد فرمائے گا۔

اس آیت میں ایک قسم کی تنبیہ ہے کہ اگر ایمان والے اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی کریں اور ظلم و زیادتی کریں تو پھر ان کو اللہ تعالیٰ کی معیت نصیب نہ ہوگی اور نہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی قسم کی نصرت شامل حال ہوگی۔

آگے فرمایا (اِنَّمَا النَّسِيْٓءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ) بے شک کسی مہینہ کو (آگے) پیچھے کر دینا کفر میں زیادتی کا سبب ہے۔ کفر تو وہ کر ہی رہے ہیں۔ مزید کفریہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ترتیب کے مطابق مہینوں کو برقرار نہیں رکھتے بلکہ اپنی طرف سے مقدم و مؤخر کر دیتے ہیں، اپنی خواہش اور اپنی سہولت کی خاطر وہ اللہ تعالیٰ کی ترتیب کو بدل دیتے ہیں حالانکہ یہ ترتیب بھی اللہ تعالیٰ کے دین کا ایک جزء ہے اور دین کے کسی جزء کو بدل دینا کفر ہے (يُضَلُّ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّيُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا) مہینوں کی ترتیب کو وہ اس لئے بدل دیتے ہیں کہ وہ کسی خاص مہینے میں لڑنا چاہتے ہیں اور وہ مہینہ حرمت والا ہوتا ہے تو اس کو مؤخر کر دیتے اور اس کے بعد والے مہینے کو جو حرمت والا مہینہ نہیں ہوتا مقدم کر دیتے ہیں اس طرح کسی سال وہ ایک خاص مہینہ کو حلال کر لیتے ہیں اور دوسرے سال اسی مہینہ کو حرام کر لیتے ہیں۔ ان کا یہ فعل ان کی گمراہی کا سبب بنا ہوا ہے (لِيُوَاطِـُٔوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ) اس کفر اور گمراہی کے باوجود وہ حرام مہینوں کی تعداد میں کمی بیشی نہیں آنے دیتے۔ اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ مہینے کو حلال کر کے بھی وہ حرام مہینوں کی تعداد میں فرق نہیں آنے دیتے بلکہ وہ اپنے خود ساختہ حرام مہینوں کی کل تعداد کو اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ مہینوں کی تعداد کے برابر کر لیتے ہیں۔ اس حیلہ سے وہ اللہ تعالیٰ کے حرام کو حلال کر لیتے ہیں اور اپنے زعم باطل میں اس کو برا بھی نہیں سمجھتے (زُيِّنَ لَهُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ) ان کے برے اعمال کو (شیطان نے) ان کے لئے مزین کر دیا ہے وہ اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ وہ اچھا کر رہے ہیں خصوصاً ایسی صورت میں کہ وہ حرمت والے

مہینوں کی تعداد میں کمی نہیں آنے دیتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ۔
(النحل ۔ ۶۳)

(اے رسول) اللہ کی قسم، ہم نے آپ سے پہلے بھی (مختلف) امتوں کی طرف جو رسول بھیجے تو (ہر مرتبہ ایسا ہی ہوا کہ) شیطان نے ان (امتوں) کے عملوں کو (ان کی آنکھوں میں) مزین کر کے دکھایا۔

آگے فرمایا (وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ) اللہ تعالیٰ کافروں کو کبھی منزل مقصود پر نہیں پہنچاتا اللہ تعالیٰ تو منزل مقصود پر صرف ان لوگوں کو پہنچاتا ہے جو ہر وقت خائف رہتے ہیں اور اس کی نافرمانی سے بچتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ○
(البقرۃ ۔ ۲)

قرآن مجید ڈرنے والوں کے لئے ہدایت ہے یعنی ڈرنے والوں کو منزل مقصود پر پہنچا دیتا ہے۔

عمل

اے ایمان والو، سال کے بارہ مہینے تسلیم کیجئے۔ ان میں کمی بیشی نہ کیجئے۔

اے ایمان والو، سال میں چار مہینے یعنی ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب حرمت والے مہینے ہیں ان کی حرمت کو ملحوظ رکھئے اور ان میں کبھی دشمن سے جنگ کی ابتداء نہ کیجئے۔

اے ایمان والو، تمام بدعہد مشرکین سے بغیر کسی رُو رعایت کے جنگ کیجئے۔

اے ایمان والو، مہینوں کی ترتیب کو نہ بدلیئے۔ ان کو اسی ترتیب پر رکھئے جو ترتیب کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی مقرر کی ہے۔

جنگ تبوک

کیونکہ اگلی آیت سے جنگ تبوک کا سلسلہ شروع ہو رہا ہے لہذا ہم جنگ تبوک کا مختصر حال بیان کرتے ہیں تاکہ متعلقہ آیات کے سمجھنے میں آسانی ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روم کی عیسائی حکومت سے جنگ کا ارادہ کیا۔ آپ نے جنگ کے اخراجات کے لئے صحابہ کرام کو صدقات دینے کی ترغیب دی۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

لَمَّا اُمِرْنَا بِالصَّدَقَةِ كُنَّا نَتَحَامَلُ فَجَآءَ اَبُوْعَقِيْلٍ بِنِصْفِ صَاعٍ وَجَاءَ اِنْسَانٌ بِاَكْثَرَ مِنْهُ فَقَالَ الْمُنَافِقُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنْ صَدَقَةِ هٰذَا وَمَا فَعَلَ هٰذَا الْاٰخَرُ اِلَّا رِئَآءً فَنَزَلَتْ۔

جب ہمیں صدقہ دینے کا حکم دیا گیا تو ہم بوجھ ڈھوتے (یعنی محنت مزدوری کر کے کچھ رقم کماتے اور اسے صدقہ کرتے) ابو عقیل نصف صاع لے کر آئے۔ ایک اور صحابی نے ان سے زیادہ صدقہ دیا۔ منافقین نے (طنزاً) کہا: اللہ (ابو عقیل کے حقیر) صدقہ سے مستغنی ہے اور دوسرے آدمی نے جو صدقہ دیا ہے تو محض نام و نمود کے لئے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ○

(صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ براءۃ جزء ۶ ص۸۵ و صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب الحمل اجرۃ یتصدق بھا جزء اول ص۳۲۰)

جو لوگ صدقات کے (سلسلہ) میں ان مؤمنین پر طعنہ زنی کرتے ہیں جو اپنی خوشی سے (اللہ کے راستہ میں دل کھول کر) خیرات کرتے ہیں اور ان لوگوں پر (طعنہ زنی کرتے ہیں) جو (خیرات کرنے کے لئے) کچھ نہیں پاتے سوائے مزدوری (سے کمائی ہوئی قلیل رقم) کے، پھر (یہی نہیں بلکہ) ان (خیرات کرنے والوں) کا مذاق بھی اڑاتے ہیں (تو ایسے لوگوں کو) اللہ (ضرور) مذاق کی سزا دیگا، ان کے لئے دردناک عذاب (تیار) ہے (اے رسول) آپ ان لوگوں کے لئے مغفرت کی دعاء کریں یا نہ کریں (دونوں برابر ہیں)

اگر آپ ان کے لئے ستّر مرتبہ بھی مغفرت کی دعاء کریں گے تب بھی اللہ ان کی مغفرت نہیں کرے گا، اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا (لہذا یہ مغفرت کے مستحق نہیں رہے) اللہ فاسقوں کو راہ راست پر چلا کر منزل مقصود پر نہیں پہنچایا کرتا۔

منافقین نے جنگ سے پہلوتہی کی تو اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو جنگ کے لئے ابھارا اور منافقین کو جنگ سے پہلوتہی کرنے پر سخت تنبیہ کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ، اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ، فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ○ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْئًا ، وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ، وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

(التوبۃ۔ ۳۸ تا ۴۱)

اے ایمان والو، تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تم سے اللہ کے راستہ میں نکلنے کے لئے کہا جاتا ہے تو تم زمین کی طرف جھک جاتے ہو، کیا تم نے آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی کو پسند کر لیا ہے (تو کان کھول کر سن لو کہ) دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلہ میں (بہت ہی) کم ہے (اے ایمان والو) اگر تم (اللہ کے راستہ میں جنگ کرنے کے لئے) نہیں نکلو گے تو اللہ (تعالیٰ) تم کو دردناک عذاب دے گا اور تمہارے علاوہ کسی اور قوم کو تمہاری جگہ لے آئیگا اور تم اللہ کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکو گے اللہ (سب کچھ کر سکتا ہے اس لئے کہ وہ) ہر چیز پر قادر ہے۔ اگر تم رسول کی مدد نہیں کرو گے تو (کیا اللہ بھی ان کی مدد نہیں کریگا) اللہ تو ان کی اس وقت بھی مدد کر چکا ہے جب ان کو کافروں نے (مکہ سے) نکالا تھا، (اس وقت وہ صرف دو ہی آدمی تھے) رسول ان دو میں سے ایک تھے (بہت ہی بے سروسامانی کا عالم تھا ایسے عالم میں) وہ دونوں ایک غار میں (چھپے ہوئے) تھے تو (اس وقت) جبکہ (ان کے

ساتھی کچھ پریشان سے نظر آرہے تھے) انہوں نے اپنے ساتھی (کو تسلی دی اور اُس) سے کہا ڈرو نہیں، "اللہ ہمارے ساتھ ہے" پھر اللہ نے ان پر اپنی تسکین نازل فرمائی اور ان کو ایسے لشکروں سے مدد دی جو تم کو نظر نہ آتے تھے، اس طرح اللہ نے کافروں کی بات کو پست کر دیا (اللہ کی بات بلند ہوئی) اور بات تو اللہ ہی کی بلند ہو کر رہتی ہے (اس لئے کہ) اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔ (اے ایمان والو) خواہ تم ہلکے پھلکے (بے ہتھیار ہو کر) یا (ہتھیار پہن کر) بوجھل ہو کر، ہر حال میں (لڑائی کے لئے) نکل آیا کرو اور اللہ کے راستہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کیا کرو، اگر تم سمجھو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔

جنگ بہت دور دراز مقام پر تھی۔ منافقین اتنی دور جانے کے لئے بالکل تیار نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوكَ وَلٰكِنْ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ، وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ، يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○

(التوبۃ ۔ ۴۲)

(اور اے رسول) اگر فائدہ جلد ملنے والا ہوتا اور سفر (کی آخری منزل کا فاصلہ) اوسط درجہ کا ہوتا تو (منافق) ضرور آپ کے ساتھ (جہاد میں) شریک ہوتے لیکن ان کو مسافت بہت دور اور تکلیف دہ نظر آئی (لہٰذا یہ آپ کے ساتھ نہیں گئے جب آپ ان سے جواب طلب کریں گے) تو یہ لوگ اللہ کی قسمیں کھا کر کہیں گے کہ (ہم میں سفر کی استطاعت نہیں تھی) اگر استطاعت ہوتی تو ہم ضرور آپ لوگوں کے ساتھ نکل کھڑے ہوتے (ان باتوں سے یہ کسی کا کیا بگاڑیں گے) یہ تو اپنے آپ کو ہلاک کر رہے ہیں، (یہ کتنی ہی باتیں بنائیں)

اللہ کو تو معلوم ہے کہ یہ جھوٹے ہیں۔

منافقین جنگ پر نہ جانے کے لئے جھوٹے بہانے بنانے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ پر نہ جانے کی اجازت چاہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ○ لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ، وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالْمُتَّقِيْنَ ○ اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ○

(التوبۃ ۔ ۴۳ تا ۴۵)

(اے رسول) اللہ آپ کو معاف کرے آپ نے ان (منافقین) کو لڑائی پر نہ جانے کی اجازت کیوں دے دی (اگر آپ اس وقت تک اجازت کو مؤخر کر دیتے) جب تک سچے آپ پر ظاہر نہ ہو جاتے اور جھوٹوں سے آپ واقف نہ ہو جاتے (تو کتنا اچھا ہوتا) (اے رسول) جو لوگ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ تو آپ سے اجازت نہیں مانگتے کہ اپنے مال اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد (نہ) کریں (متقی لوگ ایسی اجازت طلب نہیں کرتے) اور اللہ متقیوں سے خوب واقف ہے۔ (لڑائی پر نہ جانے کی اجازت تو وہی لوگ مانگتے ہیں جو نہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ یوم آخرت پر، ان کے دلوں میں شک ہے اور وہ اپنے شک میں متردّد (و حیران) ہیں (کہ کیا کریں اور کیا نہ کریں)۔

مؤمنین جنگ کی تیاری میں مصروف تھے لیکن منافقین نے کوئی تیاری نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ○ لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّلَاْ اَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

(ان کا تو لڑائی کے لئے جانے کا ارادہ تھا ہی نہیں) اگر ان کا (لڑائی کے لئے) نکلنے کا ارادہ ہوتا تو ضرور کچھ سامان (وغیرہ) تیار کرتے لیکن اللہ ہی نے ان کا لڑائی کے لئے جانا پسند نہیں فرمایا لہٰذا ان کو (اس سلسلہ میں کسی قسم کی) جنبش کرنے سے باز رکھا

بِالظّٰلِمِيْنَ ○ لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ
قَبْلُ وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَآءَ
الْحَقُّ وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ○
وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ
اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا وَاِنَّ جَهَنَّمَ
لَمُحِيْطَةٌ بِالْكٰفِرِيْنَ ○ اِنْ تُصِبْكَ
حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ
يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَا اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ
وَيَتَوَلَّوْا وَهُمْ فَرِحُوْنَ ○

(التوبۃ - ۴۶ تا ۵۰)

اوران سے یہ کہہ دیا کہ تم بھی ان لوگوں کے ساتھ بیٹھے رہو جو (کسی عذر کی وجہ سے لڑائی پر نہیں جا سکتے اور اپنے گھروں میں) بیٹھے ہوئے ہیں (اور اے ایمان والو، ان کا لڑائی کے لئے نہ نکلنا اچھا ہی ہوا) اگر وہ تمہارے ساتھ نکل کھڑے ہوتے تو سوائے خرابی میں اضافہ کرنے کے اور کیا کرتے اور ضرور تمہارے درمیان فتنہ (و فساد) پھیلانے کی غرض سے دوڑتے پھرتے، تم میں ان کے جاسوس بھی ہیں (تم تو ان کو نہیں جانتے) لیکن اللہ ان ظالموں کو خوب جانتا ہے (اور اے رسول) انہوں نے پہلے بھی (مؤمنین میں) فتنہ برپا کرنا چاہا تھا اور (یہی نہیں بلکہ) آپ کو (نقصان پہنچانے) کے لئے اپنی تدبیروں میں (بہت) الٹ پھیر بھی کرتے رہے تھے حتیٰ کہ حق آ گیا (فتح کا وعدہ پورا ہوا) اور اللہ کا حکم غالب ہو کر رہا اگرچہ وہ غلبۂ حق کو (کتنا ہی) ناپسند کرتے رہے۔ (اور اے رسول) ان میں بعض ایسا بھی شخص ہے جو (آپ سے) کہتا ہے مجھے فتنہ میں نہ ڈالئے، مجھے تو اجازت ہی دیجئے، خبردار ہو جاؤ یہ سب پہلے ہی سے فتنہ میں مبتلا ہیں مزید برآں دوزخ تمام کافروں کو گھیرے ہوئے ہے (یہ بھی کافر ہیں لہٰذا یہ اس سے بچ کر کہاں جائیں گے) (اے رسول) اگر آپ کو کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو ان کو ناگوار گذرتی ہے اور اگر آپ کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو کہتے ہیں ہم نے تو پہلے ہی (اس سے بچنے کا) انتظام

کرلیا تھا (یہ کہہ کر) وہ شاداں و فرحاں (اپنے گھر) لوٹ جاتے ہیں۔

بعض منافقین نے جنگ سے جی چراتے ہوئے اپنے نفاق کی پردہ پوشی کے لئے کچھ مال دینا چاہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بامر الٰہی اس کے قبول کرنے سے انکار کردیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ، اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ○ وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ○ فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ، اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ○

(التوبۃ ۔ ۵۳ تا ۵۵)

(اور اے رسول) آپ (ان سے یہ بھی) کہہ دیجئے کہ تم (اللہ کی راہ میں) خوشی سے خرچ کرو یا ناخوشی سے، تم سے ہرگز (کوئی صدقہ) قبول نہیں کیا جائے گا (محض اس لئے کہ) تم فاسق لوگ ہو۔ اور (اے رسول) ان کے صدقات قبول کرنے سے کوئی امر مانع نہیں سوائے اس کے کہ یہ لوگ اللہ اور اس کے رسول کا انکار کرتے ہیں، نماز کو آتے ہیں تو اس طرح گویا بڑے تھکے ماندے ہیں اور جو کچھ خرچ (بھی) کرتے ہیں تو ناخوشی سے ہی کرتے ہیں۔ (اے رسول) ان کے مال اور ان کی اولاد آپ کو تعجب میں نہ ڈالیں، اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ ان کے ذریعہ دنیا کی زندگی میں ان کو عذاب میں مبتلا کرے اور جب ان کی جان نکلے تو اس حال میں کہ وہ کافر ہوں۔

منافقین جب مؤمنین سے ملتے تو بڑی ہمدردی کا اظہار کرتے لیکن عملاً ہمدردی کرنے کے لئے بالکل تیار نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ، وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ○ لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ○

(التوبۃ ۔ ۵۶ و ۵۷)

یہ لوگ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ تم میں سے ہیں حالانکہ وہ تم میں سے نہیں ہیں بلکہ وہ (بڑے) ڈرپوک لوگ ہیں (کہ تمہارے سامنے اپنے کفر کا اقرار نہیں کرتے (یہ تو ایسے لوگ ہیں کہ) اگر انہیں کوئی پناہ کی جگہ (مل جائے یا (زمین میں) داخل ہونے کی کوئی

جگہ مل جائے تو سرکشی کرتے ہوئے (فوراً) اس کی طرف چلے جائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ○ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا، ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ○ يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ○ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ، قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ○ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةً بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ○ اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ، يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ، نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ، اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا هِيَ حَسْبُهُمْ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ○ كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا، فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْٓا، اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ

(اے ایمان والو) یہ منافقین تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تم خوش ہو جاؤ حالانکہ اگر وہ مؤمن ہیں تو ان کے لئے اللہ اور رسول زیادہ مستحق ہیں کہ انہیں خوش کیا جائے۔ کیا انہیں نہیں معلوم کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے گا تو اس کے لئے جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، (اور) یہ (بہت بڑی) ذلت ہے۔ منافقین ڈرتے رہتے ہیں (کہیں ایسا نہ ہو) کہ کوئی ایسی سورت نازل ہو جائے جو مسلمین کو ان کے دل کی باتوں سے خبردار کر دے (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ (اے منافقین) تم (اسلام کا) مذاق اڑائے جاؤ، جس بات سے تم ڈرتے ہو (اور اسے دل میں چھپاتے ہو) اللہ اُسے ضرور ظاہر کر کے رہے گا۔ اور (اے رسول) اگر آپ ان سے (ان کے مذاق اڑانے کے متعلق) دریافت کریں تو یہ کہیں گے کہ ہم تو یونہی بات چیت اور ہنسی دل لگی کر رہے تھے، (تو اے رسول پھر آپ ان سے) پوچھئے کیا تم اللہ اور اس کی آیات اور اس کے رسول کا مذاق اڑاتے ہو؟۔ (تمہارے عذر اور بہانے سب جھوٹے ہیں) تم عذر و بہانے نہ بناؤ، تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا ہے (اب اسکی صفائی سے کوئی فائدہ نہیں) اگر ہم تم میں سے ایک جماعت کو معاف بھی کر دیں تو دوسری جماعت کو (ضرور)

أَعْمَالَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَأُولَٰئِكَ هُمُ
الْخَاسِرُونَ ○ أَلَمْ يَأْتِهِمْ نَبَأُ الَّذِينَ مِنْ
قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ وَقَوْمِ إِبْرَاهِيمَ
وَأَصْحَابِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكَاتِ، أَتَتْهُمْ
رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ
وَلَٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ○

(التوبۃ - ۶۲ تا ۷۰)

سزا دیں گے اس لئے کہ وہ یقینا مجرم ہیں۔ منافق
مرد اور منافق عورتیں (سب) ایک دوسرے
کے (دوست) ہیں، لوگوں کو بری باتوں کا حکم
دیتے ہیں اور نیک کاموں سے روکتے ہیں اور
(جب خرچ کرنے کا وقت آتا ہے تو) مٹھیاں
بند کر لیتے ہیں، وہ اللہ کو بھول گئے اللہ
ان کو اس بھول جانے کی سزا دے گا
بے شک منافقین (بڑے) نافرمان ہیں۔ اللہ
نے منافق مردوں، منافق عورتوں اور (ان
کے علاوہ تمام) کفار کو آتش جہنم کی وعید
سنا دی ہے، جہنم میں وہ ہمیشہ رہیں گے،
(اور) وہی ان کے لئے کافی ہے، اللہ نے
ان پر لعنت کر دی ہے اور ان کے لئے دائمی
عذاب ہے۔ (اے منافقین، تمہاری حالت
بالکل ان لوگوں جیسی ہو گی) جو تم سے پہلے گذر
چکے ہیں (حالانکہ) وہ قوت کے لحاظ سے
تم سے زیادہ مضبوط تھے اور مال اور اولاد بھی
تم سے زیادہ رکھتے تھے (لیکن یہ چیزیں ان
کے کچھ کام نہ آئیں) انہوں نے (دنیا سے)
اپنے نصیب کے مطابق فائدہ اٹھایا تو جس
طرح تم سے پہلے لوگوں نے اپنے نصیب
کے مطابق فائدہ اٹھایا اسی طرح تم بھی اپنے
نصیب کے مطابق فائدہ اٹھا رہے ہو اور
جس طرح (وہ مذاق اڑانے کے لئے غور و)
خوض کرتے رہے، تم بھی کر رہے ہو (جو
حشر ان کا ہوا وہی حشر تمہارا بھی ہو گا) ایسے
لوگوں کے عمل دنیا اور آخرت (دونوں جگہ)
ضائع ہو گئے اور یہی لوگ ہیں جو نقصان

اٹھانے والے ہیں۔ کیا ان کو ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں یعنی قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود، قوم ابراہیم، اصحاب مدین اور الٹی ہوئی بستیوں والے، ان (تمام قوموں) کے پاس ان کے رسول کھلی نشانیاں لے کر آئے تھے (لیکن وہ ایمان نہیں لائے تو دیکھ لو ان کا حشر کیسا ہوا) اللہ ایسا نہیں ہے کہ ان پر ظلم کرتا بلکہ وہ تو خود اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے۔

منافقین نہ صرف یہ کہ جنگ سے پہلوتہی کر رہے تھے بلکہ مؤمنین کی بھی ہمت شکنی کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ، قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا، لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ

(التوبۃ۔ ۸۱)

جو لوگ رسول کی مخالفت میں (جنگ کیلئے روانہ نہ ہوئے اور مدینہ ہی میں) پیچھے رہ گئے وہ (اپنے گھروں میں) بیٹھے رہنے سے بہت خوش ہیں، انہوں نے اللہ کے راستہ میں اپنے مال اور اپنی جان کے ساتھ جہاد کرنے کو ناپسند کیا (یہی نہیں بلکہ دوسروں کو بھی یہ کہہ کر روکنے لگے کہ) گرمی میں نہ نکلو (اے رسول) آپ (ان سے) کہہ دیجئے کہ جہنم کی آگ اس سے بھی زیادہ گرم ہے، اے کاش وہ (اس بات کو) سمجھتے۔

بعض دیہاتی بھی منافقین کی روش پر چل رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ، سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

(التوبۃ۔ ۹۰)

اور (اے رسول) دیہاتیوں میں سے کچھ لوگ عذر کرتے ہوئے آپ کے پاس آئے کہ ان کو اجازت دی جائے اور کچھ لوگ ایسے بھی تھے جنہوں نے (اپنے اسلام کا غلط دعویٰ کر کے) اللہ اور اس کے رسول سے جھوٹ بولا تھا وہ بغیر اجازت

کے ہی گھر میں) بیٹھے رہے، ان میں سے جو لوگ کافر ہیں اللہ ان کو عنقریب دردناک عذاب میں مبتلا کرے گا

مؤمنین بخوشی جنگ کے لئے تیار تھے۔ ان کا تو یہ حال تھا کہ اگر ان میں سے کسی کو سواری نہیں ملتی تو اپنی معذوری پہ زار و قطار روتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ۔
(التوبۃ - ۸۸)

لیکن رسول اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے اپنے مالوں سے بھی جہاد کرتے رہے اور اپنی جانوں سے بھی جہاد کرتے رہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ○
(التوبۃ - ۹۲)

جو لوگ آپ کے پاس آئے تاکہ آپ انہیں سواری دے دیں (تو وہ بھی جہاد میں شریک ہو جائیں) آپ نے کہہ دیا کہ میرے پاس کوئی سواری نہیں ہے کہ تمہیں دے دوں تو وہ لوٹ گئے اور اس صدمہ سے کہ ان کے پاس خرچ کرنے کے لئے کچھ نہیں تھا ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری بھی ان لوگوں میں سے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سواریاں مانگنے آئے تھے۔ آپ نے فرمایا: میرے پاس سواریاں نہیں ہیں اس اثناء میں آپ نے حضرت سعد سے چھ اونٹ خریدے اور وہ چھ اونٹ حضرت ابو موسیٰ کے حوالہ کر دئے کچھ دیر بعد مال غنیمت کے اونٹ آ گئے تو آپ نے انہیں بلا کر ۵ اونٹ اور عطاء فرمائے۔ حضرت ابو موسیٰ کہتے ہیں:۔

اَرْسَلَنِيْ اَصْحَابِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْاَلُهُ الْحُمْلَانَ لَهُمْ اِذْ هُمْ مَّعَهٗ فِيْ جَيْشِ الْعُسْرَةِ وَهِيَ غَزْوَةُ تَبُوْكَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنَّ اَصْحَابِيْ اَرْسَلُوْنِيْ اِلَيْكَ لِتَحْمِلَهُمْ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَآ اَحْمِلُكُمْ عَلٰى شَيْءٍ وَّافَقْتُهٗ وَهُوَ غَضْبَانُ وَلَا اَشْعُرُ

میرے ساتھیوں نے (جنگ تبوک کے موقع پر) مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا تاکہ میں آپ سے سواری طلب کروں۔ میں نے آکر خدمت اقدس میں عرض کیا: یا رسول اللہ مجھے میرے ساتھیوں نے آپ کے پاس بھیجا ہے، تاکہ آپ سے سواری طلب کروں، آپ

وَرَجَعْتُ حَزِيْنًا مِّنْ مَّنْعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ مَخَافَةِ اَنْ يَّكُوْنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ فِيْ نَفْسِهٖ عَلَيَّ فَرَجَعْتُ اِلٰى اَصْحَابِيْ فَاَخْبَرْتُهُمُ الَّذِيْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ اَلْبَثْ اِلَّا سُوَيْعَةً اِذْ سَمِعْتُ بِلَالًا يُّنَادِيْ اَيْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ فَاَجَبْتُهٗ فَقَالَ اَجِبْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْكَ فَلَمَّا اَتَيْتُهٗ قَالَ خُذْ هٰذَيْنِ الْقَرِيْنَيْنِ وَهٰذَيْنِ الْقَرِيْنَيْنِ لِسِتَّةِ اَبْعِرَةٍ اِبْتَاعَهُنَّ حَيْنَئِذٍ مِنْ سَعْدٍ فَانْطَلِقْ بِهِنَّ اِلٰى اَصْحَابِكَ فَقُلْ اِنَّ اللّٰهَ اَوْ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْمِلُكُمْ عَلٰى هٰؤُلَاءِ فَارْكَبُوْهُنَّ فَانْطَلَقْتُ اِلَيْهِمْ بِهِنَّ فَقُلْتُ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْمِلُكُمْ عَلٰى هٰؤُلَاءِ وَلٰكِنِّيْ وَاللّٰهِ لَا اَدَعُكُمْ حَتّٰى يَنْطَلِقَ مَعِيَ بَعْضُكُمْ اِلٰى مَنْ سَمِعَ مَقَالَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَظُنُّوْا اَنِّيْ حَدَّثْتُكُمْ شَيْئًا لَّمْ يَقُلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا لِيْ اِنَّكَ عِنْدَنَا لَمُصَدَّقٌ وَلَنَفْعَلَنَّ مَا اَحْبَبْتَ فَانْطَلَقَ اَبُوْمُوْسٰى بِنَفَرٍ مِّنْهُمْ حَتّٰى اَتَوُا الَّذِيْنَ سَمِعُوْا قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْعَهٗ اِيَّاهُمْ ثُمَّ اِعْطَآءَهُمْ بَعْدُ فَحَدَّثُوْهُمْ بِمِثْلِ مَا حَدَّثَهُمْ بِهٖ اَبُوْمُوْسٰى

نے فرمایا اللہ کی قسم میں تمہیں کوئی سواری نہ دونگا اور آپ اس وقت غصہ میں تھے میں اس حالت کو سمجھا نہیں۔ میں غمگین واپس آیا اور اپنے ساتھیوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار کرنے کا حال بیان کیا مجھے ایک غم تو یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سواری نہیں دی، اور دوسرا یہ رنج تھا کہ کہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے خفا نہ ہو جائیں۔ مجھے واپس ہوئے تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ میں نے سنا بلال مجھے پکار رہے ہیں، میں نے جواب دیا وہ کہنے لگے چلو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو بلاتے ہیں۔ میں حاضر خدمت ہوا۔ تو آپ نے فرمایا: یہ اونٹ کے جوڑے (۶ اونٹ) لے جاؤ، اور اپنے ساتھیوں سے کہنا کہ یہ اونٹ اللہ نے۔ یا فرمایا کہ اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تم کو سواری کے لئے دئے ہیں، انہیں کام میں لاؤ، میں اونٹ لے کر ساتھیوں کے پاس آیا، اور کہا کہ یہ اونٹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں سواری کے واسطے عنایت فرمائے ہیں، مگر اللہ کی قسم میں تمہیں ان لوگوں کے پاس لے چلوں گا جنہوں نے پہلی بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار فرمانا سنا ہے کیونکہ شاید تم میرے بارے میں کچھ اور خیال نہ کرو کہیں یہ نہ سمجھو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں فرمایا تھا۔ ساتھیوں نے کہا: نہیں ہم تم کو سچا جانتے ہیں پھر بھی اگر تم کہتے ہو تو ہم ضرور چلیں گے۔ آخر

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک وھی غزوۃ العسرۃ جزء ۶ ص۳ و صحیح مسلم کتاب الایمان باب ندب من حلف یمینا فرای غیرھا خیرا منھا ان یاتی الذی ھو خیر جزء ۲ ص۲۱)

ان میں سے چند لوگ میرے ساتھ وہاں آئے جہاں انکار سننے والے موجود تھے، انہوں نے میری تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے انکار فرمادیا تھا۔

تمام تیاریاں مکمل کرنے کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع اسلامی فوج کے تبوک کی طرف روانہ ہونے لگے تو حضرت علیؓ کو مدینہ میں اپنا جانشین بنادیا۔

حضرت سعد فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ اِلٰی تَبُوْکَ وَاسْتَخْلَفَ عَلِیًّا فَقَالَ اَتُخَلِّفُنِیْ فِی الصِّبْیَانِ وَالنِّسَآءِ قَالَ اَلَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھٰرُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی اِلَّا اَنَّہٗ لَیْسَ نَبِیٌّ بَعْدِیْ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک جزء ۶ ص۳ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل علی جزء ۲ ص۳۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تبوک کے لئے روانہ ہونے لگے تو آپ نے حضرت علیؓ کو مدینہ میں اپنا قائم مقام مقرر فرمایا۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا، کیا آپ مجھ کو بچوں اور عورتوں میں چھوڑے جارہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ میرے نزدیک تم ایسے ہو جیسے موسیٰ (علیہ السلام) کے نزدیک ہارون (علیہ السلام) تھے مگر یہ کہ میرے بعد اب کوئی نبی نہیں بنے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار سے مقابلہ کی جلدی تھی لہذا آپ مزید انتظار کئے بغیر جمعرات کے دن صبح کے وقت مدینہ منورہ سے روانہ ہوگئے۔ تین مسلم اس جنگ میں شریک نہ ہوسکے۔ منجملہ ان کے حضرت کعب بن مالکؓ بھی تھے۔ حضرت کعب فرماتے ہیں:۔

لَمْ اَتَخَلَّفْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ غَزْوَۃٍ غَزَاھَا اِلَّا فِیْ غَزْوَتِہٖ تَبُوْکَ غَیْرَ اَنِّیْ کُنْتُ تَخَلَّفْتُ فِیْ غَزْوَۃِ بَدْرٍ وَلَمْ یُعَاتِبْ اَحَدًا تَخَلَّفَ عَنْھَا اِنَّمَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُرِیْدُ عِیْرَ قُرَیْشٍ حَتّٰی جَمَعَ اللّٰہُ بَیْنَھُمْ وَبَیْنَ عَدُوِّھِمْ عَلٰی غَیْرِ مِیْعَادٍ

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں حاضر رہا مگر تبوک اور بدر میں پیچھے رہ گیا۔ بدر میں پیچھے رہنے والوں پر اللہ تعالیٰ کا عتاب نہیں ہوا جنگ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غرض یہ تھی کہ قریش کے قافلہ کا تعاقب کیا جائے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے کسی قسم کی اطلاع کے بغیر

وَلَقَدْ شَهِدْتُّ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ حِيْنَ تَوَاثَقْنَا عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَا اُحِبُّ اَنَّ لِيْ بِهَا مَشْهَدَ بَدْرٍ وَاِنْ كَانَتْ بَدْرٌ اَذْكَرَ فِي النَّاسِ مِنْهَا كَانَ مِنْ خَبَرِيْ اَنِّيْ لَمْ اَكُنْ قَطُّ اَقْوٰى وَلَا اَيْسَرَ حِيْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْهُ فِيْ تِلْكَ الْغَزَاةِ وَاللّٰهِ مَا اجْتَمَعَتْ عِنْدِيْ قَبْلَهٗ رَاحِلَتَانِ قَطُّ حَتّٰى جَمَعْتُهُمَا فِيْ تِلْكَ الْغَزْوَةِ وَلَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ غَزْوَةً اِلَّا وَرّٰى بِغَيْرِهَا حَتّٰى كَانَتْ تِلْكَ الْغَزْوَةُ غَزَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَرٍّ شَدِيْدٍ وَاسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيْدًا وَمَفَازًا وَعَدُوًّا كَثِيْرًا فَجَلّٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ اَمْرَهُمْ لِيَتَاَهَّبُوْا اُهْبَةَ غَزْوِهِمْ فَاَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِ الَّذِيْ يُرِيْدُ وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيْرٌ وَلَا يَجْمَعُهُمْ كِتَابُ حَافِظٍ يُرِيْدُ الدِّيْوَانَ قَالَ كَعْبٌ فَمَا رَجُلٌ يُرِيْدُ اَنْ يَتَغَيَّبَ اِلَّا ظَنَّ اَنْ سَيَخْفٰى لَهٗ مَا لَمْ يَنْزِلْ فِيْهِ وَحْيُ اللّٰهِ وَغَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الْغَزْوَةَ حِيْنَ طَابَتِ الثِّمَارُ وَالظِّلَالُ وَتَجَهَّزَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَهٗ فَطَفِقْتُ اَغْدُوْ لِكَيْ اَتَجَهَّزَ مَعَهُمْ فَاَرْجِعُ وَلَمْ اَقْضِ شَيْئًا فَاَقُوْلُ فِيْ نَفْسِيْ اَنَا قَادِرٌ عَلَيْهِ فَلَمْ يَزَلْ يَتَمَادٰى بِيْ حَتّٰى اشْتَدَّ بِالنَّاسِ الْجِدُّ فَاَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

اچانک دشمن کی فوج سے مسلمین کی مٹھ بھیڑ کرادی۔ اس سے پہلے لیلۃ العقبہ میں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے سب سے اسلام پر قائم رہنے کا عہد لیا اور مجھے تو لیلۃ العقبہ جنگ بدر کے مقابلہ میں زیادہ عزیز ہے اگرچہ جنگ بدر کا لوگوں میں چرچا و شہرہ ہے اور جنگ تبوک کے زمانہ سے زیادہ میں کبھی اتنی اچھی حالت میں نہیں تھا اللہ کی قسم اس سے پہلے کبھی میرے پاس دو سواریاں جمع نہیں ہوئی تھیں (یعنی جنگ تبوک سے رہ جانا غربت کی وجہ سے نہ تھا) بلکہ اس سے زیادہ فراخی کبھی نہیں تھی اس کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دستور تھا کہ جب کہیں جنگ کا خیال کرتے تو صاف صاف پتہ نشان اور جگہ نہیں بتاتے تھے بلکہ کچھ گول مول الفاظ میں ظاہر کرتے تھے تاکہ کوئی دوسرا مقام سمجھتا رہے، غرض جب لڑائی کا وقت آیا تو گرمی بہت شدید تھی راستہ طویل اور بے آب و گیاہ تھا دشمن کی تعداد زیادہ تھی لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمین کو پورے طور پہ آگاہ کر دیا کہ ہم تبوک جا رہے ہیں تاکہ تیاری کر لیں اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کثیر تعداد میں مسلمین تھے، لیکن کوئی ایسی کتاب موجود نہیں تھی کہ اس میں سب کے نام لکھے ہوتے کعب کہتے ہیں کوئی مسلم ایسا نہیں تھا جو اس لڑائی میں شریک نہ ہونا چاہتا ہو مگر ساتھ ہی یہ بھی خیال کرتا کہ کسی کی غیر حاضری رسول اللہ

مَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَهٗ وَلَمْ اَقْضِ مِنْ جَهَازِيْ شَيْئًا فَقُلْتُ اَتَجَهَّزُ بَعْدَهٗ بِيَوْمٍ اَوْ يَوْمَيْنِ ثُمَّ اَلْحَقُهُمْ فَغَدَوْتُ بَعْدَ اَنْ فَصَلُوْا لِاَتَجَهَّزَ فَرَجَعْتُ وَلَمْ اَقْضِ شَيْئًا فَلَمْ يَزَلْ بِيْ حَتّٰى اَسْرَعُوْا وَتَفَارَطَ الْغَزْوُ وَهَمَمْتُ اَنْ اَرْتَحِلَ فَاُدْرِكَهُمْ وَلَيْتَنِيْ فَعَلْتُ فَلَمْ يُقَدَّرْ لِيْ ذٰلِكَ فَكُنْتُ اِذَا خَرَجْتُ فِي النَّاسِ بَعْدَ خُرُوْجِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطُفْتُ فِيْهِمْ اَحْزَنَنِيْ اَنِّيْ لَا اَرٰى اِلَّا رَجُلًا مَّغْمُوْصًا عَلَيْهِ النِّفَاقُ اَوْ رَجُلًا مِّمَّنْ عَذَرَ اللّٰهُ مِنَ الضُّعَفَاءِ۔ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک (حدیث کعب بن مالک) جزء ۶ صـ۳۳ و صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب حدیث توبۃ کعب ابن مالک جزء ۲ صـ۵ وصـ۵۰)۔

صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت تک معلوم نہیں ہو سکتی جب تک وحی نہ آئے۔ غرض یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی کی تیاریاں شروع کر دیں اور یہ وہ وقت تھا جب میرہ پک رہا تھا، اور سایہ میں بیٹھنا اچھا معلوم ہوتا تھا۔ سب تیاریاں کر رہے تھے مگر میں ہر صبح کو یہی سوچتا تھا کہ میں تیاری کر لوں گا، کیا جلدی ہے، میں تو ہر وقت تیاری کر سکتا ہوں اسی طرح دن گذرتے رہے ایک روز صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہو گئے، میں نے سوچا ان کو جانے دو، میں ایک دو دن میں تیاری کر کے راستہ میں ان سے مل جاؤں گا غرض یہ کہ (دوسری) صبح کو میں نے تیاری کرنی چاہی مگر نہ ہو سکی اور میں (بغیر تیاری کے) لوٹ آیا پھر میرا برابر یہی حال ہوتا رہا۔ اب سب لوگ بہت دور نکل چکے تھے میں نے کئی مرتبہ قصد کیا، کہ آپ سے جا کر مل جاؤں مگر تقدیر میں نہ تھا کاش میں ایسا کر لیتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چلے جانے کے بعد میں جب مدینہ میں چلتا پھرتا تو مجھ کو یا تو منافق نظر آتے یا وہ نظر آتے جو کمزور ضعیف اور بیمار تھے جنکا عذر اللہ نے قبول کر لیا تھا

دوران سفر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو جمع کر کے پڑھتے رہے۔

حضرت معاذؓ فرماتے ہیں:۔

خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَكَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيْعًا وَالْمَغْرِبَ وَ الْعِشَاءَ جَمِيْعًا (صحیح مسلم کتاب

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ تبوک کے لئے نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اس سفر میں) ظہر اور عصر کو اور مغرب اور عشاء کو ملا کر پڑھتے رہے۔

الصلوۃ باب الجمع بین الصلاتین
فی الحضر جزء اول ص۲۸۴)

دورانِ سفر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام حجر سے گذرے۔ حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَزَلَ الْحِجْرَ فِیْ غَزْوَۃِ تَبُوْكَ اَمَرَھُمْ اَنْ لَا یَشْرَبُوْا مِنْ بِئْرِھَا وَلَا یَسْتَقُوْا مِنْھَا فَقَالَ قَدْ عَجَنَّا مِنْھَا وَاسْتَقَیْنَا فَاَمَرَھُمْ اَنْ یَطْرَحُوْا ذٰلِكَ الْعَجِیْنَ وَ یُھْرِقُوْا ذٰلِكَ الْمَآءَ (وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَاَنْ یَعْلِفُوا الْاِبِلَ الْعَجِیْنَ) (وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَمَرَھُمْ اَنْ یَسْتَقُوْا مِنَ الْبِئْرِ الَّتِیْ كَانَتْ تَرِدُھَا النَّاقَۃُ) (وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَمَّا مَرَّ بِالْحِجْرِ قَالَ لَا تَدْخُلُوْا مَسَاكِنَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِیْنَ (وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَاِنْ لَمْ تَكُوْنُوْا بَاكِیْنَ فَلَا تَدْخُلُوْا عَلَیْھِمْ) اَنْ یُصِیْبَكُمْ مَا اَصَابَھُمْ ثُمَّ تَقَنَّعَ بِرِدَآئِہٖ وَھُوَ عَلَی الرَّحْلِ (وَفِیْ رِوَایَۃٍ ثُمَّ قَنَّعَ رَاْسَہٗ وَ اَسْرَعَ السَّیْرَ حَتّٰی اَجَازَ الْوَادِیَ) (وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِمُسْلِمٍ ثُمَّ زَجَرَ) (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق۔ قول اللہ تعالےٰ والی ثمود اخاھم صالحا جزء ۴ ص۱۸۱ و کتاب المغازی باب نزول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحجر جزء ۶ ص۹ و کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ فی مواضع الخسف جزء اول ص۱۱۸ وروی مسلم نحوہٗ مختصراً فی کتاب الزھد باب

جنگ تبوک (کے سفر) میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجر کے مقام پر آئے تو آپ نے صحابہ کو حکم دیا کہ ان کے (یعنی ثمود کے) کنوؤں سے نہ پانی پئیں اور نہ ڈول بھریں صحابہ نے کہا ہم نے تو اس سے آٹا گوندھ لیا ہے اور اسے بھر بھی لیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ آٹے کو پھینک دیں اور پانی کو بہا دیں پھر آپ نے آٹے کو اونٹوں کو کھلانے کی اجازت دے دی۔ آپ نے حکم دیا کہ اس کنوئیں سے پانی پلاؤ جس کنوئیں سے اونٹنی پانی پیتی تھی اور ان لوگوں کے مکانوں میں جنہوں نے ظلم کیا تھا داخل نہ ہو سوائے اس صورت کے کہ تم رو رہے ہو اگر رونا نہ آئے تو داخل نہ ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ تم پر بھی وہ عذاب نازل ہو جائے جو ان پر ہوا تھا۔ پھر آپ نے اپنی چادر سے اپنا سر ڈھانک لیا اپنی سواری کو ڈانٹا اور تیزی کے ساتھ سواری کو چلاتے ہوئے اس وادی سے گذر گئے۔

(نوٹ: خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)۔

لا تدخلوا مساکن الذین ظلموا ۲/۵۹۱)

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادی القریٰ سے گذرتے ہوئے آگے روانہ ہو گئے۔ حضرت ابو حمید فرماتے ہیں:۔

غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ تَبُوْكَ فَلَمَّا جَاءَ وَادِيَ الْقُرٰى إِذَا امْرَأَةٌ فِيْ حَدِيْقَةٍ لَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهٖ اُخْرُصُوْا (وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ فَخَرَصْنَاهَا وَخَرَصَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَخَرَصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةَ أَوْسُقٍ فَقَالَ لَهَا أَحْصِيْ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا (وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ حَتّٰى نَرْجِعَ إِلَيْكِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ وَانْطَلَقْنَا) (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب فرض التمر جزء ۲ ص۱۵۵ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء ۲ ص۳۱۲)

جب ہم جنگ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وادی القریٰ سے گذرے تو ایک عورت ملی جو اپنے باغ میں تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا: پھلوں کا تخمینہ لگاؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ہم نے اندازہ لگایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندازے میں وہ پھل دس وسق تھے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا جو پھل اس باغ میں سے نکلیں انکا وزن کر لینا اور وزن کو محفوظ کر رکھنا یہاں تک کہ انشاء اللہ ہم تمہارے پاس واپس آئیں۔ ابو حمید کہتے ہیں: پھر ہم آگے روانہ ہو گئے۔

(نوٹ: خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)

دوران سفر آپ نے ایک مقام پر پڑاؤ کیا۔ آپ کے لئے خیمہ لگایا گیا۔ یہاں آپ نے ظہر اور عصر کو اور مغرب اور عشاء کو ملا کر ادا کیا۔ پھر آپ نے سفر شروع کیا اور تبوک پہنچ گئے۔

حضرت معاذ کہتے ہیں:۔

خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَكَانَ يَجْمَعُ الصَّلٰوةَ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيْعًا وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيْعًا حَتّٰى إِذَا كَانَ يَوْمًا أَخَّرَ الصَّلٰوةَ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيْعًا ثُمَّ دَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيْعًا ثُمَّ قَالَ إِنَّكُمْ سَتَأْتُوْنَ غَدًا

جس سال تبوک کی لڑائی ہوئی ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے، آپ نمازوں کو جمع کرتے تھے ظہر و عصر کو ملا کر پڑھتے اور مغرب اور عشاء کو ملا کر پڑھتے یہاں تک ایک دن آپ نے نماز میں تاخیر کی پھر نکلے اور ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ پڑھی پھر اندر تشریف لے گئے پھر تشریف لائے اور مغرب اور عشاء کی نماز ایک ساتھ پڑھی، اس

إِنْ شَآءَ اللّٰهُ عَيْنَ تَبُوْكَ وَإِنَّكُمْ لَنْ تَأْتُوْهَا حَتّٰى يُضْحَى النَّهَارُ فَمَنْ جَآءَهَا مِنْكُمْ فَلَا يَمَسَّ مِنْ مَآئِهَا شَيْئًا حَتّٰى آتِيَ، فَجِئْنَاهَا وَقَدْ سَبَقَنَا إِلَيْهَا رَجُلَانِ وَالْعَيْنُ مِثْلُ الشِّرَاكِ تَبِضُّ بِشَيْءٍ مِنْ مَآءٍ قَالَ فَسَأَلَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ مَسَسْتُمَا مِنْ مَآئِهَا شَيْئًا قَالَا نَعَمْ فَسَبَّهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ لَهُمَا مَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُوْلَ قَالَ ثُمَّ غَرَفُوْا بِأَيْدِيْهِمْ مِنَ الْعَيْنِ قَلِيْلًا قَلِيْلًا حَتّٰى اجْتَمَعَ فِيْ شَيْءٍ قَالَ وَغَسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ ثُمَّ أَعَادَهُ فِيْهَا فَجَرَتِ الْعَيْنُ بِمَآءٍ مُنْهَمِرٍ أَوْ قَالَ غَزِيْرٍ شَكَّ أَبُوْ عَلِيٍّ أَيُّهُمَا قَالَ حَتّٰى اسْتَقَى النَّاسُ ثُمَّ قَالَ يُوْشِكُ يَا مُعَاذُ إِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ أَنْ تَرٰى مَا هٰهُنَا قَدْ مُلِئَ جِنَانًا (صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء ۲ ص ۲۱۲)۔

کے بعد فرمایا تم کل انشاء اللہ تعالیٰ تبوک کے چشمہ پر پہنچ جاؤ گے لیکن وہاں اس وقت تک نہیں پہنچو گے جب تک دن نہ نکل آئے لہذا جو کوئی تم میں سے اس چشمہ کے پاس جائے تو اس کے پانی کو ہاتھ نہ لگائے، جب تک میں نہ آجاؤں۔ حضرت معاذؓ بیان کرتے ہیں کہ پھر ہم اس چشمہ پر پہنچے اور ہم سے پہلے وہاں دو آدمی پہنچ گئے تھے اور چشمہ کے پانی کا یہ حال تھا کہ جوتی کے تسمہ کے برابر پانی ہوگا اور وہ بھی آہستہ آہستہ بہ رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں آدمیوں سے دریافت کیا کیا تم نے اس چشمہ کے پانی کو ہاتھ لگایا ہے؟ وہ بولے جی ہاں، آپ نے انہیں برا بھلا کہا اور جو اللہ کو منظور تھا وہ کہا۔ پھر لوگوں نے چلوؤں سے تھوڑا تھوڑا پانی ایک برتن میں جمع کیا۔ حضرت معاذ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک اور چہرہ انور کو اس میں دھویا، پھر وہ پانی اس چشمہ میں ڈال دیا، وہ چشمہ جوش مار کر بہنے لگا، یہاں تک کہ لوگوں نے (جانوروں اور آدمیوں) کو پانی پلانا شروع کیا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے معاذؓ اگر تمہاری زندگی لمبی ہوئی تو تم دیکھو گے کہ اس کا پانی باغوں کو سیراب کرے گا۔

حضرت ابو حمید فرماتے ہیں:۔

فَلَمَّا أَتَيْنَا تَبُوْكَ قَالَ أَمَا إِنَّهَا سَتَهُبُّ اللَّيْلَةَ رِيْحٌ شَدِيْدَةٌ فَلَا يَقُوْمَنَّ أَحَدٌ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ بَعِيْرٌ فَلْيَعْقِلْهُ فَعَقَلْنَاهَا

جب ہم تبوک پہنچے تو (ایک دن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج رات کو سخت آندھی آئے گی لہذا تم میں سے کوئی شخص

وَهَبَّتْ رِيحٌ شَدِيدَةٌ فَقَامَ رَجُلٌ فَاَلْقَتْهُ بِجَبَلِ طَيِّءٍ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب خرص التمر جزء ۲ ص۱۵۵ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء ۲ ص۳۱۲)

کھڑا نہ ہو اور جس کے پاس اونٹ ہو اُسے چاہئے کہ اسے باندھ دے۔ الغرض ہم نے اونٹوں کو باندھ دیا (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق) سخت آندھی آئی۔ ایک شخص کھڑا ہو گیا۔ ہوا نے اٹھا کر اسے طی پہاڑ پر پھینک دیا۔

راستہ میں کہیں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کعب کا ذکر نہیں کیا البتہ تبوک کے مقام پر ایک دن فرمایا: "کعب نے کیا کیا" (جہاد کے لئے کیوں نہیں آئے) حضرت کعب رضؓ فرماتے ہیں:۔

وَلَمْ يَذْكُرْنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَلَغَ تَبُوكَ فَقَالَ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْقَوْمِ بِتَبُوكَ مَا فَعَلَ كَعْبٌ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ حَبَسَهُ بُرْدَاهُ وَنَظَرُهُ فِي عِطْفِهِ فَقَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ بِئْسَ مَا قُلْتَ وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا فَسَكَتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک۔ حدیث کعب بن مالک جزء ۶ ص۵ و صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب حدیث توبۃ کعب جزء ۲ ص۵۰۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ذکر نہیں کیا یہاں تک کہ آپ تبوک پہنچ گئے۔ (ایک دن جبکہ) آپ صحابہ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے آپ نے فرمایا: کعب نے کیا کیا۔ بنو سلمہ کے ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول، دولت اور تکبر نے انہیں روک لیا۔ معاذ بن جبل نے (اس شخص سے) کہا تم نے بہت بری بات کہی۔ اے اللہ کے رسول، اللہ کی قسم ہم ان کے متعلق بہتری کے سوا اور کچھ نہیں جانتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے، (اور کچھ نہیں فرمایا)۔

تھوڑی دیر گذری تھی کہ ابو خیثمہ وہاں پہنچ گئے۔ حضرت کعب فرماتے ہیں:۔

فَبَيْنَمَا هُوَ عَلٰى ذٰلِكَ رَاٰى رَجُلًا مُبَيِّضًا يَزُولُ بِهِ السَّرَابُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْ اَبَا خَيْثَمَةَ فَاِذَا هُوَ اَبُو خَيْثَمَةَ الْاَنْصَارِيُّ (صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب حدیث توبۃ کعب جزء ۲ ص۵۰۱)

اسی اثناء میں (کہ آپ کی محفل میں میرا ذکر ہو رہا تھا) آپ نے ایک سفید پوش آدمی کو ریگستان میں آتے ہوئے دیکھا۔ آپ نے فرمایا اے شخص تو ابو خیثمہ ہو جا۔ پھر (جب وہ شخص آیا تو) کیا دیکھتے ہیں کہ (وہ واقعی) ابو خیثمہ ہی ہیں۔

تبوک کے قیام کے دوران زادراہ ختم ہوگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی بچا ہوا زادراہ منگایا اور برکت کی دعاء کی۔ آپ کی دعاء کی برکت سے لوگوں نے خوب کھایا اور اپنے سب برتن بھر لئے اور کھانا پھر بھی بچ گیا۔ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں:۔

لَمَّا كَانَ غَزْوَةُ تَبُوكَ اَصَابَ النَّاسُ مَجَاعَةٌ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْاَذِنْتَ لَنَا فَنَحَرْنَا نَوَاضِحَنَا فَاَكَلْنَا وَادَّهَنَّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْعَلُوْا فَجَاءَ عُمَرُ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ فَعَلْتَ قَلَّ الظَّهْرُ وَلٰكِنِ ادْعُهُمْ بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ ثُمَّ ادْعُ اللّٰهَ لَهُمْ عَلَيْهَا بِالْبَرَكَةِ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يَجْعَلَ فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ فَدَعَا بِنِطَعٍ فَبَسَطَهٗ ثُمَّ دَعَا بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيْءُ بِكَفِّ ذُرَةٍ قَالَ وَيَجِيْءُ الْاٰخَرُ بِكَفِّ تَمْرٍ قَالَ وَيَجِيْءُ الْاٰخَرُ بِكَسْرَةٍ حَتّٰى اجْتَمَعَ عَلَى النِّطَعِ مِنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ يَسِيْرٌ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ خُذُوْا فِيْ اَوْعِيَتِكُمْ فَاَخَذُوْهَا فِيْ اَوْعِيَتِهِمْ حَتّٰى مَا تَرَكُوْا فِي الْعَسْكَرِ وِعَاءً اِلَّا مَلَاُوْهُ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا وَفَضَلَتْ فَضْلَةٌ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب من لقی اللہ بالایمان ۱/۳۲)

جب غزوۂ تبوک میں لوگوں کو بھوک لگی تو انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول اگر آپ اجازت دیں تو ہم اپنے اونٹوں کو نحر کرلیں پھر کھائیں اور تیل کی مالش کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کرلو۔ اتنے میں عمرؓ آئے انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول اگر آپ نے ایسا کیا تو سواریاں کم ہوجائیں گی آپ ایسا کیجئے کہ لوگوں کو اپنے بچے ہوئے کھانے کے ساتھ بلائیے پھر آپ اللہ سے ان کے لئے اس پر برکت کی دعاء کیجئے شاید اللہ برکت عطاء فرمائے۔ آپ نے فرمایا: اچھا پھر آپ نے ایک دسترخوان منگایا اور اسے بچھا دیا پھر آپ نے بچا ہوا کھانا منگوایا۔ کوئی ایک مٹھی جوار لایا کوئی ایک مٹھی کھجور لایا۔ کوئی روٹی کے ٹکڑے لایا یہاں تک کہ دسترخوان پر کچھ کھانا جمع ہوگیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت کی دعاء کی پھر فرمایا اپنے برتن بھر لو، پھر تمام برتن بھر لئے گئے، پھر سب نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور (بہت کچھ) بچ گیا۔

تبوک کے قیام کے دوران ایلہ کے بادشاہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیۃً ایک سفید خچر بھیجا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تحفہ میں ایک چادر بھیجی۔

حضرت ابوحمید فرماتے ہیں:۔

غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبُوْكَ وَاَهْدٰى مَلِكُ اَيْلَةَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَغْلَةً بَيْضَاءَ وَكَسَاهُ

ایلہ کے بادشاہ ابن علماء کا قاصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کے ہاتھ ایلہ کے بادشاہ نے آپ کو

بُرْدًا وَكَتَبَ لَهٗ بِبَحْرِهِمْ (وَفِي رِوَايَةٍ
مُسْلِمٍ وَجَآءَ رَسُوْلُ ابْنِ الْعُلْمَاءِ صَاحِبُ
اَيْلَةَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِكِتَابٍ وَاَهْدٰى لَهٗ بَغْلَةً بَيْضَآءَ فَكَتَبَ
اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَاَهْدٰى لَهٗ بُرْدًا) (صحیح بخاری کتاب
الزکوٰۃ باب خرص الثمر جزء ۲ ص۱۵۵ وکتاب
فرض الخمس باب اذا وادع الامام ملك
القریۃ جزء ۱۲ ص۱۱۹ وصحیح مسلم کتاب
الفضائل باب فی معجزات النبی صلی
اللہ علیہ وسلم جزء ۲ ص۳۱۲)

ایک خط اور تحفہ میں ایک سفید خچر بھیجا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خط کا جواب دیا، ایک چادر تحفۃً اسے بھیجی اور اس کے لئے ایک جاگیر لکھ دی۔
(نوٹ:۔ خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)۔

(دشمن مقابلہ پر نہ آیا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دن تبوک میں قیام فرما کر مدینہ منورہ کی طرف واپس روانہ ہوئے۔ حضرت ابو حمید فرماتے ہیں:۔

فَلَمَّا اَتٰى وَادِيَ الْقُرٰى قَالَ لِلْمَرْاَةِ كَمْ
جَآءَ حَدِيْقَتُكِ قَالَتْ عَشَرَةَ اَوْسُقٍ
خَرْصَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
(صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب خرص
التمر جزء ۲ ص۱۵۵)

جب آپ وادی القریٰ پہنچے تو آپ نے اس عورت سے پوچھا: تمہارے باغ میں کتنا پھل پیدا ہوا۔ اس نے کہا دس وسق (یعنی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تخمینہ کے برابر۔

ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راستہ ہی میں تھے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو منافقین کے حالات سے آگاہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ،
قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ
نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ، وَسَيَرَى
اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ
اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ
بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ سَيَحْلِفُوْنَ
بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا
عَنْهُمْ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ، اِنَّهُمْ رِجْسٌ

(اور اے (ایمان والو) جب تم (جہاد سے واپسی پر) ان کے پاس جاؤ گے تو یہ لوگ تم سے (طرح طرح کے) عذر بیان کریں گے۔ (اے رسول) آپ ان سے کہہ دینا کہ تم کوئی عذر بیان نہ کرو، ہم تمہاری باتوں پر یقین نہیں کریں گے، ہمیں تو اللہ نے تمہارے حالات (پہلے ہی) بتا دئے ہیں مزید برآں اللہ اور اس کا رسول تمہارے اعمال کو ابھی اور دیکھیں

وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا
يَكْسِبُوْنَ ○ يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا
عَنْهُمْ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ
لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ○
اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا وَّ
اَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ
اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○
وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ
مَغْرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ،
عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ، وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ
عَلِيْمٌ ○ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ
بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا
يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ
الرَّسُوْلِ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ سَيُدْخِلُهُمُ
اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ، اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ ○

(التوبۃ۔ ۹۴ تا ۹۹)

گے پھر تم پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے اللہ کے پاس لوٹائے جاؤ گے پھر وہ تمہیں بتائے گا کہ تم کیا کیا کرتے رہے تھے۔ (اے ایمان والو) جب تم ان کے پاس لوٹ کر جاؤ گے تو وہ تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے روگردانی کرو تو تم ان سے روگردانی ہی کرنا، وہ ناپاک ہیں، ان کا ٹھکانہ جہنم ہے (اور) یہ بدلہ ہے ان کے اعمال کا جو وہ کرتے رہے تھے۔ وہ تمہارے سامنے (بار بار) قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے راضی ہو جاؤ، تو اگر تم ان سے راضی بھی ہو جاؤ (تو اس سے ان کو کیا فائدہ پہنچے گا) اللہ تو (کبھی بھی) نافرمان لوگوں سے راضی نہیں ہوگا دیہاتی لوگ کفر اور نفاق میں (اور بھی) زیادہ سخت ہیں اور وہ اسی قابل ہیں کہ جو احکام اللہ نے اپنے رسول پر نازل کئے ہیں ان سے واقف نہ ہوں، (اس کی مصلحت کو اللہ ہی جانتا ہے، بے شک) اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ اور (اے رسول) بعض دیہاتی ایسے بھی ہیں کہ جو کچھ وہ (اللہ کے راستہ میں) خرچ کرتے ہیں اسے تاوان سمجھتے ہیں اور تمہارے لئے (زمانہ کی) گردشوں کے منتظر رہتے ہیں (حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ) گردش (زمانہ) کی برائی انہی پر واقع ہو گی، (اللہ ان کی باتیں سن بھی رہا ہے اور جان بھی رہا ہے، بے شک) اللہ سننے والا، جاننے والا ہے۔ اور (اے رسول) بعض دیہاتی ایسے بھی ہیں جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ وہ خرچ کرتے ہیں

اُسے اللہ کے تقرب اور رسول کی دعاؤں کا ذریعہ سمجھتے ہیں، خبردار ہوجاؤ وہ (یعنی خرچ کرنا) یقیناً ان کے لئے تقرب (الٰہی کا باعث) ہے، اللہ عنقریب ان کو اپنی رحمت میں داخل کریگا، بے شک اللہ بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

پھر مؤمنین کو تسلی دیتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

وَلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ۝ لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّلَاْ اَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ، وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝ لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ○

(التوبۃ۔ ۴۶ تا ۴۸)

لیکن اللہ ہی نے ان کا لڑائی کے لئے جانا پسند نہیں کیا لہٰذا ان کو (اس سلسلہ میں کسی قسم کی) جنبش کرنے سے باز رکھا اور ان سے یہ کہہ دیا گیا کہ تم بھی ان لوگوں کے ساتھ بیٹھے رہو جو (کسی عذر کی وجہ سے لڑائی پر نہیں جا سکتے اور اپنے گھروں میں) بیٹھے ہوئے ہیں۔ (اور اے ایمان والو، ان کا لڑائی کے لئے نہ نکلنا اچھا ہی ہوا) اگر وہ تمہارے ساتھ نکل کھڑے ہوتے تو سوائے خرابی میں اضافہ کرنے کے اور کیا کرتے اور ضرور تمہارے درمیان فتنہ (وفساد) پھیلانے کی غرض سے دوڑے دوڑے پھرتے، تم میں ان کے جاسوس بھی ہیں (تم تو ان کو نہیں جانتے) لیکن اللہ ان ظالموں کو خوب جانتا ہے۔ (اور اے رسول) انہوں نے پہلے بھی (مؤمنین میں) فتنہ برپا کرنا چاہا تھا اور (یہی نہیں بلکہ) آپ (کو نقصان پہنچانے) کے لئے اپنی تدبیروں میں (بہت) الٹ پھیر بھی کرتے رہے تھے حتیٰ کہ حق آگیا (فتح کا وعدہ پورا ہوا) اور اللہ کا حکم غالب ہو کر رہا اگرچہ وہ غلبۂ حق کو (کتنا ہی) ناپسند کرتے رہے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو آپ نے فرمایا: یہ طابہ ہے۔

پھر جب احد پہاڑ دکھائی دیا تو آپ نے فرمایا: یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ حضرت ابو حمید فرماتے ہیں:۔

فَلَمَّا اَشْرَفَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ هٰذِهٖ طَابَةٌ فَلَمَّا رَاٰى اُحُدًا قَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب خرص الثمر جزء ۲ ص۱۵۵)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ دکھائی دیا تو آپ نے فرمایا یہ طابہ ہے (یعنی پاکیزہ شہر ہے)، پھر جب اُحد پہاڑ آپ کو دکھائی دیا تو آپ نے فرمایا یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

پھر آپ نے فرمایا مدینہ میں ایسے لوگ ہیں کہ جب تم سفر کرتے ہو یا کسی وادی کو پار کرتے ہو تو وہ تمہارے ساتھ ہوتے ہیں (یعنی ثواب میں شریک ہوتے ہیں) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَعَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَدَنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ اِنَّ بِالْمَدِيْنَةِ اَقْوَامًا مَا سِرْتُمْ مَسِيْرًا وَلَا قَطَعْتُمْ وَادِيًا اِلَّا كَانُوْا مَعَكُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَهُمْ بِالْمَدِيْنَةِ قَالَ وَهُمْ بِالْمَدِيْنَةِ حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب نزول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحجر جزء ۶ ص۱ و صحیح مسلم عن جابرؓ کتاب الامارۃ باب ثواب من حبسہ عن الغزو جزء ۲ ص۱۵۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ تبوک سے واپس تشریف لائے۔ جب آپ مدینہ کے قریب ہوئے تو فرمایا: مدینہ میں ایسے لوگ ہیں کہ جب تم کوئی راستہ طے کرتے ہو یا کسی وادی کو پار کرتے ہو تو وہ تمہارے ساتھ ہوتے ہیں۔ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول، اگرچہ وہ مدینہ میں ہوتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگرچہ وہ مدینہ میں ہوتے ہیں۔ ان کو تو عذر نے روک لیا ہے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالکل مدینہ کے قریب پہنچے تو مدینہ کے بچوں نے آپ کا استقبال کیا۔ حضرت سائب بن یزید کہتے ہیں:۔

اَذْكُرُ اَنِّيْ خَرَجْتُ مَعَ الصِّبْيَانِ نَتَلَقَّى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ مَقْدَمَهٗ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب کتاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی کسری جزء ۶ ص۱)

مجھے یاد ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپس تشریف لائے تو میں اور دوسرے بچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرنے ثنیۃ الوداع تک گئے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ سب سے پہلے آپ مسجد میں تشریف لے گئے۔ آپ نے مسجد میں دو رکعتیں پڑھیں پھر لوگوں سے ملنے کے لئے آپ مسجد میں بیٹھ گئے۔ منافقین بھی آئے۔ انہوں نے قسمیں کھا کر جنگ میں شریک نہ ہونے کے سلسلہ میں اپنے عذر پیش کئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے عذر قبول فرمائے۔ ان کی مغفرت کے لئے دعاء کی اور ان کے دل کے بھیدوں کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا۔ حضرت کعب فرماتے ہیں۔

اَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَادِمًا وَكَانَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَيَرْكَعُ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ لِلنَّاسِ فَلَمَّا فَعَلَ ذٰلِكَ جَاءَهُ الْمُخَلَّفُوْنَ فَطَفِقُوْا يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْهِ وَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ وَكَانُوْا بِضْعَةً وَثَمَانِيْنَ رَجُلًا فَقَبِلَ مِنْهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَانِيَتَهُمْ وَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ وَوَكَلَ سَرَائِرَهُمْ اِلَى اللّٰهِ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک جزء ۶ ص ۵ وصحیح مسلم کتاب التوبۃ باب حدیث توبۃ کعب جزء ۲ ص ۵۰۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت تشریف لائے اور آپ جب سفر سے آتے تھے تو پہلے مسجد جا کر دو رکعت پڑھتے تھے، پھر لوگوں (سے ملاقات) کے لئے بیٹھ جایا کرتے تھے۔ جب آپ یہ کام کر چکے تو لڑائی میں نہ جانے والے (یعنی منافقین) آئے۔ انہوں نے قسمیں کھا کر اپنے عذر پیش کئے یہ لوگ اسّی سے کچھ زائد تھے آپ نے ان کے عذر قبول فرمائے، ان سے بیعت لی، ان کے لئے مغفرت کی دعاء کی اور ان کے بھیدوں کو اللہ کے سپرد کر دیا۔

اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ، وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

(التوبۃ ۔ ۱۰۵)

اور (اے رسول) آپ ان سے کہہ دیجئے کہ عمل کئے جاؤ اللہ، اس کا رسول اور تمام مؤمنین تمہارے اعمال کو دیکھیں گے (کہ واقعی تم نے خلوص سے توبہ کی ہے یا نہیں) پھر (قیامت کے روز) تم پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے (اللہ) کے پاس لوٹائے جاؤ گے، پھر وہ تمہیں بتائے گا کہ تم (دنیا میں) کیا کیا کرتے رہے تھے۔

حضرت کعب بن مالک اور دو اور مسلم بھی جنگ میں شریک نہ ہوئے تھے۔ ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ، وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○
(التوبۃ۔ ۱۰۶)

اوران کے علاوہ کچھ لوگ اور ہیں جن (کے معاملہ) کو اللہ کے حکم (آنے) تک مؤخر کر دیا گیا ہے، (اللہ کو اختیار ہے) چاہے ان کو عذاب دے چاہے ان کو معاف کر دے، (ہر کام اللہ کے علم اور حکمت پر مبنی ہوتا ہے) بے شک اللہ علم والا حکمت والا ہے۔

ان تین مسلم لوگوں سے مقاطعہ کا حکم دیا گیا۔ پھر پچاس رات کے بعد ان کی توبہ قبول ہوئی۔

حضرت کعب فرماتے ہیں:۔

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمِيْنَ عَنْ كَلَامِنَا.... فَلَمَّا صَلَّيْتُ الْفَجْرَ صُبْحَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً وَاَنَا عَلٰى ظَهْرِ بَيْتٍ.... .....آذَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَوْبَةِ اللّٰهِ عَلَيْنَا ..... وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ اِلٰى قَوْلِهٖ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ○ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک ۶/۶ و صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب حدیث توبۃ کعب جزء ۲ ص ۵۰۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بات کرنے کی ممانعت کر دی، پھر جب میں پچاسویں رات کی صبح کو فجر کی نماز پڑھ رہا تھا اور اپنے گھر کی چھت پر تھا..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ اللہ نے ہماری توبہ قبول فرمائی۔ اللہ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل فرمائی: لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ، ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ. وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا (ترجمہ) اللہ رحمت کے ساتھ متوجہ ہوا نبی پر اور ان مہاجرین اور انصار پر جنہوں نے تنگی کے وقت نبی کا ساتھ دیا جبکہ ان میں سے بعض کے دل ٹیڑھے ہونے کے قریب تھے، پھر اللہ نے ان پر رحمت کے ساتھ توجہ کی بے شک اللہ ان کے لئے رؤوف اور رحیم ہے اور اللہ ان تین آدمیوں پر بھی رحمت کے ساتھ متوجہ ہوا جن کے معاملہ کو مؤخر کر دیا گیا تھا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ
اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ؕ
اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۳۸﴾
اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا
اَلِيْمًا وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ
وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٣٩﴾ إِلَّا تَنْصُرُوهُ
فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ
الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ
إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ
لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ
مَعَنَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ
عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَمْ تَرَوْهَا
وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا
السُّفْلَىٰ، وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا

وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۰﴾ اِنْفِرُوْا
خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا
بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ
اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾

ترجمہ اے ایمان والو، تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ جب تم سے اللہ کے راستہ میں نکلنے کے لئے کہا جاتا ہے تو تم زمین کی طرف جھک جاتے ہو، کیا تم نے آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی کو پسند کرلیا ہے (تو کان کھول کر سن لو کہ) دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلہ میں (بہت ہی) کم ہے ﴿۳۸﴾ (اے ایمان والو) اگر تم (اللہ کے راستہ میں جنگ کرنے کے لئے) نہیں نکلو گے تو اللہ تم کو دردناک عذاب دیگا اور تمہارے علاوہ کسی اور قوم کو تمہاری جگہ لے آئیگا اور تم اللہ کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکو گے اللہ (سب کچھ کرسکتا ہے اس لئے کہ وہ) ہر چیز پر قادر ہے ﴿۳۹﴾ اگر تم رسول کی مدد نہیں کروگے تو (کیا اللہ بھی ان کی مدد نہیں کریگا) اللہ تو ان کی اس وقت بھی مدد کرچکا ہے جب ان کو کافروں نے (مکہ سے) نکالا تھا، (اس وقت وہ صرف دو ہی آدمی تھے) رسول ان دو میں سے ایک تھے، (بہت ہی بے سروسامانی کا عالم تھا ایسے عالم میں) وہ دونوں ایک غار میں (چھپے ہوئے) تھے تو (اس وقت) جبکہ (ان کے ساتھی پریشان سے نظر آرہے تھے) انہوں نے اپنے ساتھی (کو تسلی دی اور اس) سے کہا "ڈرو نہیں، اللہ ہمارے ساتھ ہے" پھر اللہ نے ان پر اپنی تسکین نازل فرمائی اور ان کو ایسے لشکروں سے مدد دی جو تم کو نظر نہ آتے تھے، (اس طرح) اللہ نے کافروں کی بات کو پست کردیا

(اللہ کی بات بلند ہوئی) اور بات تو اللہ ہی کی بلند ہو کر رہتی ہے (اس لئے کہ) اللہ غالب اور حکمت والا ہے (۴۰) (اے ایمان والو) خواہ تم ہلکے پھلکے (بے ہتھیار ہوا کرو) یا (ہتھیار پہن کر) بوجھل ہوا کرو ہر حال میں (لڑائی کے لئے) نکل آیا کرو اور اللہ کے راستہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کیا کرو، اگر تم سمجھو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے (۴۱)

معانی و مصادر

(اِنْفِرُوْا) (تَنْفِرُوْا) نَفَرَ، یَنْفِرُ، نِفَارٌ و نُفُوْرٌ و نَفِیْرٌ (ض) جنگ کے لئے نکلنا۔

(اِثَّاقَلْتُمْ) اِثَّاقَلَ، یَثَّاقَلُ، اِثَّاقُلٌ (باب افاعل) جھک جانا، بوجھل ہو جانا۔

(سُفْلٰی) سَفَلَ، یَسْفُلُ، سُفُوْلٌ (ن، ک) نیچے ہونا (سُفْلٰی = اَسْفَلُ کا مؤنث)۔

(عُلْیَا) عَلَا، یَعْلُوْ، عُلُوٌّ (ن) بلند ہونا، چڑھنا (عُلْیَا = اَعْلٰی کا مؤنث)

(خِفَافًا) خَفَّ، یَخِفُّ، خَفٌّ و خِفَّۃٌ (ض) ہلکا ہونا (خِفَاف = خفیف کی جمع، ہلکے)۔

(ثِقَالٌ) ثِقَالٌ = ثَقِیْلٌ کی جمع، بھاری۔

تفسیر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤمنین کو جنگ تبوک کے لئے ابھارا تو منافقین نے جنگ سے پہلوتہی اختیار کرنے کے لئے مختلف بہانے تراشے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِیْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ) اے ایمان والو، تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تم سے اللہ تعالےٰ کے راستہ میں نکلنے کے لئے کہا جاتا ہے تو تم زمین کی طرف جھک جاتے اور بوجھل ہو جاتے ہو، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا تم پر بہت بڑا بوجھ رکھا ہوا ہے جو تمہیں اٹھنے نہیں دیتا۔ تمہاری نگاہ بس دنیا کی طرف ہوتی ہے۔ دنیوی فائدہ کو تم قربان کرنا نہیں چاہتے۔ دنیوی مفاد کی خاطر تم دین اور جہاد کو پس پشت ڈال رہے ہو تو (اَرَضِیْتُمْ بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا مِنَ الْاٰخِرَةِ) کیا تم نے آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی کو پسند کر لیا ہے (فَمَا مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِیْلٌ) تو اچھی طرح سن لو کہ دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلہ میں بہت ہی کم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ۝ وَالْاٰخِرَةُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی ۝
(سبح اسم ربك الاعلٰی - ۱۶و۱۷)

(لیکن اے لوگو تم آخرت کی زندگی کو ترجیح نہیں دیتے) بلکہ دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو حالانکہ آخرت بہتر اور زیادہ باقی رہنے والی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ وَالْاٰخِرَةُ

(اے رسول) کہہ دیجئے دنیا کا مال و متاع

خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۔
(النسآء۔ ۷۷)

بہت تھوڑا ہے اور آخرت کا فائدہ اس شخص کے لئے ہے جو متقی ہو بہت (زیادہ اور بہت) بہتر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔
وَاللّٰهِ مَا الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَثَلُ مَا يَجْعَلُ اَحَدُكُمْ اِصْبَعَهٗ هٰذِهٖ فِي الْيَمِّ فَلْيَنْظُرْ بِمَ تَرْجِعُ (صحیح مسلم کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمہا باب فناء الدنیا و بیان الحشر جزء۲ ص۵۲)

اللہ کی قسم دنیا آخرت کے مقابلہ میں مثل اس انگلی کے ہے کہ تم میں سے کوئی اسے سمندر میں ڈالے پھر دیکھے کہ وہ کتنا پانی لے کر لوٹتی ہے (یعنی آخرت سمندر کے مثل اور دنیا انگلی کی تری کے مثل ہے)۔

آگے فرمایا (اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْئًا) اے ایمان والو، اگر تم جہاد کے لئے نہیں نکلو گے تو اللہ تعالےٰ تم کو دردناک عذاب میں مبتلا کریگا اور تمہارے علاوہ کسی اور قوم کو تمہاری جگہ لے آئے گا اور تم اللہ تعالےٰ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکو گے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ، يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○
(المآئدۃ۔ ۵۴)

اے ایمان والو، جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ (تمہاری جگہ) ایسے لوگ لے آئیگا جن سے اللہ محبت کرتا ہوگا اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہوں گے، ایمان والوں پر شفیق ہوں گے اور کافروں پر سخت وہ اللہ کے راستہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے، یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے (اپنے) فضل سے نوازتا ہے، اللہ بہت وسعت والا ہے اور بہت جاننے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ○
(محمد۔ ۳۸)

اور اگر تم (اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے سے) منہ پھیرو گے تو اللہ تمہارے بدلے دوسروں کو لے آئے گا اور وہ تمہاری طرح (بخیل) نہیں ہوں گے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ فَتْحِ مَکَّۃَ لَاھِجْرَۃَ وَلٰکِنْ جِھَادٌ وَّنِیَّۃٌ وَاِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا (صحیح بخاری کتاب الجھاد باب لاھجرۃ بعد الفتح جزء ۴ ص۹۲ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب المسابقۃ بعد فتح مکۃ علی الاسلام جزء ۲ ص۱۲۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد فرمایا: اب ہجرت نہیں (رہی) لیکن جہاد اور (جہاد یا ہجرت کی) نیت (باقی ہے) اور جب تم سے کہا جائے کہ جہاد کے لئے نکلو تو نکل آیا کرو۔

آگے فرمایا (وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ) اور اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اُسے قدرت ہے کہ وہ تمہاری جگہ کسی دوسری قوم کو لے آئے (اِلَّا تَنْصُرُوْہُ فَقَدْ نَصَرَہُ اللّٰہُ اِذْ اَخْرَجَہُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا) اے ایمان والو اگر تم رسول کی مدد نہ کرو گے تو کیا اللہ اپنے رسول کی مدد کے لئے کافی نہیں ہے اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی ضرور مدد کریگا اس نے تو اس وقت بھی اپنے رسول کی مدد کی تھی جب کافروں نے انہیں مکہ سے نکالا تھا ان کے ساتھ کوئی جمعیت نہیں تھی، صرف ایک ساتھی ابوبکر صدیق تھے۔ وہ دونوں غار میں تھے۔ ابوبکر ڈر رہے تھے کہ کہیں کافر نقصان نہ پہنچائیں تو ہمارے رسول نے ان سے کہا: ڈرو نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ فرماتی ہیں:۔

فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاسْتَاْذَنَ فَاَذِنَ لَہٗ فَدَخَلَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاَبِیْ بَکْرٍ اَخْرِجْ مَنْ عِنْدَکَ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ اِنَّمَا ھُمْ اَھْلُکَ بِاَبِیْ اَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ فَاِنِّیْ قَدْ اُذِنَ لِیْ فِی الْخُرُوْجِ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ الصَّحَابَۃَ بِاَبِیْ اَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَعَمْ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ فَخُذْ بِاَبِیْ اَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِحْدٰی رَاحِلَتَیَّ ھَاتَیْنِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور آپ نے اندر آنے کی اجازت مانگی، آپ کو اجازت دی گئی۔ آپ اندر تشریف لائے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ سے فرمایا: اپنے پاس سے اوروں کو ہٹا دو حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ: میرے (ماں) باپ آپ پر فدا ہو جائیں یہاں تو صرف آپ کے گھر والے ہیں آپ نے فرمایا مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے ابوبکر نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے (ماں) باپ آپ پر فدا ہوں مجھے رفاقت کا شرف عطا ہو۔ آپ نے فرمایا:

بِالثَّمَنِ قَالَتْ عَآئِشَةُ فَجَهَّزْنَاهُمَا أَحَثَّ الْجِهَازِ وَصَنَعْنَا لَهُمَا سُفْرَةً فِي جِرَابٍ فَقَطَعَتْ أَسْمَآءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ قِطْعَةً مِّنْ نِطَاقِهَا فَرَبَطَتْ بِهِ عَلٰى فَمِ الْجِرَابِ فَبِذٰلِكَ سُمِّيَتْ ذَاتَ النِّطَاقِ قَالَتْ ثُمَّ لَحِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ بِغَارٍ فِي جَبَلِ ثَوْرٍ فَكَمَنَا فِيْهِ ثَلَاثَ لَيَالٍ يَبِيْتُ عِنْدَهُمَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ أَبِي بَكْرٍ وَهُوَ غُلَامٌ شَابٌّ ثَقِفٌ لَقِنٌ فَيُدْلِجُ مِنْ عِنْدِهِمَا بِسَحَرٍ فَيُصْبِحُ مَعَ قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ كَبَائِتٍ فَلَا يَسْمَعُ أَمْرًا يُكْتَادَانِ بِهِ إِلَّا وَعَاهُ حَتّٰى يَأْتِيَهُمَا بِخَبَرِ ذٰلِكَ حِيْنَ يَخْتَلِطُ الظَّلَامُ وَيَرْعٰى عَلَيْهِمَا عَامِرُ ابْنُ فُهَيْرَةَ مَوْلٰى أَبِي بَكْرٍ مِنْحَةً مِّنْ غَنَمٍ فَيُرِيْحُهَا عَلَيْهِمَا حِيْنَ تَذْهَبُ سَاعَةٌ مِّنَ الْعِشَآءِ فَيَبِيْتَانِ فِي رِسْلٍ وَهُوَ لَبَنُ مِنْحَتِهِمَا وَرَضِيْفِهِمَا حَتّٰى يَنْعِقَ بِهَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ بِغَلَسٍ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِّنْ تِلْكَ اللَّيَالِي الثَّلَاثِ (وَفِي رِوَايَةٍ) عَنْ أَبِي بَكْرٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَارِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا أَنَا بِأَقْدَامِ الْقَوْمِ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ لَوْ أَنَّ بَعْضَهُمْ طَأْطَأَ بَصَرَهُ رَآنَا قَالَ اسْكُتْ يَا أَبَا بَكْرٍ اثْنَانِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا) وَاسْتَأْجَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ رَجُلًا مِّنْ بَنِي الدِّيْلِ وَهُوَ مِنْ بَنِي عَبْدِ بْنِ عَدِيٍّ هَادِيًا خِرِّيْتًا وَالْخِرِّيْتُ الْمَاهِرُ بِالْهِدَايَةِ قَدْ غَمَسَ حِلْفًا فِي

ہاں (رفیق سفر تم ہو گے) حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یارسول اللہ میرے (ماں) باپ آپ پر قربان ہوں میری ایک اونٹنی آپ لے لیجئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم تو بقیمت لیں گے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ پھر ہم نے ان دونوں کے لئے جلدی میں جو کچھ تیار ہو سکا تیار کر دیا اور ہم نے ان کے لئے چمڑے کی ایک تھیلی میں تھوڑا سا کھانا رکھ دیا اسماء بنت ابوبکرؓ نے اپنے کمربند کا ایک ٹکڑا کاٹ کر اس تھیلی کا منہ اس سے باندھ دیا، اسی وجہ سے ان کا لقب (ذات النطاق) کمر بند والی ہو گیا حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر جبل ثور کے ایک غار میں پہنچ گئے اور اس میں تین دن تک چھپے رہے عبداللہ بن ابوبکر جو نوجوان ہوشیار اور ذکی لڑکے تھے آپ حضرات کے پاس رات گذارتے اور علی الصبح اندھیرے منہ ان کے پاس سے جا کر مکہ میں قریش کے ساتھ اس طرح صبح کرتے جیسے انہوں نے یہیں رات گذاری ہے اور قریش کی ہر وہ بات جس میں ان دونوں حضرات کے متعلق کوئی مکر و تدبیر ہوتی یہ اسے یاد کر کے جب اندھیرا ہو جاتا تو ان دونوں حضرات کو آکر بتا دیتے اور ابوبکرؓ کے آزاد کردہ غلام عامر ابن فہیرہ ان کے پاس ہی دن کے وقت بکریاں چراتے اور تھوڑی رات گئے وہ ان دونوں کے پاس بکریاں لے جاتے اور یہ دونوں حضرات ان بکریوں کا دودھ پی کر اطمینان سے رات گذارتے حتیٰ کہ عامر بن فہیرہ صبح منہ اندھیرے

اٰلِ الْعَاصِ بْنِ وَآئِلِ السَّهْمِيِّ وَهُوَ عَلٰى دِيْنِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ فَاَمِنَاهُ فَدَفَعَا اِلَيْهِ رَاحِلَتَيْهِمَا وَوَاعَدَاهُ غَارَ ثَوْرٍ بَعْدَ ثَلَاثِ لَيَالٍ بِرَاحِلَتَيْهِمَا صُبْحَ ثَلَاثٍ وَانْطَلَقَ مَعَهُمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ وَالدَّلِيْلُ فَاَخَذَ بِهِمْ طَرِيْقَ السَّوَاحِلِ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ھجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء ۵ ص ۷۵، ۷۶ صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ھجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء ۵ ص ۵۳ وفی روایۃ لمسلم قال یا اَبَا بَکْرٍ مَا ظَنُّکَ بِاثْنَیْنِ اللّٰہُ ثَالِثُھُمَا (صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابۃ باب فضائل ابی بکر جزء ۲ ص ۲۵)۔

ان بکریوں کو ہانک لے جاتے۔ وہ ان تین راتوں میں ایسا ہی کرتے رہے حضرت ابوبکر فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار میں رہنے کے (دوران ایک دن) اپنا سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ (تعاقب کرنے والے قوم کے لوگوں کے) قدم ہمارے اوپر ہیں میں نے عرض کیا یا نبی اللہ اگر ان میں سے کسی نے اپنی نظر جھکائی تو وہ ہمیں دیکھ لے گا۔ آپ نے فرمایا خاموش رہو، اے ابوبکرؓ دو کا تیسرا اللہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ نے (قبیلہ) بنو دیل کے ایک آدمی کو جو بنی عبد بن عدی میں سے تھا مزدور رکھا۔ وہ بڑا واقف کار رہبر تھا اور آل عاص بن وائل سہمی کا حلیف تھا اور کفار قریش کے دین پر تھا ان دونوں نے اسے امین بنا کر اپنی دونوں سواریاں اس کے حوالہ کر دیں اور تین راتوں کے بعد صبح کو ان دونوں سواریوں کو غار پر لانے کا وعدہ لے لیا (الغرض وہ حسب وعدہ آگیا) اور ان دونوں کے ساتھ عامر بن فہیرہ اور وہ رہبر روانہ ہوئے۔ وہ انہیں ساحل کے راستہ پر ڈال کر لے چلا۔

آگے فرمایا (فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلَیْہِ وَاَیَّدَہٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْھَا) پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر اپنی تسکین نازل فرمائی اور ان کو ایسے لشکروں سے مدد دی جو تم کو نظر نہ آتے تھے (وَجَعَلَ کَلِمَۃَ الَّذِیْنَ کَفَرُوا السُّفْلٰی) اس طرح اللہ تعالیٰ نے کافروں کی بات کو پست کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کی بات بلند ہوئی (وَکَلِمَۃُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا) اور اللہ تعالیٰ کی بات تو بلند ہو کر ہی رہتی ہے (وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ) اور اللہ تعالیٰ غالب ہے، حکمت والا ہے۔ وہ اپنی بات کو غالب کر کے رہتا ہے لیکن اس کے لئے جو ذرائع وہ استعمال کرتا ہے وہ بے حکمت نہیں ہوتے سب پُر از حکمت ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے کس طرح کافروں کی تمام کوششوں کو ناکام کر دیا وہ اس آیت کے مضمون سے ظاہر ہے۔ کافر غار کے منہ تک پہنچ گئے لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہی تھی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ نہ سکے۔ ہجرت کے پورے سفر میں اللہ تعالیٰ کی نصرت کے کئی مناظر سامنے آتے ہیں اور کافروں کی تمام کوششیں بے کار ہوتی نظر آتی ہیں۔

حضرت سراقہ بن جعشم فرماتے ہیں:۔

جَآءَنَا رُسُلُ كُفَّارِ قُرَيْشٍ يَجْعَلُوْنَ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ دِيَةَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مَنْ قَتَلَهٗ اَوْ اَسَرَهٗ فَبَيْنَمَا اَنَا جَالِسٌ فِيْ مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ قَوْمِيْ بَنِيْ مُدْلِجٍ اَقْبَلَ رَجُلٌ مِنْهُمْ حَتّٰى قَامَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ جُلُوْسٌ فَقَالَ يَا سُرَاقَةُ اِنِّيْ قَدْ رَاَيْتُ اٰنِفًا اَسْوِدَةً بِالسَّاحِلِ اُرَاهَا مُحَمَّدًا وَاَصْحَابَهٗ قَالَ سُرَاقَةُ فَعَرَفْتُ اَنَّهُمْ هُمْ فَقُلْتُ لَهٗ اِنَّهُمْ لَيْسُوْا بِهِمْ وَلٰكِنَّكَ رَاَيْتَ فُلَانًا وَفُلَانًا اِنْطَلَقُوْا بِاَعْيُنِنَا ثُمَّ لَبِثْتُ فِي الْمَجْلِسِ سَاعَةً ثُمَّ قُمْتُ فَدَخَلْتُ فَاَمَرْتُ جَارِيَتِيْ اَنْ تَخْرُجَ بِفَرَسِيْ وَهِيَ مِنْ وَرَآءِ اَكَمَةٍ فَتَحْبِسَهَا عَلَيَّ وَاَخَذْتُ رُمْحِيْ فَخَرَجْتُ بِهٖ مِنْ ظَهْرِ الْبَيْتِ فَخَطَطْتُ بِزُجِّهِ الْاَرْضَ وَخَفَضْتُ عَالِيَهٗ حَتّٰى اَتَيْتُ فَرَسِيْ فَرَكِبْتُهَا فَرَفَعْتُهَا تُقَرِّبُ بِيْ حَتّٰى دَنَوْتُ مِنْهُمْ فَعَثَرَتْ بِيْ فَرَسِيْ فَخَرَرْتُ عَنْهَا فَقُمْتُ فَاَهْوَيْتُ يَدِيْ اِلٰى كِنَانَتِيْ فَاسْتَخْرَجْتُ مِنْهَا الْاَزْلَامَ فَاسْتَقْسَمْتُ بِهَا اَضُرُّهُمْ اَمْ لَا فَخَرَجَ الَّذِيْ اَكْرَهُ فَرَكِبْتُ فَرَسِيْ وَعَصَيْتُ الْاَزْلَامَ

ہمارے پاس کفار قریش کے قاصد آئے (جو اعلان کر رہے تھے کہ) جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر کو قتل کر دے یا پکڑ کر لائے تو اسے ہر ایک کے عوض سو اونٹ ملیں گے۔ اس حال میں کہ میں اپنی قوم بنو مدلج کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا ان میں سے ایک آدمی آکر ہمارے پاس کھڑا ہو گیا ہم بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے کہا، اے سراقہ میں نے ابھی چند لوگوں کو ساحل پر دیکھا ہے، میرا خیال ہے کہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کے ساتھی ہیں سراقہ کہتے ہیں میں سمجھ تو گیا کہ یہ وہی لوگ ہیں (مگر) میں نے اس سے کہا یہ وہ لوگ نہیں ہیں بلکہ تو نے فلاں فلاں آدمی کو دیکھا ہے جو ابھی ہمارے سامنے سے گئے ہیں، پھر میں تھوڑی دیر مجلس میں ٹھہر کر کھڑا ہو گیا اور گھر آکر اپنی لونڈی کو حکم دیا کہ وہ میرے گھوڑے کو لے جا کر (فلاں) ٹیلے کے پیچھے میرے لئے پکڑ کر کھڑی رہے، پھر میں اپنا نیزہ لے کر اس کی شام سے زمین پر خط کھینچتا ہوا اور اوپر کے حصہ کو جھکائے ہوئے گھر کے پیچھے سے نکل آیا حتیٰ کہ میں اپنے گھوڑے کے پاس آ گیا۔ پس میں نے اپنے گھوڑے کو دوڑایا کہ وہاں جلد پہنچ سکوں۔ جب میں ان حضرات کے قریب

تَقَرَّبُ بِیْ حَتّٰی اِذَا سَمِعْتُ قِرَاءَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ لَا یَلْتَفِتُ وَاَبُوْبَکْرٍ یُکْثِرُ الْاِلْتِفَاتَ سَاخَتْ یَدَا فَرَسِیْ فِی الْاَرْضِ حَتّٰی بَلَغَتَا الرُّکْبَتَیْنِ فَخَرَرْتُ عَنْھَا ثُمَّ زَجَرْتُھَا فَنَھَضَتْ فَلَمْ تَکَدْ تُخْرِجُ یَدَیْھَا فَلَمَّا اسْتَوَتْ قَائِمَۃً اِذَا لِاَثَرِ یَدَیْھَا عُثَانٌ سَاطِعٌ فِی السَّمَآءِ مِثْلُ الدُّخَانِ فَاسْتَقْسَمْتُ بِالْاَزْلَامِ فَخَرَجَ الَّذِیْ اَکْرَہُ فَنَادَیْتُھُمْ بِالْاَمَانِ فَوَقَفُوْا فَرَکِبْتُ فَرَسِیْ حَتّٰی جِئْتُھُمْ وَوَقَعَ فِیْ نَفْسِیْ حِیْنَ لَقِیْتُ مَا لَقِیْتُ مِنَ الْحَبْسِ عَنْھُمْ اَنْ سَیَظْھَرُ اَمْرُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَہٗ اِنَّ قَوْمَکَ قَدْ جَعَلُوْا فِیْکَ الدِّیَۃَ وَاَخْبَرْتُھُمْ اَخْبَارَ مَا یُرِیْدُ النَّاسُ بِھِمْ وَعَرَضْتُ عَلَیْھِمُ الزَّادَ وَالْمَتَاعَ فَلَمْ یَرْزَاْنِیْ وَلَمْ یَسْاَلَانِیْ اِلَّا اَنْ قَالَ اَخْفِ عَنَّا فَسَاَلْتُہٗ اَنْ یَّکْتُبَ لِیْ کِتَابَ اَمْنٍ فَاَمَرَ عَامِرَ بْنَ فُھَیْرَۃَ فَکَتَبَ فِیْ رُقْعَۃٍ مِنْ اَدِیْمٍ ثُمَّ مَضٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ھجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء ۵ ص ۶۶)

ہوا تو گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور میں گر پڑا۔ فوراً میں نے کھڑے ہو کر اپنے ترکش میں ہاتھ ڈالا اور اس میں سے تیر نکالے پھر میں نے ان تیروں سے یہ فال نکالی کہ آیا میں انہیں نقصان پہنچا سکوں گا یا نہیں؛ تو وہ بات نکلی جو بات مجھے پسند نہیں تھی پھر میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور میں نے ان تیروں کے فال کی پرواہ نہ کی وہ گھوڑا مجھے ان کے قریب لے گیا حتی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت (کی آواز) سُنی۔ آپ اِدھر اُدھر نہیں دیکھ رہے تھے اور ابو بکرؓ اِدھر اُدھر بہت دیکھ رہے تھے میرے گھوڑے کے اگلے پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے اور میں اس کے اوپر سے گر پڑا میں نے اپنے گھوڑے کو للکارا، جب وہ (بڑی مشکل سے) سیدھا کھڑا ہوا تو اس کے اگلی ٹانگوں (کے زمین سے نکلنے) کی وجہ سے ایک غبار اٹھ کر دھویں کی طرح آسمان تک چڑھنے لگا پھر میں نے تیروں سے فال نکالی تو اس میں میری ناپسندیدہ بات نکلی۔ پھر میں نے ان حضرات کو امان کے ساتھ پکارا تو وہ ٹھہر گئے، میں سوار ہو کر ان کے پاس آیا تو ان تک پہنچنے میں مجھے جو موانع پیش آئے ان کے پیش نظر میرے دل میں یہ خیال آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین غالب ہو جائیگا۔ میں نے آپ سے کہا کہ آپ کی قوم نے آپ کی گرفتاری یا قتل کے سلسلہ میں سو اونٹ انعام کے مقرر کئے ہیں، اور میں نے انہیں وہ تمام خبریں بتا دیں جو لوگوں کا انکے

ساتھ ارادہ تھا اور میں نے ان کے سامنے کھانا اور سامان پیش کیا لیکن انہوں نے کچھ بھی نہ لیا اور نہ مجھ سے کچھ مانگا صرف یہ کہا کہ ہمارا حال چھپانا پھر میں نے آپؐ سے درخواست کی کہ مجھے ایک امن کی تحریر لکھ دیں، آپ نے عامر بن فہیرہ کو حکم دیا، انہوں نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر تحریر لکھ دی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے روانہ ہو گئے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَ الزُّبَيْرَ فِيْ رَكْبٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ كَانُوْا تِجَارًا قَافِلِيْنَ مِنَ الشَّامِ فَكَسَا الزُّبَيْرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَكْرٍ ثِيَابَ بَيَاضٍ وَسَمِعَ الْمُسْلِمُوْنَ بِالْمَدِيْنَةِ مَخْرَجَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ فَكَانُوْا يَغْدُوْنَ كُلَّ غَدَاةٍ اِلَى الْحَرَّةِ فَيَنْتَظِرُوْنَهٗ حَتّٰى يَرُدَّهُمْ حَرُّ الظَّهِيْرَةِ فَانْقَلَبُوْا يَوْمًا بَعْدَ مَا اَطَالُوْا انْتِظَارَهُمْ فَلَمَّا اٰوَوْا اِلٰى بُيُوْتِهِمْ اَوْفٰى رَجُلٌ مِّنْ يَهُوْدَ عَلٰى اُطُمٍ مِّنْ اٰطَامِهِمْ لِاَمْرٍ يَنْظُرُ اِلَيْهِ فَبَصُرَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ مُبَيَّضِيْنَ يَزُوْلُ بِهِمُ السَّرَابُ فَلَمْ يَمْلِكِ الْيَهُوْدِيُّ اَنْ قَالَ بِاَعْلٰى صَوْتِهٖ يَا مَعَاشِرَ الْعَرَبِ هٰذَا جَدُّكُمُ الَّذِيْ تَنْتَظِرُوْنَ فَثَارَ الْمُسْلِمُوْنَ اِلَى السِّلَاحِ فَتَلَقَّوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِظَهْرِ الْحَرَّةِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات زبیر سے ہوئی جو مسلم تاجروں کے ایک قافلہ میں شام سے آرہے تھے۔ زبیر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ابوبکر کو پہننے کے لئے سفید کپڑے دئے۔ ادھر مدینہ کے مسلموں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ سے نکل آنے کی خبر سُن لی تھی تو وہ روزانہ صبح کو (مقام) حرۃ تک آپ کے استقبال کے لئے آتے اور آپ کا انتظار کرتے رہتے یہاں تک کہ دوپہر کی گرمی کی وجہ سے واپس چلے جاتے ایک دن وہ طویل انتظار کے بعد واپس چلے گئے اور جب اپنے اپنے گھروں میں پہنچ گئے تو اتفاق سے ایک یہودی اپنی کسی چیز کو دیکھنے کے لئے مدینہ کے کسی ٹیلہ پر چڑھا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو سفید (کپڑوں میں ملبوس) دیکھا کہ سراب ان سے چھپ گیا ہے اس یہودی نے بے اختیار بلند آواز سے پکارا کہ اے گروہ عرب! یہ ہے تمہارا مقصود جس کا تم انتظار کرتے تھے یہ سنتے ہی مسلمین اپنے

فَعَدَلَ بِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ حَتّٰى نَزَلَ بِهِمْ فِيْ بَنِيْ عَمْرِو ابْنِ عَوْفٍ وَذٰلِكَ يَوْمُ الْاِثْنَيْنِ مِنْ شَهْرِ رَبِيْعٍ الْاَوَّلِ فَقَامَ اَبُوْبَكْرٍ لِلنَّاسِ وَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَامِتًا فَطَفِقَ مَنْ جَاءَ مِنَ الْاَنْصَارِ مِمَّنْ لَمْ يَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَيِّيْ اَبَا بَكْرٍ حَتّٰى اَصَابَتِ الشَّمْسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقْبَلَ اَبُوْبَكْرٍ حَتّٰى ظَلَّلَ عَلَيْهِ بِرِدَائِهٖ فَعَرَفَ النَّاسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَبِثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَنِيْ عَمْرِو ابْنِ عَوْفٍ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً وَاُسِّسَ الْمَسْجِدُ الَّذِيْ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى وَصَلّٰى فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهٗ فَسَارَ يَمْشِيْ وَمَعَهُ النَّاسُ حَتّٰى بَرَكَتْ عِنْدَ مَسْجِدِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ھجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء ۵ ص ۷۷ و ۷۸)

اپنے ہتھیار لے کر آمنہ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام حرہ کے پیچھے استقبال کیا آپ نے ان سب کے ساتھ داہنی طرف کا راستہ اختیار کیا حتی کہ آپ نے ربیع الاول کے مہینہ میں پیر کے دن بنی عمرو بن عوف میں قیام فرمایا۔ حضرت ابوبکر لوگوں کے سامنے کھڑے ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش بیٹھے رہے جن انصاریوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا تھا وہ آتے تو حضرت ابوبکر کو سلام کرتے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دھوپ آگئی تو حضرت ابوبکر نے آگے بڑھ کر اپنی چادر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کر دیا اس وقت ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی عمرو ابن عوف میں دس دن سے کچھ اوپر مقیم رہے اور اس مسجد کی بنیاد ڈالی گئی جس کی بنیاد تقوٰی پر ہے اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی پھر اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر چلے۔ لوگ آپ کے ساتھ چل رہے تھے یہاں تک کہ وہ اونٹنی مدینہ میں (جہاں اب) مسجد نبوی (ہے اس) کے پاس بیٹھ گئی۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

اَقْبَلَ نَبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَهُوَ مُرْدِفٌ اَبَا بَكْرٍ وَاَبُوْبَكْرٍ شَيْخٌ يُعْرَفُ وَنَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَابٌّ لَا يُعْرَفُ قَالَ فَيَلْقَى الرَّجُلُ اَبَا بَكْرٍ فَيَقُوْلُ يَا اَبَا بَكْرٍ مَنْ هٰذَا الرَّجُلُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے اور آپ کے پیچھے (آپ کی سواری پر) ابوبکر بیٹھے ہوئے تھے۔ ابوبکر بوڑھے تھے لوگ انہیں جانتے پہنچانتے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نوجوان تھے لوگ انہیں پہنچانتے (نہیں تھے) لہٰذا راستہ

الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْكَ فَیَقُوْلُ هٰذَا الرَّجُلُ یَهْدِیْنِی السَّبِیْلَ قَالَ فَیَحْسِبُ الْحَاسِبُ اَنَّهٗ اِنَّمَا یَعْنِی الطَّرِیْقَ وَاِنَّمَا یَعْنِیْ سَبِیْلَ الْخَیْرِ فَالْتَفَتَ اَبُوْبَكْرٍ فَاِذَا هُوَ بِفَارِسٍ قَدْ لَحِقَهُمْ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا فَارِسٌ قَدْ لَحِقَ بِنَا فَالْتَفَتَ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اصْرَعْهُ فَصَرَعَهُ الْفَرَسُ ثُمَّ قَامَتْ تُحَمْحِمُ فَقَالَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ مُرْنِیْ بِمَا شِئْتَ قَالَ فَقِفْ مَكَانَكَ لَا تَتْرُكَنَّ اَحَدًا یَلْحَقُ بِنَا قَالَ فَكَانَ اَوَّلَ النَّهَارِ جَاهِدًا عَلٰی نَبِیِّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ اٰخِرَ النَّهَارِ مَسْلَحَةً لَّهٗ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَانِبَ الْحَرَّةِ ثُمَّ بَعَثَ اِلَی الْاَنْصَارِ فَجَاءُوْا اِلٰی نَبِیِّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمُوْا عَلَیْهِمَا وَقَالُوْا ارْكَبَا اٰمِنَیْنِ مُطَاعَیْنِ فَرَكِبَ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَكْرٍ وَحَفُّوْا دُوْنَهُمَا بِالسِّلَاحِ فَقِیْلَ فِی الْمَدِیْنَةِ جَاءَ نَبِیُّ اللّٰهِ جَاءَ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَشْرَفُوْا یَنْظُرُوْنَ وَیَقُوْلُوْنَ جَاءَ نَبِیُّ اللّٰهِ جَاءَ نَبِیُّ اللّٰهِ فَاَقْبَلَ یَسِیْرُ حَتّٰی نَزَلَ جَانِبَ دَارِ اَبِیْ اَیُّوْبَ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ھجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء ۵ ص ۷۹ و ۸۰)

ہیں) جب بھی کوئی آدمی ابوبکر سے ملتا تو وہ ان سے پوچھتا اے ابوبکر تمہارے سامنے یہ کون شخص ہے تو ابوبکر جواب دیتے کہ یہ مجھے راستہ بتانے والا ہے تو سمجھنے والا اس سے معروف راستہ سمجھتا حالانکہ ابوبکر کی مراد نیکی کا راستہ تھی پھر ابوبکر نے (ایک جگہ) پیچھے مڑ کر دیکھا تو (کیا دیکھتے ہیں کہ) ایک سوار ان تک پہنچنا چاہتا ہے۔ ابوبکر نے کہا یارسول اللہ یہ سوار ہم تک پہنچنا چاہتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مڑ کر دیکھا تو فرمایا اے اللہ اسے گرا دے۔ وہ گھوڑے سے گر پڑا، پھر وہ گھوڑا کھڑا ہو کر آواز نکالنے لگا، اس سوار نے کہا یارسول اللہ آپ جس بات کا چاہیں مجھے حکم دیجئے آپ نے فرمایا کہ تم اسی جگہ کھڑے رہو اور کسی کو ہم تک نہ پہنچنے دو انس کہتے ہیں صبح کو وہ شخص آپ کا دشمن تھا اور شام کو آپ کا دوست بن گیا۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (مقام) حرہ میں اترے آپ نے انصار کو بلوایا انصار (فوراً) آپ کے پاس آئے۔ انہوں نے ان دونوں کو سلام کیا اور ان سے عرض کیا نہایت اطمینان سے سوار ہو کر چلئے ہم آپ کے مطیع ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر سوار ہو گئے اور تمام انصار نے انہیں ہتھیاروں سے گھیر لیا (اس وقت) مدینہ میں ایک شور مچ گیا کہ اللہ کے رسول آ گئے اللہ کے رسول آ گئے لوگ بلندیوں پر چڑھ چڑھ کر دیکھتے تھے اور کہتے تھے اللہ کے نبی آ گئے اللہ کے نبی آ گئے، آپ برابر چلتے رہے یہاں تک کہ ابوایوب

انصاری کے مکان کے قریب اُترے۔

حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں :۔ قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَا رَاَیْتُ اَھْلَ الْمَدِیْنَۃِ فَرِحُوْا بِشَیْءٍ فَرَحَھُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی جَعَلَ الْاِمَاءُ یَقُلْنَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ھجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء ہ ص۸۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے میں نے اہل مدینہ کو کبھی اتنا خوش نہیں دیکھا جتنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم رنجہ فرمانے سے، (خوشی کا یہ عالم تھا) کہ لونڈیاں تک یہ کہتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل سکون و اطمینان کے ساتھ سفر طے کرنا اور اِدھر اُدھر نہ دیکھنا اللہ تعالیٰ کی تسکین کی گویا عملی تفسیر ہے۔ سراقہ کے گھوڑے کی ٹانگوں کا دھنس جانا اور دوسرے تلاش کرنے والوں کا آپ تک پہنچ جانا اور پھر بھی ناکام ہو جانا اللہ تعالیٰ کی نصرت کی کھلی دلیل ہے۔

الغرض اللہ تعالےٰ نے مؤمنین کو جنگ کے لئے ابھارا اور فرمایا کہ رسول کی مدد کرو۔ اگر تم مدد نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ تو ضرور مدد کریگا اور وہ اس سے پہلے بھی ہجرت کے موقع پر مدد کر چکا ہے۔ اس کو تمہاری مدد کی ضرورت نہیں۔ تم مدد کرو گے تو تمہارا اپنا فائدہ ہے۔ آگے فرمایا (اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاھِدُوْا بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ) اے ایمان والو، خواہ تم ہلکے پھلکے (بے ہتھیار ہوا کرو) یا (ہتھیار پہن کر) بوجھل ہوا کرو ہر حال میں لڑائی کے لئے نکل آیا کرو اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کیا کرو۔ اگر تم سمجھو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔

اس آیت نے ہتھیار نہ ہونے کے عذر کو کلیۃً مسترد کر دیا۔ ہتھیار نہ ہوں تو بھی امیر کے حکم کی تعمیل میں جہاد کے لئے نکل آنا ضروری ہے۔ یہ امیر کے فرائض میں سے ہے کہ وہ ہتھیار فراہم کرے اور وہ ضرور اپنے فرائض کو پورا کریگا۔ مسلمین کا فرض امیر کی اطاعت کرنا ہے۔ عذر پیش کرنا مناسب نہیں ہے۔

عمل

اے ایمان والو، جب لڑائی کے لئے نکلنے کا حکم دیا جائے تو فوراً نکل آیا کیجئے۔ کسی قسم کا بہانہ نہ بنایا کیجئے۔

اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ کے راستہ میں جہاد کیجئے۔ دنیا کی خاطر جہاد کو چھوڑ کر نہ بیٹھ

جائیے۔ جہاد کرنے سے آخرت میں بڑا فائدہ ہے لہٰذا آخرت پر دنیا کو ترجیح نہ دیجئے۔

اے ایمان والو، جہاد سے پہلوتہی نہ کیجئے ورنہ اللہ تعالیٰ آپ کے بجائے دوسری قوم کو لے آئے گا اور ان سے اپنے دین کی خدمت لے گا۔ یہ سعادت ان کے حصہ میں آئے گی اور آپ اس سے محروم رہ جائیں گے اور صرف اس سعادت ہی سے محروم نہیں رہیں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کے عذاب میں گرفتار ہو جائیں گے۔

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھئے۔ وہ ضرور آپ کی مدد کریگا۔ مادّی وسائل پر بھروسہ نہ کیجئے۔ آپ کے پاس ہتھیار ہوں تو جہاد کے لئے نکل آئیے اور ہتھیار نہ ہوں تو بھی نکل آئیے فتح و نصرت تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے اور یہ انہی لوگوں کے حصہ میں آتی ہے جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھ کر اللہ تعالےٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں اور نتیجہ کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیتے ہیں۔

لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيبًا وَّسَفَرًا
قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوكَ وَلٰكِنْ
بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ،
وَسَيَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا
لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ، يُهْلِكُونَ
أَنْفُسَهُمْ، وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِنَّهُمْ
لَكٰذِبُونَ ۴۲ عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ
لِمَ أَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ
لَكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَتَعْلَمَ

الْكٰذِبِيْنَ ﴿۴۳﴾ لَا يَسْتَاْذِنُكَ
الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ
الْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا
بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ
بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۴﴾ اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ
الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ
الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ
فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ﴿۴۵﴾
وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا

لَهُ عُدَّةً وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ
انْبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ
اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۴۶﴾ لَوْ
خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ
اِلَّا خَبَالًا وَّلَاْ اَوْضَعُوْا
خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ، وَ
فِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ، وَاللّٰهُ
عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾ لَقَدِ
ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَ

قَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۴۸﴾

ترجمہ (اور اے رسول) اگر فائدہ جلد ملنے والا ہوتا اور سفر (کی آخری منزل کا فاصلہ) اوسط درجہ کا ہوتا تو یہ (منافق) ضرور آپ کے ساتھ (جہاد میں) شریک ہوتے لیکن انکو مسافت بہت دور اور تکلیف دہ نظر آئی (لہٰذا یہ آپ کے ساتھ نہیں گئے) اور اب یہ لوگ عنقریب اللہ کی قسمیں کھا کر کہیں گے کہ (ہم میں سفر کی استطاعت نہیں تھی) اگر استطاعت ہوتی تو ہم ضرور آپ لوگوں کے ساتھ نکل کھڑے ہوتے (ان باتوں سے یہ کسی کا کیا بگاڑیں گے) یہ تو اپنے آپ کو ہلاک کر رہے ہیں، (یہ کتنی ہی باتیں بنائیں) اللہ کو تو معلوم ہے کہ یہ جھوٹے ہیں ﴿۴۲﴾ (اے رسول) اللہ آپ کو معاف کرے آپ نے ان (منافقین) کو (لڑائی پر نہ جانے کی) اجازت کیوں دے دی (اگر آپ اس وقت تک اجازت کو مؤخر کر دیتے) جب تک سچے آپ پر ظاہر نہ ہو جاتے اور جھوٹوں سے آپ واقف نہ ہو جاتے (تو کتنا اچھا ہوتا) ﴿۴۳﴾ (اے رسول) جو لوگ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ تو آپ سے اجازت نہیں مانگتے کہ اپنے مال اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد (نہ کریں) (متقی لوگ ایسی اجازت طلب نہیں کرتے) اور اللہ متقیوں سے خوب واقف ہے ﴿۴۴﴾ (لڑائی پر نہ جانے کی) اجازت تو وہی لوگ مانگتے ہیں جو نہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ یوم آخرت پر، ان کے دلوں میں شک ہے اور وہ اپنے شک میں متردد (و حیران) ہیں (کہ کیا کریں اور کیا نہ کریں) ﴿۴۵﴾ (ان کا تو لڑائی میں جانے کا ارادہ تھا ہی نہیں) اگر ان کا (لڑائی کے لئے) نکلنے کا ارادہ ہوتا تو ضرور کچھ سامان (وغیرہ) تیار کرتے لیکن اللہ ہی نے ان کا لڑائی کے لئے جانا پسند نہیں کیا، لہٰذا ان کو (اس سلسلہ میں کسی قسم کی جنبش کرنے سے باز رکھا اور ان سے یہ کہہ دیا گیا کہ تم بھی ان لوگوں کے ساتھ بیٹھے رہو جو (کسی عذر کی وجہ سے لڑائی پر نہیں جا سکتے اور اپنے گھروں میں) بیٹھے ہوئے ہیں ﴿۴۶﴾ (اور اے ایمان والو، ان کا لڑائی کے لئے

نہ نکلنا اچھا ہی ہوا) اگر وہ تمہارے ساتھ نکل کھڑے ہوتے تو سوائے خرابی میں اضافہ کرنے کے اور کیا کرتے اور ضرور تمہارے درمیان فتنہ (و فساد) پھیلانے کی غرض سے دوڑے دوڑے پھرتے، تم میں ان کے جاسوس بھی ہیں (تم تو ان کو نہیں جانتے) لیکن اللہ ان ظالموں کو خوب جانتا ہے ﴿۴۷﴾ (اے رسول) انہوں نے پہلے بھی (مؤمنین میں) فتنہ برپا کرنا چاہا تھا اور (یہی نہیں بلکہ) آپ (کو نقصان پہنچانے) کے لئے اپنی تدبیروں میں (بہت سے) الٹ پھیر بھی کرتے رہے تھے حتیٰ کہ حق آگیا (فتح کا وعدہ پورا ہوا) اور اللہ کا حکم غالب ہو کر رہا اگرچہ وہ غلبۂ حق کو (کتنا ہی) ناپسند کرتے رہے ﴿۴۸﴾

معانی و مصادر

(عَرَضًا) عَرَضَ، یَعْرِضُ، عَرْضٌ (ض) پیش کرنا (عَرَضٌ = مال و اسباب علاوہ درہم و دینار کے)۔

(قَاصِدًا) قَصَدَ، یَقْصِدُ، قَصْدٌ (ض) میانہ روی کرنا، ارادہ کرنا۔ (قاصد = آسان، قریب)

(بَعُدَتْ) بَعُدَ، یَبْعُدُ، بُعْدٌ (ك) دور ہونا۔

(شُقَّةٌ) شَقَّ، یَشُقُّ، شَقٌّ و مَشَقَّةٌ (ن) مشکل ہونا (شُقَّةٌ = دوری، مسافت جو تکلیف دہ ہو)

(یَتَرَدَّدُوْنَ) تَرَدَّدَ، یَتَرَدَّدُ، تَرَدُّدٌ (باب تفعّل) متردّد ہونا، پس و پیش ہونا، حیران ہونا، رد کرنا۔

(اِرْتَابَتْ) اِرْتَابَ، یَرْتَابُ، اِرْتِیَابٌ (باب افتعال) شک کرنا۔

(رَیْبٌ) رَابَ، یَرِیْبُ، رَیْبٌ (ض) شک میں ڈالنا۔

(اَعَدُّوْا) (عُدَّةٌ) اَعَدَّ، یُعِدُّ، اِعْدَادٌ (باب افعال) تیار کرنا۔ (عُدَّةٌ = مال اور ہتھیاروں سے تیاری)

(اِنْبِعَاثَ) اِنْبَعَثَ، یَنْبَعِثُ، اِنْبِعَاثٌ (باب انفعال) برانگیختہ کرنا، نکلنا، روانہ ہونا۔

(ثَبَّطَ) ثَبَّطَ، یُثَبِّطُ، تَثْبِیْطٌ (باب تفعیل) غافل کرنا، روک دینا۔

(خَبَالًا) خَبَلَ، یَخْبُلُ، خَبْلٌ (ن) بگاڑنا (خَبَال = بگاڑ)

(اَوْضَعُوْا) اَوْضَعَ، یُوْضِعُ، اِیْضَاعٌ (باب افعال) نقصان اٹھانا، تیز چلنا، تیز چلانا۔

(خِلٰلَ) خَلَّ، یَخُلُّ، خَلٌّ و خُلُوْلٌ (ن، ض) پھاڑنا (خِلٰلٌ = خَلَلٌ کی جمع = دو چیزوں کے درمیان کی جگہیں)۔

تفسیر

گذشتہ آیات میں گذر چکا ہے کہ منافقین جنگ میں شریک نہیں ہوئے۔ جس مقام پر جنگ ہونے والی تھی یعنی مقام تبوک وہ مدینہ منورہ سے بہت دور تھا۔ منافقین اتنی لمبی مسافت طے کرنے کے لئے تیار نہیں تھے۔ تن آسانی اور آرام طلبی کے دلدادہ تھے

(لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ) اے رسول، اگر فائدہ جلد ملنے والا اور سہل الحصول ہوتا اور سفر بھی زیادہ لمبا نہ ہوتا بلکہ متوسط ہوتا تو یہ ضرور آپ کے ساتھ جاتے (وَلٰكِنْ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ) لیکن ان کو منزل بہت دور اور مسافت تکلیف دہ نظر آئی لہذا انہوں نے شرکت سے گریز کیا (وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ) اور اے ایمان والو، اگر تم ان سے شرکت نہ کرنے کی وجہ پوچھو گے تو یہ اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھا کر کہیں گے کہ ہم میں شریک ہونے کی استطاعت نہیں تھی۔ اگر استطاعت ہوتی تو ہم ضرور آپ لوگوں کے ساتھ جنگ کے لئے نکلتے۔ (يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ) اے ایمان والو، اس قسم کی حرکات سے یہ تمہارا کیا بگاڑ رہے ہیں۔ یہ تو اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال رہے ہیں۔ یہ اپنی آخرت خراب کر رہے ہیں۔ یہ تمہارے سامنے جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں۔ تمہیں تو علم نہیں ہوتا کہ یہ جھوٹ بول رہے ہیں (وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ) لیکن اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ یہ جھوٹے ہیں (عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ) اے رسول، اللہ تعالیٰ آپ کو معاف کرے آپ نے ان منافقین کو جنگ میں شریک نہ ہونے کی اجازت کیوں دے دی۔ اگر آپ اس وقت تک اجازت کو مؤخر کر دیتے جب تک سچے آپ پر ظاہر نہ ہو جاتے اور جھوٹوں سے آپ واقف نہ ہو جاتے تو کتنا اچھا ہوتا۔ سچوں اور جھوٹوں میں امتیاز ہو جاتا اور منافقین کا پردہ فاش ہو جاتا (لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ) بہرحال اے رسول، مؤمنین اور منافقین کے درمیان امتیاز اس طرح بھی ہو جاتا ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ تو آپ سے اجازت مانگتے ہی نہیں کہ اپنے مال اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد نہ کریں۔ یہ لوگ متقی ہیں (وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالْمُتَّقِيْنَ) اور اللہ تعالیٰ متقین سے خوب واقف ہے (اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ) جنگ میں شریک نہ ہونے کی اجازت تو وہی مانگتے ہیں جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔ ان کے دلوں میں شک ہے اور وہ اس شک میں حیران و پریشان ہیں۔ ان کی سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کریں۔ اگر ایمان ہوتا تو یہ پریشانی نہ ہوتی بلکہ پوری دلجمعی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضاء کی خاطر جنگ کے لئے نکل کھڑے ہوتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝

(الحجرات ۔ ۱۵)

مؤمن تو وہ لوگ ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر انہوں نے (کسی قسم کا) شک نہیں کیا اور اللہ کے راستہ میں اپنے مال اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کیا، یہی لوگ (اپنے دعویٰ ایمان میں) سچے ہیں۔

الغرض مؤمن وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور منافق وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد نہیں کرتے۔ ان کا جہاد سے پہلوتہی کرنا ہی ان کے نفاق اور ان کی بے ایمانی کی علامت ہے۔

آگے فرمایا (وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً) یہ لوگ کہتے ہیں ہم تو جانے کے لئے تیار تھے لیکن عین موقع پر اس مصیبت میں پھنس گئے، فلاں فلاں کام ایسا درپیش آگیا کہ اس کو کئے بغیر جانا مشکل ہے۔ ہم معذور ہیں ورنہ ضرور چلتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انہوں نے کبھی جانے کا ارادہ ہی نہیں کیا، اگر ارادہ کرتے تو ضرور اس کے لئے تیاری کرتے۔ ہتھیار اور دوسرا ساز و سامان فراہم کرتے (وَلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ) لیکن انہوں نے کوئی تیاری نہیں کی اور اصل بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہی ان کا لڑائی کے لئے جانا پسند نہیں کیا لہذا ان کو اس سلسلہ میں کسی قسم کی جنبش کرنے سے باز رکھا گویا ان سے یہ کہہ دیا گیا کہ تم بھی ان لوگوں کے ساتھ بیٹھے رہو جو کسی عذر کی بناء پر لڑائی میں شریک نہیں ہو سکتے اور اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ قاعدہ ہے کہ جو لوگ نیک کاموں سے جی چراتے ہیں، طرح طرح کے بہانے بناتے ہیں اور نیک کاموں کے کرنے کا مطلق ارادہ نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ بھی انہیں ان کاموں سے باز رکھتا ہے یعنی انہیں توفیق نہیں دیتا کہ وہ نیک کام کریں تن آسانی، آرام طلبی، پست ہمتی اور بزدلی یہ خصائل ہیں جن کے نتیجہ میں نیک کام سے رک جانا اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر ہے۔ نہ یہ لوگ اپنے اندر یہ خصائل پیدا کرتے اور نہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقررہ نتیجہ سے دوچار ہوتے۔ ان خصائل کا جو نتیجہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے گویا وہ نتیجہ ان سے کہہ رہا ہے کہ بیٹھے رہو، جنگ کے لئے نکلنا تمہارے مقدر میں نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نیک کام کی توفیق اُسے ہی دیتا ہے جو نیک کام کا ارادہ کرے۔ جو ارادہ ہی نہیں کرتے ان کو توفیق نہیں ملا کرتی (لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّلَاْ اَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ) اور اے ایمان والو، ان کا لڑائی میں شریک نہ ہونا اچھا ہی ہوا۔ اگر وہ تمہارے ساتھ نکل کھڑے ہوتے تو سوائے خرابی میں اضافہ کرنے کے اور کسی چیز میں اضافہ نہ کرتے۔ وہ ہرگز تمہاری قوت میں اضافہ کا باعث نہ ہوتے بلکہ بگاڑ و فساد کا سبب بنتے۔ فتنہ و فساد پھیلانے کی غرض سے وہ تم لوگوں میں دوڑے دوڑے پھرتے، تمہاری جاسوسی کرتے (وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ) تمہارے معاشرہ میں ان کے جاسوس موجود ہیں جو تمہاری خبریں جا جا کر ان کو پہنچاتے ہیں۔ اگر وہ لوگ جنگ میں شریک ہوتے اور اسلامی فوج کی معیت میں میدان جنگ میں موجود ہوتے تو موقع پا کر فوجی راز دشمن کو بتاتے اور مصیبت ہی کا سبب بنتے (وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ) اور اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ ان ظالموں سے خوب واقف ہے۔ ایک دن ضرور ان کو ان کے اعمال کی سزا ملے گی۔ یہ اللہ تعالےٰ سے بچ کر کہاں جائیں گے۔ اللہ تعالےٰ ان کی جاسوسی کا بیان کرتے ہوئے ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ قَالُوا آمَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوبُهُمْ، وَمِنَ الَّذِينَ هَادُوا، سَمَّاعُونَ لِلْكَذِبِ سَمَّاعُونَ لِقَوْمٍ آخَرِينَ لَمْ يَأْتُوكَ۔

(المآئدۃ ۔ ۴۱)

اے رسول، جو لوگ کفر میں (ایک دوسرے سے آگے بڑھنے میں) جلدی کرتے ہیں ان کی وجہ سے آپ رنجیدہ نہ ہوں (خواہ وہ) ان لوگوں میں سے ہوں جو زبان سے کہتے ہیں ہم ایمان لائے لیکن ان کے دل مؤمن نہیں ہیں یا ان لوگوں میں سے ہوں جو یہودی ہیں۔ یہ لوگ جھوٹ (پھیلانے کے) لئے جاسوسی کرتے ہیں (اور) ایسے لوگوں کے لئے جاسوسی کرتے ہیں جو آپ کے پاس نہیں آئے (یعنی غیر حاضر لوگوں کے لئے جاسوسی کرتے ہیں)۔

آگے فرمایا (لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ) اور اے رسول، یہ لوگ پہلے بھی مؤمنین میں فتنہ برپا کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں (وَقَلَّبُوا لَكَ الْأُمُورَ) اور آپ کو نقصان پہنچانے کے لئے اپنی تدبیروں میں الٹ پھیر بھی کرتے رہے ہیں لیکن وہ آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکتے (حَتَّىٰ جَاءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ كَارِهُونَ) یہاں تک کہ حق آگیا فتح کا وعدہ پورا ہوا اور اللہ تعالیٰ کا حکم یعنی اللہ تعالیٰ کا دین غالب ہو کر رہا اگرچہ وہ غلبۂ اسلام کو کتنا ہی ناپسند کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے غلبۂ اسلام کی خوشخبری پہلے ہی دے دی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا:

يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَنْ يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ○ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ○

(التوبۃ ۔ ۳۲ و ۳۳)

یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور (ہدایت) کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں، اللہ ایسا نہیں ہونے دے گا، بلکہ وہ اپنے نور کو کامل کر کے رہے گا خواہ کافروں کو (کتنا ہی) برا کیوں نہ لگے۔ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا تاکہ اس (دین حق) کو (دنیا کے) تمام دینوں پر غالب کرے (اور اللہ (تعالیٰ) ایسا کر کے رہے گا) خواہ مشرکین کو (کتنا ہی) ناگوار کیوں نہ گزرے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا تھا اسے پورا کر دیا۔ آیت زیر تفسیر میں اسی وعدہ کو پورا کرنے کی طرف اشارہ ہے۔

عمل

اے ایمان والو، جہاد کے لئے نکلئے خواہ جہاد کے لئے نکلنا کتنا ہی مشقت طلب ہو۔ جہاد میں نہ جانے کے عذر اور بہانے نہ تلاش کیجئے۔

اے ایمان والو، اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے اللہ تعالےٰ کے راستہ میں جہاد کیجئے۔ صدق دل سے جہاد کی تیاری کیجئے اور منافقین سے ہوشیار رہیئے کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ آپ کے لئے خرابی کا باعث بن جائیں۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ
لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ، اَلَا فِي الْفِتْنَةِ
سَقَطُوْا، وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ
بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۹﴾ اِنْ تُصِبْكَ
حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَاِنْ تُصِبْكَ
مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَآ
اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ
فَرِحُوْنَ ﴿۵۰﴾ قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ
اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا، هُوَ

مَوْلٰىنَا، وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ
الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾ قُلْ هَلْ
تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى
الْحُسْنَيَيْنِ، وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ
بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ
مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَيْدِيْنَا،
فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ﴿۵۲﴾

ترجمہ (اور اے رسول) ان میں بعض ایسا بھی شخص ہے جو (آپ سے) کہتا ہے مجھے فتنہ میں نہ ڈالئے، مجھے تو اجازت ہی دے دیجئے خبردار ہو جاؤ اس قسم کے لوگ پہلے ہی سے فتنہ میں مبتلا ہیں مزید برآں دوزخ تمام کافروں کو گھیرے ہوئے ہے (یہ بھی کافر ہیں لہذا اس سے بچ کر کہاں جائیں گے) ﴿۴۹﴾ (اے رسول) اگر آپ کو کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو ان کو ناگوار گزرتی ہے اور اگر آپ کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو کہتے ہیں ہم نے تو پہلے ہی (اس سے بچنے کا) انتظام کر لیا تھا (یہ کہہ کر) وہ شاداں و فرحاں (اپنے گھر) لوٹ جاتے ہیں ﴿۵۰﴾ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے

ہمیں ہرگز کوئی تکلیف نہیں پہنچ سکتی مگر وہی جو اللہ نے ہمارے لئے (پہلے سے) لکھ رکھی ہے، وہی ہمارا مددگار ہے اور اسی پر ایمان والوں کو بھروسہ رکھنا چاہئے ﴿۵۱﴾ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے تم ہمارے لئے کس بات کے منتظر رہتے ہو سوائے دو بھلائیوں میں سے ایک بھلائی کے (فتح یا شہادت) اور ہم تمہارے لئے صرف اس بات کے منتظر رہتے ہیں کہ اللہ تم پر اپنے پاس سے کوئی عذاب بھیج دے یا ہمارے ہاتھوں سے (تم کو) سزا دلوائے، تو بس تم بھی انتظار کرتے رہو اور ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہے ہیں ﴿۵۲﴾

معانی ومصادر

(سَقَطُوْا) سَقَطَ، یَسْقُطُ، سُقُوْطٌ ومَسْقَطٌ (ن) گرنا۔
(اَلْحُسْنَیَیْنِ) حَسَنَ، یَحْسُنُ، حُسْنٌ (ن ولٹ) خوبصورت ہونا۔
(حَسَنٌ = اچھا۔ حَسَنٌ سے اسم تفضیل اَحْسَنُ ہے اور اَحْسَنُ کا مؤنث حُسْنٰی ہے اَحْسَنُ = زیادہ اچھا۔ حُسْنٰی = زیادہ اچھی، بھلائی۔ حُسْنَیَیْنِ = حُسْنٰی کا تثنیہ ہے، دو بھلائیاں)۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ جنگ کے سلسلہ میں منافقین کی حالت بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے (وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ) اور اے رسول، ان میں سے بعض شخص آپ سے کہتا ہے مجھے تو جنگ میں نہ جانے کی اجازت دے ہی دیجئے، مجھے فتنہ اور آزمائش میں نہ ڈالئے کہیں ایسا نہ ہو کہ میں آزمائش میں پورا نہ اتروں اور اللہ تعالیٰ کے غضب کا مستحق ہو جاؤں (اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا) خبردار ہو جاؤ یہ پہلے ہی فتنہ وآزمائش میں مبتلا ہیں۔ جنگ میں نہ جانے کے لئے حیلے اور بہانے تلاش کرنا یہ فتنہ نہیں تو اور کیا ہے (وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ بِالْكٰفِرِيْنَ) جہنم کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔ یہ بھی کافر ہیں لہٰذا یہ اس سے بچ کر کہاں جائیں گے (اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ) اور اے رسول، اگر آپ کو کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو ان کو بڑی ناگوار گذرتی ہے (وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَآ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُوْنَ) اور اگر آپ کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو بہت خوش ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں ہم نے تو پہلے ہی اس سے بچنے کا انتظام کر لیا تھا۔ یہ کہہ کر وہ شاداں وفرحاں اپنے گھر لوٹ جاتے ہیں۔ ان کی اس بدخصلت کا نقشہ کھینچتے ہوئے اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے:-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○ (اٰل عمران - ۱۵۶)

اے ایمان والو، تم ان لوگوں کی مثل نہ ہو جانا جنہوں نے کفر کیا اور جب ان کے (مسلم) بھائی (اللہ کے راستہ میں) زمین میں سفر کے لئے یا جنگ کے لئے نکلے تو ان کے متعلق کہنے لگے کہ اگر وہ ہمارے پاس رہتے تو نہ مرتے نہ مارے جاتے۔ اس موت اور قتل کا مقصد

یہ تھا) کہ اللہ ان کی تمنا کو ان کے دلوں میں باعث حسرت بنا دے ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ ہی زندہ کرتا ہے اور اللہ ہی مارتا ہے اور (اے لوگو) جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے (وہ تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ، فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ○

(النساء۔ ۷۲)

بے شک تم میں بعض ایسا بھی شخص ہے جو (جنگ کے لئے نکلنے میں) دیر لگاتا ہے، پھر اگر تم کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتا ہے اللہ نے مجھ پر بڑا احسان کیا کہ میں ان کے ساتھ (وہاں) موجود نہ تھا۔

(قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا هُوَ مَوْلٰىنَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ) اے رسول، آپ کہہ دیجئے ہمیں ہرگز کوئی تکلیف نہیں پہنچ سکتی مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی سے ہمارے مقدر میں لکھ دی ہے۔ وہ تو پہنچ کر رہتی ہے خواہ اس سے بچنے کی کوئی کتنی ہی تدبیریں کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ

(آل عمران۔ ۱۵۴)

آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو جن کی قسمت میں قتل ہونا لکھا ہوتا وہ (کسی نہ کسی بہانے سے) اپنی قتل گاہوں کی طرف نکل ہی آتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ○ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِ ○

(الحدید۔ ۲۲ و ۲۳)

(اے لوگو) جو مصیبت بھی زمین پر نازل ہوتی ہے یا خود تم پر نازل ہوتی ہے وہ اس سے قبل کہ ہم اسے پیدا کریں کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں لکھی ہوتی ہے، یہ کام اللہ کے لئے آسان ہے۔ (یہ اور اس کے علاوہ وہ تمام باتیں لوح محفوظ میں ہم نے اس لئے لکھی ہیں) تاکہ جو چیز تم سے جاتی رہے اس کا تمہیں رنج نہ ہو (یہ کہ

کر صبر کرلو کہ قسمت میں ایسا ہی لکھا تھا اور جو چیز اللہ تم کو دے اس پر اتراتے جاؤ (بلکہ اللہ کا شکر ادا کرو کہ اس نے تقدیر میں ایسا ہی لکھ دیا تھا) اور (اے لوگو اس بات کو یاد رکھو کہ) اللہ تعالےٰ اترانے والوں اور گھمنڈ کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

آگے فرمایا (قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ) اے رسول آپ کہہ دیجئے کہ تم ہمارے لئے آخر اور کس بات کے منتظر رہتے ہو سوائے اس بات کے کہ دو بھلائیوں میں سے ایک بھلائی ہمیں ضرور مل جائے۔ یا تو فتح اور مال غنیمت نصیب ہو یا شہادت مل جائے۔ تو کسی حال میں نقصان نہیں کچھ نہ کچھ ضرور ملے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنْتَدَبَ اللّٰهُ لِمَنْ خَرَجَ فِيْ سَبِيْلِهٖ لَا يُخْرِجُهٗ اِلَّا اِيْمَانٌ بِيْ وَتَصْدِيْقٌ بِرُسُلِيْ اَنْ اُرْجِعَهٗ بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِيْمَةٍ اَوْ اُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب الجهاد من الایمان جزء اول ص ۱۶ و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الجهاد الخروج فی سبیل اللہ جزء ۲ ص ۱۲۵ واللفظ للبخاری)

اللہ نے ضمانت دی ہے کہ جو شخص میرے راستہ میں نکلے اور اس کو کسی اور چیز نے نہ نکالا ہو سوائے مجھ پہ ایمان لانے اور میرے رسولوں کی تصدیق کرنے کے تو میں اس کو اجر یا غنیمت کے ساتھ واپس کروں گا یا اس کو جنت میں داخل کردوں گا۔

آگے فرمایا (وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَيْدِيْنَا) اور ہم تمہارے لئے اس بات کے منتظر رہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ تم پر اپنے پاس سے کوئی عذاب بھیج دے یا ہمارے ہاتھوں سے تم کو سزا دلوائے تم ہمارے لئے دو بھلائیوں میں سے ایک بھلائی کے منتظر رہتے ہو (یعنی مال غنیمت یا شہادت) اور ہم تمہارے لئے دو برائیوں میں سے ایک برائی کے منتظر رہتے ہیں (یعنی اللہ کی طرف سے عذاب یا ہمارے ہاتھ سے تمہاری ہلاکت) (فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ) لہٰذا تم ہماری بھلائی کا انتظار کرتے رہو ہم بھی تمہارے ساتھ تمہاری برائی کا انتظار کر رہے ہیں۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالےٰ کے راستہ میں جہاد سے بچنے کے لئے بہانے نہ بنایا کیجئے۔

اے ایمان والو، منافقین کے دھوکے میں نہ آئیے۔ یہ تو آپ کی مصیبت سے خوش ہوتے ہیں اور آپ کی راحت سے رنجیدہ ہوتے ہیں۔

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کے راستہ میں بے باکانہ نکلا کیجئے۔ مصائب سے نہ ڈریئے۔ آپ کو صرف وہی مصائب پہنچیں گے جو آپ کے لئے مقدر ہیں اور وہ ہر حال میں پہنچ کر رہیں گے اور جو مصائب مقدر میں نہیں ہیں وہ نہیں پہنچیں گے۔

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیئے۔ جنگ سے آپ کا فائدہ ہی فائدہ ہے۔ یا تو شہادت ملے گی یا اجر و مال غنیمت۔

اے ایمان والو، جنگ سے پہلو تہی نہ کیجئے اور یہ یقین کر کے جنگ کیجئے کہ یا تو اللہ تعالیٰ کافروں کو اپنی ہی طرف سے عذاب بھیجکر سزا دیگا یا آپ کے ہاتھ سے انہیں قتل کرا کے انکی قوت کو پامال کر دیگا۔

قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا
لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ، اِنَّكُمْ كُنْتُمْ
قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَمَا مَنَعَهُمْ
اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ
اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَ
بِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ
اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ
اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۵۴﴾ فَلَا
تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ

أَوْلَادُهُمْ، إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ
لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ أَنْفُسُهُمْ
وَهُمْ كٰفِرُونَ ﴿۵۵﴾ وَيَحْلِفُونَ
بِاللَّهِ إِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ، وَمَا هُمْ
مِنْكُمْ، وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَفْرَقُونَ ﴿۵۶﴾
لَوْ يَجِدُونَ مَلْجَأً أَوْ
مَغٰرٰتٍ أَوْ مُدَّخَلًا لَوَلَّوْا
إِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُونَ ﴿۵۷﴾

ترجمہ (اور اے رسول) آپ (ان سے یہ بھی) کہہ دیجئے کہ تم (اللہ کی راہ میں) خوشی سے خرچ کرو یا ناخوشی سے، تم سے ہرگز (کوئی صدقہ) قبول نہیں کیا جائیگا (محض اس لئے کہ) تم فاسق لوگ ہو (۵۳) اور ان کے صدقات قبول کرنے سے کوئی امر مانع نہیں سوائے اس کے کہ یہ لوگ اللہ اور اس کے رسول کا انکار کرتے ہیں، نماز کو آتے ہیں تو اس طرح گویا بڑے تھکے ماندے ہیں اور جو کچھ خرچ (بھی) کرتے ہیں تو ناخوشی سے ہی کرتے ہیں (۵۴) (اے رسول) ان کے مال اور ان کی اولاد آپ کو تعجب میں نہ ڈالیں اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ ان کے ذریعہ دنیا کی زندگی میں ان کو عذاب میں مبتلا کرے اور جب ان کی جان نکلے تو اس حال میں کہ وہ کافر ہوں (۵۵) یہ لوگ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ تم میں سے ہیں حالانکہ وہ تم میں سے نہیں ہیں بلکہ وہ (بڑے) ڈرپوک لوگ ہیں (کہ تمہارے سامنے اپنے کفر کا اقرار نہیں کرتے) (۵۶) اگر انہیں کوئی پناہ کی جگہ مل جائے یا کوئی غار مل جائے یا (زمین میں) داخل ہونے کی کوئی جگہ مل جائے تو سرکشی کرتے ہوئے (فوراً) اس کی طرف چلے جائیں (۵۷)

معانی ومصادر (طَوْعًا) طَاعَ. یَطُوْعُ ویَطَاعُ، طَوْعٌ (ن) مطیع ہونا۔
(کرھا) (کَارِھُوْنَ) کَرِہَ، یَکْرَہُ، کُرْہٌ وکَرَاھَۃٌ وکَرَ! ھِیَۃٌ و مَکْرُھَۃٌ (س) ناپسند کرنا۔
(کُسَالٰی) کَسِلَ یَکْسَلُ، کَسَلٌ (س) تھک جانا (کُسَالٰی = کَسِلٌ وکَسْلَانٌ کی جمع = تھکے ہوئے)
(تُعْجِبْ) اَعْجَبَ. یُعْجِبُ، اِعْجَابٌ (باب افعال) خوش کرنا، حیرت میں ڈالنا۔
(یَزْھَقُ) زَھَقَ، یَزْھَقُ، زُھُوْقٌ (ف) ہلاک ہونا، مضمحل ہونا، باطل ہونا۔
(یَفْرَقُوْنَ) فَرِقَ، یَفْرَقُ. فَرَقٌ (س) ڈرنا، گھبرا جانا۔
(مَلْجَأً) لَجَأَ، یَلْجَأُ، لَجْأٌ ولُجُوْءٌ ولَجِیَ، یَلْجَأُ، لَجَأٌ (ف وس) پناہ لینا (مَلْجَأٌ = پناہ گاہ)
(مَغٰرٰت) غَارَ، یَغُوْرُ، غَوْرٌ (ن) پناہ لینا (مَغٰرٰت = مَغَارٌ اور مُغَارَۃٌ کی جمع = غار)۔
(یَجْمَحُوْنَ) جَمَحَ، یَجْمَحُ، جَمْحٌ وجَمَاحٌ وجُمُوْحٌ (ف) سرکشی کرنا، خواہش کا بندہ بن جانا۔
(مُدَّخَلًا) اِدَّخَلَ، یَدَّخِلُ، اِدِّخَالٌ (باب افتعال) داخل ہونا (مُدَّخَلٌ = داخل ہونے کی جگہ)۔

تفسیر منافقین کو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرنا بہت ناگوار گذرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ کَرْھًا لَّنْ یُّتَقَبَّلَ مِنْکُمْ اِنَّکُمْ کُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِیْنَ) اے رسول، آپ کہہ دیجئے کہ تم اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خوشی سے خرچ کرو یا

ناخوشی سے تم سے ہرگز کوئی صدقہ قبول نہیں کیا جائیگا اس لئے کہ تم فاسق ہو اور اللہ تعالےٰ کے حدود سے تجاوز کرنے والے۔ (وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ) اور اے رسول، ان سے صدقات کے قبول کرنے سے کوئی اور امر مانع نہیں سوائے اس کے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرتے ہیں، اس کے رسول کے ساتھ کفر کرتے ہیں، نماز کو آتے ہیں تو اس طرح گویا وہ بہت تھکے ہوئے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں تو ناخوشی سے خرچ کرتے ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے منافقین کے صدقات کے نامقبول ہونے کے مندرجہ ذیل سبب بتائے:۔

(۱) اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لانا۔

(۲) نماز کاہلی کے ساتھ ادا کرنا،

(۳) دل کی خوشی کے ساتھ صدقہ نہ دینا،

آیت زیر تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تین چیزیں صدقات کے قبول ہونے کی شرطیں ہیں۔ کیونکہ منافقین میں یہ تینوں چیزیں نہیں پائی جاتیں لہذا ان کے صدقات قبول نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ (المآئدۃ۔ ۲۷)

(آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹے نے کہا) اللہ تو بس متقیوں کی قربانی قبول فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ۔ (الحج۔ ۳۷)

اللہ کو ان کا گوشت اور ان کا خون نہیں پہنچتا بلکہ اس کو تو تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۢ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ، وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (البقرۃ۔ ۲۶۵)

اور جو لوگ اللہ کی رضا جوئی اور خلوص نیت سے اپنے مال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس باغ کی سی ہے جو کسی بلند مقام پر واقع ہو، (جب) بارش ہو تو دگنے پھل لائے اور اگر بارش نہ ہو تو (پھل لانے کے لئے) پھوار (ہی کافی ہے) اور (اے ایمان والو، خبردار ہو جاؤ) جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اُسے

دیکھ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ○

(البقرۃ - ۲۷۲)

جو مال تم خرچ کرو گے تمہیں اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائیگا اور تم پر کسی قسم کا ظلم نہیں کیا جائے گا۔

الغرض صدقات کی قبولیت کے لئے ایمان، خلوص، اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور خوشدلی کے ساتھ نماز کی ادائیگی ضروری ہے۔ کیونکہ منافقین میں یہ چیزیں نہیں پائی جاتیں لہذا ان کے صدقات نامقبول ہیں۔

آگے فرمایا (فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ) اے رسول، منافقین کے مال اور اولاد آپ کو تعجب میں نہ ڈالیں۔ آپ کو اس بات سے تعجب نہیں ہونا چاہئے کہ جب اللہ تعالیٰ ان سے ناراض ہے تو مال اور اولاد کی فراوانی سے کیوں ان کو بہرہ ور کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ) اللہ تعالیٰ تو یہ چاہتا ہے کہ مال اور اولاد کی فراوانی کے ذریعہ ان کو دنیا کی زندگی میں مبتلائے عذاب کرے اور جب ان کی جان نکلے تو یہ کافر ہوں۔ مال و دولت میں یہ اتنے مگن ہو جائیں کہ انہیں توبہ کی توفیق ہی نصیب نہ ہو۔ مال اور اولاد تو آزمائش کی چیزیں ہیں۔ دنیا کی زندگی میں ہر وقت ان کی فکر میں گھلنا ایک قسم کا عذاب ہے جس سے ان کو نجات نہیں ملتی، مزید برآں مال اور اولاد پر دین اور آخرت کو ترجیح نہ دینا آخرت میں عذاب کا سبب ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ○

(التغابن - ۱۵)

(اے ایمان والو) تمہارے مال اور تمہاری اولاد آزمائش کی چیز ہے اور (اگر تم آزمائش میں پورے اترے تو) اللہ کے ہاں (تمہارے لئے) اجر عظیم ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ○

(طٰہٰ - ۱۳۱)

اور (اے رسول) ان میں سے مختلف قسم کے لوگوں کو جو ہم نے دنیوی زندگی کے سامان آرائش سے بہرہ ور کیا ہے تاکہ اس میں ہم ان کی آزمائش کریں آپ ان (اسباب آرائش) کی طرف نظر نہ کرنا اور (یہ چیز ذہن میں رکھنا کہ)

آپ کے رب کا (وہ) رزق (جو آپ کو آخرت میں ملنے والا ہے وہ) اس سے بہتر ہے اور زیادہ باقی رہنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ۝ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝

(المؤمنون - ۵۵ و ۵۶)

کیا وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ فراوانی کے ساتھ جو مال اور بیٹے ہم ان کو عطاء فرما رہے ہیں (اس میں ان کی بہتری ہے، نہیں) ہم تو ان کی بھلائی میں جلدی کر رہے ہیں (کیونکہ آخرت میں تو ان کو کوئی بھلائی ملے گی ہی نہیں) لیکن وہ (ہماری مصلحت کو) سمجھتے نہیں۔

ان تمام آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ منافقین اور کفار کو جو مال اور دولت دیا جاتا ہے یہ ان کے لئے باعث آزمائش اور موجب فکر و خلجان ہوتا ہے۔ یہ ان کے لئے ایک قسم کا عذاب ہوتا ہے منافقین اور کفار کے پاس مال و دولت کی فراوانی دیکھ کر یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ان سے خوش ہے۔

آگے فرمایا (وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ) اور اے ایمان والو، منافقین قسمیں کھا کر تمہیں یقین دلاتے ہیں کہ وہ تم ہی میں سے ہیں، وہ تمہارے ہی طرح مسلم ہیں حالانکہ وہ تم میں سے نہیں ہیں اور نہ وہ تمہاری طرح مسلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ۝

(البقرۃ - ۱۴)

اور یہ لوگ جب ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیطانوں کے پاس تنہائی میں ہوتے ہیں تو ان سے کہتے ہیں ہم تو دراصل تمہارے ساتھ ہیں، ہم مؤمنین سے مذاق کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

(اذا جآءک المنٰفقون - ۲)

انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے اور (لوگوں کو) اللہ کے راستہ سے روکتے رہتے ہیں، جو کچھ یہ کر رہے ہیں وہ بے شک بہت برا ہے۔

اے ایمان والو، ان کا قسمیں کھانا اور اپنے ایمان کی گواہی دینا بالکل جھوٹ ہے۔ وہ تمہارے سامنے اپنے کفر کا اظہار نہیں کرتے محض اس وجہ سے کہ (وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ) بہت ڈرپوک

لوگ ہیں ان میں اتنی ہمت نہیں کہ صاف صاف کہہ دیں کہ ہم مؤمن نہیں ۔ ان کی بزدلی کا تو یہ عالم ہے کہ (لَوْ يَجِدُونَ مَلْجَأً أَوْ مَغٰرٰتٍ أَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا إِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُونَ) اگر انہیں کہیں جائے پناہ مل جائے، چھپنے کے لئے کوئی غار مل جائے یا داخل ہونے کی کوئی اور جگہ مل جائے جس میں داخل ہو کر وہ خطرات سے بچ جائیں تو وہ ضرور سرکشی کرتے ہوئے اس میں داخل ہو جائیں گے۔ اتنے ڈرپوک ہوتے ہوئے یہ تمہارا کیا ساتھ دیں گے۔ یہ سب کچھ ان کا زبانی جمع خرچ ہے۔ حقیقت سے اس کا دور کا بھی واسطہ نہیں۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کے راستہ میں اپنا مال خرچ کرنے سے پہلے ایمان لائیے، پھر دل کی خوشی اور خلوص کے ساتھ اپنا مال اللہ تعالیٰ کے راستہ میں دیجئے۔ اگر آپ ایسا نہیں کریں گے تو آپ کا دیا ہوا مال قبول نہیں ہوگا۔

اے ایمان والو، نماز کو دل کی خوشی کے ساتھ ادا کیجئے۔ کاہلی کے ساتھ بیگار سمجھتے ہوئے نماز پڑھنا منافقین کی نشانی ہے۔

اے ایمان والو، کافروں کے پاس مال و دولت کی فراوانی کو دیکھ کر تعجب نہ کیجئے، یہ تو آزمائش کی چیزیں ہیں۔ ان کے ذریعہ تو اللہ تعالیٰ ان کو آزمائش میں ڈال کر دنیا کی زندگی کو بے سکون اور آخرت کی زندگی کو عذاب الیم کی زندگی بنانا چاہتا ہے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي
الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا
رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا
هُمْ يَسْخَطُوْنَ ﴿۵۸﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ
رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ
وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا
اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ ۙ اِنَّآ
اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ﴿۵۹﴾ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ
لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ

عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي
الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ،
فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ، وَاللّٰهُ
عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۰﴾

ترجمہ | اور (اے رسول) ان میں بعض ایسے بھی لوگ ہیں جو (تقسیم) صدقات (کے سلسلہ) میں آپ پر (ناانصافی کا) الزام لگاتے ہیں، اگر صدقات میں سے انہیں (ان کی مرضی کے مطابق) مل جائے تو خوش ہو جاتے ہیں اور اگر (ان کی مرضی کے مطابق) ان کو نہ دیا جائے تو ناراض ہو جاتے ہیں ﴿۵۸﴾ اگر وہ اتنے ہی مال سے راضی ہو جاتے جو ان کو اللہ اور اس کے رسول نے دیا تھا اور (اس طرح) کہتے کہ اللہ ہمارے لئے کافی ہے، اللہ اپنے فضل سے اور اس کا رسول پھر کبھی ہمیں اور دے دیں گے، ہم تو اللہ ہی سے امید لگائے بیٹھے ہیں (تو ان کے لئے بہتر ہوتا) ﴿۵۹﴾ صدقات تو بس فقراء کے لئے ہیں، مساکین کے لئے ہیں، صدقات وصول کرنے والوں کے لئے ہیں، ان لوگوں کے لئے ہیں جن کی تالیف قلوب منظور ہو، غلاموں کو آزاد کرانے کے لئے ہیں، قرضداروں کے لئے ہیں، اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کے لئے ہیں، اور مسافروں کے لئے ہیں، یہ اللہ کی طرف سے فرض ہے اور اللہ (تعالیٰ) (خوب) جاننے والا اور حکمت والا ہے ﴿۶۰﴾

معانی ومصادر (یَلْمِزُ) لَمَزَ، یَلْمِزُ، لَمْزٌ (ض) عیب نکالنا، خفی کلام کے ساتھ آنکھ سے اشارہ کرنا، مارنا۔
(یَسْخَطُوْنَ) سَخِطَ، یَسْخَطُ، سَخَطٌ (س) غصہ میں آنا، ناپسند کرنا۔
غَارِمِیْنَ) غَرِمَ، یَغْرَمُ، غُرْمٌ وغَرَامَۃٌ (س) تجارت میں نقصان اٹھانا، قرض ادا کرنا۔

شان نزول آیت کے سیاق وسباق سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صدقات تقسیم کرتے تو بعض منافقین اس تقسیم پر اعتراض کرتے مثلاً۔ ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں:۔

بَعَثَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْیَمَنِ بِذُھَیْبَۃٍ فِیْ اَدِیْمٍ مَّقْرُوْظٍ لَّمْ تُحَصَّلْ مِنْ تُرَابِھَا قَالَ فَقَسَمَھَا بَیْنَ اَرْبَعَۃِ نَفَرٍ: بَیْنَ عُیَیْنَۃَ بْنِ بَدْرٍ وَّاَقْرَعَ بْنِ حَابِسٍ وَّزَیْدِ الْخَیْلِ وَالرَّابِعُ اِمَّا عَلْقَمَۃُ وَاِمَّا عَامِرُ ابْنُ الطُّفَیْلِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِہٖ کُنَّا نَحْنُ اَحَقَّ بِھٰذَا مِنْ ھٰؤُلَآءِ قَالَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: اَلَا تَاْمَنُوْنِیْ وَاَنَا اَمِیْنُ مَنْ فِی السَّمَآءِ وَیَاْتِیْنِیْ خَبَرُ السَّمَآءِ صَبَاحًا وَّمَسَآءً قَالَ فَقَامَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَیْنَیْنِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَیْنِ نَاشِزُ الْجَبْھَۃِ کَثُّ اللِّحْیَۃِ مَحْلُوْقُ الرَّاْسِ مُشَمَّرُ الْاِزَارِ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اتَّقِ اللّٰہَ قَالَ وَیْلَكَ اَوَلَسْتُ اَحَقَّ اَھْلِ الْاَرْضِ اَنْ یَّتَّقِیَ اللّٰہَ قَالَ ثُمَّ وَلّٰی الرَّجُلُ قَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِیْدِ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَلَا اَضْرِبُ عُنُقَہٗ قَالَ لَا لَعَلَّہٗ اَنْ یَّکُوْنَ یُصَلِّیْ فَقَالَ خَالِدٌ: وَکَمْ مِّنْ مُّصَلٍّ

علی رضی اللہ عنہ نے رنگے ہوئے چمڑے میں (لپیٹ کر) کچھ سونا جس میں سے مٹی علیحدہ نہیں کی گئی تھی یمن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چار آدمیوں عیینہ بن بدر، اقرع بن حابس، زید بن خیل، اور چوتھے علقمہ یا عامر بن طفیل کے درمیان تقسیم کر دیا، آپ کے اصحاب میں سے ایک آدمی نے کہا کہ ہم اس کے ان لوگوں سے زیادہ مستحق ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ بات معلوم ہوئی، تو آپ نے فرمایا: کیا تمہیں مجھ پر اطمینان نہیں ہے حالانکہ میں آسمان والے کا امین ہوں، میرے پاس صبح و شام آسمان (والے) کی خبریں آتی ہیں۔ ایک آدمی جس کی آنکھیں دھسی ہوئی تھیں، جس کے رخساروں کی ہڈیاں ابھری ہوئی تھیں، جس کی پیشانی ابھری ہوئی اور ڈاڑھی گھنی تھی، جس کا سر منڈا ہوا تھا اور جو اپنا تہ بند پنڈلیوں سے اوپر اٹھائے ہوئے تھا کھڑا ہو کر بولا: اے اللہ کے رسول، اللہ سے ڈریئے آپ نے فرمایا تیری خرابی ہو کیا میں تمام روئے زمین

يَقُوْلُ بِلِسَانِهٖ مَا لَيْسَ فِيْ قَلْبِهٖ ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَمْ اُوْمَرْ اَنْ اَنْقُبَ قُلُوْبَ النَّاسِ وَلَا اَشُقَّ بُطُوْنَهُمْ قَالَ ثُمَّ نَظَرَ اِلَيْهِ وَهُوَ مُقَفٍّ، فَقَالَ اِنَّهٗ يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمٌ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ رَطْبًا لَّا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ وَاَظُنُّهٗ قَالَ لَئِنْ اَدْرَكْتُهُمْ لَاَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُوْدَ (وَفِيْ رِوَايَةٍ للبخاری فَنَزَلَتْ وَمِنْهُمْ مَنْ يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ) (صحیح بخاری کتاب المغازی باب بعث علی بن ابی طالب جزء ۵ ص۲۰۷ وکتاب استتابۃ المرتدین باب من ترک فقال الخوارج للتالف جزء ۹ ص۲۱ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب ذکر الخوارج وصفاتھم جزء اول ص۴۲۶)

پر اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے کا مستحق نہیں ہوں، پھر وہ آدمی چلا گیا، خالد بن ولید نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول، کیا میں اس کی گردن نہ مار دوں، آپ نے فرمایا نہیں، شاید وہ نماز پڑھتا ہو۔ خالدؓ نے عرض کیا کہ کتنے ہی ایسے نمازی ہیں جو زبان سے ایسی باتیں کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہوتیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے لوگوں کے دلوں میں نقب لگانے اور ان کے پیٹوں کو چاک کر دکے باطنی حالات معلوم کرنے) کا حکم نہیں ہے، ابو سعید کہتے ہیں کہ جب وہ پیٹھ موڑے جا رہا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا اس شخص کی نسل سے وہ قوم پیدا ہوگی جو اللہ کی کتاب کو مزے لے لے کر پڑھے گی، حالانکہ وہ ان کے گلوں سے نیچے نہیں اترے گی، دین سے وہ اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے (ابو سعید) کہتے ہیں میں خیال کرتا ہوں کہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر میں اس قوم کے زمانہ میں ہوا تو قوم ثمود کی طرح انہیں قتل کر دوں گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں:۔

لَمَّا قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِسْمَةَ حُنَيْنٍ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ مَا اَرَادَ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَتَغَيَّرَ وَجْهُهٗ ثُمَّ قَالَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰى مُوْسٰى لَقَدْ اُوْذِيَ بِاَكْثَرَ مِنْ هٰذَا

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ حنین کے مال غنیمت کو تقسیم کیا تو مدینہ کے ایک شخص نے کہا: اس تقسیم سے اللہ کی رضاء حاصل کرنے کی نیت نہیں کی گئی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی خبر دی۔ آپ کا چہرہ متغیر ہو گیا پھر

فَصَبَرَ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الطائف جزء ۵ ص۲۰۲ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اعطاء المؤلفۃ قلوبھم جزء اول ص۳۲۵ واللفظ للبخاری)

آپ نے فرمایا: اللہ موسیٰ پر رحمت نازل فرمائے ان کو اس سے زیادہ تکلیف دی گئی تھی انہوں نے پھر بھی صبر کیا۔

غرض یہ کہ منافقین کے اس قسم کے اعتراض پر آیات زیر تفسیر نازل ہوئیں۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ) منافقین میں ایسے بھی لوگ ہیں جو صدقات کی تقسیم کے معاملہ میں محض اس وجہ سے کہ انہیں کچھ نہیں ملتا آپ پر ناانصافی کا الزام لگاتے ہیں (فَاِنْ اُعْطَوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَا اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ) اگر صدقات میں سے انہیں ان کی خواہش کے مطابق مال مل جائے تو خوش رہتے ہیں کسی قسم کا اعتراض نہیں کرتے اور اگر صدقات میں سے انہیں ان کی خواہش کے مطابق نہ ملے تو ناراض ہو جاتے ہیں اور طرح طرح کے اعتراض کرتے ہیں (وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ) اور اگر وہ اتنے ہی مال سے راضی ہو جاتے جتنا مال ان کو اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے دیا تھا (وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ) اور اس طرح کہتے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اور اس کا رسول پھر کبھی ہمیں اور دے دیں گے، اگر اس وقت خاطر خواہ مال نہ دیا تو پھر سہی، ہم تو اللہ تعالےٰ سے لو لگائے بیٹھے ہیں تو ان کا یہ کہنا ان کے حق میں بہت بہتر ہوتا۔

مال کا دینا نہ دینا اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الذکر بعد الصلوٰۃ جزء اول ص۲۱۴ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب الذکر بعد الصلوٰۃ جزء اول ص۲۳۹)

اے اللہ جو تو دے اُسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو تو روک لے تو اسے کوئی دینے والا نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّمَا جُعِلْتُ قَاسِمًا اَقْسِمُ بَيْنَكُمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَاللّٰهُ الْمُعْطِيْ وَاَنَا الْقَاسِمُ وَفِيْ رِوَايَةٍ مَا اُعْطِيْكُمْ وَلَا اَمْنَعُكُمْ اَنَا قَاسِمٌ اَضَعُ حَيْثُ اُمِرْتُ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب قول اللہ

میں تقسیم کرنے والا بنایا گیا ہوں، میں تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا ہوں۔ اللہ دینے والا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں) میں نہ دیتا ہوں اور نہ روکتا ہوں میں تو تقسیم کرنے والا ہوں۔ میں تو وہاں رکھ دیتا ہوں جہاں رکھنے

فان للہ خمسہ جزء ۴ ص ۱۰۳)

کا مجھے حکم دیا جاتا ہے (یعنی ان کو دیتا ہوں جن کو دینے کا حکم مجھے دیا جاتا ہے اور اتنا ہی دیتا ہوں جتنا دینے کا حکم مجھے ملتا ہے)۔

احادیث مذکورۂ بالا سے ثابت ہوا کہ معطی (یعنی دینے والا) حقیقت میں اللہ تعالیٰ ذوالجلال والاکرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس معنیٰ میں معطی ہیں کہ آپ جو کچھ اللہ نے دیا ہے اس کو اس کی مرضی کے مطابق تقسیم کر دیتے ہیں۔

آگے فرمایا ان اعتراض کرنے والوں کو معلوم ہو جانا چاہئے کہ (اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ) صدقات تو بس فقراء کے لئے ہیں، مساکین کے لئے ہیں، صدقات وصول کرنے والے عاملین کے لئے ہیں، ان لوگوں کے لئے ہیں جن کی تالیف قلوب منظور ہو، غلاموں کے آزاد کرانے کے لئے ہیں، قرضداروں کے قرض ادا کرانے کے لئے ہیں، اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرنے کے لئے ہیں اور مسافروں کے لئے ہیں (فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ) یہ مدیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہیں اور ان کی مصلحت بھی وہی جانتا ہے اس لئے کہ (وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ) وہ علم والا اور حکمت والا ہے،

فقراء سے مراد محتاج ہیں یا وہ لوگ ہیں جن کو روزی کمانے کا وقت نہیں ملتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ، اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ○

(الحشر - ۸)

(مزید برآں یہ مال) ان محتاج مہاجروں کا بھی حق ہے جو اپنے گھروں اور اپنے مالوں سے نکال دئے گئے، جو (ہمہ اوقات) اللہ کے فضل اور (اس کی) رضاء کے طلبگار رہتے ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے رہتے ہیں، یہی لوگ سچے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ، تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا، وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ

(تمہارے صدقات خاص طور پر ان) فقراء کے لئے ہونے چاہئیں جو اللہ کے راستہ میں روک لئے جاتے ہیں (روزی کمانے کے لئے) وہ ملک میں کہیں آجا نہیں سکتے (وہ کسی سے سوال بھی نہیں کرتے اور) سوال نہ کرنے

عَلِيْمٌ ○ (البقرۃ - ۲۷۳)

کی وجہ سے جاہل یہ سمجھتا ہے کہ وہ مال دار ہیں (حالانکہ وہ مال دار نہیں ہوتے) وہ لوگوں سے چمٹ کر سوال بھی نہیں کرتے (کہ ان کے اس فعل سے ہی ان کو پہچان لیا جائے البتہ اے رسول) آپ ان کو ان کے چہروں سے پہچان سکتے ہیں۔ (اے ایمان والو) جو مال بھی تم خرچ کرو گے (تو وہ ضائع نہیں ہوگا اللہ اس کا اجر دے گا) بے شک اللہ علیم ہے۔

مساکین سے وہ لوگ مراد ہیں جن کی آمدنی اخراجات کے لئے ناکافی ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الَّذِيْ يَطُوْفُ عَلَى النَّاسِ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلٰكِنِ الْمِسْكِيْنُ الَّذِيْ لَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيْهِ وَلَا يُفْطَنُ بِهٖ فَيُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ وَلَا يَقُوْمُ فَيَسْأَلُ النَّاسَ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب قول اللہ تعالیٰ لا یسئلون الناس الحافا جزء ۲ ص ۱۵۲ و صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب المسکین الذی لا یجد غنی ۲/۳۱۳)

مسکین وہ نہیں جو لوگوں کے پاس چکر لگائے اور اس کو ایک لقمہ یا دو لقمے یا ایک کھجور یا دو کھجور دے کر لوٹا دیا جائے بلکہ مسکین تو وہ ہے جو اتنا مال نہیں پاتا جو اس کو مستغنی کر دے، نہ اس کا حال کسی کو معلوم ہوتا ہے کہ اس کو صدقہ دیا جائے اور نہ وہ کھڑے ہو کر لوگوں سے سوال کرتا ہے۔

عاملین سے مراد وہ لوگ ہیں جو حکومت اسلامیہ کی طرف سے صدقات وصول کرنے پر مامور ہوں۔ حضرت عبداللہ بن السعدی کہتے ہیں:۔

اَنَّهٗ قَدِمَ عَلٰى عُمَرَ فِيْ خِلَافَتِهٖ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ اَلَمْ اُحَدَّثْ اَنَّكَ تَلِيْ مِنْ اَعْمَالِ النَّاسِ اَعْمَالًا فَاِذَا اُعْطِيْتَ الْعُمَالَةَ كَرِهْتَهَا فَقُلْتُ بَلٰى، فَقَالَ عُمَرُ مَا تُرِيْدُ اِلٰى ذٰلِكَ قُلْتُ اِنَّ لِيْ اَفْرَاسًا وَّاَعْبُدًا وَاَنَا بِخَيْرٍ وَّاُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ عُمَالَتِيْ صَدَقَةً عَلَى

میں حضرت عمرؓ کی خلافت کے زمانہ میں ان کے پاس آیا۔ تو مجھ سے حضرت عمرؓ نے کہا، کیا مجھ سے یہ بیان نہیں کیا گیا ہے کہ تم لوگوں کے کام کرتے ہو پھر جب تم کو اس کی اجرت دی جاتی ہے تو تم اس کو ناپسند کرتے ہو۔ میں نے کہا ہاں۔ حضرت عمرؓ نے کہا پھر اس سے تمہارا کیا ارادہ ہے؟ میں نے کہا کہ

الْمُسْلِمِيْنَ قَالَ عُمَرُ لَاتَفْعَلْ فَاِنِّیْ كُنْتُ اَرَدْتُّ الَّذِیْ اَرَدْتَ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْنِی الْعَطَآءَ فَاَقُوْلُ اَعْطِهٖ اَفْقَرَ اِلَيْهِ مِنِّیْ حَتّٰی اَعْطَانِیْ مَرَّةً مَّالًا فَقُلْتُ اَعْطِهٖ اَفْقَرَ اِلَيْهِ مِنِّیْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ وَتَصَدَّقْ بِهٖ فَمَا جَآءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَ اَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَّلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَاِلَّا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ (صحیح بخاری کتاب الاحکام باب رزق الحکام جزء ۹ ص۵۴ وروی مسلم نحوہٗ فی کتاب الزکوٰۃ باب اباحۃ الاخذ لمن اعطی من غیر مسئلۃ جزء اول ص۳۱۶ و ص۳۱۷)

میرے پاس گھوڑے اور غلام ہیں اور مال بھی ہے میں چاہتا ہوں کہ اپنی اجرت مسلمین پر صدقہ کر دوں۔ حضرت عمر نے کہا: ایسا نہ کرو اس لئے کہ میں نے بھی وہی ارادہ کیا تھا جو تم نے ارادہ کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو کچھ دیا کرتے تھے تو میں کہتا یہ اس کو دیجئے جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو، یہاں تک کہ ایک بار آپ نے مجھے مال دیا تو میں نے عرض کیا کہ اس کو دے دیجئے جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو لے لو اور اس کے ذریعہ مال دار بن کر صدقہ کرو۔ اگر مال تمہارے پاس اس طرح آئے کہ تم اس کے حریص نہ ہو اور نہ اس کا سوال کرنے والے ہو، تو اس کو لے لیا کرو۔ اگر ایسا نہیں تو اپنے نفس کو اس کے پیچھے نہ لگاؤ۔

مؤلفۃ القلوب سے وہ لوگ مراد ہیں جن کی تالیف قلوب کرکے انہیں اسلام پر مضبوطی سے قائم رکھا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنِّیْ اُعْطِیْ رِجَالًا حَدِيْثٌ عَهْدُهُمْ بِكُفْرِهِمْ (وَفِیْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ اَتَاَلَّفُهُمْ) صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعطی المؤلفۃ قلوبہم جزء ۱۱ ص۱۱۲ و صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اعطاء المؤلفۃ قلوبہم علی الاسلام جزء اول ص۳۲۲)

میں ان لوگوں کو دیتا ہوں جو اپنے کفر کے زمانے سے بہت قریب ہوتے ہیں (یعنی جو نو مسلم ہوتے ہیں)۔ میں ان کی تالیف قلوب کرتا ہوں۔

نوٹ:۔ خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے۔

عبداللہ بن زید فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا فَتَحَ حُنَيْنًا قَسَمَ الْغَنَائِمَ فَاَعْطٰی

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کو فتح کیا تو مال فے میں سے ان لوگوں کو

الْمُؤَلَّفَةَ قُلُوبُهُمْ (صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اعطاء المؤلفۃ قلوبھم جزء اول ص۳۲۵)

بھی دیا جن کی تالیف قلوب منظور تھی۔

عمرو بن تغلب فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُتِیَ بِمَالٍ اَوْ سَبْیٍ فَقَسَمَہٗ فَاَعْطٰی رِجَالًا وَتَرَکَ رِجَالًا فَبَلَغَہٗ اَنَّ الَّذِیْنَ تَرَکَ عَتَبُوْا فَحَمِدَ اللّٰہَ ثُمَّ اَثْنٰی عَلَیْہِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَوَاللّٰہِ اِنِّیْ اُعْطِی الرَّجُلَ وَاَدَعُ الرَّجُلَ وَالَّذِیْ اَدَعُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنَ الَّذِیْ اُعْطِیْ وَلٰکِنْ اُعْطِیْ اَقْوَامًا لِمَا اَرٰی فِیْ قُلُوْبِھِمْ مِنَ الْجَزَعِ وَالْھَلَعِ وَاَکِلُ اَقْوَامًا اِلٰی مَا جَعَلَ اللّٰہُ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مِنَ الْغِنٰی وَالْخَیْرِ فِیْھِمْ عَمْرُو ابْنُ تَغْلِبَ فَوَاللّٰہِ مَا اُحِبُّ اَنَّ لِیْ بِکَلِمَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حُمْرَ النَّعَمِ (صحیح بخاری کتاب الجمعۃ باب من قال فی الخطبۃ بعد الثناء اما بعد جزء ۲ ص۱۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مال یا قیدی لائے گئے تو آپ نے کچھ لوگوں کو دیا اور کچھ لوگوں کو نہیں دیا آپ کو خبر ملی کہ جن لوگوں کو نہیں دیا ہے وہ ناراض ہیں۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا امّا بعد اللہ کی قسم میں کسی کو دیتا ہوں اور کسی کو نہیں دیتا اور جسے میں نہیں دیتا وہ میرے نزدیک اس سے زیادہ محبوب ہوتا ہے جسے میں دیتا ہوں لیکن میں ان لوگوں کو دیتا ہوں جن کے دلوں میں بیچینی اور گھبراہٹ دیکھتا ہوں (اور جنہیں میں نہیں دیتا ہوں) ان لوگوں کو میں اس غنیٰ اور بھلائی کے حوالہ کر دیتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے انکے دلوں میں رکھی ہے اور انہی میں عمرو بن تغلب بھی ہیں عمرو بن تغلب کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے بدلہ میں مجھے سرخ اونٹ بھی پسند نہیں۔

حضرت سعدؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْطٰی رَھْطًا وَسَعْدٌ جَالِسٌ فَتَرَکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلًا ھُوَ اَعْجَبُھُمْ اِلَیَّ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا لَکَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَرَاہُ مُؤْمِنًا فَقَالَ اَوْ مُسْلِمًا فَسَکَتُّ قَلِیْلًا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو مال دیا۔ سعدؓ (وہاں) بیٹھے ہوئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے شخص کو چھوڑ دیا (یعنی نہیں دیا) جو مجھے سب سے زیادہ اچھا معلوم ہوتا تھا تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول کیا وجہ ہے

ثُمَّ غَلَبَنِیْ مَا اَعْلَمُ مِنْهُ فَعُدْتُّ لِمَقَالَتِیْ فَقُلْتُ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَرَاهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ اَوْ مُسْلِمًا فَسَكَتُّ قَلِیْلًا ثُمَّ غَلَبَنِیْ مَا اَعْلَمُ مِنْهُ فَعُدْتُّ لِمَقَالَتِیْ وَعَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ یَا سَعْدُ اِنِّیْ لَاُعْطِی الرَّجُلَ وَغَیْرُهٗ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْهُ خَشْیَةَ اَنْ یَّكُبَّهُ اللّٰهُ فِی النَّارِ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب اذا لم یکن الایمان علی الحقیقة جزء اول ص۱۳ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اعطاء من یخاف علی ایمانہ جزء اول ص۴۲۱)

کہ آپ نے فلاں شخص سے اعراض کیا، اللہ کی قسم میں اسے مؤمن سمجھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا (مؤمن سمجھتے ہو) یا مسلم میں نے تھوڑی دیر سکوت کیا پھر مجھے اس شخص کے متعلق جو کچھ معلوم تھا اس نے مجھے مجبور کیا اور میں نے پھر اپنی وہی بات کہی یعنی یہ کہا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ نے فلاں شخص سے اعراض کیا اللہ کی قسم میں اُسے مؤمن جانتا ہوں۔ آپ نے فرمایا (مؤمن جانتے ہو) یا مسلم؟ پھر میں کچھ دیر چپ رہا۔ اس کے بعد جو کچھ میں اس شخص کے متعلق جانتا تھا اس نے مجھے مجبور کیا اور میں نے پھر اپنی وہی بات کہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی وہی فرمایا۔ بالآخر آپ نے فرمایا کہ اے سعد اگر میں کسی شخص کو دیتا ہوں تو اس خوف سے دیتا ہوں کہ اگر اس کو نہ دیا جائے تو وہ کافر ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس کو آگ میں سرنگوں ڈال دے گا حالانکہ دوسرا شخص مجھے اس سے زیادہ محبوب ہوتا ہے (اس کو نہیں دیتا کیونکہ اس کی نسبت ایسا خیال نہیں ہوتا)۔

اَلرِّقَابُ سے مراد غلاموں کا آزاد کرنا ہے۔ غلاموں کے آزاد کرنے کا بڑا ثواب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَیُّمَا رَجُلٍ اَعْتَقَ امْرَأً مُسْلِمًا اِسْتَنْقَذَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ (صحیح بخاری کتاب فی العتق وفضلہ جزء ۳ ص۱۸۸ وصحیح مسلم کتاب العتق باب فضل العتق جزء اول ص۶۵۷)

جو شخص کسی مسلم کو آزاد کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلہ میں آزاد کرنے والے کے عضو کو دوزخ سے بچالے گا۔

اَلْغَارِمِیْنَ سے وہ لوگ مراد ہیں جو قرض دار ہیں، قرض ادا کرنا چاہتے ہیں لیکن اتنی

استطاعت نہیں کہ قرضہ ادا کر سکیں۔ ایسے لوگوں کو صدقات دینے چاہئیں تاکہ وہ قرض سے سبکدوش ہو جائیں۔

سَبِیْلُ اللّٰہِ سے مراد اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرنا ہے۔ یہ بہت جامع لفظ ہے اور اس میں دین اسلام اور اہل اسلام کی خدمت کے مختلف شعبے شامل ہیں۔ مثلاً جہاد، تبلیغ، تعلیم وغیرہ۔

اِبْنُ السَّبِیْل سے وہ مسافر مراد ہیں جن کے پاس سفر میں زادِ راہ ختم ہو جائے۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے اپنے صدقات مندرجہ ذیل لوگوں اور مدوں میں خرچ کیجئے۔

(۱) فقراء (۲) مساکین (۳) صدقات وصول کرنے والے (۴) کمزور ایمان والوں کی تالیف قلوب کے لئے (۵) غلاموں کو آزاد کرانے میں (۶) قرضداروں کی قرضہ کی ادائیگی میں (۷) اللہ تعالیٰ کے راستہ میں (۸) مسافروں کی امداد میں۔

وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ
النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ،
قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ، يُؤْمِنُ
بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ
وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ،
وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ
لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۶۱ يَحْلِفُوْنَ
بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ وَاللّٰهُ
وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ

اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۲﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا
اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا
فِيْهَا ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۳﴾

ترجمہ اور ان میں ایسے بھی لوگ ہیں جو نبی کو تکلیف پہنچاتے ہیں، کہتے ہیں کہ یہ تو کان (کے کچے) ہیں۔ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ کان (کے کچے) ہونے میں تمہاری بہتری ہے (اگر رسول تمہاری جھوٹی سچی باتوں کو تسلیم نہ کرتے تو پھر تمہیں بڑی مشکل پیش آتی۔ وہ تم کو سخت سے سخت سزائیں دے کر تمہیں ٹھیک کر دیتے ان کے درگذر کے یہ معنی نہیں کہ انہیں تمہاری باتوں پر یقین ہوتا ہے، نہیں) یقین تو انہیں اللہ کی باتوں پر ہوتا ہے، مؤمنین کی باتوں پر ہوتا ہے اور تم میں جو لوگ ایمان لے آئے ہیں ان کے لئے تو وہ رحمت (مجسم) ہیں اور (اے لوگو، سن لو) جو لوگ اللہ (تعالیٰ) کے رسول کو اذیت پہنچاتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے ﴿۶۱﴾ (اے ایمان والو) یہ منافقین تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تم خوش ہو جاؤ حالانکہ اگر وہ مؤمن ہیں تو ان کے لئے اللہ اور اس کا رسول زیادہ مستحق ہیں کہ انہیں خوش کیا جائے ﴿۶۲﴾ کیا انہیں نہیں معلوم کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے گا تو اس کے لئے جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا (اور) یہ (بہت) بڑی ذلت ہے ﴿۶۳﴾

معانی ومصادر

(اُذُنٌ) اُذُنٌ ۔ ہر ایک کی سُن لینے والا۔
(یُحَادِدُ) حَادَدَ، یُحَادِدُ، مُحَادَدَةٌ وحِدَادٌ (باب مفاعلہ) دشمنی کرنا۔
(خِزْیٌ) خَزِیَ، یَخْزٰی، خِزْیٌ (س) ذلیل ہونا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ نے گذشتہ آیات میں منافقین کے بہت سے خصائل کا بیان کیا مثلاً جھوٹے بہانوں سے لڑائی میں نہ جانے کی اجازت مانگنا، مسلمین میں فتنہ پیدا کرنا، مسلمین کے نقصان سے خوش ہونا، مسلمین کے فائدہ سے ناخوش ہونا، کاہلی کے ساتھ نماز پڑھنا، بے دلی کے ساتھ اپنا مال خرچ کرنا، جھوٹی قسموں سے اپنی وفاداری کا یقین دلانا، صدقات کی تقسیم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ناانصافی کا الزام لگانا اور جاسوسی کرنا۔

آیت زیر تفسیر میں ان کی ایک اور بدخصلت کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ) ان منافقین میں ایسے بھی لوگ ہیں جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایذا پہنچاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ تو کان کے کچے ہیں۔ جو کہہ دو مان لیتے ہیں۔ ہر شخص کی بات پر یقین کر لیتے ہیں (قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ) اے رسول، آپ کہہ دیجئے کہ اے منافقین، رسول کا ہر ایک کی بات سن لینا تمہارے حق میں بہتر ہے۔ وہ تمہاری ہر جھوٹی سچی باتوں کو تسلیم کر کے خاموش نہ ہوتے تو تمہیں بڑی مشکل پیش آتی۔ وہ تحقیق کر کے تم کو سخت سے سخت سزائیں دیتے۔ ان کے درگذر کرنے کے یہ معنی نہیں کہ انہیں تمہاری باتوں پر یقین ہوتا ہے، نہیں (يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ) یقین تو انہیں اللہ تعالیٰ کی باتوں پر ہوتا ہے اور مؤمنین کی باتوں پر ہوتا ہے۔ ان کا درگذر کرنا ان کے اعلیٰ اخلاق کا نمونہ اور عفو و درگذر، صبر و تحمل کا بے مثال مظاہرہ ہے (وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ) اور اے لوگو، تم میں سے جو لوگ ایمان لے آئے ہیں ان کے لئے تو وہ سراسر رحمت ہیں۔

اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

(التوبۃ۔ ۱۲۸)

(اے لوگو) تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول آگئے ہیں (جن کی خیر خواہی اور شفقت کا حال یہ ہے کہ) تمہاری تکلیف ان پر (بڑی) گراں گذرتی ہے، وہ تمہاری فلاح و بہبود کے بڑے خواہش مند رہتے ہیں اور مؤمنین پر تو وہ (خصوصیت کے ساتھ) بہت (ہی) مہربان اور بہت (ہی) رحم کرنے والے ہیں۔

آگے فرمایا (وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ) اے منافقین سن لو، جو لوگ اللہ کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے قیامت کے دن دردناک عذاب ہے۔

آگے فرمایا (يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ) اے ایمان والو، یہ منافقین تمہارے سامنے اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تم خوش ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ، یہ لوگ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ تم میں

وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ○ (التوبۃ ۔ ۵۶)

سے ہیں حالانکہ وہ تم میں سے نہیں ہیں بلکہ وہ (بڑے) ڈرپوک لوگ ہیں (کہ تمہارے سامنے اپنے کفر کا اقرار نہیں کرتے)۔

آگے فرمایا (وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ) حالانکہ اگر وہ مؤمن ہیں تو ان کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) زیادہ حقدار ہیں کہ انہیں خوش کیا جائے۔ وہ اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں اور پھر بھی وہ یہ یقین دلاتے ہیں کہ وہ مؤمن ہیں، ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء پہنچانے والے قطعاً مؤمن نہیں ہو سکتے (اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا) کیا انہیں معلوم نہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مخالفت کرے گا تو اس کے لئے جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا (ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ) اور یہ بہت بڑی ذلت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ ○ (المجادلۃ ۔ ۲۰)

بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ ذلیل ترین لوگوں میں شامل ہوں گے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت نہ کیجئے۔ جو شخص ایسا کرے گا وہ ذلیل و خوار ہو کر ہمیشہ دوزخ میں جلے گا۔

اے ایمان والو، جو لوگ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کریں لیکن آپ کو خوش کرنے کی کوشش کریں اور ایمان کا دعویٰ کریں ان کے دھوکے میں نہ آئیے۔ یہ لوگ مؤمن نہیں ہیں۔ اگر مؤمن ہوتے تو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت نہ کرتے۔

يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ
عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ
قُلُوْبِهِمْ، قُلِ اسْتَهْزِءُوْا اِنَّ
اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ﴿۶۴﴾
وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا
كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ، قُلْ
اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ
تَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۶۵﴾ لَا تَعْتَذِرُوْا
قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ،

اِنۡ نَّعۡفُ عَنۡ طَآئِفَةٍ مِّنۡكُمۡ نُعَذِّبۡ طَآئِفَةًۢ بِاَنَّهُمۡ كَانُوۡا مُجۡرِمِيۡنَ ﴿۶۶﴾

ترجمہ منافقین ڈرتے رہتے ہیں (کہیں ایسا نہ ہو) کہ کوئی ایسی سورت نازل ہو جائے جو مسلمین کو ان کے دل کی باتوں سے خبردار کر دے۔ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ (اے منافقین) تم (اسلام کا) مذاق اڑائے جاؤ، جس بات سے تم ڈرتے ہو (اور اسے دل میں چھپاتے ہو) اللہ اُسے ضرور ظاہر کر کے رہے گا ﴿۶۴﴾ اور (اے رسول) اگر آپ ان سے (ان کے مذاق اڑانے کے متعلق) دریافت کریں تو یہ کہیں گے کہ ہم تو یونہی بات چیت اور ہنسی دل لگی کر رہے تھے، (تو اے رسول پھر آپ ان سے) پوچھئے کہ کیا تم (اپنی دل لگی کے لئے) اللہ اور اس کی آیات اور اس کے رسول کا مذاق اڑاتے ہو؟ ﴿۶۵﴾ (تمہارے عذر اور بہانے سب جھوٹے ہیں) تم عذر و بہانے نہ بناؤ، تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا ہے (اب اس کی صفائی سے کوئی فائدہ نہیں) اگر ہم تم میں سے ایک جماعت کو معاف بھی کر دیں تو دوسری جماعت کو (ضرور) سزا دیں گے اس لئے کہ وہ یقیناً مجرم ہیں ﴿۶۶﴾

معانی و مصادر (یَحۡذَرُ) (تَحۡذَرُوۡنَ) حَذِرَ، یَحۡذَرُ، حِذۡرٌ و مَحۡذُوۡرَةٌ (س) ڈرنا، بچنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں منافقین کی دو اور بد خصلتوں کا ذکر کیا ہے:۔

۱ پہلی تو یہ کہ (یَحۡذَرُ الۡمُنٰفِقُوۡنَ اَنۡ تُنَزَّلَ عَلَيۡهِمۡ سُوۡرَةٌ تُنَبِّئُهُمۡ بِمَا فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ) منافقین ڈرتے رہتے ہیں کہ کہیں کوئی ایسی سورۃ نازل نہ ہو جائے جو مسلمین کو ان کے دل کی باتوں سے مطلع کر دے (قُلِ اسۡتَهۡزِءُوۡا اِنَّ اللّٰهَ مُخۡرِجٌ مَّا تَحۡذَرُوۡنَ) اے رسول، ان سے کہہ دیجئے کہ تم کو جتنا مذاق اڑانا ہے اڑا لو، اللہ تعالیٰ تمہارے دل کے رازوں کو جن کے ظاہر ہونے سے تم ڈرتے رہتے ہو ضرور ظاہر کر کے رہے گا۔

اللہ تعالیٰ نے منافقین کی بہت سی باتوں کو اسی سورت میں آگے ظاہر فرما دیا ہے۔ اس سورت کے علاوہ دوسری سورتوں میں بھی ان کی بہت سی پوشیدہ باتوں کو اللہ تعالیٰ نے ظاہر کر دیا ہے مثلاً سورۂ بقرہ کی آیات ۸ تا ۱۶ میں اور سورۂ منافقون وغیرہ میں ان کی بہت سی بدخصلتوں کا بیان ہے۔

(۲) آگے فرمایا (وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ) اور اے رسول، اگر آپ ان سے پوچھیں کہ یہ کیا حرکت تھی کہ تم اللہ تعالیٰ کا، اس کے رسول کا اور اس کی آیتوں کا مذاق اڑا رہے تھے تو جواب دیں گے ہم تو یونہی بات چیت اور ہنسی مذاق کر رہے تھے، ہماری نیت بُری نہیں تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ) اے رسول ان سے پوچھئے کیا تم اللہ تعالیٰ کا، اس کی آیتوں کا اور اس کے رسول کا مذاق اڑاتے ہو، کیا تمہیں ہنسی دل لگی کے لئے اور کوئی چیز نہیں ملی۔ تمہارے عذر اور بہانے سب جھوٹے ہیں، (لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ) تم عذر اور بہانے نہ بناؤ۔ تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا۔ اللہ تعالیٰ کا، اللہ تعالیٰ کی آیات کا اور اس کے رسول کا مذاق اڑانا مؤمن کا کام نہیں یہ تو کافر ہی کر سکتا ہے (اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةً بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ) اگر ہم تم میں سے بعض لوگوں کا یہ جرم معاف بھی کر دیں تو دوسرے لوگوں کو ضرور سزا دیں گے اس لئے کہ (اصل) مجرم تو وہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ○

(الرعد۔ ۳۲)

اور اے رسول اگر آپ کا مذاق اڑایا جا رہا ہے تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے) آپ سے پہلے بھی رسولوں کا مذاق اڑایا جاتا رہا ہے (لیکن میں نے مذاق اڑانے والوں کو فوراً سزا نہیں دی بلکہ) میں نے کافروں کو (ہمیشہ) مہلت دی (تاکہ اس مہلت کے زمانہ میں وہ سنبھل جائیں، لیکن جب وہ نہیں سنبھلے تو) پھر میں نے ان کو پکڑ لیا تو (پھر دیکھ لو) میرا عذاب کیسا رہا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ○

(الکھف ۔ ۱۰۶)

یہ یعنی جہنم ان کی سزا (کی جگہ) ہے اس لئے کہ انہوں نے کفر کیا تھا اور میری آیتوں اور میرے رسولوں کا مذاق اڑایا تھا۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کا، اللہ تعالیٰ کے احکام کا اور اللہ تعالیٰ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مذاق نہ اڑایا کیجئے۔ یہ صریح کفر ہے۔

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ
مِّنْۢ بَعْضٍ، يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ
وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ
وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ، نَسُوا
اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ، اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ
هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَعَدَ اللّٰهُ
الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَ
الْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ
فِيْهَا، هِيَ حَسْبُهُمْ، وَلَعَنَهُمُ

اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ﴿٦٨﴾
كَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوٓا
أَشَدَّ مِنكُمْ قُوَّةً وَأَكْثَرَ أَمْوَالًا
وَأَوْلَادًا ۚ فَاسْتَمْتَعُوا بِخَلَاقِهِمْ
فَاسْتَمْتَعْتُم بِخَلَاقِكُمْ كَمَا
اسْتَمْتَعَ الَّذِينَ مِن قَبْلِكُم
بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِي
خَاضُوٓا ۚ أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ
أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۖ

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٦٩﴾
اَلَمْ يَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ
قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّ
ثَمُوْدَ وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَ
اَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ،
اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ،
فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ
كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿٧٠﴾

ترجمہ منافق مرد اور عورتیں (سب) ایک دوسرے کے (دوست) ہیں، لوگوں کو بُری باتوں کا حکم دیتے ہیں اور نیک کاموں سے روکتے ہیں اور (جب خرچ کرنے کا وقت آتا ہے تو) مٹھیاں بند کر لیتے ہیں، وہ اللہ کو بھول گئے، اللہ ان کو اس بھول

جانے کی سزا دیگا، بے شک منافقین (بڑے) نافرمان ہیں ﴿۶۷﴾ اللہ نے منافق مردوں، منافق عورتوں اور (ان کے علاوہ تمام) کفار کو آتش جہنم کی وعید سنادی ہے، جہنم میں وہ ہمیشہ رہیں گے (اور) وہی ان کے لئے کافی ہے، اللہ نے ان پر لعنت کردی ہے اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے ﴿۶۸﴾ (اے منافقین، تمہاری حالت بالکل ان لوگوں جیسی ہوگی) جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں (حالانکہ) وہ قوت کے لحاظ سے تم سے زیادہ مضبوط تھے اور مال اولاد بھی تم سے زیادہ رکھتے تھے (لیکن یہ چیزیں ان کے کچھ کام نہیں آئیں)، انہوں نے (دنیا سے) اپنے نصیب کے مطابق فائدہ اٹھایا تو جس طرح تم سے پہلے لوگوں نے اپنے نصیب کے مطابق فائدہ اٹھایا اسی طرح تم بھی اپنے نصیب کے مطابق فائدہ اٹھا رہے ہو اور جس طرح (وہ مذاق اڑانے کے لئے غور د) خوض کرتے رہے تم بھی کر رہے ہو (جو حشر ان کا ہوا وہی حشر تمہارا بھی ہوگا) ایسے لوگوں کے عمل دنیا اور آخرت (دونوں جگہ) ضائع ہو گئے اور یہی لوگ ہیں جو نقصان اٹھانے والے ہیں ﴿۶۹﴾ کیا ان کو ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں یعنی قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود، قوم ابراہیم، اصحاب مدین اور الٹی ہوئی بستیوں والے، ان (تمام قوموں) کے پاس ان کے رسول کھلی نشانیاں لے کر آئے تھے (لیکن وہ ایمان نہیں لائے تو دیکھ لو ان کا حشر کیسا ہوا) اللہ ایسا نہیں کہ ان پر ظلم کرتا بلکہ وہ تو خود اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے ﴿۷۰﴾

معانی ومصادر

(خَلَاقٌ) خَلَاقٌ = حصّہ۔
(اَلْمُؤْتَفِكٰتِ) اِئْتَفَكَ، يَأْتَفِكُ، اِئْتِكَافٌ (باب افتعال) الٹ جانا (مُؤْتَفِكَةٌ = الٹی ہوئی بستی)۔

تفسیر

منافقین کی مزید چند خصلتیں بتاتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ، يَأْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ) منافق مرد اور منافق عورتیں یہ سب ایک دوسرے کی جنس ہیں۔ برے خصائل سب میں پائے جاتے ہیں۔ یہ لوگ ایک دوسرے کو بری باتوں کا حکم دیتے ہیں، نیک کاموں سے روکتے ہیں اور جب خرچ کرنے کیلئے کہا جاتا ہے تو اپنی مٹھیاں بند کر لیتے ہیں (نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ) یہ اللہ تعالیٰ کو بھول گئے، تو اللہ تعالیٰ ان کو اس بھول کی سزا دے گا، ان کی فریاد رسی نہیں کرے گا۔ بے شک منافقین اللہ تعالیٰ کے نافرمان ہیں لہٰذا وہ سزا ہی کے مستحق ہیں (وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا) اور اے رسول منافق مرد و عورت اور کفار کو اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی آگ کی وعید سنائی ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے (هِيَ حَسْبُهُمْ) وہ آگ ہی ان کے لئے کافی ہے (وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ) اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت بھی کردی ہے (وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ) اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے۔

آگے فرمایا (كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ) اے منافقین تمہارا حشر بالکل ان لوگوں جیسا ہوگا جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں۔ وہ قوت کے لحاظ سے تم سے زیادہ مضبوط تھے اور مال اور اولاد بھی تم سے زیادہ رکھتے تھے لیکن یہ چیزیں ان کے کچھ کام نہ آئیں، وہ عذاب الٰہی میں گرفتار ہوئے اور صفحۂ ہستی سے مٹا دئے گئے۔ ان کی قوت، مال و دولت اور اولاد سب چیزیں رکھی رہ گئیں۔ اسی طرح تمہارا بھی حال ہوگا۔ کچھ عرصہ تک دنیاوی زندگی میں انہوں نے اپنے نصیب کی حد تک فائدہ اٹھایا تو جس طرح تم سے پہلے کے لوگوں نے اپنے نصیب کے مطابق فائدہ اٹھایا تھا تم نے بھی اپنے نصیب کے مطابق فائدہ اٹھالیا (وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا) اور جس طرح انہوں نے اللہ تعالیٰ کی باتوں کا مذاق اڑانے کے لئے غور و خوض کیا تھا تم بھی اللہ تعالیٰ کی باتوں کا مذاق اڑانے کے لئے غور و خوض کر چکے تو جو حشر ان کا ہوا تھا وہی حشر تمہارا ہوگا جس طرح ان پر عذاب الٰہی آیا تھا تم پر بھی آئے گا (اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ) ان کے تمام اعمال جو انہوں نے کئے تھے دنیا اور آخرت دونوں جگہ رائیگاں ہو گئے۔ وہ دنیا میں بھی کامیاب و کامران نہ ہو سکے اور آخرت میں بھی انہیں ناکام اور نامراد ہونا ہے۔ ایسے ہی لوگ درحقیقت نقصان اٹھانے والے ہیں۔ ان کے اعمال جن پر وہ نازاں تھے نہ دنیا میں کام آئے اور نہ آخرت میں کام آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

اَوَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّاَكْثَرُ جَمْعًا۔

(القصص - ۷۸)

کیا اس کو یہ نہیں معلوم تھا کہ اللہ نے اس سے پہلے کئی امتوں کو جو قوت کے لحاظ سے اس سے زیادہ مضبوط اور جمع (پونجی) کے لحاظ سے اس سے زیادہ (بہتر حالت میں) تھیں ہلاک کر ڈالا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ○

(الروم - ۹)

کیا انہوں نے زمین میں سیر و سیاحت نہیں کی کہ کہ وہ دیکھتے کہ ان سے پہلے (کافر) لوگوں کا انجام کیسا ہوا۔ وہ طاقت میں بھی ان سے زیادہ تھے، زمین میں انہوں نے ہل بھی خوب چلایا تھا اور زراعت میں بڑی ترقی کی تھی) اور جتنا زمین کو انہوں نے آباد کیا ہے اس سے زیادہ انہوں نے آباد کیا تھا، ان کے پاس ان کے رسول معجزات لے کر آئے تھے (لیکن

وہ ایمان نہیں لائے۔ انہوں نے اپنے کفر کی سزا بھگتی) اللہ تو ایسا نہیں ہے کہ ان پر ظلم کرتا بلکہ وہ خود ہی اپنے نفسوں پر ظلم کر رہے تھے۔

آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے مجمل طور پر گذشتہ قوموں کا ذکر کیا۔ اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے بعض ایسی قوموں کی نشان دہی بھی کر دی جو عذاب الٰہی سے نیست و نابود کر دی گئیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَلَمْ يَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ) اے رسول، کیا ان منافقین کے پاس ان لوگوں کی خبریں نہیں آئیں جو ان سے پہلے گذر چکی ہیں یعنی قوم نوح کی، قوم عاد کی، قوم ثمود کی، قوم ابراہیم کی، مدین کے لوگوں کی اور الٹی ہوئی بستیوں کی۔ ان کے پاس ان کے رسول دلائل و براہین کے ساتھ آئے تھے لیکن انہوں نے ان کا مذاق اڑایا، ان پر ایمان نہ لائے تو ان کا کیا حشر ہوا۔ ان کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا (فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ) اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے کہ ان پر ظلم کرتا اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے خود اپنے اوپر ظلم کر رہے تھے اور اپنی بداعمالی سے اپنے کو عذاب کا مستحق بنا رہے تھے۔

نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قوم کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ○

(ھود - ۲۵)

اور (اے رسول) ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف (رسول بنا کر) بھیجا، انہوں نے (اپنی قوم سے کہا) میں تمہیں صاف صاف (اللہ کے عذاب سے) ڈرانے والا (بنا کر بھیجا گیا) ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ○

(نوح - ۲۵)

وہ گناہوں کی وجہ سے غرق کر دیئے گئے اور آگ میں ڈال دیئے گئے، انہیں اللہ کے علاوہ کوئی مددگار نہیں ملا (جو انہیں بچاتا)۔

قوم عاد کی طرف حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی بنا کر بھیجے گئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا، قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ، اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ○

(ھود - ۵۰)

اور (اے رسول) قوم عاد کی طرف ہم نے ان کے بھائی ہود کو (رسول بنا کر بھیجا) انہوں نے (اپنی قوم سے) کہا، اے میری قوم، اللہ کی عبادت کرو، اس کے علاوہ تمہارا کوئی الٰہ نہیں، (اور یہ جو تم نے دوسروں کو الٰہ بنا رکھا ہے یہ تمہاری افتراء پردازی ہے) اور تم واقعی (بڑے) افتراء پرداز ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ○ تَنْزِعُ النَّاسَ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ○

(اقتربت الساعۃ - ۱۹ و ۲۰)

ہم نے ان پر ہمیشہ باقی رہنے والی نحوست کے دن ایک تیز آندھی چلائی، وہ (لوگوں کو) اس طرح اکھاڑ پھینکتی تھی گویا وہ کھجور کے اکھڑے درختوں کے تنے ہیں۔

قوم ثمود کی طرف حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام رسول کر بنا کر بھیجے گئے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا، قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ، هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ، اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ○

(ھود - ۶۱)

اور (اے رسول) ثمود کی طرف (ہم نے) ان کے بھائی صالح کو (رسول بنا کر) بھیجا، انہوں نے (اپنی قوم سے) کہا اے میری قوم، اللہ کی عبادت کرو، اس کے علاوہ تمہارا کوئی الٰہ نہیں اس نے تم کو زمین (کی مٹی) سے پیدا کیا، پھر اس زمین میں تم کو آباد کیا لہٰذا (اس کا کہنا مانو اور جو گناہ کر چکے ہو ان کی) اس سے معافی مانگو پھر اس سے توبہ کرو (کہ آئندہ کوئی گناہ نہیں کروگے) بے شک میرا رب (بہت) قریب ہے (کسی وسیلہ کی اسے حاجت نہیں، وہ سب کی دعاؤں کو سننے والا اور) قبول کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا

اور جن لوگوں نے ظلم کیا تھا ان کو ایک

فِیْ دِیَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ۔
(ھود ۔ ۶۷)

سخت آواز نے پکڑ لیا، پھر ان لوگوں نے ایسی حالت میں صبح کی کہ وہ سب اپنے اپنے گھروں میں گرے ہوئے (مُردہ) پڑے تھے۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِبْرٰهِیْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ
(العنکبوت ۔ ۱۶)

اور (اے رسول، ہم نے) ابراہیم کو (ان کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا تو) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ (تعالیٰ) کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو، اگر تم سمجھو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِیْمَ ۘ○ اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ○ قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِیْنَ ○
(الشعرآء ۔ ۶۹ تا ۷۱)

اور (اے رسول) ان کو ابراہیم کا حال سنائیے جب انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا یہ تم کس چیز کی عبادت کرتے ہو۔ انہوں نے کہا ہم بتوں کی عبادت کرتے ہیں اور ان ہی کے اردگرد بیٹھے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَرَادُوْا بِهٖ كَیْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِیْنَ
(الانبیآء ۔ ۷۰)

(ابراہیم آگ میں سے صحیح و سلامت نکل آئے) انہوں نے تو ان کو (جان سے) مارنے کی) تدبیر کی تھی لیکن ہم نے ان کو ناکام و نامراد بنا دیا۔

اصحاب مدین کی طرف حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام رسول بنا کر بھیجے گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْیَالَ وَالْمِیْزَانَ اِنِّیْۤ اَرٰىكُمْ بِخَیْرٍ وَّاِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ مُّحِیْطٍ ۝
(ھود ۔ ۸۴)

اور (اے رسول) مدین کی طرف ہم نے ان کے بھائی شعیب کو (رسول بنا کر بھیجا) انہوں نے (اپنی قوم سے) کہا اے میری قوم، اللہ کی عبادت کرو، اس کے علاوہ تمہارا کوئی الٰہ نہیں اور (دیکھو) ناپ تول میں کمی نہ کیا کرو مجھے معلوم ہے کہ تم خوشحال لوگ ہو (پھر ناپ

تول میں کمی کرنے کی آخر کیا ضرورت ہے، اگر تم نہیں مانو گے تو) مجھے تمہارے متعلق ایسے دن کے عذاب کا ڈر ہے جو (سب) کو اپنے احاطہ میں لے لیگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ○ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ، اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ○

(ھود - ۹۴ و ۹۵)

الغرض جب ہمارا حکم (عذاب) آپہنچا تو ہم نے اپنی رحمت سے شعیب اور ان پر ایمان لانے والوں کو (اس عذاب سے) بچالیا اور جو ظالم تھے ان کو ایک سخت آواز نے (اپنی) گرفت میں لے لیا، پھر انہوں نے ایسی حالت میں صبح کی کہ وہ سب اپنے گھروں میں گرے ہوئے (مردہ) پڑے تھے۔ (پھر وہ اس طرح نیست و نابود کر دئے گئے) گویا وہ ان میں کبھی رہے ہی نہیں تھے خبردار ہو جاؤ جس طرح ثمود کو (رحمت سے) دور کر دیا گیا تھا اسی طرح (اہل) مدین کو بھی (رحمت سے) دور کر دیا گیا۔

اَلْمُؤْتَفِكٰت سے مراد الٹی ہوئی بستیاں ہیں مثلاً وہ بستیاں جن میں حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام رسول بنا کر بھیجے گئے تھے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○ اِذْ نَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ○ اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ○ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ○ وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ○ وَبِالَّيْلِ ، اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○

(الصّٰفّٰت - ۱۳۳ تا ۱۳۸)

اور لوط بھی رسولوں میں سے تھے (وہ وقت یاد کیجئے) جب ہم نے لوط کو اور ان کے تمام گھر والوں کو نجات دی سوائے (ان کی) بڑھیا (بیوی) کے (جو) پیچھے رہ جانے والوں میں (رہ گئی) پھر ہم نے باقی سب کو ہلاک کر دیا۔ اور (اے کافرو ملک شام کو آتے جاتے تم کبھی) صبح کو ان (کی تباہ شدہ بستیوں) پر سے گذرتے ہو (اور کبھی) رات کو تو کیا تم میں عقل نہیں (کہ عبرت حاصل کرو)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ مَّنْضُوْدٍ ○ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ○

(هود - ۸۲ و ۸۳)

پھر (اے رسول) جب ہمارا حکم (عذاب) آیا تو ہم نے اس (بستی) کو الٹ پلٹ کر دیا اور اس پر پے در پے کنکریلے پتھروں کی بارش کی جن پر آپ کے رب کی طرف سے نشان لگے ہوئے (تھے) اور (اے رسول) وہ (بستی آپ کا انکار کرنے والے) ان ظالموں سے کچھ دور بھی نہیں (یہ خود وہاں جا کر نبی کا انکار کرنے والوں کا انجام دیکھ سکتے ہیں)۔

الغرض اے کفار مکہ جس طرح یہ تمام قومیں تباہ و برباد کر دی گئیں تم بھی تباہ و برباد کر دئے جاؤ گے، اب بھی کفر سے باز آجاؤ۔

عمل

اے لوگو، کفر و نفاق سے توبہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ کی آیات میں نکتہ چینی نہ کیجئے۔ گذشتہ قومیں اپنے کفر و نفاق اور نکتہ چینی کی وجہ سے تباہ و برباد کر دی گئیں کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ بھی تباہ و برباد کر دئے جائیں۔

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنٰتُ
بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ بَعْضٍ، يَأْمُرُونَ
بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ
الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ
وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيعُونَ
اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، أُولٰٓئِكَ
سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ
حَكِيمٌ ﴿۷۱﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِينَ
وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِي

مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ، وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ، ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۷۲﴾

ترجمہ اور مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں، وہ نیک کام کا حکم دیتے ہیں اور برے کام سے منع کرتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن پر اللہ رحم فرمائے گا، بے شک اللہ غالب ہے اور حکمت والا ہے ﴿۷۱﴾ مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں سے اللہ نے ایسے باغات کا وعدہ کیا ہے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور دائمی (سرسبز وشاداب رہنے والے) باغوں میں عمدہ عمدہ مکانات کا وعدہ بھی کیا ہے (وہاں اللہ ان سے راضی ہوگا) اور اللہ کی رضاء تو سب سے بڑی (نعمت) ہے (اور) یہ بہت بڑی کامیابی ہے ﴿۷۲﴾

معانی ومصادر (طَيِّبَةٌ) طَابَ، يَطِيْبُ، طِيْبٌ وطَابٌ وطِيْبَةٌ وتَطْيَابٌ (من) اچھا ہونا (طَيِّبَةٌ = طَيِّبٌ کا مؤنث، پاک، حلال)۔

تفسیر گذشتہ آیتوں میں منافقین کے خصائل کا بیان تھا۔

یہ خصائل مندرجہ ذیل ہیں:۔

① منافقین اور منافقات ایک دوسرے کے دوست ہوتے ہیں،

② منافقین اور منافقات ایک دوسرے کو بری باتوں کا حکم دیتے ہیں۔
③ منافقین اور منافقات ایک دوسرے کو نیک کاموں سے روکتے ہیں،
④ منافقین اور منافقات نماز سے دلچسپی نہیں لیتے،
⑤ منافقین اور منافقات زکوٰۃ وصدقات بے دلی کے ساتھ دیتے ہیں،
⑥ منافقین اور منافقات اللہ تعالیٰ کے نافرمان ہوتے ہیں،
⑦ منافقین اور منافقات اللہ تعالیٰ کی آیات میں اس لئے غور وخوض کرتے ہیں کہ ان میں عیب نکالیں۔

آیاتِ زیرِ تفسیر میں منافقین اور منافقات کے خصائل کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے مؤمنین اور مؤمنات کے خصائل واوصاف کا ذکر کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

① (وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ) مؤمنین اور مؤمنات ایک دوسرے کے دوست ہوتے ہیں،
② (يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ) مؤمنین اور مؤمنات نیک کاموں کا حکم دیتے ہیں
③ (وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ) بری بات سے روکتے ہیں،
④ (وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ) نماز قائم کرتے ہیں،
⑤ (وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ) زکوٰۃ ادا کرتے ہیں،
⑥ (وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی فرمانبرداری کرتے ہیں،
⑦ مؤمنین اور مؤمنات کیونکہ اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان لاکر ہی مؤمنین اور مؤمنات بنتے ہیں لہذا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جس چیز پر ان کا ایمان ہو اس میں غور وخوض کرکے اس میں عیب نکالیں یعنی مؤمنین اور مؤمنات اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں غور وخوض تو کرتے ہیں لیکن ازیادِ ایمان وعمل کے لئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ○
(صٓ - ۲۹)

(اور اے رسول) یہ کتاب جو ہم نے آپ کی طرف اتاری ہے بڑی بابرکت ہے (اس کو اس لئے نازل کیا گیا ہے) تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں تدبر کریں اور اہل عقل نصیحت حاصل کریں۔

منافقین اور منافقات کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا:۔

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○ (التوبۃ - ۶۹)

اور یہی لوگ ہیں جو نقصان اٹھانے والے ہیں۔

اس کے برخلاف مؤمنین اور مؤمنات کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ) مؤمنین اور مؤمنات پر اللہ تعالیٰ رحم و کرم کرے گا۔ ان کو اپنی رحمت سے نوازے گا (اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ) بے شک اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔ وہ منافقین کو فوری طور پر عذاب میں مبتلا کرنے پر قدرت رکھتا ہے لیکن وہ ان کو مہلت دے رہا ہے اور اس میں بھی اس کی حکمت ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس مہلت کے زمانہ میں کچھ لوگ توبہ کر کے مؤمن بن جائیں (وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ) یہ آیت گویا (سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ) کی تفسیر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مؤمنین اور مؤمنات سے ایسے باغات کا وعدہ کیا ہے جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں اور ایسے عمدہ عمدہ مکانات کا وعدہ کیا ہے جو ہمیشہ سرسبز و شاداب رہنے والے باغوں میں (بنائے گئے ہیں) اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گا (وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ) اور اللہ تعالیٰ کی رضاء تو سب سے بڑی نعمت ہے (ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ) اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے جو مؤمن اور مؤمنات کو حاصل ہو گی۔

جنت کی نہروں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ فِيْهَا اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى۔ (محمد - ۱۵)

جنت جس کا وعدہ متقیوں سے کیا گیا ہے اس کی صفت یہ ہے کہ اس میں پانی کی نہریں ہیں جن میں کبھی بُو نہیں آئے گی، دودھ کی نہریں ہیں جن کا مزا نہیں بدلے گا، شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لئے بڑی لذت (بخش) ہوں گی اور صاف و شفاف شہد کی نہریں ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کی صفت یہ بتائی کہ وہ ایک دوسرے کے دوست ہوتے ہیں گویا ایک دوسرے سے دوستی اور محبت کرنا ایمان کی نشانی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا اَوَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى شَيْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ (صحیح مسلم کتاب

تم اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک مؤمن نہ بنو اور تم اس وقت تک مؤمن نہیں بن سکتے جب تک آپس میں محبت نہ کرو۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں

الایمان باب بیان انه لایدخل الجنة الا المؤمنون جزء ۱ صـ ۴۲)

کہ اگر تم وہ کرو تو آپس میں محبت کرنے لگو۔ (وہ چیز یہ ہے) آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔

(نوٹ: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سلسلہ میں تفصیلی معلومات کے لئے سورۂ مائدہ کی آیت ۸۹ اور سورۂ اعراف کی آیت ۱۸۴ کی تفاسیر ملاحظہ فرمائیں۔ جنت کی نہریں اور جنت میں ہمیشہ رہنے کے سلسلہ میں تفصیلی معلومات کے لئے سورۂ بقرہ کی آیت ۲۵ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

اللہ تعالیٰ کی رضوان کے سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ لِاَهْلِ الْجَنَّةِ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُوْنَ لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِيْ يَدَيْكَ فَيَقُوْلُ هَلْ رَضِيْتُمْ فَيَقُوْلُوْنَ وَمَا لَنَا لَا نَرْضٰى يَا رَبِّ وَقَدْ اَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ فَيَقُوْلُ اَلَا اُعْطِيْكُمْ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُوْنَ يَا رَبِّ وَاَيُّ شَيْءٍ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُ اُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِيْ فَلَا اَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهٗ اَبَدًا (صحیح مسلم کتاب الجنة وصفة نعیمها باب احلال الرضوان علی اهل الجنة جزء ۲ صـ ۵۳۲)

اللہ تعالیٰ جنت والوں سے فرمائے گا، اے اہل جنت جنتی جواب دیں گے، لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِيْ يَدَيْكَ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم راضی ہو، جنتی عرض کریں گے ہم راضی کیوں نہ ہوں، تو نے جو نعمتیں ہمیں عنایت فرمائی ہیں وہ کسی مخلوق کو عطاء نہیں فرمائیں، اللہ تعالےٰ فرمائے گا کیا میں اس سے بھی بڑھ کر نعمت تمہیں نہ دوں جنتی عرض کریں گے، اے ہمارے ربّ اس سے بڑھ کر اور کیا چیز ہوگی اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں تم پر اپنی خوشنودی نازل کرتا ہوں اس کے بعد میں تم سے کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔

عمل

اے ایمان والو، ایک دوسرے کو نیک کاموں کا حکم دیجئے اور بُرے کاموں سے روکئے، نماز قائم کیجئے، زکوٰۃ ادا کیجئے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کیجئے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ (۷۳)

ترجمہ اے نبی آپ کفار اور منافقین سے جہاد کیجئے اور ان پر سختی کیجئے (تاکہ یہ اپنی شرارتوں سے باز آجائیں آخرت میں تو) ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے (۷۳)

معانی ومصادر (اُغْلُظْ) غَلُظَ۔ يَغْلُظُ، غِلْظٌ وغِلْظَةٌ وغِلَاظَةٌ (ک، ن، ض) دلدار ہونا، سخت ہونا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ) اے نبی، کفار اور منافقین سے جہاد کیجئے۔ اور ان پر سختی کیجئے۔ یہ لوگ سختی ہی کے مستحق ہیں ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے۔

جہاد کی اگرچہ کئی صورتیں ہو سکتی ہیں لیکن یہاں جہاد سے مراد جنگ و جدال ہی ہے اس لئے کہ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ (ان پر سختی کیجئے) اس پر قرینہ ہے۔ آیت کا منشاء یہ ہے کہ چونکہ کفار اور منافقین اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتے لہذا اب وہ کسی قسم کی نرمی کے مستحق نہیں رہے۔ اب ان سے جنگ کر کے ان کے فتنوں کا قلع قمع کر دینا ضروری ہے۔ کفار اور منافقین اللہ تعالیٰ کے دین کو روئے زمین پر نافذ کرنے کے معاملہ میں رکاوٹ بن رہے ہیں اور آمادہ بہ جنگ ہیں لہذا ان سے جنگ کر کے اس رکاوٹ کو دور کر دینا ہی ضروری ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کا دین نافذ ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ ۔ اور (اے ایمان والو) اللہ کے راستہ میں

يُقَاتِلُونَكُمْ۔ (البقرۃ - ۱۹۰)

ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ○ (النسآء - ۷۶)

(اے ایمان والو) شیطان کے دوستوں سے لڑو (اور ان کے مکر و فریب سے ذرا بھی خوفزدہ نہ ہو اس لئے کہ) شیطان کا مکر و فریب بہت کمزور ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ○ (التوبۃ - ۲۹)

(اے ایمان والو) اہل کتاب میں سے جو لوگ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں لاتے، نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جن کو اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا ہے اور نہ دین حق کو قبول کرتے ہیں ان سے اس وقت تک لڑو جب تک وہ ماتحت بن کر اپنے ہاتھ سے جزیہ نہ ادا کریں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اہل کتاب یا تو دین اسلام قبول کریں یا حکومت اسلامیہ کی ماتحتی قبول کر کے جزیہ ادا کریں۔ اگر کفار ماتحتی قبول کر لیں گے تو اسلامی حکومت ملک میں اسلامی قانون کا نفاذ کر سکے گی۔ پوری دنیا کو یا تو اسلام قبول کرنا ہوگا یا اسلامی قانون کے نفاذ کے لئے ماتحتی قبول کر کے راہ ہموار کرنی ہوگی۔ اگر یہ دونوں باتیں نہیں ہوں گی تو پھر جنگ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ، وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ○ (التوبۃ - ۱۲۳)

اے ایمان والو اپنے قرب و جوار کے کافروں سے جنگ کرو اور ہونا یہ چاہئے کہ کافر تم میں سختی (یعنی قوت و شجاعت) محسوس کریں اور (اے ایمان والو) یہ (اچھی طرح) سمجھ کو کہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے (کسی قسم کی زیادتی نہ کرنا اس لئے کہ یہ تقویٰ کے خلاف ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ (الانفال - ۳۹)

(اے ایمان والو) ان (کافروں) سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ (و فساد) باقی نہ رہے اور پوری طرح سے اللہ کا قانون نافذ نہ ہو جائے۔

حضرت بریدہ فرماتے ہیں :۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمَّرَ أَمِيْرًا عَلٰى جَيْشٍ أَوْ سَرِيَّةٍ أَوْصَاهُ فِيْ خَاصَّتِهٖ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَمَنْ مَعَهٗ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرًا ثُمَّ قَالَ اغْزُوْا بِاسْمِ اللّٰهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَاتِلُوْا مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ اغْزُوْا وَلَا تَغُلُّوْا وَلَا تَغْدِرُوْا وَلَا تَمْثُلُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا وَلِيْدًا وَإِذَا لَقِيْتَ عَدُوَّكَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَادْعُهُمْ إِلٰى ثَلَاثِ خِصَالٍ أَوْ خِلَالٍ فَأَيَّتُهُنَّ مَا أَجَابُوْكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ وَإِنْ أَجَابُوْكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى التَّحَوُّلِ مِنْ دَارِهِمْ إِلٰى دَارِ الْمُهَاجِرِيْنَ وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّهُمْ إِنْ فَعَلُوْا ذٰلِكَ فَلَهُمْ مَا لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُهَاجِرِيْنَ فَإِنْ أَبَوْا أَنْ يَتَحَوَّلُوْا مِنْهَا فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّهُمْ يَكُوْنُوْنَ كَأَعْرَابِ الْمُسْلِمِيْنَ يَجْرِيْ عَلَيْهِمْ حُكْمُ اللّٰهِ الَّذِيْ يَجْرِيْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَكُوْنُ لَهُمْ فِي الْغَنِيْمَةِ وَالْفَيْءِ شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يُجَاهِدُوْا مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ فَإِنْ هُمْ أَبَوْا فَسَلْهُمُ الْجِزْيَةَ فَإِنْ هُمْ أَجَابُوْكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ فَإِنْ هُمْ أَبَوْا فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَقَاتِلْهُمْ (صحیح مسلم کتاب الجہاد باب تامیر الامام الامراء علی البعوث جزء ۲ ص ۶۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص کو کسی لشکر یا کسی فوجی دستے کا امیر بناتے تو اسے خصوصیت کے ساتھ اللہ سے ڈرنے کا حکم دیتے اور مسلمین کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم فرماتے پھر ارشاد فرماتے، اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا جو شخص اللہ تعالیٰ کا منکر ہو اس سے لڑنا، خیانت نہ کرنا، کسی کے ناک کان نہ کاٹنا اور کسی بچہ کو قتل نہ کرنا اور جب مشرک دشمنوں سے تمہارا مقابلہ ہو تو انہیں تین امور کی دعوت دینا اگر وہ ان تین میں سے کوئی سا امر مان لیں تو تم ان سے (اس امر کو) قبول کر لینا، اور لڑنے سے باز رہنا، انہیں اسلام کی دعوت دینا اگر وہ مان لیں تو تم ان سے (اسلام) قبول کر لینا اور جنگ سے باز رہنا اس کے بعد انہیں دعوت دینا کہ اپنا مقام چھوڑ کر مہاجرین کے مقام میں آجائیں اور ان سے یہ بھی کہہ دینا کہ اگر تم ایسا کرو گے تو نفع اور نقصان میں مہاجرین کے برابر کے شریک ہو گے۔ اگر وہ مکان کے تبدیل کرنے سے انکار کریں تو ان سے کہہ دینا ایسی صورت میں تمہارا حکم دیہاتی مسلمین کے مثل ہو گا، جو اللہ کا حکم مؤمنین پر جاری ہے وہی تم پر نافذ ہو گا، اور اگر مسلمین کے ساتھ جہاد میں شریک نہ ہو گے تو مال غنیمت اور مال فے میں سے تمہیں حصہ نہ ملے گا اگر وہ اسلام لانے سے انکار کر دیں تو ان سے جزیہ طلب کرنا اگر وہ مان لیں تو تم قبول کر لینا اور جہاد سے باز رہنا اور اگر

وہ انکار کریں تو اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنا
اور اُن سے جنگ کرنا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کسریٰ کے عامل سے فرماتے ہیں:۔

نَحْنُ أُنَاسٌ مِّنَ الْعَرَبِ كُنَّا فِي شَقَاءٍ شَدِيدٍ
وَبَلَاءٍ شَدِيدٍ نَمَصُّ الْجِلْدَ وَالنَّوَى
مِنَ الْجُوعِ وَنَلْبَسُ الْوَبَرَ وَالشَّعَرَ وَ
نَعْبُدُ الشَّجَرَ وَالْحَجَرَ فَبَيْنَا نَحْنُ كَذٰلِكَ
إِذْ بَعَثَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْأَرَضِينَ
تَعَالٰى ذِكْرُهٗ وَجَلَّتْ عَظَمَتُهٗ إِلَيْنَا نَبِيًّا
مِنْ أَنْفُسِنَا نَعْرِفُ أَبَاهُ وَأُمَّهٗ فَأَمَرَنَا
نَبِيُّنَا رَسُولُ رَبِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنْ نُقَاتِلَكُمْ حَتّٰى تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَحْدَهٗ
أَوْ تُؤَدُّوا الْجِزْيَةَ وَأَخْبَرَنَا نَبِيُّنَا
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رِسَالَةِ
رَبِّنَا أَنَّهٗ مَنْ قُتِلَ مِنَّا صَارَ إِلَى الْجَنَّةِ
فِي نَعِيمٍ لَمْ يَرَ مِثْلَهَا قَطُّ وَمَنْ بَقِيَ مِنَّا
مَلَكَ رِقَابَكُمْ (صحیح بخاری کتاب
الجهاد باب الجزية والموادعة جزء۴
ص۱۱۸)

ہم عرب کے باشندے ہیں ہم لوگ سخت
بدبختی اور سخت مصیبت میں گرفتار تھے بھوک
کی وجہ سے ہم لوگ چمڑا اور چھوارے کی
گٹھلیاں چوسا کرتے تھے، چمڑے اور بال کی
پوشاک پہنتے تھے، درختوں اور پتھروں کی پوجا
کرتے تھے۔ ہم اسی حالت میں تھے کہ آسمانوں
اور زمینوں کے مالک نے جس کا بیان بہت
اونچا ہے، جس کی عظمت کی بلندی لا محدود
ہے اس نے ہماری قوم میں سے ایک نبی ہمارے
لئے مبعوث فرمایا جن کے ماں باپ کو ہم جانتے
ہیں، ہم کو ہمارے نبی اور اللہ کے رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم تم سے اس
وقت تک جنگ کرتے رہیں جب تک تم ایک
اللہ کی پرستش شروع نہ کرو۔ یا جزیہ دینا قبول
نہ کرو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی جانب
سے ہمیں یہ اطلاع بھی دی ہے کہ ہم مسلمین میں
سے جو مارا جائے گا تو وہ سیدھا جنت کی نعمتوں
میں داخل ہوگا، اس جیسی نعمت اس نے کبھی نہ
دیکھی ہوگی اور ہم میں سے جو زندہ رہے گا وہ
تمہاری گردنوں کا مالک ہوگا۔

منافقین اگرچہ اسلام کے خلاف مسلح تصادم تو نہیں کر سکتے تاہم وہ اسلامی حکومت کے اندر رہ کر فتنے برپا کر سکتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے بھی خلاف سختی کرنے کا حکم دیا اور ان کی ریشہ دوانیوں کو کچلنے کا حکم صادر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے قانون کے نفاذ کا مطلب ہی یہی ہے کہ مکمل امن و امان ہو۔ تمام لوگوں کے اموال، ان کی جانیں اور ان کی عزت و آبرو محفوظ ہو۔ کفار اس راہ میں مسلح ہو کر مقابلہ کرتے ہیں، منافق اندر ہی اندر جڑیں کھوکھلی کرتے ہیں۔ لہٰذا دونوں پر سختی

کا حکم دیا گیا۔ منافقین کی حرکات کو سختی سے کچلنے کے سلسلہ میں ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○ لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ○ مَّلْعُوْنِيْنَ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ○ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ○

(الاحزاب - ۵۹ تا ۶۲)

اے نبی، اپنی بیویوں، اپنی بیٹیوں اور مؤمنین کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ (جب وہ باہر نکلا کریں تو) اپنے (چہروں) پر اپنی چادروں میں سے کچھ حصہ لٹکا لیا کریں، اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ وہ پہچان لی جائیں گی (کہ پاکدامن شریف عورتیں ہیں) لہذا انہیں کوئی چھیڑیگا نہیں، (بے شک) اللہ بہت معاف کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔ اگر منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے اور وہ لوگ جو شہر میں سنسنی خیز باتیں پھیلاتے ہیں باز نہ آئے تو ہم آپ کو ان (کے سزا دینے) پر اکسا دیں گے پھر وہ آپ کے ساتھ شہر میں چند دن سے زیادہ نہ رہ سکیں گے۔ وہ لعنت زدہ ہوں گے اور جہاں کہیں بھی پائے جائیں گے گرفتار کر لئے جائیں گے اور قتل کر دئے جائیں گے۔ جو لوگ پہلے گذر چکے ہیں ان میں بھی اللہ کا یہی دستور رہا ہے اور (اے رسول) آپ اللہ کے دستور میں تبدیلی نہیں پائیں گے۔

منافقین کی سرکوبی تو ضرورتاً ہی کی جا سکتی ہے۔ اگر وہ امن و امان سے رہیں تو ان پر سختی کی ضرورت ہی نہیں۔ جو نفاق وہ اپنے دل میں چھپائے رکھتے ہیں اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہوتا ہے۔ کیونکہ منافقین کی سرکوبی کا کوئی واقعہ منقول نہیں لہذا یہی سمجھا جاتا ہے کہ آیت زیر تفسیر اور سورۂ احزاب کی مندرجہ بالا آیت کے نزول کے بعد منافقین کے حوصلے پست ہو گئے اور وہ خاموش ہو کر بیٹھ گئے۔

کفار سے بھی جنگ ضرورتاً اور مجبوراً ہی کی جاتی ہے۔ جب مسلمین مسلح ہو کر تبلیغ اور اعلائے کلمۃ الحق کے لئے نکلتے ہیں تو اگر کافر مسلم ہو جائیں تو جنگ کی نوبت نہیں آتی اور اگر وہ مسلم تو نہ ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کے قوانین کی برتری تسلیم کر لیں، قوانین الٰہیہ کے نفاذ میں رکاوٹ نہ بنیں

بلکہ حکومت الٰہیہ کے ماتحت بن کر ماتحتی کی علامت کے طور پر جزیہ ادا کریں تو بھی جنگ کی نوبت نہیں آتی۔ جنگ کی نوبت اس وقت آتی ہے جب وہ اللہ تعالےٰ کے قوانین کے نفاذ میں رکاوٹ کا سبب بن جائیں اور مسلح ہو کر مقابلہ پر آجائیں کیونکہ مسلمین کو ہر حال میں اعلائے کلمۃ الحق کا فریضہ انجام دینا ہوتا ہے لہذا ایسی صورت میں اس رکاوٹ کو دور کرنے کے لئے مسلمین کو اپنے ہاتھ میں تلوار لینی پڑتی ہے۔ مندرجہ بالا دو حدیثیں جو صحیح مسلم کے حوالہ سے اوپر گذریں اس پر کھلی دلیل ہیں۔

عمل

اے ایمان والو، کفار اور منافقین سے جہاد کیجئے اور اگر وہ سرکشی سے باز نہ آئیں تو ان پر سختی کیجئے تاکہ وہ آئندہ اسلام کے خلاف سازش نہ کر سکیں اور نہ نفاذ اسلام کے سلسلہ میں رکاوٹ بن سکیں۔

يَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوا،
وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَ
كَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَ
هَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوا وَمَا نَقَمُوا
إِلَّا أَنْ أَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ
مِنْ فَضْلِهِ، فَإِنْ يَتُوبُوا يَكُ
خَيْرًا لَّهُمْ وَإِنْ يَتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ
اللّٰهُ عَذَابًا أَلِيمًا فِي الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُمْ فِي

الْاَرْضِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ ﴿۷۴﴾

ترجمہ یہ لوگ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ انہوں نے (آپ کے یا اسلام کے خلاف) کوئی بات نہیں کہی حالانکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ انہوں نے کفر کی بات کہی تھی اور یہ لوگ اسلام لانے کے بعد کافر ہو گئے ہیں۔ مزید برآں انہوں نے ایک ایسی بات کا بھی ارادہ کیا تھا جس پر وہ قادر نہیں ہو سکے، یہ اور کسی بات کا بدلہ نہیں لے رہے۔ سوائے اس بات کے کہ اللہ اور اس کے رسول نے اللہ کے فضل سے انہیں مالدار کر دیا، اگر یہ لوگ توبہ کر لیں تو ان کے حق میں بہتر ہے اور اگر منہ موڑیں تو اللہ ان کو دنیا میں بھی دردناک عذاب دیگا اور آخرت میں بھی اور روئے زمین پر نہ ان کا کوئی دوست ہوگا اور نہ مددگار ﴿۷۴﴾

معانی ومصادر (هَمُّوْا) هَمَّ، يَهُمُّ، هَمٌّ و مَهَمَّةٌ (ن) فکر میں ہونا، ارادہ کرنا، چاہنا۔

(يَنَالُوْا) نَالَ، يَنَالُ و يَنِيْلُ، نَيْلٌ و نَالٌ و نَالَةٌ (ف وض) پانا۔ پہنچنا۔

(نَقَمُوْا) نَقَمَ، يَنْقِمُ، نَقْمٌ (ض، س) برا سمجھنا، عیب لگانا، بدلہ لینا۔

تفسیر منافقین اگرچہ زبان سے اسلام کا اقرار کرتے تھے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کے خلاف خفیہ تدبیریں بھی کرتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں گستاخی کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ۔

(التوبۃ - ۶۱)

اور ان میں ایسے بھی لوگ ہیں جو نبی کو تکلیف پہنچاتے ہیں، کہتے ہیں کہ یہ تو کان (کے کچے) ہیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مال تقسیم کرتے تو آپ کی تقسیم پر اعتراض کرتے اور ناانصافی کا الزام لگاتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ۔

(التوبۃ - ۵۷)

اور (اے رسول) ان میں بعض ایسے بھی لوگ ہیں جو (تقسیم) صدقات (کے سلسلہ) میں آپ پر (ناانصافی کا) الزام لگاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اور اس کی آیات کا مذاق اڑاتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ○

(التوبۃ - ۶۵)

اور (اے رسول) اگر آپ ان سے (ان کے مذاق اڑانے کے متعلق) دریافت کریں تو یہ کہیں گے کہ ہم تو یونہی بات چیت اور ہنسی دل لگی کر رہے تھے (تو اے رسول پھر آپ ان سے) پوچھئے کہ کیا تم (اپنی دل لگی کے لئے) اللہ، اس کی آیات اور اس کے رسول کا مذاق اڑاتے ہو؟

الغرض اس قسم کی مختلف کافرانہ حرکتیں وہ کرتے رہتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا) اے رسول، اگر آپ ان سے پوچھیں تو اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھا کر کہیں گے کہ ہم نے یہ بات نہیں کہی (وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ) حالانکہ انہوں نے یقیناً کفر کی بات کہی تھی (وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ) اور اسلام لانے کے بعد پھر کافر ہو گئے ہیں (وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا) مزید برآں انہوں نے ایسے منصوبے بنائے تھے جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کو نقصان پہنچے لیکن وہ اپنے ارادوں میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ، وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ○ اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ○

(اذا جآءک المنٰفقون - ۱ تا ۳)

(اے رسول) جب منافقین آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں: ہم شہادت دیتے ہیں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں، اللہ جانتا ہے کہ بے شک آپ اس کے رسول ہیں لیکن اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق جھوٹے ہیں (یہ دل سے گواہی نہیں دیتے) انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے اور (لوگوں کو) اللہ کے راستہ سے روکتے رہتے ہیں، جو کچھ یہ کر رہے ہیں وہ بے شک بہت برا ہے۔ یہ اس لئے کہ یہ لوگ (پہلے) ایمان لائے پھر کفر کیا لہٰذا ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی (اور اب) یہ کچھ نہیں سمجھتے۔

آگے فرمایا (وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ) اور اے رسول یہ اور کسی بات کا بدلہ نہیں لے رہے سوائے اس بات کے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اللہ تعالےٰ کے فضل سے ان کو غنی کر دیا۔ ان کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول

صلی اللہ علیہ وسلم کا شکر گذار ہونا چاہئے تھا کہ جنہوں نے ان کو مال و دولت سے مالا مال کر دیا لیکن وہ بجائے اس کے کہ شکر گذار ہوتے وہ الٹا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نا شکری کر رہے ہیں، اسلام کو نقصان پہنچانے کے لئے سر توڑ کوششوں میں لگے ہوئے ہیں (فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ) اگر وہ اب بھی توبہ کر لیں اور اسلام لے آئیں تو اس میں انہی کی بہتری ہے (وَ اِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ) اور اگر اسلام سے منہ موڑیں تو اللہ تعالیٰ ان کو دنیا میں بھی دردناک عذاب میں مبتلا کرے گا اور آخرت میں بھی (وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا نَصِيْرٍ) اور پھر روئے زمین پر ان کو عذاب الٰہی سے بچانے والا نہ کوئی دوست ملے گا اور نہ مددگار۔

عمل

اے ایمان والو، ایمان لانے کے بعد کوئی کفر کی بات زبان سے نہ نکالیئے اور نہ کفر کی حمایت کیجئے۔ اللہ تعالیٰ کے احسانات کو یاد کیجئے اور اس کے شکر گذار رہیئے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰنَا
مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ
مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٧٥﴾ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ
مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا
وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٧٦﴾ فَاَعْقَبَهُمْ
نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ
بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ
وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ﴿٧٧﴾ اَلَمْ
يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ

وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۷۸﴾

ترجمہ ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر اللہ انہیں اپنے فضل سے (مال) عطاء کریگا تو وہ ضرور (اللہ کے راستہ میں) صدقہ دیں گے اور نیک بن جائینگے ﴿۷۵﴾ پھر جب اللہ نے اپنے فضل سے انہیں (مال) دیا تو بخل کرنے لگے اور رد گردانی کرتے ہوئے (اپنے عہد سے) پھر گئے ﴿۷۶﴾ تو اللہ نے ان کی وعدہ خلافی اور جھوٹ بولنے کی وجہ سے اس دن تک کے لئے جس دن یہ اللہ سے ملاقات کریں گے بطور سزا کے ان کے دلوں میں نفاق ڈال دیا ﴿۷۷﴾ کیا انہیں نہیں معلوم کہ اللہ (کو ان کے دل کا حال معلوم ہے وہ) ان کے بھیدوں کو بھی جانتا ہے اور ان کی سرگوشیوں سے بھی واقف ہے، بے شک اللہ تمام غیبوں کا جاننے والا ہے ﴿۷۸﴾

معانی ومصادر (تَصَّدَّقَنَّ) اِصَّدَّقَ، یَصَّدَّقُ، اِصَّدُّقٌ (باب افتعل) صدقہ دینا۔
(اَعْقَبَ) اَعْقَبَ، یُعْقِبُ، اِعْقَابٌ (باب افعال) جزا دینا، پیچھے آنا، پیچھے لگا دینا۔
(سِرٌّ) اَسَرَّ، یُسِرُّ، اِسْرَارٌ (باب افعال) چھپانا۔
(نَجْوٰی) نَجَا، یَنْجُوْ، نَجْوٌ ونَجْوٰی (ن) سرگوشی کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں منافقین کی مزید چند بد خصلتوں کا ذکر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ) اور اے رسول، ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ اگر اللہ تعالےٰ انہیں مال و دولت عطاء فرمائیگا تو وہ ضرور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کریں گے اور ضرور نیک و صالح بندے بن جائیں گے (فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ) لیکن جب اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے انہیں مال اور دولت عطاء فرمادی تو وہ بخل کرنے لگے، اپنے عہد سے پھر گئے اور وہ ابھی تک بدستور اپنے عہد سے روگردانی کر رہے ہیں (فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ) لہذا اللہ تعالےٰ نے ان کی وعدہ خلافی اور ان کے جھوٹ بولنے کی وجہ سے اس دن تک کے لئے جس دن یہ

اللہ تعالیٰ سے ملاقات کریں گے بطور سزا کے ان کے دلوں میں نفاق ڈال دیا۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے منافقین کی تین بد خصلتوں کا ذکر فرمایا :۔

① ایک تو عہد سے پھر جانا اور وعدہ خلافی کرنا،
② دوسری بخل کرنا،
③ تیسری جھوٹ بولنا،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب علامۃ المنافق جزء اول ص۱۵ و صحیح مسلم کتاب الایمان باب خصال المنافق جزء اول ص۴۲ واللفظ للبخاری)

چار باتیں جس میں ہوں وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان چار میں سے ایک بات ہو اس میں ایک بات نفاق کی ہے جب تک وہ اس کو چھوڑ نہ دے۔ وہ چار باتیں یہ ہیں: جب امین بنایا جائے تو خیانت کرے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور جب لڑے تو گالی بکے۔

امانت میں خیانت کرنا ان کے بخل کا ہی ایک شاخسانہ ہے۔ اگر طبیعت میں بخل نہ ہوتا تو خیانت کی نوبت ہی نہیں آتی۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ وعدہ خلافی کرنے اور جھوٹ بولنے کا نتیجہ دل میں نفاق پیدا ہونا ہے۔ جو شخص وعدہ خلافی کریگا اور جھوٹ بولے گا اس کے دل میں خود بخود نفاق پیدا ہو جائے گا۔ نفاق سے اگر بچنا ہے تو ان خصائل سے بچنا چاہئے جن کی وجہ سے نفاق پیدا ہوتا ہے۔ نفاق پیدا ہو جانے کے بعد مذکورہ بالا برے خصائل گویا منافق کا خاصہ بن جاتے ہیں اور پھر وہ ان خصائل ہی سے پہنچانا جاتا ہے۔

منافقین اسلام کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مختلف قسم کے خفیہ منصوبے بناتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا (التوبۃ ۔ ۷۴)

انہوں نے ایک ایسی بات کا بھی ارادہ کیا تھا جس پر وہ قادر نہیں ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَ

وہ گناہ، ظلم و زیادتی اور رسول کی نافرمانی کی

مَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ (المجادلۃ۔ ۸)

سرگوشیاں کرتے رہتے ہیں۔

اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ) کیا ان منافقین کو نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ ان کے بھیدوں سے بھی واقف ہے اور ان کی سرگوشیوں سے بھی واقف ہے۔ اس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں۔ وہ تمام چھپی ہوئی باتوں کو جاننے والا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

أَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ

(الزخرف۔ ۸۰)

کیا وہ گمان کرتے ہیں کہ ہم ان کے بھیدوں اور ان کی سرگوشیوں کو نہیں سنتے، کیوں نہیں، ہم (ضرور) سنتے ہیں اور ہمارے فرشتے ان کے پاس ان کی تمام باتوں کو لکھ بھی رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ، مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا، ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ

(المجادلۃ۔ ۷)

(اے رسول) کیا آپ کو نہیں معلوم کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اللہ اُس کو (خوب) جانتا ہے، جب تین آدمی سرگوشی کرتے ہیں تو ان میں چوتھا اللہ ہوتا ہے اور جب پانچ آدمی سرگوشی کرتے ہیں تو ان میں چھٹا اللہ ہوتا ہے۔ غرض یہ کہ اس سے کم ہوں یا اس سے زیادہ اللہ ان کے ساتھ ہوتا ہے خواہ وہ کسی بھی جگہ ہوں، پھر قیامت کے دن وہ انہیں بتائے گا کہ وہ (دنیا میں) کیا کیا کرتے رہے تھے، بے شک اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔

عمل

اے ایمان والو، ایمان لانے کے بعد کفر کا کلمہ زبان سے نہ نکالئے۔ اللہ تعالیٰ کی ناشکری نہ کیجئے۔ اگر آپ اللہ تعالیٰ سے کوئی عہد کریں تو اُسے حتی الامکان پورا کیجئے۔ جھوٹ نہ بولیئے۔ اسلام کے خلاف کوئی منصوبہ نہ خفیہ طور پر بنائیے اور نہ ظاہر طور پر۔ یہ منافقانہ حرکتیں ہیں۔ ان سے بچئے۔

اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ
مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِى الصَّدَقٰتِ
وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا
جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ
سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ
اَلِيْمٌ ﴿٧٩﴾ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ
لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ
لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ
اللّٰهُ لَهُمْ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا

بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۸۰﴾

ترجمہ | جو لوگ صدقات کے (سلسلہ) میں ان مؤمنین پر طعنہ زنی کرتے ہیں جو اپنی خوشی سے (اللہ کے راستہ میں دل کھول کر) خیرات کرتے ہیں اور ان لوگوں پر (طعنہ زنی کرتے ہیں) جو (خیرات کرنے کے لئے) کچھ نہیں پاتے سوائے مزدوری (سے کمائی ہوئی قلیل رقم) کے، پھر (یہی نہیں بلکہ) ان (خیرات کرنے والوں) کا مذاق بھی اڑاتے ہیں (تو ایسے لوگوں کو) اللہ (ضرور) مذاق کی سزا دے گا، ان کے لئے دردناک عذاب (تیار) ہے ﴿۷۹﴾ (اے رسول) آپ ان لوگوں کے لئے مغفرت کی دعاء کریں یا نہ کریں (دونوں برابر ہیں) اگر آپ ان کے لئے ستر مرتبہ بھی مغفرت کی دعاء کریں گے تب بھی اللہ ان کی مغفرت نہیں کرے گا، یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا (لہٰذا یہ مغفرت کے مستحق نہیں رہے) اور اللہ فاسقوں کو راہ راست پر چلا کر منزل مقصود پر نہیں پہنچایا کرتا ﴿۸۰﴾

معانی و مصادر | (اَلْمُطَّوِّعِيْنَ) اِطَّوَّعَ، يَطَّوَّعُ، اِطَّوُّعٌ (باب اِفْتَعَلَ) فرائض سے زیادہ کام کرنا۔

(جُهْدٌ) جَهَدَ، يَجْهَدُ، جَهْدٌ (ف) مشقت کے ساتھ کوشش کرنا۔

(يَسْخَرُوْنَ) (سَخِرَ) سَخِرَ، يَسْخَرُ، سَخَرٌ ومَسْخَرٌ وسُخْرٌ وسُخْرَةٌ ومَسْخَرَةٌ۔ (س) مذاق کرنا۔

شان نزول | حضرت ابو مسعودؓ فرماتے ہیں:۔

لَمَّا اُمِرْنَا بِالصَّدَقَةِ كُنَّا نَتَحَامَلُ فَجَآءَ اَبُوْ عَقِيْلٍ بِنِصْفِ صَاعٍ وَّجَآءَ اِنْسَانٌ بِاَكْثَرَ مِنْهُ فَقَالَ الْمُنَافِقُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنْ صَدَقَةِ هٰذَا وَمَا فَعَلَ هٰذَا الْاٰخَرُ اِلَّا رِئَآءً فَنَزَلَتْ

جب ہمیں خیرات کرنے کا حکم دیا گیا تو ہم مزدوری پر بوجھ ڈھویا کرتے تھے، ایک دن ابو عقیل آدھا صاع کھجور لے کر آئے اور ایک شخص بہت زیادہ مال لے کر آیا۔ منافق کہنے لگے اللہ اس حقیر خیرات سے

الَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ الْاٰيَةَ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ براءۃ جزء ۶ ص۸۴ و صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب الحمل اجرۃ یتصدق بھا جزء اول ص۳۰۸)

بے پرواہ ہے اور دوسرا جو زیادہ مال لے کر آیا ہے تو محض دکھانے کے لئے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ (آخر آیت تک)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ) جو لوگ صدقات دینے کے سلسلہ میں ان مؤمنین پر طعنہ زنی کرتے ہیں جو اپنی خوشی سے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں دل کھول کر خرچ کرتے ہیں اور ان لوگوں پر بھی طعنہ زنی کرتے ہیں جن کے پاس صدقہ اور خیرات کرنے کے لئے کچھ نہیں ہوتا سوائے اس قلیل رقم کے جو وہ محنت مزدوری کر کے کماتے ہیں پھر یہ ان کا مذاق بھی اڑاتے ہیں (سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ) اللہ تعالےٰ ایسے لوگوں کو مذاق کی سزا دے گا، ایسے لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ) اے رسول، خواہ آپ ان کے لئے مغفرت کی دعاء کریں یا نہ کریں، (دونوں برابر ہیں) اگر آپ ان کی مغفرت کے لئے اللہ تعالےٰ سے ستر مرتبہ بھی دعاء کریں گے تب بھی اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت نہیں فرمائے گا (ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ) یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا انکار کیا، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان نہیں لائے تو اب ان کی مغفرت کیسے ہو سکتی ہے اور کس طرح یہ منزل مقصود پر پہنچ سکتے ہیں (وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ) اور اے رسول، اللہ تعالیٰ فاسقوں کو منزل مقصود پر نہیں پہنچاتا (منافقین فاسق ہیں لہذا ان کی بخشش نہیں ہو سکتی)۔

عمل

اے لوگو، اگر مؤمنین زیادہ صدقہ دیں تو انہیں ریاکاری کا طعنہ نہ دیجئے اور اگر مؤمنین کم صدقہ دیں تو ان کا مذاق نہ اڑائیے۔

اے ایمان والو، محنت و مزدوری کر کے جو معمولی سی رقم بھی آپ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کر سکتے ہیں تو اسے ضرور خرچ کیجئے۔ صدقہ کے کم ہونے کا لحاظ نہ کیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِّنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ وَلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ اِلَّا الطَّيِّبَ فَاِنَّ

جس نے پاک کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کیا اور اللہ قبول نہیں کرتا مگر پاک چیز تو اللہ اس

اللّٰہَ یَتَقَبَّلُھَا بِیَمِیْنِہٖ ثُمَّ یُرَبِّیْھَا لِصَاحِبِہٖ کَمَا یُرَبِّیْ اَحَدُکُمْ فَلُوَّہٗ حَتّٰی تَکُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الصدقۃ من کسب طیب جزء ۲ ص ۱۳۲ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب قبول الصدقۃ من الکسب الطیب جزء اول ص ۳۲۵)

کو (قبول فرما کر) اپنے دائیں ہاتھ میں لے لیتا ہے پھر اس کو خیرات کرنے والے کے لئے پالتا رہتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی شخص اپنے بچھڑے کو پالتا ہے یہاں تک کہ وہ خیرات پہاڑ کے برابر ہو جاتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَۃٍ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب اتقوا النار ولو بشق تمرۃ جزء ۱ ص ۱۳۶ و صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب الحث علی الصدقۃ ولو بشق تمرۃ جزء اول ص ۳۰۶)

دوزخ سے بچو خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی دے کر سہی۔

اے لوگو، نفاق سے دور رہیئے۔ نفاق کفر ہے اور کفر کرنے والے کی بخشش ناممکن ہے۔

فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ
خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا
اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ
وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ
قَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ۭ قُلْ
نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ۭ لَوْ كَانُوْا
يَفْقَهُوْنَ ۝۸۱ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا
وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ جَزَاۗءًۢ بِمَا كَانُوْا
يَكْسِبُوْنَ ۝۸۲ فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ

إِلَىٰ طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَاذَنُوكَ
لِلْخُرُوجِ فَقُلْ لَّن تَخْرُجُوا
مَعِيَ أَبَدًا وَلَن تُقَاتِلُوا مَعِيَ
عَدُوًّا ۚ إِنَّكُمْ رَضِيتُم بِالْقُعُودِ
أَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوا مَعَ
الْخَالِفِينَ ﴿٨٣﴾

ترجمہ | جولوگ رسول کی مخالفت کرتے ہوئے (جنگ کے لئے روانہ نہ ہوئے اور مدینہ ہی میں) پیچھے رہ گئے وہ (اپنے گھروں میں) بیٹھے رہنے سے بہت خوش ہیں۔ انہوں نے اللہ کے راستہ میں اپنے مال اور اپنی جان کے ساتھ جہاد کرنے کو ناپسند کیا (یہی نہیں بلکہ دوسروں کو بھی یہ کہہ کر روکنے لگے کہ) گرمی میں نہ نکلو۔ (اے رسول) آپ (ان سے) کہہ دیجئے کہ جہنم کی آگ اس سے بھی زیادہ گرم ہے، اے کاش وہ (اس بات کو) سمجھتے (۸۱) جو عمل یہ کر رہے ہیں اس کے بدلہ میں انہیں چاہئے کہ ہنسیں کم اور روئیں زیادہ (۸۲) (اور اے رسول) اگر اللہ آپ کو ان میں سے کسی جماعت کے پاس لوٹا کر لے جائے اور وہ آپ سے (جہاد کے لئے) نکلنے کی اجازت طلب کریں تو آپ (ان سے) کہہ دیجئے کہ تم کبھی بھی میرے ساتھ نہیں نکل سکتے اور نہ میرے ساتھ دشمن سے لڑ سکتے ہو، تم نے پہلی مرتبہ (گھروں میں) بیٹھے رہنے کو پسند کیا، اب بھی تم پیچھے رہ جانے

والوں کے ساتھ بیٹھے رہو (۸۳)

معانی ومصادر (فَرِحَ) فَرِحَ، یَفْرَحُ، فَرَحٌ (س) خوش ہونا۔
(اَلْمُخَلَّفُوْنَ) خَلَّفَ، یُخَلِّفُ، تَخْلِیْفٌ (باب تفعیل) مؤخر کرنا۔
(خِلَافَ) خَالَفَ، یُخَالِفُ، مُخَالَفَۃٌ وخِلَافٌ (باب مفاعلۃ) ناموافقت کرنا، تاخیر کرنا۔
(خَالِفِیْنَ) خَلَفَ، یَخْلِفُ، خَلْفٌ (ض) بعد میں جانشین ہونا، پیچھے ہو جانا۔

تفسیر منافقین جنگ تبوک میں شریک نہیں ہوئے ان کو اپنے پیچھے چھوڑے جانے کا کوئی صدمہ نہیں تھا بلکہ (فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں وہ اپنے گھروں میں بیٹھے رہنے سے بہت خوش تھے (وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ) انہیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان کے ساتھ جہاد کرنا ناگوار تھا۔ وہ خود ہی جنگ میں شریک نہیں ہوئے بلکہ (وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ) یہ کہہ کر کہ "گرمی کے زمانہ میں نہ نکلو" دوسروں کو بھی جنگ میں شریک ہونے سے روکنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ) اے رسول، ان سے کہہ دیجئے کہ جہنم کی آگ تو اس سے بھی زیادہ سخت ہے۔ اُسے کیسے برداشت کریں گے، کاش وہ اس بات کو سمجھتے تو دنیا کی گرمی برداشت کر لیتے اور دوزخ کی آگ سے اپنے آپ کو بچا لیتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ۔ (البقرۃ - ۱۷۵)

تو (پھر) یہ آگ (کے عذاب) پر کتنے صابر ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَارُكُمْ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِيْنَ جُزْأً مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ كَانَتْ لَكَافِيَةً قَالَ فُضِّلَتْ عَلَيْهِنَّ بِتِسْعَةٍ وَسِتِّيْنَ جُزْأً كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا (صحیح بخاری کتاب بدأ الخلق باب صفۃ النار جزء ۴ ص ۱۴۷ وصحیح مسلم کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمہا باب فی شدۃ نار جہنم جزء ۲ ص ۵۳۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "تمہاری آگ جہنم کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے" آپ سے کہا گیا اے اللہ کے رسول، یہی آگ کافی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! دوزخ کی آگ تمہاری آگ سے انہتر درجہ زیادہ کر دی گئی ہے۔ ہر حصہ تمہاری آگ کے مثل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِشْتَكَتِ النَّارُ اِلٰى رَبِّهَا فَقَالَتْ رَبِّ اَكَلَ بَعْضِيْ بَعْضًا فَاَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ فَاَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ فِي الْحَرِّ وَاَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الزَّمْهَرِيْرِ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب صفة النار جزء ۴ صـ ۱۴۶)

دوزخ نے اپنے رب سے شکایت کی۔ اس نے کہا: اے میرے رب میرے بعض حصہ نے بعض حصہ کو کھالیا۔ اللہ نے اس کو دو سانس لینے کی اجازت دی۔ ایک سانس سردی کے موسم میں اور ایک سانس گرمی کے موسم میں تو گرمی (کے موسم) میں جو بہت شدت کی گرمی تم محسوس کرتے ہو اور سردی کے موسم میں جو بہت شدت کی سردی تم محسوس کرتے ہو (وہ انہی سانسوں کی وجہ سے ہوتی ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

يُؤْتٰى بِاَنْعَمِ اَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُصْبَغُ فِي النَّارِ صَبْغَةً ثُمَّ يُقَالُ يَا ابْنَ اٰدَمَ هَلْ رَاَيْتَ خَيْرًا قَطُّ هَلْ مَرَّ بِكَ نَعِيْمٌ قَطُّ فَيَقُوْلُ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ وَيُؤْتٰى بِاَشَدِّ النَّاسِ بُؤْسًا فِي الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُصْبَغُ صَبْغَةً فِي الْجَنَّةِ فَيُقَالُ لَهٗ يَا ابْنَ اٰدَمَ هَلْ رَاَيْتَ بُؤْسًا قَطُّ هَلْ مَرَّ بِكَ شِدَّةٌ قَطُّ فَيَقُوْلُ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا مَرَّ بِيْ بُؤْسٌ قَطُّ وَلَا رَاَيْتُ شِدَّةً قَطُّ (صحیح مسلم کتاب صفة القيمة والجنة والنار باب صبغ انعم اهل الدنيا فى النار جزء ۲ صـ ۵۲۳)

دوزخیوں میں سے وہ شخص جو دنیا والوں میں بہت خوشحال تھا قیامت کے دن لایا جائے گا پھر اس کو دوزخ میں ایک غوطہ دیا جائے گا، پھر اس سے کہا جائے گا اے ابن آدم، کیا تو نے کبھی خیر دیکھی، کیا تو کبھی خوشحال رہا۔ وہ کہے گا اے میرے رب، اللہ کی قسم نہیں۔ پھر اہل جنت میں سے وہ شخص لایا جائے گا جو دنیا میں بہت بدحال تھا۔ اس کو جنت میں ایک غوطہ دیا جائے گا پھر اس سے کہا جائے گا اے ابن آدم کیا تو نے کبھی بدحالی دیکھی، کیا تجھ پر کبھی سختی گذری۔ وہ کہے گا: اے میرے رب، اللہ کی قسم نہیں۔ مجھ پر کبھی بدحالی نہیں گذری اور نہ میں نے کبھی سختی دیکھی۔

آگے فرمایا (فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ) ان منافقین کو چاہئے کہ جو عمل یہ کر رہے ہیں اس کے بدلہ میں ہنسیں کم اور روئیں زیادہ۔ یہ اپنے اعمال پہ خوش ہیں، انہیں چاہئے کہ اپنی ان بداعمالیوں پر جو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کے خلاف کر رہے ہیں خوب روئیں اور افسوس کریں کہ وہ یہ کیا کر گذرے کہ اب اس کے بدلہ میں انہیں دوزخ کا سخت

ترین عذاب بھگتنا پڑے گا۔

آگے فرمایا (فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ) اور اے رسول، اگر اللہ تعالےٰ آپ کو جنگ تبوک سے لوٹا کر ان منافقین کی کسی جماعت کے پاس لے جائے (فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا) اور وہ آئندہ کسی موقع پر آپ سے جنگ کے لئے نکلنے کی اجازت مانگیں تو آپ ان سے کہہ دیجئے اب تم میرے ساتھ کبھی بھی نہیں نکل سکتے (وَلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا) اور نہ میرے ساتھ ہو کر دشمن سے لڑ سکتے ہو (اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ) تم نے پہلی مرتبہ یعنی جنگ تبوک کے موقع پر گھروں میں بیٹھے رہنے کو پسند کیا تو اب بھی تم پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو۔ (اے رسول) اللہ تعالےٰ کو اب یہ منظور ہی نہیں کہ وہ جنگ میں شریک ہوں۔ ان کے شریک کرنے سے سوائے نقصان کے اور کیا حاصل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّلَاَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ، وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالظّٰلِمِيْنَ ○

(التوبۃ۔ ۴۷)

(اور اے ایمان والو، ان کا لڑائی کے لئے نہ نکلنا اچھا ہی ہوا) اگر وہ تمہارے ساتھ نکل کھڑے ہوتے تو سوائے خرابی میں اضافہ کرنے کے اور کیا کرتے اور ضرور تمہارے درمیان فتنہ (وفساد) پھیلانے کی غرض سے دوڑے دوڑے پھرتے تم میں ان کے جاسوس بھی ہیں (تم تو ان کو نہیں جانتے) لیکن اللہ ان ظالموں کو خوب جانتا ہے۔

عمل

اے ایمان والو، جہاد سے پہلوتہی نہ کیجئے۔ جہاد میں جو مصیبتیں آئیں انہیں برداشت کیجئے اور دوزخ سے بچنے کی کوشش کیجئے۔ دوزخ کے مقابلہ میں جہاد کے مصائب کچھ نہیں۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ
مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى
قَبْرِهٖ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ (۸۴)

ترجمہ اور (اے رسول) ان میں سے جب کوئی مرے تو آپ کبھی بھی اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا (اس لئے کہ) انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور ایسی حالت میں مرگئے کہ وہ نافرمان تھے (۸۴)

معانی ومصادر (اَبَدًا) اَبَدَ، یَابِدُ، اُبُوْدٌ (ض) مقیم ہونا۔ (اَبَدٌ = زمانہ، ہمیشہ)۔

شان نزول حضرت عبداللہ بن عمر رض فرماتے ہیں:۔

اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اُبَيٍّ لَمَّا تُوُفِّيَ جَاءَ
ابْنُهٗ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعْطِنِيْ قَمِيْصَكَ
اُكَفِّنْهُ فِيْهِ وَصَلِّ عَلَيْهِ وَاسْتَغْفِرْ
لَهٗ فَاَعْطَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَمِيْصَهٗ فَقَالَ اٰذِنِّيْ اُصَلِّيْ عَلَيْهِ فَاٰذَنَهٗ
فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ يُّصَلِّيَ عَلَيْهِ جَذَبَهٗ عُمَرُ
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ اَلَيْسَ اللّٰهُ نَهَاكَ

عبداللہ بن ابی جب مرا تو اس کا بیٹا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اس نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اپنا کرتا عنایت کیجئے تاکہ میں اس سے اُس کا کفن بناؤں اور آپ اس پر نماز پڑھیں اور اس کے لئے دعائے مغفرت کریں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنا کرتا عنایت کیا اور فرمایا کہ مجھے خبر کردینا تو میں نماز پڑھادونگا۔ پھر اس نے آپ کو خبر دی۔ جب آپ نے

اَنْ تُصَلِّیَ عَلَی الْمُنَافِقِیْنَ فَقَالَ اَنَا بَیْنَ خِیَرَتَیْنِ قَالَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِیْنَ مَرَّةً فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ فَصَلّٰی عَلَیْهِ فَنَزَلَتْ وَلَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَاتَ اَبَدًا (صحیح بخاری کتاب الجنائز باب الکفن فی القمیص جزء ۲ ص۹۷ وصحیح مسلم کتاب فضائل الصحابۃ باب من فضائل عمر جزء ۲ ص۲۵۶ واللفظ للبخاری)

اس پر نماز پڑھنے کا ارادہ کیا تو حضرت عمرؓ نے آپ کو کھینچا اور کہا کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو منافقین پر نماز پڑھنے سے منع نہیں کیا ہے؟ آپ نے فرمایا مجھے دونوں باتوں کا اختیار دیا گیا ہے (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) تم ان کے لئے دعاء مغفرت کرو یا نہ کرو اگر تم ان کے لئے ستّر بار بھی دعائے مغفرت کرو گے تب بھی اللہ تعالیٰ ان کو نہیں بخشے گا، الغرض آپ نے اس پر نماز پڑھی تو یہ آیت اتری (اے رسول) ان میں سے جب کوئی مرجائے تو اس پر کبھی بھی نماز (جنازہ) نہ پڑھنا۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں:۔

لَمَّا مَاتَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَیِّ بْنِ سَلُوْلَ دُعِیَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِیُصَلِّیَ عَلَیْهِ فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَثَبْتُ اِلَیْهِ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُصَلِّیْ عَلَی ابْنِ اُبَیٍّ وَقَدْ قَالَ یَوْمَ کَذَا وَکَذَا کَذَا وَکَذَا اُعَدِّدُ عَلَیْهِ قَوْلَهٗ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اَخِّرْ عَنِّیْ یَا عُمَرُ فَلَمَّا اَکْثَرْتُ عَلَیْهِ قَالَ اِنِّیْ خُیِّرْتُ فَاخْتَرْتُ لَوْ اَعْلَمُ اَنِّیْ اِنْ زِدْتُ عَلَی السَّبْعِیْنَ فَغُفِرَ لَهٗ لَزِدْتُ عَلَیْهَا قَالَ فَصَلّٰی عَلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ یَمْکُثْ اِلَّا یَسِیْرًا حَتّٰی نَزَلَتِ الْاٰیَتَانِ مِنْ بَرَآءَةٍ وَلَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَاتَ اَبَدًا اِلٰی وَهُمْ فَاسِقُوْنَ (صحیح بخاری کتاب الجنائز

جب عبداللہ بن ابی بن سلول مرا تو اس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا گیا تاکہ آپ اس پر نماز پڑھیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے تو میں آپ کی طرف تیزی سے آیا اور میں نے کہا اے اللہ کے رسول کیا آپ عبداللہ بن ابی پر نماز پڑھیں گے حالانکہ اس نے فلاں فلاں دن اس اس طرح کہا تھا۔ میں اس کی باتوں کو شمار کرنے لگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا کہ مجھ سے پیچھے ہٹ جاؤ۔ جب میں نے زیادہ اصرار کیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے اختیار دیا گیا ہے تو میں نے (یہ) اختیار کرلیا اگر میں جانتا کہ میں اس کے لئے ستّر بار سے زیادہ دعاء مغفرت کروں تو وہ بخش دیا جائے گا تو میں یقیناً اس سے زیادہ دعاء کرتا۔ الغرض نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز پڑھی پھر واپس

باب ما یکرہ من الصلاۃ علی المنفقین
جزء ۲ صلہ ۱۲۱)

ہوئے اور تھوڑی دیر بھی نہ ٹھہرنے پائے تھے کہ سورۂ براءۃ کے دو جملے نازل ہوئے وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ سے وَھُمْ فٰسِقُوْنَ تک۔

تفسیر اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْھُمْ مَّاتَ اَبَدًا) اور اے رسول منافقین میں سے جب کوئی مرے تو آئندہ ان کے جنازہ کی نماز کبھی نہ پڑھیں (وَلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ) اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں (اِنَّھُمْ کَفَرُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَمَاتُوْا وَھُمْ فٰسِقُوْنَ) یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ کفر کیا، ان پر ایمان نہیں لائے اور ایسی حالت میں مر گئے کہ وہ نافرمان تھے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت نہیں کرتے تھے۔

عمل

اے ایمان والو، منافق کے جنازہ کی نماز کبھی نہ پڑھیئے اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوئیے۔

نوٹ:۔ کسی شخص کے متعلق یہ فیصلہ کرنا کہ وہ واقعی منافق ہے غیر نبی کے لئے ناممکن ہے کیونکہ دل کا حال سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ نبی کو اللہ تعالیٰ بتا دیتا ہے لہٰذا نبی ہی بتا سکتا ہے کہ کون واقعی منافق ہے۔

وَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَأَوْلَادُهُمْ
إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ أَنْ يُعَذِّبَهُمْ
بِهَا فِي الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ أَنْفُسُهُمْ
وَهُمْ كٰفِرُونَ ﴿۸۵﴾ وَإِذَآ أُنْزِلَتْ
سُورَةٌ أَنْ اٰمِنُوا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوا
مَعَ رَسُولِهِ اسْتَأْذَنَكَ أُولُوا
الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوا ذَرْنَا
نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِينَ ﴿۸۶﴾ رَضُوا
بِأَنْ يَّكُونُوا مَعَ الْخَوَالِفِ

وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا
يَفْقَهُوْنَ ﴿٨٧﴾ لٰكِنِ الرَّسُوْلُ
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا
بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ
لَهُمُ الْخَيْرٰتُ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ
الْمُفْلِحُوْنَ ﴿٨٨﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ
جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ذٰلِكَ
الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٨٩﴾

ترجمہ (اے رسول) ان کے مال اور ان کی اولاد (کی کثرت) آپ کو تعجب میں نہ ڈالے (یہ ہماری رضاء کی دلیل نہیں ہے بلکہ) ان کے ذریعہ اللہ ان کو دنیا میں عذاب دینا چاہتا ہے اور (اللہ یہ بھی چاہتا ہے کہ) جب ان کی جان نکلے تو ایسی حالت میں نکلے کہ یہ کافر ہوں (۸۵) اور (اے رسول، ان کی تو یہ حالت ہے کہ) جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے (جس میں یہ حکم ہوتا ہے) کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کے ساتھ ہو کر جہاد کرو تو ان میں سے جو مقدرت والے ہیں وہی آپ سے (جنگ میں نہ جانے کی) اجازت مانگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں تو آپ چھوڑ ہی دیجئے تاکہ جو لوگ (گھروں میں) بیٹھے رہیں گے ہم بھی ان کے ساتھ (بیٹھے) رہیں (۸۶) ان کو عورتوں کے ساتھ جو پیچھے رہ جاتی ہیں رہ جانا پسند آیا، ان کے دلوں پر مہر لگ گئی ہے لہذا یہ سمجھ نہیں سکتے (۸۷) لیکن رسول اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے (کتنے اچھے ہیں کہ) انہوں نے اپنے مالوں سے بھی جہاد کیا اور اپنی جانوں سے بھی جہاد کیا ان کے لئے (دنیا اور آخرت میں) بھلائیاں ہیں اور یہ لوگ فلاح پانے والے ہیں (۸۸) ان کے لئے اللہ نے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے (اور) یہ بہت بڑی کامیابی ہے (۸۹)

معانی و مصادر (طَوْلٌ) طَالَ، یَطُوْلُ، طُوْلٌ (ن) لمبا ہونا (طَوْلٌ = فضل، قدرت)۔

(خَوَالِفُ) خَلَفَ، یَخْلِفُ، خَلْفٌ (ض) بعد میں جانشین ہونا، پیچھے رہ جانا۔ (خَوَالِفُ = خَالِفَةٌ کی جمع = پیچھے رہ جانے والی عورتیں۔

(خَیْرٰتِ) خَارَ، یَخِیْرُ، خَیْرٌ (ض) خیر والا ہونا، خیر سے بہرہ ور ہونا (خَیْرَات = خَیْرَةٌ کی جمع۔ خیر کی کثرت)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِی الدُّنْیَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ) اور اے رسول، ان کے مال اور ان کی اولاد کی کثرت آپ کو تعجب میں نہ ڈالے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رضاء کی دلیل نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ مال اور اولاد ان کو اس لئے نہیں دی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے خوش ہے بلکہ یہ مال اور اولاد تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اس لئے دی ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ اس مال و دولت اور اولاد کے ذریعہ ان کو عذاب میں مبتلا کرے۔ وہ مال و دولت اور اولاد کی فکر میں گھلتے رہیں اور پریشان رہیں۔ مال اور اولاد کی محبت میں اللہ تعالیٰ کو بھول جائیں اور مزید بدبختی کا شکار ہو جائیں، ان کو توبہ کی توفیق ہی نہ ہو اور ان کی جان ایسی حالت میں نکلے کہ وہ کافر ہوں۔ یہ سب کچھ ان کی بداعمالی کے نتائج ہیں۔ وہ اپنی بداعمالی کا خمیازہ بھگت رہے ہیں اور بھگتیں گے۔

(نوٹ :۔ اس آیت کی تفسیر کے لئے اسی سورت کی آیت ۵۵ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)

آگے فرمایا (وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ) اور اے رسول، ان کی تو یہ حالت ہے کہ جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے جس میں یہ حکم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کے ساتھ ہو کر جہاد کرو تو ان میں سے جو مقدرت والے ہیں وہ باوجود مقدرت کے جنگ میں شرکت نہ کرنے کی آپ سے اجازت طلب کرتے ہیں (وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ) اور کہتے ہیں کہ ہمیں تو آپ چھوڑ ہی دیجئے تاکہ ہم بھی گھروں میں بیٹھنے والوں کے ساتھ گھروں میں بیٹھے رہیں یعنی جس طرح عورتوں کو چھوڑا جا رہا ہے ہمیں بھی چھوڑ دیا جائے (رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ) اے رسول، کتنے تعجب کی بات ہے کہ انکو عورتوں کے ساتھ رہ جانا پسند آیا۔ ان کو اپنی بزدلی پر غیرت نہیں آئی (وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ) اور آئے بھی کیسے ان کے دلوں پر کفر و نفاق کی مہر لگ گئی ہے لہٰذا وہ سمجھتے ہی نہیں کہ جہاد پر نہ جانا بزدلی کی علامت ہے اور بزدلی باعث عار ہے (لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ) ان کے برخلاف رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ ایمان لائے ہیں کتنے اچھے ہیں کہ انہوں نے اپنے مالوں سے بھی جہاد کیا اور اپنی جانوں سے بھی جہاد کیا۔ (وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ) ان لوگوں کے لئے دنیا اور آخرت میں بھلائیاں ہیں (وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ) اور یہ لوگ فلاح پانے والے ہیں (اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا) اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں۔ یہ لوگ ان میں ہمیشہ رہیں گے (ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ) اور یہ بڑی کامیابی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ○

(الحجرات۔ ۱۵)

مؤمن تو وہ لوگ ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر انہوں نے (کسی قسم کا) شک نہیں کیا اور اللہ کے راستے میں اپنے مال اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کیا، یہی لوگ (اپنے دعویٰ ایمان میں) سچے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ○ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ

اے ایمان والو کیا میں تمہیں ایسی تجارت نہ بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دے۔ (وہ یہ کہ) تم اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کے راستہ میں اپنے مالوں اور اپنی

ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○
يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً
فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ، ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○
(الصف۔ ۱۰ تا ۱۲)

جانوں سے جہاد کرو اگر تم سمجھو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اللہ تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں اور (ایسے) پاکیزہ مکانات (میں داخل کرے گا جو) ہمیشہ رہنے والی جنتوں میں (بنائے گئے) ہیں، یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

عمل

اے ایمان والو، کفار اور منافقین کے پاس مال و دولت اور اولاد کی کثرت دیکھ کر تعجب نہ کیجئے۔ یہ خیال نہ کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ان سے خوش ہے لہذا انہیں خوب مال اور اولاد سے نواز رہا ہے۔ نہیں یہ مال و اولاد ان کے لئے موجب آزمائش ہے اور اللہ تعالیٰ انہی کے ذریعہ انہیں سزا دینا چاہتا ہے۔

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ پر پختہ ایمان رکھیئے۔ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں اپنے مال اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرتے رہئے۔ کامیابی کی یہی راہ ہے۔

وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ
لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ
كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ
اَلِيْمٌ ۹۰ لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا
عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ
لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ
اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ مَا
عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ؕ

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۱﴾ وَّلَا عَلَى
الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ
قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ
عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ
مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا
مَا يُنْفِقُوْنَ ﴿۹۲﴾ اِنَّمَا السَّبِيْلُ
عَلَى الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ
وَهُمْ اَغْنِيَآءُ رَضُوْا بِاَنْ
يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ

اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۳﴾

ترجمہ اور (اے رسول) دیہاتیوں میں سے کچھ لوگ عذر کرتے ہوئے آپ کے پاس آئے کہ ان کو اجازت دی جائے اور کچھ لوگ ایسے بھی تھے جنہوں نے (اپنے اسلام کا غلط دعویٰ کر کے) اللہ اور اس کے رسول سے جھوٹ بولا تھا وہ بغیر اجازت کے ہی گھر میں) بیٹھے رہے، ان میں سے جو لوگ کافر ہیں اللہ ان کو عنقریب دردناک عذاب میں مبتلا کرے گا ﴿۹۰﴾ (جہاد میں شریک نہ ہونے کا) کمزوروں پر کوئی گناہ نہیں اور نہ بیماروں پر کوئی گناہ ہے اور نہ ان لوگوں پر کوئی گناہ ہے جن کو خرچ کرنے کے لئے روپیہ پیسہ میسّر نہیں بشرطیکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی خیر خواہی کرتے رہیں، نیکی کرنے والوں پر (اللہ کی طرف سے) کوئی الزام نہیں (اللہ نے ان کا عذر قبول کر لیا اور ان کو معاف کر دیا) اور اللہ (تو) بہت معاف کرنے والا اور رحم کرنیوالا ہے ﴿۹۱﴾ اور (اے رسول) نہ ان لوگوں پر کوئی (الزام) ہے جو آپ کے پاس آئے تاکہ آپ انہیں سواری دیں، (تو وہ بھی جہاد میں شریک ہو جائیں) آپ نے کہہ دیا کہ میرے پاس کوئی سواری نہیں ہے کہ تمہیں سوار ہونے کے لئے دوں تو وہ لوٹ گئے اور اس صدمہ سے کہ ان کے پاس خرچ کرنے کے لئے کچھ نہیں تھا ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے ﴿۹۲﴾ الزام تو ان لوگوں پر ہے جو مال دار ہونے کے باوجود آپ سے (جہاد پر نہ جانے کی) اجازت مانگتے ہیں (انہوں نے) اس بات کو پسند کیا کہ عورتوں کے ساتھ وہ بھی (گھروں میں بیٹھے) رہیں، اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے لہٰذا وہ (اپنے نفع، نقصان کو) سمجھتے ہی نہیں ﴿۹۳﴾

معانی و مصادر (مُعَذِّرُوْنَ) عَذَّرَ، یُعَذِّرُ، تَعْذِیْرٌ (باب تفعیل) عذر میں مبالغہ کرنا، عذر ثابت نہ ہونا۔

(حَرَجٌ) حَرِجَ، یَحْرَجُ، حَرَجٌ (س) تنگ ہونا، گناہ کرنا۔

(تَفِیْضُ) فَاضَ، یَفِیْضُ، فَیْضٌ وَفَیَضَانٌ وَفُیُوْضٌ وَفُیُوْضَةٌ وَفَیْضُوْضَةٌ (ض) بہنا، زیادہ ہونا۔

(دَمْعٌ) دَمَعَ، یَدْمَعُ، دَمْعٌ (ف) دَمِعَ، یَدْمَعُ، دَمَعٌ (س) بہنا، بھر جانا (دَمْعٌ = آنسو)۔

تفسیر مدینہ منورہ کے اطراف میں رہنے والے بعض دیہاتی بھی منافق تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ، وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ، مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ، لَا تَعْلَمُهُمْ، نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ، سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ۝ (التوبۃ - ۱۰۱)

اور (اے ایمان والو) تمہارے گرد و نواح کے بعض دیہاتی منافق ہیں اور مدینہ والوں میں بھی بعض منافق ہیں یہ ایسے لوگ ہیں جو نفاق پر (قائم ہیں اور) سرکشی میں مبتلا ہیں (اے رسول) آپ ان کو نہیں جانتے ہم انہیں جانتے ہیں، ہم ان کو دوہرا عذاب دیں گے پھر (قیامت کے دن) ان کو بڑے عذاب کی طرف لوٹا دیں گے۔

جنگ تبوک کے موقع پر ان منافقین کے دو گروہ ہو گئے تھے بعض تو عذر اور بہانے بنا کر جنگ میں شرکت نہ کرنے کی اجازت کے لئے آئے اور بعض بغیر اجازت کے ہی گھر میں بیٹھے رہے۔ ان دونوں گروہوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ) اور (اے رسول) دیہاتیوں میں سے بعض لوگ آپ کے پاس جنگ میں نہ جانے کی اجازت لینے آئے۔ انہوں نے عذر پیش کئے لیکن وہ عذر بے بنیاد تھے۔ ثابت نہ ہو سکے اور بعض دیہاتی جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے اپنی وفاداری کا جھوٹا وعدہ کیا تھا وہ بغیر اجازت ہی کے گھروں میں بیٹھے رہے (سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ) تو جو لوگ ان میں سے (آخر وقت تک) کفر پر جمے رہے ان کو دردناک عذاب ہوگا (لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ) جہاد میں شریک نہ ہونے کا ان لوگوں پر کوئی گناہ نہیں ہوگا جو کمزور ہیں یا مریض ہیں اور نہ ان لوگوں پر کوئی گناہ ہوگا جن کے پاس روپیہ پیسہ نہیں ہے کہ جس سے وہ جنگ کے اخراجات میں خرچ کر سکیں بشرطیکہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی خیر خواہی کرتے رہیں، بدخواہی نہ کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ ۔

(یہ دین) دین خیر خواہی (ہے)

صحابہ نے پوچھا:

لِمَنْ

کس کی خیر خواہی؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان انہ لا یدخل الجنۃ الا المؤمنون، حدیث ۸۲)

اللہ کی، اس کی کتاب کی، اس کے رسول کی، مسلمین کے امراء کی اور عام مسلمین کی۔

آگے فرمایا (مَا عَلَى الْمُحْسِنِينَ مِنْ سَبِيلٍ) نیکی کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ملامت نہیں (وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ) ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے، وہ ان کی کوتاہی کو ضرور معاف کردیگا (وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَّأَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا أَلَّا يَجِدُوا مَا يُنْفِقُونَ) اور اے رسول۔ نہ ان لوگوں پر کوئی ملامت ہے جو آپ کے پاس آئے تاکہ آپ انہیں سواری دیں تو وہ بھی جہاد میں شریک ہوجائیں، آپ نے کہا میرے پاس کوئی سواری نہیں ہے کہ تمہیں سوار ہونے کے لئے دوں۔ یہ جواب سنکر وہ لوٹ گئے اور اس صدمہ سے کہ ان کے پاس خرچ کرنے کے لئے کچھ نہیں ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ ان کو جنگ میں شریک نہ ہونے کا بڑا رنج ہے۔ وہ اپنے عذر پر خوش نہیں بلکہ رنجیدہ ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں لڑنا چاہتے ہیں لیکن مجبور ہیں۔ ان کا یہ صدمہ ان کی خیر خواہی اور ان کے خلوص کی کھلی دلیل ہے (إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ وَهُمْ أَغْنِيَاءُ) ملامت تو ان لوگوں کے لئے ہے جو مالدار ہونے کے باوجود آپ سے جنگ میں شریک نہ ہونے کی اجازت مانگتے ہیں (رَضُوا بِأَنْ يَكُونُوا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ) جو اس بات سے خوش ہیں کہ عورتوں کے ساتھ اپنے گھروں میں بیٹھے رہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگادی ہے لہذا وہ سمجھتے ہی نہیں کہ وہ کسی کا نقصان نہیں کر رہے ہیں بلکہ اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں۔ وہ اتنے بے غیرت ہوگئے ہیں کہ بزدلی کو اپنے لئے باعث عار نہیں سمجھتے۔ ان کی یہ نافہمی ان کی بداعمالیوں، ضد اور ہٹ دھرمی کا نتیجہ ہے۔

ملامت سے جن مخلص لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے بری کردیا وہ یہ لوگ ہیں :-

۱ کمزور،
۲ بیمار،
۳ مفلس اور
۴ وہ لوگ جن کو سواری میسر نہیں۔

یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ صرف ملامت سے ہی بری نہیں کرتا بلکہ ان کے خلوص نیت کی وجہ سے انہیں شرکاء جنگ کے برابر ثواب دیتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ تبوک میں شریک نہ ہونے والوں سے فرمایا تھا:-

إِنَّ بِالْمَدِينَةِ أَقْوَامًا مَا سِرْتُمْ مَسِيرًا وَقَطَعْتُمْ وَادِيًا إِلَّا كَانُوا مَعَكُمْ (وَفِي رِوَايَةٍ حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ إِلَّا شَارَكُوكُمْ فِي الْأَجْرِ)

مدینہ میں ایسے لوگ ہیں کہ جب تم کوئی سفر کرتے ہو یا کسی وادی کو عبور کرتے ہو تو وہ تمہارے ساتھ ہوتے ہیں اور تمہارے ساتھ اجر میں شریک ہوتے ہیں۔

صحابہ کرام نے پوچھا:
وَهُمْ بِالْمَدِيْنَةِ ؟
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
وَهُمْ بِالْمَدِيْنَةِ حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب نزول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحجر جزء ۶ ص۱ و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثواب من حبسہ عن الغزو مرض او عذر آخر جزء ۲ ص۱۵۹ واللفظ للبخاری)

باوجود اس کے کہ وہ مدینہ میں ہیں؟

(ہاں) باوجود اس کے کہ وہ مدینہ میں ہیں ان کو تو عذر نے روک دیا تھا۔

(نوٹ:۔ خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)۔

اس حدیث سے خلوص نیت کی بہت بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

عمل

اے ایمان والو، جب اللہ تعالےٰ کے دین کے لئے جہاد و قتال کا موقع آئے تو اس میں شریک نہ ہونے کے لئے بہانہ نہ بنائیے۔ اگر آپ کسی عذر سے شریک نہ ہو سکیں تو اللہ تعالےٰ کے دین کی خیر خواہی کرتے رہیں اور خلوص کے ساتھ جہاد و قتال میں شریک ہونے کی تمنا دل میں رکھیں۔

اے ایمان والو، اگر آپ کسی وجہ سے جہاد میں شریک نہ ہو سکیں تو اپنی عدم شرکت پر رنجیدہ ہوں۔ فرط غم سے آپ کی آنکھوں سے آنسو نکل آئیں۔

اے ایمان والو، باوجود استطاعت کے جنگ سے پہلوتہی نہ کیجئے۔ یہ بہت بڑا گناہ ہے البتہ جو لوگ کمزور، مریض، مفلس یا بے سواری ہیں وہ قابل معافی ہیں۔

يَعْتَذِرُونَ إِلَيْكُمْ إِذَا رَجَعْتُمْ
إِلَيْهِمْ، قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوا لَنْ
نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّأَنَا اللَّهُ مِنْ
أَخْبَارِكُمْ، وَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ
وَرَسُولُهُ ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَىٰ عَالِمِ
الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ
بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٩٤﴾ سَيَحْلِفُونَ
بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ
إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوا عَنْهُمْ فَأَعْرِضُوا

عَنْهُمْ ۚ اِنَّهُمْ رِجْسٌ وَّمَاْوٰىهُمْ
جَهَنَّمُ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا
يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۵﴾ يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ
لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا
عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى
عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۹۶﴾

ترجمہ | (اور اے ایمان والو) جب تم (جہاد سے واپسی پر) ان (منافقین) کے پاس جاؤ گے تو یہ لوگ تم سے (طرح طرح کے) عذر بیان کریں گے، (اے رسول) آپ ان سے کہہ دینا کہ تم کوئی عذر بیان نہ کرو، ہم تمہاری باتوں پر یقین نہیں کریں گے، ہمیں تو اللہ نے تمہارے حالات (سب پہلے ہی) بتا دئے ہیں مزید برآں اللہ اور اس کا رسول تمہارے اعمال کو ابھی اور دیکھیں گے، پھر تم پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے (اللہ) کے پاس لوٹائے جاؤ گے پھر وہ تمہیں بتائے گا کہ تم کیا کیا کرتے رہے تھے ﴿۹۴﴾ (اے ایمان والو) جب تم ان کے پاس لوٹ کر جاؤ گے تو وہ تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے روگردانی کرو تو تم ان سے روگردانی ہی کرنا، وہ ناپاک ہیں، ان کا ٹھکانہ جہنم ہے (اور) یہ بدلہ ہے ان کے اعمال کا جو وہ کرتے رہے ہیں ﴿۹۵﴾ وہ تمہارے سامنے (بار بار) قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے راضی ہو جاؤ

تو اگر ان سے راضی بھی ہو جاؤ گے (تو اس سے ان کو کیا فائدہ پہنچے گا) اللہ تو (کبھی بھی) فاسق لوگوں سے راضی نہیں ہوگا ۱۶

معانی و مصادر (رِجْسٌ) رَجِسَ، یَرْجَسُ، رَجَاسَۃٌ (س) قبیح عمل کرنا (رِجْسٌ = گندگی، عمل قبیح)۔

تفسیر منافقین میں بعض وہ لوگ تھے جنہوں نے جھوٹے بہانے بنا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ تبوک میں شرکت نہ کرنے کی اجازت لے لی تھی۔ مندرجہ ذیل آیات میں انہی لوگوں کی طرف اشارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ۔

(التوبۃ ۔ ۴۳)

(اے رسول) اللہ آپ کو معاف کرے آپ نے ان (منافقین) کو (لڑائی پر نہ جانے کی) اجازت کیوں دے دی (اگر آپ اس وقت تک اجازت کو مؤخر کر دیتے) جب تک سچے آپ پر ظاہر نہ ہو جاتے اور جھوٹوں سے آپ واقف نہ ہو جاتے (تو کتنا اچھا ہوتا)۔

بعض وہ لوگ تھے جو بغیر اجازت لئے گھر بیٹھے رہے۔ جنگ میں شریک نہیں ہوئے۔ مثلاً وہ دیہاتی جو بغیر اجازت لئے جنگ میں شریک نہیں ہوئے ان کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۔

(التوبۃ ۔ ۹۰)

کچھ لوگ ایسے بھی تھے جنہوں نے (اپنے اسلام کا غلط دعویٰ کر کے) اللہ اور اس کے رسول سے جھوٹ بولا تھا (وہ بغیر اجازت کے ہی گھر میں) بیٹھے رہے۔

اسی قسم کے دوسرے منافقین کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ ۔

(التوبۃ ۔ ۴۲)

اور اب یہ لوگ عنقریب اللہ کی قسمیں کھا کر کہیں گے کہ (ہم میں سفر کی استطاعت نہیں تھی) اگر استطاعت ہوتی تو ہم ضرور آپ لوگوں کے ساتھ نکل کھڑے ہوتے۔

الغرض جن منافقین نے اجازت نہیں لی تھی ان کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ) اے ایمان والو، جب تم ان منافقین کے پاس واپس پہنچو گے تو یہ تم سے جنگ تبوک میں شریک نہ ہونے کے عذر بیان کریں گے (قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ) اے رسول، آپ ان سے کہہ دیجئے گا کہ کوئی عذر بیان

نہ کرو۔ ہم تمہاری باتوں پر ہرگز یقین نہیں کریں گے ہمیں تو اللہ تعالےٰ نے تمہارے حالات کی پہلے ہی خبر دے دی ہے۔ (وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ) مزید برآں اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ابھی اور تمہارے اعمال کو دیکھ لیں گے۔ ان سے بھی تمہاری حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی (ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ) پھر قیامت کے دن تم پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے اللہ تعالیٰ کے پاس لوٹائے جاؤ گے، پھر وہ تمہیں بتائے گا کہ تم دنیا میں کیا کیا کرتے رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ

(المجادلۃ ۶)

(یہ عذاب اس دن ہوگا) جس دن اللہ ان سب کو (دوبارہ) زندہ کرے گا، پھر انہیں بتائے گا کہ وہ (دنیا میں) کیا کیا کرتے رہے تھے، اللہ نے ان (تمام اعمال) کو گن رکھا ہے (اگرچہ) یہ اس کو بھول گئے ہوں گے اور اللہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے۔

اس جملہ میں کہ "اللہ تعالیٰ تمہیں بتائے گا کہ تم کیا کیا کرتے رہے تھے" ایک قسم کی تنبیہ اور عذاب کی وعید ہے۔ اس وعید کا ذکر صراحت کے ساتھ اگلی آیت میں مذکور ہے۔

آگے فرمایا (سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ) اے ایمان والو، یہ صرف عذر ہی پیش نہیں کریں گے بلکہ تمہیں یقین دلانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی قسمیں بھی کھائیں گے تاکہ تم ان کی طرف سے روگردانی کرو (فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ) تو اے ایمان والو، تم ان سے روگردانی ہی کر لینا۔ یہ اس قابل نہیں کہ ان سے مزید گفتگو کی جائے (اِنَّهُمْ رِجْسٌ) یہ ناپاک لوگ ہیں۔ ناپاک لوگوں سے روگردانی کرنا ہی مناسب ہے۔ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيْغًا

(النساء - ۶۳)

(اے رسول، یہ جھوٹ بولتے ہیں) جو کچھ ان کے دلوں میں ہے اللہ اسے خوب جانتا ہے، آپ ان سے اعراض کیجئے اور انہیں نصیحت کرتے رہئے اور ان کی جانوں کے معاملہ میں ان سے ایسی بات کہئے جو (ان کے) دل میں اتر جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ

(الاعراف - ۱۹۹)

(اور اے رسول) عفو و درگذر (کا شیوہ) اختیار کیجئے، نیک کام کا حکم دیتے رہیے

اور بابلوں سے اعراض کیجئے۔

آگے فرمایا (وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ) ان کا ٹھکانہ جہنم ہے یہ بدلہ ہے ان کے اعمال کا جو وہ کرتے رہے ہیں (يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ) اے ایمان والو، وہ تمہیں یقین دلانے کے لئے قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے راضی ہو جاؤ (فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ) تو اگر تم ان سے راضی بھی ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ تو ان فاسق لوگوں سے راضی نہیں ہوگا۔ تمہارے راضی ہونے سے انہیں کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ۭ ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ۝

(التوبۃ - ۶۲ و ۶۳)

(اے ایمان والو) یہ منافقین تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تم خوش ہو جاؤ حالانکہ اگر وہ مؤمن ہیں تو ان کے لئے اللہ اور رسول زیادہ مستحق ہیں کہ انہیں خوش کیا جائے۔ کیا انہیں نہیں معلوم کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے گا تو اس کے لئے جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا (اور) یہ (بہت بڑی) ذلت ہے۔

عمل

اے لوگو، جنگ سے بچنے کے لئے جھوٹے بہانے نہ بنائیے۔ یہ منافقین کی علامت ہے آپ اس سے بچئے۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کو راضی کیجئے۔ جب تک اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہوگا آپ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچ سکتے۔

اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا
وَّاَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ
مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ ؕ
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۹۷﴾ وَمِنَ
الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا
يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ
الدَّوَآئِرَ ؕ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ؕ
وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۹۸﴾ وَمِنَ
الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا
يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَ
صَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ، اَلَآ اِنَّهَا
قُرْبَةٌ لَّهُمْ، سَيُدْخِلُهُمُ
اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ ۹۹

ترجمہ دیہاتی لوگ کفر اور نفاق میں (اور بھی) زیادہ سخت ہیں اور وہ اسی قابل ہیں کہ جو احکام اللہ نے اپنے رسول پر نازل کئے ہیں ان سے واقف نہ ہوں، (اس کی مصلحت کو اللہ ہی جانتا ہے، بے شک) اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے ۹۷ اور (اے رسول) بعض دیہاتی ایسے بھی ہیں کہ جو کچھ وہ (اللہ کے راستہ میں) خرچ کرتے ہیں اسے تاوان سمجھتے ہیں اور تمہارے لئے (زمانے کی) گردشوں کے منتظر رہتے ہیں (حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ) گردش (زمانہ) کی برائی انہی پر واقع ہوگی، (اللہ ان کی باتیں سن بھی رہا ہے، اسے علم ہے یہ کیا کیا کر رہے ہیں) بے شک اللہ سننے والا، جاننے والا ہے ۹۸ اور (اے رسول) بعض دیہاتی ایسے بھی ہیں جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ وہ خرچ کرتے ہیں اُسے اللہ کے تقرب اور رسول کی دعاؤں کا ذریعہ سمجھتے ہیں، انہیں معلوم ہو جانا چاہئے کہ وہ (یعنی خرچ کرنا) یقیناً ان کے لئے تقرب (الٰہی) کا باعث

ہے، اللہ عنقریب ان کو اپنی رحمت میں داخل کریگا، بے شک اللہ بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے ۹۹

معانی ومصادر (اَلْاَعْرَابُ) اَعْرَابٌ = اَعْرَابِیٌّ کی جمع، دیہاتی۔
(اَجْدَرُ) جَدُرَ، یَجْدُرُ، جَدَارَۃٌ (ک) اہل ہونا۔
(مَغْرَمًا) غَرِمَ، یَغْرَمُ، غُرْمٌ وغَرَامَۃٌ ومَغْرَمٌ (س) نقصان اٹھانا، تاوان وغیرہ ادا کرنا (مَغْرَمٌ = تاوان)۔
(اَلدَّوَآئِر) دَارَ، یَدُوْرُ، دَوْرٌ ودَوَرَانٌ (ن) چکر لگانا (دَوَآئِر = دَائِرَۃٌ کی جمع)۔
(قُرُبٰت) (قُرْبَۃٌ) قَرِبَ، یَقْرَبُ، قُرْبٌ وقِرْبَانٌ (س) قریب ہونا (قُرُبَاتٌ قُرْبَۃٌ کی جمع: وہ کام جو تقرب الی اللہ کے لئے کئے جائیں)۔

تفسیر اسی سورت کی آیت ۹۰ میں دیہاتیوں کا بہانہ بنا کر جنگ تبوک میں شریک نہ ہونے کی اجازت لینے اور بعض دیہاتیوں کے بغیر اجازت شریک جنگ نہ ہونے کا ذکر گذر چکا ہے۔ آیات زیر تفسیر میں اللہ تعالےٰ نے دیہاتیوں کو دو گروہوں میں تقسیم کر دیا:۔

۱ ایک گروہ وہ تھا جو کفار اور منافقین پر مشتمل تھا۔

۲ دوسرا گروہ وہ تھا جو خلوص دل سے ایمان لایا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ (اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا) دیہاتی عموماً کفر اور نفاق میں بڑے سخت ہیں (وَاَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ) اور وہ اسی قابل ہیں کہ جو احکام اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر نازل کئے ہیں ان سے واقف نہ ہوں (کفر اور نفاق کے نتیجہ میں) ان کی عقل پر پردے پڑ گئے ہیں، ان کے دلوں پر مہر لگ گئی ہے۔ وہ کیسے ان احکام کو سمجھ سکتے ہیں۔ منافقین کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ (المنٰفقون ۔ ۳)

یہ اس لئے کہ یہ لوگ (پہلے) ایمان لائے پھر کفر کیا تو اُن کے دلوں پر مُہر لگا دی گئی (اور اب) وہ کچھ نہیں سمجھتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (التوبۃ ۔ ۹۳)

اللہ نے ان کے دلوں پر مُہر لگا دی ہے لہذا وہ (اپنے نفع ونقصان کو) جانتے ہی نہیں۔

کافروں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

یہ عذاب ان کو اس لئے ہوگا کہ انہوں نے آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی کو عزیز

الْكٰفِرِيْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

(النحل - ۱۰۷ تا ۱۰۹)

سمجھا اور اس لئے بھی کہ اللہ کفر کرنے والوں کو منزل مقصود پر نہیں پہنچاتا یعنی ان کی نجات کے راستہ کی طرف رہنمائی نہیں کرتا) یہی لوگ ہیں جن کے دلوں پر، جن کے کانوں پر اور جن کی آنکھوں پر اللہ نے مہر لگادی ہے اور یہی لوگ ہیں جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آخرت میں یہ لوگ ضرور نقصان اٹھائیں گے۔

آگے فرمایا (وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ) اور اے رسول، اللہ تعالیٰ علیم و حکیم ہے۔ اُسے ان کی تمام باتوں کا علم ہے لیکن ان کو فوری سزا نہ دینے میں اس کی حکمت ہے (وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا) اور اے ایمان والو، ان دیہاتیوں میں بعض ایسے بھی ہیں کہ جو کچھ انہیں اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرنا پڑتا ہے اُسے تاوان سمجھتے ہیں (وَيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ) اور تمہارے لئے زمانہ کی گردشوں کے منتظر رہتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ تم گردش زمانہ سے تباہ و برباد ہو جاؤ (عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ) حالانکہ گردش زمانہ کی تباہی و بربادی انہی پر واقع ہوگی۔ انہی کے اعمال ایسے ہیں جن کی سزا میں وہ تباہ و برباد کر دئے جائیں (وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ) اللہ تعالیٰ ان کی باتوں کو سن بھی رہا ہے اور اُسے ان کے دل کی باتوں کا بھی علم ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے (وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ) اور دیہاتیوں میں سب ہی برے نہیں، ان میں کچھ ایسے بھی لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں (وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ) اور جو کچھ وہ خرچ کرتے ہیں اُسے اللہ تعالیٰ کے تقرب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کے حصول کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ (اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ) انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ بیشک ان کا اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرنا ان کے لئے تقرب الٰہی کا باعث ہے۔ (سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ) اللہ تعالیٰ عنقریب ان کو اپنی رحمت میں داخل کریگا (اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ) (ان کی خطاؤں کو معاف کر دیگا) بے شک اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

منافق جو کچھ خرچ کرتے ہیں وہ مجبوراً اور محض نام و نمود کے لئے۔ ایمان والے جو کچھ خرچ کرتے ہیں وہ خالص اللہ تعالیٰ کی رضاء اور اس کا تقرب حاصل کرنے کے لئے۔ منافقین کا خرچ کرنا رائیگاں ہو جاتا ہے اور ایمان والوں کا خرچ کرنا اللہ تعالیٰ کے تقرب اور اس کی رحمت کا سبب بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ
بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ
النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ
وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰي
شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ
الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ
اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا
مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۢ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا
وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ
يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
بَصِيْرٌ ۝

(البقرۃ - ۲۶۴ و ۲۶۵)

اے ایمان والو، احسان جتا کر اور اذیت پہنچا کر اپنے صدقات کو ضائع نہ کرو (جو شخص ایسا کرتا ہے اس کی مثال ایسی ہے) جیسے وہ شخص جو لوگوں کو دکھانے کے لئے اپنا مال خرچ کرتا ہے اور اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتا۔ اس کی مثال اس پتھر کی سی ہے جس پر خاک پڑی ہوئی ہو، پھر اس پر موسلا دھار بارش ہو اور وہ بارش اُسے دھو کر بالکل صاف کر دے (خاک کا نام و نشان باقی نہ رہے۔ ایسے ہی ریاء کار آدمی کا دیا ہوا اس کے نامۂ اعمال سے صاف ہو جاتا ہے، قیامت کے روز) ان لوگوں کو اپنے کمائے ہوئے مال پر کوئی قدرت نہیں ہوگی (کہ اس سے کسی قسم کا فائدہ اٹھا سکیں) اللہ ایسے ناشکروں کو (کبھی) منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا اور جو لوگ اللہ کی رضا جوئی اور خلوص نیت سے اپنے مال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس باغ کی سی ہے جو کسی بلند مقام پر واقع ہو، جب اس باغ پر بارش ہو تو وہ باغ دوگنے پھل لائے اور اگر بارش نہ ہو تو (پھل لانے کے لئے) پھوار (ہی کافی ہے) اور (اے ایمان والو، خبردار ہو جاؤ) جو کچھ تم کر رہے اللہ اُسے دیکھ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ۭ وَمَا
تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَاۗءَ وَجْهِ اللّٰهِ ۭ وَمَا
تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ
لَا تُظْلَمُوْنَ ۝

(البقرۃ - ۲۷۲)

اور (اے ایمان والو) جو مال بھی تم خرچ کرو گے تو اس کا فائدہ تم ہی کو پہنچے گا (اللہ تمہارے صدقات و خیرات کا محتاج نہیں اس کو تمہارے دل کا تقویٰ اور خلوص نیت مطلوب ہے) لہٰذا جو کچھ تم خرچ کرو تو صرف اللہ کی رضاء

جوٹی کے لئے (خرچ کرو) اور (یہ اچھی طرح سمجھ لو کہ اسی صورت میں تمہیں فائدہ پہنچے گا اور اسی صورت میں) جو مال تم خرچ کرو گے تو تمہیں پورا پورا بدلہ دیا جائیگا اور تم پر کسی قسم کا ظلم نہیں کیا جائیگا۔

آیت زیر تفسیر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ دینے والے کے لئے دعاء کرنے کا ثبوت بھی ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صدقہ دینے والوں کے لئے دعاء کرنے کا حکم دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

(التوبۃ ۔ ۱۰۳)

(اے رسول) آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لیا کریں (تاکہ) اس کے ذریعہ آپ ان کو پاک وصاف کرتے رہیں اور آپ ان کے لئے دعاء بھی کیا کریں اس لئے کہ آپ کی دعاء ان کے لئے موجب تسکین ہوتی ہے، اللہ (دعاؤں کا) سننے والا اور جاننے والا ہے۔

الغرض ایمان والے اس لئے صدقہ دیتے تھے (اللہ تعالیٰ کا تقرب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سکون بخش دعاء ان کو حاصل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے تقرب کی خبر تو اس آیت میں دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء کی ضمانت اس طرح دی کہ اُس نے اپنے رسول کو صدقہ دینے والوں کے لئے دعاء کرنے کا حکم دیا۔ الغرض خلوص سے صدقہ دینے والوں کی نیت دو چیزوں کے حصول کی ہوتی ہے اور وہ دونوں انہیں مِل جاتی ہیں۔

(نوٹ:۔ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرنے کے سلسلہ میں تفصیلی معلومات کے لئے سورۂ بقرہ کی آیت ۲۶۳ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

عمل

اے لوگو، کفر و نفاق سے توبہ کیجئے۔ ان کا نتیجہ سوائے بربادی کے اور کچھ نہیں۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیے، قیامت پر ایمان لائیے اور اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کے لئے خلوص سے اپنا مال اللہ کے راستہ میں خرچ کیجئے۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ
وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ
بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ
رَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ
تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ
فِيْهَآ اَبَدًا، ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۱۰۰

ترجمہ اور (اے رسول) جن لوگوں نے مہاجرین اور انصار میں سے (ایمان لانے میں) سبقت کی اور وہ لوگ جنہوں نے بحسن وخوبی ان کی پیروی کی ان (سب) سے اللہ راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں۔ اللہ نے ان کے لئے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے (اور) یہ (بہت) بڑی کامیابی ہے ۱۰۰

معانی ومصادر (اِتَّبَعُوْا) اِ تَّبَعَ. یَتَّبِعُ، اِتِّبَاعٌ (باب افتعال) پیچھے چلنا یا ساتھ چلنا۔

تفسیر گزشتہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان دیہاتیوں کی تعریف کی جو ایمان لائے اور خلوص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرتے رہے۔ آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالےٰ نے تمام مؤمنین کی تعریف کی اور خصوصیت کے ساتھ ان لوگوں کی تعریف کی

جنہوں نے مہاجرین وانصار میں سے ایمان لانے میں سبقت کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ) مہاجرین اور انصار میں سے جن لوگوں نے اسلام قبول کرنے میں سبقت کی (وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ) اور جو بحسن وخوبی ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اسلام میں داخل ہوئے (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ) ان سب سے اللہ تعالیٰ راضی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں (وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا، ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ) اللہ تعالےٰ نے ان کے لئے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں۔ ان باغات میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں دو جماعتوں کا ذکر کیا۔

۱ ایک تو وہ جنہوں نے اسلام قبول کرنے میں سبقت کی۔

۲ دوسرے وہ جو ان سبقت کرنے والوں کے نقشِ قدم پر بحسن وخوبی چلتے ہوئے اسلام میں داخل ہوئے۔

جن لوگوں نے اسلام قبول کرنے میں سبقت کی اللہ تعالےٰ نے ان کو بھی دو جماعتوں میں تقسیم کر دیا۔

۱ ایک تو وہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں اپنے گھر بار کو چھوڑ کر ہجرت کی،

۲ دوسرے وہ جنہوں نے اپنے شہر میں مہاجرین کو آباد ہونے کی دعوت دی اور اسلام کے مددگار بنے۔

مہاجرین تو وہ لوگ تھے جنہوں نے ایسے وقت میں اسلام قبول کیا جبکہ ہر چہار طرف سے اسلام قبول کرنے والوں پر مصائب کے پہاڑ توڑے جا رہے تھے۔ ایسے وقت میں اسلام قبول کرنا بڑے حوصلہ اور عزیمت کا کام اور اپنے لئے تکالیف وآلام کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ ان لوگوں نے ہر قسم کی تکالیف برداشت کیں اور امتحان میں پورے اترے۔ بالآخر جب ان پر اپنے شہر کی زمین تنگ ہو گئی تو انہوں نے اپنے شہر کو محض اللہ تعالیٰ کی رضاء اور اسلام کی ترویج وترقی کی خاطر خیرباد کہہ دیا اور بے سروسامانی کی حالت میں ہجرت کے لئے نکل کھڑے ہوئے اللہ تعالیٰ ان مہاجرین کی تعریف میں فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

(البقرۃ - ۲۱۸)

البتہ جو لوگ ایمان لائے، جن لوگوں نے ہجرت کی اور اللہ کے راستہ میں جہاد کرتے رہے یہ ایسے لوگ ہیں کہ اللہ کی رحمت کی امید رکھ سکتے ہیں (ان سے اگر کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو اللہ معاف کر دے گا کیونکہ) اللہ

بڑا معاف کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ، ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ، وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ○

(آل عمران - ۱۹۵)

تو جو لوگ (میرے راستہ میں) ہجرت کریں، اپنے گھروں سے نکالے جائیں، میرے راستہ میں تکلیف دئے جائیں، لڑیں اور قتل کئے جائیں تو میں ان کے (تمام) گناہوں کو مٹا دوں گا اور ان کو ایسے باغات میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، یہ اللہ کی طرف سے (ان کے نیک اعمال کا) بدلہ ہوگا اور اللہ کے ہاں (نیک اعمال کا) بہت اچھا بدلہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ، وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ○ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ○ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا، اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ○

(التوبۃ - ۲۰ تا ۲۲)

جن لوگوں نے ایمان قبول کیا، ہجرت کی اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کے راستہ میں جہاد کیا (یہ لوگ) اللہ کے نزدیک درجہ میں بہت بڑے ہیں اور یہ لوگ کامیاب ہیں۔ ان کا رب ان کو اپنی رحمت اور رضوان کی خوش خبری دیتا ہے اور ایسی جنتوں کی بھی خوشخبری دیتا ہے جن میں ان کے لئے دائمی نعمتیں ہوں گی۔ یہ لوگ ان جنتوں میں ہمیشہ رہیں گے، بے شک (ان لوگوں کے لئے) اللہ کے ہاں بڑا اجر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً، وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ○ اَلَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ○

(النحل - ۴۱ و ۴۲)

اور (اے رسول) جن لوگوں نے (کافروں کے) ظلم سہنے کے بعد اللہ (کی راہ) میں ہجرت کی تو ہم ان کو دنیا میں اچھا ٹھکانہ دیں گے (اور آخرت میں اس کا اجر دیں گے) اور آخرت کا اجر تو بہت ہی بڑا ہے، کاش انہیں معلوم ہو جاتا (کہ وہ

کتنا بڑا اجر ہے) یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے (تمام مصائب پر) صبر کیا اور اپنے رب پر توکل کرتے رہے۔

انصار وہ لوگ تھے جنہوں نے مہاجرین کو مدینہ منورہ میں پناہ دی اور دین اسلام کی بھرپور مدد کی۔ مہاجرین کے ساتھ اللہ تعالےٰ نے انصار کی بھی کئی جگہ تعریف کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا، لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ○

(الانفال - ۷۴)

جو لوگ ایمان لائے، (پھر) انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کے راستہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے (ہجرت کرنے والوں کو) جگہ دی اور (جہاد فی سبیل اللہ میں) ان کی مدد کرتے رہے تو یہ لوگ سچے مؤمن ہیں، ان کے لئے مغفرت ہے اور باعزت رزق ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ، اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ، وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○

(الحشر - ۸ و ۹)

(اے رسول، یہ مال) ان محتاج مہاجرین کا بھی حق ہے جو اپنے گھروں اور اپنے مالوں سے نکال دئے گئے جو (ہمہ اوقات) اللہ کے فضل اور (اس کی) رضاء کے طلب گار رہتے ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے رہتے ہیں یہی لوگ سچے ہیں۔ اور (یہ مال ان لوگوں کا بھی حق ہے) جو مہاجرین (کے آنے) سے پہلے سے دار الہجرت میں آباد ہیں اور ایمان لا چکے ہیں، (ان کی کیفیت یہ ہے کہ) جو لوگ ان کے پاس ہجرت کر کے آتے ہیں ان سے یہ (بڑی) محبت کرتے ہیں اور جو کچھ ان (مہاجرین) کو دیا جاتا ہے تو اس کے لئے اپنے سینوں میں کوئی حرص نہیں پاتے بلکہ اپنی ضرورت کے باوجود ان کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں اور جو شخص نفس کی حرص سے بچا لیا گیا تو ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْاَنْصَارِ وَلَوْسَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَشِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْاَنْصَارِ وَشِعْبَهَا، اَلْاَنْصَارُ شِعَارٌ وَالنَّاسُ دِثَارٌ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الطائف جزء ۵ ص۲)

اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار میں سے ہوتا اور اگر تمام لوگ کسی وادی اور گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی وادی اور گھاٹی میں چلوں گا۔ انصار استر ہیں (مجھ سے قریب ہیں) اور (دوسرے) لوگ ابرا ہیں (مجھ سے ابرے کی طرح دور ہیں)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اٰيَةُ الْمُنَافِقِ بُغْضُ الْاَنْصَارِ وَاٰيَةُ الْمُؤْمِنِ حُبُّ الْاَنْصَارِ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علی ان حب الانصار وعلی من الایمان جزء اول ص۴۷)

منافق کی نشانی انصار سے بغض رکھنا ہے اور مؤمن کی نشانی انصار سے محبت کرنا ہے۔

آیت زیر تفسیر میں ان لوگوں کی بھی تعریف ہے جو السابقون الاولون کے بعد بحسن و خوبی ایمان لائے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی تعریف کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ، وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ، اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

(الانفال - ۷۵)

اور جو لوگ بعد میں ایمان لائے پھر انہوں نے ہجرت کی اور تمہارے ساتھ مل کر جہاد کرتے رہے تو وہ تم ہی میں سے ہیں لیکن (وراثت کے معاملہ میں) اللہ کی کتاب کے مطابق رشتہ دار ہی ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں بیشک اللہ کو ہر چیز کا علم ہے (اس نے اپنے علم ہی کی بنیاد پر یہ احکام دئے ہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

(الحشر - ۱۱)

اور (یہ مال ان لوگوں کا بھی حق ہے) جو (مہاجرین اولین) کے بعد (ہجرت کر کے) آئے اور جو (اس طرح) دعاء کرتے ہیں: "اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دلوں میں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے بغض نہ پیدا کر، اے ہمارے رب

توبہت شفقت کرنے والا اور بہت رحم
کرنے والا ہے۔"

الغرض اس تیسرے گروہ میں قیامت تک کے وہ تمام مسلمین شامل ہیں جو مہاجرین اور انصار کے نقوش قدم پر چلتے ہوئے بحسن وخلوص ایمان لائے۔

آگے فرمایا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ اللہ تعالیٰ ان تینوں قسم کے لوگوں سے راضی ہوگیا اور وہ اس سے راضی ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، ان باغات میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ لِاَهْلِ الْجَنَّةِ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُوْنَ لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِيْ يَدَيْكَ فَيَقُوْلُ هَلْ رَضِيْتُمْ فَيَقُوْلُوْنَ وَمَالَنَا لَا نَرْضٰى يَا رَبِّ وَقَدْ اَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ فَيَقُوْلُ اَلَا اُعْطِيْكُمْ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُوْنَ يَا رَبِّ وَاَيُّ شَيْءٍ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُ اُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِيْ فَلَا اَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهٗ اَبَدًا (صحیح مسلم کتاب الجنۃ و صفۃ نعیمہا باب احلال الرضوان علی اھل الجنۃ جزء ۲ صـ۵۳۱)

اللہ تعالیٰ جنت والوں سے فرمائیگا، اے اہل جنت، جنتی جواب دیں گے، لبیک ربنا وسعدیک والخیر فی یدیک۔ اللہ تعالےٰ فرمائے گا کیا تم راضی ہو گئے؟ جنتی عرض کریں گے ہم راضی اور خوش کیوں نہ ہوں، تو نے جو نعمتیں ہمیں عنایت فرمائی ہیں، وہ مخلوق میں سے کسی کو عطاء نہیں فرمائیں اللہ تعالیٰ فرمائیگا کیا اس سے بھی افضل چیز میں تمہیں نہ دوں۔ جنتی عرض کریں گے اے ہمارے رب اس سے بڑھ کر اور کیا چیز ہوگی، اللہ تعالیٰ فرمائے گا، میں تم پر اپنی خوشنودی نازل کرتا ہوں، اس کے بعد میں تم سے کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔

عمل

اے لوگو، مہاجرین اور انصار کے طرز پر بحسن وخلوص ایمان لائیے اور عمل کیجئے۔

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْأَعْرَابِ
مُنٰفِقُوْنَ ۛ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ۛ
مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ ۖ لَا تَعْلَمُهُمْ ۭ
نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ۭ سَنُعَذِّبُهُمْ
مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ
عَظِيْمٍ ﴿١٠١﴾ وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا
بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا
وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ۭ عَسَى اللّٰهُ اَنْ
يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

رَحِيمٌ ﴿۱۰۲﴾

ترجمہ اور (اے ایمان والو) تمہارے گرد و نواح کے بعض دیہاتی منافق ہیں اور مدینہ والوں میں سے بھی بعض لوگ (منافق) ہیں۔ یہ لوگ نفاق پر (قائم ہیں اور) سرکشی میں مبتلا ہیں۔ (اے رسول) آپ ان کو نہیں جانتے ہم انہیں جانتے ہیں، ہم ان کو دوہرا عذاب دیں گے پھر (قیامت کے دن) ان کو بڑے عذاب کی طرف لوٹا دیں گے ﴿۱۰۱﴾ (ان کے علاوہ) کچھ اور بھی لوگ ہیں جنہوں نے اچھے اور برے عمل کو خلط ملط کیا ہے (اچھے عمل بھی کئے ہیں اور برے عمل بھی کئے ہیں اور اب) وہ اپنے گناہوں کا اعتراف بھی کرتے ہیں، عنقریب اللہ ایسے لوگوں کی توبہ قبول فرمائے گا، بے شک اللہ بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے ﴿۱۰۲﴾

معانی و مصادر (مَرَدُوْا) مَرَدَ، يَمْرُدُ، مُرُوْدٌ وَمُرَادَةٌ وَمُرُوْدَةٌ (ن وك) سرکشی و نافرمانی کرنا۔

(خَلَطُوْا) خَلَطَ، يَخْلِطُ، خَلْطٌ (ض) ملانا۔

تفسیر جنگ تبوک کے سلسلہ میں منافقین کے مکر و فریب کا ذکر کرتے ہوئے درمیان میں اللہ تعالیٰ نے نیک لوگوں کا ذکر فرمایا۔ اس کے بعد پھر منافقین کا ذکر جاری کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ) اور اے ایمان و، تمہارے گرد و نواح کے دیہاتیوں میں سے بعض دیہاتی منافق ہیں (وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ) اور مدینہ میں بھی بہت سے منافق ہیں۔ (مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ) یہ لوگ نفاق پر اڑے ہوئے ہیں (لَا تَعْلَمُهُمْ) اے رسول، آپ ان منافقین کو نہیں جانتے (نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ) ہم انہیں خوب جانتے ہیں۔ یہ لوگ آپ سے نفاق کو چھپائے ہوئے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ سے اپنے نفاق کو نہیں چھپا سکتے اللہ تعالیٰ ان سے خوب واقف ہے (سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ) اے رسول، ہم ان کو عنقریب دو مرتبہ عذاب میں مبتلا کریں گے پھر قیامت کے دن ان کو ایک بڑے عذاب کی طرف لوٹا دیں گے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تین عذابوں کا ذکر فرمایا۔ ایک دنیا کا عذاب ہے ایک آخرت کا عذاب ہے اور ایک ان دونوں کے درمیانی وقفہ کا عذاب ہے جسے عذاب قبر کہتے ہیں منافقین کو اللہ تعالیٰ تین عذابوں میں مبتلا کرے گا۔ آخرت میں بھی عذاب دیگا، قبر میں بھی عذاب دے گا اور دنیا میں بھی عذاب دے گا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان منافقین کا ذکر فرمایا جو نفاق پر اڑے ہوئے ہیں۔ اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا ذکر فرمایا جو گناہ پر اڑے ہوئے نہیں ہیں بلکہ اپنے گناہ سے تائب ہونے کا اعلان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا) ان کے علاوہ کچھ اور لوگ بھی ہیں جنہوں نے اچھے اور برے دونوں اعمال کو خلط ملط کر دیا۔ اچھے عمل بھی کئے اور برے عمل بھی کئے بالآخر انہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کر لیا اور ان پر نادم ہوئے (عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ) ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرمالے اور ان کو معاف کر دے بے شک اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَتَانِی اللَّيْلَةَ اٰتِيَانِ فَابْتَعَثَانِیْ فَانْتَهَيْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ مَبْنِيَّةٍ بِلَبِنِ ذَهَبٍ وَّلَبِنِ فِضَّةٍ فَتَلَقَّانَا رِجَالٌ شَطْرٌ مِنْ خَلْقِهِمْ كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَآءٍ وَشَطْرٌ كَاَقْبَحِ مَا اَنْتَ رَآءٍ قَالَا لَهُمْ اذْهَبُوْا فَقَعُوْا فِیْ ذٰلِكَ النَّهْرِ فَوَقَعُوْا فِيْهِ ثُمَّ رَجَعُوْا اِلَيْنَا قَدْ ذَهَبَ ذٰلِكَ السُّوْءُ عَنْهُمْ فَصَارُوْا فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ قَالَا لِیْ هٰذِهٖ جَنَّةُ عَدْنٍ وَّهٰذَاكَ مَنْزِلُكَ قَالَا اَمَّا الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَانُوْا شَطْرًا مِنْهُمْ حَسَنٌ وَشَطْرٌ مِنْهُمْ قَبِيْحٌ فَاِنَّهُمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا تَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُمْ۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر ابواب تفسیر سورۃ التوبۃ جزو ۶ ص ۸۷)

رات کو دو فرشتے آئے اور مجھے ایک ایسے شہر میں لے گئے جو سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنایا گیا تھا۔ وہاں میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا جن کا نصف بدن اتنا خوبصورت کہ ایسا تم نے کبھی نہیں دیکھا ہوگا اور نصف بدن اتنا بدصورت تھا کہ ایسا تم نے کبھی نہ دیکھا ہوگا۔ ان فرشتوں نے اُن سے کہا کہ اس نہر کے اندر داخل ہو جاؤ۔ وہ نہر کے اندر داخل ہوئے، پھر باہر آئے تو ان کی ساری بدصورتی دور ہو چکی تھی اور وہ خوبصورت بن چکے تھے، فرشتوں نے مجھ سے کہا کہ یہ جنت عدن ہے اور وہ آپ کا مقام ہے، پھر فرشتوں نے کہا کہ آپ نے جن لوگوں کا نصف بدن خوبصورت اور نصف بدن بدصورت دیکھا تھا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے دنیا میں اچھے اور بُرے دونوں کام کئے تھے اللہ تعالےٰ نے انہیں بخش دیا۔

آیات زیر تفسیر سے ثابت ہوا کہ جو لوگ نفاق پر اڑے رہیں گے ان کو تین عذاب ہوں گے اور جو لوگ اپنے گناہوں کا اعتراف کر کے اپنے گناہوں سے تائب ہو جائیں گے ان کے متعلق امید

ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں معاف کردیگا۔

نوٹ:۔ عذاب قبر کے سلسلہ میں ہم انشاء اللہ سورۂ ابراہیم کی آیت ۲۷ کی تفسیر میں تفصیل سے روشنی ڈالیں گے۔

عمل

اے لوگو، نفاق سے بچئے۔ یہ بہت بُری چیز ہے۔

اے لوگو، اگر آپ کے دل میں نفاق آگیا ہے تو اس سے فوراً توبہ کرلیجئے۔

اے لوگو، کسی شخص کے متعلق منافق ہونے کا فیصلہ نہ کیجئے۔ دل کا حال سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا لہذا وہی جانتا ہے کہ کون منافق ہے اور کون مؤمن ہے۔

خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ
وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ
إِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ
وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿۱۰۳﴾ أَلَمْ يَعْلَمُوٓا
أَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ
عِبَادِهِ وَيَأْخُذُ الصَّدَقٰتِ
وَأَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿۱۰۴﴾

ترجمہ (اے رسول) آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لیا کریں (تاکہ) اس کے ذریعہ آپ ان کو پاک وصاف کرتے رہیں اور آپ ان کے لئے دعاء بھی کیا کریں اس لئے کہ آپ کی دعاء ان کے لئے موجب تسکین ہوتی ہے، اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے ﴿۱۰۳﴾ کیا انہیں نہیں معلوم کہ اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور صدقات قبول فرماتا ہے اور یہ کہ بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے ﴿۱۰۴﴾

معانی ومصادر (سَکَنٌ) سَکَنَ، یَسْکُنُ، سَکَنٌ وسُکْنٰی (ن) اقامت پذیر ہونا (سَکَنٌ ۔ رحمت، برکت)۔

تفسیر اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ مسلمین کے اموال میں سے زکوٰۃ وصول کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً) اے رسول آپ ان کے مالوں میں سے زکوٰۃ وصول کیا کریں (تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا) تاکہ اس کے ذریعہ آپ ان کو پاک اور طیّب بنا دیں۔ زکوٰۃ وصول کرنے کے بعد ان کا بقیہ مال ان کے لئے حلال وطیب ہو جائے گا اور وہ حلال وطیب مال کھائیں گے تو وہ خود بھی پاک ہو جائیں گے اور ان کا تزکیہ نفس ہو جائیگا۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:۔

لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ قَالَ كَبُرَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ عُمَرُ اَنَا اُفَرِّجُ عَنْكُمْ فَانْطَلَقَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنَّهٗ كَبُرَ عَلٰى اَصْحَابِكَ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَفْرِضِ الزَّكٰوةَ اِلَّا لِيُطَيِّبَ مَا بَقِيَ مِنْ اَمْوَالِكُمْ (رواہ ابوداؤد فی کتاب الزکوٰۃ باب حقوق المال جزء اول ص۲۴۱ وسندہ صحیح۔ مرعاۃ شرح مشکوٰۃ جزء۴ ص۱۸)

جب یہ آیت نازل ہوئی: وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ ..... (جو لوگ سونا، چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ کے راستہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں عذاب الیم کی خوشخبری سنا دیجئے) تو مسلمین پر یہ بہت گراں گذری۔ عمرؓ نے کہا، میں تمہاری مشکل حل کرتا ہوں۔ وہ سب لوگ روانہ ہوئے اور (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر) عرض کیا: اے اللہ کے نبی، یہ آیت آپ کے اصحاب پر بہت گراں گذری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے زکوٰۃ کو فرض نہیں کیا مگر اس لئے کہ تمہارے بقیہ مال کو پاک کر دے۔

الغرض زکوٰۃ دینے سے بقیہ مال پاک ہو جاتا ہے اور پاک مال کھانا تزکیہ نفس کا ایک ذریعہ ہے۔ لوگوں کے قلوب کو پاک کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض منصبی میں سے تھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:۔

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ

وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا جو ان کو اللہ کی آیات پڑھ کر سناتا ہے، انہیں پاک کرتا ہے

كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ○
(الجمعۃ- ۲)

اور کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ صریح گمراہی میں تھے۔

آیت زیر تفسیر سے معلوم ہوا کہ تزکیہ نفس کے جہاں اور بہت سے ذرائع ہیں طیب مال کا استعمال بھی ایک ذریعہ ہے اور مال طیب اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ اس مال کی زکوٰۃ ادا کر دی گئی ہو یعنی زکوٰۃ کی ادائیگی بالواسطہ طہارت قلب اور تزکیۂ نفس کا ذریعہ ہے۔ آیت زیر تفسیر سے یہ بھی نتیجہ نکلتا ہے کہ ناپاک مال کا استعمال نفس میں خباثت پیدا کرتا ہے لہذا ناپاک مال استعمال نہیں کرنا چاہیئے۔

آگے فرمایا (وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ) اور اے رسول زکوٰۃ دینے والوں کے لئے دعاء بھی کیا کریں اس لئے کہ آپ کی دعاء ان کے لئے موجب رحمت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے وہ ضرور آپ کی دعاء سنے گا اور دینے والے کی نیت کو جان کر اس کے مطابق دعاء کو قبول فرمائے گا۔ حضرت عبداللہ بن اوفیٰ فرماتے ہیں:-

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَةٍ قَالَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِمْ فَأَتَاهُ أَبِيْ بِصَدَقَتِهٖ فَقَالَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى آلِ أَبِيْ أَوْفٰى (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیۃ جزء ۵ ص۱۵۹ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب الدعاء لمن اتی بصدقۃ جزء اول ص۴۳۵)

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی قوم کی زکوٰۃ آتی تو آپ فرماتے اے اللہ ان پر رحمت فرما، جب میرے باپ اپنی زکوٰۃ لے کر آئے تو آپ نے فرمایا: اے اللہ، آل ابی اوفیٰ پر رحمت فرما۔

آگے فرمایا (أَلَمْ يَعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَأْخُذُ الصَّدَقٰتِ) کیا لوگوں کو نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرماتا ہے اور صدقات بھی قبول فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ توبہ کیوں نہ قبول فرمائے (وَأَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ) وہ تو بڑا توبہ قبول کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

جن لوگوں نے اپنے جرم کا اعتراف کر لیا اور پھر اپنے گناہوں سے توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ ضرور ان پر رحم فرماتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

إِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ، وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهٗ يَتُوْبُ

مگر جو توبہ کر لے، ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتا رہے تو ایسے لوگوں کی برائیوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دیگا اور اللہ بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے اور جو شخص

اِلَی اللّٰہِ مَتَابًا ○ (الفرقان - ۷۰و۷۱)

توبہ کرے اور (پھر) نیک عمل کرتا رہے تو یقیناً وہی (صحیح معنوں میں) اللہ سے توبہ کرتا ہے۔

الغرض لوگوں کو چاہئے کہ توبہ کریں اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں مال خرچ کریں۔ مال کا خرچ کرنا بھی دوزخ سے بچنے کا سبب بن جائیگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَۃٍ (صحیح بخاری کتاب الادب باب طیب الکلام جزء ۸ ص۱۴ و صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب الحث علی الصدقۃ جزء اول ص۳۰۶)

دوزخ سے بچو خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی دے کر سہی۔

عمل

اے ائمۃ المسلمین، ایمان والوں سے زکوٰۃ وصول کیجئے۔

اے ایمان والو، زکوٰۃ ادا کرتے رہئے تاکہ آپ کا بقیہ مال آپ کے لئے حلال و طیب ہو جائے۔

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ سے اپنی خطاؤں کی معافی مانگتے رہیئے۔

وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ
وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ، وَسَتُرَدُّوْنَ
اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ
فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

ترجمہ اور (اے رسول) آپ ان سے کہہ دیجئے کہ عمل کئے جاؤ اللہ اور اس کا رسول اور تمام مؤمنین تمہارے اعمال کو دیکھیں گے (کہ واقعی تم نے خلوص سے توبہ کی ہے یا نہیں) پھر (قیامت کے روز) تم پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے (اللہ) کے پاس لوٹائے جاؤ گے پھر وہ تمہیں بتائے گا کہ تم (دنیا میں) کیا کیا کرتے رہے تھے ﴿۱۰۵﴾

معانی و مصادر (غَيْب) غَابَ، يَغِيْبُ، غَيْبٌ وغِيْبَةٌ وغِيَابٌ وغُيُوْبٌ و مَغِيْبٌ (ض) غائب و پوشیدہ ہو جانا، دور ہو جانا۔
(اَلشَّهَادَةُ) شَهِدَ، يَشْهَدُ، شُهُوْدٌ (س) حاضر ہونا، دیکھنا، پانا۔

تفسیر منافقین نے جنگ تبوک میں شریک نہ ہونے کے سلسلہ میں بہت سے عذر پیش کئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ○
(التوبة - ۵۶)

یہ لوگ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ تم میں سے ہیں حالانکہ وہ تم میں سے نہیں ہیں بلکہ وہ (بڑے) ڈرپوک لوگ ہیں (کہ تمہارے سامنے اپنے کفر کا اقرار نہیں کرتے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنْ

وہ تمہارے سامنے (بار بار) قسمیں کھائیں گے

تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ○ (التوبۃ - ۹۶)

تاکہ تم ان سے راضی ہو جاؤ، تو اگر تم ان سے راضی بھی ہو جاؤ گے (تو اس سے ان کو کیا فائدہ پہنچیگا) اللہ تو (کبھی بھی) فاسق لوگوں سے راضی نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان منافقین کی جھوٹی قسموں اور جھوٹے بہانوں سے متنبہ کرتے ہوئے ان سے اعراض کرنے کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ فَأَعْرِضُوْا عَنْهُمْ، إِنَّهُمْ رِجْسٌ، وَّمَأْوٰهُمْ جَهَنَّمُ، جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○ (التوبۃ - ۹۵)

(اے ایمان والو) جب تم ان کے پاس لوٹ کر جاؤ گے تو وہ تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھائینگے تاکہ تم ان سے روگردانی کرو تو تم ان سے روگردانی ہی کرنا، وہ ناپاک ہیں، ان کا ٹھکانہ جہنم ہے (اور) یہ بدلہ ہے ان کے اعمال کا جو وہ کرتے تھے۔

الغرض منافقین نے طرح طرح سے اپنی وفاداری کا یقین دلایا تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا (وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ) اے رسول آپ ان سے کہہ دیجئے کہ اچھا تم عمل کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ، اس کا رسول اور مؤمنین تمہارے عمل کو دیکھیں گے کہ واقعی تم جو کچھ کہہ رہے ہو وہ خلوص پر مبنی ہے یا نہیں۔ اگر تم واقعی خلوص کے ساتھ وفاداری کا اظہار کر رہے ہو تو آئندہ تمہارا عمل بھی اس کی شہادت دے گا اور اگر تمہارے دلوں میں خلوص نہیں ہے تو تمہارا عمل تمہاری منافقت اور عداوت کی شہادت دیگا بہرحال تمہارا عمل تمہاری تصدیق یا تکذیب کے لئے کافی ہوگا اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ایمان والوں کو تمہارے اعمال کے سلسلہ میں تمہاری نیت کا علم نہ ہو سکا تو کیا ہوا (وَسَتُرَدُّوْنَ إِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ) تم عنقریب پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے (اللہ) کے پاس حاضر کئے جاؤ گے پھر وہ تمہیں بتائے گا کہ تم دنیا میں کیا کیا کرتے رہے تھے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمہیں بتائے گا کہ تمہارے اعمال خلوص پر مبنی تھے یا نفاق پر مبنی تھے۔ اُس دن تمہارے نفاق کا پردہ چاک ہو جائے گا اور تمہارے خلوص کی حقیقت واضح ہو جائے گی۔ اسی چیز کو اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ اس طرح فرمایا ہے :-

يَعْتَذِرُوْنَ إِلَيْكُمْ إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّأَنَا اللّٰهُ مِنْ أَخْبَارِكُمْ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ إِلٰى

(اور اے ایمان والو) جب تم (جہاد سے) لوٹ کر ان کے پاس جاؤ گے تو یہ لوگ تم سے (طرح طرح کے) عذر بیان کریں گے، (اے رسول) آپ ان سے کہہ دینا کہ تم کوئی

عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

(التوبۃ۔ ۹۴)

عذر بیان نہ کرو ہم تمہاری باتوں پر یقین نہیں کرتے، ہمیں تو اللہ نے تمہارے حالات (پہلے ہی) بتا دئے ہیں مزید برآں اللہ اور اس کا رسول تمہارے اعمال کو ابھی اور دیکھیں گے پھر تم پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے (اللہ) کے پاس لوٹائے جاؤ گے پھر وہ تمہیں بتائے گا کہ تم کیا کیا کرتے رہے تھے۔

(فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ) (اللہ تعالیٰ تمہیں بتائے گا کہ تم کیا کیا کرتے رہے تھے) ان الفاظ میں ایک قسم کی تنبیہ اور وعید ہے۔ یہ تنبیہ اور وعید کی دھمکی اس لئے دی گئی ہے تاکہ وہ ہوشیار ہو جائیں اور آخرت کی فکر کریں۔

عمل

اے لوگو، خلوص سے عمل کرتے رہیئے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیئے۔ اس کو آپ کے تمام اعمال کی خبر ہے۔ اس کے ہاں وہی اعمال قبول ہوں گے جو خلوص سے کئے گئے ہوں گے۔

وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾

ترجمہ اور ان کے علاوہ کچھ لوگ اور ہیں جن (کے معاملہ) کو اللہ کے حکم (آنے) تک مؤخر کر دیا گیا ہے، (اللہ کو اختیار ہے) چاہے ان کو عذاب دے اور چاہے ان کو معاف کر دے، (ہر کام اللہ کے علم اور حکمت پر مبنی ہوتا ہے) بے شک اللہ علم والا، حکمت والا ہے ﴿۱۰۶﴾

معانی و مصادر (مُرْجَوْنَ) رَجَا، يَرْجُوْا، رَجَاءٌ وَرَجْوٌ وَرَجَاةٌ وَمَرْجَاةٌ (ن) امید رکھنا، مؤخر کرنا (مُرْجَوْنَ = وہ لوگ جو مؤخر کئے گئے)۔

تفسیر جنگ تبوک میں شریک نہ ہونے والے بعض ایسے بھی لوگ تھے جنہوں نے اپنے قصور کا اعتراف کر لیا۔ ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے آیت ۱۰۲ میں فرمایا تھا ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرما دے۔ ان کی معافی کو مؤخر کر دیا گیا تھا۔ آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالےٰ نے پھر ان کا تذکرہ فرمایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ) منافقین کے علاوہ کچھ اور لوگ بھی ہیں جن کے معاملہ کو اللہ تعالیٰ کا واضح حکم آنے تک مؤخر کر دیا گیا ہے خواہ اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دے خواہ ان کو معاف کر دے (وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ) اللہ تعالےٰ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی نیت سے واقف ہے لیکن انکی تعذیب یا معافی میں تاخیر اس کی حکمت پر مبنی ہے۔

منافقین کا معاملہ تو طے کر دیا گیا۔ ان سے اعراض کرنے کا حکم دیا گیا لیکن وہ مؤمنین جو غلطی سے جنگ تبوک میں شرکت نہ کر سکے تھے ان کے متعلق معافی کے معاملہ کو مؤخر کر دیا گیا۔ لیکن بالآخر وہ وقت بھی آیا کہ ان کی معافی کا اعلان کیا گیا جو اسی سورت کی آیت ۱۱۸ میں بیان کیا گیا ہے۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ سے اچھی امید رکھیئے۔ اگر کسی معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تاخیر ہو تو اس تاخیر سے ناامید نہ ہو جائیے۔ تاخیر میں ضرور کوئی نہ کوئی خیر کا پہلو ہوتا ہے جو آپ کی نظروں سے پوشیدہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُسے جانتا ہے لیکن وہ اسے اُس وقت تک ظاہر نہیں کرتا جب تک اس کی حکمت کے تمام تقاضے پورے نہ ہو جائیں۔

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا
ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ
الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ
حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ
وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى
وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۷﴾
لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ، لَمَسْجِدٌ
اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ
يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ، فِيْهِ

رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا،
وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴿١٠٨﴾
اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى
تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ
اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى
شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ
فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ، وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي
الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٠٩﴾ لَا يَزَالُ
بُنْيَانُهُمُ الَّذِيْ بَنَوْا رِيْبَةً

فِي قُلُوبِهِمْ إِلَّا أَنْ تَقَطَّعَ
قُلُوبُهُمْ، وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿۱۱۰﴾

ترجمہ اور (اے رسول) جن لوگوں نے (ایمان والوں کو) نقصان پہنچانے، کفر کرنے، مؤمنین میں پھوٹ ڈالنے اور جو لوگ پہلے اللہ اور رسول سے لڑ چکے ہیں ان کے لئے گھات کی جگہ فراہم کرنے کے لئے مسجد بنوائی ہے (ان کا اعتبار نہ کریں) وہ تو قسمیں کھا کر کہیں گے کہ سوائے بھلائی کے ہمارا اور کوئی ارادہ نہیں تھا لیکن اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں ﴿۱۰۷﴾ (اے رسول) آپ اس مسجد میں (جا کر کبھی) کھڑے بھی نہ ہوں البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد روز اول سے تقوے پر رکھی گئی ہے اس بات کی حقدار ہے کہ آپ اس میں (جا کر) کھڑے ہوں۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جو (خوب) پاک وصاف رہنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ پاک وصاف رہنے والوں ہی کو پسند کرتا ہے ﴿۱۰۸﴾ (اے ایمان والو، بتاؤ) وہ شخص بہتر ہے جو اپنی عمارت کی بنیاد اللہ کے خوف اور خوشنودی پر رکھے یا وہ شخص بہتر ہے جو اپنی عمارت کی بنیاد بوسیدہ بند کے کنارے پر رکھے پھر وہ عمارت اس کو دوزخ کی آگ میں لے کر گر جائے (ان لوگوں نے اسلام کی مخالفت کا ارادہ کر کے بہت بڑا ظلم کیا) اور اللہ ظلم کرنے والوں کو (کبھی) منزل مقصود کی طرف رہنمائی نہیں کرتا ﴿۱۰۹﴾ یہ عمارت جو انہوں نے بنائی ہے ہمیشہ ان کے دلوں میں موجب اضطراب رہے گی سوائے اس صورت کے کہ ان کے دل ہی پاش پاش ہو جائیں اللہ (کو ان کے دل کی باتوں کا خوب علم ہے اس لئے کہ وہ) جاننے والا، حکمت والا ہے ﴿۱۱۰﴾

معانی ومصادر

(ضِرَارًا) ضَارَّ، يُضَارُّ، ضِرَارٌ و مُضَارَّةٌ (باب مفاعلۃ) نقصان پہنچانا مخالفت کرنا۔

(إِرْصَادًا) أَرْصَدَ، يُرْصِدُ، إِرْصَادٌ (باب افعال) مہیا کرنا، آمادہ ہونا، بدلہ دینا۔

(أَسَّسَ) أَسَّسَ، يُؤَسِّسُ، تَأْسِيسٌ (باب تفعیل) بنیاد رکھنا۔

(بُنْيَانٌ) (بَنَوْا) بَنَى، يَبْنِي، بَنْيٌ وَبِنَاءٌ وبُنْيَانٌ وبِنْيَةٌ وبِنَايَةٌ (ض) بنانا (بُنْيَانٌ = عمارت)۔

(شَفَا) شَفَا، يَشْفُو، شَفْوٌ (ن) طلوع ہونا، ظاہر ہونا (شَفَا = کنارہ)۔

(جُرُفٌ) جَرَفَ، یَجْرُفُ، جَرْفٌ (ن) جڑ سے اکھاڑ ڈالنا (جُرُفٌ = زمین جس کو پانی نے کھوکھلا کر دیا ہو)
(هَارَ) هَارَ، یَهُوْرُ، هَوْرٌ (ن) پھٹ جانا (هَارٍ = هَائِرٌ = پھٹنے والا)۔
(اِنْهَارَ) اِنْهَارَ، یَنْهَارُ، اِنْهِیَارٌ (باب انفعال) منہدم ہونا، گر پڑنا۔
(یَزَالُ) زَالَ، یَزَالُ، یَزِیْلُ، زَیْلٌ (ف، ض) جگہ سے ہٹانا۔
(رِیْبَةٌ) رَابَ، یَرِیْبُ، رَیْبٌ (ض) شک میں ڈالنا۔ (رِیْبَةٌ = شک، اضطراب)۔

تفسیر آیت زیر تفسیر کے سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے کہ منافقین نے ایک ایسی مسجد بنائی تھی جس کا مقصد اسلام اور مسلمین کو نقصان پہنچانا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کرنا، ایمان والوں میں پھوٹ ڈالنا اور اسلام کے دشمنوں کے لئے کمین گاہ مہیا کرنا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِیْقًا بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ اِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ) اور اے رسول، جن منافقین نے مسلمین کو نقصان پہنچانے، کفر کو فروغ دینے، ایمان والوں میں پھوٹ ڈالنے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے پہلے جنگ کر چکے ہیں ان کے لئے کمین گاہ فراہم کرنے کے لئے مسجد بنائی ہے (ان کی بات کا اعتبار نہ کریں) (وَلَیَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَاۤ اِلَّا الْحُسْنٰی، وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ) وہ تو ضرور قسمیں کھا کر کہیں گے کہ اس مسجد سے سوائے بھلائی کے ہمارا اور کوئی ارادہ نہیں تھا لیکن اللہ تعالےٰ گواہی دیتا ہے کہ وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔ (لَا تَقُمْ فِیْهِ اَبَدًا) اے رسول، آپ اس مسجد میں جا کر کبھی کھڑے بھی نہ ہوں (لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِیْهِ) البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد روز اول سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے اس بات کی حقدار ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں، اس میں نماز پڑھیں (فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ) اس مسجد میں ایسے لوگ نماز پڑھتے ہیں جو خوب پاک وصاف رہنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پاک وصاف رہنے والوں ہی کو پسند کرتا ہے۔

ان آیات سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوئیں۔

(۱) تفریق بین المسلمین اور اسلام کو نقصان پہنچانے کے لئے مسجد کی تعمیر حرام ہے۔ ایسی مسجد مسجد ہی نہیں۔ اس میں نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔

(۲) مسجد کی تعمیر خلوص وتقوے پر مبنی ہونی چاہئے اور

(۳) مسلمین کو خوب پاک وصاف رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کو پاک وصاف رہنے والے پسند ہیں۔

مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَی	اللہ کی مسجدیں تو بس اس شخص کو تعمیر کرنی چاہئیں جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لائے، نماز

الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ، فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ○
(التوبۃ ۔ ۱۸)

قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے، اور اللہ کے علاوہ کسی سے نہ ڈرے، ایسے ہی لوگوں کے متعلق امید کی جاسکتی ہے کہ وہ ہدایت یاب لوگوں میں سے ہوں گے۔

اس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں ایمان اور تقوی کو بڑا دخل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا (وَفِىْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ لِلّٰهِ) بَنَى اللّٰهُ لَهٗ مِثْلَهٗ فِى الْجَنَّةِ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب من بنی مسجدا جزء اول ص۱۲۲ و صحیح مسلم کتاب المساجد باب فضل بناء المساجد جزء اول ص۲۱۶)

جو شخص اللہ کے لئے مسجد بناتا ہے اللہ اس کے لئے اس کے مثل جنت میں (ایک مکان) بناتا ہے۔
(نوٹ، خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)

پاکی اور صفائی اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ (یٰاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۔ ۴)

اپنے کپڑے کو پاک رکھیئے۔

قرآن مجید میں جگہ جگہ اللہ تعالےٰ نے پاکی اور صفائی پر زور دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِى الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ○
(البقرۃ ۔ ۲۲۲)

ایّام کے دنوں میں عورتوں سے علیحدہ رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان سے قربت نہ کرو، پھر جب وہ نہا دھو کر پاک ہو جائیں تو ان کے پاس اس طریقہ سے جاؤ جس طریقہ سے اللہ نے تم کو حکم دیا ہے، (اپنی غلطیوں سے توبہ کرتے رہو) بے شک اللہ تعالےٰ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے (اور پاکی و صفائی کا خیال رکھو) بے شک اللہ پاک و صاف رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا۔
(المآئدۃ ۔ ۶)

اور اگر تم حالت جنابت میں ہو تو (نماز سے پہلے) نہا لیا کرو،

مسجد الحرام کی پاکی اور صفائی کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَطَهِّرْ بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ

اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں، قیام

وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ○
(الحج ۔ ۲۶)

کرنے والوں اور رکوع وسجود کرنے والوں کے لئے پاک (وصاف) رکھو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ (صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب فضل الوضوء ۱/۱۲۲)

پاکی نصف ایمان ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:۔

اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ فِي الدُّوْرِ وَاَنْ تُنَظَّفَ وَتُطَيَّبَ (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب اتخاذ المساجد فی الدور جزء اول ص۷۲ وسندہٗ صحیح۔ التعلیقات علی المشکوٰۃ للالبانی جزء اول ص۲۲۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ محلوں (یا گھروں) میں مسجد بنائی جائے اور اسے پاک وصاف اور خوشبودار رکھا جائے۔

(نوٹ:۔ مسجد کے جملہ آداب ہم انشاء اللہ سورۂ نور کی آیت ۳۶ کی تفسیر میں بیان کریں گے)

آیت زیر تفسیر میں جس مسجد کی طرف اشارہ ہے وہ مسجد نبوی ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِ بَعْضِ نِسَآئِهٖ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الْمَسْجِدَيْنِ الَّذِيْ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى قَالَ فَاَخَذَ كَفًّا مِنْ حَصْبَاءَ فَضَرَبَ بِهِ الْاَرْضَ ثُمَّ قَالَ هُوَ مَسْجِدُكُمْ هٰذَا (اَلْمَسْجِدُ الْمَدِيْنَةِ) (صحیح مسلم کتاب الحج باب بیان ان المسجد الذی اسس علی التقوی هو مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالمدینۃ جزء اول ص۵۸۲)

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی کے گھر میں آپ کے پاس گیا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول، ان دو مسجدوں میں سے وہ کونسی مسجد ہے جس کی بنیاد تقوے پر رکھی گئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی کنکریاں لے کر انہیں زمین پر مارا پھر فرمایا وہ تمہاری یہی مسجد ہے (یعنی مدینہ کی مسجد)۔

آگے فرمایا (اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ) اے لوگو، بتاؤ وہ شخص جو اپنی عمارت کی بنیاد اللہ تعالے کے خوف وتقوٰی اور اس کی رضا پر رکھے بہتر ہے یا وہ شخص بہتر ہے

جو اپنی عمارت کی بنیاد بوسیدہ بند کے کنارے پر رکھے، پھر وہ عمارت اس کو دوزخ کی آگ میں لے گرے۔ منافقین نے اللہ تعالیٰ کی رضاء کو ملحوظ نہ رکھ کر اور اسلام کی مخالفت کے ارادہ سے مسجد بنا کر بڑا ظلم کیا (وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ) اللہ ظلم کرنے والوں کو کبھی منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا۔ یہ لوگ نہ دنیا میں کامیاب ہوئے اور نہ آخرت میں کامیاب ہوں گے۔

آگے فرمایا (لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِيْ بَنَوْا رِيْبَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّآ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ) یہ عمارت یعنی مسجد جو منافقین نے بنائی ہے ہمیشہ ان کے دلوں میں موجب اضطراب رہے گی سوائے اس صورت کے کہ ان کے دل ہی پاش پاش ہو جائیں۔ جب تک دل باقی ہیں، اضطراب اور پیچ و تاب باقی رہے گا اور جب دل نہیں ہوں گے تو اضطراب اور پیچ و تاب بھی باقی نہیں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے جو مسجد انہوں نے بنائی وہ خود ان کے لئے مصیبت بن گئی۔ اب یہ زندگی بھر اپنی ناکامی پر غم و غصہ کرتے رہیں گے اور حسرت و اندوہ کے ساتھ کف افسوس ملتے رہیں گے۔ ان کے دلوں کی یہ بے چینی ان کی موت کے ساتھ ہی ختم ہو گی (وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ) اور اے رسول اللہ جاننے والا، حکمت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان منافقین کو خوب جانتا ہے لیکن ان کو فوری طور پر عذاب نہ دینا اس کی حکمت پر مبنی ہے۔

عمل

اے لوگو، مسجد کو نہایت خلوص اور تقوے کے ساتھ تعمیر کیجئے۔ اسلام اور مسلمین کو نقصان پہنچانے، مسلمین کو برگشتہ کرنے اور ان کے دلوں میں کفر اور نفاق کا بیج بونے کے لئے مسجد کی تعمیر نہ کیجئے۔

اے لوگو، پاک و صاف رہا کیجئے۔ اللہ تعالیٰ پاک اور صاف ستھرے لوگوں کو پسند کرتا ہے۔

إِنَّ اللهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ
أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ
الْجَنَّةَ، يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ
اللهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ،
وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ
وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ، وَمَنْ
أَوْفَى بِعَهْدِهِ مِنَ اللهِ
فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ
الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ، وَذَلِكَ

هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۱﴾ اَلتَّآئِبُوْنَ
الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ
السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ
الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ
عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ
اللّٰهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾

ترجمہ | بے شک اللہ نے مؤمنین سے جنت کے عوض ان کی جانیں اور ان کے مال خرید لئے ہیں (اسی لئے) وہ اللہ کے راستے میں لڑتے ہیں، قتل کرتے ہیں اور قتل بھی ہو جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ توریت، انجیل اور قرآن میں لکھا ہوا ہے (اور اس کا پورا کرنا اس کی ذمہ داری ہے اور (اے ایمان والو) اللہ سے زیادہ اپنے وعدہ کو پورا کرنے والا کون ہو سکتا ہے لہذا تم نے جو سودا اللہ سے کیا ہے اس پر خوشی مناؤ، یہ بہت بڑی کامیابی ہے (جو تم کو میسر ہوئی ہے) (۱۱۱) (یہ سودا کرنے والے وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو) توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے روزہ رکھنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیک کام کا حکم دینے والے، برائیوں سے روکنے والے اور اللہ کی حدوں کی حفاظت کرنے والے ہوں (ایسے لوگ تو بس مؤمنین ہو سکتے ہیں لہذا اے رسول) آپ مؤمنین کو خوشخبری سنا دیجئے (۱۱۲)

معانی ومصادر (اَوْفٰی) وَفٰی، یَفِیْ، وَفَاءٌ (ض) پورا کرنا (وَافٍ اسم فاعل وَفِیٌّ صفت مشبّہ ہے اور اَوْفٰی اسم تفضیل ہے)۔
(اَلسَّآئِحُوْنَ) سَاحَ، یَسِیْحُ، سَیْحٌ وسَیَحَانٌ (ض) بہنا۔ سَاحَ، یَسِیْحُ، سِیَاحَۃٌ۔ (ض) عبادت کے لئے سفر کرنا۔ (سَائِحٌ = روزہ دار، بہنے والا، اللہ تعالےٰ کی راہ میں سفر کرنے والا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ) بے شک اللہ تعالیٰ نے مؤمنین سے جنت کے بدلہ میں ان کی جانیں اور ان کے مال خرید لئے ہیں اب نہ مؤمنین کی جانیں ان کی رہیں اور نہ مال ان کے رہے۔ وہ ان دونوں چیزوں کو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ بیچ چکے اور قیمت میں جنت لے چکے (یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ) اس سودے کے بعد ان کی کیفیت یہ ہو جاتی ہے کہ وہ بے دھڑک اللہ تعالیٰ کے راستہ میں لڑتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو قتل کرتے ہیں اور جان کے خریدار کے راستے میں جان کی بازی لگا کر کبھی دشمن کے ہاتھ سے قتل بھی ہو جاتے ہیں اور جان کو خریدار کے حوالہ کر دیتے ہیں۔

ایمان لانے کے بعد ایمان لانے والوں کی زندگی اور موت سب اللہ تعالیٰ کے لئے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ○
(الانعام - ۱۶۲ و ۱۶۳)

(اے رسول آپ) کہہ دیجئے میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت سب اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں، مجھے اسی بات کا حکم ملا ہے اور میں پہلا مسلم ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَجٰھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصّٰدِقُوْنَ ○
(الحجرٰت - ۱۵)

مؤمن تو وہ لوگ ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر انہوں نے (کسی قسم کا) شک نہیں کیا اور اللہ کے راستے میں اپنے مال اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کیا، یہی لوگ (اپنے دعوئی ایمان میں) سچے ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جان و مال قربان کرتے ہیں وہی اپنے سودے کے معاملہ میں سچے ہیں۔ انہوں نے جو وعدہ اللہ تعالیٰ سے کیا تھا اسے پورا کر دکھایا تو بیریقین

ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی اپنا وعدہ پورا کریگا (وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ) یہ ایسا وعدہ ہے جو توریت، انجیل اور قرآن تینوں کتابوں میں موجود ہے اور اس وعدہ کو پورا کرنا اللہ کی ذمہ داری ہے (وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ) اور اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ سے زیادہ اپنے وعدہ کو پورا کرنے والا اور کون ہو سکتا ہے۔ وہ ضرور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا اور اپنے وعدہ کے مطابق دین اسلام کے فروغ کے لئے جان و مال قربان کرنے والوں کو جنت عطاء کریگا (فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ) تو اے ایمان والو، جو سودا تم نے اللہ تعالیٰ سے کیا ہے اس سودے پر خوشی مناؤ (وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ) یہ بہت بڑی کامیابی ہے کہ تم نے اپنی جان و مال بیچ کر جنت کو خرید لیا۔ جنت ایک بہت بڑی نعمت ہے تم اس سودے کے ذریعہ اس نعمت کے حق دار ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ۔ (والسمآء ذات البروج ۔ ۱۱)	اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لئے ایسی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں (اور) یہ (بہت) بڑی کامیابی ہے۔

صحابہ کرامؓ نے اس وعدہ کو پورا کر دکھایا۔ اللہ تعالیٰ ان کی تعریف کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ، فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ۔ لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ، اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۔ (الاحزاب ۔ ۲۳ و ۲۴)	مؤمنین میں (بہت سے ایسے) آدمی ہیں جنہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا اسے سچ کر دکھایا تو ان میں سے بعض (تو ایسے ہیں جنہوں) نے اپنی نذر پوری کر دی اور بعض ان میں سے ایسے ہیں جو (اپنی نذر پورا کرنے کا) انتظار کر رہے ہیں اور انہوں نے (اپنی نیت و ارادہ میں) ذرا سی بھی تبدیلی نہیں کی۔ (اس آزمائش کا مقصد یہ تھا) کہ اللہ سچوں کو ان کی سچائی کا بدلہ دے اور منافقوں کو اگر چاہے تو سزا دے یا (انہیں توبہ کی توفیق دے کر) ان کی توبہ قبول کرلے، بے شک اللہ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

آگے فرمایا (اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ) اللہ تعالیٰ

سے یہ سودا کرنے والے وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا بیان کرنے والے، روزہ رکھنے والے، رکوع و سجود کرنے والے، نیک کام کا حکم دینے والے، برائی سے روکنے والے اور اللہ تعالیٰ کے حدود کی حفاظت کرنے والے ہوں۔ (یہ ہیں وہ لوگ جو جنت کے بدلہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں اپنی جان اور اپنے مال قربان کرتے ہیں۔ یہی لوگ درحقیقت مؤمن ہیں) (وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ) اور اے رسول، ایسے مؤمنین کو جنت کی خوشخبری سنا دیجئے یعنی جو لوگ ان صفات کے حامل ہوں اور پھر اللہ تعالےٰ سے سودا کر کے اپنی جان اور اپنے مال اللہ تعالےٰ کے راستہ میں قربان کرنے کے لئے ہمہ اوقات کمربستہ رہتے ہوں انہیں اے رسول، سودے کے مطابق جنت کی خوشخبری سُنا دیجئے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جہاد فی سبیل اللہ سے پہلے مجاہد کو چاہئے کہ اپنے اندر یہ صفات بھی پیدا کرے۔

۱ توبہ کی صفت۔ توبہ کے جملہ مسائل سورۃ تحریم کی آیت ۸ کی تفسیر میں ملاحظہ فرمائیں۔

۲ عبادت کی صفت۔ عبادت کے متعلق تفصیلی معلومات کے لئے سورۂ فاتحہ کی آیت ۵ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں،

۳ حمد کرنے کی صفت۔ حمد کے متعلق تفصیلی معلومات کے لئے سورۂ فاتحہ کی آیت ۱ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

۴ روزے رکھنے کے صفت۔ فرض روزوں کے جملہ مسائل کے لئے سورۂ بقرہ کی آیات ۱۸۴ تا ۱۸۷ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔ نفل روزوں کے جملہ مسائل کے لئے سورۂ احزاب کی آیت ۳۵ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

۵ رکوع کرنے اور سجدے کرنے کی صفت۔ رکوع و سجود کے متعلق جملہ مسائل سورۂ بقرہ کی آیت ۲۳۹ کی تفسیر میں ملاحظہ فرمائیں۔

۶ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی صفت۔ نیک باتوں کا حکم دینے اور برائیوں سے روکنے کے سلسلہ میں سورۂ مائدہ کی آیت ۶۳ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

۷ اللہ تعالیٰ کے حدود کی حفاظت اور نگرانی کرنے کی صفت۔ اللہ تعالےٰ کے حدود سے تجاوز نہ کرنا۔ اللہ تعالےٰ کے احکام کی تعمیل کرنا۔ اللہ تعالےٰ کے محارم و ممنوعات سے دور رہنا۔ ایسے لوگوں کو خوشخبری دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ۝ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ (قٓ۔ ۳۱ و ۳۲)

(اس دن) جنت متقیوں سے دور نہیں ہو گی بلکہ اسے متقیوں کے قریب کر دیا جائیگا (پھر ان سے کہا جائے گا) یہی وہ چیز ہے

جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا (یعنی جس چیز کا وعدہ) ہر رجوع کرنے والے اور احکام الٰہی کی) حفاظت کرنے والے (سے کیا گیا تھا)۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی حدوں کی حفاظت نہیں کرتے ان کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا، وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ (البقرۃ - ۲۲۹)

یہ اللہ کی حدود ہیں لہذا ان سے تجاوز نہ کرو اور (یہ اچھی طرح جان لو) جو شخص بھی اللہ کی حدوں سے تجاوز کرے تو ایسے ہی لوگ گنہ گار ہیں۔

عمل

اے ایمان والو، آپ کا اللہ تعالیٰ سے سودا ہو چکا ہے۔ آپ نے اپنی جان اور اپنا مال جنت کے عوض بیچ دیا ہے لہذا اب اس سودے کے تقاضوں کو پورا کیجئے۔ اللہ تعالےٰ کے راستہ میں جان و مال قربان کیجئے۔ اگر آپ اپنے وعدہ کو پورا کریں گے تو اللہ تعالیٰ بھی اپنا وعدہ پورا کرے گا اور آپ کو جنت میں داخل کریگا۔

اے ایمان والو، غلطی ہو جائے تو توبہ کر لیا کیجئے اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت میں سرشار رہئے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ستائش کرتے رہئے، روزے باقاعدگی کے ساتھ رکھیئے، نماز ادا کرتے رہئے، لوگوں کو نیک کاموں کا حکم دیتے رہیئے اور برے کاموں سے روکتے رہیئے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حدود کی حفاظت کیجئے۔ اس کے احکامات کی تعمیل کیجئے۔ اس کی ممنوعات کے قریب بھی نہ جائیے یہ وہ صفات ہیں جو ایک مؤمن میں ہونی چاہئیں اور یہ ہیں وہ خوبیاں جو ایک مجاہد میں ہونی چاہئیں۔ اے ایمان والو، یہ خوبیاں اپنے اندر پیدا کیجئے اور جنت کی خوشخبری حاصل کیجئے۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ اٰمَنُوٓا
اَنْ يَّسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِيْنَ
وَلَوْ كَانُوٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْ
بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ
اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿١١٣﴾ وَمَا كَانَ
اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ
اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ
اِيَّاهُ، فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ
عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ، اِنَّ

اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ۱۱۴

ترجمہ (اور اے رسول) اس بات کے ظاہر ہو جانے کے بعد کہ مشرکین (ہمیشہ) دوزخ میں رہیں گے نبی اور ایمان والوں کے لئے یہ زیبا نہیں کہ وہ ان کے لئے مغفرت کی دعاء کریں خواہ وہ ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں اور (رہ) جو ابراہیم نے اپنے والد کے لئے مغفرت کی دعاء کی تھی تو محض اس وجہ سے کہ وہ اس سے (مغفرت کی دعاء کرنے کا) وعدہ کر چکے تھے لیکن جب ان کو (بذریعہ وحی) معلوم ہو گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے (اس لئے مغفرت کی دعاء جائز نہیں) تو وہ اس سے بیزار ہو گئے (اور دعاء کرنی ترک کر دی) بے شک ابراہیم بڑے نرم دل اور بردبار تھے ۱۱۴

معانی اور مصادر (اَوَّاهٌ) اَہَ، یَئُوْہُ، اَوْہٌ دن) آہ کرنا (اَوَّاهٌ = بہت زیادہ آہ کرنے والا، نرم دل)۔

شان نزول حضرت مسیّب فرماتے ہیں:۔

لَمَّا حَضَرَتْ اَبَا طَالِبِ الْوَفَاةُ دَخَلَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهٗ اَبُوْ جَهْلٍ وَّعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ اُمَيَّةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْ عَمِّ قُلْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَقَالَ اَبُوْ جَهْلٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ اَبِيْ اُمَيَّةَ يَا اَبَا طَالِبٍ اَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ اُنْهَ عَنْكَ فَنَزَلَتْ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ (صحیح بخاری

جس وقت ابوطالب کا انتقال ہونے لگا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے اس وقت وہاں ابوجہل اور عبداللہ ابن ابی امیّہ بیٹھے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ اے میرے چچا آپ اس چیز کا اقرار کر لیجئے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو میں اللہ کے ہاں آپ کے لئے اس کلمہ کے ذریعہ حجت پیش کروں گا۔ ابوجہل اور عبداللہ نے کہا اے ابوطالب کیا مرتے وقت عبدالمطلب کے دین کو چھوڑ دو گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے چچا میں تمہارے لئے اللہ سے اس وقت تک استغفار کرتا رہونگا جب تک

کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ براءۃ جزء ۶ ص۸۵ و صحیح مسلم کتاب الایمان باب اول الایمان قول لا الٰہ الا اللہ جزء اول ص۳۱)

مجھے وہ اس کام سے منع نہ کرے۔ اس وقت یہ آیت مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا الخ نازل ہوئی۔

تفسیر ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے لئے دعاء مغفرت کرنے سے منع فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ) اس بات کے ظاہر ہوجانے کے بعد کہ مشرکین دوزخی ہیں (ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے) نہ نبی کے لئے یہ زیبا ہے اور نہ ایمان والوں کے لئے کہ وہ ان کے لئے مغفرت کی دعاء کریں خواہ وہ ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں مشرکین کو کسی حالت میں معاف نہیں کیا جائے گا۔ ان پر جنت کو حرام کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ، وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدِ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا ○
(النساء ۔ ۴۸)

بے شک اللہ اس بات کو نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے علاوہ ہر گناہ کو بخش دے گا جس کے لئے چاہے گا اور جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرے تو اس نے (بہت) بڑے گناہ کا ارتکاب کیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ، إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ، وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ○
(المائدۃ ۔ ۷۲)

مسیح نے کہا تھا: اے بنی اسرائیل اللہ (تعالیٰ) کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی اور جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کریگا تو اللہ اس پر جنت کو حرام کر دیگا، اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور (قیامت کے دن) ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔

آگے فرمایا (وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَنْ مَوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ) رہی یہ بات کہ پھر ابراہیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے کیوں اپنے مشرک باپ کے لئے دعائے مغفرت کی تو ابراہیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا اپنے باپ کے لئے دعائے مغفرت کرنا محض اس وجہ سے تھا کہ وہ اپنے باپ سے مغفرت کی دعاء کے لئے وعدہ کر چکے تھے۔ ان کا مغفرت کی دعاء کرنا محض ایفائے عہد کے لئے تھا (فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ) لیکن جب انہیں معلوم ہوگیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے تو دعاء کرنا تو کجا وہ اس سے بیزار ہو گئے۔

آیت زیرِ تفسیر میں جس وعدہ کی طرف اشارہ ہے دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے وضاحت کے ساتھ اس وعدہ کا ذکر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِیْ یٰۤاِبْرٰهِیْمُ لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِیْ مَلِیًّا ۝ قَالَ سَلٰمٌ عَلَیْكَ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّیْ اِنَّهٗ كَانَ بِیْ حَفِیًّا ۝

(مریم۔ ۴۶ و ۴۷)

(باپ) نے کہا: اے ابراہیم، کیا تم میرے معبودوں سے بیزار ہو، اگر تم (اس عقیدہ سے) باز نہ آئے تو میں تمہیں سنگسار کر دوں گا (بس اب تم) ہمیشہ کے لئے مجھ سے رخصت ہو جاؤ۔ (ابراہیم نے) کہا: (اچھا) سلام علیک: میں اپنے رب سے تمہارے لئے استغفار کرتا رہوں گا، وہ مجھ پر بیحد مہربان ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۫ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَیْنَنَا وَبَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗۤ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِیْمَ لِاَبِیْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَاۤ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ رَبَّنَا عَلَیْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَیْكَ اَنَبْنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ ۝

(الممتحنۃ۔ ۵)

ابراہیم اور ان کے ساتھیوں (کی سیرت) میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا تھا ہم تم سے اور اُن سے جن کی تم اللہ کے علاوہ عبادت کرتے ہو بیزار ہیں، ہم تم سے (محبت کرنے کا) انکار کرتے ہیں اور جب تک تم اللہ اکیلے پر ایمان نہ لاؤ ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے کھلم کھلا دشمنی اور بغض قائم رہے گا مگر ابراہیم نے اپنے باپ سے یہ بات ضرور کہی تھی کہ میں تمہارے لئے مغفرت کی دعاء کروں گا لیکن اللہ کے سامنے میں تمہارے لئے کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا۔ پھر ابراہیم نے اس طرح دعاء کی "اے ہمارے رب ہم تجھ پر بھروسہ کرتے ہیں، تیری ہی طرف ہم رجوع کرتے ہیں اور تیری ہی طرف ہمیں لوٹ کر جانا ہے۔

ابراہیم علیہ السلام نے جو وعدہ کیا تھا اُسے انہوں نے پورا کر دیا۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

وَاغْفِرْ لِاَبِیْٓ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّیْنَ ۝ وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ ۝ یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۝

(الشعرآء - ۸۶ تا ۸۸)

(ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کی: اے میرے رب) میرے باپ کو بخش دے، بے شک وہ گمراہوں میں سے ہے اور جس دن تو لوگوں کو (زندہ کرکے) کھڑا کریگا (اس دن) مجھے رسوا نہ کر، جس دن نہ مال فائدہ پہنچائے گا اور نہ بیٹے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ۝

(ابراھیم - ۴۱)

(ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کی) اے ہمارے رب حساب (وکتاب) کے دن مجھے، میرے ماں باپ کو اور (تمام) مؤمنوں کو معاف کر دینا۔

آیت زیر تفسیر میں جس دعاء کا ذکر ہے وہ دعاء مندرجہ بالا آیات میں موجود ہے۔

سورۂ مریم کے حوالہ سے یہ اوپر گذر چکا ہے کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باپ نے انہیں سنگسار کرنے کی دھمکی دی اور گھر سے نکل جانے کے لئے کہا، اس کے باوجود ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کرتے رہے۔ اس کی زیادتیوں کو نظر انداز کرتے رہے (اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِیْمٌ) بے شک ابراہیم بڑے نرم دل اور بردبار تھے۔

آیات زیر تفسیر سے معلوم ہوا کہ مشرکین کے لئے دعائے مغفرت نہیں کرنی چاہیئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ مَاتَ یُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَیْئًا دَخَلَ النَّارَ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب من مات لایشرك باللہ شیئًا دخل الجنۃ جزء اول ص۵۲)

جو اللہ کے ساتھ ذرا سا بھی شرک کرتا ہوا مرگیا وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:۔

اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْمُوْجِبَتَانِ فَقَالَ مَنْ مَاتَ لَا یُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَیْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ مَاتَ یُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَیْئًا دَخَلَ النَّارَ (صحیح مسلم کتاب

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول دو واجب کرنے والی چیزیں کونسی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اس حالت میں مرے کہ اس نے اللہ کے ساتھ

الایمان باب من مات لایشرك باللہ شیئًا دخل الجنۃ جزء اول ص۵۲)

ذرا سا بھی شرک نہ کیا ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو شخص اس حالت میں مرے کہ اس نے اللہ کے ساتھ ذرا سا بھی شرک کیا ہو تو وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔

عمل

اے ایمان والو، مشرکین کے لئے دعائے مغفرت نہ کیا کیجئے خواہ وہ آپ کے کتنے ہی قریبی عزیز کیوں نہ ہوں۔

اے ایمان والو، اس بات کو ذہن نشین کر لیجئے کہ مشرکین ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ ان کی بخشش کبھی نہیں ہوگی۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا
بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ
لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ، اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ
شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ، يُحْيٖ وَ
يُمِيْتُ ، وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ
اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۱۶﴾

ترجمہ اور اللہ ایسا نہیں ہے کہ کسی قوم کو ہدایت دینے کے بعد گمراہ قرار دے جب تک انہیں وہ تمام چیزیں نہ بتا دے جن سے انہیں بچنا چاہئے، بے شک اللہ کو ہر (اچھی اور بری) ہر چیز کا علم ہے ﴿۱۱۵﴾ آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہت اللہ ہی کے لئے ہے، وہی زندہ کرتا ہے، وہی مارتا ہے اور (اے لوگو) اس کے علاوہ تمہارا نہ کوئی کارساز ہے اور نہ مددگار ﴿۱۱۶﴾

معانی و مصادر (يَتَّقُوْنَ) اِتَّقٰى، يَتَّقِيْ، اِتِّقَاءٌ (باب افتعال) ڈرنا، بچنا۔

تفسیر گذشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو مشرکین کے لئے دعائے مغفرت کرنے سے منع فرمایا۔ یہ ایک ایسی بات تھی کہ اگر اس کو یونہی چھوڑ دیا جاتا اور اس کی ممانعت نہ کی جاتی تو شرک کی اہمیت ختم ہو جاتی اور لوگ شرک کے معاملہ میں تساہل کرنے لگتے اور گمراہ ہو جاتے لہذا اللہ تعالیٰ نے اس بات کو واضح طریقہ پر بیان کر دیا کہ مؤمنین کسی مشرک کے لئے دعائے مغفرت نہ کریں، مشرکین سے بیزار رہیں۔ شرک کرنے اور مشرکین کے لئے دعائے مغفرت کرنے سے بچیں، شرک کی اہمیت کو سمجھیں اور اپنے آپ کو گمراہی سے بچائیں۔ مشرکین کے لئے دعائے مغفرت کرنا ایک ایسی برائی تھی کہ اگر اس کا سدباب نہ کیا جاتا تو شرک کے لئے چور دروازے کھل جاتے اور مزید شرک پھیلنے کا اندیشہ تھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ) اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے کہ کسی قوم کو ہدایت دینے کے بعد گمراہ قرار دے جب تک وہ تمام چیزیں اسے نہ بتا دے جن سے بچنا ضروری ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ان چیزوں کی وضاحت نہ کرے جن سے بچنا ضروری ہے پھر اگر وہ قوم ان چیزوں میں مبتلا ہو جائے تو اس کی گمراہی کی ذمہ داری اس قوم پر عائد نہیں ہوگی۔ جب اللہ تعالیٰ تمام بری چیزوں سے متنبہ کر دیتا ہے اور پھر باوجود علم کے وہ قوم ان چیزوں سے نہیں بچتی تو اپنی گمراہی کی وہ خود ذمہ دار ہوتی ہے۔

آگے فرمایا (اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ) بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے اسے علم تھا کہ اگر مؤمنین کو مشرکین کے لئے دعائے مغفرت کرنے سے نہ روکا گیا تو اس سے شرک کی اہمیت کم ہو جائے گی اور یہ بات خود مؤمنین کے لئے باعث گمراہی ہو جائے گی۔ ہو سکتا ہے کہ شرک کی اہمیت کم ہو جانے کے باعث مؤمنین شرک کی طرف مائل ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کی بادشاہت اس کا زندہ کرنا اور مارنا اور اس کی کارسازی و دستگیری میں کسی کو شریک کریں حالانکہ (اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، يُحْيٖ وَيُمِيْتُ، وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ) آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہت صرف اللہ تعالےٰ کے لئے ہے، وہی زندہ کرتا ہے، وہی مارتا ہے۔ اس کے علاوہ نہ کوئی کارساز ہے اور نہ دستگیر۔

(نوٹ:۔ اللہ تعالیٰ کی کارسازی اور مدد کے سلسلہ میں مفصل معلومات کے لئے سورہ بقرہ کی آیت ۱۰۷ اور سورۂ فاتحہ کی آیت ۵ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

الغرض اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کے ذریعہ لوگوں کو ان تمام باتوں سے متنبہ کر دیتا ہے جن سے بچنا ان کے لئے ضروری ہوتا ہے اور ان باتوں سے بھی مطلع کر دیتا ہے جن پر عمل کرنا ان کے لئے ضروری یا بہتر ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ قَبْلِيْ إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ يَدُلَّ أُمَّتَهُ عَلٰى خَيْرِ مَا يَعْلَمُهُ لَهُمْ وَيُنْذِرَهُمْ شَرَّ مَا يَعْلَمُهُ لَهُمْ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بالوفاء ببیعۃ الخلفاء الاول جزء ۲ ص ۱۳۳)

ہر نبی جو مجھ سے پہلے گذرا ہے اس پر یہ فرض تھا کہ وہ اپنی امت کو ہر خیر کی بات جو وہ ان کے لئے جانتا تھا بتادے اور ہر شر کی بات سے جو وہ ان کے لئے جانتا تھا ڈرادے۔

عمل

اے ایمان والو، جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ نے بچنے کا حکم دیا ہے ان سے بچئے۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی بادشاہت میں کسی کو شریک نہ سمجھئے۔ زندہ کرنا اور مارنا صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے کسی دوسرے کو مارنے اور زندہ کرنے کا مختار نہ سمجھئے۔ کارساز اور دستگیر صرف اللہ تعالیٰ ہے لہذا کسی دوسرے کو نہ کارساز اور مشکل کشا سمجھئے اور نہ کسی کو دستگیر اور مددگار سمجھئے۔

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَ
الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ
اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ
مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ
فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ،
اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَ
عَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا
حَتّٰٓى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ
الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ

عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ
لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ؕ
ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ
اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ يٰٓاَيُّهَا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ
كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۹﴾

ترجمہ اللہ نے نبی پر اور اُن مہاجرین و انصار پر جنہوں نے تنگی کے زمانے میں نبی کا ساتھ دیا بڑا فضل و کرم کیا باوجود اس کے کہ ان میں سے ایک فریق کے دل ٹیڑھے ہونے کے قریب پہنچ گئے تھے، لیکن اللہ نے (ان کو دل کی کجی سے بچا لیا اور) ان پر بھی فضل و کرم کیا بے شک اللہ ان (سب) پر بڑا ہی مہربان اور رحم کرنے والا ہے ﴿۱۱۷﴾ اور اللہ نے ان تینوں پر بھی بڑا فضل کیا جن کا معاملہ مؤخر کر دیا گیا تھا (اس تاخیر کے زمانہ میں ان پر بڑی سختی کی گئی) یہاں تک کہ جب زمین باوجود فراخی کے ان پر تنگ ہو گئی اور ان کی جانیں ان پر وبال بن گئیں اور انہوں نے یہ یقین کر لیا کہ اللہ (کے غضب) سے بچنے کا اللہ کے علاوہ کوئی ذریعہ نہیں تو اللہ نے ان پر نظر رحمت فرمائی (اور انہیں توفیق دی) کہ وہ توبہ کریں، بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا اور (بہت) رحم کرنے والا ہے ﴿۱۱۸﴾ اے ایمان والو، اللہ سے ڈرتے رہو اور آئندہ ایسا نہ کرنا کہ ایمان والوں کا ساتھ نہ دو، بلکہ ہمیشہ) سچوں کے ساتھ رہا کرو ﴿۱۱۹﴾

معانی ومصادر (اَلْعُسْرَۃُ) عَسِرَ، یَعْسَرُ، عُسْرٌ وعُسُرٌ وعَسَرٌ (س) عَسُرَ، یَعْسُرُ، عُسْرٌ (ك) تنگ ہونا (عُسْرَۃٌ = تنگی)۔
(یَزِیْغُ) زَاغَ، یَزِیْغُ، زَیْغٌ وزَیْغَانٌ وزَیْغُوْنَۃٌ (ض) جھکنا، ٹیڑھا ہونا۔
(رَءُوْفٌ) رَأَفَ، یَرْئَفُ، رَأْفَۃٌ (ف) بہت رحم کرنا۔
(رَحُبَتْ) رَحُبَ، یَرْحُبُ، رُحْبٌ ورَحَابَۃٌ (ك) رَحِبَ، یَرْحَبُ، رَحَبٌ (س) کشادہ ہونا۔
(مَلْجَأَ) لَجَأَ، یَلْجَأُ، لَجْأٌ ولَجُوْءٌ (ف) لَجِئَ، یَلْجَأُ، لَجَأٌ (س) پناہ لینا (مَلْجَأٌ = پناہ گاہ)۔

شانِ نزول مؤمنین میں سے تین آدمی جنگ تبوک میں اپنی سستی کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے۔ انہی کی توبہ کے سلسلہ میں یہ آیات نازل ہوئیں۔ ان تین آدمیوں میں حضرت کعب ابن مالک رضؓ بھی شامل تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں:۔

لَمْ اَتَخَلَّفْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا اِلَّا فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ غَيْرَ اَنِّيْ كُنْتُ تَخَلَّفْتُ فِيْ غَزْوَةِ بَدْرٍ وَّلَمْ يُعَاتِبْ اَحَدًا تَخَلَّفَ عَنْهَا اِنَّمَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ عِيْرَ قُرَيْشٍ حَتّٰى جَمَعَ اللّٰهُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عَدُوِّهِمْ عَلٰى غَيْرِ مِيْعَادٍ وَّلَقَدْ شَهِدْتُّ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ حِيْنَ تَوَاثَقْنَا عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَا اُحِبُّ اَنَّ لِيْ بِهَا مَشْهَدَ بَدْرٍ وَّاِنْ كَانَتْ بَدْرٌ اَذْكَرَ فِي النَّاسِ مِنْهَا كَانَ مِنْ خَبَرِيْ اَنِّيْ لَمْ اَكُنْ قَطُّ اَقْوٰى وَلَا اَيْسَرَ حِيْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْهُ فِيْ تِلْكَ الْغَزَاةِ وَاللّٰهِ مَا اجْتَمَعَتْ عِنْدِيْ قَبْلَهٗ رَاحِلَتَانِ قَطُّ حَتّٰى جَمَعْتُهُمَا فِيْ تِلْكَ الْغَزْوَةِ وَلَمْ يَكُنْ

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام لڑائیوں میں شریک رہا، مگر تبوک اور بدر میں پیچھے رہ گیا، بدر میں پیچھے رہنے والوں پر عتاب نہیں کیا گیا۔ جنگ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غرض یہ تھی کہ قریش کے قافلہ کا تعاقب کیا جائے مگر اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی مقررہ وعدہ کے انکو اور دشمنوں کو جمع کر دیا اور جنگ ہوگئی۔ میں لیلۃ العقبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے سب سے اسلام پر قائم رہنے کا عہد لیا اور مجھے تو لیلۃ العقبہ جنگ بدر کے مقابلہ میں زیادہ عزیز ہے، اگرچہ جنگ بدر کو لوگوں میں زیادہ شہرت اور فضیلت حاصل ہے اور جنگ تبوک میں شریک نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ تبوک کے زمانہ میں میری حالت بہت اچھی تھی، اللہ کی قسم اس سے قبل کبھی میرے پاس دو سواریاں جمع نہیں ہوئی تھیں، مگر اس غزوہ میں دو سواریوں

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ
غَزْوَةً اِلَّا وَرّٰى بِغَيْرِهَا حَتّٰى كَانَتْ تِلْكَ
الْغَزْوَةُ غَزَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِيْ حَرٍّ شَدِيْدٍ وَّاسْتَقْبَلَ سَفَرًا
بَعِيْدًا وَمَفَازًا وَّعَدُوًّا كَثِيْرًا فَجَلّٰى
لِلْمُسْلِمِيْنَ اَمْرَهُمْ لِيَتَاَهَّبُوْا اُهْبَةَ
غَزْوِهِمْ فَاَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِ الَّذِيْ
يُرِيْدُ وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيْرٌ وَّلَا
يَجْمَعُهُمْ كِتَابُ حَافِظٍ يُرِيْدُ الدِّيْوَانَ
قَالَ كَعْبٌ فَمَا رَجُلٌ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَغَيَّبَ
اِلَّا ظَنَّ اَنْ سَيَخْفٰى لَهٗ مَا لَمْ يَنْزِلْ فِيْهِ
وَحْيُ اللّٰهِ وَغَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ تِلْكَ الْغَزْوَةَ حِيْنَ طَابَتِ الثِّمَارُ
وَالظِّلَالُ وَتَجَهَّزَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَهٗ فَطَفِقْتُ
اَغْدُوْ لِكَيْ اَتَجَهَّزَ مَعَهُمْ فَاَرْجِعُ وَلَمْ اَقْضِ
شَيْئًا فَاَقُوْلُ فِيْ نَفْسِيْ اَنَا قَادِرٌ عَلَيْهِ فَلَمْ
يَزَلْ يَتَمَادٰى بِيْ حَتَّى اشْتَدَّ بِالنَّاسِ
الْجِدُّ فَاَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَهٗ وَلَمْ
اَقْضِ مِنْ جَهَازِيْ شَيْئًا فَقُلْتُ اَتَجَهَّزُ
بَعْدَهٗ بِيَوْمٍ اَوْ يَوْمَيْنِ ثُمَّ اَلْحَقُهُمْ
فَغَدَوْتُ بَعْدَ اَنْ فَصَلُوْا لِاَتَجَهَّزَ
فَرَجَعْتُ وَلَمْ اَقْضِ شَيْئًا ثُمَّ غَدَوْتُ
ثُمَّ رَجَعْتُ وَلَمْ اَقْضِ شَيْئًا فَلَمْ يَزَلْ
بِيْ حَتَّى اَسْرَعُوْا وَتَفَارَطَ الْغَزْوُ وَهَمَمْتُ
اَنْ اَرْتَحِلَ فَاُدْرِكَهُمْ وَلَيْتَنِيْ فَعَلْتُ

کا مالک بن گیا تھا اس کے علاوہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دستور تھا کہ جب کہیں
جنگ کا خیال کرتے تو صاف صاف پتہ
نشان اور جگہ نہیں بتاتے تھے بلکہ کچھ گول
مول الفاظ میں ظاہر کرتے تھے تاکہ لوگ کوئی
دوسرا مقام سمجھتے رہیں۔ اس لڑائی کے وقت
گرمی بہت شدید تھی، راستہ طویل اور بے
آب وگیاہ تھا، دشمن کی تعداد زیادہ تھی لہٰذا
آپ نے مسلمین کو پورے طور پر آگاہ کر دیا
کہ ہم تبوک جا رہے ہیں تاکہ تیاری کر لیں اس
وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
کثیر تعداد میں مسلمین موجود تھے مگر کوئی ایسی کتاب
وغیرہ نہیں تھی کہ اس میں سب کے نام لکھے ہوتے
کعب کہتے ہیں کہ کوئی مسلم ایسا نہیں تھا کہ جو
اس لڑائی میں شریک ہونا نہ چاہتا ہو، مگر ساتھ
ہی یہ خیال بھی کرتے تھے کہ کسی کی غیر حاضری
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت تک
معلوم نہیں ہو سکتی جب تک وحی نہ آئے
غرض یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی
کی تیاریاں شروع کر دیں اور یہ وہ وقت تھا
جبکہ میوہ پک رہا تھا اور سایہ خوب تھا۔ سب
تیاریاں کر رہے تھے، مگر میں ہر صبح کو یہی سوچتا
تھا کہ میں تیاری کر لوں گا، کیا جلدی ہے، میں
تو ہر وقت تیاری کر سکتا ہوں۔ اسی طرح دن
گذرتے رہے ایک روز صبح کو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم روانہ ہو گئے۔ میں نے سوچا ان کو
جانے دو، میں دو ایک دن میں تیاری کر
کے راستہ میں ہی ان سے مل جاؤں گا غرض

فَلَمْ يُقَدَّرْ لِيْ ذٰلِكَ فَكُنْتُ اِذَا خَرَجْتُ فِي
النَّاسِ بَعْدَ خُرُوْجِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ فَطُفْتُ فِيْهِمْ اَحْزَنَنِيْ اَنِّيْ لَا اَرٰى اِلَّا
رَجُلًا مَغْمُوْصًا عَلَيْهِ النِّفَاقُ اَوْ رَجُلًا مِّمَّنْ
عَذَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ مِنَ الضُّعَفَآءِ وَلَمْ يَذْكُرْنِيْ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَلَغَ
تَبُوْكَ فَقَالَ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْقَوْمِ بِتَبُوْكَ
مَا فَعَلَ كَعْبٌ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ سَلَمَةَ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَبَسَهُ بُرْدَاهُ وَنَظَرُهُ فِيْ
عِطْفِهٖ فَقَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ بِئْسَ مَا قُلْتَ
وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ اِلَّا خَيْرًا
فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ كَعْبُ ابْنُ مَالِكٍ فَلَمَّا بَلَغَنِيْ اَنَّهٗ تَوَجَّهَ
قَافِلًا حَضَرَنِيْ هَمِّيْ وَطَفِقْتُ اَتَذَكَّرُ
الْكَذِبَ وَاَقُوْلُ بِمَاذَا اَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهٖ غَدًا
وَاسْتَعَنْتُ عَلٰى ذٰلِكَ بِكُلِّ ذِيْ رَاْيٍ مِّنْ اَهْلِيْ
فَلَمَّا قِيْلَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ قَدْ اَظَلَّ قَادِمًا زَاحَ عَنِّي الْبَاطِلُ وَ
عَرَفْتُ اَنِّيْ لَنْ اَخْرُجَ مِنْهُ اَبَدًا بِشَيْءٍ فِيْهِ
كَذِبٌ فَاَجْمَعْتُ صِدْقَهٗ وَاَصْبَحَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَادِمًا وَكَانَ اِذَا
قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَاَ بِالْمَسْجِدِ فَيَرْكَعُ
فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ لِلنَّاسِ فَلَمَّا فَعَلَ ذٰلِكَ
جَاءَهُ الْمُخَلَّفُوْنَ فَطَفِقُوْا يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْهِ
وَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ وَكَانُوْا بِضْعَةً وَثَمَانِيْنَ رَجُلًا
فَقَبِلَ مِنْهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلَانِيَتَهُمْ وَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ وَوَكَلَ
سَرَائِرَهُمْ اِلَى اللّٰهِ فَجِئْتُهٗ فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ

یہ کہ دوسری صبح کو میں نے تیاری کرنی چاہی مگر نہ
ہو سکی اور میں یوں ہی رہ گیا تیسرے روز بھی یہی
ہوا اور پھر میرا برابر یہی حال ہوتا رہا اب سب
لوگ بہت دور نکل چکے تھے میں نے کئی مرتبہ
قصد کیا کہ آپ سے جا کر مل جاؤں مگر تقدیر میں
نہ تھا کاش ایسا کر لیتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے چلے جانے کے بعد میں جب مدینہ
میں چلتا پھرتا تو مجھ کو یا تو منافق نظر آتے،
یا وہ نظر آتے، جو کمزور، ضعیف اور بیمار تھے
مجھے بہت افسوس ہوتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے راستہ میں مجھے کہیں بھی یاد نہیں کیا۔
البتہ تبوک پہنچ کر جب آپ لوگوں میں تشریف
فرما ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ کعب بن مالک
نے کیا کیا۔ بنی سلمہ کے ایک آدمی نے کہا کہ یا رسول
اللہ وہ تو اپنے مال و جمال پر نظر کرنے کی وجہ سے
رہ گئے، معاذ بن جبلؓ نے کہا کہ تم نے اچھی بات
نہیں کی اللہ کی قسم اے اللہ کے رسول ہم تو ان
کے متعلق خیر کے سوا کچھ نہیں جانتے۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ کعب
بن مالک کا بیان ہے کہ جب مجھے یہ معلوم ہوا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس آ رہے ہیں
تو میں سوچنے لگا کہ کوئی ایسا حیلہ بہانہ ہاتھ آئے
جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غصہ سے مجھے
بچا سکے۔ میں اپنے گھر کے سمجھ دار لوگوں سے مشورہ
کرنے لگا کہ اس سلسلہ میں تم بھی سوچو مگر جب
یہ بات معلوم ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مدینہ کے بالکل قریب آ گئے ہیں تو میرے دل
سے اس حیلہ کا خیال دور ہو گیا اور میں نے یقین

تَبَسَّمَ تَبَسُّمَ الْمُغْضَبِ ثُمَّ قَالَ تَعَالَ
فَجِئْتُ أَمْشِي حَتَّى جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ
لِي مَا خَلَّفَكَ أَلَمْ تَكُنْ قَدِ ابْتَعْتَ ظَهْرَكَ
فَقُلْتُ بَلَى إِنِّي وَاللّٰهِ لَوْ جَلَسْتُ عِنْدَ غَيْرِكَ
مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا لَرَأَيْتُ أَنْ سَأَخْرُجُ مِنْ
سَخَطِهِ بِعُذْرٍ وَلَقَدْ أُعْطِيتُ جَدَلًا وَلٰكِنِّي
وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُ لَئِنْ حَدَّثْتُكَ الْيَوْمَ حَدِيثَ
كَذِبٍ تَرْضَى بِهِ عَنِّي لَيُوشِكَنَّ اللّٰهُ أَنْ
يُسْخِطَكَ عَلَيَّ وَلَئِنْ حَدَّثْتُكَ حَدِيثَ صِدْقٍ تَجِدُ
عَلَيَّ فِيهِ إِنِّي لَأَرْجُو فِيهِ عَفْوَ اللّٰهِ لَا وَاللّٰهِ مَا
كَانَ لِي مِنْ عُذْرٍ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ قَطُّ أَقْوَى وَلَا
أَيْسَرَ مِنِّي حِينَ تَخَلَّفْتُ عَنْكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا هٰذَا فَقَدْ صَدَقَ فَقُمْ حَتَّى
يَقْضِيَ اللّٰهُ فِيكَ فَقُمْتُ وَثَارَ رِجَالٌ مِنْ بَنِي
سَلِمَةَ فَاتَّبَعُونِي فَقَالُوا لِي وَاللّٰهِ مَا عَلِمْنَاكَ كُنْتَ
أَذْنَبْتَ ذَنْبًا قَبْلَ هٰذَا وَلَقَدْ عَجَزْتَ أَنْ لَا تَكُونَ
اعْتَذَرْتَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا
اعْتَذَرَ إِلَيْهِ الْمُتَخَلِّفُونَ قَدْ كَانَ كَافِيَكَ ذَنْبَكَ
اسْتِغْفَارُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكَ
فَوَاللّٰهِ مَا زَالُوا يُؤَنِّبُونِي حَتَّى أَرَدْتُ أَنْ
أَرْجِعَ فَأُكَذِّبَ نَفْسِي ثُمَّ قُلْتُ لَهُمْ هَلْ
لَقِيَ هٰذَا مَعِيَ أَحَدٌ قَالُوا نَعَمْ رَجُلَانِ
قَالَا مِثْلَ مَا قُلْتَ فَقِيلَ لَهُمَا مِثْلُ مَا
قِيلَ لَكَ فَقُلْتُ مَنْ هُمَا قَالُوا مُرَارَةُ
ابْنُ الرَّبِيعِ الْعَمْرِيُّ وَهِلَالُ بْنُ أُمَيَّةَ
الْوَاقِفِيُّ فَذَكَرُوا لِي رَجُلَيْنِ صَالِحَيْنِ
قَدْ شَهِدَا بَدْرًا فِيهِمَا أُسْوَةٌ فَمَضَيْتُ
حِينَ ذَكَرُوهُمَا لِي وَنَهَى رَسُولُ اللّٰهِ

کرلیا کہ جھوٹ آپ کے غصہ سے نہیں بچا سکے گا صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لے آئے اور آپ کا طریقہ یہ تھا کہ جب آپ سفر سے واپس آتے تو پہلے مسجد میں جاتے اور دو رکعت نفل ادا کرتے اور پھر لوگوں سے ملاقات کے لئے مسجد میں بیٹھ جاتے (اس مرتبہ بھی آپ نے ایسا ہی کیا) اب جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے انہوں نے آنا شروع کیا اور سب اپنے اپنے عذر بیان کرنے لگے اور قسمیں کھانے لگے۔ یہ لوگ اسی تھے یا کچھ اس سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ان کے عذر قبول کر لئے اور ان سے دوبارہ بیعت لی اور ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائی اور ان کے دلوں کے حالات کو اللہ کے حوالہ کر دیا۔ کعبؓ کہتے ہیں میں بھی آیا۔ میں نے سلام کیا۔ آپ نے ایسی مسکراہٹ سے جس میں غصہ بھی جھلک رہا تھا جواب دیا اور فرمایا آؤ۔ میں سامنے جا کر بیٹھ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا کعب تم کیوں پیچھے رہ گئے تھے حالانکہ تم نے تو سواری کا بھی انتظام کر لیا تھا۔ میں نے عرض کیا آپ کا فرمانا درست ہے میں اگر کسی اور کے سامنے ہوتا تو ممکن تھا کہ اس سے بہانہ وغیرہ کر کے چھوٹ جاتا کیونکہ میں بول بھی خوب سکتا ہوں مگر اللہ گواہ ہے کہ میں جانتا ہوں کہ اگر آج میں نے جھوٹ بول کر آپ کو راضی کر لیا تو کل اللہ تعالیٰ آپ کو مجھ سے ناراض کر دے گا، اس لئے میں سچ بولوں گا چاہے آپ کو میرے اوپر غصہ ہی کیوں نہ آئے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمِيْنَ عَنْ كَلَامِنَا اَيُّهَا الثَّلٰثَةُ مِنْ بَيْنِ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهُ فَاجْتَنَبَنَا النَّاسُ وَتَغَيَّرُوْا لَنَا حَتّٰى تَنَكَّرَتْ فِىْ نَفْسِى الْاَرْضُ فَمَا هِىَ الَّتِىْ اَعْرِفُ فَلَبِثْنَا عَلٰى ذٰلِكَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً فَاَمَّا صَاحِبَاىَ فَاسْتَكَانَا وَقَعَدَا فِىْ بُيُوْتِهِمَا يَبْكِيَانِ وَاَمَّا اَنَا فَكُنْتُ اَشَبَّ الْقَوْمِ وَاَجْلَدَهُمْ فَكُنْتُ اَخْرُجُ فَاَشْهَدُ الصَّلٰوةَ مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاَطُوْفُ فِى الْاَسْوَاقِ وَلَا يُكَلِّمُنِىْ اَحَدٌ وَّاٰتِىْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُسَلِّمُ عَلَيْهِ وَهُوَ فِىْ مَجْلِسِهٖ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَاَقُوْلُ فِىْ نَفْسِىْ هَلْ حَرَّكَ شَفَتَيْهِ بِرَدِّ السَّلَامِ عَلَىَّ اَمْ لَا ثُمَّ اُصَلِّىْ قَرِيْبًا مِّنْهُ فَاُسَارِقُهُ النَّظَرَ فَاِذَا اَقْبَلْتُ عَلٰى صَلٰوتِىْ اَقْبَلَ اِلَىَّ وَاِذَا الْتَفَتُّ نَحْوَهٗ اَعْرَضَ عَنِّىْ حَتّٰى اِذَا طَالَ عَلَىَّ ذٰلِكَ مِنْ جَفْوَةِ النَّاسِ مَشَيْتُ حَتّٰى تَسَوَّرْتُ جِدَارَ حَائِطِ اَبِىْ قَتَادَةَ وَهُوَ ابْنُ عَمِّىْ وَاَحَبُّ النَّاسِ اِلَىَّ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَوَاللّٰهِ مَا رَدَّ عَلَىَّ السَّلَامَ فَقُلْتُ يَا اَبَا قَتَادَةَ اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُنِىْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَسَكَتَ فَعُدْتُّ لَهٗ فَنَشَدْتُّهٗ فَسَكَتَ فَعُدْتُّ لَهٗ فَنَشَدْتُّهٗ فَقَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَفَاضَتْ عَيْنَاىَ وَتَوَلَّيْتُ حَتّٰى تَسَوَّرْتُ الْجِدَارَ قَالَ فَبَيْنَا اَنَا اَمْشِىْ بِسُوْقِ الْمَدِيْنَةِ اِذَا نَبَطِىٌّ مِّنْ اَنْبَاطِ اَهْلِ الشَّامِ مِمَّنْ قَدِمَ بِالطَّعَامِ يَبِيْعُهٗ

میں اللہ کی مغفرت و بخشش کی امید رکھتا ہوں۔ اللہ کی قسم میں قصور وار ہوں حالانکہ مال و دولت میں کوئی بھی میرے برابر نہیں ہے مگر میں یہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی شریک نہ ہو سکا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنکر فرمایا کہ کعب نے صحیح بات بیان کر دی، اچھا (اے کعب) اب تم جاؤ (اور انتظار کرو) یہاں تک کہ اللہ تمہارے معاملہ میں اپنا حکم صادر فرمائے، غرض یہ کہ میں اٹھ کر چلا تو بنی سلمہ کے آدمی بھی میرے ساتھ ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہم نے تو اب تک تمہارا کوئی گناہ نہیں دیکھا تم نے بھی دوسرے لوگوں کی طرح کوئی بہانہ پیش کر دیا ہوتا، آپ کی دعاء مغفرت تمہارے گناہ کے لئے کافی ہو جاتی۔ وہ برابر مجھے یہی سمجھاتے رہے یہاں تک کہ میرے دل میں یہ خیال آنے لگا کہ واپس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤں اور پہلے والی بات کو غلط ثابت کر کے کوئی بہانہ پیش کر دوں۔ پھر میں نے ان سے پوچھا کہ کیا کوئی اور بھی ہے جس نے میری طرح اپنے گناہ کا اعتراف کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں دو آدمی اور بھی ہیں جنہوں نے اقرار کیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بھی وہی فرمایا ہے جو کہ تم سے ارشاد فرمایا ہے میں نے ان کے نام پوچھے تو کہا ایک مرارہ بن ربیع عمری دوسرے ہلال بن امیہ واقفی ہیں یہ دونوں نیک آدمی تھے اور جنگ بدر میں شریک ہو چکے تھے۔ ان دونوں کے عمل میں میرے لئے نمونہ تھا غرض یہ کہ ان دو آدمیوں کا نام سن کر مجھے

بِالْمَدِيْنَةِ يَقُوْلُ مَنْ يَّدُلُّ عَلٰى كَعْبِ بْنِ
مَالِكٍ فَطَفِقَ النَّاسُ يُشِيْرُوْنَ لَهٗ حَتّٰى
اِذَا جَآءَنِيْ دَفَعَ اِلَيَّ كِتَابًا مِنْ مَلِكِ غَسَّانَ
فَاِذَا فِيْهِ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّهٗ قَدْ بَلَغَنِيْ اَنَّ
صَاحِبَكَ قَدْ جَفَاكَ وَلَمْ يَجْعَلْكَ
اللّٰهُ بِدَارِ هَوَانٍ وَّلَا مَضْيَعَةٍ فَالْحَقْ بِنَا
نُوَاسِكَ فَقُلْتُ لَمَّا قَرَاْتُهَا وَهٰذَا اَيْضًا
مِنَ الْبَلَآءِ فَتَيَمَّمْتُ بِهَا التَّنُّوْرَ فَسَجَرْتُهٗ
بِهَا حَتّٰى اِذَا مَضَتْ اَرْبَعُوْنَ لَيْلَةً مِّنَ
الْخَمْسِيْنَ اِذَا رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَاْتِيْنِيْ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُكَ اَنْ
تَعْتَزِلَ امْرَاَتَكَ فَقُلْتُ اُطَلِّقُهَا اَمْ
مَاذَا اَفْعَلُ قَالَ لَا بَلِ اعْتَزِلْهَا وَلَا
تَقْرَبْهَا وَاَرْسَلَ اِلٰى صَاحِبَيَّ مِثْلَ
ذٰلِكَ فَقُلْتُ لِامْرَاَتِيْ الْحَقِيْ بِاَهْلِكِ
فَتَكُوْنِيْ عِنْدَهُمْ حَتّٰى يَقْضِيَ اللّٰهُ فِيْ
هٰذَا الْاَمْرِ قَالَ كَعْبٌ فَجَآءَتِ امْرَاَةُ
هِلَالِ ابْنِ اُمَيَّةَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ
هِلَالَ بْنَ اُمَيَّةَ شَيْخٌ ضَآئِعٌ لَيْسَ لَهٗ
خَادِمٌ فَهَلْ تَكْرَهُ اَنْ اَخْدُمَهٗ قَالَ لَا وَلٰكِنْ
لَّا يَقْرَبْكِ قَالَتْ اِنَّهٗ وَاللّٰهِ مَا بِهٖ
حَرَكَةٌ اِلٰى شَيْءٍ وَاللّٰهِ مَا زَالَ يَبْكِيْ
مُنْذُ كَانَ مِنْ اَمْرِهٖ مَا كَانَ اِلٰى يَوْمِهٖ
هٰذَا فَقَالَ لِيْ بَعْضُ اَهْلِيْ لَوِ اسْتَاْذَنْتَ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ
امْرَاَتِكَ كَمَا اَذِنَ لِامْرَاَةِ هِلَالِ بْنِ

اطمینان ہوگیا اور میں چل دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مسلمین کو منع فرما دیا تھا کہ ان تین آدمیوں سے کوئی کلام نہ کرے مگر دوسرے رہ جانے والے اور جھوٹے بہانے کرنے والوں کے لئے یہ حکم نہیں دیا تھا۔ آخر لوگوں نے ہم سے الگ رہنا شروع کر دیا ہم ایسے ہو گئے جیسے ہمیں کوئی جانتا ہی نہیں ہے گویا آسمان و زمین بدل گئے ہیں غرض یہ کہ پچاس راتیں اسی حال میں گذر گئیں میرے دونوں ساتھی تو گھر میں بیٹھ گئے مگر میں جوان تھا اور ہمت والا تھا گھر سے باہر نکلتا رہا۔ نماز باجماعت میں شریک ہوتا رہا بازار وغیرہ جاتا رہا مگر کوئی بات نہیں کرتا تھا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھی آتا آپ مصلے پر رونق افروز ہوتے، میں سلام کرتا اور میں یہ سوچتا تھا کہ سلام کے جواب میں آپ کے ہونٹ ہلے یا نہیں پھر میں آپ کے قریب ہی نماز پڑھنے لگتا مگر آنکھ چرا کر آپ کو بھی دیکھتا رہتا کہ آپ کیا کرتے ہیں۔ میں جب نماز میں ہوتا آپ مجھے دیکھتے رہتے اور جب میری نظر آپ سے ملتی تو آپ منہ پھیر لیا کرتے تھے۔ اس حال میں مدت گذر گئی اور میں لوگوں کی خاموشی سے عاجز آ گیا تو ایک دن اپنے چچا زاد بھائی ابوقتادہ کے پاس باغ میں آیا اور سلام کیا اور ان سے مجھے بہت محبت تھی مگر اللہ کی قسم انہوں نے میرے سلام کا جواب تک نہیں دیا۔ میں نے کہا اے ابوقتادہ کیا تم جانتے ہو کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں؟ انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر میں نے قسم دے کر یہی بات

اُمَيَّةَ اَنْ تَخْدُمَهٗ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا اَسْتَاْذِنُ
فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَمَا يُدْرِيْنِيْ مَا يَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَاْذَنْتُهٗ فِيْهَا
وَاَنَا رَجُلٌ شَابٌّ فَلَبِثْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ
عَشْرَ لَيَالٍ حَتّٰى كَمَلَتْ لَنَا خَمْسُوْنَ لَيْلَةً
مِنْ حِيْنَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ عَنْ كَلَامِنَا فَلَمَّا صَلَّيْتُ صَلٰوةَ
الْفَجْرِ صُبْحَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً وَاَنَا عَلٰى
ظَهْرِ بَيْتٍ مِّنْ بُيُوْتِنَا فَبَيْنَا اَنَا جَالِسٌ
عَلَى الْحَالِ الَّتِيْ ذَكَرَ اللّٰهُ قَدْ ضَاقَتْ
عَلَيَّ نَفْسِيْ وَضَاقَتْ عَلَيَّ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ
سَمِعْتُ صَوْتَ صَارِخٍ اَوْفٰى عَلٰى جَبَلِ
سَلْعٍ بِاَعْلٰى صَوْتِهٖ يَا كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ
اَبْشِرْ قَالَ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا وَّعَرَفْتُ
اَنْ قَدْ جَآءَ فَرَجٌ وَّاٰذَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَوْبَةِ اللّٰهِ عَلَيْنَا
حِيْنَ صَلّٰى صَلٰوةَ الْفَجْرِ فَذَهَبَ النَّاسُ
يُبَشِّرُوْنَنَا وَذَهَبَ قِبَلَ صَاحِبَيَّ
مُبَشِّرُوْنَ وَرَكَضَ اِلَيَّ رَجُلٌ فَرَسًا
وَّسَعٰى سَاعٍ مِّنْ اَسْلَمَ فَاَوْفٰى عَلَى الْجَبَلِ
وَكَانَ الصَّوْتُ اَسْرَعَ مِنَ الْفَرَسِ فَلَمَّا
جَآءَنِي الَّذِيْ سَمِعْتُ صَوْتَهٗ يُبَشِّرُنِيْ
نَزَعْتُ لَهٗ ثَوْبَيَّ فَكَسَوْتُهٗ اِيَّاهُمَا
بِبُشْرَاهُ وَاللّٰهِ مَا اَمْلِكُ غَيْرَهُمَا يَوْمَئِذٍ
وَاسْتَعَرْتُ ثَوْبَيْنِ فَلَبِسْتُهُمَا وَ
انْطَلَقْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَيَتَلَقَّانِي النَّاسُ فَوْجًا فَوْجًا

کہی مگر جواب نہیں ملا۔ میں نے تیسری مرتبہ یہی
کہا تو ابو قتادہ نے صرف اتنا جواب دیا کہ اللہ
اور رسول کو خوب معلوم ہے پھر مجھ سے ضبط نہ
ہو سکا آنسو جاری ہو گئے اور میں واپس چلا آیا۔
میں ایک دن بازار میں جا رہا تھا تو کیا دیکھتا ہوں
کہ ایک نصرانی کسان جو ملک شام کا رہنے والا
تھا اور اناج فروخت کرنے آیا تھا میرا پتہ
لوگوں سے معلوم کر رہا ہے لوگوں نے میری
طرف اشارہ کیا کہ وہ کعب بن مالک ہیں وہ میرے
پاس آیا اور غسان کے نصرانی بادشاہ کا ایک
خط مجھے دیا جس میں لکھا تھا کہ مجھے معلوم ہوا
ہے کہ تمہارے صاحب تم پر بہت زیادتی کر
رہے ہیں حالانکہ اللہ نے تم کو ذلیل نہیں بنایا ہے
تم بہت کام کے آدمی ہو تم ہمارے پاس آجاؤ،
ہم تم کو بہت آرام سے رکھیں گے۔ میں نے
سوچا یہ دوہری آزمائش ہے اور پھر اس خط کو
آگ کے تندور میں ڈال دیا۔ ابھی صرف چالیس
راتیں گذری تھیں اور دس باقی تھیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد نے مجھ سے آکر
کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ
تم اپنی بیوی سے الگ رہو۔ میں نے کہا کیا مطلب
ہے طلاق دے دوں یا کچھ اور؟ قاصد نے
کہا بس الگ رہو (مباشرت وغیرہ نہ کرو)۔
ایسا ہی حکم میرے دونوں ساتھیوں کو بھی ملا تھا۔
غرض یہ کہ میں نے بیوی سے کہا کہ تم اپنے رشتہ
داروں میں جا کر رہو جب تک اللہ تعالیٰ میرا
فیصلہ نہ فرما دے، کعبؓ کہتے ہیں کہ پھر ہلال
ابن امیہؓ کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

يُهَنِّؤُنِي بِالتَّوْبَةِ يَقُولُونَ لِتَهْنِكَ تَوْبَةُ
اللّٰهِ عَلَيْكَ قَالَ كَعْبٌ حَتّٰى دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ
فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
جَالِسٌ حَوْلَهُ النَّاسُ فَقَامَ إِلَيَّ طَلْحَةُ بْنُ
عُبَيْدِ اللّٰهِ يُهَرْوِلُ حَتّٰى صَافَحَنِي وَ
هَنَّانِي وَاللّٰهِ مَا قَامَ إِلَيَّ رَجُلٌ مِّنَ
الْمُهَاجِرِينَ غَيْرُهُ وَلَا أَنْسَاهَا لِطَلْحَةَ
قَالَ كَعْبٌ فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَبْرُقُ
وَجْهُهُ مِنَ السُّرُورِ أَبْشِرْ بِخَيْرِ يَوْمٍ مَرَّ
عَلَيْكَ مُنْذُ وَلَدَتْكَ أُمُّكَ قَالَ قُلْتُ
أَمِنْ عِنْدِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَمْ مِنْ عِنْدِ
اللّٰهِ قَالَ لَا بَلْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَانَ
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا
سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ حَتّٰى كَأَنَّهُ قِطْعَةُ
قَمَرٍ وَكُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِكَ مِنْهُ فَلَمَّا جَلَسْتُ
بَيْنَ يَدَيْهِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ مِنْ
تَوْبَتِي أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِي صَدَقَةً
إِلَى اللّٰهِ وَإِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ قَالَ رَسُولُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْسِكْ
عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ قُلْتُ
فَإِنِّي أُمْسِكُ سَهْمِيَ الَّذِي بِخَيْبَرَ فَقُلْتُ
يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ إِنَّمَا نَجَّانِي
بِالصِّدْقِ وَإِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ لَّا أُحَدِّثَ
إِلَّا صِدْقًا مَّا بَقِيتُ فَوَاللّٰهِ مَا أَعْلَمُ
أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ أَبْلَاهُ اللّٰهُ فِي
صِدْقِ الْحَدِيثِ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ

خدمت میں آئی اور کہنے لگی کہ اے اللہ کے
رسول ہلال بن امیہؓ میرا شوہر بہت بوڑھا ہے
اگر میں اُن کا کام کر دیا کروں تو کوئی برائی تو نہیں۔
آپ نے فرمایا نہیں مگر وہ صحبت نہیں کر سکتا۔
اس نے عرض کیا واللہ اس میں تو کوئی حرکت ہی
نہیں ہے اور جب سے یہ بات ہوئی ہے رو
رہا ہے اور اب تک اس کا یہی حال ہے۔
کعبؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے کسی عزیز
نے کہا کہ تم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس جا کر اپنی بیوی کے بارے میں ایسی اجازت
حاصل کر لو تا کہ وہ تمہاری خدمت کرتی رہے
جس طرح ہلال کی بیوی کو اجازت مل گئی ہے۔
میں نے کہا اللہ کی قسم میں کبھی ایسا نہیں کر
سکتا معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کیا فرمائیں میں تو جوان آدمی ہوں (ہلال کے مانند
ضعیف نہیں ہوں)، غرض یہ کہ وہ دس راتیں بھی
گذر گئیں اور میں پچاسویں رات کی صبح کو نماز کے
بعد اپنے گھر کی چھت پر بیٹھا تھا اور مجھے یہ معلوم
ہو رہا تھا کہ زندگی وبال جان ہو گئی ہے اور زمین
باوجود اپنی فراخی کے تنگ ہو چکی ہے کہ اتنے میں
کوہِ سلع پر سے کسی پکارنے والے نے پکار کر
کہا کہ اے کعب بن مالکؓ تم خوش ہو جاؤ
اس آواز کے سنتے ہی میں خوشی سے سجدہ میں
گر پڑا اور یقین کر لیا کہ اب یہ مشکل آسان ہو گئی
کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر
کے بعد لوگوں سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم
لوگوں کا قصور معاف کر دیا ہے اب تو لوگ
میرے پاس اور میرے ان ساتھیوں کے پاس

لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ مِمَّا اَبْلَانِيْ مَا تَعَمَّدْتُ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى يَوْمِيْ هٰذَا كَذِبًا وَاِنِّيْ لَاَرْجُوْ اَنْ يَحْفَظَنِي اللّٰهُ فِيْمَا بَقِيْتُ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ اِلٰى قَوْلِهٖ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ فَوَاللّٰهِ مَا اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ نِعْمَةٍ قَطُّ بَعْدَ اِذْ هَدَانِيْ لِلْاِسْلَامِ اَعْظَمَ فِيْ نَفْسِيْ مِنْ صِدْقِيْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَّا اَكُوْنَ كَذَبْتُهٗ فَاَهْلِكَ كَمَا هَلَكَ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا اِنَّ اللّٰهَ قَالَ لِلَّذِيْنَ كَذَبُوْا حِيْنَ اَنْزَلَ الْوَحْيَ شَرَّ مَا قَالَ لِاَحَدٍ فَقَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلٰى قَوْلِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِيْنَ قَالَ كَعْبٌ وَكُنَّا تَخَلَّفْنَا اَيُّهَا الثَّلٰثَةُ عَنْ اَمْرِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ قَبِلَ مِنْهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ حَلَفُوْا لَهٗ فَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ وَاَرْجَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْرَنَا حَتّٰى قَضَى اللّٰهُ فِيْهِ فَبِذٰلِكَ قَالَ اللّٰهُ وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا وَلَيْسَ الَّذِيْ ذَكَرَ اللّٰهُ مِمَّا خُلِّفْنَا عَنِ الْغَزْوِ وَاِنَّمَا هُوَ تَخْلِيْفُهٗ اِيَّانَا وَاَرْجَاءُهٗ اَمْرَنَا عَمَّنْ حَلَفَ لَهٗ وَاعْتَذَرَ اِلَيْهِ فَقَبِلَ مِنْهُ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ

خوشخبری اور مبارک باد کے لئے جانے لگے اور ایک آدمی اپنے گھوڑے کو بھگاتے ہوئے میرے پاس آیا اور بنو سلمہ کا ایک آدمی سلع پہاڑ پر چڑھ گیا اس کی آواز گھوڑے (یعنی سوار سے) پہلے میرے کانوں تک پہنچ گئی میں اس قدر خوش ہوا کہ جب وہ میرے پاس پہنچا تو میں نے اپنے دونوں کپڑے اتار کر اس کو دے دیئے میرے پاس اُس وقت ان کے سوا دوسرے کپڑے نہیں تھے میں نے (ابوقتادہ سے) عاریۃً دو کپڑے لے کر پہنے پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف روانہ ہوا راستہ میں لوگ فوج در فوج مجھ سے ملتے اور مبارک باد دیتے. لوگ کہہ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ انعام تمہیں مبارک ہو۔ کعبؓ کہتے ہیں کہ میں مسجد میں گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور دوسرے لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ طلحہ بن عبید اللہ مجھے دیکھ کر تیزی سے میری طرف آئے مجھ سے مصافحہ کیا پھر مبارک باد دی۔ مہاجرین میں سے یہ کام صرف طلحہؓ نے کیا۔ اللہ گواہ ہے کہ میں ان کا یہ احسان کبھی نہ بھولوں گا۔ کعبؓ کہتے ہیں کہ پھر جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور آپ کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے کعب یہ دن تمہیں مبارک ہو۔ یہ تمہاری پیدائش سے لے کر آج تک کے تمام دنوں سے بہتر ہے. میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول، یہ معافی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے یا آپ کی طرف سے فرمایا اللہ تعالیٰ کی طرف سے

تبوک حدیث کعب بن مالک جزء ۶ ص ۳ تا ص ۹ و صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب حدیث توبۃ کعب ابن مالک وصاحبیہ جزء ۲ ص ۵۰۰ تا ص ۵۰۵)

آپ جب خوش ہوتے تھے تو چہرہ مبارک چاند کی طرح چمکنے لگتا تھا اور ہم آپ کی خوشی کو پہچان جاتے تھے پھر میں نے آپ کے سامنے بیٹھ کر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول میں اپنی اس نجات اور معافی کے شکریہ میں اپنا مال اللہ اور اس کے رسول کے لئے خیرات کرتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ اپنے لئے بھی روک لو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا اچھا تو میں اپنا خیبر کا حصہ روک لیتا ہوں۔ پھر میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میں نے سچ بولنے کی وجہ سے نجات پائی ہے، اب میں تمام زندگی سچ ہی بولوں گا اللہ کی قسم! میں نہیں کہہ سکتا کہ سچ بولنے کی وجہ سے اللہ نے کسی پر ایسی مہربانی فرمائی ہو، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی بات کہی اس وقت سے اب تک میں کبھی جھوٹ نہیں بولا اور میں امید کرتا ہوں کہ زندگی بھر اللہ مجھے جھوٹ سے بچائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل فرمائی لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ یعنی اللہ نے نبی پر اور مہاجرین وانصار پر رحمت نازل فرمائی الخ۔ اللہ کی قسم قبول اسلام کے بعد اس سے بڑھ کر میں نے کوئی انعام اور احسان نہیں دیکھا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سچ بولنے کی توفیق دے کر اللہ نے مجھے ہلاک ہونے سے بچالیا، ورنہ دوسرے لوگوں کی طرح میں بھی تباہ و ہلاک ہو جاتا جنہوں نے آپ سے جھوٹ بولا اور جھوٹے حلف اٹھائے ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ یعنی یہ لوگ جھوٹے حلف اٹھائیں گے تاکہ تم ان سے درگذر کرو مگر ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ کعب کہتے ہیں ہم تینوں ان منافقوں سے علیحدہ ہیں جنہوں نے نہ جانے کتنے بہانے بنائے اور جھوٹے حلف اٹھائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بات کو قبول کر لیا اور ان سے بیعت لے لی اور دعائے مغفرت فرمائی مگر ہمارا معاملہ مؤخر کر دیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا یعنی ان تین کو بھی اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا جن کا معاملہ مؤخر کر دیا گیا تھا۔ اس سے وہ لوگ مراد نہیں ہیں جو جان بوجھ کر رہ گئے تھے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ہمارے معاملہ کو ان لوگوں کے معاملہ سے مؤخر کر دیا گیا تھا جنہوں نے جھوٹی قسمیں کھائی تھیں اور جھوٹے عذر بیان کئے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے عذر قبول فرما لئے تھے۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ) اللہ تعالیٰ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم پر) رحمت کے ساتھ متوجہ ہوا اور مہاجرین اور انصار پر بھی رحمت کے ساتھ متوجہ ہوا جنہوں نے تنگی کے زمانہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا باوجود اس کے کہ مہاجرین و انصار میں سے ایک فریق کے دل ٹیڑھے ہونے کے قریب پہنچ گئے تھے، قریب تھا کہ شریک نہ ہوں لیکن بالآخر ان کے ایمانی جذبہ، خلوص اور توفیق الٰہی نے ان کا ساتھ دیا اور وہ شریک ہو ہی گئے تو (ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ) پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی اپنے دامن رحمت میں جگہ دی (اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ) بے شک اللہ تعالیٰ ان سب پر بڑا مہربان اور بہت رحم کرنے والا ہے (وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا) اور (اب) اللہ تعالیٰ ان آدمیوں پر بھی رحمت کے ساتھ متوجہ ہوا جن کا معاملہ مؤخر کر دیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی، ان کو معاف کر دیا اور اپنے دامن رحمت میں ان کو بھی جگہ دی۔ ان

کی معافی کے سلسلہ میں جو تاخیر ہوئی تو اس تاخیر کے زمانہ میں ان کو شدید صدمے و مصائب پہنچے کوئی مسلم ان سے بات نہیں کرتا تھا ان کی بیویاں ان سے علیحدہ کر دی گئی تھیں (حَتّٰٓى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ) یہاں تک کہ جب زمین باوجود فراخی کے ان پر تنگ ہو گئی (وَ ضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ) ان کی جانیں ان پر وبال بن گئیں (وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ) اور انہوں نے یقین کر لیا کہ اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچنے کی اللہ تعالےٰ کے علاوہ کوئی سبیل نہیں (ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ) تو پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم فرمایا (لِيَتُوْبُوْا) اللہ تعالےٰ نے انہیں توفیق بخشی کہ وہ سچی توبہ کریں (اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ) بے شک اللہ تعالےٰ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

آگے فرمایا (يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ) اے ایمان اللہ سے ڈرتے رہا کرو اور (آئندہ ایسا نہ کرنا کہ سچوں کا ساتھ نہ دو بلکہ ہمیشہ) سچوں کے ساتھ رہا کرو۔ سچوں کی تعریف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ، اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ○

(البقرۃ - ۱۷۷)

نیکی یہی نہیں کہ تم مشرق یا مغرب کی طرف منہ کر لو بلکہ نیکی تو دراصل (ایمان لا کر اعمال صالحہ کرنے کا نام ہے لہٰذا حقیقی نیکی تو) ان لوگوں کی نیکی ہے جو اللہ پر، روز آخرت پر، فرشتوں پر، کتاب (الٰہی) پر اور نبیوں پر ایمان لاتے ہیں، مال کی محبت کے باوجود اُسے رشتہ داروں، مسکینوں مسافروں اور سوال کرنے والوں پر اور غلاموں کے آزاد کرانے میں خرچ کرتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، جب عہد کر لیتے ہیں تو اسے پورا کرتے ہیں اور سختی، نقصان اور جنگ میں صابر و ثابت قدم رہتے ہیں، یہی لوگ ہیں جنہوں نے (ایمان اور نیکی کے تقاضوں کو) سچ کر دکھایا اور یہی لوگ (درحقیقت) متقی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ

(مال فے) ان محتاج مہاجروں کا بھی حق ہے

دِيَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّ يَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ، اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ○

(الحشر۔ ۸)

جو اپنے گھروں اور اپنے مالوں سے نکال دئے گئے جو (ہمہ اوقات) اللہ کے فضل اور (اس کی) رضاء کے طلب گار رہتے ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے رہتے ہیں یہی لوگ سچے ہیں۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلتے وقت پس و پیش، تاخیر اور تساہل نہ کیا کیجئے۔ فوراً نکل آیا کیجئے۔ نہ نقصان کی پرواہ کیا کیجئے اور نہ تکلیف کی۔

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیئے اور سچوں کے ساتھ رہیئے۔ سچوں کا ساتھ دیجئے۔

مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَ
مَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ
اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ
وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ
وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَئُوْنَ
مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا
يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا

اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ،
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ
الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَلَا يُنْفِقُوْنَ
نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً
وَّلَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ
لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ
مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾

ترجمہ اہل مدینہ اور اہل مدینہ کے اردگرد جو دیہاتی رہتے ہیں ان کے لئے یہ زیبا نہیں کہ اللہ کے رسول (تو جنگ کے لئے جائیں اور وہ ان) کے پیچھے (اپنے گھروں میں آرام سے) بیٹھے رہیں اور (نہ یہ زیبا ہے) کہ ان کی جان سے زیادہ اپنی جان کو عزیز رکھیں (اور یہ جہاد کی ترغیب جو انہیں دی جارہی ہے تو) اس کی وجہ یہ ہے کہ مجاہدین کو اللہ کے راستہ میں پیاس، محنت ومشقت اور بھوک کی جو تکلیف پہنچتی ہے یا وہ (اللہ کے راستہ میں) ایسی جگہ کو روندتے ہوئے چلے جاتے ہیں جس جگہ کو روندنے سے کفار کو غصہ آتا ہے یا وہ (میدان جنگ میں) دشمن

سے کوئی چیز چھین لیتے ہیں تو (اس قسم کی ہر بات پر) ان کے لئے عملِ نیک لکھا جاتا ہے (جس کا اجر انہیں اللہ کے ہاں ملے گا) بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا ﴿۱۲۰﴾ اسی طرح کم یا زیادہ جو کچھ وہ (اللہ کے راستہ میں) خرچ کرتے ہیں یا (اللہ کے راستہ میں) وہ کسی وادی کو طے کرتے ہیں تو یہ بھی ان کے لئے (ان کے نامۂ اعمال میں) لکھ لیا جاتا ہے تاکہ جو کچھ عمل (نیک) وہ کرتے رہے ہیں اللہ ان کو اس کا اچھا بدلہ عطاء فرمائے۔ ﴿۱۲۱﴾

معانی ومصادر

(ظَمَأٌ) ظَمِئَ، يَظْمَأُ، ظَمَأٌ وظَمَأٌ وظَمَاءٌ، ظَمَاءَةٌ (س) بہت پیاسا ہونا (ظَمَأٌ = پیاس)

(نَصَبٌ) نَصَبَ، يَنْصِبُ، نَصْبٌ (ض، ن) رنج پہنچانا، کھڑا کرنا، گاڑنا (نَصَبٌ = رنج، محنت، تکلیف)

(مَخْمَصَةٌ) خَمَصَ، يَخْمُصُ، خَمْصٌ وخُمُوصٌ و مَخْمَصَةٌ (ن) ورم اتر جانا، بھوکا کرنا۔ (مَخْمَصَةٌ = بھوک)۔

(يَطَئُونَ) (مَوْطِئًا) وَطِئَ، يَطَأُ، وَطْأٌ (س) روندنا، سوار ہونا، داخل ہونا۔

(يَنَالُونَ) (نَيْلًا) نَالَ، يَنَالُ و يَنِيلُ، نَيْلٌ و نَالٌ و نَالَةٌ (ف و ض) پانا۔

تفسیر

اہل مدینہ اور قرب وجوار کے دیہاتی جو جنگ تبوک میں شریک نہیں ہوئے ان کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ) مدینہ والوں اور مدینہ والوں کے اردگرد جو دیہاتی رہتے ہیں ان کے لئے یہ زیبا نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تو جنگ کے لئے تشریف لے جائیں اور وہ ان کے پیچھے اپنے گھروں میں آرام سے بیٹھے رہیں (وَلَا يَرْغَبُوا بِأَنْفُسِهِمْ عَنْ نَفْسِهِ) اور ان لوگوں کے لئے یہ بھی زیبا نہیں ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے زیادہ اپنی جان کو عزیز رکھیں۔ عبداللہ بن ہشامؓ فرماتے ہیں:۔

كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا مِنْ نَفْسِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ فَإِنَّهُ الْآنَ وَاللَّهِ لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي

ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عمر بن خطاب کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے، عمرؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول، آپ میرے نزدیک اپنی جان کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نہیں (یہ کافی نہیں) اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جب تک میں تمہارے نزدیک تمہاری جان سے زیادہ

فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْاٰنَ یَا عُمَرُ (صحیح بخاری کتاب الایمان و النذور باب کیف کانت یمین النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء ۸ ص۱۲۱)

عزیز نہ ہوں (تم مؤمن نہیں ہو سکتے)۔ عمرؓ نے عرض کیا: اللہ کی قسم اب آپ میرے نزدیک میری جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمرؓ اب (تم مؤمن ہوئے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ۔ (الاحزاب۔ ۶)

نبی مؤمنوں پر ان کی جانوں سے زیادہ حق رکھتے ہیں۔

آگے فرمایا (ذٰلِكَ بِاَنَّہُمْ لَا یُصِیْبُہُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَۃٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا یَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا یَّغِیْظُ الْکُفَّارَ وَلَا یَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّیْلًا اِلَّا کُتِبَ لَہُمْ بِہٖ عَمَلٌ صَالِحٌ) اور اے ایمان والو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ میں شریک ہونے، ان کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھنے اور جہاد میں جانے کی ترغیب اس لئے دی جا رہی ہے کہ مجاہدین کو اللہ تعالےٰ کے راستہ میں پیاس اور محنت و مشقت اور بھوک کی جو تکلیف پہنچتی ہے یا جب وہ اللہ تعالےٰ کے راستہ میں کفار کی سرزمین کو روندتے، پامال کرتے اور فاتحانہ قبضہ کرتے چلے جاتے ہیں کہ جس زمین کو روندنا و پامال کرنا اور اس پر فاتحانہ قبضہ کرنا کفار کو غیظ و غضب میں مبتلا کرتا ہے یا جب مجاہدین میدان جنگ میں دشمن سے کوئی چیز یا زمین چھین لیتے تو ان میں سے ہر بات پر ان کے لئے عملِ نیک لکھا جاتا ہے جس کا بدلہ انہیں یقیناً ملے گا (اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ) بے شک اللہ تعالےٰ نیک عمل کرنے والوں کے بدلہ کو ضائع نہیں کرتا (وَلَا یُنْفِقُوْنَ نَفَقَۃً صَغِیْرَۃً وَّلَا کَبِیْرَۃً وَّلَا یَقْطَعُوْنَ وَادِیًا اِلَّا کُتِبَ لَہُمْ) اور یہی نہیں بلکہ جو کچھ کم یا زیادہ وہ اللہ تعالےٰ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں یا اللہ کے راستہ میں کسی وادی کو پار کرتے ہیں تو یہ سب ان کے لئے ان کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے (لِیَجْزِیَہُمُ اللّٰہُ اَحْسَنَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ) تاکہ جو عمل وہ کرتے رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کا اچھے سے اچھا بدلہ قیامت کے روز انہیں عطا فرمائے۔

ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے جہاد فی سبیل اللہ اور اپنی جان سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کو عزیز سمجھنے کو بہت بڑے اجر کا باعث بتایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:۔

(۱) بھوک و پیاس،
(۲) تکلیف و مشقت،
(۳) دشمن کی سرزمین کو روندنا،
(۴) دشمن سے کوئی چیز یا زمین چھین لینا اور اس پر قبضہ کر لینا۔

۵ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں کم یا زیادہ خرچ کرنا اور
۶ جنگلوں اور وادیوں کو عبور کرنا،
یہ تمام نیکی کے کام ہیں اور ان کا اچھے سے اچھا بدلہ ملے گا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں،۔

مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ وَتَوَكَّلَ اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِهِ بِأَنْ يَتَوَفَّاهُ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يَرْجِعَهُ سَالِمًا مَعَ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب افضل الناس مؤمن یجاھد بنفسہ ومالہ جزء ۱۴ ص ۱۸)

اس شخص کی مثال جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے اور اللہ خوب جانتا ہے کہ کون اس کی راہ میں جہاد کرتا ہے (کیونکہ نیت کا علم اسی کو ہے) ایسی ہے جیسے روزانہ روزہ رکھنے والا اور تمام رات نماز پڑھنے والا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں جہاد کرنے والے کے لئے اس بات کی ذمہ داری لے لی ہے کہ اگر اس کو موت دے گا تو اسے جنت میں داخل کر دے گا یا غازی بنا کر اسے ثواب اور مال غنیمت کے ساتھ زندہ لوٹائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ أَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب درجات المجاھدین فی سبیل اللہ جزء ۱۴ ص ۱۹ و روی مسلم نحوہ فی کتاب الامارۃ فی باب بیان ما وعدہ اللہ تعالے للمجاھد جزء ۲ ص ۱۲۹)

جنت میں سو درجے ہیں وہ اللہ نے فی سبیل اللہ جہاد کرنے والوں کے لئے مقرر کئے ہیں۔ دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان و زمین کے درمیان۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں:۔

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ يَعْدِلُ الْجِهَادَ قَالَ لَا أَجِدُهُ قَالَ هَلْ تَسْتَطِيعُ إِذَا خَرَجَ الْمُجَاهِدُ أَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَكَ

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اس نے عرض کیا مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جو جہاد کے ہم مرتبہ ہو۔ آپ نے فرمایا: میں ایسا کوئی عمل نہیں پاتا لیکن کیا

فَتَقُوْمَ وَلَا تَفْتُرَ وَتَصُوْمَ وَلَا تُفْطِرَ قَالَ وَمَنْ تَسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب فضل الجہاد والسیر جزء ۱۴ ص۱۸)

تم یہ کر سکتے ہو کہ جب مجاہد جہاد کے لئے نکلے تو اپنی مسجد میں جاؤ اور نماز پڑھنے کھڑے ہو جاؤ اور سست نہ ہو اور برابر روزہ رکھو کوئی روزہ نہ چھوڑو، اس نے عرض کیا ایسا کون کر سکتا ہے۔

حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں:۔

قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ النَّاسِ اَفْضَلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤْمِنٌ يُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب افضل الناس مؤمن یجاہد بنفسہ جزء ۱۴ ص۱۸ و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الجہاد والرباط جزء ۲ ص۱۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول، لوگوں میں سب سے افضل کون ہے فرمایا وہ مؤمن جو اپنی جان سے اور اپنے مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَغَدْوَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الغدوۃ والروحۃ فی سبیل اللہ جزء ۱۴ ص۲ و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الغدوۃ والروحۃ فی سبیل اللہ جزء ۲ ص۱۴۸)

اللہ کی راہ میں ایک صبح یا ایک شام نکلنا تمام دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِيْمَانًا بِاللّٰهِ وَتَصْدِيْقًا بِوَعْدِهٖ فَاِنَّ شِبَعَهٗ وَرِيَّهٗ وَرَوْثَهٗ وَبَوْلَهٗ فِيْ مِيْزَانِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب من احتبس فرسا جزء ۱۴ ص۳۲)

جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے گھوڑا پالے محض اللہ پر ایمان لانے کی وجہ سے اور اس کے وعدوں کو سچا سمجھتے ہوئے تو بے شک اس کا کھانا، اس کا پینا، اس کی لید اور اس کا پیشاب قیامت کے دن اس جہاد کرنے والے کی ترازو میں رکھی جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْخَيْلُ لِثَلٰثَةٍ لِرَجُلٍ اَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَعَلٰى رَجُلٍ وِّزْرٌ فَاَمَّا الَّذِىْ لَهٗ اَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاَطَالَ فِىْ مَرْجٍ اَوْ رَوْضَةٍ فَمَا اَصَابَتْ فِىْ طِيَلِهَا ذٰلِكَ مِنَ الْمَرْجِ اَوِ الرَّوْضَةِ كَانَتْ لَهٗ حَسَنٰتٍ وَلَوْ اَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا اَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ اٰثَارُهَا وَاَرْوَاثُهَا حَسَنٰتٍ لَهٗ وَلَوْ اَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهَرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ اَنْ يَّسْقِيَهَا كَانَ ذٰلِكَ حَسَنٰتٍ لَهٗ فَهِىَ لِذٰلِكَ اَجْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا وَّتَعَفُّفًا ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِىْ رِقَابِهَا وَلَا ظُهُوْرِهَا فَهِىَ لِذٰلِكَ سِتْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَّرِيَآءً وَّنِوَآءً لِّاَهْلِ الْاِسْلَامِ فَهِىَ وِزْرٌ عَلٰى ذٰلِكَ وَسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمُرِ فَقَالَ مَا اَنْزَلَ عَلَىَّ فِيْهَا اِلَّا هٰذِهِ الْاٰيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الخیل لثلاثۃ جزء ۴ ص۳۵)

گھوڑا تین قسم کے آدمیوں کے پاس ہوتا ہے، ایک شخص کیلئے باعث اجر ہے، ایک شخص کے لئے باعث ستر ہے اور ایک شخص کے لئے جرم کا سبب ہے تو وہ شخص جس کے لئے باعث ثواب ہے وہ شخص ہے جو اسکو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کیلئے پالے اور کسی چراگاہ یا باغ میں اسکو لمبی رسّی سے باندھ دے تو اس چراگاہ یا باغ کا جو حصّہ اس رسّی کے اندر وہ چرے گا اسکے برابر نیکیاں اس کو ملیں گی اور اگر اتفاق سے وہ اپنی رسّی توڑ کر ایک ٹیلہ یا دو ٹیلے پھاند جائے تو اسکی لید کے وزن اور قدم کے نشانوں کے برابر اس کو نیکیاں ملیں گی اور اگر اس کا گذر کسی نہر پر ہو جائے جس سے وہ پانی پیئے تو اگرچہ مالک نے پانی پلانے کا ارادہ نہ کیا ہو۔ تب بھی اسے نیکیاں ملیں گی اور وہ شخص جس نے گھوڑے کو غنی اور خودداری کی نیت سے پالا لیکن اسکی گردن اور اس کی پیٹھ (کے معاملہ) میں وہ اللہ کے حق کو نہیں بھولا تو وہ گھوڑا اس کے لئے ستر ہے اور جو شخص گھوڑے کو دکھاوے اور فخر کی غرض سے باندھے اور اہل اسلام کی دشمنی کے لئے رکھے تو وہ گھوڑا اس کے لئے جرم کا سبب ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گدھوں کی بابت پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا ان کے بارے میں مجھے کوئی حکم نہیں ملا مگر یہ جامع و یکتا آیت فَمَنْ يَّعْمَلْ الخ یعنی جو ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ اسے دیکھ لے گا اور جو ذرہ برابر برائی کرے گا وہ اسے دیکھ لے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ○ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ

اے ایمان والو، کیا میں تمہیں ایسی تجارت نہ بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دے۔ (وہ یہ کہ) تم اللہ پر اور اس کے رسول پر

فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ
خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ یَغْفِرْ
لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَیُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ
عَدْنٍ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ○ وَاُخْرٰی تُحِبُّوْنَهَا
نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ وَبَشِّرِ
الْمُؤْمِنِیْنَ ○

(الصف - ۱۰ تا ۱۳)

ایمان لاؤ اور اللہ کے راستہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرو، اگر تم سمجھو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اللہ تمہارے گناہ معاف کردیگا اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں اور (ایسے) پاکیزہ مکانات (میں داخل کریگا جو) ہمیشہ رہنے والی جنتوں میں (بنائے گئے) ہیں، یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور ایک اور چیز (بھی تم کو دیگا) جسکی تمہیں بڑی خواہش ہے (یعنی اللہ کی طرف سے مدد اور (مستقبل) قریب میں فتح (ممالک) اور (اے رسول) مؤمنین کو (ان فتوحات کی) خوشخبری سنا دیجئے)۔

عمل

اے ایمان والو، جہاد سے پہلوتہی نہ کیا کیجئے۔ جہاد اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے اور اس پر اس نے بہترین جزاء کا وعدہ کیا ہے۔

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کے راستہ میں اپنی جانوں سے جہاد کیجئے اور اپنے مالوں سے بھی جہاد کیجئے۔ نیکیاں خوب کیجئے۔ نیکیوں کا اجر ضائع نہیں ہوگا۔

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾

ترجمہ اور (اے ایمان والو) یہ مناسب نہیں کہ سب کے سب (علم دین حاصل کرنے کے لئے) نکل کھڑے ہوں، ایسا کیوں نہیں کرتے کہ ہر جماعت میں سے چند لوگ دین (کا علم حاصل کرنے اور اُس) میں سمجھ پیدا کرنے کے لئے نکلیں، پھر جب وہ (علم دین میں سمجھ پیدا کرلیں تو اپنی) جماعت کے لوگوں کی طرف لوٹیں اور انہیں (اللہ کے عذاب سے) ڈرائیں تاکہ وہ (اللہ کی نافرمانی سے) بچیں ﴿۱۲۲﴾

معانی ومصادر (كَآفَّةً) كَآفَّةٌ۔ کل، جماعت
(نَفَرَ) نَفَرَ، يَنْفِرُ، نِفَارٌ و نَفِيْرٌ (ض) لڑائی کے لئے نکلنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً) اور اے ایمان والو، یہ تو مناسب نہیں کہ سب کے سب علم دین حاصل کرنے کے لئے اپنے گھروں سے نکل کھڑے

ہوں، اس لئے کہ اس سے شہری زندگی تباہ ہو جائیگی، کاروبار ختم ہو جائیگا، معیشت تباہ و برباد ہو جائیگی، امن وامان کو خطرہ لاحق ہو جائے گا اور جس شہر میں یہ طلباء جمع ہوں گے اس شہر پر بھی اہتمام تعلیم، انتظام رہائش اور کھانے پینے کا بندوبست مشکل ہو جائے گا (فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّيْنِ) تو ایسا کیوں نہیں کرتے کہ ہر جماعت، ہر خاندان اور ہر قبیلہ سے چند لوگ دین کا علم حاصل کرنے کے لئے نکلیں (وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ) اور جب وہ علم حاصل کرلیں تو اپنی اپنی قوم کے پاس واپس لوٹ جائیں اور انہیں درس و تدریس، وعظ و نصیحت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے غضب اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے نتائج سے ڈرائیں تاکہ وہ ڈر کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچ جائیں۔

اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ:۔

(۱) پوری قوم بہ یک وقت علم دین حاصل کرنے کے لئے نہ نکلے،

(۲) ہر جماعت اور ہر قبیلہ کے چند آدمیوں کو علم دین حاصل کرنا ضروری ہے۔

(۳) علماء کا فرض ہے کہ وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے بُرے نتائج سے ڈرائیں۔

علم دین حاصل کرنے کی بڑی فضیلت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ، وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ

(المجادلۃ۔ ۱۱)

اے ایمان والو، جب تم سے کہا جائے کہ مجلس میں کھل کر بیٹھ جاؤ تو کھل کر بیٹھ جایا کرو، اللہ تم کو کشادگی عطا فرمائے گا اور جب تم سے کہا جائے کہ اٹھ جاؤ تو اٹھ جایا کرو تم میں سے جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اور (وہ) جن کو علم دیا گیا ہے اللہ ان کے درجات بلند کرے گا (اور یہ نہ سمجھنا کہ اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر نہیں) اللہ تو جو عمل تم کرتے ہو ان سب سے باخبر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ (صحیح بخاری کتاب العلم باب من یرد اللہ بہ خیرا ۱/۲۷)

جس شخص کے ساتھ اللہ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین میں سمجھ بوجھ عطاء فرماتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَثَلُ مَا بَعَثَنِي اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْهُدٰى وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ الْغَيْثِ الْكَثِيْرِ اَصَابَ اَرْضًا فَكَانَ مِنْهَا نَقِيَّةٌ قَبِلَتِ الْمَآءَ فَاَنْبَتَتِ الْكَلَاَ وَالْعُشْبَ الْكَثِيْرَ وَكَانَتْ مِنْهَا اَجَادِبُ اَمْسَكَتِ الْمَآءَ فَنَفَعَ اللّٰهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوْا وَسَقَوْا وَزَرَعُوْا وَاَصَابَ مِنْهَا طَآئِفَةً اُخْرٰى اِنَّمَا هِيَ قِيْعَانٌ لَّا تُمْسِكُ مَآءً وَلَا تُنْبِتُ كَلَاً فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِي دِيْنِ اللّٰهِ وَنَفَعَهٗ بِمَا بَعَثَنِي اللّٰهُ بِهٖ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ وَمَثَلُ مَنْ لَّمْ يَرْفَعْ بِذٰلِكَ رَاْسًا وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللّٰهِ الَّذِيْ اُرْسِلْتُ بِهٖ (صحیح بخاری کتاب العلم باب فضل من علم و علّم جزء اول ص۳)

جو علم اور ہدایت اللہ تعالےٰ نے مجھے عطاء فرما کر مبعوث فرمایا ہے اس کی مثال اس بارش کی طرح ہے جو زور کے ساتھ زمین پر برستی ہے تو جو زمین صاف ہوتی ہے وہ پانی کو پی لیتی ہے اور بہت گھاس اور سبزہ اگاتی ہے اور جو زمین سخت ہوتی ہے وہ پانی کو روک لیتی ہے پھر اللہ تعالیٰ اس سے لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے وہ اس کو پیتے ہیں (اپنے جانوروں) کو پلاتے ہیں اور کھیتوں (کو سیراب) کرتے ہیں اور کچھ بارش (زمین کے) ایسے حصّہ کو پہنچتی ہے جو بالکل چٹیل میدان ہوتا ہے نہ پانی روکتا ہے اور نہ سبزی اگاتا ہے بس یہی مثال ہے اس شخص کی جو اللہ کے دین میں فقیہ ہو جائے اور (اس کو) پڑھے اور پڑھائے اور مثال ہے اس شخص کی جس نے اس کی طرف سر (تک) نہ اٹھایا اور اللہ کی اس ہدایت کو جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں قبول نہ کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
وَالنَّاسُ مَعَادِنُ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِهُوْا (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق ابواب المناقب باب قول اللہ تعالیٰ یایھا الناس انا خلقنٰکم من ذکر و انثٰی جزء ۴ ص۲۱۷۔ وروی مسلم نحوہ فی کتاب الفضائل باب من فضائل یوسف علیہ الصلوٰۃ و السلام جزء ۲ ص۲۶۶)

لوگ کانوں کے مثل ہیں ان میں جو لوگ جاہلیّت میں بہتر تھے وہی اسلام میں بھی بہتر ہیں بشرطیکہ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرلیں۔

عمل

اے ایمان والو، آپ میں سے ہر قبیلہ اور ہر جماعت کے کچھ آدمیوں کو علم دین حاصل کرنے کے لئے نکلنا چاہئے۔ پورے قبیلہ اور پوری جماعت کو بیک وقت علم حاصل کرنے کے لئے نہیں نکلنا چاہئے۔

اے علماء دین، جب آپ علم دین حاصل کر چکیں تو ان لوگوں کو وعظ و نصیحت کیجئے جنہوں نے علم دین حاصل نہیں کیا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا
الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ
وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً، وَاعْلَمُوْٓا
اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۳﴾

ترجمہ اے ایمان والو، اپنے قرب وجوار کے کافروں سے جنگ کرو اور ہونا یہ چاہئے کہ کافر تم میں سختی (یعنی قوت وشجاعت) محسوس کریں اور (اے ایمان والو) یہ (اچھی طرح) سمجھ لو کہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے (کسی قسم کی زیادتی نہ کرنا اس لئے کہ یہ تقویٰ کے خلاف ہے) (۱۲۳)

معانی ومصادر (يَلُوْنَ) وَلٰى، وَلِيَ، يَلِيْ، وَلْيٌ (ض، ح) قریب ہونا۔
(غِلْظَةٌ) غَلُظَ، يَغْلُظُ، غِلَظٌ وغِلْظَةٌ وغِلَاظَةٌ (ك) سخت ہونا دلدار ہونا۔

تفسیر دین اسلام کے نزول سے اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ ہے کہ یہ دین نافذ ہو، ہر جگہ نافذ ہو اور پوری طرح نافذ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى
وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ
وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ
(التوبۃ - ۳۳)

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا تاکہ اس (دین حق) کو (دنیا کے) تمام دینوں پر غالب کرے (اور اللہ ایسا کر کے رہے گا) خواہ مشرکین کو (کتنا ہی) ناگوار کیوں نہ گذرے۔

مسلمانوں کو پورا کرنے کا ذریعہ جہاد فی سبیل اللہ ہے لہذا اللہ تعالیٰ نے جہاد فی سبیل اللہ فرض کر دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

(البقرۃ - ۱۲۶)

(اے ایمان والو) تم پر (اللہ کے راستہ میں) لڑنا فرض کیا جاتا ہے اگرچہ تم کو ناگوار تو ضرور گزرے گا لیکن یہ عین ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور وہ تمہارے حق میں اچھی ہو اور یہ بھی عین ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو اور وہ تمہارے حق میں بری ہو اور یہ تو اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ (کونسی چیز تمہارے لئے اچھی ہے اور کونسی چیز بُری ہے) تمہیں اس کا علم نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَجَاهِدُوْا فِى اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ

(الحج ۷۸)

اور (اے ایمان والو) اللہ کے راستہ میں کوشش کرتے رہو جیسا کہ کوشش کرنے کا حق ہے، اس نے تم کو منتخب کرلیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِىْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

(المآئدۃ - ۳۵)

اے ایمان والو، اللہ سے ڈرتے رہو، اس کی طرف (تقرب حاصل کرنے کے لئے) اعمال صالحہ کا ذریعہ تلاش کرتے رہو اور اللہ کے راستہ میں جہاد کرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَقَاتِلُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

(البقرۃ - ۲۴۴)

اور (اے ایمان والو) اللہ کے راستہ میں جنگ کرتے رہو اور (اسے اچھی طرح) جان لو بے شک اللہ سننے والا، جاننے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

(الانفال - ۳۹)

اور (اے ایمان والو) ان کافروں سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ (ونساد) باقی نہ رہے اور پوری طرح سے اللہ کا قانون نافذ ہوجائے، پھر اگر یہ لوگ باز آجائیں تو اللہ ان کے اعمال پر نگاہ رکھے گا۔

اس آیت سے جنگ کا مقصد بالکل عیاں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ (صحیح بخاری کتاب العلم باب من سأل وهو قائم عالمًا جالسًا جزء اول ص۲۳ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب من قاتل لتکون کلمۃ اللہ ھی العلیا جزء ۲ ص۱۵۶)

جو شخص اس لئے لڑتا ہے کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو تو وہ اللہ عزّوجلّ کے راستے میں (لڑتا) ہے۔

مندرجہ بالا آیات وحدیث سے ظاہر ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ ہے کہ اس کا کلمہ بلند ہو، اس کا دین پورا نافذ ہو، اس کے قانون کو برتری و بالادستی حاصل ہو اور کوئی قانون نافذ نہ رہے سوائے اللہ تعالیٰ کے قانون کے۔ یہی وہ مقصد ہے جس کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مسلمین پر جنگ فرض کر دی لہٰذا مسلمین کو اس مقصد کے لئے جنگ کرنی ہوگی اور اس کے بغیر چارہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

الٓمّٓ ○ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ○ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ○

(العنکبوت ۔ ۱ تا ۳)

الٓمّٓ۔ کیا لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ انہیں بس اتنا کہنے پر چھوڑ دیا جائیگا کہ "ہم ایمان لائے" اور ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی۔ ہم نے ان سے پہلے کے لوگوں کی بھی آزمائش کی تھی (ہم ان کی بھی آزمائش کریں گے) الغرض اس طرح بھی اللہ معلوم کریگا کہ کون (اپنے دعوئ ایمان میں) سچے ہیں اور کون جھوٹے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ وَنَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ ○

(محمد ۔ ۳۱)

اور (اے ایمان والو) ہم ضرور تمہاری آزمائش کریں گے یہاں تک کہ ہم تم میں سے جہاد کرنے والوں اور ثابت قدم رہنے والوں کو (ان کے عمل سے) نہ جان لیں اور تمہارے حالات کی جانچ نہ کر لیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ

(اے ایمان والو) کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ جنت میں یونہی داخل ہو جاؤ گے حالانکہ جو لوگ تم سے

مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ۝

(البقرة - ۲۱۴)

پہلے گذر چکے ہیں ان لوگوں جیسی مصیبتیں تمہیں ابھی پیش نہیں آئیں، ان کو بڑی بڑی سختیاں اور تکلیفیں پہنچیں اور وہ خوب جھنجوڑے گئے یہاں تک کہ رسول اور ایمان والے جو ان کے ساتھ تھے پکار اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) خبردار ہو جاؤ اللہ کی مدد عنقریب آنے والی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ۝

(اٰل عمران - ۱۴۲)

(اے ایمان والو) کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تم جنت میں یونہی داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تو اللہ نے (تم میں جہاد کرنے والوں کو ممیّز کیا اور نہ ثابت قدم رہنے والوں کو۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے نفاذ اور اپنے قانون کی برتری و بالادستی قائم کرنے کے لئے جنگ کو فرض کر دیا اور جنگ اس وقت تک جاری رہے گی جب تک کفار اس دین کو قبول نہ کر لیں یا اس کے تابع نہ بن جائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

(التوبة - ۵)۔

اگر وہ (کفر سے) توبہ کر لیں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو ان کا راستہ چھوڑ دو (ہو سکتا ہے کہ اللہ ان کو معاف کر دے اس لئے کہ) بے شک اللہ معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَآءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ (صحیح بخاری کتاب الایمان

مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جنگ کروں جب تک وہ اس بات کی گواہی نہ دیں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں، اور اس بات کی کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ ادا کریں تو مجھ سے ان کی جان اور انکے مال محفوظ ہو جائینگے مگر اسلام

باب فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ جزء اول
ص۱۳ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب
الامر لقتال الناس حتی یقولوا لَا اِلٰہَ اِلَّا
اللّٰہ جزء اول ص۳)

کا حق (ان سے لیا جائے گا) اور ان کا حساب
اللہ کے ذمہ ہوگا

اگر کفار اس دین کو قبول نہ کریں تب بھی انہیں اس دین کی بالادستی و برتری کو عملاً تسلیم کرنا ہوگا۔ اس دین کو نافذ اور قائم کرنے کے لئے جو حکومت قائم ہوگی کفار کو اس حکومت کا تابع بن کر رہنا ہوگا پورے معاشرہ میں اللہ تعالیٰ کے قانون کو نافذ کرنے کے معاملہ میں انہیں اس بات کی اجازت نہیں ہوگی کہ وہ اس حکومت کی مخالفت کریں یا اللہ تعالیٰ کے قوانین کے نفاذ میں رکاوٹ بن جائیں۔ انہیں حکومت کی ماتحتی قبول کرنی ہوگی اور اس ماتحتی کے سلسلہ میں علامت کے طور پر انہیں جزیہ دینا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا
بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ
اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ
مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا
الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ۝
(التوبۃ - ۲۹)

(اے ایمان والو) اہل کتاب میں سے جو لوگ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں لاتے، نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جن کو اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا ہے اور نہ دین حق کو قبول کرتے ہیں ان سے اس وقت تک لڑو جب تک وہ ماتحت بن کر اپنے ہاتھ سے جزیہ نہ ادا کریں۔

جزیہ کی رقم صرف اہل کتاب ہی سے نہیں بلکہ تمام کفار سے لی جائے گی۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِذَا اَمَّرَ اَمِيْرًا عَلٰى جَيْشٍ اَوْ سَرِيَّةٍ اَوْصَاهُ
فِيْ خَاصَّتِهٖ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَمَنْ مَّعَهٗ مِنَ
الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرًا ثُمَّ قَالَ اغْزُوْا بِاسْمِ
اللّٰهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَاتِلُوْا مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ
اغْزُوْا وَلَا تَغُلُّوْا وَلَا تَغْدِرُوْا وَلَا تَمْثُلُوْا
وَلَا تَقْتُلُوْا وَلِيْدًا وَاِذَا لَقِيْتَ عَدُوَّكَ
مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَادْعُهُمْ اِلٰى ثَلٰثِ خِصَالٍ
اَوْ خِلَالٍ فَاَيَّتُهُنَّ مَا اَجَابُوْكَ فَاقْبَلْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص کو کسی لشکر یا کسی فوجی دستہ کا امیر بناتے تو اسے خصوصیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حکم کرتے اور اس کو ساتھ والے مسلمین سے بھلائی کرنے کا حکم فرماتے پھر ارشاد فرماتے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کا منکر ہو اس سے لڑنا، خیانت نہ کرنا کسی کے ناک کان نہ کاٹنا اور کسی بچہ کو قتل نہ کرنا اور جب مشرک دشمنوں سے تمہارا مقابلہ ہو

مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ فَإِنْ أَجَابُوكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى التَّحَوُّلِ مِنْ دَارِهِمْ إِلَى دَارِ الْمُهَاجِرِينَ وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّهُمْ إِنْ فَعَلُوا ذٰلِكَ فَلَهُمْ مَا لِلْمُهَاجِرِينَ وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُهَاجِرِينَ فَإِنْ أَبَوْا أَنْ يَتَحَوَّلُوا مِنْهَا فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّهُمْ يَكُونُونَ كَأَعْرَابِ الْمُسْلِمِينَ يَجْرِي عَلَيْهِمْ حُكْمُ اللّٰهِ الَّذِي يَجْرِي عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَكُونُ لَهُمْ فِي الْغَنِيمَةِ وَالْفَيْءِ شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يُجَاهِدُوا مَعَ الْمُسْلِمِينَ فَإِنْ هُمْ أَبَوْا فَسَلْهُمُ الْجِزْيَةَ فَإِنْ هُمْ أَجَابُوكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ فَإِنْ هُمْ أَبَوْا فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَقَاتِلْهُمْ (صحیح مسلم کتاب الجہاد باب تامیر الامام الامراء علی البعوث جزء۲ ص۶۹)

تو انہیں تین باتوں کی دعوت دینا ۔ اگر وہ ان میں سے کوئی ایک بات قبول کرلیں تو تم بھی ان سے (صلح) کرلینا اور لڑنے سے باز رہنا پھر (آپ نے فرمایا) انہیں اسلام کی دعوت دینا اگر وہ مان لیں تو تم بھی ان سے (اسلام) قبول کرلینا اور جنگ سے باز رہنا پھر انہیں دعوت دینا کہ اپنا مقام چھوڑ کر مہاجرین کے مقام میں آجائیں اور ان سے کہہ دینا کہ اگر تم ایسا کرو گے تو جو حقوق مہاجرین کے ہیں وہی تمہارے بھی ہوں گے اور جو فرائض ان کے ذمہ ہیں وہی تمہارے ذمہ ہوں گے ۔ اگر وہ مکان کے تبدیل کرنے سے انکار کریں تو کہہ دینا ایسی صورت میں تمہارا حکم دیہاتی مسلمین کے مثل ہوگا جو حکم الٰہی دیہاتی مسلمین پر جاری ہے وہی تم پر نافذ ہوگا اور مال غنیمت اور مال فے میں سے تمہیں کچھ نہ ملے گا سوائے اس صورت کے کہ تم مسلمین کے ساتھ جہاد کرو۔ اگر وہ اسلام قبول کرنے سے انکار کردیں تو ان سے جزیہ طلب کرنا ۔ اگر وہ مان لیں تو تم بھی قبول کرلینا اور جہاد سے باز رہنا اور اگر وہ انکار کریں تو اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا اور ان سے لڑنا ۔

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کسریٰ کی فوج کے سپہ سالار سے فرماتے ہیں :۔

نَحْنُ أُنَاسٌ مِّنَ الْعَرَبِ كُنَّا فِي شِقَاءٍ شَدِيدٍ وَبَلَاءٍ شَدِيدٍ نَمَصُّ الْجِلْدَ وَالنَّوَى مِنَ الْجُوعِ وَنَلْبَسُ الْوَبَرَ وَالشَّعَرَ وَنَعْبُدُ الشَّجَرَ وَالْحَجَرَ فَبَيْنَا نَحْنُ كَذَالِكَ إِذْ بَعَثَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْأَرَضِينَ تَعَالٰى ذِكْرُهُ وَجَلَّتْ

ہم عرب کے باشندے ہیں ہم لوگ سخت بدبختی اور سخت مصیبت میں گرفتار تھے، بھوک کی وجہ سے ہم لوگ چمڑا اور چھوارے کی گٹھلیاں چوسا کرتے تھے چمڑے اور بال کی پوشاک پہنتے تھے، درختوں اور پتھروں کی پوجا کرتے تھے، ہم اسی حالت میں تھے کہ

عَظُمَتْهُ اِلَيْنَا نَبِيًّا مِنْ اَنْفُسِنَا نَعْرِفُ اَبَاهُ وَاُمَّهُ فَاَمَرَنَا نَبِيُّنَا رَسُوْلُ رَبِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نُقَاتِلَكُمْ حَتّٰى تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَحْدَهٗ اَوْ تُؤَدُّوا الْجِزْيَةَ وَاَخْبَرَنَا نَبِيُّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رِسَالَةِ رَبِّنَا اَنَّهٗ مَنْ قُتِلَ مِنَّا صَارَ اِلَى الْجَنَّةِ فِيْ نَعِيْمٍ لَمْ يَرَ مِثْلَهَا قَطُّ وَمَنْ بَقِيَ مِنَّا مَلَكَ رِقَابَكُمْ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الجزیۃ والموادعۃ مع اہل الحرب ۱۱۸/۲)

آسمانوں اور زمینوں کے مالک نے جس کا ذکر بہت اونچا ہے جس کی عظمت بہت بلند ہے ہماری قوم میں سے ایک نبی ہمارے لئے مبعوث فرمایا جن کے ماں باپ کو ہم جانتے پہچانتے تھے۔ ہمارے نبی اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا، کہ ہم تم سے اس وقت تک جنگ کرتے رہیں جب تک تم ایک اللہ کی پرستش نہ کرو، یا جزیہ دینا قبول نہ کرو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اللہ کی جانب سے یہ بھی خبر دی ہے کہ مسلمین میں جو کوئی مارا جائے گا تو وہ نعمت والی جنت میں داخل ہو جائے گا اس نعمت جیسی کوئی چیز اس نے کبھی نہ دیکھی ہوگی اور ہم میں سے جو زندہ رہے گا وہ تمہاری گردنوں کا مالک ہوگا۔

مندرجہ بالا مباحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کو نافذ کرنے کے لئے جہاد کرنا ہوگا اگر کفار دین کو قبول کر کے ایمان لے آتے ہیں ان سے جنگ بند کر دی جائے گی اگر وہ ایمان نہیں لاتے تو انہیں اسلامی حکومت کا ماتحت بن کر رہنا ہوگا اور حکومت کو جزیہ دینا ہوگا۔ اگر وہ ماتحت بن کر اسلامی حکومت کے زیر سایہ رہنا نہیں چاہتے اور جزیہ دینے سے انکار کر دیتے ہیں تو پھر ظاہر ہے کہ ان کے ملک میں دین کا نفاذ ناممکن ہو جائیگا وہ دین کے نفاذ میں رکاوٹ بنیں گے اور نفاذ دین کی ہر کوشش کی سختی کے ساتھ مزاحمت کریں گے۔ ان کی یہ مزاحمت باہمی کشمکش کا سبب بن جائے گی اور اسلامی حکومت کے لئے جنگ کرنا ناگزیر ہو جائے گا۔ اسی صورت کو مدنظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ) اے ایمان والو، اپنے قرب وجوار کے کافروں سے جنگ کرو (وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً) اور ہونا یہ چاہئے کہ کفار تم میں سختی یعنی قوت وشجاعت محسوس کریں اور مرعوب ہو کر ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہو جائیں (وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ) اور یہ اچھی طرح سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کے ساتھ ہے اور متقیوں ہی کی مدد فرماتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جنگ کی صورت میں کسی قسم کی زیادتی نہ کرنا، اسلام کے جنگی قوانین کی پابندی کرتے رہنا۔ ظلم وزیادتی تقوی کے خلاف اور اللہ تعالیٰ کی معیت اور نصرت کی مانع ہے۔ آیت زیر تفسیر میں ان کفار سے جنگ کرنے کا حکم ہے جن کے ملک کی سرحدیں اسلامی سلطنت کے سرحدوں سے ملتی ہیں۔ دور کے

ممالک سے اس وقت تک جنگ نہیں کی جائے گی جب تک درمیان کے ملک تابع نہ ہوجائیں یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے قریب کے ملکوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔ جب قریب کے ملک تابع ہوجائیں تو پھر ان کے قریب کے ممالک سے جنگ ہوگی اور اس طرح یہ سلسلہ چلتا رہے گا یہاں تک کہ پوری دنیا اسلام قبول کرلے یا اسلامی حکومت کے زیر نگیں آجائے۔

اسی سورت کی آیت ۲۹ کی تفسیر میں گذر چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل کتاب سے جنگ کا آغاز کر دیا۔ جنگ موتہ جس کا ذکر گذر چکا ہے اسی آیت کے حکم کی تعمیل میں واقع ہوئی جنگ تبوک جس کا مفصل حال بھی اسی سورت کی تفسیر میں گذر چکا ہے اسی سلسلہ کی ایک کڑی تھی۔

آیت زیر تفسیر کے حکم کی تعمیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور لشکر ترتیب دیا اور اور اس لشکر پر حضرت اسامہؓ کو سپہ سالار مقرر کیا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

بَعَثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْثًا وَاَمَّرَ عَلَیْہِمْ اُسَامَۃَ بْنَ زَیْدٍ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب مناقب زید بن حارثۃ جزء ۵ ص ۲۹ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضائل زید ابن حارثۃ جزء ۲ ص ۳۶۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ کیا اور اس پر اسامہ بن زیدؓ کو امیر مقرر کیا۔

عمل

اے ایمان والو، اعلائے کلمۃ الحق کے لئے اپنے پڑوسی ملکوں سے جہاد کیجئے۔ کفار پر سختی اور اپنی قوت کا اظہار کیجئے۔

اے ایمان والو، تقوی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیئے ہر وقت اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیئے۔ کسی پر ظلم و زیادتی نہ کیجئے۔

وَإِذَا مَآ أُنزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُم
مَّن يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَٰذِهِۦٓ
إِيمَٰنًا ۚ فَأَمَّا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ فَزَادَتْهُمْ
إِيمَٰنًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿١٢٤﴾ وَ
أَمَّا ٱلَّذِينَ فِى قُلُوبِهِم مَّرَضٌ
فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَىٰ رِجْسِهِمْ
وَمَاتُوا۟ وَهُمْ كَٰفِرُونَ ﴿١٢٥﴾ أَوَ
لَا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِى
كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ

لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ ﴿١٢٦﴾
وَإِذَا مَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ نَّظَرَ
بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ هَلْ يَرَاكُم
مِّنْ أَحَدٍ ثُمَّ انصَرَفُوا صَرَفَ
اللَّهُ قُلُوبَهُم بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا
يَفْقَهُونَ ﴿١٢٧﴾

ترجمہ اور (اے رسول، ان منافقین کی تو یہ حالت ہے کہ) جب کوئی (نئی) سورت نازل ہوتی ہے تو ان میں بعض لوگ (ایک دوسرے سے) پوچھتے ہیں کہ اس سورت نے تم میں سے کس کے ایمان میں اضافہ کیا (آپ کہہ دیجئے کہ) ان کے ایمان میں اضافہ کیا جو (حقیقی معنوں میں) ایمان لے آئے ہیں اور (وہ تو ایسے لوگ ہیں کہ جب کبھی کوئی سورت نازل ہوتی ہے تو ان کے ایمان میں اضافہ ہی نہیں ہوتا بلکہ) وہ (اس کے نازل ہونے سے بہت) خوش ہوتے ہیں ﴿۱۲۴﴾ اور رہے وہ لوگ جن کے دلوں میں (نفاق اور حسد کی) بیماری ہے تو (نئی سورت نازل ہونے سے) ان کے نفاق اور حسد کی گندگی میں اضافہ ہوتا ہے اور انہیں جب موت آتی ہے تو اس حالت میں آتی ہے کہ وہ کافر ہوتے ہیں ﴿۱۲۵﴾ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ وہ ہر سال ایک یا دو مرتبہ فتنہ میں مبتلا کئے جاتے ہیں پھر بھی نہ تو توبہ کرتے ہیں اور نہ نصیحت حاصل کرتے ہیں ﴿۱۲۶﴾ اور جب کوئی (نئی) سورت نازل ہوتی ہے تو ایک

دوسرے کی طرف دیکھتے ہیں (پھر پوچھتے ہیں) تمہیں کوئی دیکھ تو نہیں رہا (یہ کہہ کر) پھر وہ (اپنے گھروں کو) لوٹ جاتے ہیں اللہ نے بھی ان کے دلوں کو (قبول حق سے) پھیر دیا اس لئے کہ وہ کچھ سمجھتے ہی نہیں (تو انہیں کیا سمجھایا جائے) ۱۲۷

معانی ومصادر (رِجْسًا) رَجِسَ، یَرْجَسُ ورَجُسَ یَرْجُسُ، رَجَاسَۃٌ (س وک) برا کام کرنا (رِجْسٌ = ناپاکی)۔
(یُفْتَنُوْنَ) فَتَنَ، یَفْتِنُ، فَتْنٌ وفُتُوْنٌ (ض) فتنہ میں ڈالنا، متعجب کرنا۔

تفسیر ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے پھر منافقین کا ذکر فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَۃٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ یَّقُوْلُ اَیُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِیْمَانًا) اور اے رسول ان منافقین کی تو یہ حالت ہے کہ جب کوئی نئی سورت نازل ہوتی ہے تو ان منافقین میں سے بعض لوگ آپس میں ایک دوسرے سے مذاقاً پوچھتے ہیں بتاؤ اس سورت نے تم میں سے کس کے ایمان کو زیادہ کیا (فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِیْمَانًا) (آپ کہہ دیجئے کہ) ان لوگوں کے ایمان کو زیادہ کیا جو ایمان والے ہیں (وَهُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ) اور یہ ایسے لوگ ہیں کہ جب کبھی کوئی نئی سورت نازل ہوتی ہے تو ان کے ایمان ہی زیادہ نہیں ہوتے بلکہ وہ اس کے نازل ہونے سے بہت خوش ہوتے ہیں (وَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰی رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ) رہے وہ لوگ جن کے دلوں میں نفاق اور حسد کی بیماری ہے تو نئی سورت کے نازل ہونے سے ان کے نفاق اور حسد کی گندگی میں اور اضافہ ہو جاتا ہے اور جب انہیں موت آتی ہے تو اس حالت میں آتی ہے کہ وہ کافر ہوتے ہیں۔

حسد کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ حاسد اپنے محسود کی کسی اچھی بات کو دیکھ نہیں سکتا۔ اگر وہ دیکھتا ہے کہ محسود کی کامیابی، خوشحالی، راحت ونعمت میں اضافہ ہو رہا ہے تو اس کے حسد کی آگ اور بھڑک اٹھتی ہے قرآن مجید مؤمن کے لئے ایک بہت بڑی نعمت ورحمت ہے اس کے نزول سے منافق پیچ وتاب کھاتا ہے وہ کرتو کچھ نہیں سکتا البتہ قرآن مجید کا مذاق اڑانے لگتا ہے اور اسی طرح اپنا دل ٹھنڈا کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَیْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِیْمٍ ۙ یَّسْمَعُ اٰیٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰی عَلَیْهِ ثُمَّ یُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ یَسْمَعْهَا فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝ وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰیٰتِنَا شَیْـًٔا اتَّخَذَهَا هُزُوًا، اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ۝ مِنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ وَلَا یُغْنِیْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا شَیْـًٔا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِیَآءَ،

(اے رسول) ہر جھوٹے گنہ گار کے لئے (بڑی) خرابی ہے۔ جب اللہ کی آیتیں اس کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کو سنتا ہے پھر تکبر سے (کفر پر اس طرح اصرار کرتا ہے گویا اس نے ان آیات کو سنا ہی نہیں۔ (اے رسول) آپ اس کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے۔ اور (اے رسول، یہ ایسا شخص ہے کہ) جب اسے ہماری آیات

وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ هٰذَا هُدًى، وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ أَلِيمٌ ۝

(الجاثیۃ ۔ ۷ تا ۱۱)

ہیں کسی آیت کا علم ہوتا ہے تو اس کا مذاق اڑاتا ہے ایسے لوگوں کے لئے ذلت آمیز عذاب ہے (یعنی) ان کے آگے دوزخ ہے (جس میں وہ ذلت آمیز عذاب میں مبتلا کئے جائیں گے) اور جو عمل انہوں نے (دنیا میں) کئے تھے نہ وہ ان کے کچھ کام آئیں گے اور نہ وہ لوگ کام آئیں گے جن کو انہوں نے اللہ کے علاوہ (اپنا) کارساز بنا رکھا تھا، ان کے لئے عذاب عظیم (تیار) ہے۔ یہ (قرآن تمام لوگوں کے لئے ان کے رب کی طرف سے) ہدایت ہے (تو جو لوگ اپنے رب کی آیات پر ایمان لے آئیں گے وہ قیامت کے دن بے خوف ہوں گے) اور جو لوگ اپنے رب کی آیات کا انکار کریں گے ان کے لئے دردناک عذاب کی سزا ہے۔

آگے فرمایا (اَوَلَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ) کیا یہ منافق دیکھتے نہیں کہ وہ ہر سال ایک مرتبہ یا دو مرتبہ فتنہ میں مبتلا کئے جاتے ہیں، مصائب سے دوچار ہوتے ہیں، عذاب الٰہی میں گرفتار ہوتے ہیں لیکن توبہ نہیں کرتے اور نہ عبرت حاصل کرتے ہیں۔ گذشتہ قوموں کا عبرت انگیز انجام بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَأَخَذْنَاهُمْ بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُونَ ۝ فَلَوْلَا إِذْ جَاءَهُمْ بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا وَلَٰكِنْ قَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

(الانعام ۔ ۴۲ و ۴۳)

اور (اے رسول) ہم نے آپ سے پہلے بہت سی امتوں کی طرف رسول بھیجے (تو جو لوگ ان پر ایمان نہیں لائے) ہم نے ان کو سختیوں اور تکلیفوں میں مبتلا کیا تاکہ (وہ ان عذابات سے عبرت پکڑیں تکبر و عناد چھوڑ کر) گڑگڑائیں (اور توبہ کر کے ایمان لے آئیں) تو ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب ہمارا عذاب ان پر آیا تھا تو وہ گڑگڑاتے لیکن ان کے دل تو (اور) سخت ہو گئے اور جو اعمال وہ کر رہے تھے شیطان نے ان

کو ان کی نظروں میں مزین کر کے دکھایا (لہذا
وہ اپنی بداعمالیوں میں اور مگن ہو گئے)۔

آگے فرمایا (وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ) اور اے رسول ان منافقین کی کیفیت یہ ہے کہ جب کوئی نئی سورت نازل ہوتی ہے تو آپس میں ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہیں (هَلْ يَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوْا) اور ایک دوسرے سے سوال کرتے ہیں تمہیں کوئی دیکھ تو نہیں رہا، پھر موقع پا کر وہ آپ کی مجلس سے اٹھ کر چل دیتے ہیں (صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ) اللہ تعالے نے ان کے دلوں کو قبول حق سے پھیر دیا۔ یہ اس لئے کہ جب وہ کچھ سمجھتے ہی نہیں اور نہ سمجھنا چاہتے ہیں تو انہیں کیا سمجھایا جائے۔ سمجھ میں تو اس کی آتا ہے جو سمجھنا چاہتا ہے۔ حسد و ہٹ دھرمی اور نفاق کی بیماری نے ان کے دلوں کو اس قابل ہی نہیں رکھا کہ وہ کچھ سمجھ سکیں۔ حسد و ہٹ دھرمی اور نفاق کے نتیجہ میں اللہ تعالے کی طرف سے ان کے دلوں پر مہر لگ گئی ہے۔ اب انہیں ہدایت ملے تو کیسے ملے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ○
(اذا جآءك المنٰفقون ۔ ۳)

یہ اس لئے کہ یہ لوگ (پہلے) ایمان لائے پھر کفر کیا تو ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی (اور اب) یہ کچھ نہیں سمجھتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے منافقین کی چپکے سے کھسک جانے کی کیفیت کو اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ بھی بیان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا، قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○
(النور ۔ ۶۳)

(اے ایمان والو) رسول کے بلانے کو ایسا نہ سمجھو جیسا تمہارا آپس میں ایک دوسرے کو بلانا اللہ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو تم میں سے چھپ کر چپکے سے کھسک جاتے ہیں۔ تو جو لوگ رسول کے حکم (یا فعل) کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرنا چاہئے کہ کہیں وہ کسی فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں یا ان پر کوئی دردناک عذاب نہ نازل ہو جائے۔

(نوٹ:۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہر لگ جانے کے سلسلہ میں مفصل معلومات کے لئے سورۂ بقرہ کی آیت ۷ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

عمل

اے ایمان والو، جب آپ اللہ تعالیٰ کی آیات سنیں تو ایک قسم کی خوشی محسوس کیا کیجئے۔
آپ کے دلوں میں مسرت اور شادمانی کی ایک لہر دوڑ جانی چاہیئے۔
اے ایمان والو، قرآن مجید پر عمل کر کے ہی حقیقی خوشی اور شادمانی حاصل کی جا سکتی ہے۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ
اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ
حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ
رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا
فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا
هُوَ، عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ
رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۲۹﴾

ترجمہ (اے لوگو) تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول آگئے ہیں (جن کی خیر خواہی اور شفقت کا حال یہ ہے کہ) تمہاری تکلیف ان پر (بڑی) گراں گذرتی ہے، وہ تمہاری فلاح (بہبود) کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں اور مؤمنین پر تو وہ (خصوصیت کے ساتھ) بہت (ہی) مہربان اور بہت (ہی) رحم کرنے والے ہیں ﴿۱۲۸﴾ (ایسے رسول کے آجانے کے بعد بھی) اگر یہ لوگ منہ موڑتے ہیں (اور ایمان نہیں لاتے) تو (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ (میں کسی کی حمایت کا محتاج نہیں) میرے لئے اللہ کافی ہے، اس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں، میرا بھروسہ اسی پر

ہے، وہی عرش عظیم کا مالک ہے (۱۲۹)

معانی ومصادر (عَزِیْزٌ) عَزَّ، یَعِزُّ، عِزٌّ وعِزَّۃٌ وعَزَازَۃٌ (ض) مشکل ہونا. باعزت ہونا، قوی ہونا، گراں گذرنا (عَزِیْزٌ = گراں، شاق، تکلیف دہ).

(عَنِتُّمْ) عَنِتَ، یَعْنَتُ، عَنَتٌ (س) مشکل کام میں واقع ہونا، تکلیف پانا اور ہلاک ہونا، خراب ہونا۔

تفسیر اس سورت کی ابتدائی آیات میں مشرکین کو تنبیہ کی گئی ہے، پھر اہل کتاب کو تنبیہ کی گئی ہے اور آخر میں منافقین کو تنبیہ کی گئی ہے۔ درمیان میں کہیں کہیں مؤمنین کو بھی جھنجھوڑ دیا گیا ہے۔ الغرض پوری سورت میں تخویف اور انذار کا رنگ نمایاں ہے۔ آیات زیر تفسیر اس سورت کی آخری آیات ہیں۔ یہ آیات گویا کفار اور منافقین کے لئے بطور اتمام حجت ہیں۔ ان آیات میں سے پہلی آیت میں ترغیب ہے اور دوسری آیت میں ترہیب۔ پہلی آیت میں اسلام کی دعوت اور دوسری میں اسلام سے منہ موڑنے والوں کو تنبیہ ہے۔ پہلی آیت میں کفار اور منافقین کی خیر خواہی نمایاں ہے اور دوسری آیت میں کھلا چیلنج ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ) اے لوگو، تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول آگئے ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے اپنے دو احسانوں کا ذکر فرمایا پہلا احسان یہ کہ انسانوں کی ہدایت کے لئے اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول کو مبعوث فرمایا، انسانوں کو قعر مذلت اور گمراہی سے نکالنے، دنیوی اور اخروی فلاح وبہبود سے ہمکنار کرنے کا اہتمام کیا۔ دوسرا احسان یہ کیا کہ انسانوں کی ہدایت ورہنمائی کے لئے جو رسول مبعوث کیا وہ انہی میں سے کیا۔ کسی دوسری مخلوق میں سے نہیں کیا۔ اگر رسول کو کسی دوسری مخلوق سے مبعوث کرتا تو نہ وہ انسانوں سے مانوس ہوتا اور نہ انسان اس سے مانوس ہوتے۔ نہ وہ صحیح معنوں میں انسانوں کے لئے نمونہ بنتا اور نہ انسان نفسیاتی طور پر اس کی پیروی کرنے پر قادر ہوتے۔ اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ مؤمنین کو اپنے ان احسانات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتا ہے:۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ

(آل عمران - ۱۶۴)

اللہ نے مؤمنین پر (بڑا) احسان کیا کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول کو مبعوث فرمایا جو انہیں اللہ کی آیات پڑھ پڑھ کر سناتا ہے، ان (کے قلوب) کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اور اس سے پہلے تو یہ لوگ کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔

اللہ تعالےٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے انسان ہی کو رسول بنا کر بھیجا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ۔
(الکہف۔۱۱۰) (حٰمٓ السجدۃ۔۶)

(اے رسول آپ) کہہ دیجئے میں تم ہی جیسا ایک انسان ہوں (بس) میری طرف یہ وحی آرہی ہے کہ تمہارا الٰہ بس ایک الٰہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا
(بنی اسرآءیل۔۹۳)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ میرا رب (عجز ولاچاری سے) پاک ہے (وہ سب کچھ کرسکتا ہے) میں تو بس (اس کی طرف سے) ایک پیغام پہنچانے والا انسان ہوں (میرے اختیار میں کچھ نہیں)۔

آگے فرمایا (عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ) اے لوگو، رسول کی خیر خواہی کا یہ عالم ہے کہ جو تکلیف تمہیں پہنچتی ہے وہ ان پر بڑی شاق گذرتی ہے (حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ) وہ تمہاری فلاح و بہبود کے بڑے حریص ہیں۔ تمہاری فکر میں گھلے جارہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا۔
(الکہف۔۶)

(اے رسول) اگر یہ لوگ اس کلام پر ایمان نہیں لاتے تو شاید آپ ان کے لئے رنج کرتے کرتے اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال دیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ○
(الشعرآء۔۳)

(اے رسول) اس رنج میں کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ اپنے کو ہلاکت میں ڈال دیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ
(فاطر۔۸)

(اے رسول) ان پر افسوس کرتے کرتے کہیں آپ کی جان پر نہ بن جائے۔

طائف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت تکلیف پہنچائی گئی پھر بھی آپ نے ان ظالموں پر نہ بد دعا کی اور نہ ان کا تباہ و برباد ہو جانا آپ نے گوارا کیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:۔

اَنَّهَا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ اَتٰى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ اَشَدَّ مِنْ يَوْمِ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کیا یوم احد سے بھی زیادہ سخت دن آپ

اُحُدٍ قَالَ لَقَدْ لَقِيتُ مِنْ قَوْمِكَ مَا لَقِيتُ وَكَانَ اَشَدُّ مَا لَقِيتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ اِذْ عَرَضْتُ نَفْسِي عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَالِيلَ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ فَلَمْ يُجِبْنِي اِلَى مَا اَرَدْتُ فَانْطَلَقْتُ وَاَنَا مَهْمُومٌ عَلَى وَجْهِي فَلَمْ اَسْتَفِقْ اِلَّا وَاَنَا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ فَرَفَعْتُ رَاْسِي فَاِذَا اَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ اَظَلَّتْنِي فَنَظَرْتُ فَاِذَا فِيهَا جِبْرِيلُ فَنَادَانِي فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ وَمَا رَدُّوا عَلَيْكَ وَقَدْ بَعَثَ اِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَاْمُرَهُ بِمَا شِئْتَ فِيهِمْ فَنَادَانِي مَلَكُ الْجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ فَقَالَ ذٰلِكَ فِيمَا شِئْتَ اِنْ شِئْتَ اَنْ اُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الْاَخْشَبَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ اَرْجُو اَنْ يُخْرِجَ اللّٰهُ مِنْ اَصْلَابِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهُ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب اذا قال احدکم امین والملٰئکۃ جزء ۴ صـ ۱۳۹ و صحیح مسلم کتاب الجهاد باب ما لقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اذی المشرکین جزء ۲ صـ ۱۰۴)

پر آیا ہے آپ نے فرمایا:۔ میں نے تمہاری قوم سے جو جو تکلیفیں اٹھائی ہیں وہ اٹھائی ہیں اور سب سے زیادہ تکلیف جو میں نے اٹھائی وہ عقبہ کے دن تھی، جب میں نے اپنے آپ کو ابن عبد یالیل بن عبد کلال کے سامنے پیش کیا تو اس نے میری خواہش کو پورا نہیں کیا۔ میں رنجیدہ ہو کر (وہاں سے) چلا آیا ابھی مجھے افاقہ نہ ہوا تھا کہ قرن الثعالب پہنچا۔ میں نے اپنا سر اٹھایا تو بادل کے ایک ٹکڑے کو اپنے اوپر سایہ فگن پایا۔ میں نے جو دیکھا تو اس میں جبریل تھے۔ انہوں نے مجھے آواز دی اور کہا اللہ تعالیٰ نے آپ سے آپ کی قوم کی گفتگو اور ان کا جواب سن لیا۔ اب اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کے فرشتہ کو آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپ اسے کافروں کے بارے میں جو چاہیں حکم دیں، پھر مجھے پہاڑوں کے فرشتہ نے آواز دی اور سلام کیا۔ پھر اس نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ سب کچھ آپ کی مرضی پر ہے، اگر آپ چاہیں تو میں اخشبین نامی دو پہاڑوں کو ان کافروں پر لا کر رکھ دوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (نہیں) بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالےٰ ان کافروں کی نسل سے ایسے لوگ پیدا کریگا جو صرف اسی کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ شرک بالکل نہیں کریں گے۔

عبداللہ بن ابی منافقین کا سردار تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت ترین دشمن تھا لیکن اس کی موت کے بعد اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے مقدس رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو رحم و کرم کا مظاہرہ کیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ تفصیل کے لئے اسی سورت کی آیت ۸۴ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

آگے فرمایا (بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ) بالخصوص مؤمنین کے لئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رؤف اور رحیم ہیں یعنی بیحد رحم وکرم کرنے والے ہیں۔

حضرت مالک بن حویرثؓ فرماتے ہیں:۔

اَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُوْنَ فَاَقَمْنَا عِنْدَهٗ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً فَظَنَّ اَنَّا اشْتَقْنَا اَهْلَنَا وَسَاَلَنَا عَمَّنْ تَرَكْنَا فِيْ اَهْلِنَا فَاَخْبَرْنَاهُ وَكَانَ رَفِيْقًا رَّحِيْمًا فَقَالَ ارْجِعُوْا اِلٰى اَهْلِيْكُمْ فَعَلِّمُوْهُمْ وَمُرُوْهُمْ وَصَلُّوْا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِيْ اُصَلِّيْ وَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ اَحَدُكُمْ ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ اَكْبَرُكُمْ (صحیح بخاری کتاب الادب باب رحمۃ الناس والبہائم جزء ۸ ص۱۱)

ہم چند قریب العمر نوجوان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے پاس بیس دن ٹھہرے۔ آپ نے گمان کیا کہ شاید ہم اپنے گھر والوں کے پاس جانا چاہتے ہیں۔ آپ نے ہم سے ان لوگوں کے متعلق پوچھا جن کو ہم اپنے گھروں میں چھوڑ آئے تھے۔ ہم لوگوں نے آپ سے بیان کر دیا، آپ رفیق ورحیم تھے فرمایا کہ اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ اور ان کو تعلیم دو اور انہیں حکم دو (کہ اسلام پر عمل کریں) اور نماز پڑھو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے اور جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے ایک شخص اذان دے پھر تم میں سے جو سب سے بڑا ہو وہ تمہاری امامت کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ فَاُرِيْدُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اَنْ اَخْتَبِئَ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِاُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (صحیح بخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ انما قولنا لشیٔ ۹/۱۷)

ہر نبی کی ایک دعاء (ضرور قبول ہوتی) ہے۔ اگر اللہ نے چاہا تو میرا ارادہ ہے کہ میں اپنی دعاء کو قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لئے محفوظ کر لوں گا۔

آیت زیر تفسیر میں اس جذبۂ ہمدردی وخیر خواہی کا اظہار ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر میں کفار کے لئے پائی جاتی تھی اور جس کا مظاہرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ہوتا تھا۔ پھر اس آیت میں اس رأفت اور رحم وکرم کا اظہار ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک میں مؤمنین کے لئے تھا اور جس کا مظاہرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ہوتا رہتا تھا۔

اس آیت میں کفار کو دو طرح سے ترغیب دی گئی ہے۔ اول یہ کہ رسول کی بات مانو جو تمہارے خیر خواہ ہیں، دوم یہ کہ اگر تم اُن کی بات مان لوگے تو پھر تمہارے ساتھ اُن کا رویہ بڑا مشفقانہ ہوگا۔

آگے فرمایا (فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ) اے رسول، اگر اس ترغیب کے باوجود یہ اسلام سے منہ موڑیں اور ایمان نہ لائیں تو آپ کہہ دیجئے میرے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ وہی واحد الٰہ ہے۔ اس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں۔ تمہاری مخالفت کی مجھے پرواہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ میری مدد کے لئے کافی ہے (عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ) میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں، وہ ضرور میری مدد فرمائے گا۔ اسے ہر قسم کی قدرت ہے (وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ) اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔ اسکی حکومت اور بادشاہت میں کوئی اس کا شریک نہیں۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجئے کہ اس نے آپ کی ہدایت کے لئے ایسا رسول بھیجا جو آپ کا بڑا خیر خواہ ہے۔ اے لوگو، ایسے خیر خواہ پر ایمان لائیے اور اپنی آخرت خراب نہ کیجئے

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجئے کہ اس نے ایسا رسول آپ کی ہدایت کے لئے بھیجا جو آپ پر بہت مہربان ہے۔ ایسے رحم و کرم کرنے والے رسول کی اطاعت کیجئے اور اس کی پیروی کیجئے تاکہ آپ دین و دنیا میں فلاح پائیں۔

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھئے۔ اس کو اپنی مدد کے لئے کافی سمجھئے۔ اس کے سوا کوئی مددگار نہیں لہذا اس پر کامل ایمان اور توکل رکھتے ہوئے بے باکانہ اس کے دین کی خدمت اور تبلیغ میں لگ جائیے۔